بعونہ تعالیٰ

اصول و نظائر دھرم شاستر

ہر دو جلد

تالیف مشعر کلیات و مسائل وراثت و معاہدات و مضامین متفرقہ

مع

انتخابات اُن ہیوستون کے جو عدالتہاے دیوانی تابع احاطۂ ملک بنگالہ مین درباب مسائل مذکور کے تحریر ہوے

بہ الحاق

تنبیہات متضمن توضیح و تشریح

مولفہ

جناب ولیم ہے میگناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی دام اقبالہ کے لالہ مکند لال سب اسسٹنٹ سرجن نے

بہ انتظام

محکمۂ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اُردو مین ترجمہ کیا واسطے فائدہ عام کے

بار پنجم

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

ماہ جنوری

سنہ ۱۸۹۵ء

Aasul Daram Shastre

جلد اول

اصول دھرم شاستر

یعنی

تالیف کلیات و مسائل وراثت و معاہدات و امور متفرقہ

مع

تنبیہات متضمن تشریح و توضیح کے

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھپی

سنہ ۱۸۹۴ء

فہرست مضامین اصول دھرم شاستر جلد اول

دعوی

تمام شد

اصول دھرم شاستر

پہلا باب

حق ملکیت کے بیان مین

چار اقسام کی ملک ہین

دھرم شاستر کے بموجب ملک چار قسم کی ہے۔ غیر منقولہ۔ منقولہ۔ موروثی
مکسوبہ۔ غیر منقولہ و منقولہ گو شاستر کے الفاظ کا ٹھیک ترجمہ ہے مگر اشیائے غیر منقولہ
مین دھرم شاستر کے بموجب دوسری قسم کی ملک بھی داخل ہے مثلاً غلام اور حقوق
خور و نوش اور کفالت ارضی ۱؎ اس امر کی تنقیح مین کوشش کرنا کہ ہندوون کے
خیالات کے بموجب ملکیت کے حق کی بنا کیا ہے یا کہ ہندوستان مین حقوق منفعت
مال غیر منقولہ کی کیا حقیقت ہے اس قسم کی کتاب مین جسکا مقصود صرف یہ ہے کہ روزمرہ
کے عملدرآمد مین اُس سے منفعت حاصل ہو بیفائدہ ہے ہندوون کے قانون دانون نے
(جو شرح و بسط کے ساتھ لکھنے مین مخصوص ہین) استحصال جائداد کے مختلف طریقون
مثلاً مقابضت یا وراثت یا بخشش یا استرا وغیرہ کی تشریح بڑی محنت و موشگافی کے
ساتھ کی ہے۔ اس جگہ اُس حق ملکیت کی نسبت جو وراثت سے حاصل ہوتا ہے
تحقیقات کرنا کافی ہے کیونکہ تمام امور جو مانع انتقال ہین وے اسی استحقاق سے
تعلق رکھتے ہین ورنہ ایک شخص جو لاوارث ہے وہ اپنے مال پر خواہ اُسنے

۱؎ جمتواہن جس سے خلاصہ جلد ۳ صفحہ ۳۴ - مین حوالہ دیا گیا ہے۔

حق ورثت کیونکر پیدا ہوتا ہے -

اُسے کسی ذریعہ سے حاصل کیا ہو بلا قیود اختیار کلی رکھتا ہے - یہ امر ظاہراً مسلم عام ہے
کہ حق مستقل قائم بالوجود ولادت کے رو سے حاصل ہوتا ہے گو کہ اس امر کے ثابت
کرنے کے لیے کہ محض حق مذکور واسطے حاصل ہونے حق ملکیت کے کافی نہیں ہے
بہت مباحثہ ہوا ہے - اور قول فیصل جو اکثرون نے تسلیم کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
حق ملکیت قائم بالوجود ولادت سے حاصل ہو وہ اور قابض حال کا ملکیت سے
بے تعلق ہو جانا موت کے باعث یا کسی اور وجہ سے دو ایسے امر ہین جو ملکر اس حق
ملکیت کو پیدا کرتے ہین استحقاق قائم بالوجود کی تکمیل اُسوقت ہوتی ہے جبکہ امر مانع
دور ہو جاوے ؎ یعنی مالک کے مرجانے یا قانوناً محروم ہو جانے جائداد سے
خواہ اُسکے بخوشی چھوڑ دینے سے اپنے استحقاق کو ؎ مال غیر منقولہ موروثی پر جو
استحقاق حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ محدود ہے اُسکی نسبت یہ امر قرار دیا گیا ہے کہ
جو شخص کہ اُسپر قابض ہو اُسکے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے بھی ایسی ملکیت پر
اسی قدر استحقاق رکھتے ہین جسقدر کہ خود شخص قابض کو حاصل ہے بشرطیکہ وے
اُن عیوب عقلی اور جسمانی سے بری ہون جن سے حقیقتاً ورثہ کی زائل ہو جاتی ہے ؎
حتی کہ شخص قابض کو باستثناے خاص اور ضروری صورتون کے اور کسی صورت مین

؎ سری کرشنا جسکا حوالہ خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۷ مین دیا ہے -

؎ اگر مورث بارہ برس کے عرصہ سے زیادہ مفقود الخبر ہو تو اسکے وارثون کو قانوناً حق ورثت کا پہونچتا ہے
یہ مسئلہ ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۵ - اپریل ۱۸۴۲ء کو فیصل ہوا تسلیم کیا گیا اور یہ قرار
پایا کہ شخص مفقود الخبر کو بارہ برس کے عرصہ کی اجازت دینی چاہیے بعد اس عرصہ کے اُسکا وفات پانا
قیاس کر لیا جاوے گا رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۰۸ دیکھو - مگر بعض علما کی راے یہ ہے کہ یہ عرصہ موافق
عمر شخص مفقود الخبر کے مختلف ہونا چاہیے جلد ۲ مین مقدمہ ۷ کی تنبیہ متعلقہ صفحہ ۹ دیکھو -

؎ مختلف امراض اور جرائم مصنفان دھرم شاستر نے اس قسم کے بیان کیے ہین جو مزیل ورثت
ہین یہ امر ہنوز قرار نہین پایا ہے کہ ہماری عدالتین ان اعتراضون کو جو بعض صورتون مین تو تمامت
خلاف عقل مین داخل ہین کسقدر تسلیم کرین - مقدمہ جسمین اس امر کی نسبت بحث پیش آئی ہے

ملک کے انتقال کا اختیار حاصل نہین ہے اور نہ یہ کہ اپنی اولاد مین کسی کو دوسرے کی نسبت زیادہ حصہ جائداد موروثی کا منتقل کردے نسبت ہر قسم کی ملک منقولہ کے خواہ وہ موروثی ہو یا مکسوبہ اور نسبت ملک غیر منقولہ کے خواہ وہ قابض کی مکسوبہ ہو یا اُسنے اپنے مورثون کے قبضے سے نکل جانے کے بعد اُسکو پھر حاصل کیا ہو اُسکو اختیار انتقال یا تقسیم کا جس طرح وہ مناسب جانے حاصل ہے لیکن عقبیٰ کی جواب دہی اُسکے ذمہ ہوگی سلے چونکہ باپ کو درباب ملک غیر منقولہ موروثی کے اختیار کلی حاصل نہین ہے اور دہرم شاستر مین وصیت نامون کا کچھ ذکر نہین ہے تو معلوم ہوا کہ وصیت نامون کو بالکل بیکار تصور کرنا چاہیے اور جب کہ اُنکے مضامین قانون کے خلاف ہون تو اُنپر کچھ لحاظ نہ کرنا چاہیے ورنہ ہر شخص مجاز اسکا ہو جائیگا کہ اس انتقال کو جو وہ اپنے حین حیات نہ کرسکتا بعد اپنی وفات کے نافذ کرادے سلے اور وصیت

بیان ممانعت انتقال ملک کا

وصیت نامون کا بیان۔

صرف ایک مندرج رپورٹ ہوا ہے جو کہ بنگالہ کی رپورٹ جلد دوم صفحات ۱۰۰۔ اور ۲۵۷ مین ملیگا۔ اور بمبئی کی رپورٹ جلد اول کے صفحہ ۱۴۱ مین ایک مقدمہ مندرج ہے جسمین ایک بیوہ کا دعویٰ اپنے خاوند کی جائداد پر اسوجہ سے ناجائز ٹھہرا کہ وہ نابینا تھی۔ وے سبب جنکے باعث سے استحقاق وراثت جاتے رہتے ہین اُنکی تفصیل خلاصۂ دہرم شاستر کی جلد سوم ص ۲۹۰ مین اور اصول دہرم شاستر کے ص ۳۳۵ مین مندرج ہے اور اُسی کتاب کی جلد دوسری مین ایک باب ہے جسمین وراثت سے محروم رہنے کا ذکر ہے اور تنبیہ متعلقہ اُسکی بہت سے اُن سببون کی تفصیل ہے جنکے باعث سے استحقاق وراثت نہین پہونچتا۔ جنکا تمہ خلاصۂ جلد سوم ص ۵۰۴۔

سلے خلاصہ در وصیت جلد ۱ صفحہ ۳۲۔

سلے درباب اختیار وصیت ہندوون کے توضیحات دہرم شاستر کی کتاب کے صفحہ ۳۲۰۔ مین بہت بحث لکھی ہے اور اُسمین کول بروک صاحب کی راے کا (کہ جسکے مطابق وہ مسئلہ ہے جو بیان مذکور ہے) حوالہ دیا گیا ہے۔ مقدمہ ہری بلب گنگارام مدعی بنام کیشورام شیودہن مدعا علیہ کو بھی بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۔ مین دیکھو اُسمین عذر جو وصیت پر مبنی تھا بمقابلہ وارثون کے نامنظور اور خلاف دہرم شاستر متصور ہوا مقدمہ سوبھارام شیودہن مدعیان بنام برمانند بھیم چند مدعا علیہا کو

صرف اُسکو کہتے ہین کہ ایک شخص قانون کے موافق اپنے ارادے جسکو وہ چاہتا ہے
کہ اُسکی وفات کے بعد عمل مین آوین اظاہر کرے لیکن ایسی خواہش جو قانوناً منع ہو
اظہار جائز اُسکے ارادون کا متصور نہوگی ممکن ہے کہ موت کے خیال سے ایک شخص کوئی
شے بطور بخشش کے دے مگر ذکر ایسے وصیت نامہ کا جس سے قانون انگلشیہ مراد ہے
دھرم شاستر مین بالکل نہین ہے اور اس طرح کی بخشش صرف اُن ہی صورتون مین
جائز ہوگی بلحاظ جنکے اور بھی عطیہ جائز خیال کیے جاتے ہین مگر جو امر کہ مین حیات
نہین کیا جا سکتا وہ وصیت کی روسے بھی نہین ہو سکتا۔ چنانچہ ملک غیر منقولہ موروثی
کی غیر مساوی تقسیم ایک ایسا امر ہے جو کسی طرح درست نہین ہے بعض اُمور ایسے ہین
کہ وے قانوناً منع ہین لیکن اگر وے عمل مین لائے جاوین تو بموجب دھرم شاستر
بنگالہ کے ناجائز متصور نہین ہو سکتے اور اگرچہ وے ازروے اخلاق درست
نہین ہین اور ایک معنی کر کے خلاف دھرم شاستر بھی ہین مگر پھر بھی وے ناجائز
تصور نہین کیے جا سکتے مثلاً باپ کو اگرچہ اپنے مال مکسوبہ پر اختیار کلی حاصل ہے مگر
اُسکو یہ امر منع ہے کہ وہ ایسی ملک کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے یعنی
ایک کو ترجیح دے اور دوسرے کو بغیر کسی وجہ موجہ کے حقیت سے محروم رکھے یہ امر
بطور مسئلہ کے دار بھاگ مین لکھا ہے نہ بطور قانون قطعی کے۔ کتاب مذکور مین لکھا ہے
کہ ایک ہبہ یا انتقال ایسی صورتون مین باطل نہین ہے اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے
وہ سنتو مسائل سے بھی بدل نہین جا سکتا۔ اس مسئلہ مین کوئی امر خلاف اُن مسائل
کے نہین ہے جنکے روسے باپ کو ایسی ملک پر اختیار کلی کا حاصل ہونا ظاہر ہوتا ہے
بلکہ وہ مؤید اُنکا ہے لیکن اسی مسئلہ کے روسے خیال کیا گیا ہے کہ ملک غیر منقولہ موروثی کی

بیان مسئلہ وقعت امور منع کا۔

اُسی رپورٹ کے ص ۱۷۰ مین دیکھو اور مقدمہ مدعیہ سماۃ گلاب بنام سماۃ پھول مدعا علیہا کو بھی
جلد اول کے ص ۲۵۴ مین دیکھو۔ مقدمہ گنگا رام وسون ناتھ مدعیان بنام تاپی بائی مدعا علیہا
اُسی جلد کے ص ۲۰۲ مین دیکھو۔ اور مقدمہ تلجا رام ہرجیون مدعیان بنام ہربھرم وغیرہ مدعا علیہم
اُسی جلد کے صفحہ ۴۰۰ مین ملاحظہ کیا جاے اصول دھرم شاستر کے ص ۹۔ اور ص ۴۰۵ بھی دیکھنا چاہیے

غیر مساوی

غیر مساوی تقسیم بھی جائز ہوسکتی ہے اور اسی وجہ سے اس مسئلہ کی تعبیر صریح خلاف
اُس قانون قطعی کے کی گئی ہے جسکی روسے ملک مذکورہ بالا کا مالک باپ اور بیٹا
یکسان ہے۔ لیکن در اصل یہ تعبیر اس مسئلہ کی نہین ہوسکتی۔ اس سے ایک مروج قانون
منسوخ نہین ہوسکتا گو اس سے یہ تعبیر ہوسکتی ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ بلحاظ
اُس اختیار کے جو قانون کی روسے صراحتاً حاصل ہے غیر موثر ہوگا یعنی اس سے یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک امر قانوناً درست ہوسکتا ہے مگر اخلاق کی روسے
قابل اعتراض ہے۔ مثلاً شریک کو منجملہ جائداد مشترکہ موروثی کے اپنے حصہ کا انتقال کرنا
منع ہے اور متاچھرا کے اصول کے بموجب ایسا امر بلا اشتباہ ناجائز اور باطل ہوگا کیونکہ
متاچھرا کی روسے جبتک کہ تقسیم بلکیت نہووے علیحدگی حق کی جائز نہین ہوسکتی اور
نہ اُسکے روسے مسئلہ وقعت امر واقع کا جائز ہے۔ لیکن داد بھاگ مین یہ مسئلہ جائز
ہے اور قبل از جدا ہونے شریکوں کے ہر ایک شریک کو حق علیحدہ (گو اُسکا تعین نہوا ہو)
حاصل ہے۔ اور ایسی صورت مین بیع یا اور طرح کا انتقال جو کسی شریک کی جانب سے
نسبت اُسکے خاص حصہ کے وقوع مین آئے وہ جائز اور واجب التعمیل ہوگا۔

کن صورتوں سے مسئلہ اندا اور متعلق ہے۔

بمقدمہ بھوانی پرشاد گواہ مدعی بنام مسماۃ تارامنی مدعا علیہا کے صدر دیوانی عدالت
سے یہ تجویز ہوئی کہ دھرم شاستر کے مطابق جو بنگالہ مین جاری ہے ایک شخص اپنے
حصۂ ملک موروثی غیر منقولہ کو بطور ہبہ یا کسی اور طرح پر جسکو چاہے دے سکتا ہے گو
اُسکی دختر یا نواسہ بقید حیات ہوں لیکن نندرام وغیرہ کے مقدمہ مین یہ فیصلہ پایا کہ بموجب
قانون متمشیہ ملک بہار کے ایک ہبہ مشترک غیر منقسم ملک کا غیر منقولہ ہو یا منقولہ ناجائز ہے
گو وہ بقدر حصۂ خاص واہب کے ہو۔ ہمین معلوم ہے کہ جس مسئلہ کی بابت ہم

صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد سوم ص ۱۳۰۔ وہی مسئلہ رام کنہی رائے وغیرہ مدعیان اور بنگ چند
بنو چیا مدعا علیہ کے مقدمہ مین قائم کیا گیا تھا اسی رپورٹ کے ۱۷ص مین دیکھو۔ اور اسی مطلب پر کولبروک صاحب
نے اول جلد کی تنبیہ متعلقہ ص ۷۴۔ اور ۱۱۷ مین بہت مفصل لکھا ہے۔

نندرام وغیرہ مدعیان اور کاشی پانڈے وغیرہ مدعا علیہ کا مقدمہ صدر دیوانی رپورٹ جلد ۲

اس جگہ بحث کر رہے ہین اُسکے برعکس مقدمات فیصل ہوے ہین اُنکا ہم اس جگہ مختصر بیان کیا چاہتے ہین - اول مقدمہ رشتاک لال دت اور ہرنال دت کا ہے جو مدن موہن دت مدعی کے وصیت نامہ کے وصی تھے اور جسمین چیتن چرن دت مدعا علیہ تھا چنانچہ مقدمہ کو سر طامس اسٹرینج صاحب نے اپنی کتاب اصول دھرم شاستر مین بطور نظیر مندرج کیا ہے۔ صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ یہ مقدمہ ۱۸۰۹ع کے قریب فیصل ہوا اور موصی ایک ہندو چار بیٹون کا باپ تھا اور اُسکے قبضہ مین دونون قسم کی ملک یعنے موروثی اور کسوبہ تھین - سب سے بڑے بیٹے کے واسطے اُسنے کچھ نوکری کی تدبیر کردی اور تین چھوٹے بیٹون کو حین حیات اپنے سرمایہ بقدر ضروریات کے دیا اور اُسنے مناسب یہ سمجھا کہ کُل اپنی ملک دونون چھوٹے بیٹے کو دے اور دو بڑے بیٹے ورثہ سے محروم رہین - اُنمین سے ایک وصیت کی نسبت معترض ہوا جب کہ اس مقدمہ مین پنڈتون سے راے طلب ہوئی تو اُنھون نے مختصر جواب مین ایسے وصیت نامہ کو صحیح اور جائز قرار دیا اور سر ولیم جونز صاحب اور سر رابرٹ چمبرز صاحب نے اس راے کے ساتھ اتفاق کیا مولف اصول دھرم شاستر یہ بھی فرماتے ہین کہ اسمین پنڈتون کی راے غالباً بموجب مسئلہ مروجہ بنگالہ کے تھی یعنی یہ امر گو کتنا ہی معمولی قاعدون وراثت اور قانون کے خلاف ہو مگر پھر بھی اُسکے صحیح ہونے مین کچھ کلام نہین ہے اسکا جواب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وسے سبب جسکے باعث سے پنڈتون نے اس طور پر بیوستہ دیا اور حکام نے فیصلہ کیا محض قیاسی ہین اور اگر ایسے ہی قیاسی امور جائز رکھے جائین تو جملہ قوانین بیکار ہوجاتے ہین اور مسئلہ وقعت امر واقع باعث تنسیخ ہر مسئلہ اور جواز ہر فعل کا ہوجاتا ہے - چونکہ اس مقدمہ کا مفصل احوال نہین لکھا گیا ہے

مقدمات جنمین مسائل وصیت یا ہبات اور بٹوارہ اور تقسیم ملک شامل ہین -

۴ اور ص ۲۳۲ مین دیکھو وہی مسئلہ اُمان دت مدعی اور کنھیا سنگھ مدعا علیہ کے مقدمہ مین قائم رکھا گیا تھا اُسی رپورٹ کے ص ۱۴۲ مین دیکھو -

ص ۲۶۲ -

لہذا اسپر بطور نظیر استدلال مناسب نہین ہے —

دوسرا مقدمہ ایشان چندر راے مدعی اور اشیر چندر راے مدعا علیہ کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۳۔ فروری ۱۷۹۲ء مین فیصل ہوا — اس مقدمہ مین ندیا کے زمیندار نے اپنے چار بیٹون مین سے سب سے بڑے بیٹے کو اپنی کل زمینداری بصورت وصیت بخش دی تھی اس شرط پر کہ باقی چھوٹے بیٹون کو کل نان خرچ ملا کرے — عدالت مین وہ ہبہ جائز ٹھہرا۔ بیان یہ ہے کہ اس راے کی تائید مین پنڈتون نے ۹ - دلیلین پیش کین انمین سے سواے ایک پچھلی وجہ کے اور کوئی وجہ قابل لحاظ معلوم نہین ہوتی اور اخیر وجہ انکی یہ ہے کہ سب سے بڑے بیٹے کو کل ریاست کا دیدینا جائز و درست ہے یہ امر بلا شک صحیح ہے اور اگر زمینداری کو بطور ایک ریاست کے سمجھ لین تو اس مسئلہ کا اسپر اطلاق ہوگا اور صرف یہی وجہ واسطے جواز معاملہ بخشش کے کافی ہے —

ریاست بلا شک اُن چیزون مین شمار کی گئی ہے جنکی تقسیم نہین ہوسکتی ہے اور بقیہ وجوہات جو پنڈتون نے پیش کین اُنکا جواب مختصر یہ ہے - اول وجہ انکی یہ تھی کہ بموجب دھرم شاستر کے جبکہ باپ اپنی محبت سے کسی اپنے بیٹے کو کچھ عطا کرے تو اسمین بھائیون کی شرکت نہین پہونچے گی مگر اسپر اعتراض یہ ہے کہ یہ مسئلہ اُس صورت مین درست ہے جبکہ ملک موروثی نہو جسپر کہ باپ کو اختیار کلی حاصل ہوتا ہے دوسری وجہ انکی یہ تھی کہ جو شئے جائز ذریعون سے حاصل ہوتی ہے کہ اُنکی تفصیل مین وراثت بھی داخل ہے اُسکا بخشش دینا جائز ہے مگر اس وجہ مین ایسی قسم کی شئے کا حاصل ہونا فرض کیا گیا ہے جسمین کہ دوسرا شخص شریک ہونے کا مستحق نہو موروثی وراثت فرض نہین کی جاسکتی کیونکہ موروثی وراثت کی نسبت لکھا ہے کہ اسپر باپ اور بیٹے دونون کا برابر حق ہے — تیسری وجہ یہ تھی کہ منجملہ ورثہ کے ایک وارث ملک غیر منقسم مین سے اپنا حصہ منتقل کرسکتا ہے — یہ امر البتہ تسلیم

صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد اول ص ۲ —

کیا گیا ہے مگر آئین یہ بات نہین ہے کہ وہ شخص اورون کے حصون کو بھی منتقل کردے۔ چوتھی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ باپ کو اراضی کا دے ڈالنا منع ہے مگر پھر بھی اگر وہ ایسا کرے تو یہ امر صرف داخل گناہ ہے اور ہبہ قائم رہے گا مگر یہ مسئلہ صرف اُس صورت مین درست ہے جب کہ ملک اُس قسم کی ہو جسپر کہ باپ کا اختیار کلی ہے یہ مسئلہ اُس قانون پر مؤثر ہوگا جسمین صریح لکھا ہے کہ باپ کا حق موروثی جائداد پر اُسی قدر ہے جتنا کہ اُس جائداد پر اُسکے بیٹے کا ہے۔ پانچوین وجہ یہ تھی کہ رگھنندن نے جو دائتو مین یہ قید لگائی ہے کہ باپ سوائے کپڑے اور زیور کے زمین کو اپنے بیٹون مین سے صرف ایک کو نہین دے سکتا وہ جمتواہن کی رائے کے خلاف ہے جسکے مسئلہ کو خود اُسنے اختیار کیا ہے مگر دراصل ایسا اختلاف نہین ہے کیونکہ جمتواہن کی رائے یہ ہے کہ اگر باپ ایسا کرے تو صرف قابل الزام ہے۔ علاوہ ان مراتب کے کہ جو اوپر لکھے گئے ہین یہ بھی لکھنا مناسب ہے کہ یہ مقدمہ چچا نے اپنے بھتیجے پر دائر کیا تھا اور دعوے اُسکا واسطے دلائے جانے ایک حصہ منجملہ اُس جائداد کے تھا جو پیشتر تمام و کمال مدعی کے بھائی کو ورا‌ثتاً پہونچی تھی اور جو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تقسیم نہین کی گئی تھی [1]

تیسرا مقدمہ رام کمار نیائی پچپتی مدعی بنام کشن کنکر ترک بھوسن مدعا علیہ ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۴ تاریخ نومبر ۱۸۱۲ء مین فیصل ہوا [2] اس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ باپ کا ہبہ کر دینا کل موروثی جائداد کا ایک بیٹے کو اور محروم رکھنا باقیون کا بلکہ ہبہ کر دینا ایک بیگانہ شخص کو بموجب مسائل مجاریہ بنگالہ کے جائز فعل ہے گو اخلاق سے بعید ہو۔ پنڈتون نے جو اس مقدمہ مین اپنی رائے دی ہے اُسکی تردید کے واسطے

---

[1] اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ کو دیکھو ص ۱۳۴۔

[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲۔ ص ۴۲۔

صرف اُن ہی حوالون پر حصر کرنا کافی ہے جو انھون نے دیے ہین اور جو واسطے قائم
کرنے مسئلہ نقیض کے زیادہ تر موضوع ہین اور جو حوالے کہ انھون نے اپنی رائے
مذکورۂ بالا کی تائید مین دیے ہین وے یہ ہین اول وشن کا قول جو دایبھاگ
مین نقل ہے " جبکہ باپ اپنے بیٹون کو علیحدہ کر دیتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ
وہ اپنی دولت مکسوبہ کو جسطرح چاہے تقسیم کردے " دوم دایبھاگ سے یہ قول
منقول ہے " کہ باپ جواہرات اور موتی اور اور منقولہ اشیاء کا مثل اشیاے
خاص مکسوبہ اپنے مالک ہے گو وے چیزین وراثت مین دادا سے حاصل ہوئی ہون
اور خود حاصل نہ کی گئی ہون اور اُسکو اختیار ہے کہ وہ غیر مساوی طور پر اُنکو تقسیم
کردے " جیساکہ جاگیلک نے لکھا ہے " کہ جواہرات اور موتی اور مونگہ اور منقولہ
مال کا باپ مالک ہے لیکن غیر منقولہ جائداد کا نہ باپ مالک ہے نہ دادا " چونکہ
یہان نام دادا کا لکھا ہے لہذا اِس قول کو اُسکے مال منقولہ سے بھی متعلق تصور
کرنا چاہیے اور لفظ " اور " جو بعد لکھنے الفاظ جواہرات اور موتی وغیرہ کے لکھا ہے
اُسسے ظاہر ہوتا ہے کہ باپ کو اختیار ہے کہ سواے زمین یا اور مال غیر منقولہ مثلاً
خورونوش و غلام وغیرہ کے اور کل مال کو بخش دے یا جسطرح چاہے انتقال
کردے چونکہ اِسی کتاب مین لفظ کل جائداد غیر منقولہ کا آیا ہے تو اُسکی روسے
بخش دینا یا کسی اور طرح پر منتقل کر دینا غیر منقولہ ملک اور اور ایسی قسم کی جائداد
کا منع ہے کیونکہ ایسی جائداد خاندان کی پرورش کے واسطے ہے اور خاندان کی
پرورش ایک نہایت ضروری فرض ہے جیساکہ منو نے تاکیداً یہ لکھا ہے کہ پرداخت
اُن اشخاص کی جنکی پرورش کرنی ضرور ہے عمدہ ذریعہ بہشت حاصل کرنے کا ہے اور اگر
وے لوگ تکلیف اُٹھاوینگے تو اُس آدمی کے لیے جو باعث تکلیف رسانی ہو دوزخ
ہے۔ اسی واسطے مالک خاندان کو اپنے عیال کی پرورش مین متوجہ رہنا ضرور ہے
ایک تھوڑا سا حصہ اُس ملک مین سے جو خاندان کی پرورش کے واسطے ہو بخش دینا
یا منتقل کر دینا منع نہین ہے اسواسطے کہ اگر تھوڑا سا حصہ بھی بخش دینا منع ہوتا

توپھر لفظ "کل" کا جو لکھا ہے اُسکا لکھنا بے معنی تھا۔ جاگبلک کا قول جو تشریحات بوکھم
مین منقول ہے اُسمین یہ لکھا ہے کہ "اُن افعال کے نہ کرنے سے جنکے کرنے کا حکم ہے اور
اُن افعال کے کرنے سے جو گناہ مین داخل ہے اور خواہش کو اپنی قدرت مین نہ رکھنا
ایسے امور مین جنکے باعث سے ایک شخص کو عقبیٰ مین سزا ملے گی" پس جو جو اسے
مذکور بصدر کہ سندتون نے اس مقدمہ مین دیے ہین اُنپر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ
وے اُس مسئلہ کی تائید کے واسطے مطلق کافی نہین ہین جس سے اُنکا متعلق کرنا
مقصود تھا۔

چوتھا مقدمہ شام سنگھ مدعی بنام مسماۃ امراوتی مدعا علیہا کا ہے جو صدر دیوانی
عدالت سے ۲۰۔ تاریخ جولائی ۱۸۱۲ء مین فیصل ہوا[1] اس مقدمہ مین یہ قرار پایا
کہ دھرم شاستر کے بموجب جو کہ متھلا مین جاری ہے باپ اپنی کل موروثی جائداد
صرف ایک بیٹے کو باقیون کو محروم رکھکر نہین دے سکتا ہے مولف توضیحات
دھرم شاستر اس مقدمہ کی نسبت رائے تحریر کرکے یہ مستنبط کرتے ہین کہ اگر صدر دیوانی
عدالت اُس دھرم شاستر پر جو بنگالہ مین جاری ہے لحاظ فرماتی تو بلاشک اس ہبہ کے
جائز رکھنے مین کچھ شک وشبہہ نفرماتی۔ لیکن یہ نتیجہ جو صاحب موصوف نکالتے ہین اُسکے
واسطے کوئی وجہ نہین ہے سوا اُن غلط مسائل کے جو اوپر کے دو مقدمون کے
بیان مین لکھے گئے ہین اور بجز اس امر کے کہ فریقین مین تنازع یہ تھا کہ کس قانون کے
بموجب فیصلہ مقدمہ کا ہونا چاہیے۔

پانچوان مقدمہ بھوانی چرن بھوجیا مدعی بنام وارثان رام کنت بھوجیا مدعا علیہم
کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۷۔ دسمبر ۱۸۱۶ء کو فیصل ہوا[2] اس مقدمہ مین
یہ امر تجویز ہوا کہ باپ جو موروثی غیر منقولہ جائداد کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر
تقسیم کرے تو یہ امر خلاف قانون اور ناجائز ہے اور نیز غیر مساوی تقسیم اُس مال

[1] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۹۔
[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ ص ۲۰۲۔

کی جو باپ نے خود حاصل کیا ہے اور علی ہذا القیاس مال منقولہ موروثی کی بھی غیر مساوی
تقسیم ناجائز ہے بشرطیکہ وہ اُس وجہ کے باعث سے کی گئی ہو جس وجہ سے کہ قانوناً
ایک شخص کو تقسیم کرنے کا اختیار حاصل نہین رہتا ہے - اس مقدمہ مین باپ کے
اختیار کی تحقیقات کامل ہوتی تھی جب کہ پنڈتان متعلقہ صدر دیوانی عدالت کی
رائے مین اختلاف ہوا تب سوال مرقومہ ذیل تارا چند اور مرتن جاسے پنڈتان
سوپریم کورٹ اور نرہری پنڈت متعلقہ عدالت ضلع کلکتہ اور رام جیا پنڈت متعلقہ
فورٹ ولیم کالج کے پاس بھیجا گیا وہ سوال یہ تھا کہ ایک شخص جسکا بڑا بیٹا زندہ ہو اور
وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو تمام جائداد موروثی و مکسوبہ منقولہ اور غیر منقولہ ہبہ کر دے تو
ایسا ہبہ بموجب دھرم شاستر کے جو بنگالہ مین جاری ہے جائز ہے یا نہین اور اگر یہ
ناجائز ہے تو ایسا ہبہ منسوخ کیا جا سکتا ہے یا نہین - اس سوال کا جواب چار پنڈتون
مذکورۂ بالا نے اپنے دستخط کر کے بھیجا - اگر باپ جسکا بڑا بیٹا زندہ ہو اور وہ تمام اپنا مال
مکسوبہ منقولہ یا غیر منقولہ چھوٹے بیٹے کو بخش دے اور نیز مال موروثی منقولہ بھی دیدے
تو یہ ہبہ جائز ہے مگر ہبہ کرنے والا پاپی ہے اگر سب بیٹے کے جیتے جی وہ اپنے چھوٹے
بیٹے کو کل ملک موروثی غیر منقولہ بخش دے تو یہ ہبہ ناجائز ہے لہذا اگر ایسا ہبہ
کیا جاسے تو وہ قابل منسوخی ہے - عالمون کی رائے ایسے ہبہ کے منسوخ کرنے
کے باب مین متفق ہے کسواسطے کہ ایسا ہبہ بدرجۂ اولی ان وجوہ سے ناجائز ہے کہ
باپ کو اختیار نہین ہے کہ غیر منقولہ موروثی جائداد کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر
تقسیم کرے اور وہ کل جائداد کا مالک نہین ہے اور جائداد جو موروثی ہے اور اُسکی
خاص مکسوبہ یعنی دوبارہ حاصل کی ہوئی نہین اُسکو اُسے اپنے بیٹون مین تقسیم کرنا
واجب ہے گو یہ امر اُسکی مرضی کے خلاف ہو اور وہ ایسی جائداد کو تقسیم نہین کر سکتا
جب تک کہ مان کو ماہواری معمول ہوتا رہے کیونکہ شاید بعد تقسیم کے کوئی اور
بیٹا پیدا ہو اور وہ اپنے حق سے محروم رہے اور جب تک کہ اُسکے بیٹے زندہ ہین
اُسوقت تک اُسکو جائداد موروثی پر اختیار کلی حاصل نہین ہے -

راے مذکورۂ بالا کی تائید مین حوالے یہ ہین۔
۱۔ وشن سے دا ا بھاگ مین منقول ہے کہ "جو دولت کہ اُسنے بذات خود حاصل کی ہے اُسکی تقسیم اُسکی مرضی کے مطابق ہوگی"۔
۲۔ جاگبلک سے دا ا بھاگ مین منقول ہے "کہ باپ جواہرات اور موتی اور مونگہ اور اور منقولہ مال کا مالک ہے"۔
۳۔ دا ا بھاگ مین لکھا ہے "کہ باپ جواہرات اور موتی اور اور منقولہ اشیاء کا مثل اشیاے خاص منسوبہ اپنے مالک ہے گو وے چیزین وراثت مین دادا سے حاصل ہوئی ہون اور خود حاصل نہ کی گئی ہون"۔
۴۔ دا ا بھاگ مین لکھا ہے "لیکن ایسا نہ ہوگا اگر وہ غیر منقولہ جائداد ہے اور دادا سے ورثہ مین ملی ہے اسواسطے کہ اُنکا استحقاق اُس جائداد پر برابر ہے ایسی صورت مین باپ کو بلا قیود اختیار حاصل نہین ہے"۔ بلا قیود اختیار حاصل ہونے کے معنی سری کرشنا ترک النکار نے یہ لکھے ہین کہ اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ اپنی خوشی کے مطابق وہ جائداد کو علٰحدہ کردے۔
۵۔ دا ا بھاگ مین لکھا ہے "چونکہ یہ امر بطور ایک وجہ کے بیان ہوا ہے کہ باپ کل دولت کا مالک ہے مگر دادا کی جائداد کا نہین ہے تو اس صورت مین غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا باپ کا صرف اُسی صورت مین جائز ہے جب کہ دولت خاص اُسکی اپنی منسوبہ ہو"۔ عبارت مذکورۂ بالا پر سری کرشنا نے یہ شرح کی ہے۔ اگرچہ درحقیقت مین باپ مالک کل جائداد کا ہوتا ہے جو کہ اُسکو اُسکے مورثون سے ورثہ مین ملی ہے مگر یہی استحقاق سے جسکا یہان ذکر ہے صرف مالک ہونا مراد نہین ہے بلکہ اس امر کے اختیار حاصل ہونے سے کہ جایداد کو چاہے جس طرح علٰحدہ کرسکے باپ کو ایسا اختیار کل جائداد موروثی پر نہین ہے۔

۶- دایہ بھاگ ہی سے منقول ہے" اگر باپ اپنی جائداد موروثی کو بیگانہ آدمیون سے جو اُسپر غصباً قابض ہوگئے ہون حاصل کرے اور اور حصہ دار حاصل نہ کرسکین اور نہ اُسکے اپنے باپ کو حاصل ہوئی ہو تو اُس صورت مین اگر اُسکی مرضی نہو تو اُسکے بیٹون کا حصہ اُسمین نہین پہونچتا اسواسطے کہ اُس جائداد کو گویا اُسنے خود حاصل کیا ہے"۔ اس فقرہ مین سنوادر روشن نے یہ فرمایا ہے" کہ اگر اُسکی مرضی نہو تو اُسکے بیٹون کا حصہ اُسمین نہین پہونچتا" اس سے اُنکی یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ ایک موروثی جائداد جو اُسکے باپ کی مکسوبہ یعنی دوبارہ حاصل کی ہوئی ہو اُسکی مرضی کے خلاف بھی بیٹون مین تقسیم ہوسکتی ہے —

۷- دایہ بھاگ مین جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے" کہ جب مان کی عمر اسقدر ہوگئی ہو کہ اُسکے اولاد پیدا نہ ہوسکے" وہ نسبت اُس جائداد کے ہے جو دادا اُسے وراثت مین پہونچے —

چونکہ ماہواری معمول بند ہوجانے سے اور اولاد پیدا نہین ہوسکتی لہذا بیٹون کے باہم تقسیم ہوسکتی ہے مگر با اینہمہ باپ کی مرضی درکار ہے —

لیکن اگر موروثی جائداد اسوقت تقسیم ہوجاسے جبکہ مان اولاد پیدا ہونے کے قابل ہو تو جو اولاد کہ بعد ازان پیدا ہو پرورش سے محروم رہینگے اور یہ امر درست نہین ہے کیونکہ ایک قول یہ ہے" وے جو پیدا ہوگئے ہین اور وے جو ابھی نہین پیدا ہوے اور وے جو فی الواقع مان کے پیٹ مین ہین اُن سب کے واسطے ذریعہ پرورش چاہیے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا مذموم قرار دیا گیا ہے" سری کشن تعبیر کرتا ہے کہ وجہ معاش کا تلف کرنا موروثی دولت کے حصے سے محروم رکھنا مراد ہے دوایت نرنے مین لکھا ہے کہ اگر اولاد موجود ہے تو والدین کو موروثی دولت پر اختیار نہین ہے اور چونکہ یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اُنکو کچھہ اختیار نہین ہے اس لیے اگر اُنسے کوئی ناجائز فعل سرزد ہو تو وہ باطل سمجھا جاویگا بلکنشم سے بدھانتی مین منقول ہے کہ جو چیز ملکیت مین نہین ہے اُسکی بیع کو

حاکم ناجائز ٹھہرا دے اور اُس ہبہ یا رہن کو بھی جسکے عمل مین لانے کا مالک مجاز نہو ملکیت مین نہونے سے مراد یہ ہے کہ جائداد پر اتنا اختیار کلی نہو کہ جس طرح چاہے اُس طرح علیحدہ کر دے - نارد کا قول ہے کہ "جو فعل کہ بچے سے ہو یا کسی ایسے شخص سے جسکو اُسکے کرنے کا اختیار حاصل نہین ہے تو اُسکی نسبت یہ خیال کرنا چاہیے کہ گویا عمل مین نہین آیا ہے کیونکہ علماے قانون نے ایسا ہی لکھا ہے"۔

مین نے راے مرقومۂ بالا کو مع اُن جوابون کے جو اُسکی تائید مین دیے گئے ہین مفصل لکھا ہے کیونکہ اس مطلب پر جو کچھ کہ ابتک لکھا گیا ہے اُسمین سے یہ مقولہ نہایت معقول ہے جائداد غیر منقولہ موروثی کے انتقال ناجائز کو باطل ٹھہرانے سے قانون پر یہ حرف نہین آتا کہ وہ بیکار ہے اور بیٹے کے حق مین یہ حفاظت ہوتی ہے کہ باپ کی تلون مزاجی اُسے اُس چیز سے محروم نہ کرے جسکی بابت دھرم شاستر مین باربار اور صراحتاً لکھا ہے کہ جائداد کے دونون برابر مالک ہین - اس امر کی نسبت رام کنت کا مقدمہ سب سے پہلا ہے جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ مین مندرج ہے مصنف توضیحات دھرم شاستر نے[1] بہت سے مقدمون کا حوالہ دیا ہے جنمین ہندوون کے وصیت نامے سوپریم کورٹ مین خلاف مسئلہ مرقومۂ بالا کے جائز رکھے گئے ہین ان مقدمون مین سے ایک نہایت عجیب مقدمہ شاید راجہ نوب کشن کے وصیت نامہ کا ہے راجہ ممدوح کے کو صلبی بیٹا اور ایک متبنی تھا مگر باوجود اسکے اُنھون نے اپنے موروثی تعلقہ کو بھائی کے بیٹون کے نام لکھ دیا مگر اس مقدمہ مین اور اور مقدمون مین مسئلہ دھرم شاستر کی نسبت کبھی توجہ نہین کی گئی تھی صرف امور واقع کی بحث طرفین مین تھی — حاصل کلام یہ ہے کہ دایہ بھاگ جسکے باعث سے شبہات اور دقتین اس امر مین واقع ہوئی ہین اُس سے اختیار جائز جائداد کے انتقال کا صرف

[1] اس باب کو دیکھو جسمین وصیت نامون کا ذکر ہے ص ۳۱۶۔

اُس صورت مین حاصل ہونا متصور ہے جب کہ اور قول اُسکا صراحتاً مانع نہ ہو۔
مثلاً بنگالہ مین باپ اپنے خاص مال مکسوبہ یا موروثی مال منقولہ کو اپنے بیٹون مین
غیر مساوی طور پر تقسیم کرسکتا ہے کس واسطے کہ گو یہ حکم ہے[1] کہ باپ اپنی زندگی
مین ایک بیٹے کو تقسیم مال کے باب مین ترجیح نہ دے اور بغیر کسی وجہ کافی کے کسی
بیٹے کو اُسکے حصے سے کبھی محروم نہ رکھے مگر چونکہ ایک اور مقام مین یہ لکھا ہوا ہے
کہ باپ تمام مال منقولہ اور مکسوبہ کا مالک ہے لہذا[2] اس مسئلہ کی رو سے کہ جو امر
واقعی ہے وہ نشو وسائل سے بدل نہین جا سکتا اس جگہ خلاف ورزی حکم اقتناعیہ
مذکور کی لازم آتی ہے کیونکہ بعض مقولے ایسے ہین کہ جنسے اختیار بلا قیود حاصل
ہے اور علی ہذا القیاس بعض ایسے ہین جو اس دستور کو قبیح قرار دیتے ہین
اور وے باعتبار وثوق مساوی ہین ہندوستان کے اور مقامات مین جہان
کہ مسئلہ مذکور جاری نہین ہے وہان حکم مرقومۂ بالا بخوبی نافذ ہے اور کوئی انتقال
جو منع ہے ناجائز متصور ہوگا[3]

موروثی غیر منقولہ جائداد جس طرح سے خوشی ہو اسطرح انتقال نہین کیجا سکتی

اس مطلب پر تقسیم ملک کے باب مین پھر ذکر ہوگا

باب دوسرا

حق وراثت کے بیان مین

بیٹون کا ذکر۔

بموجب احکام دھرم شاستر کے جو بالفعل وراثت کے باب مین جاری ہین
تمام صحیح النسب بیٹے جو بالاتفاق اپنے باپ کے ساتھ زمانۂ وفات اُسکے رہتے ہون

[1] کاتیائن سے خلاصہ جلد ۲ ص ۵۴۰ مین نقل ہے۔
[2] جاگیلاک خلاصہ جلد ۲ ص ۱۵۹۔
[3] اصول دھرم شاستر کی جلد اول ص ۱۲۳ اور اُسکے ضمیمہ کے باب اول کو دیکھو اور بیٹی کی ۲

اسکی ملک غیر منقولہ و منقولہ موروثی اور مکسوبہ کے برابر وارث ہین زمانۂ سابق مین کسی قدر وہ قانون جاری تھا جسکی روسے سب سے بڑا لڑکا وارث کل مال غیر منقولہ کا ہوتا ہے لیکن یہ قانون مع اور رسوم کے زمانۂ حال یعنے کلجگ مین منسوخ ہوگیا ہے ۲ حق قائم مقامی کا پرپوتے تک پہونچتا ہے یعنی پوتا اور پرپوتا جس حال مین کہ ایک کا باپ اور دوسرے کا باپ اور دادا مرجائین تو وے برابر حصے بعوض باپ اور دادا متوفی اکے اپنے چچا اور بڑے چچا کے شامل لینگے اور حقیقت یہ ہے کہ لفظ مُتِر

۴ رپورٹ جلد اول کے صفحون ۱۵۴ - اور ۲۷۲ - اور ۳۸۰ - دیکھو اور دوسری جلد کے ص ۹۔ اور ۱۷۴ - کو دیکھو۔

۱ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۳ - ص ۲۰۳ - مین طالع ور سنگھ مدعی بنام پہلوان سنگھ مدعا علیہ کا مقدمہ دیکھو اس مقدمہ مین دعوی مدعی کا بڑے بیٹے ہونے کی بناپر تھا مگر یہ فیصلہ ہوا کہ سب سے بڑا ہونا حصۂ کثیر کا مستحق نہین کرسکتا - ایک اور مقدمہ بھی جلد ۲ - ص ۱۱۶ - مین ہے اسمین چند بیٹے مختلف ازواج سے تھے اُنمین سے ایک نے یہ دعوی کیا کہ جائداد بموجب تعداد ازواج کے تقسیم ہو اور تقسیم کرنے مین اسپر لحاظ نہ کیا جاوے کہ ہر ایک زوجہ کے کتنے لڑکے ہین اس قسم کی تقسیم کو شاستر کی اصطلاح مین تپنی بھاگ کہتے ہین اور بیان کیا کہ یہی کل آچار یعنی رسم قدیم خاندان ہے لیکن عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ جائداد کی تقسیم بلحاظ تعداد ماؤن کے نہ چاہیے بلکہ بلحاظ تعداد بیٹون کے - اور درباب کل آچار کے یہ رائے دی کہ اگرچہ مقدمات وراثت مین کل آچار یعنی رسم خاندان حکم قانون رکھتی ہے مگر پھر بھی کل آچار کی نسبت یہ ثابت کرنا ضرور ہے کہ ایسی رسم قدیم ہے اور کبھی اُسکے خلاف عمل مین نہین آیا ہے جلد ۱ - ص ۲۷ - مین مقدمہ بھیرون چندر اے مدعی بنام رسومنی مدعا علیہا کو بھی دیکھو جلد ۲ - ص ۲۹۵ - مین شیو بخش سنگھ مدعی بنام وارثان فتح سنگھ مدعا علیہم کے مقدمہ کو دیکھو - ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۰۰ - کو بھی دیکھو اسمین لکھا ہے کہ ریاستون اور بڑی زمینداریون مین قائم مقام ہونے کے باب مین یہ بات ہے کہ جو کل آچار قبل سے قائم چلا آتا ہے وہ قانون کے حکم کے برابر ہے اور اُسکے باعث سے ایک بیٹے کو سب جائداد مل سکتی ہے اور باقیون کو نہین مسٹر کول برک صاحب نے جلد ۲ - ص ۱۱۹ - مین ۲

یعنی بیٹا بمعنی پوتے اور پر پوتے کے مستعمل گردانا گیا ہے - درصورت نہ ہونے صلبی بیٹے کے متبنیٰ قائم مقام اُسکا ہوتا ہے اور ویسا ہی حقدار بھی ہے - قوم شودر مین غیر صحیح النسب جو لونڈی کے پیٹ سے ہو وہ اپنے بھائیون کے ساتھ جو صحیح النسب ہین نصف لے سکتا ہے - درصورت نہونے بیٹون کے جنمین پوتے اور پر پوتے بھی داخل ہین صرف نواسہ اگر ہو تو وہ شریک ورثہ اور برابر کا حصہ دار ہے [۱]

پوتون کا ذکر

جب بیٹے نہون تو پوتے ورثہ کے مالک ہوتے ہین اس صورت مین وے بموجب بالاصول ورثہ پاتے ہین یعنی اُنکو صرف اُنکے باپ کا حصہ ملتا ہے گو بیٹے ایک بیٹے کے زیادہ ہون اور دوسرے کے کم لیکن حصہ کم و بیش نہین لے سکتے

ذکر بیٹے کے پوتون کا

جس صورت مین بیٹے اور پوتے نہون تو پر پوتون کو ورثہ پہونچتا ہے اس صورت مین بھی ایک پوتے کے خواہ کتنے ہی بیٹے ہون اور دوسرے پوتے کے کتنے ہی کم وے بالاصول حصہ پائینگے یعنی وہ جو ہر ایک کے باپ کو بشرط زندہ رہنے کے ملتا -

بیوہ کا ذکر

درصورت نہوتے بیٹون اور پوتون اور پرپوتون کے ورثہ آگے کسی کو نسل ذکور مین نہین پہونچتا اور بیوہ موافق قانون بنگالہ کے وارث ہوتی ہے قطع نظر اس سے کہ اُسکا شوہر متوفی جدا رہتا تھا یا شریک اپنے کُنبے کے جو بالاتفاق ہو لیکن بموجب قوانین اور مقامات کے بیوہ صرف صورت اول مین وارث ہوسکتی ہے یعنی اُسوقت جبکہ اُسکا شوہر کُنبے سے علٰحدہ رہتا ہو اور بیوہ کے بعد اُسکا دیور یعنی اُسکے شوہر کا بھائی جو جدا نہ رہتا تھا وارث ہوگا - اگر ایک بیوہ سے زیادہ ہون تو اُنکا حق برابر ہے [۲] جبکہ بیوہ کو اُسکے شوہر کے مرجانے سے

۞ خلاصہ کے ایک مقام مین یہ تنبیہ لکھی ہے کہ بڑی جائداد جنکو باصطلاح عدالت زمیندار یان کہتے ہین اُنکو زمانہ حال کے ہندو قانون دان باج گزار ریاستین سمجھتے ہین -

[۱] متا چھرا کے باب اول دفعہ ۱۲ - اور ضمن ۱ - ۲۹ - دیکھو -

[۲] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۵۹ -

وراثت ملی تو اس باب مین کہ اُسکو اپنی ملکیت پر کسقدر اختیار حاصل ہے بہت مباحثہ
ہوا ہے اور فی الواقع اس صورت اور بہت سی اور صورتون مین تعبیر قانون کو بڑی
وسعت ہے یہ امر معروف ہے کہ بنگالہ اور اور مقامون مین اس باب مین اختلاف رہا
ہے کہ کن صورتون مین بیوہ کو اپنے شوہر متوفی کے ورثہ پہونچتا ہے ابھی یہ مذکور
ہو چکا ہے کہ بموجب قانون مروجہ بنگالہ کے بیوہ کو ورثہ پہونچتا ہے خواہ اُسکا شوہر اپنے
بھائیون کے ساتھ رہتا تھا یا اُنسے علیحدہ مگر اور مقامون کے بموجب بیوہ وارث اُسی
صورت مین ہو سکتی ہے جبکہ اُسکا شوہر اپنے بھائیون سے علیحدہ رہتا تھا۔ بیوہ کے
وارث ہونے کے باب مین جو قانون ہے وہ صاف ہے اُسمین کوئی تکرار نہین ہے
مگر یہ امر صاف نہین ہے کہ کون شے اُسکے ورثہ مین آتی ہے اُسکو ملکیت پر حق مطلق
حاصل نہین ہوتا اور نہ وہ کما حقہ حین حیات تک قابض کہلا سکتی ہے کسواسطے کہ
قانون کے بموجب اُس بیوہ کے قائم مقام اور بھی ہو سکتے ہین اور تصرف ملک کی نسبت
بھی اُسکے اختیارات بہت محدود ہین۔ ایک ذرا حصہ بھی وہ اُس ملک مین سے
نہین بیچ سکتی الا بعض ضروری اور خاص مطالب کے واسطے جنکی تصریح بخصوصیت
کردی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ گویا اُس ملک کو خاص مطالب کے واسطے
بطور امانت اپنے پاس رکھتی ہے حتی کہ اگر وہ اُسکے تلف کرنے کا ارادہ کرے تو
وے لوگ جو اُسکے قائم مقام ہونے والے ہون اُنکو اختیار ہے کہ وہ اُسکو اس امر
سے باز رکھین۔ لیکن یہ امر کہ ایسا اتلاف جائداد کس صورت مین لازم آتا ہے بلحاظ
حالات ہر صورت کے منفصل ہوگا کیونکہ قانون مین یہ امر بصراحت نہین بیان کیا گیا ہے
کہ بیوہ کو ملک پر کسقدر اختیار حاصل ہے اور غالباً منشا واضع قانون کا یہ معلوم
ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے رشتہ دارون سے علیحدہ اور اُنکی خاص حفاظت سے
باہر کبھی نہ رہے اور جو کچھ کہ وے لوگ درست و مناسب سمجھین اُس سے زیادہ
بیوہ خرچ کرنے نہ پاوے۔ اس حکم کے مقرر کرنے کا باعث کہ بیوہ اپنے شوہر متوفی
کے قائم مقام ہو مگر وہ اُن حقوق سے بھی محروم رہے جو کہ قابض کو حین حیات

حاصل ہوتے ہین غالبا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین مدنظر یہ تھا کہ بچاری عورت
کے واسطے بہر حال آزوقہ کی تجویز ہو جاوے تاکہ وہ ایسے فعل کے ارتکاب سے
باز رہے جسکے باعث سے خاندان کی عزت اور نام مین داغ لگے اور بجائے نام
اُسکو مالک کر دینے سے لوگ اُسکی عزت اور تعظیم کرتے ہین اور اس امر کے مقرر
کرنے سے کہ دولت اُسکے پاس جمع رہے یہ فائدہ ہے کہ اُسکے شوہر کے رشتہ دار
اُسکی نسبت کوئی امر بیرحمی یا غفلت کا نہ کر سکین اور ساتھ ہی اسکے یہ امر ہے
کہ عورت کے اختیارات کو محدود کر دینے سے اُسکی کوتہ اندیشی اور دنیوی ناتجربہ کاری
کا انسداد ہوتا ہے۔ جو اختلاف کہ اس باب مین بموجب طریقہ بنارس کے ہے
اُس سے بھی اس رائے کی تائید ہوتی ہے اور طریقہ مذکور ہندوون کے قانون کا
چشمہ اور مخزن ہے قانون بنارس کے بموجب اختلاف یہ ہے کہ اسمین یہ حکم ہے کہ
جب کہ شوہر متوفی کے بھائی اُسکے شامل رہتے تھے اور اسی سبب سے اُنکے آپس
مین اختلاط اور محبت کا ہونا بوجہ احسن قیاس کر سکتے ہین اور جہان کہ کوئی وجہ یہ
خیال کرنے کی نہین ہے کہ بیوہ کی نسبت اُسکے شوہر کے بھائیون سے غفلت
عمل مین آئے گی تو اُس صورت مین بیوہ کو ورثہ نہین پہونچتا ہے۔ ورثہ اُسکو
اُسی صورت مین پہونچے گا جبکہ کنبے مین تفرقہ ہے اور اسی وجہ سے گمان ہے کہ
بھائیون مین محبت برادرانہ نہو گی اس حالت مین بیوہ کے حقوق کی حمایت کے
واسطے قانون کی مداخلت ضرور ہوئی۔ اس جگہ یہ بھی بیان کر دینا چاہیے کہ اگر ایک
شخص مر جاوے اور ایک بیوہ سے زیادہ چھوڑے مثلاً تین بیوہ تو اُس صورت مین
ملکیت بیوون کی ہوتی ہے اور بعد وفات ایک یا دو بیوہ کے پس ماندہ خواہ ایک
بیوہ ہو یا دو وے مالک ہوتی ہین اور قبل از وفات بیوون کے اور کوئی اُنکے شوہر
کا وارث حصہ دار ملک کا نہوگا۔ بموجب مسئلہ سمرتی چندریکا کے جو کتاب کہ جنوب ہند
مین بدرجۂ اعلی معتبر گنی جاتی ہے ایک بیوہ جسکی اولاد مین دختر ہون وہ اُس
صورت مین جب کہ خاندان مین تفرقہ اور علحدگی ہو تو اپنے شوہر کے مال منقولہ

اور غیر منقولہ پر قابض ہوتی ہے لیکن لاولد بیوہ صرف مال منقولہ پاوے گی۔ اور اگر دو بیوہ ہوں ایک کی اولاد میں دختر ہوں اور دوسری لاولد ہو تو صاحب اولاد صرف غیر منقولہ جائداد پاوے گی اور مال منقولہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی۔

دختر کے بیان میں

اگر بیوہ نہو تو بیٹی وارث ہوتی ہے مگر اُسکا استحقاق کامل نہیں ہے موافق مسئلہ بنگالہ کے ناکتخدا بیٹی اول استحقاق قائم مقامی کا رکھتی ہے اور یہ نہو تو وہ بیٹی جسکی اولاد ذکور ہو اور جسکے ایسی اولاد پیدا ہونے کا احتمال ہو بالاشتراک مستحق قائم مقامی کی ہیں سلہ اور انھیں سے جو کسی کے اولاد ذکور نہو تو دوسری جسکے ہو وہ ورثہ پاویگی لیکن بیٹی عقیمہ یا بیوہ بیٹی جسکے اولاد ذکور نہو یا یہ کہ اولاد میں اُسکے صرف بیٹیاں ہوں کسی صورت سے وارث ملک نہیں ہوسکتی۔

فرق مابین بنگالہ اور بنارس کے مسائل کے۔

بنارس میں اس امر کی نسبت قانون مختلف ہے یعنی وہاں کے قواعد کے بموجب ناکتخدا بیٹی پہلے حقدار ہے اور یہ نہو تو کتخدا بیٹی جو مفلوک ہو اور یہ بھی نہو تو متمول بیٹی وارث ہوگی مگر ذکور اولاد والی بیٹی کو یا اُسے جسکے غلب ہے کہ ایسی اولاد پیدا ہو عقیمہ بیٹی یا بیوہ بیٹی لاولد پر فوقیت نہیں ہے۔

قانون متھلی لا کا اختلاف دختر کی نسبت۔

بموجب قانون متھلی لا کے ناکتخدا بیٹی کو کتخدا پر ترجیح ہے اور جو کواری بیٹی نہو تو بیاہی بیٹیاں وارث ہونگی اور بیاہی بیٹیوں میں کسی طرح کی تمیز نہیں کی گئی ہے ایک بیٹی جو منکوحہ اور صاحب اولاد ہے یا اُسکے اولاد ہونے کی توقع ہے اُسکو اُس بیٹی پر جو بیوہ ہے یا عقیمہ ہے فوقیت نہیں دی گئی ہے اور نہ مابین افلاس اور دولتمندی کے کچھ تمیز کی گئی ہے۔

فرق جسجگہ کنبہ جدا ہو

یہ بات یہاں ذکر کرنی مناسب ہے کہ قاعدۂ مرقوم الصدر قائم مقامی کے باب میں

سلہ دایہ بھاگ پر جو سری کرشن نے شرح لکھی ہے تمیں بہ لحاظ کواری لڑکیوں کے ایک تمیز کی ہے اُنکی رائے یہ ہے کہ وہ لڑکی جسکی نسبت نہیں ہوئی وہ اول مستحق ورثت کی ہے اور اگر ایسی لڑکی نہو تو وہ لڑکی ورثہ پاوے جسکی نسبت ہوگئی ہے لیکن اس مسئلہ میں اور عالموں کا اتفاق نہیں ہے بلکہ مصنف دایہ دھرم نے اُسکو بالتصریح غیر مستحکم قرار دیا ہے۔

بنگالہ کی ہر صورت ممکن الوقوع سے متعلق ہو سکتا ہے لیکن اور مقامون مین صرف جبھی برتا جا سکتا ہے جبکہ کنبہ جدا ہو کیونکہ بموجب مسئلہ بنارس اور اور جگہون کے مسائل کے بھی بیوہ جسکے بعد بیٹی مالک ہو درصورت شمول کنبے کے وارث نہین ہو سکتی اور نہ مان اور نہ بیٹی اور نہ نواسہ اور نہ نانی وارث ہو سکتی ہے ایسی صورت مین باپ کے جو وارث ہین اُنکے باعث سے انکا حق جاتا رہتا ہے۔ اگرچہ شاستر کے طریقون مین جو بمقامات مختلفہ مروج ہین اس باب مین اختلاف ہے لیکن جو طریقۂ وراثت کہ بعد وفات دختر درصورت نہونے اُسکی اولاد ذکور کے ہے اسمین سب کو اتفاق ہے۔ بموجب قانون مروجۂ بنارس وغیرہ کے وہ ملک بطور استری دھن کے اُسکے شوہر یا کسی اور وارث کو نہین پہونچتی اور مطابق قانون بنگالہ کے بھی وہ ملک اُسکے باپ کے وارثون کی طرف عود کرتی ہے ۱؎ بمقدمہ راج چندر داس مدعی بنام دھن منی مدعا علیہ کے یہ فیصلہ ہوا کہ موافق دھرم شاستر کے جو بنگالہ مین جاری ہے بعد وفات ایک بیوہ کے جو اپنے شوہر کے ملک پر قابض تھی اُسکی بیٹی وارث ہوگی اور دیور نہوگا بشرطیکہ وہ بیٹی اولاد ذکور والی ہو یا اغلب یہ ہو کہ اُسکے ایسی اولاد ہوگی اور جب کہ وہ لاولد مر جائے تو اُسکا چچا وارث ہوگا اُسکا شوہر نہین ہو سکتا ۲؎ بمبئی مین ایک عجیب مقدمہ درباب بیٹی کے حق کے ہوا اور وہ اس محل پر قابل بیان ہے ۳؎ دو بیوون مین سے ایک کے دو بیٹے تھے

۱؎ اصول دھرم شاستر کے مصنف نے بیان کیا ہے ص ۱۶۱۔ دیکھو کہ جائداد جو بیٹی کو ورثہ ملے اُسکو جنوب ہند کے عالمون نے استری دھن قرار دیا ہے اور اُسی بموجب ورثہ اُسکا پہونچتا ہے اور اس مسئلہ کی تائید مین اُس حصہ متاچھرا مین حوالہ دیا ہے جسمین اُس خاص جائداد کا ذکر ہے جو عورتون سے تعلق رکھتی ہے اور اسی وجہ سے وہ حوالہ صرف ورثہ جائداد عورت کے متعلق ہے۔ کوئی اور حوالہ مجھے اس مطلب پر نہین ملا ہے۔

۲؎ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۳۶۲۔ دیکھو۔

۳؎ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۲۶۲۔

اور دوسری کے ایک بیٹی تھی اور جبکہ دختر والی بیوہ مرگئی تو تامل ہوا کہ اُسکی قائم مقام
ملک مین اُسکی بیٹی ہو یا اُسکی سوتن بیوہ کے بیٹے ہون چند عالمون سے اس باب مین
مصلحت چاہی گئی سب کی راے مین یہ آیا کہ بیٹی مالک نہین ہوسکتی کیونکہ بیوہ کا حصہ
ملک مین بعد اُسکی وفات کے اُسکے شوہر کے وارثون کی طرف عود کرتا ہے اور اُن ہی
مین بیٹی صرف درصورت موجود نہونے اُسکے حقیقی بھائیون کے گنی جاتی ہے -

نواسون کا ذکر -

بنگالہ اور بنارس کے قانون کے بموجب درصورت نہونے اُن بیٹیون کے جو مجاز وراثت
ہون نواسے ورثہ پاتے ہین لیکن میتھی لا کے قانون کے بموجب نواسون کا کچھ حق نہین ہے
اگر کئی بیٹیون کے بیٹے ہون تو ہر واحد اُنمین سے بالرُوس برابر حصہ لیگا نہ بالاصول
مثل پوتون کے [۱] اگر متعدد لڑکیون مین سے ایک لڑکی جو ناکتخدا ہو اور بموجب
آئین کے قائم مقام باپ کی ہو اور بیٹی اور بہنین یا بھانجے چھوڑ کر مرجاے تو
موافق قانون بنگالہ کے صرف اُسکے بیٹے اُس حصے کے وارث ہونگے جسکی بابت
اُنکی مان کو استحقاق حاصل تھا اور بہنین اور بھانجے نہ پاوینگے [۲] اگر منکوحہ لڑکیان

[۱] ص ۱۰۱ مین وہی مصنف لکھتا ہے کہ جہان ایسے لڑکے بہت ہون تو درصورت ورثہ پانے کے وے
بالاصول پاوینگے نہ بالرُوس اگرچہ حوالہ کہ اس مسئلہ کی تائید مین منقول ہے اُس سے برعکس اس مسئلہ کے ثابت ہوتا ہے
خلاصہ جلد ۲ ص ۱۰۱ - دیکھو جگنناتھ نے وہان یہ قاعدہ لکھا ہے کہ اگر نواسے بہت ہون تو اُنہین تقسیم کردینا چاہیے
اُس صورت مین اگر ایک دختر کے دو بیٹے ہین اور دوسری کے تین ہین تو پانچ حصے برابر کرنے چاہئین -
وے ایسا نہ کرسکینگے کہ جائداد کو اول دو حصون مین تقسیم کرین اور بعد ازان آپس مین برابر حصے بانٹ لین
اس قاعدہ کی بنا پر مقدمہ رامدھن مین وغیرہ مدعیان بنام کشن کنت سین وغیرہ مدعاعلیہم کا بھی فیصل ہوا ہے
اس مقدمہ مین یہ تجویز پائی کہ نواسے جو مختلف مادرون کے پیٹ سے ہون اور نانا کی جائداد کا دعوے کرین تو وے
ورثہ بالرُوس لین نہ کہ بالاصول صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ - ص ۱۰۰ -

[۲] اس مسئلہ کے موافق ایک مقدمہ جو اول عدالت ضلع رنگپور مین دائر ہوا اُسکا فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے
۱۹ اپریل ۱۸۱۶ء کو کیا جسمین یہ تجویز ہوئی کہ جائداد جو دختر کو ورثہ مین ملی ہے وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے
یا پوتے کو پہونچیگی اور بہن اور بہن کے بیٹے کو نہ ملے گی - رپورٹ جلد ۲ ص ۲۶ - دیکھو -

مین سے ایک لڑکی قائم مقام باپ کی ہوئی ہو اور بیٹی اور بہنین یا بھانجے چھوڑکر مرجائے تو قانون مذکور سے صرف بہنین وارث ہونگی اور اگر بہن نہو تو ملک اُسکے بیٹون اور بہن کے بیٹون مین مساوی تقسیم ہوجائے گی ایسا فرق سوا ے بنگالہ کے اور کہین نہین ہے۔ مصنف توضیحات دھرم شاستر نے ایک مقدمہ مرقومۂ ذیل اس طور پر لکھا ہے۔ اگر تین بہنین آ و ب و س اپنے باپ کی جائداد پر بالاشتراک قابض ہون اور فرض کرو کہ آ لاولد ہے اور ب کے ایک بیٹا ہے اور س کے تین۔ اور س فرض کرو کہ آ کے پیشتر مرجائے اور ب زندہ رہے اور یہ قرار پاجائے کہ آ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد ب کو ملے لیکن اب سوال دقیق یہ ہے کہ ب کی وفات کے بعد وہ جائداد صرف اُسکے اکلوتے بیٹے کو پہونچے گی یا باہم اُسکے اور تینون بیٹون س کے تقسیم ہوگی۔ اس مقدمہ مین میری راے یہ ہے کہ اگر جائداد لڑکیون کو اُسوقت مین ملی ہے جبکہ وے نا کتخدا تھین تو اُس صورت مین س کی موت کے بعد اُسکی جائداد اُسکے تینون بیٹون کو ملے گی نہ بہنون کو اور اگر وے اُسوقت کتخدا تھین تو جائداد بہنون کو پہونچے گی۔ اور آ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد ب کو ملے گی اور ب کی موت کے بعد مالک اُسکا بیٹا اور س کے بیٹے بالرؤس مالک ہونگے اور ایسا عملدرآمد اُس عام قاعدہ کے بموجب ہے کہ جب ملک بیٹی کو ملتی ہے تو اُسکے بعد اُسکے باپ کے وارث مالک اُس ملک کے ہوتے ہین نہ وارث بیٹی کے اور اس صورت مین باپ کے وارث اسکی بیٹی کے بیٹے ہین جو حقدار برابر کے حصے پاتے ہین [۱] بیٹی کا پوتا یا اور کوئی اولاد یا دختر کی دختر یا شوہر وارث اُس ملک کا کسی نہج سے نہین ہوسکتا جو کہ بیٹی کو اُسکے باپ سے ملی ہو ایسی ملک بموجب مسائل سب جلسہ کے طالبعلمون کے اُس شخص کو پہونچے گی جو اُسکے باپ کے بعد وارث ہو اور بطور استری دھن کے اُسکے اپنے خاص وارث کو نہین ملے گی۔

[۱] مجموعہ ابہن کی دا ابھاگ کے باب ۹ دفعہ اول ضمن ۲۵۔ دیکھو اُس باپ کو جو بیٹون کے حق وغیرہ کی نسبت ہے اُسمین جو پانچوان مقدمہ ہے اُسے دیکھو جلد ۲۔

اگر نواسے نہون تو باپ کو بموجب قانون متشیہ بنگالہ کے ورثہ ملے گا مگر بموجب مسائل اور جگہون کے بحرومی باپ مان کو حق وراثت پہونچتا ہے[1]

مان کا ذکر۔

اگر باپ نہو تو مان مستحق وراثت ہوتی ہے لیکن استحقاق اُسکا کامل نہین ہے اور اُسی قسم کا ہے جیسا کہ بیوہ کا ہوتا ہے - ایک مقدمہ ہین جسمین ایک بیٹے کے مرنے کے بعد جائداد اُسکی مان کو ملی تھی اُسمین نیئہ تان صدر عدالت دیوانی نے یہ قرار دیا تھا کہ جو قواعد کہ اُس جائداد پر جو بیوہ کو ملتی ہے موثر ہین وہی اُس جائداد پر بھی موثر ہونگے جو مان کو ملے[2] اُسکی وفات کے بعد وہ جائداد اُسکے بیٹون کے وارثون کو ملے گی نہ اُسکے وارثون کو -

بھائیون کا ذکر۔

اگر باپ اور مان دونون نہون تو بھائیون کو حق وراثت پہونچتا ہے - اول اُن بھائیون کو جو ایک ماجائے ہون اور بالاتفاق رہتے ہون - دوم اُنکو جو ایک ماجائے ہون مگر بااتفاق نہ رہتے ہون - تیسرے سوتیلے بھائی جو بالاتفاق رہتے ہین - چوتھے سوتیلے بھائی جو بالاتفاق نہ رہتے ہون - اس اوپر کی ترتیب سے یہ امر فرض کیا گیا ہے کہ متوفی کے یا تو صرف ایک ماجائے بھائی تھے یا سوتیلے اور وے سب شامل رہتے تھے یا علیحدہ - لیکن اگر ایک شخص مرجائے اور ایک ماجایا بھائی چھوڑ مرے جو علیحدہ رہتا ہو اور ایک سوتیلا بھائی جو شامل رہتا ہو یا بعد از ان شامل ہوگیا ہو تو ان دونون بھائیون کو برابر حصہ ملے گا - بہنون کو وارثون مین شمار نہین کیا ہے -

ایک مقدمہ جو حال ہین صدر دیوانی عدالت سے فیصل ہوا ہے اُسمین ایک بیوہ کو بعد وفات اُسکے شوہر کے ورثہ ملا تھا اب اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا بھائی اور بھائی کا بیٹا دونون وارث تھے مگر کلام اسمین تھا کہ دونون کا کس قدر

[1] مختلف رائین جو اس باب مین ہین اُنکا ذکر چودھوین مقدمہ کے حاشیہ مین بخوبی لکھا ہے جلد ۲ - بیٹون کے حق وغیرہ کے باب کو دیکھو -

[2] مقدمہ مسماۃ بیجے دیبی مدعیہ بنام ان پورن دیبی مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۱ ص ۱۶۲ -

حق ہے اول تو پنڈتون نے یہ راے دی کہ بھائی اور بھائی کا بیٹا جسکا باپ مرگیا ہو
دونون مستحق وراثت ہین مگر آخر کو اس راے کا غلط ہونا ثابت ہوا اور تسلیم کیا گیا
دادا کی جائداد پر ایسا حق قائم مقامی کا بلا شک قائم ہے یعنی ایک متوفی بیٹے کا بیٹا
یعنی پوتا مع اپنے چچا کے وارث ہوتا ہے مگر جو جائداد کہ بھائی چھوڑ مرے اُسمین ایسا
نہین ہوتا ہے - بھائی کا بیٹا ایک لاولد شخص کی جائداد کا وارث بھائی کے بعد
شمار کیا جاتا ہے یعنی جبکہ شخص متوفی کے کوئی بھائی نہو تو صرف اُس صورت مین بھائی
کے بیٹے کو ورثہ ملیگا اس مقدمہ مین جسکا یہان ذکر ہے متوفی دو بھائی اور ایک
بیوہ چھوڑ مرا بیوہ مالک ہوئی اور جبکہ وہ ملکیت پر قابض تھی اُسی زمانہ مین دونون بھائیون
مین سے ایک بھائی مرگیا اس بھائی کے بیٹے نے بعد وفات بیوہ کے اپنے چچا کے
شامل وراثت کا دعوے کیا اور راے جو اول مرتبہ درباب بجا از متصور ہونے دعوے
کے دی گئی اُسمین غلطی اس امر کے فرض کر لینے سے واقع ہوئی کہ اول بھائی کے
مرجاتے ہی اُسکے دونون بھائی جو زندہ تھے اُنکا حق وراثت قائم ہو گیا اور یہ حق جو
ابھی تک معطل تھا ایک بھائی کے مرجانے سے اُسکے بیٹے کو پہونچا - لیکن اصل مین
ایسا نہ تھا کیونکہ بیوہ کے زندہ رہتے بھائیون مین سے کسی کا حق جائداد پر نہ تھا بلکہ
اُنکے حق کا وجود اُنکے بھائی کے مرجانے سے ظہور پذیر بھی نہین ہوا تھا اسی جہت سے
وہ بھائی جو بیوہ کی زندگی مین مرگیا ایک حق کو جو اُسے خود کبھی حاصل نہین ہوا تھا
اپنے بیٹے کے واسطے نہین چھوڑ سکتا[1]

ذکر برادر زادون کا

اگر بھائی نہون تو جس ترتیب سے کہ وے ورثہ پاتے اُسی ترتیب سے برادر زادون کو
ورثہ ملیگا لیکن بلحاظ اُنکی قائم مقامی کے یہ خصوصیت ہے کہ اگر ایک بھائی کے بیٹے
جنکا باپ قبل ورثہ پہونچنے کے مرگیا ہو قائم مقام ہونے کے باعث سے دعوے

---

[1] مقدمہ دور چند چودھری مدعی بنام سمبھو چند چودھری مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲
ص ۱۰۶ - و دیکھو مقدمہ جگنی دیبی مدعیہ بنام رام جاے چودھری مدعا علیہ مین قائم رکھا گیا تھا -
جلد ۳ ص ۲۹۰ -

ورثہ کا کرین تو وے بالاصول چچا کے شامل حقدار ورثہ کے ہونگے اس صورت مین پوتے ایک بیٹے کے ساتھ حصہ لیتے ہین لیکن جب کہ حق وراثت بھائی کے بیٹون کو صرف بیٹے ہونے کی جہت سے پہونچے تو اُس صورت مین اُنمین سے ہر واحد بالرؤس برابر حصہ لیتا ہے جیسا کہ دختر زادے لیتے ہین۔ سبو دھنی مین لکھا ہے کہ قائم مقامی کسی حالت مین اس طور پر کہ ہر واحد برابر حصہ پاوے نہین ہو سکتی مگر یہ راے اُسکی ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔ مصنف سبو دھنی کی یہ راے بھی ہے کہ بھائی کی بیٹیون کو بھی حق وراثت پہونچتا ہے اُسکی راے کے ساتھ نند اپنڈت کی راے کا بھی اتفاق ہے مگر اور سب جگہہ علی العموم یہ مسئلہ متروک ہے۔[1]

ذکر بھائی کے پوتون کا

اگر بھائی کے بیٹے نہون تو جس ترتیب اور طور سے کہ وے ورثہ پاتے اُسکے مطابق اُنکے پوتے بموجب قانون ہمشیہ بنگالہ کے وارث ہونگے۔[2]

لیکن از روے قانون بنارس اور متھلا اور اور اضلاع کے بھائی کے پوتے وارثون کے سلسلے مین شمار نہین کیے جاتے ہین اور بعد بھائی کے بیٹے کے ورثہ دادی کو ملتا ہے۔

فرق۔

یہان تک تو مختلف مقام کے طریقے درباب ترتیب وراثت باستثناء اُن اُمور کے جو اوپر بیان ہوے متفق ہین مگر نسبت وارثان بعید کے جیسا کہ آگے بیان کیا جائیگا اُنمین بہت اختلاف ہے۔

ہمشیرزادون کا ذکر

درصورت نہونے بھائی کے پوتون کے بموجب قانون ہمشیہ بنگالہ ہمشیرزادے وارث ہوتے ہین لیکن بموجب طریقے اور جگہون کے دادی کو حقیت پہونچتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور بھائی کے بیٹے کے بعد دوسرا

---

[1] تنبیہ ملحقہ ص ۴۸۰۔ متاچھرا دیکھو۔

[2] یہان یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ پوتے کے بھائی کے ساتھ علحدگی کے بعد پھر اتفاق نہین ہو سکتا دوبارہ اتفاق صرف تین رشتہ دارون کے ساتھ ہو سکتا ہے باپ اور بھائی اور چچا۔ درھیستی سے دا ابھاگ مین منقول ہے باب ۹ فصل ۱۔ دفعہ ۳۰۔

درجہ دادی کا ہے - اور بہن کا بیٹا بھی وارثون مین شمار نہین کیا جاتا - ایک مقدمہ جو صدر دیوانی عدالت مین فیصل ہوا اُسمین اس امر قانونی کی تنقیح ہوگئی یہ مقدمہ ایک زمینداری واقعہ بنگالہ کے باب مین تھا جو ملک کہ ایک ہندو متوفی کی تھی اُسکی بہن کے بیٹے نے اُسکے چچا کے بیٹے پر دعوی کیا تھا اُسمین یہ فیصلہ ہوا کہ بموجب قانون بنگالہ کے مدعی وارث ہوگا اور متھی لا کے قانون کے بموجب مدعا علیہ کو حق وراثت پہنچتا ہے[1]

درباب حقیقی اور سوتیلے رشتہ دارون کے مصنفان اہل بنگالہ مین بہت اختلاف رائے ہے بعض کی یہ راے ہے کہ ایک ماجائی بہن کا بیٹا سوتیلی بہن کے بیٹے پر حقیت ورثہ پانے مین فوقیت رکھتا ہے لیکن بموجب اکثر معتبر عالمون کے انمین کچھ فرق نہین ہے کسی جگہ ہمشیر کی دختر کو سلسلۂ وارثان مین داخل نہین کیا ہے[2]

اور وارثون کا ذکر بموجب دائے کرم سنگرہ

بموجب مسائل متمشیہ بنگالہ جیسا کہ دائے کرم سنگرہ مین لکھا ہے اگر بھانجے نہون تو وراثت کا حق بطور مفصلۂ ذیل جاری رہتا ہے بھتیجی کا بیٹا - دادا - دادی - چچا - چچا کا بیٹا - چچا کا پوتا - پھوپھیرا بھائی پھپھیری بہن کا بیٹا - پردادا - پردادی دادا کا بھائی - دادا کے بھائی کا بیٹا - دادا کے بھائی کا پوتا - پردادا کا نواسہ - اور پردادا کے بھائی کا نواسہ - جب کہ انمین سے کوئی نہو تو وراثت مادری نسل مین نانا کو پہونچتی ہے[3] ماموں اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور اُسکا نواسہ - پرنانا اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا اور نواسہ - سکڑ نانا اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا

---

[1] مقدمہ راج اندر نراین مدعی بنام گوکل چندر گواہ مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۴۴ - جلد ۲ - ص ۱۵۲ - مین مقدمہ ۱۶ کو بھی دیکھو -

[2] پنڈت اور بلم بھٹ کی راے ہے کہ ہمشیر کی دختر ان کو بھی ورثہ کا حق پہنچتا ہے لیکن علی العموم اس راے کو کوئی نہین مانتے ہین تنبیہ ملحقہ ص ۲۸۰ - ۲ - ۱ چھپرا دیکھو ضمیمہ اول اصول دھرم شاستر کے ص ۲۲۹ - مین ایک مقدمہ ہے اُسے بھی دیکھو -

[3] جگناتھ نے لکھا ہے ص ۲ ، ۵ جلد ۳ - کہ پوتی کا بیٹا اور پرپوتی کا بیٹا اور بھتیجی کا بیٹا اور بھتیجی کی بیٹی کا بیٹا اور علی ہذا القیاس بترتیب اول مستحق ورثہ کے ہین او بعد ان ناتا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس راے کی اور عالمون نے تائید نہین کی

اور نواسہ- اگر انمین سے کوئی نہ ہو تو بعید رشتہ دارون اعلی اور اسفل کو جو دسوین پیڑھی تک ملک پہونچتی ہے زان بعد گرو کو- شاگرد کو- ہم مکتب کو[1] ہم گوتی کو- اُنکو جو ایک فرقے کے سردار کی اولاد مین ہون- برہمنان عالم بید کو اور آخر راجہ کو- لیکن برہمن کی ملک نزول مین نہین رہ سکتی وہ چاہیے کہ اور برہمنون مین تقسیم ہو جائے-

حق وراثت بموجب سری کرشن ترکالنکار

لیکن یہ ترتیب وراثت جو اوپر لکھی گئی اُسکو سب مصنفان بنگالہ بھی قبول نہین کرتے مین سری کرشن ترکالنکار اپنی شرح مین جو دایبھاگ پر لکھی ہے بھانجے کے بعد حقیقی چچا کو قائم مقام لکھتے ہین اور بعد ازان سوتیلا چچا حقیقی چچا کا بیٹا- سوتیلے چچا کا بیٹا- اُنکے پوتے علی سبیل الترتیب- پھر پھوپھیرا بھائی- دادا- دادی- دادا کا حقیقی بھائی- دادا کا سوتیلا بھائی- اُنکے بیٹے اور پوتے ترتیب- پردادا کا نواسہ- سپنڈون مین سے ماموں اور وے لوگ جو نسل متوفی کے پنڈہ پانی دینے کے مجاز ہون جسکا کرنا متوفی پر فرض تھا- موسیرا بھائی- ماموں کے بیٹے اور پوتے اور سکر پوتے اور تین پشت تک اولاد مین سے علی التواتر- دادا کے دادا کی اولاد مین سے اور اور بزرگون کی اولاد مین سے تین پیڑھی تک- سمندگ اور آخر کار گرو وغیرہ-

بموجب ورمولفان کے

مولفان بیاد آر نوستو اور بیادھنگار نو نے وارثون کے سلسلہ کو یون لکھا ہے[2] بھانجے کے بعد دادا اور دادا کے بعد دادی اور دادی کے بعد وارثون کی ایک دوسرے کے بعد یہ ترتیب ہے- چچا- اور چچا کا بیٹا- اور پر پوتا- پھوپھیرا بھائی-

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۵۷- کو دیکھو جہان ایک مقدمہ جو بمبئی مین ہوا ہے لکھا ہے جسمین فیصلہ ہوا کہ ایک فقیر کو اُس فقیر کی جائداد پر جسکے ساتھ وہ رہتا ہو ورثہ کا حق پہونچتا ہے اور چیلے کو گرو کی جائداد پر اور گرو کو اپنے چیلے کی جائداد پر جسنے علم دین تحصیل کیا-

[2] حال مین جو خلاصے دھرم شاستر پر لکھے گئے ہین اُنمین بڑے مشہور یہ ہین بیاد آر نوستو جو مسٹر ہسٹنگز صاحب کے حکم سے مرتب ہوا بیادیہ ارنو جو حسب فرمائش سر ولیم جونز صاحب کے تالیف کیا گیا- بیادھنگار نو جگناتھ نے تصنیف کیا- کولبروک صاحب نے جو خلاصہ کا دیباچہ لکھا اُسکے ص ۱۳- کو دیکھو-

سکر دادا سکر دادی - اُنکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا اور نواسہ - نانا - ماموں ماموں کا بیٹا - اور پوتا - متوفی کے پوتے کا پوتا اور پرپوتا اور سکر پوتا - تب پر دادا کا باپ اُسکا بیٹا پوتا اور پرپوتا[۱]

بنگالہ مین یہ چار کتابین جنکا اوپر بیان ہوا بڑی معتبر ہین اور جہان کہین کہ اُنمین اختلاف ہو تو اُس صورت مین جو کچھ کہ دادکرم سنگرہ مین سری کرشن نے لکھا ہے اُسکو معتبر جاننا چاہیے[۲] لیکن یہ واضح ہوگا کہ جتنے حوالے اوپر دیے گئے ہین وے سب ورثہ کی ترتیب مین بھانجے تک متفق ہین اور روزمرہ کے عملدرآمد مین یہین تک کام پڑتا ہے لہذا درباب اختلاف راے مصنفان کم رتبہ کے مباحثہ کرنا صرف تضیع اوقات ہے۔

وارثون کی ترتیب بنارس کے قانون کے بموجب۔

بموجب دھرم شاستر کے جو بنارس مین رائج ہے درصورت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے بیوہ کو وراثت حق محدود جسکا اوپر بیان ہو چکا ہے پہونچتا ہے بشرطیکہ جائداد اُسکے شوہر کی علیحدہ ہو - لیکن اگر اُسکے شوہر کی جائداد اجمالی ہو اور اُسپر قبضہ بالاشتراک ہو تو اُسکی بیوہ صرف وجہ معاش کی مستحق ہوگی۔

بیوہ نہو تو ناکتخدا بیٹی ورثہ کی مالک ہوتی ہے یہ نہو تو کتخدا مفلس بیٹی ہوگی اور یہ بھی نہو تو کتخدا متمول بیٹی - بعد ازان نواسہ لیکن بھادچندر اور بیادرتناکر اور بیادچندر تامتی جو متھلا مین جاری ہین اُنکے بموجب نواسہ وارثون کے سلسلہ مین نہین ہے[۳]

۱ جس ترتیب سے کہ سلسلہ وارثون کا یہان لکھا گیا ہے اُس ترتیب سے جگناتھ کو بقدر اختلاف ہے کہ اُنکے نزدیک ماموں کے پوتے کے بعد سکر نانا اور سکر نانا کے باپ ورثا کی جو اولاد ذکور ہین اُنکا حق ہے اور اُنکی یہ راے بھی ہے کہ دادا اور سکر دادا کی حقیقی اولاد ذکور مین سے ہون اُنکو اُنکی سوتیلی اولاد ذکور پر فوقیت چاہیے۔

۲ مسٹر کولبروک صاحب کی راے دیکھو جو ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۶۱ مین نقل ہے۔

۳ بموجب شرح بلم بھٹ کے اگر نواسہ نہو تو نواسے کو ورثہ پہونچتا ہے لیکن اس راے کو سب قبول نہین کرتے ہین اور ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے فیصلہ ہوا اُسمین چار دخترون مین سے دو اپنی ماں کے سامنے مرگئین اور ایک اُنمین سے ایک دختر چھوڑ مری جس لڑکی نے ۴

بعد لتحذ اپنی کے ماں کو ورثہ کا حق پہونچتا ہے [1] اور ماں کے بعد باپ کو اور باپ نہو
تو حقیقی بھائی کو ورثہ سوتیلے بھائی کو ورثہ نملے گا [2]
اگر سوتیلے بھائی نہون تو اُنکے بیٹے بترتیب ورثہ پائینگے [3] بعدازان دادی بعدازان
دادا [4] حقیقی چچا - سوتیلا چچا اُنکے بیٹے علی الترتیب - سکر دادی [5] دادا اور
اُسکا بیٹا اور پوتا بترتیب - سکر دادا کی ماں [6] اور اُسکا باپ اور اُسکا بھائی
اور اُسکے بھائی کا بیٹا اگر اُنمین سے کوئی نہو تو سپنڈ مین سے بموجب ترتیب

... کہ اپنی موسیون پر جو تہائی حصہ کا دعوی کیا جو حصہ کہ اُسکی ماں کا حق تھا لیکن بموجب قانون متمشیہ بنگالہ
اُسکا دعوی خلاف قانون ٹھہرایا گیا -

[1] وہی شارح لکھتا ہے کہ اول باپ کو ورثہ ملنا چاہیے اور بعدازان ماں کو - نند اپنڈت جسنے متاچھرا پر
شرح لکھی ہے اُنکی راے کا لم بھٹ کی راے سے اتفاق ہے - ابرگ جو ایک اور شارح ہے اور کمل کر جو بادیلکا
کا مصنف ہے اور مصنفان سمرتی چندرکا اور مدن رتن اور بیوہار میوکھ اور بیاد چندریکا اور رتناکر
اور اور عالمان بنارس کی راے یہ ہے کہ باپ کو ماں پر ترجیح چاہیے - اور جیمو تاہن اور رگھونندن اور
اور سب عالمان بنگالہ اس مسئلہ کی تائید کرتے ہین لیکن اور سب عالمان بنارس متاچھرا کے
پیرو ہین جسکی رو سے ماں کو باپ پر ترجیح ہے - اور سری کر کی راے یہ ہے کہ ماں اور باپ
دونون شامل مستحق وراثت ہین -

[2] بالم بھٹ کی یہ راے ہے کہ بھائی اور بہنون کو شامل ورثہ ملنا چاہیے لیکن اس مقولہ کو کوئی تسلیم نہین کرتا ہے -

[3] بالم بھٹ کے بموجب بھائی کی بیٹیان اور بھائی کے بیٹے شامل ورثہ کے مالک ہین لیکن اس راے
کے مطابق بھی عمل نہین ہے -

[4] سری کر اچارج کی یہ راے ہے کہ اگر بھائی کے بیٹے نہون تو بھائی کے پوتون کو حق وراثت پہونچتا ہے
اور یہی راے بیاد چندریکا کے مصنف کی بھی ہے مگر اور کسی کی نہین ہے - اور درباب تقدیم حق وراثت دادی
کے بھی اُسی قسم کا اختلاف راے ہے جیسا کہ باپ اور ماں کی صورت مین ہے اور جسکا اوپر ذکر ہوا ہے -

[5] وہی اختلاف راے اس صورت مین بھی ہے -

[6] وہی اختلاف راے اس صورت مین بھی ہے -

مذکورۂ بالا ساتوین پیڑھی تک انہین صرف اوپر کی طرف کی ایک پیڑھی بہ نسبت وارثان
مذکورۂ بالا کے زیادہ شامل ہے۔ سپنڈ مین سے کوئی نہو تو سمندک مین سے کسی کو ورثہ ملیگا
اور انہین چودھوین درجہ تک کے وارث جنکا اوپر ذکر ہوا اُسی ترتیب کے ساتھ داخل ہین
اگر سمندک بھی نہون تو بندھو ورثہ پاوینگے یہ بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین ذاتی اور پدری
اور مادری ذاتی رشتہ دار یہ ہین اپنے حقیقی باپ کی بہن کے بھائی اور اپنی حقیقی ماں کی بہن
کے بیٹے۔ اور حقیقی ماموں کے بیٹے۔ پدری بندھو یہ ہین۔ باپ کی پھپھی کے بیٹے۔ باپ کی
خالا کے بیٹے۔ باپ کے ماموں کے بیٹے۔ مادری بندھو رشتہ دار یہ ہین۔ ماں کی پھپھی کے
بیٹے۔ ماں کی خالا کے بیٹے۔ ماں کے ماموں کے بیٹے[1] اگر یہ نہون تو وراثت آچاریہ کو
ملنی چاہیے بعد ازان شاگرد کو۔ ہمدرس جو علم دین مین ہو۔ ذی علم برہمنون کو اور آخر کو
باستثنا برہمنون کی ملک کے اور سبھون کی ملک حاکم وقت کو ملتی ہے۔

سلسلۂ وراثت جو متھی لا مین جاری ہے ترتیب مرقومۂ بالا کے مطابق ہے۔ مقدمہ
گنگادت جھا مدعی بنام سری نراین اور مسماۃ لیلاوتی مدعا علیہما کے فیصلہ یہ ہوا (صدر
دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲۔ ص ۱۱۔ دیکھو) کہ حسب قانون متشیہ متھی لا کے
دعویداران وراثت کو ساتوین درجہ یعنی سپنڈ تک اور بھی چودھوین درجے یعنی
سمندک تک جو اولاد ذکور مورث اعلی سے ہون مالک متوفی کے موسیرے بھائی یعنی
ماں کی بہن کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ اگر یہ مقدمہ حسب قانون بنگالہ کے فیصلہ پاتا
تو موسی کا بیٹا ترجیح پاتا۔ چونکہ متخاصمین بنگالہ مین رہتے تھے تو اُسی ملک کے

اور اَور مقاموں کے بموجب۔

[1] گوترج کی اصطلاح کی معنی بلم بھٹ نے یہ لکھے ہین کہ اُس سے سپنڈ اور سمندک مراد ہے اور سبودھنی
وغیرہ مین بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

[2] متاچھرا کے ص ۳۵۲۔ کو دیکھو۔ وارثون کی اس ترتیب مین مادری رشتہ دار اصل کے واسطے کچھ حق
نہین لکھا گیا ہے لیکن و شس پتی مصر باد جنتا منی مین ماموں وغیرہ کو سمندک کے بعد وارث ٹھہراتے ہین
اور مترمصر بیر مصر متراودا مین اپنی راے سے یہ بیان کرتے ہین کہ جیسا کہ ماموں کا بیٹا ورثہ پاتا ہے اسی طرح
خود اسکا بھی حق مناسبت سے قائم رکھنا چاہیے۔

قانون کے بموجب فیصلہ ہوتا اگر یہ قرار نہ پاجاتا کہ ایک شخص گو ضلع غیر مین جاکر رہے لیکن وہ اپنے وطن کے قوانین سے محروم نہ رکھا جائے گا بشرطیکہ وہ پابند رسم ورواج اپنے ضلع کا رہے۔ بموجب قانون بنگالہ کے موسی کا بیٹا سپنڈ اور سمندک مین شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ مقدمہ روپ چرن مہاپتر مدعی بنام انندلال گھن مدعا علیہ کے مقدمہ سے ظاہر ہے۔ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲۔ ص ۲۵۔ دیکھو اس مقدمہ مین یہ فیصلہ ہوا کہ بموجب ایک تفسیر دھرم شاستر مروجہ بنگالہ کے ماموں کے بیٹے کو جو ایک بندھو ہے اُن وارثون پر ترجیح دیجاتی ہے جو بعد تین پشت گذشتہ کے مورث اعلیٰ کی اولاد صلبی مین ہون وراثت کی ترتیب جو بموجب قانون میتھشیہ جنوب ہند کے ہے وہ بنارس کے قانون سے مختلف نہین ہے بیوہارمیوکھ جو مغربی ہند مین بہت معتبر متصور ہے اُسکے بموجب وراثت کی ترتیب مذکور الصدر مین بڑا فرق معلوم ہوتا ہے اور ماں کے بعد جو وارث ہون اُنکی تفصیل یہ ہے۔ حقیقی بھائی حقیقی بھائی کا بیٹا۔ دادی۔ بہن[1] دادا اور سوتیلا بھائی باہم وارث ہوتے ہین۔ جو یہ نہون تو سپنڈ اور سمندک اور بندھو علی سبیل الترتیب بموجب درجۂ قربت وارث ہونگے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلیۂ عامہ قانون جو سب مقامات سے متعلق ہے یہ ہے کہ وہ شخص جسکو کریا کرم کا منصب پہونچتا ہو اُسکو وارثون کی ترتیب مین ترجیح ہے مگر اس قاعدہ مین چند مستثنیات بھی ہین مثلاً ایک بیوہ جو بھائی اور دختر چھوڑ مرے تو ورثہ کا حق بیٹی کو پہونچتا ہے اور بھائی کو نہین پہونچتا گو بھائی پر ادا کرنا رسوم کریا کرم کا

[1] رپورٹ بمبئی جلد ص ۴۱۔ مین ایک مقدمہ لکھا ہے جس سے بموجب اس مسئلہ کے بہن کا حق ثابت ہوتا ہے اور ایک مقدمہ مین جو باہم دو بھانجوں کے درباب اُنکے ماموں کی جائداد کے تھا یہ فیصلہ پایا کہ دونون مین ایک کو بھی ماموں کی بہن کے ہوتے ورثہ نہین پہونچتا۔ ایسا ہی ایک مقدمہ جلد ۱۔ کے ص ۱۷۰ مین ہے لیکن اس طور پر بہن کے حق کو تسلیم کرنا صرف ایک ایسا خاص امر ہے جو اُسی طرف ہندوستان مین رائج ہے ضمیمۂ اصول دھرم شاستر مین کول بروک کا قول منقول ہے ص ۲۵۲۔ دیکھو۔

لازم ہے[1] دہرم شاستر کے اُن مقامات سے جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول وراثت جائداد اور منصب کریا کرم کرنے کا لازم ملزوم ہین یہ مراد نہین ہے کہ صرف رسوم کریا کرم کردینے سے وراثت کا استحقاق حاصل ہوجاتا ہے بلکہ وارث پر فرض ہے کہ اُس شخص کے واسطے جسکی دولت اُسے حاصل ہو کما حقہ رسوم اخیر بجالاوے[2]

تیسرا باب

استری دہن کے بیان مین

اس قسم کی ملک مین رسمی قوانین وراثت کے مستعمل نہین ہین یہ ایک مخصوص اور علیحدہ ملک ہے اور مختلف صورتون کے بموجب اسپر حق وراثت پہونچتا ہے اور حق مذکور کے حاصل ہونے کی صورتین بمقتضاے حال عورت اور بلحاظ اُن ذریعون کے جنکی روسے اُسکو ملک حاصل ہوئی مختلف ہین[3]

---

[1] ضمیمہ اصول دہرم شاستر کے ص ۲۴۵ - اور ۲۰۱ - دیکھو -

[2] تینیہ ملحقہ ص ۲۲ - جلد ۱ - رپورٹ صدر دیوانی عدالت کو دیکھو -

[3] دہرم شاستر کے بموجب اس قسم کی جائداد کی بہت سی قسمین ہین اور بعض اُنمین کی یہ ہین آدہ اگنیگ یعنی جو کہ پھیرون کے وقت دیجاے - ادہیاد ابہن جو دُلہن کی رخصت کے وقت دیجاے - پریتی دت وہ جو بطور نشان محبت دیجاے ماتری تپری اور بہراتری دت وہ جو ماں سے اور باپ سے اور بھائی سے ملے - آدہی وآہنگ یعنی وہ عطیہ جو دوسری شادی کے وقت دیا جاوے یعنی وہ دولت جو کہ ایک شخص دوسری شادی کرنے کے وقت اپنی پہلی زوجہ کو خوش کرنے کے واسطے دے -

پرناے نیگ یعنی زیور ولباس وغیرہ ضروری - ان ودہیگ یعنی جو بعد بیاہ دیجاے - سوئیک یعنی جو ایک رشتہ دار محب سے ملے - سلاک یعنی وہ جو اپنی محبت سے حاصل کی ہو - جونک وہ جو بیاہ کے وقت ملے - پاوبندنک یعنی جو زوجہ کو بعوض پاؤن پڑنے اپنی سسرال کے

جو کچھ کہ عورت کو بطریق ورثہ یا خرید یا ازروے تقسیم یا بذریعہ غصب یا بطور یافتگی حاصل ہوا ہو وہ متاپچھرا کے بموجب عورت کا مال کہلاتا ہے لیکن وہ اُسکی ملک خاص نہین ہو سکتا - استری دھن کے اقسام مین مصنفون کی راے مختلف ہے بعض کے نزدیک آٹھ اقسام ہین اور بعض کے نزدیک چھ اور بعض کے گمان مین پانچ اور اورون کے قیاس مین تین - مگر چونکہ فرق صرف اسی قدر ہے کہ بعض نے شمار اقسام مین کمی کر کے اُنھین کل قسمون کو داخل کر دیا ہے اور بعض نے اُنکو بڑھا کر لکھا ہے لہذا اس فرق کا بخصوصیت ذکر کرنا ضرور نہین ہے - منکوحہ عورت کے ذات خاص کے مال کی تعریف جو مینو نے بہت وسعت کے ساتھ لکھی ہے یہ ہے - "جو کچھ کہ پھیر دن کے وقت دیا جاے یا بوقت رخصت برات یا بطور نشان محبت ملے یا جو کہ مان اور بھائی اور والد نے عطا کیا ہو یہ چھ قسم کی خاص جائداد ہین جو عورت منکوحہ کے مال مین داخل ہین [1] - اور اس جگہ یہ لکھنا مناسب ہے کہ جبکہ اُس قانون کے بموجب جسکی روسے ایسی جائداد بطور ورثہ ایک مرتبہ ملجاے تو پھر وہ استری دھن شمار نہین ہوتی اور عام قوانین وراثت کے اُس سے متعلق ہو جاتے ہین مثلاً وہ مال جو عورت کو بیاہ کے وقت ملے وہ استری دھن ہے جو اُسکے مرنے کے بعد اُسکی دختر کو ملتا ہے اور اُس دختر کے مرنے کے بعد وہ جائداد مثل اور جائداد کے اُس لڑکی کے وارثون کو ملتی ہے - چنانچہ وہ جائداد مان کے بھائی کو بترجیح اُسکی اپنی دختر کے ملے گی بشرطیکہ اُسکی لڑکی بیوہ اور لاولد ہو اگر مالکہ متوفی ناکتخدا ہو تو اُسکا بھائی اور باپ اور مان علی سبیل الترتیب اُسکے مال کے وارث ہونگے اور جو انمین سے کوئی نہو تو اُسکے پدری رشتہ دار حسب ترتیب مالک ہونگے -

اگر مالکہ کتخدا ہو اور ایسے مال کو جو اُسے بیاہ کے وقت ملا تھا چھوڑ مرے تو اُس

مینو کے بموجب استری دھن کی تعریف -

انتقال وراثت

اگر مالکہ ناکتخدا ہو

اگر کتخدا ہو -

* بزرگون کے دیباچے بعض قانون دان پرتھی دت اور پاوبندنک جائداد کو ایک ہی قسم کا استری دھن بتلاتے ہین اور اُنکو لاوان نیا رجت کہتے ہین یعنی وہ جائداد جو عزیز ہونے کے سبب سے حاصل کی ہو -

[1] ضمن ۱۹۵ -

مال کی وارث اُسکی بیٹیان ہین بموجب عام قاعدہ وراثت کے حق کواری لڑکیون کا مقدم ہے بعد ازان اُس کتخدا بیٹی کا جسکی اولاد ذکور ہونے کا احتمال ہو[1] یہ نہون تو عقیمہ اور بیوہ بیٹیان بالاتفاق وارث ہین۔ اگر بیٹیان نہون تو بیٹے کو حق پہونچتا ہے بعد ازان نواسہ کو[2] اُسکے بعد پوتے کو پرپوتے کو۔ دوسری زوجہ کے بیٹے کو۔ پوتے کو۔ پرپوتے کو۔ اگر اتنی اولاد مین سے کوئی نہو اور شادی پانچ قواعد اول مین سے کسی قاعدے کے بموجب ہوئی ہو[3] تو شوہر مالک ہوگا پھر بھائی۔ پھر مان۔ پھر باپ۔ اگر شادی تین اخیر کے قواعد مین سے کسی قاعدہ کے بموجب ہوئی ہو[4] تو بھائی کو شوہر پر ترجیح ہے اور یہ دونون مان اور باپ کے بعد وارث ہونگے۔ اگر انمین سے کوئی وارث نہو تو پھر ورثہ بموجب ترتیب ذیل کے وارثون کو ملے گا۔ شوہر کا چھوٹا بھائی۔ اُسکے چھوٹے بھائی کا بیٹا۔ اُسکے بڑے بھائی کا بیٹا۔ بہن کا بیٹا۔ شوہر کی بہن کا بیٹا۔ بھائی کا بیٹا۔ داماد۔ خسر۔ جیٹھ۔ بعد ازان سپنڈ اور سکل اور سمندک اس مال کے وارث جو کتخدا عورت چھوڑ مری ہو اور جو کہ اُسکو قبل بیاہ باپ سے ملی ہو اُسکے وارث ایک بعد دوسرے کے اس ترتیب سے ہوتے ہین۔ ناکتخدا بیٹی۔ بیٹا۔

جو باپ نے ملک دی ہو

---

[1] یہان یہ بیان کرنا چاہیے کہ اگر ناکتخدا لڑکی یا وہ لڑکی جسکی نسبت ہوگئی ہو اور جو بعد ازان عقیمہ معلوم ہو ورثہ پانے کے بعد مر جاے یا بیوہ جسکے کوئی بیٹا پیدا نہوا ہو وفات پائے تو وہ جائداد جو اُسکو وراثتاً ملی تھی اُسکی اُن بہنون کو ملے گی جنکے اولاد ذکور ہو یا جنکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو اگر یہ نہون تو وہ جائداد عقیمہ اور بیوہ لڑکیون کو ملے گی۔

[2] جمتواہن کے بموجب دوسری زوجہ کے بیٹے کے سامنے دختر زادہ کا حق معرض التوا مین رہتا ہے لیکن سری کشن اور اور معتبر عالمون نے اس قول کی تردید کی ہے۔

[3] ان قواعد کی تفصیل اُس باب مین ہے جو بیاہ سے متعلق ہے۔

[4] یہ ترتیب بادی النظر مین مناسب نہین معلوم ہوتی خصوصاً اُس بیاہ کی نسبت جسمین کہ دولھے کے خاندان کے لوگ روپیہ بیاہ کے واسطے دیتے ہین۔ کیونکہ ایسی صورت مین یہ قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ دولھن کی موت کے بعد دولھے کے خاندان کی طرف عود کرے۔

وہ بیٹی جسکے اولاد ذکور ہے یا احتمال ہے کہ اُسکے ہوگی - نواسہ - پوتا - پرپوتا - سکر پوتا - دوسری زوجہ کا بیٹا - پوتا - پرپوتا - اگر اُنمین سے کوئی نہو تو عقیمہ اور بیوہ بیٹیان بالاتفاق وارث ہوتی ہین انکے بعد اُن وارثون کا حق ہے جیسا کہ پانچ اول قسم کے ازدواج مین دستور ہے -

اگر باپ سے ملی ہو -

مال جو منکوحہ عورت چھوڑ مری ہو اور جس مال کو اُسے اُسکے باپ نے نہ دیا ہو اور نہ وہ اُسکو بیاہ کے وقت ملا ہو اُسکے وارث بھی ترتیب مرقومہ بالا کے بموجب ہونگے الا فرق اتنا ہے کہ بیٹا اور کواری لڑکی دونون شامل ورثہ پاوینگے نہ کہ ایک بعد دوسرے کے اور پوتے کو نواسہ پر ترجیح ہے [1]

یہ بیان کرنا یہان مناسب ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب منکوحہ عورت کو اپنی علیحدہ اور مخصوص ملک پر اختیار حاصل ہے جسطرح چاہے منتقل کرے الا اُس زمین پر جو اُسے شوہر نے دی ہے - باوجود اسکے اُس مال پر بھی جو عورت کی ذات خاص کا ہو شوہر کو اختیار ہے کہ وہ افلاس کے وقت اُسکو صرف مین لاوے اور عورت اپنے علیحدہ اور خاص مال کی نسبت بھی اپنے شوہر کے حکم کی مطیع ہے [2]

---

[1] رگھونندن کا قول ہے کہ اگر ایک منکوحہ عورت لاولد مر جائے تو صرف شوہر کو اپنی زوجہ کے اُس مال پر حق پہونچتا ہے جو کہ اُسنے اُسے بعد بیاہ دیا ہو لیکن کوئی مال جو اُسکو اُسکے باپ نے یا مان نے دیا ہو اُسمین بھائی کا حق مقدم ہے -

[2] یہ وارثون کی ترتیب کولبروک صاحب کے ترجمہ دایہ بھاگ ص ۱۰۰ سے اکثر منقول ہے - اس ترتیب کی بابت میرے نزدیک مختلف مقامون مین کچھ بڑا فرق نہین ہے الا بنارس ور اور جگہ کے قوانین کی رو سے فرق ہا مین دولتمند اور مفلس بیٹیون کے کیا گیا ہے جیسا کہ معمولی جائداد کے انتقال مین ہے علاوہ اسکے اور بھی باریک فرق اور اختلاف رائے ہین چنانچہ بعض اُنمین سے مندرج ہین مگر زیادہ تفصیل اُنکی اس جگہ بیفائدہ ہے جتو اہل ورثت سے عالمان بنگالہ کے بموجب متوفی عورت کی وہ ملک جو اُسکو بیاہ مین نہین ملی ہے اور جسکو اُسے اُسکے باپ نے نہین دیا ہے اسکے بیٹے اور کواری لڑکیون کو برابر حصون مین ملے گی عام اس سے کہ لڑکیون کی نسبت ہو گئی ہو یا نہ ہو گئی ہو - [2]

چوتھا باب

تقسیم ملک کے بیان مین

جائداد جو ورثہ سے حاصل ہو اُسکا بیان اوپر ہو چکا اب اُس جائداد کا بیان کرینگے جو مورث کے جیتے جی تقسیم کی رو سے حاصل ہوتی ہے اور جو وارثون کو قائم مقام ہونے کے بعد تقسیم کی رو سے ملتی ہے۔

بنگالہ مین تقسیم ملک کے واسطے باپ کی رضامندی ضرور ہے۔ مستثنیٰ۔ جگناتھ کی راے

تقسیم کی نسبت باپ کی رضامندی ضرور ہے اور جبتک کہ باپ جیتا رہے تب تک بنگالہ کے قانون کے بموجب لڑکون کو اختیار نہین ہے کہ اُسکی رضامندی جبراً حاصل کرین الا اُس صورت مین جبکہ باپ کا حق ملکیت سے بالکل باطل ہو جاے مثلاً وہ نیچ قوم مین شامل یا تارک دنیا ہو جاے۔ جگناتھ نے البتہ اپنی راے یہ لکھی ہے کہ بیٹے جنکو سوتیلی مان سے تکلیف پہونچے وہ راجہ سے درخواست کرکے تقسیم اُس میراث کی جو دادا کی ہے کرا سکتے ہین۔ مگر اُس مال کی تقسیم نہین کرا سکتے جو کہ خود باپ کا مکسوبہ ہو باپ

جگناتھ کی یہ راے ہے کہ وہ لڑکی جو منسوب ہو گئی ہے اُسکا حق اُس لڑکی کے سامنے جسکی نسبت نہین ہوئی جاتا رہتا ہے اور دونون کو حق مساوی بھائی کے ساتھ برابر حصہ پانے کا نہین ہے۔ رگھونندن کہتے ہین کہ کوئی قول ایسا نہین ہے جس سے منسوب لڑکی کا حق وراثت جائز ہو۔ بیوہارمیوکھ اور ویرامتر اودار کے مصنف صاف یہ لکھتے ہین کہ اگر کواری لڑکی نہو تو منکوحہ لڑکی جسکا شوہر زندہ ہو بھائی کے شامل ورثہ پائےگی۔

متاچھرا اور اور پرانی معتبر کتابون کے بموجب جو بنارس مین جاری ہین بھائی اور بہن کسی نہج سے شامل ورثہ نہین پا سکتین لیکن بالا دھوا چارج بیان کرتے ہین کہ بیٹے اور بیٹیان اپنی مان کی ذوات خاص کے مال کی بالاشتمال وارث ہین مگر صرف اُس صورت مین جبکہ وہ مال عورت کو شوہر کے خاندان سے ملا ہو۔ اور بخلاف اسکے وشمس تہی ٹہا چارج کہتے ہین کہ وے ہر صورت مین بالاشتمال ورثہ پائینگے الا اُس صورت مین جبکہ مال بیاہ کے وقت ملا ہے اور عورت کے والدین نے دیا ہے ایسے ایسے مسائل متناقض امور خفیفہ مین جنکا اوپر بیان ہوا جتنے چاہین لکھ سکتے ہین۔

کے اختیار تقسیم جائداد کی نسبت صرف ایک شرط یہ ہے کہ اُسکی زوجہ اُس عمر کو پہونچ جاے جبکہ اُسکے آیندہ اولاد کا ہونا ممکن نہو اور یہ شرط صرف غیر منقولہ جائداد موروثی کے واسطے ہے اور جو جائداد کہ خاص اُسکی مکسوبہ ہے منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور وہ جائداد موروثی کسی قسم کی جسپر ایک شخص اجنبی نے غصب کر لیا ہو اور وہ اُسکو دوبارہ حاصل کرلے ایسی ہے جسکی تقسیم کے واسطے صرف باپ کی رضامندی ضرور ہے لیکن جو قانون کہ درباب تقسیم جائداد موروثی کے بنارس اور اور مقامون مین جاری ہے وہ بنگالہ کے قانون سے بہت مختلف ہے یعنی اگر مان کے اور اولاد کا آیندہ پیدا ہونا ممکن نہو تو بموجب قانون متعلقہ بنارس کے بیٹے جائداد موروثی کو جبراً تقسیم کرا سکتے ہین گو باپ تارک الدنیا نہوا ہو اور تقسیم کرنا نہ چاہتا ہو۔

قانون بنارس کے بموجب بیٹے ملک موروثی کی تقسیم کرا سکتے ہین۔

قانون بنگالہ کے بموجب وہ ملک جو باپ کی مکسوبہ خاص ہے اُسکو وہ غیر مساوی طور پر تقسیم کر سکتا ہے اور علی ہذا القیاس ملک منقولہ موروثی اور بھی کسی قسم کی ملک کو جو اُسنے دوبارہ حاصل کی ہو۔ اور اُسمین سے اُسے اختیار ہے کہ جتنی مناسب جانے اپنے پاس رکھے۔ اگر باپ جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرے یا ایک بیٹے کو تقسیم ورثہ سے ناحق محروم رکھے تو یہ جائز مگر داخل گناہ ہے۔

قانون بنگالہ کے بموجب باپ کیونکر تقسیم کر سکتا ہے۔

لیکن موروثی غیر منقولہ جائداد پر جسکے حاصل کرنے مین ممکن ہے کہ بیٹون نے بھی مدد کی ہو باپ کو ایسا اختیار حاصل نہین ہے۔ ایسی جائداد پر بیٹے برابر کے حصہ کے حقدار ہین باپ البتہ اس جائداد مین سے اور اُسمین سے جو اُسکے بیٹون کی مکسوبہ ہے دو چند حصہ لے سکتا ہے۔

بخلاف اسکے قانون بنارس کے بموجب باپ کو موروثی جائداد کا خواہ کسی قسم کی ہو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا منع ہے اور اُس غیر منقولہ جائداد کا بھی جو باپ کی خود مکسوبہ ہو۔ اور جو مال کہ اُسکا مکسوبۂ خاص ہو اُسکی بھی تقسیم مین وہ دو چند حصہ نہین لے سکتا اور چونکہ مسئلہ وقعت امر واقع بنارس مین جاری نہین ہے لہذا غیر منقولہ جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا صرف گناہ ہی نہین ہے بلکہ خلاف

قانون بنارس۔

ملے متاچھرا کا باب ۱ فصل ۲ دفعہ ۲۔

قانون ہے۔[1]

مصنف توضیحات دھرم شاستر نے اُس باب مین جو بخشش اور غیر مساوی تقسیم سے متعلق ہے اس مطلب کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اگرچہ وہ اقرار کرتے ہین کہ یہ ایک بڑا ادقت طلب مضمون ہے کیونکہ مختلف فیصلے ایسے ہوے ہین جو ایک دوسرے کے نقیض ہین مگر پھر بھی اُنکی راے یہ ہے کہ عطا کر دینا کل جائداد غیر منقولہ موروثی کا صرف ایک بیٹے کو اور محروم رکھنا باقیون کو گو ایک گناہ ہے مگر قانوناً ناجائز نہین ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مصنف مذکور کی یہ تحریر صرف اُس قانون کی نسبت ہے جو بنگالہ مین جاری ہے۔ میری راے تحریر مذکورہ بالا کے خلاف ہے اور وجوہات اسکے یہ ہین۔ اول یہ کہ مسئلہ جسکی مین تائید کرتا ہون وہ اُن فیصلون کی رو سے جو حال مین ہوے ہین مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ فیصلے بعد اسقدر تحقیقات کماینبغی کے ہوے ہین کہ کبھی پہلے عمل مین نہین آئی تھی اور دوسرے یہ کہ صرف ایک قول جو خلاف اس مسئلہ کے ہے وہ دار بھاگ کے بموجب اس طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ "قول بیاس جس سے ممانعت ظاہر ہوتی ہے منشا اسکا اُس گناہ سے ہے جو اخلاق کے خلاف ہے اُس سے یہ مراد نہین ہے کہ بیع یا انتقال ناجائز ٹھہرایا جاے پس چونکہ بخشش یا بیع کرنا تسلیم نہین کیا گیا ہے لہذا درصورت عمل مین آنے بخشش یا بیع کے خلاف ورزی اس ہدایت کی لازم آتی ہے۔ لیکن بخشش یا انتقال باطل نہین ہے اسواسطے کہ ایک امر واقعی سو مسائل سے بدل نہین جا سکتا" اب اگر اس عبارت کے معنی علی العموم طور پر لیے جائین اور یہ سمجھا جاے کہ اُنکی رو سے جملہ افعال جو صریح خلاف قانون کیے جائین وے جائز ہونگے تو اس عبارت سے قطعی منسوخی قانون کی لازم آتی ہے اور بہتر ہوگا کہ عدالت مین کل فیصلون کی ہدایت کے واسطے صرف یہی قول کافی متصور ہو

وجوہات خلاف غیر مساوی تقسیم کی جو خاص صورتون مین کیجاے۔

[1] حالانکہ منقولہ مال کو جسطرح باپ کی خوشی ہو اسطرح علٰحدہ کرنے کے واسطے ممانعت نہین ہے تاہم ایسے مال کو اگر وہ ایک بیٹے کو عطا کر دے تو یہ امر خلاف قانون ہوگا ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۵ مین کولبروک صاحب کا کلام منقول ہے اُسی کتاب کے ص ۹ مین یہ مذکور ہے کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ مال غیر منقولہ مکسوبہ کو حسب دلخواہ علٰحدہ کر دے۔

جو تمثیل کہ داۤیبھاگ کے شارح نے بغرض توضیح اس قول کے لکھی ہے اُس سے اُسکی وہ طینت جسکے سبب سے یہ بے معنی بلکہ نقصان رسان مسئلہ غیر معقول لکھا گیا صاف ظاہر ہے بیان اُسکا یہ ہے کہ جیسا ایک امر واقعی سو مسائل سے نہین بدل سکتا ویسا ہی مار ڈالنا ایک برہمن کا گو بہت بڑا گناہ اور ناجائز فعل ہے مگر جبکہ ارتکاب اُسکا ہو گیا تب اُسکا کچھ علاج نہین ہے یعنی وہ مردہ برہمن پھر زندہ نہین کیا جا سکتا۔ مگر یہ تمثیل اُس صورت مین مناسب ہو سکتی تھی جبکہ انتقام نہ ہو سکتا اور قانون مین ضرر رسانی کے واسطے مکافات ممکن الوقوع کا حکم نہوتا۔ علاوہ اسکے اس نتیجہ مین اسوجہ سے بہت کم حجت باقی رہتی ہے کہ یہ مقولہ بیاس کا داۤیبھاگ کے اُس باب مین واقع ہوا ہے جسمین مال مکسوبہ کا بیان ہے اور جہان موروثی مال کا کچھ ذکر بھی نہین ہے۔ اور اگر دلیل مزید اس امر کی مطلوب ہو کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ موروثی غیر منقولہ جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے یا اُس جائداد کی نسبت کوئی اور امر ایسا کرے جس سے بیٹے کو نقصان پہونچنا متصور ہو تو صرف حوالہ دینا اس قاعدے کا کافی ہے جو ترجمہ انتخاب متاچھرا کے تیسرے باب کی فصل ۷۔ دفعہ ۱۰ مین یہ بحث مقدمات درج ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے "زمین جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسمین باپ اور بیٹے کا حق ملکیت یکسان ہے" الخ۔ اس مقولہ سے ظاہر ہے کہ زمین جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسکے حقدار باپ اور بیٹا دونون یکسان ہین پس اگر باپ جائداد غیر منقولہ کو جو دادا کی مکسوبہ ہے کسی طرح علیحدہ کرے اور بیٹا اس امر کی عدالت مین نالش کرے تو یہ مقدمہ باپ اور بیٹے کے باہم مسموع ہوگا۔ یہ فقرہ اُس بحث مین ہے جسکا مضمون ہے کہ کن شخصون کا عدالت مین متخاصمین ہونا زیبا ہے اگرچہ یہ صاف لکھا ہے کہ وہ تنازع جسمین باپ اور بیٹا مدعی اور مدعا علیہ ہین اخلاق کے خلاف ہے مگر پھر بھی بیٹے کا حق اسقدر مستقل قرار دیا گیا ہے کہ اُسکے قائم رکھنے کے واسطے وہ اپنے باپ کے خلاف نالش دائر کر سکتا ہے کیونکہ ایک استحقاق جو قانوناً جائز ہے بہ نسبت اُسکے فسخ کر دینے کے امر خلاف اخلاق کا کرنا بہتر ہے

اس امر کی بحث کہ باپ کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا ملک بنگالہ مین کس مرتبہ تک جائز شمار کرنا چاہیے ایک مقدمہ مین جسکو صدر دیوانی عدالت نے ۱۸۲۶ء مین فیصل کیا کما ینبغی ہوئی ہے [۱] اس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ جائداد غیر منقولہ موروثی کو غیر مساوی طور تقسیم کرنا خلاف دھرم شاستر اور ناجائز ہے لیکن باپ اگر اپنی مکسوبہ جائداد و غیر منقولہ موروثی جائداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرے تو یہ امر دھرم شاستر کے مطابق اور جائز ہوگا بشرطیکہ تقسیم ایسی نیت سے نہ کی گئی ہو جس سے کہ قانوناً تقسیم کرنے کا اختیار زائل ہوجاتا ہے ایک تنبیہ متعلقہ مقدمہ مذکور مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جائداد غیر منقولہ موروثی کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا جسکی بابت بموجب معتبر عالمون دھرم شاستر کے امتناع صریح ہے ایک ایسا امر ہے کہ اُسپر جمتواہن وغیرہ نے جو تاویلات لکھی ہین انمین سے کسی کے بموجب وہ ناجائز نہین ٹھہرایا جاسکتا ۔ جگناتھ اپنے خلاصہ مین راے مرقومہ بالا کے خلاف لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر باپ بخلاف مذہبی قانون تمام یا تھوڑا سا حصہ موروثی جائداد غیر منقولہ کا دیوے تو ایسا ہبہ جائز ہے بشرطیکہ وہ غصہ کی حالت مین یا کسی اور ایسی حالت مین نہو جسکے

جگناتھ کی راے کی تشریح۔

باعث اُسکو تقسیم کرنے کا اختیار حاصل نہین رہتا ہے اگر یہ مقولہ مان لیا جاے تو یہ امر بدرجہ اولی مستنبط ہونا چاہیے کہ باپ کو اختیار ہے کہ جائداد موروثی غیر منقولہ کو غیر مساوی طور پر تقسیم کردے لیکن مقدمہ مذکورہ بالا مین بموجب قول اکثر عالمون کے بالعکس اس مسئلہ کے تجویز ہوا ہے ۔

حق اُس بیٹے کا جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو

اگر باپ نے جائداد کو تقسیم کردیا ہو اور بعد ازان لڑکا پیدا ہو تو وہ تنہا مالک اُس ملک کا ہوگا جو باپ نے اپنے پاس رکھ لی تھی اور اگر باپ نے اپنے پاس کچھ نہ رکھی ہو تو اور بیٹون پر واجب ہوگا کہ اپنے حصون مین سے سب سے چھوٹے بھائی کو ایک حصہ دین ۔

لاولد زوجہ کا حق بنگالہ کے عالمون کے بموجب

جمتواہن اور رگھونندن اور سری کشن ورداور مصنفان بنگالہ کے بموجب جبکہ باپ جائداد کو تقسیم کرے تو اُسکو چاہیے کہ ایک حصہ جو بیٹے کے حصہ کے برابر ہو لاولد زوجہ کو دے اور اُسکو نہ دے جسکے اولاد ذکور ہے ۔

ہری ناتھ کی راے

لیکن ہری ناتھ کا یہ قول ہے کہ اگر باپ دو حصے یا دو سے زیادہ

[۱] کل بحث کے واسطے صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ - ص ۲۱۴ - دیکھو ۔

بیا داز نوستو۔

حصے اپنے واسطے رکھے تو اُس صورت مین ازواج کو کوئی حصہ دینا ضرور نہین ہے کسواسطے کہ حصون مذکورہ سے اُنکی پرورش ہو سکے گی۔ بیادآرنوستو مین لکھا ہے کہ جبکہ باپ جائداد برابر کے حصون مین بیٹون کو تقسیم کردے تو ایک مساوی حصہ اپنی زوجہ کے واسطے رہنے دے لیکن جس صورت مین کہ وہ جائداد کو غیر مساوی حصون مین تقسیم کرے اور اپنے واسطے حصہ کثیر رہنے دے تو ایسی حالت مین اُسپر واجب ہے کہ وہ اپنی ہر ایک زوجہ کے واسطے اپنے حصہ مین سے اسقدر دے جسقدر کہ بحساب اوسط اُسکے ایک بیٹے کا حصہ ہوگا مگر یہ حصے ازواج کے واسطے صرف اُسی صورت مین مقرر کیے جاتے ہین جبکہ کسی طرح کا مال اُنکو کبھی نہ دیا گیا ہو۔ بعض عالمون کی یہ راے ہے کہ اگر زوجہ کو کسی اور صورت سے کوئی جائداد حاصل ہوگئی ہے تو بیٹے کا جو حصہ ہو اُس سے نصف زوجہ کو ملے اور بعض یہ لکھتے ہین کہ جو جائداد کہ زوجہ نے پائی ہو اور اُسمین کمی ہو تو بقدر اُس کمی کے بیٹے کے حصے مین سے مقرر کیا جاوے۔ جگنناتھ کا یہ قول ہے کہ اگر زوجہ کو کہین سے کچھ ایسی دولت ملے جسپر اخیر کو اُسکے شوہر کا حق پہونچتا ہو تو یہ دولت اُس حصہ مین محسوب ہوگی جو حصہ کہ زوجہ کے واسطے تقسیم کے وقت مقرر ہو لیکن اگر مال اُسکو اُسکے باپ یا کسی اور رشتہ دار سے ملا ہے یا شوہر کے ماموں یا شوہر کے کسی اور بعیدی قرابتدار سے حاصل ہوا ہے تو چونکہ اُس مال پر شوہر کا کچھ تعلق نہین ہے لہذا ایسا مال تقسیم جائداد کے وقت اُسکے حصہ مین محسوب نہوگا۔

قاعدہ جبکہ زوجہ کو مال ملا ہے۔

بنارس اور متھلا کے مسائل حصص ازواج کے باب مین۔

دھرم شاستر جو بنارس اور متھلا وغیرہ مین جاری ہے وہ اس باب مین بنگالہ کے دھرم شاستر سے مختلف ہے اور خود اُسمین بھی اختلاف واقع ہے۔

وگیانیشر کا قول ہے کہ "جبکہ باپ اپنی رضامندی سے اپنے تمام بیٹون مین جائداد مساوی طور پر تقسیم کردے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی ازواج کے واسطے بھی جنکو کوئی مال بطور استری دھن اُنکے شوہر یا خسر سے نہین ملا ہے حصے اپنے بیٹون کے حصون کے برابر مقرر کرے" اور وہی مصنف آگے لکھتا ہے کہ اگر کوئی علیحدہ جائداد اُنکو ملی ہے تو اُنکو نصف حصہ ملے یعنی اُسکے قول کا مضمون یہ ہے کہ "اگر کوئی جائداد

ملی ہے تو شوہر کو نصف حصہ مقرر کرنا چاہیے"۔ مادھو اچارج کے بموجب اگر باپ اپنی برضا و رغبت اپنے بیٹون کو برابر حصہ دے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی ازواج کے واسطے جنکو کوئی علیحدہ جائداد نہین ملی ہے ایک حصہ جو ایک بیٹے کے حصے کے برابر ہو مقرر کرے لیکن اگر کوئی علیحدہ جائداد اُنکو ملی ہے تو اُس صورت مین نصف حصہ ملے کمل کر جو بیاد تیندیو کا مصنف ہے علی العموم یہ کہتا ہے کہ اگر باپ مر گیا ہو یا زندہ ہو اُسکی ہر ایک زوجہ اُسی قدر حصہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیٹا لیکن سول پان نے دیباگ تلک مین لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی خوشی سے جائداد کو اپنے لڑکون مین برابر تقسیم کردے تو اُسکو لازم ہے کہ اپنی صرف ہر ایک ایسی زوجہ کو جسکے اولاد ذکور نہو بیٹون کے حصے کے برابر حصہ دے۔ اور ہل یودھ بھی یہ لکھتا ہے کہ جن ازواج کی اولاد مین بیٹا نہو اُنھین کو حصہ ملے۔ پھر یہ کہتا ہے کہ جبکہ باپ اپنی جائداد کا حصہ کثیر اپنے پاس رکھ چھوڑے اور جزوی اُسمین سے اپنے بیٹون کو دیدے یا کہ دو چند حصہ اپنے پاس رکھ لے تو اُسپر لازم ہے کہ وہ خاص اپنے حصہ مین سے اپنی ازواج کو دے پس ازواج کو صرف اُسی صورت مین حصص جداگانہ دینے کا حکم ہے جبکہ وہ اپنی جائداد کو برابر تقسیم کرے۔ غرض ان وجوہات کا

خلاصہ وجوہات۔

خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب باپ جائداد کو اپنے بیٹون مین برابر تقسیم کرے تو اُسکی ازواج جنکے اولاد ذکور نہین ہے برابر حصے پانے کے مستحق ہین اور جب وہ ایک حصہ کثیر اپنے پاس رکھ چھوڑے تو اُس صورت مین اُسکی ازواج کسی خاص حصہ کے پانے کا استحقاق نہین رکھتی ہین مگر اُسکو اُنکی پرورش لازم ہے اور جس صورت مین کہ تقسیم غیر مساوی طور پر عمل مین آئی ہے تو ازواج کے حصص کا تعین بحساب اوسط بیٹون کے حصون کے ہونا چاہیے۔ درصورت تقسیم موروثی جائداد کے دادی کی نسبت بھی یہی قواعد متعلق ہین۔

کس صورت مین بھائی تقسیم کرسکتے ہین۔

والدین کی وفات یا اُنکی جائداد سے قانوناً محروم ہو جانے کے بعد بھائیون کو اجازت ہے کہ وہ باہم جب جائداد منقولہ و غیر منقولہ اور موروثی اور مکسوبہ کو آپس مین تقسیم کرلین۔ اور بموجب آئین متعلقہ ضلع بنگالہ کے بیوہ اپنے شوہر متوفی کے بھائیون کے ساتھ جائداد غیر منقسمہ مین صرف شریک ہی ہونے کی مستحق نہین ہے بلکہ اُسے اُس جائداد کو تقسیم بھی کرا سکتی ہے

گو اسکا حصہ بعد اسکی وفات کے اسکے شوہر کے وارثون کو پہونچیگا۔ حین حیات والدہ کے بھی تقسیم ممکن ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ جمیتواہن کے قول کے خلاف ہے مگر عالمان جاننے اسکو تسلیم کیا ہے اور بالعموم اسپر عمل ہوتا ہے[۱]

بھتیجون کا حق۔

بھتیجے جنکے باپ مر گئے ہون یا انکی اولاد چوتھی پشت تک شمول متوفی کے بھائیون کے برابر کے حقدار ہین اور بالاصول حصہ پائینگے اور انمین سے ہر شریک کو اختیار ہے کہ وہ اپنا حصہ جدا کرا لے[۲]

ماں اور دخترون کا حق۔

تمام ایسی صورتون مین ماں کو بقدر بیٹے کے حصے کے ملنا چاہیے اور جو زوجہ باپ کی لاولد ہو اُسکے واسطے مقرر ہونا وجہ معاش کافی کا ضرور ہے۔ اور متاچھرا اور اُوکے بموجب جو بنارس اور جنوبی اضلاع ہند مین جاری ہین ازواج لاولد بھی برابر کے حصے پانے کے مستحق ہین کیونکہ لفظ ماتا سے حقیقی اور سوتیلی ماں دونون مراد لی گئی ہین۔ صرف سمرتی چیندریکا ہی ایسی کتاب ہے جسکی رو سے ماں کو بالکل حق نہین پہونچتا۔ نا کتخدا دخترون کے واسطے اسقدر حصہ مقرر کرنا چاہیے جو اُنکے بخوبی بیاہ ہو جانے کے واسطے کافی ہوے۔ اور یہ حصہ بھائی کے حصہ مین سے بقدر چہارم مقرر کیا گیا ہے یعنی فرض کرو کہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو اس صورت مین جائداد کے دو حصے کرنے چاہئین اور انمین سے ایک حصہ کے پھر چار حصے کیے جائین اور ان چار مین سے ایک حصہ دختر کا ہے اگر دو بیٹے اور ایک بیٹی ہو تو اُس صورت مین جائداد کے تین سہام کرکے اُنمین سے پھر ایک حصہ کی چہارم یعنی کل

[۱] بھیرون چند مدعی بنام رسونی مدعا علیہا کے مقدمہ مین جو تنقیہ لکھی ہے اُسکو صدر دیوانی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۲۔ مین دیکھو۔ اُسی جلد کے ص ۵۸ مین مقدمہ نیلکنٹھ راے مدعی بنام منی چودھراین مدعا علیہا دیکھو۔ اور اُسی جلد کے ص ۱۳۵ مین مقدمہ رانی بھوانی دیبی وغیرہ مدعیان اور رانی سورج منی مدعا علیہا کو بھی معائنہ کرو بنارس کا قانون اس امر کے خلاف ہے مقدمہ لچھمن سنگھ مدعی بنام شیو منوک سنگھ مدعا علیہ جلد ایضاً ص ۵۹ مین دیکھا جاے۔

[۲] خلاصہ کے ص ۲-۹-۸۷- دیکھو۔

[۳] خلاصہ کے ص ۲-۷ مین منقول ہے اور اصول دہرم شاستر کے ضمیمہ ص ۲۹۲- کو بھی دیکھو۔

[۴] ایضاً ص ۸۶-و ۹۷-

جائداد کا بارھوان حصہ بیٹی کا حق ہے - اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیان ہون تو اس صورت مین جائداد کے تین حصے کرکے اُنمین سے دو حصون کے چار حصے کرنے چاہئیں اور اُنمین سے ایک ایک ربع لڑکیون کا حق ہے [1] لیکن نہایت معتبر عالمون کے بموجب اسطرح پر حصے دخترون کے واسطے عموماً مقرر نہین کیے جاتے ہین کیونکہ اس واسطے کہ جس صورت مین جائداد قلیل ہے اور اسوجہ سے اُسکا اسطور پر تقسیم کرنا موجب قباحت ہے یا کہ جائداد کثیر ہے اور اس جہت سے منجملہ اُسکے بطور مذکورہ بالا حصہ دینا بیاہ بخوبی ہوجانے کے واسطے غیر ضرور متصور ہے تو ایسی صورتون مین بہنین صرف اسقدر پانے کی مستحق ہین جو کہ صرف بیاہ کے واسطے کافی ہو [2]

بہنون کا حق غیر معین

غرض کہ بہنون کے واسطے جو معین کیا گیا ہے اُس سے منشا یہ ہے کہ خاندان کی عزت قائم رہے اور یہ امر بطور سلوک کے ہے نہ کہ بطور استحقاق کے -

حصہ جائداد حاصل کرنے والے کا -

اگر ایک بھائی جائداد مشترکہ مین کوئی صورت بہبودی پیدا کرے تو اسوجہ سے وہ حقدار زیادہ حصہ نہین ہوجاتا [3] مگر جبکہ اُسنے صرف اپنی کوشش سے بلا امداد غیرے ملک حاصل کی ہو تو بموجب قانون متبعہ بنگالہ کے بحالت تقسیم ملک مذکور اُسکو دو چند حصہ مل سکتا ہے - اور صدر دیوانی عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ جبکہ چار بھائیون مین سے جو شفق رہتے ہون ایک بھائی سرمایہ مشترکہ یا بھائیون کی ذاتی مدد سے جائداد حاصل کرے تو اس جائداد کے

---

[1] سلسلہ چہرا کا باب جو ورثت کے بیان مین ہے اُسکی دفعہ ۷ دیکھو -

[2] توضیحات دھرم شاستر کے مصنف نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۲ - اور صفحات مابعد مین اس امر کی بحث بصراحت لکھی ہے اور جو خلاف کہ قواعد ہنود مین اس امر کی نسبت ہین اُنکی تصریح کی گئی ہے لیکن اخیر مین اُنھون نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ بہن کا البتہ ایک دعوے ہے مگر استحقاق نہین ہے - صدر لینڈ صاحب کی راے بھی دیکھو جو اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۱۰۳ مین منقول ہے اُسکا مطلب بھی یہی ہے -

کولبروک صاحب کی راے بھی کتاب مذکور کے ص ۳۶۱ - اور ۳۰۵ مین دیکھو -

[3] سلسلہ چہرا باب ۱ فصل ۳ - دفعہ ۴ - اور جلد ۲ مین تقسیم متعلقہ مقدمہ ۱۵ - کو معائنہ کرو مقدمہ مذکور اُس باب مین لکھا ہے جسمین تفصیل اس امر کی ہے کہ کون اسباب قابل تقسیم ہے اور کون نہین -

دو خمس اُسکے حاصل کرنے والے کو ملینگے اور ایک ایک خمس اور بھائیون کو ملیگا[1] لیکن قانون متمشیہ بنارس کی رو سے باہم اُس بھائی کے جسنے اپنی ذات خاص سے مدد کی ہو اور اُس بھائی کے جسکی جانب سے کچھ کوشش نہوئی ہو امتیاز نہین ہے اگر جائداد کے حاصل کرنے مین سرمایہ موروثی صرف ہوا ہے تو سب بھائیون کا حصہ مساوی ہوگا[2] اگر سرمایہ مشترکہ صرف نہوا ہو[3] تو جسنے اپنی جہد و سعی سے جائداد حاصل کی صرف وہی مستحق اُسکا ہوگا[4] اور جس صورت مین کہ جائداد بلا امداد سرمایہ مشترکہ کے خاندان مین سے صرف ایک شخص کی محنت و کوشش سے حاصل ہوئی ہے تو کنبے کے اور اشخاص گو وے بزمانہ حصول اُسکے آپس مین شریک رہتے ہون مستحق شرکت جائداد مکسوبہ مذکور کے نہونگے[5] یہی قاعدہ اُس مال کی نسبت بھی مستعمل ہے جو دوبارہ حاصل کیا گیا ہے

الارضی کی صورت مین حاصل کرنے والا بہ نسبت اور بھائیون کے ایک ربع کا زیادہ مستحق ہے[6] اور یہ امر بھی تجویز پا چکا ہے کہ اگر ارضی ایک بھائی کی محنت اور دوسرے بھائی کے زر سے حاصل ہوئی ہو تو ہر ایک اُنمین سے نصف حصہ کا حقدار ہے اور اگر وہ ارضی ایک کے زر اور محنت اور دوسرے کی صرف محنت سے حاصل ہوئی ہو تو اول شخص کو حصہ بقدر دو ثلث اور دوسرے کو ایک ثلث ملے گا - مگر ظاہرا یہ تجویز طریقہ انصاف پر مبنی ہے نہ کسی خاص قاعدہ دھرم شاستر پر[8]

قانون بنارس کے بموجب۔

صورت دوبارہ حاصل کرنے کی۔

---

[1] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۹۶۔

[2] تنقیح متعلقہ مقدمہ نمبر ۴ جلد ۲ کے اُس باب مین جو بیٹون وغیرہ کے بیان مین ہے معائنہ کیجائے۔

[3] تنقیح اس امر کی کہ کام مین لانا سرمایہ مشترک کا کس صورت مین لازم آتا ہے اکثر دشوار ہے اور اسلئے کوئی ایسا عام قاعدہ نہین لکھا جا سکتا جو سب صورتون پر صادق آئے ہر ایک مقدمہ بموجب اُسکی روئداد کے فیصل کرنا چاہیے ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۶ دیکھو۔

[4] خلاصہ کے ص ۱۰۹-۱۱۰ دیکھو۔

[5] مقدمہ کالی پرشاد راے وغیرہ مدعی بنام ڈگمبر راے مدعا علیہ کو جلد ۲ ص ۲۳۰ مین دیکھو۔

[6] دوسری جلد کے ص ۳۶۵ مین بنگال سے منقول ہے۔

[8] مقدمہ کوشل چکرورتی مدعی بنام رادھا ناتھ مدعا علیہ مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۳۳۶۔

جائداد غیر ممکن التقسیم

نذرانہ جو بیاہ کے وقت ہوا اور نیز جو کچھ علم یا شجاعت کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو اسپر علی العموم تقسیم کے وقت بھائیون کا دعوی نہین پہونچتا ہے اور بعض چیزین ایسی ہین کہ قانوناً انکی تقسیم نہین ہوسکتی - جائداد غیر ممکن التقسیم کی تفصیل فرید ناظرین نسخۂ ہذا کو ترجمہ خلاصہ بھگناتھ کی جلد ۲ ص ۳۳۲ سے واضح ہو گی اور دوسری جلد کا وہ باب بھی کہ جسمین بیان مال ممکن التقسیم اور غیر ممکن التقسیم کا ذکر ہے ملاحظہ طلب ہے ایک قول کے بموجب جو زیادہ ترصحیح ہے یہ قرار پایا ہے کہ اگر منجملہ جائداد منقسمہ کے ایک جزو بطور غیر منقسم رہے تو اسپر عام قواعد تقسیم جو مال مشترک کے واسطے مستعمل ہین موثر نہونگے یعنی اگر وقت تقسیم کل جائداد کے کوئی جزو اسکا مشترک چھوڑ دیا جاسے تو باوجود علٰحدہ ہونے کے متوفی بھائی کی زوجہ اسمین شریک نہین ہوسکتی بلکہ وہ بقیۂ جائداد صرف بھائی کا حق ہے[۱]

ثبوت تقسیم ملک۔

ملک کی تقسیم بلا تحریر یا بغیر کسی اور تکمیل ضابطہ کے ممکن ہے اور اگر ثانی الحال کچھ حجت واقع ہو تو اُسکی تنقیح ثبوت قرائن سے ہوجاے گی - تقسیم ہونے یا نہونے کا حال بھائیون کے صرف سکونت کے طریقے سے مستنبط نہین ہوسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ وے بظاہر بالاتفاق رہتے ہون مگر معاملات جائداد مین ہر واحد علٰحدہ ہو - یا بالعکس اسکے وہ علٰحدہ رہتے ہون مگر بلحاظ ملکیت وے آپس مین شامل ہون گو کہ طریقۂ مذکور فی الحقیقت منجملہ اُس ثبوت قیاسی کے ہے جسپر در صورت ہونے تذبذب کے واسطے تنقیح شرکت یا علٰحدگی خاندان نسبت مال مکسوبہ اور دیگر جائداد کے لحاظ ہوسکتا ہے لیکن[۲] اس باب مین صرف یہی ایک ذریعہ شناخت کا معلوم ہوتا ہے کہ اگر وے لوگ جداگانہ معاہدے کرین اور ایک دوسرے کا ضامن ہو یا انکی جانب سے اسی قسم کے فعل بالانفراد عمل مین آوین تو ان اُمور سے معلوم ہوجاے گا کہ ایک دوسرے کا پابند نہین ہے یا ایک دوسرے کے

---

[۱] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۳۲۴ کو دیکھو۔

[۲] تنبیہ متعلقۂ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۳۶۔

باہم کچھ تعلق نہیں ہے [1] ایک مشترک ہندو خاندان کے مقدمہ مین صدر دیوانی عدالت
سے یہ تجویز ہوئی کہ ملک بالسویہ اہل خاندان کی مشترک تصور کیجاوے گی تا وقتیکہ خلاف
اسکے ثابت نہو اور ثبوت اس امر کا اُس شخص کے ذمہ ہے جو اپنی حقیت بلا شرکت
غیرے بیان کرکے دعوی پیش کرے [2] ایک اور مقدمے کی یہ صورت ہے کہ
ایک شخص ہندو خاندان کا جسمین ظاہری مراتب جدائی کے نہ تھے جدا تصور
کیا گیا اور اُسکو مال بالسویہ خاندان مین سے کچھ حصہ نہ ملا اسوجہ سے کہ وہ مع اپنے
باپ کے اور کنبے کے لوگون سے علیحدہ رہتا تھا اور تجارت مین نفع و نقصان
کے شامل نہ تھا گو بعض اوقات اُس سے اُسکے کنبے کے لوگ کام لیتے تھے اور
اُسکو اُسکے ذاتی اخراجات کے واسطے کبھی کبھی کچھ دیتے تھے [3] قانون مین
نسبت استحقاق اُس اولاد کے جو باپ کی جائداد تقسیم کرنے کے بعد پیدا ہو
بخصوصیت احتیاط کی گئی ہے۔ لیکن ملک موروثی کی نسبت یہ احتمال نہین ہوسکتا
کہ کسی حقدار وارث کا حق باطل ہوسکے کیونکہ جب تک کہ ماں کے اولاد کا پیدا
ہونا ممکن ہو اُسوقت تک تقسیم ملک قانوناً منع ہے اگر اچانک ایسا امر ظہور مین
آئے تو اس کے لیے یہ مقرر ہے کہ باپ تقسیم کرنے کے وقت اپنے پاس
دو حصے رکھ لے اور ان حصون کا صرف وہی بیٹا مستحق ہوگا جو بعد تقسیم
ملک کے پیدا ہوا اور واسطے حفظ استحقاق ایسی اولاد کے ایک اور قاعدہ
موثر بھی قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کو درصورت ضرورت اختیار ہے کہ اُس

---

[1] خلاصہ جلد ۳ ص ۴۱۴ - اور اُن مقدمات کو اُس باب مین دیکھو جو تقسیم کے ثبوت مین ہے
کولبروک صاحب کی رائے کو بھی دیکھو جو کہ اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۳۲۵ مین منقول ہے۔

[2] مقدمۂ گورچندر رائے وغیرہ مدعیان بنام ہرچندر رائے مدعا علیہ مندرجہ رپورٹ صدر
دیوانی عدالت جلد ۴ ص ۱۶۲۔

[3] راج کشور رائے وغیرہ مدعیان بنام بیوہ سنتوداس مدعا علیہا کے مقدمہ کو صدر دیوانی عدالت
کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۳۱ - دیکھو۔

ملک کو جو اُسنے اپنے بیٹون مین تقسیم کر دی ہے پہر واپس لے لے[1]

پانچوان باب

بیاہ کے بیان مین

چونکہ پنڈتان عدالت سے بیاہ کے امور مین کمتر استفسار ہوا ہے تو اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ عدالت ہائے دیوانی مین اس قسم کے تنازع اکثر دائر نہین ہوتے ہین - اس قسم کے تنازع اور وے جو ذات کی بابت ہین اکثر اپنی کی پنچایت سے فیصلہ پاتے ہین - مگر احاطۂ بمبئی اور مدراس کے اضلاع مین ایسا نہین ہے وہان بہت سے بیاہ اور ذات کے مقدمات عدالت ہائے مقررہ سرکار انگریزی مین فیصلے کے واسطے دائر ہوے ہین[2] پس چونکہ امور متعلقۂ بیاہ کا فیصلہ بھی سرکار کمپنی کی عدالتون کو قانوناً کرنا ہوتا ہے لہذا اُن اصلی قواعد کا جو بیاہ کے باب مین ہین اس جگہ لکھنا نامناسب نہوگا -

بیاہ قوم ہنود مین صرف ایک دنیوی معاہدہ ہی نہین ہے بلکہ دین کی روسے ایک بڑا متبرک معاملہ ہے - جو رسوم کہ تین اعلیٰ قومون کے واسطے مقرر ہین اُنمین سے یہ اخیر رسم ہے اور شودر کے واسطے صرف یہی ایک رسم مقرر ہے[3] اور یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ شخص جسکا ازدواج نہین ہوا ہے وہ قابل ادا کرنے فرائض مذہبی کے نہین ہے[4]

---

[1] جلد ۲ تقسیم ملک کے باب مین مقدمہ ۲ - کو دیکھو -

[2] ضمیمۂ اصول دہرم شاستر کے ص ۲۲ - دیکھو - اور بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ - کے صفحات ۱۱ - ۳۵ - ۳۶۳ - ۳۷۰ - ۳۷۹ - ۳۸۹ - اور جلد ۳ کے صفحات ۱۰۸ - ۳۲۲ - ۳۳۴ - ۴۷۳ - ۵۶۹ - ۶۸۵ - کو معائنہ کرو -

[3] خلاصۂ جلد ۳ - ص ۱۰۴ -

[4] خلاصۂ جلد ۲ - ص ۳۰۰ -

یہ امر معروف ہے کہ عورات نہایت صغر سنی مین منسوب کیجاتی ہین اور اس طور پر منسوب کر دینا درحقیقت بمنزلہ بیاہ کے ہے اور نسبت کے بعد معاہدہ ازدواج بہرصورت جائز و مستحکم ہوجاتا ہے - اور بفور ادا ہونے بعض رسوم کے معاہدہ مذکور مکمل ہوجاتا ہے اور پھر وہ نہین ہوسکتا گو بلحاظ مصاحبت اتمام کو نہین پہونچتا[1] بعد وفات شوہر اول کے دوسرے بیاہ کا دہرم شاستر مین مطلق ذکر نہین ہے[2] اگرچہ نیچ قوم مین اس امر کا بہت رواج ہے - کثیر الازدواجی بغیر کسی وجہ قوی کے قانوناً منع ہے الا اُن صورتون مین جنمین ازدواج کے معاہدے کو منسوخ کرنا جائز ہے یعنی عقیمہ ہونے کی صورت مین یا مرض وغیرہ کے سبب سے مگر اس قاعدہ کی پابندی چندان نہین ہے چنانچہ قول منو[3] جسکی رو سے کثیر الازدواجی منع ہے اُسکو فی زمانہ اُسکے جائز ٹھہرانے کے واسطے پیش کرتے ہین منو کہتا ہے کہ دوجنمے[4] قومون کے شخصون کو اول بیاہ ہم قوم عورت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے لیکن اگر وے بسبب خواہشات نفسانی کے پھر بیاہ کرنا چاہین تو درصورت نہ مل سکنے عورات ہم قوم کے بہ ترتیب اقوام دوسری قوم مین بیاہ کرنا بہتر ہوگا اس مقولہ سے زمانہ حال کے لوگ یہ قرار دیتے ہین کہ چونکہ اس زمانہ مین بیاہ غیر قوم کی عورت سے منع ہے پس اس سے بالضرور یہ لازم آتا ہے

---

[1] خلاصہ جلد ۲ - ص ۴۴۸ - اور بیاہ مین جو رسوم ہوتی ہین اُنکا احوال ایشیاٹک ریسرچز جلد ۷ - ص ۲۸۸ - مین معائنہ ہوداڑد صاحب نے جو اہل ہنود کے باب مین کتاب لکھی ہے اُسکی جلد ۱ کا ص ۱۳۰ - دیکھا جاے -

[2] لیکن ایک بیوہ جو اولاد کی خواہش سے دوبارہ بیاہ کرے اور اس طور پر اپنے متوفی شوہر کی تحقیر کا باعث ہو تو وہ اپنی بے حرمتی کرتی ہے اور اپنے مالک متوفی کے مقام سے نکال دیجاے گی یہ امر خلاصہ کی جلد ۲ - ص ۴۶۳ - مین منو سے منقول ہے -

[3] منو باب ۳ - دفعہ ۱۲ -

[4] دوجنمی قومون سے برہمن اور چھتری اور ویش مراد ہین اور دوجنمی اُنکو اسواسطے کہتے ہین کہ زنار بندی کے وقت گویا اُنکا دوبارہ جنم ہوتا ہے - من المترجم -

کہ ایک ہی فرقے کے متعدد ازدواج جائز ہین لیکن یہ استنباط ہرگز درست معلوم نہین ہوتا اور ارتکاب ایسے فعل کا پنڈتون کے نزدیک مذموم ہے گو یہ امر خصوصاً کلین ہین جو سبب سے اونچی ذات کے برہمن ہین بہت رائج ہے۔

اگر ایک شخص بلاوجہ معقول اپنی زوجہ کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرے تو پہلی زوجہ کو اُسے اسقدر روپیہ دینا ہوگا جسقدر کہ اُسکا دوسرے بیاہ کرنے مین صرف ہوا ہے بشرطیکہ زوجہ مذکورنے استری دھن نہ پایا ہو اور اگر پایا ہو تو شوہر کو لازم ہے کہ بقدر کمی اُسکو روپیہ دے مگر شوہر کو کسی حالت مین اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ دینا ضرور نہین ہے۔ زوجہ کو کسی وجہ سے چھوڑا ہو تمام صورتون مین شوہر کو اسکی بخوبی پرورش کرنی ہوگی مگر متاچھرا مین اسکی بابت فرق ہے۔ اُسمین لکھا ہے کہ جب کہ پہلی زوجہ کے چھوڑ دینے کی نسبت کوئی اعتراض جائز ہوا اور دوسرا بیاہ کرلیا جائے تو وہ عورت اُسقدر زر پانے کی مستحق ہے جس قدر کہ دوسرے بیاہ مین صرف ہوا ہے لیکن جب کہ اول زوجہ کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہے تو اُس صورت مین چھوڑ دینے کے بالعوض شوہر کو اپنی جائداد کا ثلث حصہ زوجہ کو دینا چاہیے[1] لیکن بموجب رواج حال کے پہلی زوجہ کے واسطے صرف خور و پوش کا سرانجام کرنا شوہر بس جانتا ہے۔

بیاہ کے آٹھ طریقے ہین۔ برہم۔ دیو۔ ارش۔ پراجاپت۔ آسور۔ گندھرب۔ راکشش۔ پیساچ۔

انمین سے اول چار طریقے برہمنون کے واسطے مخصوص ہین۔ ان معاہدون سے اصل منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ طرفین باہم راضی ہین اور طمع کی وجہ سے کاربند نہین ہوے ہین۔

پانچوان طریقہ ویش اور شودر کے واسطے مخصوص ہے مگر چونکہ یہ ایک معاہدہ

[1] جاگیلاک سے خلاصہ جلد ۲۔ ص ۴۲۰ ۔ مین نقل ہے اور اُس مقدمہ کو بھی دیکھو جو اس امر کی نسبت اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۱۵ ۔ مین لکھا ہوا ہے۔

زر کے سبب سے ہوتا ہے لہذا مذموم ہے اسمین لڑکی کا باپ کچھ زر لے کر بیاہ قبول کرتا ہے۔

چھٹا اور ساتواں طریقہ چھتریوں کے واسطے مخصوص ہے انمین انعقاد باعث آپس کی محبت کے ہوتا ہے یا فتح کے استحقاق کے سبب سے۔ قسم اخیر یعنی آٹھواں طریقہ بیاہ کا ناپسندیدہ ہے کیونکہ دغا اور فریب کے ذریعہ سے عمل مین آتا ہے سلہ

نہایت مروج طریقہ بیاہ کا برہم ہے جسمین دولھہ بلایا جاتا ہے اور لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کا جہان تک ممکن ہے سنگھار کرکے دولھہ کے حوالہ کرتا ہے اور رسوم بیاہ کی البتہ بموجب قواعد معمولی کے عمل مین آتی ہین۔ دوسرا طریقہ بیاہ کا بھی جو بہت مستعمل ہے وہ آسر ہے اسمین لڑکی کا باپ روپیہ لیتا ہے۔ اور ہمین نے سُنا ہے کہ پیساچ کے طریقے سے بھی بیاہ کم نہین ہوتے ہین۔ جوان عورات جنکا حاصل ہونا انکے متمول یا خوبصورت ہونے کے باعث ہو انکو اکثر فریب سے پھسلا کر انکے ساتھ بیاہ کر لیتے ہین اور جب یہ رسم بیاہ کی ایکبار ہو جائے تو پھر فریب یا زبردستی کے عذر سے مسترد نہین ہو سکتی ہے سلہ

بیاہ کے آٹھ طریقون مین سے گندھرپ کے مطابق جو بیاہ ہو اُس کے جواز

سلہ خلاصہ جلد ۳ ص ۶۰۶۔

سلہ صرف یہی ایک صورت نہین ہے جسمین کہ دھرم شاستر کے بموجب فریب جائز رکھا گیا ہے دھوکا دینے کی غرض سے تحائف دینا یا وعدہ کرنا گو فریب مین داخل ہے اور وہ شخص جو ایسا کرے مستحق کسی رعایت کا نہین ہے مگر دھرم شاستر مین اسکا لحاظ نہین کیا ہے۔ دھرم شاستر کی رو سے قرض خواہ کو اجازت ہے کہ قرضدار نے اگر کوئی مال امانتاً اس کے سپرد کیا ہو تو وہ اُسکو ادائے زر قرضہ مین سمجھ لے اور نیز یہ اجازت ہے کہ قرضدار ایسی چیز کو بطور کفالت قرضدار سے فریباً حاصل کرلے۔ کولبروک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکا مقالہ ۲۔ دفعہ ۹۵۔ اور مقالہ ۴۔ دفعہ ۵۱۰۔ معائنہ طلب ہین۔

کے واسطے کچھ رسوم ضرور نہین ہین [1] معلوم ہوتا ہے کہ صرف مصاحبت جسکے معنی بموجب منشاء قانون قرارداد منعقیہ کے ہین ضرور ہے اور واسطے استحکام بیاہ کے کافی ہے بشرطیکہ مرد کے کسی قول یا فعل سے اس قرارداد کی تائید ہو [2]

رشتہ دار جن سے بیاہ کرنا منع ہے اُنکی ہندوؤن نے یہ تفصیل کی ہے۔

اُس عورت کے ساتھ جو مرد کی پدری یا مادری نسل مین چھٹی پیڑھی تک نہ ہو اور اُس سے جو گوت کی رو سے والدین کی نسل مین سے نہو دوجنمے قوم کے آدمی کو بیاہ کرنا جائز ہے۔

زنا ایک جرم قابل سزا سے عدالت فوجداری سے عدالت دیوانی سے کچھ تعلق نہین اگر شوہر زنا وان کی فاسق پر عدالت دیوانی مین نالش کرے تو مسموع نہوگی [3]

[1] اس طریقہ کا بیاہ چھتریون کے واسطے مخصوص ہے ممکن ہے کہ اسی طرح کی اجازت شاید اُسی قاعدہ پر مبنی ہو جسکی رو سے قوانین انگلشیہ اور رومیہ قدیمہ کے بموجب سپاہیون کو زبانی وصیت اور اپنے مال کو بلا تکمیل ضوابط معمولی جو اور صورتون مین ضرور ہین علیحدہ کرنے کی اجازت ہے جلد ۱ ص ۲۱۷۔

[2] صدر دیوانی عدالت کے پنڈتون نے تھوڑا عرصہ ہوا اسی قاعدہ پر ایک بیاہ کو جو کٹک مین ہوا تھا جائز ٹھہرایا اس مقدمہ مین متعاقدین تھوڑے عرصہ سے ساتھ رہتے تھے اور مرد نے اپنا ارادہ ظاہر کرنے کے واسطے عورت کے گلے مین ایک پھولون کا ہار پہنا دیا تھا ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۱۹۸ بھی ملاحظہ طلب ہے۔

[3] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۳۳ مین کولبروک صاحب سے نقل ہے۔ علی ہذا القیاس بموجب اُن قوانین سرکار انگریزی کے جو اس امر مین پابند شرع اسلام ہین یہ جرم عامۂ خلائق کے خلاف قرار دیا گیا ہے نہ خلاف خاص ایک شخص کے۔ ایسے مقدمون مین چاہیے کہ شوہر نالش کرے مصنف اصول دھرم شاستر نے ضمیمہ ص ۴۴ مین ایک مقدمہ کا حوالہ دیا ہے اُسمین پنڈتون نے یہ حکم دیا کہ ضرر رسیدہ شوہر کا جتنا روپیہ کہ دوسرے بیاہ کرنے مین صرف ہو مقدر فاسق سے دلوایا جاوے لیکن یہ رائے اُنکی البتہ مبنی بانصاف متصور ہوئی نہ دھرم شاستر کے کسی خاص مسئلہ پر۔

زانی ہونا شوہر کا عورت کے واسطے کافی وجہ نہیں ہے کہ اس باعث سے اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور نہ بہت سی صورتین ایسی ہین کہ جنمین زوجہ کو ترک کرنا اپنے شوہر کا درست ہو۔

مجنونیت و نامردی و ذات سے خارج ہونے کی صرف ایسی صورتین ہین کہ جنمین زوجہ کا شوہر کو چھوڑ دینا جرم مستلزم سزا متصور نہوگا[1]

منکوحہ عورت کو اختیار کسی طرح کے معاہدہ کرنے کا نہیں ہے اور کوئی معاہدہ جو اُسکی جانب سے عمل مین آئے اُسکا ایفا نہ اُسپر اور نہ اُسکے شوہر پر فرض ہے۔ الّا اُس صورت مین کہ معاہدہ عورت کی ذاتی جائداد کے باب مین ہو یا شوہر نے سربراہی اپنے اُمور کی اُسکو تفویض کی ہو یا یہ کہ وہ معاہدہ واسطے حصول مایحتاج کے عورت نے کیا ہو[2]

چھٹا باب

متبنّی کے بیان مین

بیٹے کے واسطے جو سنسکرت لفظ پُتر ہے اُسکے اشتقاق سے صاف وہ ضرورت ظاہر ہے بلحاظ جسکے ہر ایک ہندو اپنا بقائے نام اپنے اوپر واجب سمجھتا ہے چونکہ پُترت یعنی بیٹا اپنے باپ کو پت یعنی دوزخ سے نجات دلواتا ہے اسواسطے خود برہم نے بیٹے کو پُتر کہا[3] منو کہتا ہے کہ وہ جس کسی کے اولاد ذکور نہو اُسکو کسی قسم کا ایک بیٹا پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم اور نام روشن کرنے کے واسطے

---

[1] خلاصۂ ج ۲ ص ۴۱۲ مین منو کا قول نقل ہے۔

[2] کولبروک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور انکی تعمیل کے ہے اُسکے مقالہ ۲ کا ص ۱ دفعات ۵۷ و ۵۸ ملاحظہ ہو۔

[3] قوانین منو باب ۹ دفعہ ۱۳۸۔

گود لینا چاہیے"۔ پس ظاہر ہے کہ بلحاظ اس عقیدہ کے اختیار کرنا طریقۂ متبنّی کا ناگزیر ہوا۔ منو نے بارہ طرح کے بیٹے بیان کیے ہین " بیٹا صلبی جو زوجۂ منکوحہ سے ہو۔ بیٹا ایک شخص کی زوجہ کا دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہوا ہو۔ بیٹا جو کسی نے دیا ہو۔ بنایا ہوا بیٹا یعنی متبنّی۔ بیٹا مخفی الولد یعنی جسکا اصلی باپ نہ معلوم ہو۔ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے ترک کر دیا ہو۔ یہ چھ قسم کے بیٹے اپنے یگانے اور وارث ہین۔ غیر منکوحہ جوان عورت کا بیٹا۔ حاملہ دولھن کا بیٹا۔ زر خرید بیٹا۔ دوبارہ منکوحہ عورت کا بیٹا۔ شخص جو خود اپنے تئین دوسرے کا بیٹا بنائے۔ شودر کا بیٹا۔ یہ چھ بیٹے یگانون مین ہین مگر قرابتیون کے وارث نہین ہین "۔ [1]

تاریخ زمانۂ قدیم کے مصنف نے یونان کے مختلف دستورات کے بیان مین یہ لکھا ہے [2] کہ "متبنّی لڑکون کو یونانی زبان مین پیدس سیطان یا اسپوریطور کہتے تھے اور ان کو مثل صلبی بیٹون کے جملہ اختیارات و حقوق حاصل ہوتے تھے اور انھین کے مطابق اُنپر لوازم پسری کا بجا لانا واجب ہوتا تھا چنانچہ بطور پر اُنکے واسطے ایک اور خاندان مین حقوق حاصل ہو جاتے تھے تو اُنکو اول خاندان سے کسی طرح کا دعوی ورثہ یا رشتہ داری کا نہین رہتا تھا الا اُس حالت مین کہ وے پہلے اپنی متبنّی سے دست بردار ہوتے۔ یہ امر صولن کے قانون کے بموجب منع تھا مگر نہ اُس صورت مین کہ اُنسے اولاد ہو گئی ہوتی اور اولاد مذکور سے گود لینے والے کا نام قائم رہتا اس تدبیر کا یہ مقصود تھا کہ خاندان اُس تباہی سے محفوظ رہین جو بسبب دست بردار ہونے اُن اشخاص کے جو بقائے نام کے واسطے گود لیے گئے ہون لازم آتی۔ اگر شخص متبنّی لاولد مر جاتا تھا تو اسکی جائداد کے وارث وے لوگ نہین ہوتے تھے جن سے وہ گود لیا گیا تھا بلکہ اُس شخص کے رشتہ دار جسنے گود لیا تھا۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ اہل اسپنہ مین اُس شخص کا بیاہ کرنا جسنے

---

[1] قوانین منو باب ۹ دفعہ ۱۵۹ اور ۱۶۰۔

[2] جلد ۲ ص ۳۳۶۔

لڑکا گود لیا ہو بلا اجازت حاکم کے منع تھا چنانچہ ایک کتاب مین ایک شخص لیوغورس نام کا ذکر لکھا ہے کہ اُسنے عندوسیدس کو جو یونان مین فصیح گذرا ہے گود لیا تھا اور چونکہ وہ بدسلوکی کے ساتھ پیش آیا لہذا لیوغورس نے بیاہ کرنے کے واسطے اجازت چاہی۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ بعض اشخاص نے بعد گود لینے بیٹون کے بھی بیاہ کیا اور اس صورت مین اگر اُنکے اولاد ہوتی تھی تو اُنکی جائداد صلبی اور متبنی بیٹون مین برابر تقسیم ہو جاتی تھی"۔

جتنی شرائط کہ متبنی کے واسطے اوپر منقول ہوئی ہین وے سب یا قریب سب فی زمانہ ہندون مین گود لینے کے طریقہ کے کماحقہ متعلق ہین۔ مگر متبنی کی تنسیخ ایک ایسا امر ہے جسکو ان اضلاع مین نہین جانتے اور نہ کسی صورت مین یہ قرار قانوناً جائز ہے۔ دھرم شاستر مین کوئی مسئلہ ایسا نہین ہے جس سے متبنی کی تنسیخ ناجائز ٹھہرائی گئی ہو مگر کوئی ایسا مسئلہ بھی نہین ہے جس سے اُسکے کچھ بھی جائز ہونے کی تعبیر ہو سکے۔

گود لینے کے طریقے جو بالفعل مروج ہین

زمانہ حال مین صرف دو یا غایت تین طریقے گود لینے کے ان اضلاع مین جائز ہین۔ دت تک یعنی دیا ہوا لڑکا اور کرتریم یعنی بنایا ہوا لڑکا یہ دو طریقے ایسے ہین جو بہت عام ہین پچھلا طریقہ صرف متھلا مین رائج ہے۔ لیکن درحقیقت شاید یہ چاہیے کہ یہ طریقہ منسوخ سمجھا جائے کیونکہ سوا اپنے خاص بیٹے کے جو منکوحہ زوجہ سے ہو یا اُسکے جو گود لیا ہوا ہو اور کسی کو بیٹا قرار دینا زمانہ حال مین متروک ہے [1]

مگر برہسپتی کے قول کے بموجب سب طریقے جو مدت مدید سے جاری ہون درست ہین [2]

---

[1] سر ولیم جونس صاحب نے جو قوانین منو کا ترجمہ کیا ہے اُسکے ملحق اُنھون نے ایک عام تمہید لکھی ہے اُسکو اور مقولہ ادہی تیا پر ان کو جو خلاصہ جگنناتھ جلد ۳۔ ص ۲۷۲۔ مین منقول ہے معائنہ کرو۔

[2] خلاصہ جلد ۲۔ ص ۱۲۰ مین منقول ہے۔

گود لینے کی بعض شرائط ضروری منو کے قول مرقومہ ذیل مین مشتمل ہین وہ جس لڑکے کو اُسکا باپ یا اُسکی مان اپنے شوہر کی رضامندی سے[1] دوسرے شخص لاولد کو بطور فرزند دے اور لڑکا ہم قوم کا ہو اور براہ شفقت دیا گیا ہو تو وہ دیا ہوا لڑکا خیال کیا جاتا ہے اور سنکلپ کرنے سے یہ دینا استحکام پاتا ہے"۔ جس کسی کو کوئی شخص بطور اپنے لڑکے کے لے اور وہ لڑکا ہم قوم ہو اور سپوت ہو اور جو کریا کرم اُسکو گود لینے والے کی نسبت کرنے ہون اُنکے حقیقت حال سے واقف ہو اور جانتا ہو کہ اُنکا نہ بجا لانا داخل گناہ ہے تو وہ بطور بنائے ہوئے یا متبنی لڑکے کے خیال کیا جائے گا[2]

لیکن علاوہ ان اصل شرائط کے اور بہت سی شرائط بھی ہین جنمین کچھ حجت باقی نہین ہے اور مسلمہ عام ہین اُنکا مختصر بیان کرکے بعد ازان اُن قواعد کا بیان کیا جائے گا جو مشکوک ہین اور جو قواعد کہ غیر متحقق ہین اُنکی تنقیح حتی المقدور بحوالہ قول عالمون کے کیجائے گی۔ دھرم شاستر کی اس خاص فروع کی نسبت مختلف مقامون مین چندان فرق نہین ہے۔ دت تک چندریکا اور دت تک ممانسا دو بڑی معتبر کتابین اس مضمون پر ہین جن پر سب لحاظ کرتے ہین قول اول مذکورہ بالا سے اُن شخصون کی بخوبی توضیح ہوتی ہے جنکو گود دینے کا استحقاق حاصل ہے اور صرف ایک استثنا جو اس باب مین شارحون نے بیان کیا ہے وہ دت تک ممانسا مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ بیوہ زمانہ قحط مین اپنا بیٹا کسی کو دے سکتی ہے اور یہ امر سمجھا گیا ہے کہ آیا بیوہ جسنے اپنے شوہر متوفی سے بھی پیشتر اجازت لے لی ہو بیٹا گود لینے کی مجاز ہے یا نہین مگر مجاز ہونا اُسکا اس باب مین کتب مروجہ کے بموجب متحقق ہے لیکن یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اگر بیٹا گود لے اور اُسنے پیشتر اپنے شوہر متوفی سے اجازت اس امر کی نہ حاصل کرلی ہو یا اُس متبنی بیٹے کو اُس کے وارثون مین سے کوئی حوالہ نہ کرے بلکہ صرف اُسکا بھائی اُسے دے دے تو

دت تک طریقہ گود لینے کا۔

کری تریم طریقہ۔

بیوہ بحالت محتاجگی اپنا بیٹا گود دے سکتی ہے۔

بیوہ اپنے شوہر متوفی کی اجازت سے گود لے سکتی ہے۔

شرائط جو گود لینے اور دینے والے کے لیے ضرور ہین۔

[1] فصل ۴- دفعہ ۱۲-

[2] قوانین منو باب ۹- دفعہ ۱۶۸- و ۱۶۹-

یہ متبنی نادرست ہے [۱] یہ ضرور ہے کہ جو شخص بیٹا گود لیا چاہتا ہو [۲] اُسکے بیٹا اور پوتا اور پرپوتا نہو [۳] اور جو شخص متبنی ہو وہ نہ اکلوتا بیٹا ہو اور نہ سب سے بڑا بیٹا [۴]

[۱] مقدمہ تارامنی دیبی مدعیہ بنام دیونراین راے وغیرہ مدعا علیہم سند ریڈر صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۳۸۷ - کا معائنہ کیا جاے اور اُسی قاعدہ پر مقدمہ راجہ شیر سنگھ مدعی بنام رانی دلراج کنور مدعا علیہا فیصل ہوا ہے جلد ۲ ص ۱۶۹ مین مندرج ہے -

[۲] صدر لینڈ صاحب نے اپنے خلاصہ مین یہ بیان کیا ہے کہ آیا ایک شخص گرہی یعنی جسکا بیاہ نہوا ہو گود لینے کا مجاز ہے یا نہین مگر راے اُنکی یہ ہے کہ وہ مجاز ہے ص ۲۱۲ - اس کتاب کی دوسری جلد نظائر مین متبنی کا جو اول مقدمہ ہے اسمین پنڈتون نے تبصریح یہ بیان کیا کہ گود لینا ایسے شخص کا جائز ہے اور فی الواقع کوئی حکم اس امر کے خلاف نہین ہے - یہی شک نابینا اور نامرد اور لنگڑے اور لوسے کے باب مین بھی بیان ہوا ہے مگر ان صورتون مین بھی آخر کو نتیجہ یہی معلوم ہے کہ وے بھی گود لینے کے مجاز ہین -

[۳] سونکر کا قول دتک ممانسا مین منقول ہے - مصنف توضیحات کو بھی اس امر مین شک ہے ص ۱۵۱ - مین مندرج ہے کہ آیا ایک شخص جسکی بیٹی کا بیٹا موجود ہے وہ متبنی کرسکتا ہے یا نہین مگر یہ شک کسی مستحکم بنا پر مبنی نہین ہے مغالطہ انگریزی ترجمہ کا ہے کیونکہ انگریزی مین پوتے اور نواسے کے واسطے ایک ہی لفظ ہے - صدر لینڈ صاحب نے اپنے خلاصہ کے ص ۲۱۲ - مین یہ امر بوجہ بقوی مستنبط کیا ہے کہ اگر اولاد ذکور ہو لیکن وہ دھرم شاستر کے بموجب ناقابل ہونے کی وجہ سے مثلاً ذات مین سے خارج ہونے وغیرہ کے باعث سے رسوم کریاکرم نہ کرسکے تو اُس صورت مین کسی اور کو بیٹا بنا لینا قانوناً جائز ہے خلاصہ دھرم شاستر ص ۸۸ - مین یہ قاعدہ ثبت ہے کہ اگر اصلی بیٹا جو منکوحہ زوجہ سے ہو مجنون ہو تو بھی باپ اور کو گود لینے کا مجاز نہین ہے مگر اس قاعدہ اور اور عام قواعد کو جو اُسمین لکھے ہین مین قطعاً تسلیم نہین کرسکتا مثلاً اُسمین لکھا ہے کہ پونہ کے شاستری اس امر کو ضرور نہین سمجھتے کہ بیاہ کے پہلے کوئی متبنی کرے یا کہ چھوٹے بھائی کو بڑا بھائی گود دے یا کہ سب سے چھوٹا بیٹا متبنی نہین ہوسکتا - اور علی ہذا القیاس اور ایسے ہی مسائل ہین جنکی تائید مین مجھکو کسی عالم کا قول نہین ملتا گو یہ مسائل ہندوستان کے اُس نواح مین بلحاظ رواج قدیمہ وہان کے بلاشک صحیح ہوسکتے ہین -

[۴] قول باسشت اور سونکا دتک ممانسا مین مندرج ہے - لیکن یہ حکم زیادہ تر اسکے واسطے معلوم ہوتا ہے جو اپنا بیٹا کسی کو گود دے نہ اُسکے واسطے جو کسی کا اکلوتا یا بڑا بیٹا گود لے جبکہ ایک مرتبہ بیٹا کسی کو دیدیا جاتا ہے

قوم شودر کے واسطے استثنا۔

بعض کے قول کے بموجب بیوہ باجازت اپنے رشتہ داروں کے بیٹا گود لے سکتی ہے بھائی کے بیٹے کو ترجیح ہے۔

اور رشتہ میں بھی بڑا نہو مثلاً چچا یا ماموں نہو ۱؎ اور گود لینے والے کا ہم قوم ہو ۲؎ اور جس عورت کے ساتھ گود لینے والے کو بیاہ کرنا منع ہے اسکا بیٹا نہو مثلاً بہن کا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا لیکن یہ اخیر قاعدہ صرف تین اعلی قوموں سے متعلق ہے قوم شودر کے لیے نہیں ہے ۳؎ اور ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی عورت بیٹا گود لے تو اسکو اپنے شوہر کی یا بعض کتب کے بموجب اپنے شوہر کے رشتہ داروں کی رضامندی حاصل کرنی ضرور ہے ۴؎ اگر بھائی کا بیٹا موجود ہو تو اسکو متبنی کرنے میں اوروں پر ترجیح ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ غیر کو گود لینا نادرست سمجھا جاوے گا ۵؎ چنانچہ دت تک چندریکا کی فصل اول دفعہ ۲۲ سے امر مذکورہ بالا واضح ہے۔ بمقدمہ اُمان دت مفلس اپیلانٹ بنام کنہیا سنگھ کے یہ تجویز ہوئی کہ جس صورت میں بھائی کا بیٹا موجود ہے کسی اور شخص کو گود لینا ناجائز ہے یہ مسئلہ بلا اشتباہ بموجب

۴ تو پھر اس معاہدے کی تنسیخ نہیں ہوسکتی اور نیز امر اس خیال سے کہ جب متبنی عمل میں آجاوے تو لڑکے کا کوئی دعوی اسی وجہ سے اُسکے اصلی کنبے کے مال پر نہیں رہتا ہے بہت مناسب معلوم ہوتا ہے بمبئی کی رپورٹ میں مقدمہ بابت راو مدعی بنام گوبند راو مدعا علیہ کا جلد ۲ ص ۷۵ میں حاشیہ کیا جاوے ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۸۲۔ اور ۸۳ بھی ملاحظہ طلب ہیں۔

۱؎ دت تک میمانسا کی دفعہ ۲ ضمن ۳۲۔ دیکھی جاوے۔ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۲۳۲ کو بھی دیکھو۔ متاچھرا باب ۱۔ جو وراثت کے بیان میں ہے اُسکی فصل ۱۱۔ کو ص ۱۲ میں دیکھو۔

۲؎ منو باب ۹۔ فصل ۱۶۸۔

۳؎ نارد کا قول دت تک نرنی میں منقول ہے۔

۴؎ بیوہار کستبہ اور بیوہار میوکھ جو مرہٹوں میں نہایت معتبر کتابیں ہیں انکے قول بھی مطابق دت تک چندریکا کے ہیں۔ اُنکے نزدیک شوہر کی رضامندی حاصل کرنی ضرور نہیں ہے مگر اس رائے میں اور عالموں کا اکثر اتفاق نہیں ہے بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۸۱۔ اور جلد ۲ ص ۷۶۔ و ۲۲۴ ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۱۶۶۔ و ۹۶۔ اور ۱۷۱۔

۵؎ صدر دیوانی کی رپورٹ جلد ۳ ص ۱۴۴۔

مگر اس قاعدہ کی رو سے یہ ضرور نہیں کہ غیر کو گود لینا نادرست ہے۔

دت تک ممانسا کے صحیح ہے لیکن دت تک چندریکا مین اسکو مسترد کیا ہے لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ بموجب قانون بنگالہ اور اور جگہون کے جہان دت تک چندریکا کے مسائل پر زیادہ عمل ہے اور وقعت امر واقع کا مسئلہ جاری ہے وہان باوجود موجود ہونے بھتیجے کے کسی غیر کو گود لے سکتے ہین اور بنارس اور دیگر مقامات مین بھی جہان کہ لوگ ممانسا کے اکثر پیرو ہین اور جہان قاعدہ انتناعیہ اکثر صورتون مین حکم قانون رکھتا ہے اور جو کوئی امر اُسکے خلاف ہو تو وہ ناجائز شمار کیا جاتا ہے بھائی کے بیٹے یا کسی اور رشتہ دار قریب کو گود لینا امر لازمی نہین ہے اور جواز ایسے متبنی کا جو فی الوقع عمل مین آئے اُس قاعدہ کی تعمیل قرار واقعی پر منحصر نہین ہے جو درباب ترجیح بھتیجے کے ہے بلکہ گود لینے والے کو اختیار ہے کہ جسکو چاہے گود لے[1] پس یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ حکم اپنے سپنڈون مین سے کسی کو جنمی بھائی کا بیٹا اول ہی گود لینا چاہیے اور یہ نہون تو اپنے گوت مین سے کوئی متبنی کیا جاے لازمی نہین ہے اور اگر اس حکم سے تجاوز کیا جاے تو گود لینا نادرست نہوگا۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ متبنی لڑکا طریقہ اور رسوم معینہ کے ذریعہ سے گود لینے والے کے کنبے مین داخل کیا جاے[2] جب کہ رسم متبنی ایک مرتبہ عمل مین آجاے تو پھر متبنی کا دعوے اُسکے اصلی خاندان کی جائداد پر کچھ نہین رہتا ہے[3] گو وہ اُس سے بالکل علیحدہ تصور

متبنی بیٹے کو حسب رسوم معینہ کنبہ مین داخل کرنا ضرور ہے

---

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۴۷۔ اور ۸۰ مین کولبروک صاحب کی راے منقول ہے۔

[2] اُن رسوم کی تفصیل جو متبنی کے وقت عمل مین آتی ہین خلاصہ دھرم شاستر کے ص ۵۲ مین۔ اور اصول دھرم شاستر کے ص ۲۰ مین مندرج ہین لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ ان رسوم پر بجنسہ عمل کرنا چاہیے خلاصہ ۳ ص ۲۴۴۔ اور ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۱۰۱۔ اور ۱۰۶۔

[3] مصنف اصول دھرم شاستر بیان کرتے ہین کہ بیٹا جو معمولی قاعدہ کے بموجب گود لیا جاے گو اُسکا بیاہ اُنمین نہین ہو سکتا جس خاندان مین وہ گود لیا گیا ہے لیکن کوئی حوالہ معتبر اس باب مین نہین دیا گیا ہے ظاہر مصنف مذکور نے برہسپت کے اس قول سے کہ دیے ہوے اور خریدے ہوے وغیرہ بیٹے جو دو باپ کے بیٹے ہین وے دونون خاندانون مین بیاہ نہین کر سکتے جیسا کہ سنگھ اور سیسر کی صورت مین

نہین کیا جاتا ہے کیونکہ شادی اور غمی وغیرہ مین وہ بیگانہ شمار نہین کیا جاتا ہے اور جن واسطہ دارون کے ساتھ بیاہ کرنا ممنوع ہے وہ امتناع بدستور اُسی طور پر نافذ رہتا ہے گویا کہ وہ خاندان سے جدا نہین کیا گیا ہے جو جائداد کہ اُسکو متبنے ہونے سے حاصل ہو اُسپر اُسکے حقیقی کنبہ کا کچھ دعوی نہین پہونچتا ہے اور درصورتیکہ متبنی اپنے متبنی کرنے والے باپ کی ملک پر قائم مقام ہوکر لاولد مر جائے تو اُسکا حقیقی باپ اُسکی جائداد کا قانوناً دعویدار وارث نہین ہوسکتا بلکہ متبنی کرنے والے باپ کی بیوہ اُس جائداد پر قابض ہوگی [1]

متبنی کا اثر۔

اُسکے اصلی رشتہ دار اُسکے وارث نہونگے

علاوہ استثنا مذکورۂ بالا کے متبنی ہر صورت مین گود لینے والے باپ کے خاندان مین سے تصور ہوتا ہے اور وہ قرابتاً اور نسلاً مستحق وراثت ہوتا ہے [2] لیکن باستثناء اس خاص صورت متبنی کے جسکو دوآئے نکھائن کہتے ہین متبنی کو اپنے حقیقی باپ کی جائداد پر شراکت کا حق نہین رہتا ہے [3] اگر گود لینے کے بعد ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو وہ اور متبنی دونون وارث ہونگے لیکن بنگالہ کے قانون کے بموجب متبنی کو جائداد کا ایک ثلث اور بموجب مسائل اور مقامون کے ایک ربع ملتا ہے [4] اگر متبنی کے بعد دو صحیح النسب بیٹے پیدا ہون تو اُس صورت مین

استثنا بصورت دوآئے نکھائن۔

متبنی کا حصہ اُس بیٹے کے ساتھ جو بعد متبنی پیدا ہو۔

* ہوا ہے یہ مستنبط کیا ہے کہ متبنی لڑکے جو دوہرا رشتہ نہین رکھتے ہین ایسا کرسکتے ہین مگر یہ استنباط صریح نادرست ہے کیونکہ صدر لینڈ صاحب نے جنکی تحریر کا مصنف مذکور نے حوالہ دیا ہے اپنے خلاصہ کے ص ۱۹ ۲ مین بصراحت لکھا ہے کہ متبنی لڑکا اپنے حقیقی والدین کی رشتہ دار عورت سے اُن درجون تک جنمین کہ بیاہ کرنا منع ہے بیاہ نہین کرسکتا کیونکہ اصلی واسطہ اُسکا قائم رہتا ہے۔

[1] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۱۰۴۔

[2] منو باب ۹ - دفعہ ۱۵۹۔

[3] متبنی کی نظائر کو دیکھو مقدمہ ۱۰۱ اور بھاگون وغیرہ کے مقدمہ کو معائنہ کرو باشسٹ کا قول دت تک ممانسا مین اور کاتیائن کا قول دت تک چندریکا مین منقول ہے۔

[4] مقدمہ سری ناتھ سربا بنام رادھا کنت اور مقدمہ دت نراین سنگھ وغیرہ مدعیان بنام گریندر سنگھ مدعاعلیہ

بنارس کے قانون کے بموجب مال کو سات حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے چھ حصے صحیح النسب بیٹون کے ہونگے اور ساتوان حصہ متبنی کا ہوگا اور بموجب قوانین کے جو اور مقامون مین جاری ہون جائداد کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے چار حصے صحیح النسب بیٹون کے ہین علی ہذا القیاس اسی مطابق جائداد جتنے بیٹے صحیح النسب بعد متبنی پیدا ہون اُنمین تقسیم کیجاے گی[1]

بیوہ کے گود لیے ہوے بیٹے کو وہی حقوق حاصل ہوتے ہین جو اُس بیٹے کو کہ بعد وفات اپنے باپ کا پیدا ہو۔

اگر بیوہ نے باجازت شوہر متوفی کے لڑکا گود لیا ہو تو اُسکو تمام وے حقوق حاصل ہونگے جو اُس لڑکے کو جو بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہو حاصل ہوتے ہین حتی کہ اگر بیوہ نے اپنے شوہر کی جائداد کو قبل از گود لینے کے بھی بیع کیا ہے جس سے نقصان متبنی کا متصور ہے تو بیع مذکور جائز نہوگا الا اُس صورت مین کہ وہ بسبب اشد ضرورت عمل مین آیا ہو[2]

تمثیل۔

ایک بنگالی ہندو باپ کے جیتے جی لاولد مر جائے اور ایک بیوہ چھوڑ مرے اور اُسکو اجازت متبنی کرنے کی دیجاے اور وہ بیوہ ایک بیٹا باطلاع و رضامندی خسر قبل اسکے کہ خسر جائداد کو کسی اور طور جائز سے علیحدہ کر دے یا کہ اُسکے تو بہ لصورت جائز پیدا ہوا ہو گود لے تو انتقال ما بعد یا پیدا ہونا تو بہ کا متبنی کے دعوی وراثت کو ناجائز نہ کرے گا[3]

دو آمیسے نکھاین طریقہ گود لینے کا۔

جو قاعدے کہ اوپر بیان ہوے وے اُس لڑکے کے متعلق ہین جو دت تاک کے طریقہ سے گود لیا جاے لیکن ایک اور خاص صورت گود لینے کی بھی ہے جسکو دو آمیسے نکھاین کہتے ہین اُسکے بموجب متبنی اپنے اصلی نسب سے جدا تصور نہین کیا جاتا اور اصلی باپ اور اُس باپ کی جائداد کا بھی جسنے گود لیا ہے وارث ہوتا ہے اور اسطور پر وارث ہونے کے باعث سے ادا کرنا فرض ہر ایک باپ کا اُسپر

---

۱ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۱ ص ۱۵۔ اور ۲۰۔

[1] دت تاک چندریکا مین لکھا ہے کہ شودر کے اگر بعد گود لینے کے ایک صحیح النسب لڑکا پیدا ہو تو وہ اور متبنی لڑکا دونون برابر حصہ پانے کے مستحق ہین چنانچہ یہی قاعدہ ہند کے جنوبی اضلاع مین رائج ہے۔

[2] مقدمہ رانی کشن منی بہ عیادرا او دت سنگھ وغیرہ مدعا علیہما مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی جلد ۳ ص ۴۲

[3] مقدمہ ام شر ہر گل دہی اور سری متی دیبی مدعا علیہما مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ص ۳۴۳۔ اور ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۱۰۲ مین جو کولبروک صاحب کا قول ہے معائنہ کیا جاے۔

واجب ہوتا ہے اس قسم کے متبنی کے باب مین یہ امتناع نہین ہے کہ اکلوتا بیٹا کسی کو گود نہ دیا جاوے [۱] اور اُسکے دو طریق ہین ایک یہ خاص قرارداد ہوجاوے کہ لڑکا دونون باپ کا بیٹا گنا جاویگا اور اس صورت مین وہ متبنی انت دوائے ملکھائن کہلاتا ہے دوسرا طریق یہ ہے

طریقۂ انت ۔

کہ لڑکے کے اصلی باپ کے ہان بعد ہوجانے موتراشی کے متبنی عمل مین آوے اور اُس لڑکے کو انت دوائے ملکھائن کہتے ہین پچھلی صورت مین متبنی کے صرف مین حیات تک رشتہ

طریقۂ انت ۔

باہین گود دینے اور گود لینے والون کے رہتا ہے متبنی کی اولاد پھر اصلی خاندان کی طرف عود کرتی ہے [۲] صحیح النسب لڑکا جو بعد رسم متبنی کے پیدا ہو تو اُسکا اور دوائے ملکھائن لڑکے کا حصہ باپ کی جائداد مین بالمضاعف ہوتا ہے [۳]

حصہ متبنی کا بمقابلہ اس لڑکے کے جو بعد متبنی پیدا ہوا ہو ۔

متبنی کس عمر مین چاہیے ۔

اس باب مین کہ کس عمر کے لڑکے کو متبنی کرنا چاہیے بہت مباحثہ ہوا ہے اور راے جو زیادہ ترصحیح ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قاعدہ معین وکلیہ اس امر کی نسبت نہین ہے کہ کس عمر سے زیادہ کا لڑکا گود لینا منع ہے مگر قید یہ ہے کہ بعض کی راے کے بموجب قبل اسکے کہ حقیقی باپ کے گھر مین موتراشی یا کہ بعض کے بموجب زناربندی ہوئی ہو متبنی عمل مین آوے ۔

دت تک ممانسا کے بموجب ۔

دت تک ممانسا کی رو سے پانچ برس سے زیادہ عمر کا لڑکا گود لینا ممنوع ہے اگر رسم موتراشی کی اس عرصہ مین اسکے اصلی باپ کے گھر ہوچکی ہے تو متبنی حسب طریقۂ مرسوم دت تک نہین ہوسکتا لیکن انت دوائے ملکھائن یعنی دونون باپ کا بیٹا متصور ہوگا اور یہ رسم متبنی کی اُس جگ کے کرنے سے جسکو تیرشٹی کہتے ہین عمل مین آتی ہے اور اس عمل سے وہ لڑکا دونون خاندانون کا بیٹا بنتا ہے ۔

دت تک چندریکا کے بموجب ۔

دت تک چندریکا کے [۴] بموجب تین اعلی قوم کے لوگون کے واسطے یہ خصوصیت

---

[۱] راجہ شمشیر مل مدعی بنام رانی دلراج کنور مدعا علیہا صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ۔ ص ۱۹۴ ۔

[۲] دت تک ممانسا فصل ۶ ۔ دفعہ ۴۱ ۔ و ۴۲ ۔

[۳] دت تک چندریکا فصل ۵ ۔ دفعہ ۲۲ ۔

[۴] اس باب مین جو اختلاف ہے وہ ترکیب نحو کے اختلاف پر مبنی ہے ۔ اصل سنسکرت مین جو لفظ

کی گئی ہے کہ بعد زنار بندی کے بھی اوپن آین کہتے ہین وہ گود لے سکتے ہین اور
زنار بندی موتر اشی کے بعد جسکو چوڑا کرن کہتے ہین عمل مین آتی ہے - اور شودر کے واسطے
اختیار ہے کہ جبتک لڑکے کا بیاہ نہو جاے اُسوقت تک وہ گود لے سکتا ہے مگر ان ہر دو
مین شرط یہ ہے کہ رسم زنار بندی اور بیاہ کی گود لینے والے باپ کے گھر ہونی چاہیے -

زنار بندی کے واسطے تعین اوقات مختلف اقوام مین -

لیکن تین اعلیٰ قومون مین درباب تعین زمانۂ زنار بندی کے اختلاف ہے -
برہمن کا جنیو اُسوقت ہوجانا چاہیے جبکہ وہ آٹھ برس کی عمر کا ہو آئین دونون باتین
اختیاری ہین یعنی یہ عرصہ خواہ روز حمل سے شمار کیا جاے یا روز ولادت سے -
چھتریون مین گیارہ برس کی عمر کی قید ہے اور ویش مین بارہ سال کی - علاوہ ازین
ان سب کے واسطے دوسرا زمانہ بھی تعین کیا گیا ہے مثلاً زنار بندی ایک برہمن کی
سولہ برس کی عمر تک ملتوی رہ سکتی ہے چھتریون کی بائیس برس تک اور ویش کی
چوبیس برس تک اور یہ عمرین روز حمل سے گنی جاتی ہین - یاد رکھنا چاہیے کہ جب یہ
رسم اوپن آین کی ایک مرتبہ ہوجاے تب پھر وہ لڑکا متبنیٰ نہین ہو سکتا -
موتر اشی جو قبل پانچ برس کی عمر کے ہو اُسکے بعد بھی بموجب دت تک ممانسا دوبارہ
موتر اشی ہوکر یتر شتی یعنی متبنیٰ ہو سکتی ہے لیکن زنار بندی کے بعد رسم متبنیٰ ادا ہوکر
دوبارہ زنار بندی نہین ہو سکتی [1]

موجد وائے ہے اُسکے معنی موتر اشی وغیرہ کے ہین اور یہ لفظ مرکب ہے اور مرکب کو بھو بری ہی کہتے ہین
جسکی دو قسمین ہین تدگن اور اتدگن یعنی مشتق اور غیر مشتمل پس جو لوگ کہ اول ترکیب کو اختیار
کرتے ہین اُنکے نزدیک بعد موتر اشی کے بھی متبنیٰ قانوناً جائز ہے لیکن جو دوسری ترکیب کو صحیح
جانتے ہین اُنکے نزدیک یہ امر نہین ہے پہلی ترکیب تو دیوندر بھٹ کے بموجب ہے اور دوسری
نند اپنڈت کے بموجب -

[1] دت تک چندریکا اور دت تک ممانسا کے مترجم نے جو خلاصہ اپنے ترجمہ کے اخیر مین ملحق
کیا ہے اُسکے ص ۲۲۵ مین اُنھون نے اس باب مین شک ظاہر کیا ہے اور معذوری اپنی نسبت
حل کرنے اس مسئلہ کے لکھی ہے گو اُنکی راے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ امر صحیح نہین ہے لیکن ۲

جو کہتا ہین کہ مختلف اضلاع ہند مین جاری ہین وے اپنے اپنے مقام مین معتبر متصور ہین
اس صورت مین ایک کتاب کو دوسری پر ترجیح دینے کی وجہ صرف مختلف دستورات پر جو
مختلف مقامات مین مروج ہین منحصر ہے پس چونکہ بنگالہ اور جنوبی اضلاع ہند مین زیادہ
عمر مین متبنی کرنا وہان کے دستور سے لیے کے مطابق ہے لہذا زمانہ متبنی کا تعین بہت وسعت
کے ساتھ تصور کرنا چاہیے[1] اور بنارس مین اُسی وجہ سے دت تک ممانسا پر عمل
کرنا چاہیے جسمین کہ متبنی کی عمر کا تعین ہے مگر اس قاعدہ کی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا ہے
کہ اسکے اثبات صحت کے واسطے وجوہ کافی نہین ہین لہذا مناسب یہ ہے کہ اس قاعدہ کی
وجوہ بیان کیجائین۔ نظائر جو مین نے فراہم کی ہین انمین کوئی مقدمہ خاص اس باب مین
نہین ہے۔ مقدمہ ۲ جو بنگالہ کا ہے اُس سے یہ امر بالتصریح نہین پایا جاتا ہے کہ لڑکے
کو پانچ برس کی عمر کے بعد گود لینا نہ چاہیے اور میرے نزدیک اس امر سے متعلق صرف
مقدمہ کیرت نراین مدعی بنام سماۃ بھوبی تیسری مدعا علیہا کا ہے جو بموجب دھرم شاستر
متمشیہ بنگالہ کے فیصل ہوا[2] اور اسمین وہ قاعدہ بعد مباحثہ کامل تسلیم ہوا ہے جسکی رو
سے عمر متبنی کو وسعت دی گئی ہے۔ پانچ برس کی قید کا لکھا پران کے ایک فقرے
کے بموجب ہے[3] مگر اُس فقرے کے صحیح ہونے مین شبہہ ہے۔ دت تک چندریکا مین
اس قید کا کچھ ذکر نہین ہے اگرچہ دت تک ممانسا مین ہے اور یہ دت تک ممانسا
بنارس مین رائج ہے تو اُس قاعدہ کی تعمیل جسکی رو سے عمر متبنی پانچ سال ہے

تعین عمر متبنی بنگالہ اور جنوبی اضلاع ہند مین بنارس کے بموجب۔

اس قاعدہ کی وجہ

نظائر۔

مع قطع نظر اس بات کے کہ کوئی حوالہ اس مسئلہ کی تائید مین نہین ہے صرف یہی امر کہ زنار بندی دوسرا
جنم ہے ایک قطعی دلیل اس مسئلہ کے صحیح ہونے کی ہے لیکن پدر حقیقی کے خاندان مین زنار بندی ہوجانے
کے بعد کہ اُس سے دوبارہ جنم ہونا مراد ہے متبنی نہین ہوسکتی۔

[1] جنوبی ہند کے عالمون کے بموجب جو عمر گود لینے کے واسطے تعین ہے اُسکی بحث اصول دھرم شاستر
کے ص ۷۵۔ اور اُسی کے خلاصہ کے ص ۵۰ مین معائنہ کیجاے۔

[2] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا ص ۱۶۱۔

[3] خلاصہ جلد ۲ ص ۲۲۸۔

ضلع بنارس مین ہوگی نہ بنگالہ یا دکھن مین کیونکہ بنگالہ اور دکھن مین یہ قاعدہ صرف ناجائز ہی نہین ہے بلکہ اُس سے انکار ہے اور پانچ برس سے بہت زیادہ عمر کا لڑکا اکثر گود لیا جاتا ہے۔

بنارس مین متاکشرا کے مسئلہ کو ترجیح ہے اور اور مقامون مین چندریکا کے مسئلہ کو۔

بنگالہ مین کوئی خاص مستند کتاب متبنی کے باب مین نہین ہے لیکن جب اس باب مین دت تک میمانسا اور دت تک چندریکا کے اختلاف ہے تو دت تک چندریکا کے مسئلہ کے بموجب بنگالہ مین تعمیل ہوتی ہے مثلاً حصۂ تقسیم ترکہ مین جو باہم متبنی اور پسر صلبی کے ہوے علاوہ اسکے اور بھی تمثیلین لکھی جا سکتی ہین۔ اگر یہ تصور کیا جاے کہ جو دلائل اس جگہ لکھی گئی ہین وہ استخراج نتیجۂ مذکورۂ بالا کے واسطے کافی نہین ہین تو بھی اس امر پر بحث کیجا سکتی ہے کہ بنگالہ کے پنڈت کو اختیار ہے کہ چاہے جس کتاب کے بموجب کاربند ہو اور اگر وہ اُس قاعدے کو جسمین عمر متبنی اکو وسعت ہے بدین نظر کہ اُسمین قید کم ہے اختیار کرے تو قابل اعتراض نہین ہے۔ مصنف توضیحات دہرم شاستر بنگالہ کی راے مسئلہ وسعت عمر متبنی کے خلاف معلوم ہوتی ہے[1] وہ کہتا ہے کہ گوپی ناتھ دت کے مقدمہ مین کل پنڈتون کی راے جن سے اُسکے باب مین استفسار کیا گیا یہ تھی کہ اس امر کا ثبوت نہایت ضرور ہے کہ اُسکی عمر پانچ برس سے کم تھی۔ اور مصنف مذکور اُس کیفیت کا بھی حوالہ دیتا ہے جو مقدمۂ کیرت نراین مدعی بنام مسماۃ بھو بھی تیسری مدعا علیہا منفصلۂ صدر دیوانی عدالت سے متعلق ہے مگر اول مقدمہ کی نسبت یہ واضح ہو کہ ایسا معلوم نہین ہوتا کہ فی الواقع پنڈتون سے کوئی راے حسب ضابطہ طلب کی گئی ہو اور دوسرے مقدمہ کے باب مین یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس نے وہ کیفیت لکھی ہے۔ مصنف مذکور نے دوسرا قاعدہ یہ قرار دیا ہے کہ بعد رسم موترانتی کے کسی قوم مین متبنی نہین ہو سکتی لیکن جو کچھ کہ اس باب مین اوپر لکھا گیا ہے اُس سے واضح ہوگا کہ لفظ موترانتی کی جگہ لفظ زناربندی

مباحثہ کا ذکر ہے۔

---

[1] دایبھاگ ص ۱۵۵۔

[2] ص ۱۴۴۔

لکھنا درست ہوتا اور یہی مسئلہ درست متصور کیا جا سکتا تھا اگر اسمین یہ شرط ہوتی کہ اگر موتر اتنی پانچ برس کی عمر سے پیشتر عمل مین آچکی ہے تو وہ رسم گود لینے والے باپ کے ہان دوبارہ ہو سکتی ہے اور متبنیٰ انت دوآئے ملکھاتن کہلاے گا۔ میوکھ کے بموجب جو مرہٹون کے نزدیک نہایت معتبر کتاب ہے عمر کی قید صرف اُسی صورت مین لحاظ کیجاتی جہان کہ کچھ رشتہ نہین ہے لیکن جبکہ کوئی سگوتر یعنی رشتہ دار یک جدی متبنیٰ کیا جاے تو اُس صورت مین اُسکا جوان اور کتخدا اور صاحب اولاد ہونا مانع متبنیٰ نہوگا [۱] متھی لا مین جہان کہ کرتریم کا طریقہ جاری ہے [۲] وہان کوئی امر بجز قومیت کے مانع نہین ہے قومیت طرفین کی یکسان ہونی ضرور ہے اس طریقہ کے بموجب کوئی قید عمر کی نہین ہے اور نہ کوئی شرط اداے رسوم کے واسطے ہے [۳] یہان تک کہ کیشب مصر دوآیت پری شسٹ مین جہان کہ اُنھون نے یہ طریقہ گود لینے کا بیان کیا ہے لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے خاص بھائی کو بھی گود لے سکتا ہے [۴] اور نیز اپنے باپ کو۔ لیکن وہ اور اُسکی اولاد بعد رسم متبنیٰ کے اُسکے اصلی کنبے مین شمار ہوگی اور اُسکو ورثہ اپنے کنبے کی جائداد کا [۵] اور بھی اُس باپ کی جائداد کا

گود لینا بعد زنار بندی نہین ہو سکتا اگر موتر ہا کے بعد پانچ برس کی عمر کے اندر ہو سکتا ہے۔

اگر رشتہ دار متبنیٰ کیا جاے تو مرہٹون مین عمر کی قید نہین ہے۔

کرتریم طریقہ مین بھی یہ قید نہین ہے۔

اس طریقہ کے بموجب بھائی یا باپ متبنیٰ ہو سکتا ہے۔

کرتریم متبنیٰ کا استحقاق وراثت اُسکے اصلی کنبے سے نہین جاتا رہتا ہے اور دونو کنبون مین اُسکا حق وراثت پہونچتا ہے۔

---

[۱] رپورٹ بمبئی جلد ا ص ۱۹۵۔

[۲] بنگالہ مین اس قسم کا گود لینا مطلق مروج نہین ہے مگر تنبیہ متعلقہ خلاصہ صدر لینڈ صاحب ص ۲۲۱۔ اور مقدمہ اُمان دت مدعی بنام کنھی سنگھ مدعا علیہ مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳۔ ص ۱۴۴۔ کو دیکھو۔

[۳] مقدمہ کلیان سنگھ مدعی بنام کرپا وغیرہ مدعا علیہما رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا۔ ص ۹۔ مین معائنہ کرو۔

[۴] بمقدمہ بابو بخیت سنگھ مدعی بنام ادبھائی نراین سنگھ مدعا علیہ جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۲۴۵۔ مین مرقوم ہے بالعکس مسئلہ کے راے قرار پائی ہے لیکن حوالے جو ینڈتون نے تائید اس مسئلہ کے اس مقدمہ مین دیے ہین وے دت تک طریقہ متبنیٰ سے متعلق ہین۔

[۵] خلاصہ جلد ۳۔ ص ۲۷۶۔

جسنے اُسے گود لیا ہے ملے گا۔[1]

ایک اور خاص امر اس قسم کے طریقے گود لینے میں یہ ہے کہ اگر ایک بیوہ اس طریقے کے بموجب متبنی کرے تو وہ اُسکے شوہر کا متبنی نہ تصور کیا جاوے گا گو کہ شوہر نے پیشتر اپنی اجازت دے دی ہو۔[2]

جو متبنی کہ بیوہ کرے وہ اسکے شوہر کا بیٹا نہ خیال کیا جاوے گا۔

خاص رضامندی اُس شخص کی جسے گود لینے کے واسطے نامزد کیا ہو میں حیات گود لینے والے کے حاصل کرنی چاہیے۔[3] یہ واسطہ کرترم متبنی کا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا صرف گود لینے والے کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یعنی اسطرح کا متبنی گود لینے والے کے باپ کا پوتا نہیں تصور کیا جا سکتا نہ اُس متبنی کا بیٹا اُسکے باپ کا پوتا متصور ہوگا اور چونکہ جاگبلاک کے بموجب ترتیب ورثہ میں اُسکا نواں درجہ ہے لہذا قرابتا وارث نہیں ہو سکتا۔[4]

متبنی کی خاص رضامندی ضرور ہے۔

اسواسطے سے حق ارث لازم نہیں آتا۔

اس امر کا ابھی بیان ہو چکا ہے کہ جس شخص کے بیٹا یا پوتا یا بیٹے کا پوتا ہو وہ شخص گود نہیں لے سکتا اور اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہو سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کے بیٹا اور بڑے بیٹے متوفی کا ایک بیٹا ہو تو وہ شخص اپنے بیٹے کو گود دے سکتا ہے۔[5] کسواسطے کہ وہ صرف اپنے ہی بیٹے کا باپ خیال نہیں کیا جا سکتا بلکہ متوفی بیٹے کا بیٹا بھی بہرصورت اُس سے تعلق فرزندی رکھتا ہے اور قائم مقام بڑے بیٹے کا ہے۔ دت تک ممانسا کی رو سے اگر صرف دو بیٹے ہوں تو اُنمیں سے ایک کا دیدینا

جس شخص کے بیٹا اور پوتہ ہو وہ اپنے بیٹے کو گود دے سکتا ہے۔

[1] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۲۰۷۔

[2] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ص ۲۷۔

[3] ایضاً ص ۱۷۳۔

[4] خلاصۂ جلد ۳ ص ۲۷۶۔

[5] اس صورت میں وہ مسئلہ جس کے بموجب دو بیٹوں میں سے ایک بیٹا گود دینا منع ہے صادق آسکے گا لیکن باوجود اس امر کے گود لینا ایسے لڑکے کا جائز ہوگا۔

منع ہے مگر یہ مسئلہ صرف نصیحتاً لکھا گیا ہے نہ حکماً۔

دو آدمی ایک ہی شخص کو گود نہیں لے سکتے۔

دو شخص ایک لڑکے کو متبنیٰ نہیں کر سکتے اکثر لوگون کو یہ خیال ہے کہ دو بھائی ایک ہی شخص کو گود لے سکتے ہین مگر یہ محض غلط ہے ۱ے اور ظاہرا یہ امر بوجہ غلط فہمی قول منو مرقومہ ذیل کے فرض کیا ہے قول مذکور یہ ہے ''اگرچند حقیقی بھائیون مین سے ایک بھائی کے بیٹا پیدا ہو تو منو کہتے ہین کہ وے سب اس لڑکے کے باپ تصور کیے جاوینگے''۲ے لیکن اس قول سے یہ اجازت حاصل نہین ہے کہ دو یا زیادہ بھائی مل کر اپنے بھتیجے کو بھی گود لے لین البتہ ایک بھائی کا متبنیٰ لڑکا اپنے باپ کے سب بھائیون کے مورثون کو پانی دے سکتا ہے اور صرف اس معنی کر کے وہ اُن سب کی نسبت بھی فرض سپرہی ادا کرتا ہے مگر درصورت ہونے قریب تر وارثون کے یہ متبنیٰ اپنے گود لینے والے کے بھائیون کا ترکہ نہ پاوے گا۔

دت تک بیٹا قرابتاً قائم مقام ہوتا ہے لیکن بندھو کی جائداد کا وارث نہین ہو سکتا۔

ایک اور امر جسمین بہت مباحثہ ہوا ہے یہ ہے کہ ایک لڑکا جو دت تک طریقہ کے بموجب متبنیٰ کیا جاوے قرابتاً اور بھی نسلاً قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہین مگر یہ امر اب بوجہ احسن طے ہو چکا ہے کہ دونون صورتون مین اُسکی قائم مقامی ممکن ہے یہ سچ ہے کہ جیموتا واہن نے دا ابھاگ مین یہ بحث کی ہے کہ بیٹا جو دت تک طریقے کے بموجب متبنیٰ کیا جاوے وہ اپنے باپ کے رشتہ دارون کی حقیت کا وارث نہین ہو سکتا اگر چونکہ یہ مسئلہ قول منو کے خلاف ہے لہذا معتبر نہین گنا جاتا ہے ۳ے لیکن واضح ہو کہ ایک بیٹا جو اس طرح متبنیٰ کیا جاوے اُسکو بندھو کے مال پر قانوناً دعویٰ نہین پہونچ سکتا ہے مثلاً اگر ایک عورت جسے ملک اپنے باپ کی وراثتاً ملی ہو

مثال۔

۱ے توضیحات دھرم شاستر کا ص ۴۷۳۔

۲ے یہ امر خلاصہ جلد ۳ ص ۲۶۶ مین منقول ہے۔

۳ے توضیحات دھرم شاستر کے ص ۱۲۸ مین اس امر کا بیان بہت مفصل ہے۔ اور بھی مقدمہ شام چندر اور رود رچند عیان بنام نرائنی دیبی اور رام کشن ر اے مدعا علیہما جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۲۰۹ مین مرقوم ہے ؟ دیکھا جاوے۔

مثال۔

لڑکا باجازت اپنے شوہر کے گود لے تو وہ بعد وفات اُس عورت کے مستحق ملک مذکور کا نہوگا بلکہ وہ ملک اُس عورت کے باپ کے بھتیجے کو ملے گی بشرطیکہ کوئی اور قریبتر وارث نہو۔ یہ امر ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے حال مین فیصل ہوا ہے منقح ہو چکا ہے[1] یہ بخوبی واضح نہین ہے کہ دختر کا متبنیٰ بیٹا اپنے نانا کی جائداد کے ورثہ سے کیون خارج کیا گیا ہے حالانکہ بیٹے کے متبنیٰ کا حق وراثت نسبت ترکہ قرابتداران کے تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ہندوون کے جملہ واضعان قانون نے نانا کو رشتہ دارون مین شمار کیا ہے مگر وجہ اسکی یہ ہے کہ پچھلی صورت مین متبنیٰ ایک ایسے شخص کا بیٹا ہو جاتا ہے جسکی نسل نانا کی نسل سے مختلف ہے۔

وجہ جسکی رو سے وہ بندھو کی جائداد کا وارث نہین ہو سکتا۔

اختلاف راے اس باب مین آیا کہ ایک شخص جو بموجب طریقۂ دت تک کے متبنیٰ کیا جاے وہ گود لینے والے کے رشتہ دارون کا وارث ہے یا نہین اسوجہ سے واقع ہوا ہے کہ بارہ قسم کے بیٹون کی ترتیب مین اختلاف ہے۔ بعض واضعان قانون کی راے ہے کہ منو نے دت تک کو اُن پہلے چھ قسم کے بیٹون مین داخل کیا ہے جنکو حق وراثت قرابتاً پہونچتا ہے اور بعض یہ کہتے ہین کہ انھون نے اُسکو اُن اخیر چھ قسم کے بیٹون مین شمار کیا ہے جو صرف نسلاً وارث ہو سکتے ہین اس باب مین جو مختلف قول ہین اُنکا ذکر دو آیت نرنی مین مندرج ہے اور مصنف کتاب مذکور نے اپنی راے بھی بہ تسلیم استحقاق دت تک لکھی۔ قوانین منو کا جو سر ولیم جونس صاحب نے ترجمہ کیا ہے اُسمین دت تک اول چھ قسم کے بیٹون مین داخل ہے اور جب کہ اس معاملہ کی بحث سوپریم کورٹ مین درپیش تھی اُسوقت کُل ہندوستان کے اکثر پنڈتون نے جن سے اس باب مین استفسار ہوا تھا یہ راے دی تھی کہ دت تک قرابتاً وارث ہونے کا مستحق ہے[2] مصنف دت تک چندریکا جو اکثر اقوال مخالف کا

وجہ اسکی کہ دت تک کے قرابتاً وارث ہونے مین کیون اختلاف واقع ہوا ہے۔

ذکر عالمون کے قول کا اس باب مین۔

[1] مقدمہ گنگا بائی مدعیہ بنام کشن کشور وغیرہ مدعا علیہم رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳۔ ص ۱۲۸ مین دیکھو۔

[2] یہ سوال صدر دیوانی عدالت نے کل اپنی ماتحت عدالتون کے پاس بھیجا تھا کہ وے اپنے اپنے

تصفیہ کرتا ہے اس باب مین اُنکی یہ راے ہے کہ اس امر کا فیصلہ چال و چلن ودھی پر منحصر رکھنا چاہیے مگر درحقیقت یہ قاعدہ بہت صحیح نہین ہے [1]

۴ پنڈتون سے اسکا جواب استفسار کرین - توضیحات دھرم شاستر ص ۱۶۱-

[1] مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ تجویز اُس مقدمہ کی جو ۳۰- اپریل ۱۸۶۲ء کو فیصل ہوا لکھی جاے اُس سے امر مذکورۂ بالا کی تنقیح ہوتی ہے اور متبنی کے آئین عامہ سے متعلق ہے اُسی سال مین اور اور فیصلے جو صدر دیوانی عدالت مین ہوے اُنکے ساتھ اس مقدمہ کی رپورٹ طبع نہین ہوئی اور چونکہ یہ مقدمہ بڑا ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہواً یہ مندرج نہو-

اپیلانٹ اس مقدمہ مین گوبرہری کبراج شیو پرشاد چودھری نابالغ کا ولی تھا اور مسماۃ ترنیسری دیبی کروناکنت راے کی والدہ مدعا علیہا تھی کروناکنت راے بھی نابالغ تھا-

ابتداءً یہ مقدمہ اپیلانٹ نے بنام کاشی کنت راے کے مرشدآباد کی پروانشل کورٹ مین ۱۴ مارچ ۱۸۱۵ء کو دائر کیا تھا اس غرض سے کہ زمینداری پرگنہ تاہرپور اور ضلع راجشاہی کی حضوری قسمت تالکاجی وجگناتھ پور وغیرہ مین تین آنہ کے حصہ پر قبضہ ملے اور تعین نالش بہ تعداد ۱۵۰۰۰ محاصل مشخصہ سالانہ کے کیا گیا تھا عرضی دعوی کا مضمون یہ تھا کہ راجہ مہندر نراین کے پانچ بیٹے تھے یعنی رام اندر نراین و رگھندر نراین وجادب اندر نراین و منی اندر نراین و آوپندر نراین انمین سے جادب اندر نراین اور منی اندر نراین اور اوپندر نراین لاولد مر گئے - جبکہ مہندر نراین نے وفات پائی تو حصہ چھ آنے اُنکی حقیت زمینداری پرگنہ تاہرپور سے ایک نصف انند اندر نراین کو جو رام اندر نراین کا متبنی تھا اور شیو پرشاد نابالغ کا باپ ملا اور بقیہ نصف حصہ بھروپ اندر نراین کو جو کہ متبنی رگھو اندر نراین ولد رب اندر نراین کا تھا ورثتاً ملا-

انند اندر نراین چودھری نے اپنے تین آنے کے حصے مین سے پانچ پائی کا حصہ بیع کیا اور باقی اپنے قبضہ مین رکھا - بھروپ اندر نراین ۱۲۰۳ بنگلہ مین مر گیا اور اپنی زوجہ جگدیسری اور بن مالی دیبی دختر چھوڑ مرا - جگدیسری اپنے شوہر کی جائداد پر قابض ہوئی اور اُسکا نام بطور مالک حصۂ شوہری کے رجسٹر مین مندرج ہوا اور اُسنے ۱۲۰۳ بنگلے مین مدعا علیہ کے ساتھ بن مالی اپنی دختر سے جبکہ اُسکی عمر نو برس کی تھی شادی کردی - پھاگن مہینہ کی ۲۷ تاریخ ۱۲۱۳ بنگلہ کو ۴

یہ امر صاف ہے کہ ایک شخص حین حیات ایک متبنیٰ کے دوسرا متبنیٰ نہین کرسکتا۔

ہو قبل بالغ ہونے کے بن مالی نے وفات پائی اور اُسی سال مین ۱۷۔ تاریخ چیت کو جگدیسری بھی فوت ہوئی۔ چونکہ شیو پرشاد مستحق سرادھ کرنے اور جگدیسری کی جائداد پر وارث ہونے کا تھا لہذا اُسنے صاحب کلکٹر کے ہان سوال گذرانا کہ اُسکا نام بطور مالک جائداد متوفیہ کے مندرج رجسٹر کیا جاے۔ مدعا علیہ نے اس باب مین عذر پیش کیا اور بیان کیا کہ سنہ ۱۲۰۷ بنگلہ مین جگدیسری نے اپنی زمینداری اور ملکیت مجھے اور میری زوجہ بن مالی کو ہبہ کردی تھی لہذا اُسپر قبضہ پانے کا مین مستحق ہون مدعا علیہ کے مقابلہ مین ایک شخص اشیر چند نے بھی اس بنا پر دعوی کیا کہ مین متوفی کا متبنیٰ ہون لہذا میرا نام رجسٹر مین داخل ہو۔ صاحب کلکٹر نے شیو پرشاد کی درخواست نامنظور کی اور حکم دیا کہ بموجب ہبہ نامہ مشروط مدعا علیہ کے گو وہ ہبہ نامہ خلاف شاستر کے ہے اُسکا نام جگدیسری کی زمینداری کی نسبت مندرج ہوا اور شیو پرشاد اور اشیر چند کو ہدایت ہوئی کہ عدالت دیوانی مین اپنا دعوی پیش کرین اشیر چند نے ضلع کی عدالت مین بولایت گنگا رام بھادری اپنا دعوی پیش کیا اور ڈگری حاصل کی لگ جبکہ پروفشل کورٹ مین اسکا اپیل ہوا تو ڈگری منسوخ ہوئی اور اشیر چند کا دعوے متبنیٰ ہونے کا نامنظور کیا گیا بعد ازان یہی فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے بھی بحال رکھا اور ۱۴ فروری سنہ ۱۸۱۳ع کو عدالت مذکورہ نے حکم صادر کیا کہ شیو پرشاد اپنا دعوی وراثت اُس جائداد پر جو جگدیسری چھوڑ مری ہے عدالت ضلع یا پروفشل کورٹ مین پیش کرے اُسوقت فیصلہ اس امر کا ہوگا کہ آیا ہبہ نامہ جسکو کاشی کنت راے نے پیش کیا ہے بموجب شاستر جائز ہے یا نہین۔ سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ مین بن مالی کا بیاہ کاشی کنت کے ساتھ ہوا اور ہبہ نامہ جو مدعا علیہ نے باظہار تحریر ہونے اُسکے منجانب جگدیسری بنام اپنے اور اپنی زوجہ بن مالی کے پیش کیا وہ مورخہ ۲۳۔ اساڑھ سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ کا تھا۔ جگدیسری اپنے حین حیات یعنی ماہ چیت سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ تک اپنی جائداد پر قابض رہی اُس زمانہ مین کاشی کنت راے کو اُس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور نہ کبھی ہبہ نامہ کا ذکر درپیش ہوا اور نہ اُسکو اُسوقت تک منصب ادا ے رسوم کریا کرم کا حاصل تھا شرط جو اُس ہبہ نامہ مین لکھی تھی اُس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہبہ نامہ بنام کاشی کنت اور بن مالی بشرط حاملہ ہونے بن مالی کے عمل مین آیا تھا یہ امر بہت مشتبہ بلکہ مح

دت تک ممانسا مین لکھا ہے کہ ایک شخص اپتر یعنی جسکے بیٹا نہو وہ ہے جسکے کوئی بیٹا

۲ قرین قیاس نہین معلوم ہوتا کہ بن مالی کے حاملہ ہونے کا خیال پانچ برس پیشتر اُسکے بیاہ کے ذہن مین
گذرا اور اُس ہبہ نامہ مین درج کیا گیا ہو۔ وثیقہ جسکی روسے جگدیسری نے اپنی وفات کے بعد اپنی جائداد
کو مدعا علیہ اور اُسکی زوجہ مسماۃ بن مالی کو ہبہ کیا ناجائز ہے کیونکہ شاستر کی روسے جگدیسری کو اپنی جائداد
بذریعہ بیع یا ہبہ انتقال کرنے کا اختیار نہ تھا علاوہ ازین بن مالی نے حین حیات جگدیسری کے وفات
پائی لہذا حق وراثت اُسکا جاتا رہا۔ اور اسکے بموجب ایک اقرارنامہ کے جو سابق مابین آنند اندر نرائن
پدر شیو پرشاد اور بھروپ اندر نرائن شوہر جگدیسری کے وقوع مین آیا اُسمین یہ شرط ہوئی تھی کہ
کوئی دونون مین سے ایک اگر لاولد مر جاوے تو اُسکا مال وجائداد جو زندہ رہے اُسکو اور اُسکے وارثون
کو ملے لہذا ہر صورت سے شیو پرشاد جگدیسری کی جائداد پانے کا مستحق ہے مدعا علیہ نے جواب مین
بیان کیا کہ جب راجہ چھندر نرائن کے پانچ لڑکون مین سے تین لاولد مر گئے تو رب اندر نراین دادا
بھروپ اندر نرائن شوہر رانی جگدیسری کا اور رام اندر نراین شیو پرشاد کا دادا جیسا کہ مدعی کا بیان ہے
تا ہر پور کے چھ آنہ حصہ پر قابض ہوے۔ رب اندر نراین کی وفات کے بعد حصہ تین یعنی چھ آنہ کا نصف
رگھو اندر نراین کو وراثتاً پہونچا اور اُسکی وفات کے بعد بھروپ اندر نراین اُسکا وارث ہوا اور جب وہ
لاولد مر گیا تو وہ حصہ اُسکی زوجہ مسماۃ جگدیسری کو ملا بقیہ تین آنہ کا حصہ آنند اندر نراین کو بذریعہ ہبہ
منجانب رانی لکھی زوجہ رام اندر نرائن اور بموجب ایک اقرارنامہ کے جسکا تحریر ہونا منجانب بھروپ اندر نرائن
کے بیان ہوا ملا۔ مگر متبنی کے استحقاق کی روسے جائداد مذکور آنند اندر نرائن کو نہین ملی اسواسطے کہ
رانی لکھی نے بعد وفات اپنے شوہر کے حسب اجازت حاصلہ حین حیات اُسکے اول ایک شخص مسمے
رود نرائن کو گود لیا اور جب رود نرائن نے وفات پائی تو آنند اندر نرائن کو گود لیا یہ امر بلا اجازت
شوہر کے اور شاستر کے خلاف تھا اسی وجہ سے اُسنے اپنی جائداد اُسے ہبہ کر دی اس طور پر متبنی کرنا
کبھی شاستر کی روسے جائز نہین ہوا ہے نہ برہمنون اور اور ہندوؤں کی اقوام کے دستور کے مطابق ہے
لہذا ایک نالش مابین بھروپ اندر نرائن اور آنند اندر نرائن کے ضلع کی عدالت مین دائر ہوئی
اور وہان سے صدر دیوانی عدالت مین نوبت بہ اپیل پہونچی چنانچہ بموجب بیوستہ پنڈت
عدالت ضلع کے باتفاق جسکے پانچ بیوستہ مدخلہ بھروپ اندر نرائن کے تھے ایسا گود لینا ناجائز ہے

پیدا نہ ہوا ہو یا جسکا بیٹا مر گیا ہو کیونکہ سانکھہ کا قول یہ ہے کہ جسکے کوئی لڑکا پیدا

نہ ہوا ہو۔ قرار پایا مگر ضلع کے صاحب جج نے اور پنڈتوں کے بیوستوں پر جو آننداندرناین نے پیش کیے تھے عمل کرکے آننداندرناین کے حق مین بتاریخ ۳۰ جون ۱۸۹۵ع اس حکم سے ڈگری صادر کی کہ رانی لکھی کا مطلب اس ہبہ نامہ کی تحریر سے یہ تھا کہ کسی طور سے آننداندرناین کو اسکے بعد جائداد ملجاوے خواہ گود لینے کی رو سے یا ہبہ نامہ کے بموجب اور اگر بعد اسکی وفات کے درباب دوبارہ گود لینے کے کوئی تنازع ہو تو اس صورت مین ہبہ کی رو سے آننداندرناین کو جائداد ملنے مین کچھ شک نہ رہے۔ مگر عدالت اعلی نے آننداندرناین کا متبنی ہونا ناجائز ٹھہرایا اور صرف ہبہ نامہ اور اقرارنامہ کی رو سے جنکی صداقت کی تحقیقات نہین کی گئی اسکو جائداد پر قابض ہونے کی اجازت دے۔ علاوہ اسکے بالفرض اگر ایسا گود لینا جائز ٹھہرایا جاوے تو بھی شخص متبنی کا استحقاق صرف اس جائداد پر جو اسکے گود لینے والے باپ کی ہے پہونچتا ہے اور اسکا کوئی دعوی گود لینے والے باپ کے کنبے یا قرابتداروں کی جائداد پر نہین ہے لہذا شیوپرشاد کو منجملہ جائداد متنازع کے حصہ پر آنے کی نسبت کچھ حق نہین پہونچتا بعد ازان حاکم عدالت مذکور نے لکھا کہ اصل حال مقدمہ کا حسب شرح ذیل ہے یعنی برہمنون مین یہ رسم ہے کہ جب کلین ایک نیچے خاندان کی لڑکی سے بیاہ کرتا ہے تو با یہ کثیر معاوضہ مین لیا کرتا ہے چنانچہ شاملا بنگلہ مین رانی جگدیسری زوجہ ہروپ اندرناین نے جو ایک نیچے خاندان کی لڑکی تھی اپنی لڑکی بن مالی کے ساتھ مدعا علیہ سے کہ کلین کی ذات مین سے ہے بیاہ کرنا چاہا اور اسنے اپنے مال اور زمینداری کو اپنی لڑکی بن مالی دیبی اور مدعا علیہ کے نام ہبہ کردی اور یہ امر تمام کنبہ اور آننداندرناین کی آگہی اور رضامندی سے عمل مین آیا مگر بباعث انکی صغر سنی کے رانی مذکورہ نے ایک اقرارنامہ بطور وصیت کا لکنت رہے مدعا علیہ کے باپ کے نام لکھدیا اور اسکو اختیار دیا کہ تا زمانہ انکی نابالغی کے وہ جائداد کو اپنے اہتمام مین رکھے شاملا بنگلہ مین رانی مذکورہ نے وفات پائی اور بعد تحریر اور رجسٹری ہوجانے اس ہبہ نامہ کے آننداندرناین بھی شاملا بنگلہ تک زندہ رہا اگر وہ اپنے تئین رانی جگدیسری کی جائداد کا وارث سمجھتا تو بلا شک وہ اسی وقت یا بعد ازان کسی وقت اپنے حین حیات اس امر کی نسبت معترض ہوتا مگر اسنے ایسا کبھی نکیا۔ رانی جگدیسری کی وفات کے بعد گنگارام بہادر مدعی کے چچا نے

نہین ہوا ہے یا جسکا لڑکا مر گیا ہے اور وہ لڑکے کے واسطے برت رکھکر الخ "۔ لیکن

۴ ننود رام رائے کو جو پرگنہ مذکورہ بالا مین دس آنے کے حصہ کا مالک ہے سمجھا کر اور سازش مین شریک کرا کے ایک اجازت نامہ گود لینے کے واسطے اور ہبہ نامہ اور اور کاغذ جعلی بنائے اور ان اُنھون نے مدعا علیہ پر یہ نالش کی کہ اشیر چندر رانی کا متبنی بیٹا ہے مگر یہ دعوی عدالت سے نامنظور ہوا لہذا یہ مقدمہ جواب فریباً اس بنا پر دائر ہوا ہے کہ شیو پرشاد وارث اور مستحق جائداد مہوبہ رانی کا ہے بالکل خارج از سماعت ہے بسبب عدم جواز متبنی آنند اندر نرائن کے دعوی شیو پرشاد کا نسبت جائداد رانی جگد یسیری کے باطل ہے اور چونکہ رانی نے قبل ولادت شیو پرشاد کے اپنی جائداد کو مدعا علیہ اور اُسکی زوجہ کے نام ہبہ کر دیا تھا لہذا رانی کے مرتے وقت وہ جائداد رانی کی نہ تھی علاوہ اسکے مدعا علیہ نے خاص اپنے پاس سے زر رہن جائداد مذکور کا جو بھروپ اندر نرائن کے ترکہ سے رہن چلی آتی تھی ادا کیا اگر رہن سے نہ چھوڑائی جاتی تو بیع ہو جاتی۔ جعلی ہونا اقرار نامہ مدخلہ مدعی کا اسوجہ سے کہ وہ مورخہ ۱۱ بھادون سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ کا ہے ظاہر ہے۔ آنند اندر نرائن کے متبنی ہونے کا مقدمہ مابین آنند اندر نرائن اور بھروپ اندر نرائن مدعا علیہ ضلع راج شاہی کی عدالت مین ۱۳ اساڑھ سنہ مذکور کو فیصل ہوا بعد ازان پروفشل کورٹ اور آخر صدر دیوانی عدالت سے ۴- آسن سنہ بنگلہ کو مقدمہ مذکور نے انفصال پایا اگرچہ اقرار نامہ اصلی اور آنند نرائن ۴

سدرس ۲- ایک جو ستہ مین مسئلہ بالعکس ہے اور اُسکی تائید مین ایک شلوک کا حوالہ دیا ہے جسکو منو کا قول کہتے ہین مگر وہ اُسکے آئین مین کہین نہین ہے یہ بہت سے بیٹون کی اسواسطے آرزو ہوتی ہے کہ کوئی اُنمین سے گیا کو جاے"۔ لیکن یہ قول خاص صحیح النسب بیٹون کی نسبت ہے۔ مقدمہ گوری پرشاد رائے مدعی بنام جے مل مدعا علیہ کو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۳۶ مین دیکھو اور رپورٹ مذکور کے ص ۲۴۴ سے جو کولبروک صاحب نے ایک تنبیہ ملحق کی ہے اُسمین اُنھون نے بیان کیا ہے کہ جائز ہونا دوسرے متبنی کا جبکہ ایک اور بیٹا خواہ صلبی یا متبنی زندہ ہو ایسا امر ہے جسکی نسبت بڑے بڑے مصنفون کا اختلاف رائے ہے جگناتھ اپنے خلاصہ مین اُسکو جائز تصور کرتا ہے اور دت تک مانسا مین جو بڑی معتبر کتاب ہے جگناتھ کی رائے کے خلاف ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو سب تسلیم کرتے ہین کہ اگر ایک شخص کے صحیح النسب بیٹا ہو ـ اسکے قبضہ مین ہوتا تو وہ اسکو بلا شک کسی عدالت مین پیش کرتا اور چونکہ مقدمہ مابین آنند اندر نراین اور بھروپ اندر نرائن کے سنہ ۱۲ بنگلہ تک دائر رہا تو یہ امر بدرجۂ غائت خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اقرار نامہ سنہ ۱۲ بنگلہ مین تحریر ہوا ہو ـ آنند اندر نرائن بھی اُس زمانہ مین نابالغ تھا اور اکثر مقدمے عدالت دیوانی و فوجداری و کلکٹری مین جائداد کی بابت مابین بارہ برس یعنی سنہ ۱۲ بنگلہ سے سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ تک رجوع ہوئے اور اس مدت رانی جلد بسیری زندہ تھی مگر کبھی ذکر ایسے اقرار نامہ کا نہین آیا نہ کبھی اُسپر رجسٹری ہوئی اور نہ وہ سابق مین کبھی پیش کیا گیا ـ

مدعا علیہ کے مرنے کے بعد اُسکی زوجہ مسماۃ ترنیسری دیبی یعنی کرونا کنت راے کی مان بقائم مقامی متوفی مقدمہ ہذا مین مدعا علیہا گردانی گئی ـ

مدعی نے جواب مین بیان کیا کہ رام اندر نرائن شیو پرشاد نابالغ کا دادا اور اُسکا بھائی رب اندر نرائن دونون شامل اور بالاتفاق رہتے تھے رب اندر نرائن نے وفات پائی اور اپنے بیٹے رگھو اندر نرائن کو وارث چھوڑا اور رام اندر نرائن اپنی بیوہ مسماۃ لکھمی الیشری جسکو اُسنے ایک بیٹا گود لینے کی اجازت دے دی تھی چھوڑ مرا کاتک کے مہینے سنہ ۱۲ بنگلہ مین رگھو اندر نرائن مرگیا اور ایک بیوہ مسماۃ سرستی چھوڑ مرا اور وہ بشمول لکھمی الیشری دادی شیو پرشاد نابالغ کے ہمراہ بالاشتراک جائداد پر قابض رہی ـ مسماۃ سرستی نے بھروپ اندر نراین کو گود لیا اور اُسکا نام لکھمی الیشری کے نام کے شامل کلکٹر کے دفتر مین داخل کرایا اور سنہ ۱۲۶۲ بنگلہ مین مرگئی ـ اور بموجب اجازت اپنے شوہر کے شیو پرشاد کی دادی نے آنند اندر نرائن کو گود لیا اور حین حیات اُسکو اپنی جائداد پر قابض اور بذریعۂ درخواست بجاے اپنے نام کے اُسکا نام جائداد کی نسبت داخل کرایا ـ بھروپ اندر نرائن نے بعد ازان نالش اس امر کی دائر کی کہ آنند اندر نرائن کو متبنیٰ کرنا خلاف دھرم شاستر تھا لیکن عدالت ضلع اور پروونشل کورٹ کی عدالت اور صدر دیوانی عدالت کے فیصلے سے گود ہونا اُسکا جائز ٹھہرایا گیا اور اُسکے حق مین ڈگری دی گئی پس نسبت استحقاق شیو پرشاد اور درباب اس امر کے کہ نامبردہ پنڈا دھکار یعنی مجاز ادا کرنے رسوم کریا کرم جلد بسیری اور بھروپ اندر نرائن کا ہے کچھ شک باقی نہ رہا ـ چونکہ کالی کنت راے کاشی کنت راے مدعا علیہ کے باپ کو کشن کنت راے نے

ایک آدمی جسکے بیٹا ہو یا متبنیٰ ہو اور وہ مرجاے تو وہ اپنی زوجہ کو ایک اور متبنیٰ کرنے کی اجازت دے سکتا ہے ـ

تو وہ اپنی زوجہ کو صرف یہی اجازت نہین دے سکتا ہے کہ اُسکے مرنے کے بعد اگر وہ
گود لیا تھا اور شاستر کے بموجب گود لینے کے بعد کلین ذات کی تمیز باقی رہتی ہے اور چونکہ آبا و اجداد
مہندر نراین کے راجہ تھے اور اُنکا بڑا مرتبہ تھا تو اُس صورت مین مدعا علیہ کا یہ بیان کہ جگدیسری نے
بلحاظ مدعا علیہ کے مرتبہ کے اُسکے ساتھ اپنی بیٹی سے بیاہ کرنے کے وقت اپنی کل جائداد دیدی
صریح جھوٹ ہے بلکہ مہندر نراین اور رام اندر نراین و آنند اندر نراین کے آبا و اجداد کے وقت
سے اُنہین اور کلین برہمنون مین رشتہ چلا آیا ہے۔ کسی نے کبھی اپنی بیٹی اور داماد کو کل جائداد
نہین دے دی ہے اور دھرم شاستر اور دستور کے بموجب بھی اگر کوئی شخص بغیر اولاد ذکور
مرجاے تو اُسکی جائداد اُسکی بیٹیون یا دختر زادون کو نہین پہونچتی ہے بلکہ اُنکو جو ایک ہی دادا
کی اولاد سے ہون - اس دستور کے مطابق رام اندر نرائن راے کی وفات کے بعد جو بغیر اولاد
ذکور مرگیا اُسکی جائداد رام سنگھ اُسکے دختر زادہ کو جو زندہ تھا نہین ملی بلکہ اُسکے ہم جدیون کو۔
تحقیقات سے ان سب امور کی صداقت معلوم ہوجاے گی اگر شیو پرشاد کے باپ کو اس
ہبہ سے جو مدعا علیہ بیان کرتا ہے اطلاع ہوتی تو وہ بلاشک تعرض کرتا۔ بڑے تعجب کی
بات ہے کہ ہبہ نامہ مین یہ لکھا ہے کہ رسوم کریا کرم کے کرنے کے واسطے ہبہ کیا گیا اور
اُسمین شرط ہے کہ رانی جگدیسری اپنے حین حیات جائداد مذکور پر قابض رہے گی اور اُسکو
بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے انتقال کردینے کا اختیار حاصل رہے گا۔ چونکہ رانی کا قبضہ اپنی جائداد
پر قائم رہا اور اُسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی جائداد کو بذریعہ ہبہ یا بیع کے منتقل کردے اور بعد ازان
اُسنے بہ تحریر ہبہ نامہ ایسا ہی کیا یعنی بہت اشخاص کو دیوتر اور برہموتر اراضیات بذریعہ اپنے
استحقاق ملکیت دین اور موہوب الیہ نے اُن اراضیات پر جو اُنکو دی گئین کبھی قبضہ حاصل
نہین کیا لہذا یہ امر صاف معلوم نہین ہوتا کہ وصیت نامہ مدعا علیہ کے باپ کے نام کس غرض
سے عمل مین آیا اور کس قانون کے مطابق اس قسم کا ہبہ مشروط جائز ہے اور درصورتیکہ
بن مالی دیبی حین حیات اپنی مان کے لاولد مرگئی تو پھر رسوم کریا کرم کے کرنیکی شرط کیونکر صحیح متصور
کیجاسکتی ہے۔

رنگیسری دیبی کی جانب سے حد جواب بدین مضمون داخل ہوا کہ چونکہ واہب اور موہوب الیہ

بیٹا مرجائے تو کوئی اور بیٹا گود لے بلکہ اس امر کی بھی اجازت دے سکتا ہے کہ دھوت

ہم دونوں مرگئے اور ملک عطیہ بطور جائداد موروثی کے وراثت مین آئی تو بموجب شاستر کے کسی شخص

کا دعوی اسپر نہین پہونچتا اور تیسری دیبی کا بیٹا بوجہ نپڈادھکار ہونے بن مالی دیبی کے بلاشک

اسکی جائداد پانے کا مستحق ہے۔

۱۳۔ تاریخ ۱۸ جون ۱۸۴۸ء کو پرونشل کورٹ کے حاکم دوم نے دعوی مع خرچہ ڈسمس کیا بدین وجہ

کہ بیوستہ جو پنڈت عدالت نے پیش کیا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متبنی لڑکے کو اپنے

متبنی کرنے والے باپ کی جائداد پر وراثت کا حق پہونچتا ہے اور متبنی کرنے والے باپ

کے قرابت دارون کی جائداد پر نہین پہونچتا اور عورت کو اختیار حاصل نہین ہے کہ متبنی

بیٹے کے مرجانے کے بعد دوسرے شخص کو بلا اجازت شوہر کے متبنی کرے۔

اسی واسطے آنند اندر نرائن اور شیو پرشاد مستحق جائداد متنازعہ کے نہین ہین۔ اور

ہبہ نامہ جو جگد یسری نے بن مالی دیبی اپنی بہو اور کاشی کنت اپنے داماد کے نام تحریر کیا ہے

وہ جائز ہے۔

اپیلانٹ نے بناراضی اس فیصلہ کے تعین اپنے دعوی کا بتعداد پندرہ ہزار ایک سو اکیاون

روپیہ یعنی سہ چند صدر جمع اراضیات متنازعہ کرکے صدر دیوانی عدالت مین رجوع کیا۔

انشیر چندر اے نے جسکو رانی جگدیسری کے متبنی ہونے کا دعوی تھا ایک سوال بمضمون

مندرجہ ذیل گذرانا۔

گنگارام بہادر ہی میرے ولی نے جو مقدمہ بنام کاشی کنت اس غرض سے دائر کیا تھا کہ قائم مقام

صاحب کلکٹر کا حکم متعلق داخل خارج نام کاشی کنت بطور زمیندار نسبت زمینداری حصہ تین آنے

پرگنہ تاہر پور کے منسوخ ہو جاوے وہ تجویز صاحب جج ضلع راج شاہی کے ڈگری ہوا۔ لیکن

پرونشل کورٹ سے یہ فیصلہ مسترد ہوا اور حکم جو کورٹ مذکور کا بتاریخ ۴۔ فروری ۱۸۳۱ء ڈبلیو اے

ریس صاحب قائم مقام جج سابق صدر دیوانی عدالت نے بحال رکھا۔ مجھ سائل نے جبکہ سوالات

بغرض دادرسی اپنی اس عدالت کے حکام سابق کے حضور مین گذرانے تو پیشگاہ

ہیرنگٹن صاحب سے یہ حکم ہوا کہ وقت پیش ہونے مقدمہ شیو پرشاد جو دھر ہی کے سوال سائل پر لحاظ

مرجائے متبنیٰ کے وہ دوسرا متبنیٰ کرسکتی ہے [1] اور یہی قاعدہ مقرر ہوا ہے

۲ ہو کہ تجویز عمل میں آئے گی چونکہ مجھ سائل کا متبنیٰ ہونا کاغذات مقدمہ نمبر ۹۷۶ شیو پرشاد مدعی اور کاشی کنت مدعا علیہ سے ثابت ہے لہذا میں مستدعی ہوں کہ وقت پیش ہونے مقدمہ مذکور کے حضور نسبت اس سوال اور اُن کاغذ کے جو ہنگام تجویز سابق داخل کیے گئے تھے اور نیز نسبت درخواستہائے تجویز ثانی اور اُن بیوستوں پنڈتان عدالت ہذا کے جو مقدمہ رانی سری منی وغیرہ داخل ہیں لحاظ فرماکر انصاف فرما دیں۔

مقدمہ حاکم دوم مسٹر سی سمتھ صاحب کے حضور میں پیش ہوا اور تمام کاغذ سوال و جواب و دستاویزات فریقین پڑھی گئیں اور کاغذ مرقومہ ذیل بھی ملاحظہ میں گذرے۔ دو قطعہ سوالات مدخلہ اشیر چندر سرما عدالت صدر دیوانی کے پنڈتوں کے دو بیوستہ ایک مقدمہ دیبی اپیلانٹیہ بنام انپورن دیبی رسپانڈنٹیہ اور دوسرا مقدمہ شام چندر چودھری اور رودر چندر چودھری اپیلانٹیان بنام نرائنی دیبی چودھرائن اور رام کشور رائے رسپانڈنٹ تین سوالات جو عدالت سے پنڈتوں کے پاس مرسل ہوئے تھے عدالت ضلع راج شاہی کے کاغذات۔ پروشل کورٹ اور صدر دیوانی عدالت کے کاغذات مقدمہ نمبر ۴۴ گنگا رام بہادری ولی اشیر چندر سرما اپیلانٹ بنام کاشی کنت رائے رسپانڈنٹ۔ ڈگریاں جو تینوں عدالتوں مذکورہ سے صادر ہوئیں۔ نقول دو قطعہ بیوستہ پنڈتان عدالت ہذا مدخلہ وکیل اپیلانٹیان۔ کاغذات مقدمہ دیبی اپیلانٹیہ بنام انپورن دیبی رسپانڈنٹیہ مسل مقدمہ سوہن لال کھن اپیلانٹ بنام رانی سری منی رسپانڈنٹیہ کاغذات مقدمہ اشیر چندر پال وغیرہ اپیلانٹ بنام کشن گوبند سین رسپانڈنٹ۔

شام چندر اور رودر چندر کے مقدمہ میں جو بیوستہ ۱۲ تاریخ اگست ۱۸۰۸ء کو داخل ہوا تھا اُسکا مضمون یہ تھا۔

سوال۔ کشن کشور کی وفات کے بعد اُسکی بڑی زوجہ نے نند کشور کو متبنیٰ کیا اور اُس متبنیٰ کی

[1] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۰۲ میں شام چندر اور رودر چندر کے مقدمہ کو ملاحظہ کرو اس مقدمہ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ایک شخص کی دو بیوہ متبنیٰ کرسکتی ہیں اور جلد ۱ ص ۲۲۴ میں مقدمہ بوکمن مدعیہ اور راہ دولال پانڈے وغیرہ مدعا علیہما کے مقدمہ کو دیکھو۔

کہ زوجہ کو متبنیٰ کرنے کے واسطے اُس صورت مین اجازت دینا جب کہ باہم اُسکے

وفات کے بعد کشن کشور کی دوسری بیوہ نے ایک شخص مسمی رام کشور کو گود لیا جو ابھی تک حیات ہے- اس صورت مین ایک شخص جگل کشور نے (جسے کشن گوپال برادر حقیقی کشن کشور نے گود لیا) اور کشن کشور کے سوتیلے بھائی لچھمین نراین کے دو بیٹون یعنی شام چندر اور رودر چندر نے جائداد متروکہ نند کشور اور کشن کشور کا دعویٰ کیا- اگر اس صورت مین دونون بیٹون کا متبنیٰ ہونا ثابت ہوجاے تو دعویدارون مین سے کون مستحق پانے کشن کشور اور نند کشور کی جائداد کا ہے اور متبنیٰ لڑکا قرابتاً اور بھی نسلاً مستحق ورثہ ہوسکتا ہے یا نہین- جواب-

کشن کشور متوفی لاولد مرگیا اُسکی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اُس بیٹے کو ملے گی جسے اُسکی چھوٹی زوجہ نے موافق دستور دھرم شاستر کے گود لیا- کشن کشور کے حقیقی بھائی نے جو بیٹا گود لیا اُسکا کچھ استحقاق نہین ہے اور نہ کشن کشور کے سوتیلے بھائی لچھمین نراین کے بیٹون کا حق ہے- نند کشور متوفی کی جائداد درصورت نہ ہونے اولاد اُسکی گود لینے والی ماں کے اُس بیٹے کو ملیگی جسکو اُسکی سوتیلی ماں نے باجازت اپنے شوہر کے گود لیا ہے بشرطیکہ اُس لڑکے مین صفات ضروری موجود ہون اور وہ بذریعہ رسوم مرقومہ ذیل کے اپنے والدین کو فائدہ پہونچا سکے یعنی نت جس سے فرائض ضروری و مقررہ مراد ہے- نت تک یعنی رسوم اتفاقی- کام یعنی زائد کام جو اپنی خوشی سے اور بامید کسی فائدہ کے کیے جائین اشٹ یعنی ضروری رسوم مثلاً نہانا دھونا اور زنار بندی وغیرہ- پورت یعنی افعال سخاوت جو خدا پرستی کے ساتھ ہون مثلاً کنوان کھدوانا و باغ لگانا و مندر بنوانا اور دیگر مراتب جو اُسکی قوم کے واسطے مخصوص ہین- اس مقدمہ مین متبنیٰ دوسری بیوہ کا جو زندہ ہے بالکل مالک جائداد کا ہوگا اور رشتہ دارون کو کچھ دعویٰ نہوگا کیونکہ وہ اُس متبنیٰ کا جو بڑی زوجہ نے گود لیا تھا مقابلہ اُنکے جو جائداد کا دعویٰ کرتے ہین نزدیک تر سپنڈ ہے- یہ مسئلہ موافق قول منو و گوتم و بودھاین کے ہے اور واضح ہو کہ منجملہ ان واضعان قانون کے منو کا درجہ اول ہے اور یہی مسئلہ من ورد کتا ولی اور دت تک میمانسا اور بادھنگار نو اور ترناکر اور دیگر کتابون شاستر کے بموجب ہے-

اور شوہر کے صلبی بیٹے کے جو زندہ ہون ناچاقی ہو صحیح نہین متصور ہوگا البتہ اُس

۲ ماخذ - قول دیول داے تتو اور کتابون شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے - ”تمام یہ بیٹے اُس شخص کی ملک کے جسکے صحیح النسب صلبی اولاد نہین ہے وارث ہین“ - جاگبلک کا ایک فقرہ دائتتو اور دھرم شاستر کی کتابون مین مندرج ہے وہ یہ ہے ”زوجہ اور دختر اور والدین بھی اور علی ہذا القیاس بھائی“ -

منو کا قول ہے کہ ایک شخص جو بیٹا نہ چھوڑ مرے تو باپ کو ورثہ پہونچے گا یا بھائیون کو - برہسپتی کا قول رگھونندا اور اور لوگون نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے - ”واضعان قانون مین منو کا اول درجہ ہے اسواسطے کہ اُنھون نے تمام مطالب بید کے اپنے مجموعہ مین ادا کردیے ہین کوئی مجموعہ جو اُنکے اقوال مشہورہ کو مسترد کرے پسند خاطر عوام نہین ہے“ - منو کا قول جو رتناگر اور اور کتابون مین مندرج ہے وہ یہ ہے - ”منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین اُنمین سے چھ قرابتی اور وارث ہین اور چھ قرابتی ہین اور وارث نہین الاصرف اپنے باپ کی جائداد کے - تفصیل اُنکی یہ ہے - بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو - بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو - بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو - متبنی بیٹا - بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم ہو - بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کردیا ہو - یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہین“ - اس قول منو کی تشریح کالکا بھٹ نے یہ کی ہے - کہ ”منو جو برہم یعنی ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اور حکام تہ چودہ منو مین سے اول ہین اُنھون نے انسان کے بیٹون کی بارہ قسمین بیان کرکے منجملہ اُنکے چھ بیٹون کو قرابتی اور اُن کا وارث اور واسطہ دار قرار دیا ہے پس نتیجہ اسکا یہ ہے کہ قرابتی ہونے کے باعث سے وے پنڈ اور پانی سپنڈ اور سمندگ کو دے سکتے ہین اور وارث ہونے کے ذریعہ سے ہجدی واسطہ دارون کی ورثت اُنکو ملتی ہے بشرطیکہ اُن واسطہ دارون کے اولاد ذکور نہو اور اسی ذریعہ سے وے اپنے باپ کی جائداد کے بھی وارث ہین“ - گوتم کا قول رتناگر اور اور کتابون مین یہ لکھا ہے - ”بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے ہو - ۲

بیٹے کی وفات کے بعد گود لینے کی اجازت جائز ہوگی [1] - اس باب میں تکرار ہے کہ آیا

۲ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہوا ہو اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض تو الد مقرر کیا جاے - بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو - بیٹا جو برسم متبنی بنایا جاے - بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو - وہ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو یہ بیٹے ملک کے وارث ہوتے ہین - بیٹا ایک غیر منکوحہ لڑکی کا - بیٹا حاملہ دُلھن کا - بیٹا اُس عورت کا جسکا دوسرے مرتبہ بیاہ ہوا ہو - جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا - جو شخص اپنے تئین آپ دوسرے کا بیٹا جانے - زرخرید بیٹا - یہ چھ بیٹے اپنے گود لینے والے باپ کے کنبے مین ہونے کا دعوی کر سکتے ہین ،، —

قول بودھاین - جائداد مین شریک ہونے کے مستحق یہ بیٹے ہین - بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو - جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا - بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض تو الد بطور جائز تقرر کیا جاے - بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہے - بیٹا جو برسم متبنی بنایا جاے - بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو - بیٹا جسکو اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو - چھ قسم کے بیٹے جنکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے داخل نسل جس سے گوتر عبارت ہے ہوتے ہین - غیر منکوحہ لڑکی کا بیٹا - حاملہ دولھن کا بیٹا - زرخرید بیٹا - بیٹا اُس عورت کا جسکا دوسرے مرتبہ بیاہ ہوا ہو - جو شخص اپنے تئین آپ دوسرے کا بیٹا بنائے - برہمن کا بیٹا شودر کے بطن سے - اگرچہ جیمتواہن اور رگھونندن وغیرہ نے بضمن بیان قول وتیوں منقولہ دایہ بھاگ کے اس تکرار کو رفع نہین کیا ہے کہ دیا ہوا بیٹا اور اور قسم کے بیٹے قرابت دارون کے وارث ہو سکتے ہین یا نہین لیکن اس سے یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ دیے ہوے بیٹے کو قرابت دارون کی وراثت کا حق نہین پہونچتا اختلاف راے جو اس باب مین ہے اُس فرق پر لحاظ کرنے سے رفع ہو سکتا ہے جو متبنی کی نسبت کیا گیا ہے یعنی سگن جس سے صفات فضیلہ مراد ہے یا نرگن یعنی ضد اُسکی - یہ مقولہ بموجب رتناکر اور اور کتابون کے ہے - اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ دیا ہوا بیٹا اور اور قسم کے بیٹے جو صفات فضیلہ رکھتے ہون اپنے

[1] مقدمہ مسماۃ سولکھن مدعیہ اور رامدولال پانڈے وغیرہ مدعا علیہما کو جلد ا ص ۴۲۶ مین دیکھو

بیوہ جس نے باجازت شوہر کے متبنیٰ کیا ہو اور وہ متبنیٰ مرجائے تو وہ دوسرے شخص کو

ہ گود لینے والے باپ اور بھی اُسکے قرابت دارون کے ورثہ پانے کے مستحق ہین۔

یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ مقصود لفظ سگن جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے یہ ہے کہ دیسے ہوے اور اور قسم کے بیٹون کو درصورت نیک رویہ ہونے کے ایسے بیٹے پر جو دوبارہ منکوحہ عورت سے ہو یا مثل اُسکے اور بیٹون پر درباب استحقاق کے ترجیح ہے بشرطیکہ ایسا بیٹا نرگن ہو لیکن اگر جملہ قسم کے بیٹے نرگن ہون تو وہ بیٹا جو ولادت کی رو سے زیادہ قربت اور فرق رکھتا ہے باپ کی جائداد مین سے حصہ کامل پاویگا اور بقیہ بیٹے بموجب تفصیل مندرجہ برہم پوران اور اور کتابون کے حصہ پاوینگے۔ وجہ معاش سے جسکے دینے کا حکم ہے اسی طرح کے حصہ کے محاصل سے مراد ہے ورنہ جو اختلاف کہ بظاہر باہم اقوال منو وغیرہ اور جاگبلک وغیرہ کے معلوم ہوتے ہین بخوبی رفع نہ ہو سکینگے لیکن بموجب قول دیول کے جسکے مقصود مین کہین اختلاف نہین ہے بعض شخص یہ حجت کرتے ہین کہ برہم پوران کا قول دیسے ہوے بیٹون اور غیر ان بقیہ بیٹون سے متعلق ہے جو اپنے گود لینے والے باپ کو ذات سے کمتر ہین۔ بیاد بھنگار نو۔ بمقدمہ بجے دیبی بنام انپورن دیبی ہین جو پیوستہ لکھا گیا تھا اُسکا مضمون یہ تھا۔

سوال۔ تارنی چودھرائن بعد وفات اپنے شوہر کے کل شوہر کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر قابض ہوئی اور ایک لڑکے مسمی کالی کنت کو گود لینے کے واسطے پسند کیا ہمین اُسکے شوہر کی بھی اجازت تھی۔ کالی بھروپ اور تارنی مذکور مدعا علیہما کے گواہ بھوانی شنکر کے اظہار سے معلوم ہوا کہ کالی کنت قبل از اداے رسوم متبنیٰ مرگیا لیکن بجے دیبی مدعیہ کا بیان یہ تھا کہ لڑکا بعد متبنیٰ ہونے کے مرا۔ تارنی مذکورہ نے چند سال بعد مرجانے اُس لڑکے کے تمام جائداد کو جسپر وہ قابض تھی اپنی چھوٹی دختر کے لڑکے کالی بھروپ کو ہبہ کردی اُسوقت اُسکی بڑی دختر موجود تھی اور اُسکے ایک لڑکی اولاد مین تھی۔ بعد اس ہبہ کے بڑی لڑکی کے ایک پسر پیدا ہوا اُس نے جائداد مذکورۂ بالا مین سے نصف حصہ کا دعویٰ کیا۔ اس صورت مین تارنی مذکورہ کو بحالت موجودگی ایک اور دختر کے تمام شوہری جائداد دوسری دختر کے متبنیٰ کو دینے کا اختیار ہے یا نہین اور ایسا ہبہ نامہ اُسکا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین اگر کالی کنت کا فی الحقیقت متبنیٰ ہونا

بلا حصول اجازت مشروطہ شوہر کے گود لے سکتی ہے یا نہیں بموجب مسئلہ وت تاک جو انساک کے مان لیا جائے تو اس صورت مین تار فی مذکورہ بعد مرجانے ایسے متبنی کے اسکی جائداد کو اپنے دختر زاد کو بذریعہ ہبہ نامہ دے ڈالنے کی مجاز نہین ہے۔

لیکن اس بابت مین تکرار ہے کہ آیا وہ بلا اجازت کے گود لے سکتی ہے یا نہین۔

جواب۔ بیوہ کو بلا اجازت اپنے شوہر کے وارثون کے یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر کی جائداد کو جو اسے ورثہ مین ملی ہے کسی کو ہبہ کردے۔ اور ہبہ نامہ نوشتہ اسکا جائز یا واجب التعمیل متصور نہین ہوسکتا کسی گود لینے والی عورت کو اجازت اس امر کی نہین ہے کہ بعد وفات متبنی کے اسکی جائداد کو جو اسے ورثتاً ملی ایک وارث کو جبکہ دوسرے وارث کے پیدا ہونے کا امکان ہے بذریعہ ہبہ نامہ دے دے یہ رائے دایبھاگ و دایئے ترنے و وادرہس و بیوستھار نیود دا سے تتو اور اور کتابون شاستر کے مطابق ہے جو بنگالہ مین مروج ہین۔

ماخذ۔ کاتیائن کہتا ہے "کہ صرف زوجہ بعد وفات شوہر کے جائداد سے متمتع ہوتی ہے لیکن اسکو یہ استحقاق نہین پہونچتا کہ اسکو ہبہ یا رہن یا بیع کردے"۔ دایبھاگ مین لکھا ہے کہ "لاولد بیوہ جو پاک دامن رہی اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو وہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو اور بیوہ کی وفات کے بعد اسکی جائداد اسکے وارث لے لین" "محافظ واجب التعظیم" کے ساتھ رہنے سے اس جگہ یہ مراد ہے کہ وہ اپنے خسر یا کسی اور رشتہ دار خاندان شوہری کے ساتھ رہی۔ بیوہ اپنے حین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہوسکتی ہے مگر اسکو اپنی خاص علحدہ جائداد کے مانند یہ اختیار نہین ہے کہ حسب خوشی اپنی اسے ہبہ یا رہن یا بیع کرے۔ دایئے ترنے مین لکھا ہے کہ "بیوہ کو اختیار نہین ہے کہ وہ اپنے شوہر کی جائداد کو ہبہ یا رہن یا بیع کرسکے الا شوہر کے کریا کرم یا کسی اور ضرورت کے لیے۔ اور چونکہ وہ اپنے شوہر کے کنبے کے ساتھ رہتی ہے تو اسکو جائداد مین سے صرف اسقدر صرف کرنا چاہیے جتنا اسکے گذارہ کے واسطے ضرور ہے"۔

عورتون کے واسطے لکھا ہے کہ وے اپنے ورثہ شوہری سے استفادہ اٹھا سکتی ہین مگر عورت کو کسی وجہ سے اپنے شوہر کی جائداد کو تلف نہین کرنا چاہیے یہ قول بھارت ہے دادرہس مین لکھا ہے کہ تلف کرنے سے مرادیہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کی جائداد کا ہبہ یا بیع ص

ایسا امر محض خلاف دھرم شاستر ہو گا مگر جگناتھ کی یہ راے ہے کہ دوبارہ گود لینا

ہے یا کسی اور طرح سے انتقال نہین کر سکتی۔

بیوستھا رتنہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص جو مرجاے اور اُسکے نہ بیٹا ہو اور نہ پوتا اور نہ بیٹے کا پوتا تو اُسکی جائداد اُسکی عفیفہ زوجہ کو ملے گی لیکن وہ اُسکو انتقال نہین کر سکتی ہے مثلاً بیع وغیرہ کا اُسکو ایسی جائداد کی نسبت اختیار نہین ہے الا وہ اپنے شوہر کو فائدہ عقبیٰ پہونچانے کے واسطے ایک جزو اُسمین سے صرف کر سکتی ہے یا اپنی جان بچانے کے لیے۔

نارد کا قول دایہ رہسیہ مین مندرج ہے کہ "ہر قسم کا معاہدہ جو عورت کی جانب سے عمل مین آئے اگر مصیبت کے وقت نہ کیا گیا ہو تو باطل و نادرست متصور ہو گا خصوصاً وہ جو مکان اور اراضی کے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کے لیے کیا جائے"۔

دایہ بھاگ کے بموجب لفظ زوجہ کا جو مستعمل ہوا ہے وسیع المعنی ہے اور مراد اُس سے یہ ہے کہ قاعدہ مذکورہ بالا کو بالعموم اُن عورتون سے متعلق تصور کرنا چاہیے جنکو جائداد ورثتاً پہونچے۔

دایہ بھاگ اور دایہ رہسیہ مین یہ فقرہ منقول ہے کہ "وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی تک پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین اُن سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور اُنکی ہورونی وجہ معاش کا تلف کرنا ایک امر مذموم تصور کیا گیا ہے"۔

حاکم دوم نے بتاریخ دوسری جنوری ۱۸۶۸ء اس مقدمہ مین یہ راے لکھی۔

"میری راے اس مقدمہ مین یہ ہے کہ فریقین مین سے کوئی مستحق پانے جائداد رانی جگدیسری کا نہین ہے کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ ایشر چند چودھری اپیلانٹ مقدمہ نمبر ۲۴۶ء وارث و حقدار ہے اور وجہ ثبوت جو اس راے کے باب مین ہے تفصیل اُسکی ہمارے روبکار مورخہ امروزہ مین درج ہے اگر اور حکام عدالت ہماری راے کے ساتھ اتفاق کرکے بعد منظوری تجویز ثانی مقدمہ نمبر ۲۴۶ء اور منسوخی فیصلجات اس عدالت اور پروونشل کورٹ کے ڈگری عدالت ضلع راجشاہی کو بحال کرین تو اُس ڈگری کو بھی جو اُس مقدمہ مین مرشد آباد کی پروونشل کورٹ سے صادر ہو چکی ہے بحال کرنا ضرور ہو گا لیکن اگر خلاف اسکے حکام موصوفین اُس فیصلہ کو جو بتاریخ

ایسی صورت مین جائز ہوگا کیونکہ متبنی اولی سے جو غرص تھی وہ برآمد نہولی

۴ ۔ فروری سنہ ۱۸۱۴ اس عدالت سے صادر ہوا ہے برقرار رکھین تو ہماری دانست مین شاستر کے بموجب شیو پرشاد چودھری اپیلانٹ کا استحقاق کاشی کنت رائے پدر رسپانڈنٹ کے استحقاق سے بلاشک فائق ہے کسواسطے کہ کاشی کنت رائے کا رشتہ صرف داماد ہی کا ہے اور یہ رشتہ اسکی زوجہ کے مرنے کے بعد جو اپنی مان کے سامنے لاولد مر گئی جاتا رہا اور نامبردہ کا دعوی بذریعہ ہبہ نامہ مشروطہ کے قاعدہ وراثت کی روسے قطعی ناقابل سماعت ہے کیونکہ شرط مندرجہ ہبہ نامہ بسبب فوت ہونے اُس عورت کے جسکی ذات پر ایفا اُسکا منحصر تھا باطل ہو گئی اور درصورت نہونے رانی جگدیسری کے بطنی یا متبنی بیٹے کے صرف شیو پرشاد چودھری اپیلانٹ بطور وارث مستحق قائم مقامی کا معلوم ہوتا ہے و بنظر ان حالات کے حاکم دوم نے یہ رائے لکھی کہ عدالت اشیر چند چودھری کے مقدمہ کی تجویز ثانی منظور کر کے اس عدالت اور پرونشل کورٹ کے فیصلون کو منسوخ اور راج شاہی کے ضلع کے فیصلہ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۸۰۸ء کو بحال کرے اور مرشد آباد کی پرونشل کورٹ کے اول حاکم کا فیصلہ مورخہ ۱۳ جون ۱۸۱۰ء کو جسکی رو سے شیو پرشاد کا دعوی ڈسمس کیا گیا ہے بحال رکھے اور خرچہ طرفین بابت کل عدالتون کے ذمہ طرفین ہو یا عدالت مقدمہ نمبر ۶۴۔ کی تجویز ثانی نامنظور کر کے اس عدالت کے فیصلہ مورخہ ۱۴ تاریخ فروری ۱۸۱۳ء کو بحال رکھ کے مرشد آباد کی پرونشل کورٹ کے اول حاکم کے فیصلہ کو منسوخ کرے اور زمینداری پرگنہ تاہرپور مین شیو پرشاد چودھری کو حصہ تین آنہ کا دلادے اور جس مدت تک پرگنہ مذکور کاشی کنت رائے کے قبضہ مین رہا اُسقدر زر واصلات بھی دلایا جاوے اور دونون عدالتون کا خرچہ ذمہ رسپانڈنٹ ہو۔

بعد از ان مقدمہ حاکم سوم ایس۔ ٹی گوڈ صاحب او قائم مقام جج ڈبلیو ڈورن صاحب کے سامنے پیش ہوا اور روبکار مورخہ ۸۔ فروری کا یہ مضمون تھا۔

واضح ہو کہ شیو پرشاد اپیلانٹ پرگنہ تاہرپور کی زمینداری مین تین آنہ کے حصہ کا دعوی پیش کرتا ہے یہ زمینداری رانی جگدیسری کے قبضہ مین تھی رانی مذکور نے ۱۲۱۳ بنگلہ مین وفات پائی۔ یہ تین آنہ کا حصہ متنازعہ رانی کے قبضہ مین بعد وفات اُسکے شوہر بھروپ اندرائن کے

بموجب کتب شاستر مروجۂ بنگالہ و بنارس کے عورت کو بعد وفات شوہر کے اختیار

سنہ ۱۲ انگلہ میں آیا تھا بھروپ اندر نراین کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی وہ صرف ایک دختر چھوڑ کر مرا اور وہ دختر بھی کاشی کنت رائے کے ساتھ بیاہ ہو جانے کے بعد نو یا دس برس کی عمر میں مر گئی اور بعد ازاں نامبردہ نے رسپانڈنٹیہ کے ساتھ بیاہ کیا۔ اپیلانٹ کا بیان ہے کہ حصۂ متنازعہ جو بھروپ اندر نراین شوہر جگدیسری نے چھوڑا اُسپر اُسکے وارث کا استحقاق ہے اور چونکہ اپیلانٹ آنند اندر نراین چچا بھروپ اندر نراین کا بیٹا ہے اور آنند اندر نراین کو رانی سرستی نے گود لیا اور نیز وہ رانی لکھی کا بھی دوسرا متبنی تھا لہذا وہ بموجب قاعدۂ وراثت کے مستحق ورثہ ہے رسپانڈنٹیہ کا بیان یہ ہے کہ رانی جگدیسری نے اپنی جائداد کو اپنی دختر اور داماد کے نام بذریعۂ ہبہ نامہ مورخہ ۲۳۔ اساڑھ سنہ ۱۲ انگلہ اس توقع سے کہ دختر مذکورہ کے بیٹا پیدا ہوگا منتقل کر دیا مگر اسکے ساتھ شرط یہ قرار پائی کہ رانی مذکور حین حیات اُس جائداد پر قابض رہے چنانچہ بموجب اُس شرط کے وہ چھ یا سات برس تک قابض رہی اور اپیلانٹ نے جو بربنائے حق مورثی اپنا دعویٰ پیش کیا ہے اُسکی نسبت رسپانڈنٹیہ معترض ہے۔

اول یہ کہ رانی لکھی زوجۂ رام اندر نراین نے جو آنند اندر نراین کو متبنی کیا وہ شاستر کے بموجب نہ تھا۔

دوم یہ کہ اگر آنند اندر نراین کا متبنی ہونا جائز سمجھا جائے تو بھی اپیلانٹ کا دعویٰ وراثت بھروپ اندر نراین ور رانی جگدیسری کی جائداد کا شاستر کے بموجب قابل سماعت نہیں ہے کیونکہ اُسکا رشتہ رانی جگدیسری کے ساتھ بذریعۂ گود لیے جانے اپنے باپ کے قائم نہیں ہو سکتا۔

لیکن نسبت اُن اعتراضات کے جو رسپانڈنٹیہ نے در باب ناجائز ہونے تبنیت آنند اندر نراین باظہار اس امر کے پیش کیے کہ رانی لکھی نے بلا اجازت اپنے شوہر کے اُسے گود لیا صرف اسی قدر بیان کرنا ضرور ہے کہ آنند اندر نراین نے سنہ ۱۲ انگلہ میں وفات پائی اور اُسوقت تک وہ اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پر قابض رہا اور اس عدالت کے فیصلہ کی رو سے جو تاریخ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۶ع بمقدمۂ رانی جگدیسری ۴

متبنّیٰ کرنے کا ہے بشرطیکہ شوہر نے اپنے حین حیات زوجہ کو اس امر کی اجازت

۴ اپیلانٹیہ بنام آنند اندر نراین نابالغ رسپانڈنٹ صادر ہوا ظاہر ہے کہ جملہ اعتراضات دربارۂ تبنیت آنند اندر نرائن کے عدالت سے نامنظور ہوئے اور متبنّیٰ ہونا اُسکا جائز ٹھہرایا گیا علاوہ ازین بھروپ اندر نرائن شوہر اپیلانٹ نے بھی اُس ہو قع پر اس تبنیت کے جائز ہونے کا اقرار کیا ان حالات پر نظر کرکے عدالت کی راے یہ ہے کہ رسپانڈنٹ مجاز نہین ہے کہ اسقدر زمانہ دراز گذر جانے کے بعد درباب جواز تبنیت آنند اندر نرائن کے اعتراض پیش کرے اور چونکہ رانی جگدیسری نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد جو بغیر اولاد ذکور مر گیا اُسکی جائداد پر قابض ہوکر ہبہ نامہ تحریر کیا اور وہ ہبہ نامہ سابق کے بیوستون کی روسے قطعی ناجائز ہے لہذا اب صرف یہ امر تنقیح طلب ہے کہ آیا اپیلانٹ دھرم شاستر کے مطابق اس جائداد متنازعہ پر استحقاق وراثت رکھتا ہے یا نہین -

حکم ہوا کہ نقل اس روبکار کی پنڈتان عدالت کے سامنے مع اُس شجرہ کے جو اپیلانٹ نے داخل کیا ہے پیش ہو تاکہ وے اُنکے مضامین پر غور مناسب کرکے عرصہ چودہ روز مین بموجب دھرم شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب سوالات مرقومۂ ذیل کے جواب مین لکھکر داخل کرین -

سوال - اگر ہبہ نامہ جو رسپانڈنٹ نے پیش کیا ہے ناجائز ہو اور جگدیسری کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے وارثون کا حق جگدیسری کی قائم مقامی کا ہو تو اس صورت مین اپیلانٹ بموجب شاستر بنگالہ کے بذریعۂ استحقاق قائم مقامی یا اور طور پر مستحق پانے جائداد مذکور کا ہے یا نہین -

جواب - اگرچہ بھروپ اندر نرائن باستثناے ایک دختر کے لاولد مر گیا اور اُسکی جائداد پر اُسکی زوجہ حین حیات قابض و متصرف رہی اور گو ہبہ نامہ جو رسپانڈنٹ نے پیش کیا ہے اور جگدیسری نے اپنی دختر اور داماد کے نام لکھا تھا ناجائز ہو مگر پھر بھی جگدیسری کی جائداد پر گو وہ اُسکے شوہر کے وارثون کے ورثہ مین ہو اپیلانٹ کا حق نہین پہونچتا کیونکہ وہ قائم مقامی کے استحقاق کا دعویٰ اسوجہ سے نہین کرسکتا کہ وہ بیٹا آنند اندر نرائن کا ہے اور آنند اندر نرائن

دے دی ہو۔ اور بموجب شاستر اضلاع مغربی ہند کے زوجہ بعد وفات شوہر باجازت

اضلاع مغربی کے مسائل۔

ہر انی لکھی کا دوسرا متبنی ہے اور وہ سپنڈون مین شمار نہین ہو سکتا ایک شخص شاستر کی رو سے اپنی زوجہ کو گود لینے کے واسطے اجازت دے سکتا ہے مگر وہ نہ از روے شاستر اور نہ از روے رواج یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ زوجہ ایک شخص کو گود لے اور بعد اُسکے مرجانے کو دوسرے کو متبنی کرے۔ بیوہ کا دوسرے مرتبہ گود لینا ناجائز خیال کرنا چاہیے اور ایسا متبنی سپنڈ رشتہ دارون مین شمار نہین کیا جا سکتا اور جبکہ اپیلانٹ کے باپ کو ایسا استحقاق حاصل نہین ہوا تو اس سے یہ امر بدرجہ اولیٰ ثابت ہے کہ اپیلانٹ کو متوفی کے ساتھ کچھ رشتہ نہین ہے۔

سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنند اندر نرائن کے متبنی ہونیکا بہروپ آنند نراین بھی مقر تھا اور سیاق مین جتنے اعتراض درباب آنند اندر نرائن کی تبنیت کے کیے گئے تھے اُن سب کو عدالت نے نامنظور کرکے تبنیت کو جائز قرار دیا تھا۔ حاکم خود مختار ہے جسطرح اُسکی خوشی مین آوے کرے مگر شاستر کے بموجب دوسرا متبنی بیٹا صرف اُسی شخص کے مال کے پانے کا مستحق ہے جو متبنی کرنیوالی سے متعلق ہے مگر وہ اپنے گود لینے والی کے سپنڈ رشتہ دارون کے مال کا وارث نہین ہو سکتا یہ راے دت تک میمانسا اور دت تک چندریکا اور بیوہار متریکا اور اور کتابون شاستر مروجہ بنگالہ کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ کتابون مذکورۂ بالا مین یہ اقوال مندرج ہین ”ایک شخص جسکے بیٹا نہو اسے پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم کے واسطے لازم ہے کہ بیٹا گود لے پنڈ سے سرادھ مراد ہے اور پانی دینے سے ترپن یعنی دونون ہاتھون مین پانی لے کر متوفیون کے نام پر دینا وغیرہ عبارت ہے کریا کرم بجا لانا خاص رسوم یعنی لاش کا جلانا وغیرہ مراد ہے ہت یعنی سبب گود لینے کا یہ سب امور ہین اور چونکہ لفظ ہت یعنی سبب بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے لہذا ظاہر ہے کہ ان سب امور کو بالاشتمال ایک سبب قرار دیا ہے نہ بالانفراد پس معنی اس سے یہ نکلتے ہین کہ اس ہر ایک امر کے واسطے جدا جدا بیٹا بنانا ضرور نہین ہے بلکہ کل امور کے واسطے صرف ایک بیٹا گود لیا جاے کسواسطے کہ اگر بیٹا نہو تو سرادھ اور اور رسوم ادا نہین ہو سکتین یہ قول دت تک میمانسا کا ہے۔

چونکہ روبکار مورخہ ۸۔ فروری ۱۸۱۶ء مین عدالتون نے پنڈتون سے درباب جائز ناجائز ہونے کے

اقرباشوہر کے گود لے سکتی ہے۔ اور وہان کی کتابون مین یہ بحث کی گئی ہے کہ گو

اس مسئلہ کے واسطے دیکھو

تبنیت آنند اندر نرائن کے استفسار نہین کیا تھا لہٰذا اُنکو ہدایت ہوئی کہ اس باب مین وے کچھ اپنی راے نہ لکھین اور آنند اندر نراین کو رانی لکھمی زوجہ رام اندر نراین کا متبنیٰ جائز فرض کر کے تین روز کے عرصہ مین صرف اُسی سوال کا جواب جو روبکار مورخہ تاریخ مذکورہ بالا مین استفسار کیا گیا ہے لکھکر داخل کرین اور یہ بھی لکھا گیا کہ بعد داخل ہونے دوسرے بیوستہ کے عدالت اُس امر پر بھی لحاظ کرے گی جو پنڈتون نے بیوستہ اول مین تبنیت آنند اندر نرائن کے باب مین لکھا ہے۔ ۲۱۔ مارچ ۱۸۱۲ء کو پنڈتون نے جواب مطلوبہ گذرانا اُسکا مضمون یہ تھا۔

اگر عدالت نے رانی لکھمی زوجہ رام اندر نرائن کا آنند اندر نرائن کو متبنیٰ کرنا درست قرار دیا ہے تو بھی چونکہ آنند اندر نرائن دوسرا متبنیٰ ہے اسواسطے وہ بھروپ اندر نرائن کا سپنڈ نہین ہے اور بالائی اُسکا بیٹا شیو پرشاد بھی بھروپ اندر نراین کا سپنڈ شمار نہین کیا جاسکتا پس اگر بعد وفات رانی جگدیسری بیوہ بھروپ اندر نرائن کی وہ جائداد جو اُنکو شوہر سے ملی تھی اُسکے شوہر کے وارثون کو پہونچے تو اس صورت مین شیو پرشاد کو اُس جائداد کی نسبت کوئی حق قائم مقامی حاصل ہے۔

چونکہ پنڈتون نے پھر بھی خاص اُس سوال کا جواب شافی نہین دیا جو عدالت نے اپنے روبکار مورخہ ۸۔ فروری کو پوچھا تھا لہٰذا اُنکو ہدایت ہوئی کہ از سرنو اپنی راے لکھین اور فرض کر لین کہ آنند اندر نرائن کا متبنیٰ ہونا درست ہے اور کسی صورت سے قابل اعتراض نہین ہے اور گویا صرف آنند اندر نرائن اپنے گود لینے والے باپ کا متبنیٰ ہوا چنانچہ اُنھون نے ۳۔ تاریخ اپریل ۱۸۱۲ء کو تیسرا بیوستہ لکھکر داخل کیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اگر آنند اندر نرائن ہی صرف متبنیٰ بیٹا اپنے متبنیٰ لینے والے باپ کا ہے اور جواز تبنیت مین کوئی اعتراض نہین ہے تو اس صورت مین اُسکو متبنیٰ کرنے والے باپ کے گوتر مین شمار اور از روے شاستر اُس جائداد کا مستحق تصور کرنا چاہیے جو اُسکے متبنیٰ کرنے والے باپ کے سپنڈون کی ہے اور اگر بہ نسبت شیو پرشاد اپیلانٹ کے کوئی اور نزدیک تر سپنڈ بھروپ اندر نرائن کا نہ ہو تو اپیلانٹ مذکور کو مستحق ترکہ متنازعہ تصور کرنا چاہیے۔ پنڈتون نے اس راے کے آگے اس طور سے لکھا۔ اگرچہ عدالت کا حکم تھا کہ ہم بیوستہ بموجب قانون متمشیہ بنگالہ کے دین مگر یہ راے ہماری مطابق منو کے

عورت رسوم متبنی اُسکو خود ادا نہین کر سکتی لیکن اگر وہ ذی علم برہمنون کی مدد سے

ہے اور منجملہ کتابون شاستر کے دائر بھاگ بنگالہ مین بہت مروج ہے اور اگرچہ اُس کتاب مین جمتو اہن کی راے جو اُسنے دیول سے نقل کی ہے یہ ہے کہ وہ بیٹا جو دت تاک طریقہ سے متبنی کیا جاے وہ قرابت داران نسبی یعنی سپنڈون وغیرہ کا وارث نہین ہے مگر چونکہ اکثر مقدمے عدالت مین ایسے داخل ہوے ہین جنکی روسے مطابق آئین منو کے متبنی کا استحقاق نسبت وراثت قرابت داران نسبی کے قائم کیا گیا ہے لہذا ہم نے بھی اپنی راے اُسی آئین کے بموجب دی ہے ۔

ماخذ ۔ منو "منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین منجملہ اُنکے ۶ قرابت دار اور وارث ہین اور ۶ صرف قرابت دار ہین مگر وارث نہین الا ورثہ باپ کے تفصیل بیٹون کی یہ ہے ۔ بیٹا صلبی جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو ۔ بیٹا جو زوجہ منکوحہ سے دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہو ۔ بیٹا جو دیا گیا ہو ۔ بنایا ہوا یا متبنی بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا اصل باپ معلوم نہو سکے ۔ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے ترک کر دیا ہو ۔ یہ چھ قسم کے بیٹے قرابت دار اور وارث ہین" ۔ قول مذکورہ بالا پر بلم بھٹ نے یہ شرح لکھی ہے "منو جو برہم یعنی واجب الوجود کی ذات سے پیدا ہوے اور منجملہ جود منو کے جنکا درجہ اول ہے اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین منجملہ اُنکے پہلے چھ واسطہ دار نسبی قرابت دارون کے وارث قرار دیے گئے ہین ۔ پس نتیجہ اسکا یہ ہے کہ بذریعہ واسطہ دار ہونے کے وے سپنڈ دن اور سمند کون کو پنڈ اور پانی دیتے ہین اور بذریعہ وارث ہونے کے وے درصورت نہونے اولاد ذکور کے اپنے قرابت داران نسبی کے وراثتاً قائم مقام ہوتے ہین" ۔ قول منو جو دائر بھاگ اور دائتوا اور دائکرم سنگرہ اور اور کتابون شاستر مین درج ہے اُسکا یہ مضمون ہے کہ "بعد ازان واسطہ داران قریب یعنی سپنڈون کو ورثہ پہونچتا ہے" ۔

بعد پہونچنے اس ہوستہ کے عدالت نے تجویز کیا کہ ہوستہ مذکور کی روسے ظاہر ہے کہ جب رانی جگدمبا تیسری بیوہ بھروپ اندر نرائن کی بلا اولاد ذکور ۱۳ اسٹھ ۱۲۰۲ بنگلہ مین مر گئی تو سکے

ایسا کرے تو اُسمین کچھ اعتراض کی جاے نہین ہے چنانچہ ایسی صورتون مین شودر لوگ

م شوہر کی جائداد جسپر وہ حین حیات قابض رہی تھی اُسکے شوہر کے نزدیک رشتہ دارون کو ورثہ مین پہونچنی چاہیے اور فرض کیا جاے کہ آنند اندر نرائن متبنی بیٹا رام اندر نرائن اور رانی لکھی کا تھا اور اُسی کنبے مین داخل ہوگیا تھا تو شیو پرشاد اصل مدعی کو اس مقدمہ مین دعوی کا استحقاق بطور سپنڈ وارثانہ پہونچتا ہے چنانچہ اور حکام نے دوسرے حاکم کی راے سے اتفاق کر کے اپیلانٹ کے دعوی کی بابت ڈگری دی اور مرشد آباد کی پروِنشل کورٹ کے فیصلہ کو منسوخ کر کے دونون عدالتون کا خرچہ ذمہ رسپانڈنٹ عائد کیا - اس ڈگری کی رو سے تین آنہ کا حصہ متنازعہ اپیلانٹ کو مع زر وصلات تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ دخلیابی تک دلایا گیا - اس اخیر فیصلہ مین مراتب ذیل لکھے گئے -

یاد رکھنا چاہیے کہ اس عدالت کے روبکار مورخہ ۱۰ فروری گذشتہ مین یہ تحریر ہو چکا ہے کہ رسپانڈنٹ کو اس موقع پر یہ منصب حاصل نہین ہے کہ درباب جائز یا ناجائز ہونے تبنیت آنند اندر نرائن پدر اپیلانٹ کے کوئی اعتراض پیش کرے کیونکہ اُسکا متبنی ہونا بفیصلۂ عدالت ہذا مورخہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ع مطابق سنہ ۱۲۰۸ بنگلہ تسلیم و جائز قرار پا چکا ہے اور وہ فیصلہ بمقدمہ رانی جگدیسری اپیلانٹیہ بنام آنند اندر نرائن رسپانڈنٹ صادر ہوا ہے - علاوہ ازین یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ بنگلہ مین رانی لکھی نے آنند اندر نرائن کو گود لیا اور آنند اندر نرائن اپنے وقت وفات یعنی سنہ ۱۲۱۵ اب تک اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پر قابض رہا بعد ازان اُسکا بیٹا وارث ہوا اور تا دائر ہونے اس مقدمہ کے یعنی سنہ ۱۲۲۰ بنگلہ تک وہ اُسپر متصرف رہا - وہی اعتراض جو اب پیش کیا گیا ہے سابق مین بھی تجویز مقدمہ کے وقت پیش کیا گیا تھا یعنی یہ ایک زمیندار کی زوجہ کا بعد وفات ایک متبنی بیٹے کے دوسرا بیٹا متبنی کرنا ناجائز ہے - اُس زمانہ کے دو نہایت عقیل اور عالم پنڈتون نے جن سے اس امر مین استفسار ہوا تھا اور جو ترہوت اور ندیا کے ضلع کی عدالتون سے متعلق تھے باتفاق راے پنڈت عدالت ضلع راج شاہی کے اس متبنی کو جائز قرار دیا اور چونکہ اس عدالت کے حکام سابق نے سنہ ۱۸۰۱ع مین بمقابلہ اعتراض مظہرہ اپنے فیصلہ مین جائز ہونا آنند اندر نراین کی تبنیت کا

الیسا ہی کرتے ہین لیکن بموجب قول وچسپتی کے جسکو متھی لا مین بہت معتبر جانتے ہین

مسئلہ اہل متھی لا کے بموجب۔

تسلیم و منظور ہے لہذا عدالت کی یہ راے ہے کہ بوجہ صادر ہونے فیصلہ مذکورہ بالا اور
گذر جانے مدت دراز کے اس امر قانونی کی تحقیقات کے واسطے ہمین جگہ باقی نہین رہی ہے
اس عدالت کے فیصلہ سابق سے یہ دریافت نہین ہوتا کہ کس بنا پر یہ فیصلہ ہوا ہے لیکن
دو شبہہ واقع ہین ایک یہ کہ آیا حکام سابق نے آنند اندر نرائن کی تبنیت کو وہ متبنی ثانی
تصور کیا جو رانی للمی کی جانب سے بلا اجازت اپنے شوہر کے عمل مین آئی اور گو اُس اجازت نامہ
مین جو رانی مذکورہ نے اپنے شوہر سے حاصل کیا تھا دوسرے مرتبہ متبنی کرنے کی اجازت نہ تھی لیکن
حکام موصوفین نے تبنیت کو بلحاظ اُس اجازت کے قرار دیا۔ یا چونکہ پہلے بیٹے کے مرجانے سے
مقصود تبنیت فوت و باطل ہو گیا لہذا احکام ممدوحین نے مضمون اجازت نامہ سے تاویلاً یہ
مستنبط کیا کہ دستاویز مذکور مین متبنی ثانی کے امتناع نہونے سے ایجاب اُسکا مفہوم ہوتا ہے۔
دوسرے یہ کہ حاکمان موصوفین نے خیال کیا ہو کہ اول متبنی کی رسوم تبنیت کی تکمیل نہوئی تھی کیونکہ
لڑکا گود لیے جانے کے چند مہینے بعد مر گیا اور بموجب شہادت اکثر گواہون کے قبل اداے رسوم
زنار بندی فوت ہونا اُسکا واضح ہے اگرچہ یہ کل حالات فیصلہ مذکور مین مفصل درج نہین ہین تاہم
اُس سے یہ واضح ہے کہ حکام نے اُن جملہ اعتراضات پر جو تبنیت کی نسبت پیش ہوے کما حقہ غور
کر کے آنند اندر نرائن کی متبنی کو جائز اور اُسکا داخل خاندان ہو جانا تجویز کیا اور واضح ہو کہ فیصلہ مین
نامبردہ کی تبنیت کو بنام متبنی ثانی کسی مقام پر نہین بیان کیا ہے لہذا اس امر قانونی کی
بحث مقدمہ ہذا سے محض متعلق متصور نہین ہے اور شاستر کا حوالہ صرف اس غرض سے چاہا گیا تھا
کہ آیا اپیلانٹ شیو پرشاد جو مجدی ہے از روے قاعدہ ورثت مستحق پانے جائداد متنازعہ کا ہے
یا نہین اور حکام عدالت نے جو اُسکو مستحق قرار دیا ہے تجویز اُنکی اقوال دھرم شاستر مذکورہ بالا
کے اور اُس بیوستہ کے بموجب ہے جو بمقدمہ شام چندر وغیرہ اپیلانٹان بنام نراینی دیبی
رسپانڈنٹیہ پیش ہوا۔ چند اور بھی مراتب ایسے ہین جنکا اس جگہ ذکر کرنا عدالت کے نزدیک
مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول۔ جن قولون کا حوالہ اس مقدمہ کے پہلے بیوستہ مین دیا گیا ہے اُن سے ۲

ایک عورت نے باوجودیکہ پیشتر سے رضامندی اپنے شوہر کی حاصل کر لی ہو تو بھی بعد وفات شوہر کے وہ دت تک کے طریقہ کے بموجب متبنیٰ نہیں کر سکتی اور اسی ممانعت کی وجہ سے وہاں کری تریم کا طریقہ گود لینے کا عمل میں آتا ہے۔

طریقہ کری تریم

اس طریقہ کی تکمیل کے لیے کچھ ضرورت رسوم کی نہیں ہے اور گود لینے والے کی درخواست اور متبنیٰ ہونے والی کی رضامندی سے یہ معاملہ فوراً عمل میں آجاتا ہے۔ یہ مقتضائے طبیعت ہے کہ ہر شخص کو اپنی تندرستی اور زندگی تک وارث پیدا ہونے کی امید رہتی ہے اور اسی سبب سے اکثر لوگ صرف بیماری کے وقت اپنی ازواج کو اجازت گود لینے کی دیتے ہیں۔ لیکن متھلا میں جہاں شوہر کی اجازت بیکار ہے شوہر خود گود لے سکتا ہے اور اسی جہت سے ایسا طریقہ متبنیٰ کا اختیار کرنا ناگزیر ہوا جسکے انصرام میں نہایت سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں بوجہ قریب المرگ ہونے اُس شخص کے جو متبنیٰ کیا جاہتا ہو رسم متبنیٰ کی تکمیل نہ ہونے کا

متھلا میں اس طریقہ کی مروج ہونے کی وجہ۔

۲ یہ واضح نہیں ہے کہ کسی شخص متوفی کی ایک زوجہ کو دو بیٹے متبنیٰ کرنے کی یا آنکہ بالعموم متبنیٰ ثانی کی نسبت بھی ممانعت ہے نہ یہ امر ان ہوستوں کے مضمون سے متحقق ہے جو ینڈتوں نے سابق میں بمقدمات شام چندر وغیرہ اپیلانٹیان بنام نرائنی دیبی رسپانڈنٹیہ اور گور پرشاد چودھری اپیلانٹ بنام مسماۃ جے مالا رسپانڈنٹیہ دیے تھے۔

دوم۔ بعد داخل ہونے ہوستہ کے جب مقدمہ زیر تجویز تھا رسپانڈنٹ کے وکیل نے صرف اس امر پر بحث کی کہ یہ متبنیٰ ناجائز ہے کیونکہ بلا اجازت شوہر کے عمل میں آئی ہے۔

سوم۔ اس عدالت کے روبکار او سوال میں جسکا پنڈتوں سے استفسار کیا گیا تھا صرف لفظ متبنیٰ پہلے لکھا گیا تھا مگر لفظ ثانی کا بعد ازان حسب درخواست وکیل رسپانڈنٹ لکھا گیا کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ لفظ مذکور کے لکھے جانے سے فیصلہ میں چندان ہرج واقع نہ ہوگا۔ لیکن اس امر کا بیان کر دیا گیا کہ گواہی کی رو سے یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا رسوم متبنیٰ اول صورت میں حسب قاعدہ عمل میں آئین یا نہیں۔

کم احتمال ہے۔

بنگالہ اور بنارس مین یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے جسکا پیشتر سے حاصل کر لینا ضرور ہے نہ بیٹا گود لے سکتی ہے نہ دے سکتی ہے مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متھلا مین جہان ممانعت ہے کہ عورت با وجود اجازت شوہر متوفی کے جو پیشتر سے حاصل کر لی گئی ہو لڑکے کو دت تک طریقہ کے مطابق متبنی نہین کر سکتی ہے وہان کری تریم کے طریقہ کے مطابق گود لینے کے واسطے عورت کو شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضرور نہین ہے۔ بیٹا جو اس طریقہ کے مطابق گود لیا جاے وہ عورت مذکورہ کا کریا کرم کرے گا اور اُسکی ذات خاص کے مال پر قائم مقام ہو گا مگر اُسکو اُس عورت کے شوہر متوفی کی جائداد نہین ملے گی[1]

اس طریقہ کے بموجب متبنی کرنے مین اجازت شوہر کی ضرور نہین۔

متھلا کے ضلع مین یہ اکثر ہوتا ہے کہ شوہر کری تریم کے بموجب ایک لڑکے کو گود لے اور زوجہ دوسرے لڑکے کو۔

شوہر ایک بیٹا کری تریم کے بموجب متبنی کر سکتا ہے اور زوجہ بھی ایک اور کو۔

قاعدہ عام یہ بیان ہوا ہے کہ زمانہ حال مین صرف طریقون دت تک اور دوا مئے ملکھائن اور کری تریم کے بموجب گود لینے کی اجازت ہے لیکن کتاب اصول دھرم شاستر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نسبت جائز ہونے کرت یعنی زر خرید بیٹے کے گفتگو درپیش آئی تھی اور اس باب مین بڑی تکرار رہی اور مابین دو عالمون اُس زمانہ کے بہت طویل مباحثہ ہوا[2] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ مین[3] ایک مقدمہ ہے جسمین یہ بیان کیا گیا کہ مدعی پانز بھاو کی قسم مین ہے[4] اس مقدمہ مین اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ اس قسم کے بیٹون کے قائم مقام ہونے کا دستور ہے تو غالباً دعوے مدعی قابل پذیرائی ہوتا۔ پس اگرچہ عموماً کہا جا سکتا ہے

کرت بیٹے کا ذکر۔

پانز بھاو کا ذکر۔

---

[1] تنبیہ ۵ متعلقہ ص ۲۲۲۔ خلاصہ سدرلینڈ صاحب۔

[2] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ۱۸۷۔ و ما بعد۔

[3] جلد ۱ ص ۲۰۔

[4] متاچھرا باب ۱ فصل ۱۱۔ دفعہ ۸۔

گوسوامی کرت طریقے کے بموجب متبنٰے کرتے ہین۔

کہ فی زمانہ صرف تین قسمین گود لینے کی جائز ہین تاہم اگر جاری ہونا کسی رسم خاص کا مدت مدید سے ثابت ہوجائے تو بحالت تسلیم ہونے ایسی صورت مستثنیٰ کے قاعدۂ مذکور الصدر مین ترمیم لازم آئے گی۔ مثلاً معلوم ہوتا ہے کہ گوسوامی اور اور عابد جو طریقہ تجرد کے پابند ہین لڑکے خرید کرکے کرت طریقے کے مطابق انھین گود لیتے ہین۔ اور ملک اُڑیسہ مین بھائیون کے مقرر کرنے کا دستور اس غرض سے کہ اُنسے ایک متوفی یا نامرد یا مرد غیر حاضر شوہر کی زوجہ سے اولاد پیدا ہو ابھی تک جاری ہے[1] جو اس طرح سے لڑکا پیدا ہو اُسے کھترج یعنی زوجہ کا بیٹا کہتے ہین اور بلاشک یہ سب قسم کے لڑکے اُن جگھون مین جہان کہ قانون مختص المقام کی روسے ایسی فرزندی جائز ہو اپنے گود لینے والے باپ کی میراث پانے کے مستحق متصور ہونے چاہئین[2] زمان سابق مین درصورت نہونے اولاد ذکور کے بیٹیون کے متبنٰی کرنے کا دستور تھا مگر یہ اب ممنوع ہے[3] اور اور طریقے گود لینے کے جو منو نے بیان کیے ہین وے اس زمانہ مین بالکل متروک ہین لہذا اُنکے حسن و قبح کی نسبت بحث کرنا اس کتاب کے مطلب سے خارج ہے[4]

کھترج کا ذکر۔

اور طریقے جو متروک ہین۔

ساتوان باب

نابالغی کے بیان مین

دھرم شاستر متمشیہ بنارس اور متھی لا کے بموجب جب تک سولہ برس کی

---

[1] تنبیہ متعلقۂ خلاصہ جلد ۳ ص ۲۷۶

[2] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۷۵۔

[3] جمتواہن سے خلاصہ کی جلد ۲ ص ۹۳ ۴ مین منقول ہے۔

[4] آئین منو باب ۹ دفعہ ۱۵۹ - ۱۶۰۔

عمر نہ ہو جاے اُس وقت تک نا بالغی رہتی ہے ؎۱ اور مسئلہ بنگالہ کے بموجب پندرھوین سال کا انجام نا بالغی کی حد ہے ؎۲

نا بالغی کا تعین۔

اگر باپ زندہ ہو تو وہ اپنی اولاد کا ولی جائز گنا جاتا ہے اور اگر وہ مرگیا ہو تو ماں ولیہ ہو سکتی ہے ؎۳ لیکن جب کہ منصرم اور ولی کے کام مشتمل ہون تو منصرمی کے نفاذ مین ضرور ہے کہ ماں شوہر کے رشتہ دارون کی مطیع رہے۔ اور نسبت نا بالغ کی ذات خاص کے بھی چند کام ایسے ہین کہ سرانجام اُنکا ماں سے نہین ہو سکتا مثلاً چند ابتدائی رسوم کا ادا کرنا ایسا ہے جنکا انصرام پدری رشتہ دارون کے متعلق ہے۔

ولیون کا ذکر۔
باپ کا ولی ہونا۔
ماں کا ولی ہونا۔
پدری رشتہ دار۔

اگر ماں نہ ہو تو نا بالغ کا بڑا بھائی اُسکا ولی ہو سکتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پدری رشتہ دار اکثر مستحق ولی ہونے کے ہین اور اگر ایسے رشتہ دار نہ ہون تو پھر یہ خدمت مادری رشتہ دارون کے ذمہ بموجب اُنکے مدارج قربت کے ہوگی لیکن عموماً مقرر کرنا ولیون کا حاکم کے اختیار مین ہے۔ ؎۴

مادری رشتہ دار۔
ولیون کا مقرر کرنا حاکم کے اختیار مین ہے۔

ایک عورت خواہ نا بالغ ہو یا بالغ جب تک اُسکا بیاہ نہو وہ اپنے باپ کی ولایت مین رہتی ہے اگر وہ مرگیا ہو تو پدری اقارب جو رشتہ

عورت کی ولایت۔

؎۱ ”جب تک کہ نا بالغ سن شعور کو پہونچین“۔ اس فقرہ مین سن شعور سے سترھواں سال مراد ہے۔ رتناکر۔ خلاصہ کی جلد ۴۔ ص ۲۴۳۔ کولبروک صاحب کے بموجب سولہ برس کی عمر پوری ہونی چاہیے۔ ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۰۔

؎۲ دایہ بھاگ کی شرح ص ۵۰۸۔ اور خلاصہ کی جلد ا۔ ص ۳۰۰۔

؎۳ سوتیلی ماں بھی ولیہ نا بالغ قرار دی گئی ہے اور اُسکا حق ولایت چچا کے حق سے مرجح تجویز ہوا ہے۔ بمبئی کی رپورٹ جلد ۲۔ ص ۴۴۱۔

؎۴ خلاصہ جلد ۳۔ ص ۵۴۴۔ اور ضمیمہ اصول عام دھرم شاستر کے ص ۲۰۲۔

ہین قریب ہون اُس کے ولی ہوتے ہین ۱؎ بیاہ کے بعد عورت ماتحت اپنے شوہر کے خاندان کی ہوجاتی ہے - اول تو اُسکا شوہر اُسکا ولی ہے وہ نہ ہو تو اُس کے بیٹے پھر پوتے پھر پرپوتے اُس کے ولی ہونے کے مجاز ہین یہ نہ ہون تو بالعموم جو اُس کے شوہر کے وارث یعنی وے جو بعد وفات اُس عورت کے مستحق پانے اُسکے شوہر کی جائداد کے ہون مجاز بجالانے خدمات ولایت نسبت اُس عورت کی ذات اور جائداد کے ہین - اگر شوہر کے وارث نہ ہون تو اُس عورت کے پدری رشتہ دار اُس کے ولی ہون گے اور یہ نہون تو اُس کے مادری رشتہ دار - در اصل عورات ہمیشہ ولی کی ولایت مین رہتی ہین -

منکوحہ ہونے کی صورت مین -

بیوہ ہونے کی صورت مین -

اگر نابالغ کے ولی حقیقی یعنی والدین یا مجازی زندہ ہون یا مردہ ہر صورت مین حاکم وقت تمام نابالغون کی جائداد کا خواہ وے لڑکے ہون یا لڑکیان جائز اور اعلےٰ ولی تصور کیا جاتا ہے ۲؎ اور ضمناً یہان یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے قواعد کے بموجب اٹھارہ برس کی عمر کے انجام تک نابالغی تصور کی جاتی ہے ۳؎

تمام نابالغون کا ولی اعلیٰ حاکم ہوتا ہے

۱؎ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۲ - اور ۲۰۴ -

۲؎ مثلاً اگر ایک عورت کی جائداد یا ایک نابالغ کا مال راجہ کے قبضہ مین آوے تو وہ اُسے بطور مالک کے نہ لے چنانچہ اسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے -

لیکن یہان یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ نابالغ کا مال اُسکے وارثون اور اور شخصون کے جو برضامندی اُسکے مقرر کیے جائین سپرد کیا جاے اور اگر طفل محض نافہم ہو تو اُسکے قریب اور غیر ملوث واسطہ دار مثلاً والدہ وغیرہ کی رضامندی لینی چاہیے -

خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۳ -

۳؎ قانون ۲۶ سنہ ۱۷۹۳ - دفعہ ۲ -

ولیون کا اختیار نابالغون کے مال پر

دریاب اُس اختیار کے جو ولیون کو نابالغون کے مال پر حاصل ہوتا ہے
میرے نزدیک بہت غلط فہمی واقع ہے - اس امر مین دھرم شاستر کا حکم
حسب فہم میرے یہ ہے - "کہ نابالغ قانون کی حفاظت مین ہوتے ہین
جو امور اُن کے مفید ہین اُن سب کے حاصل کرنے مین مدد دیجاتی ہے
اور کوئی امر جو اُنکے غیر مفید ہے اُس سے اُنھین مضرت نہین پہونچنے پاتی"
سلہ سر ولیم جونز صاحب نے لکھا ہے کہ "جو جائداد کسی قائم مقام کے قبضہ
مین ہو اُس پر مطالبہ کا مواخذہ ہوسکتا ہے" سلہ یہ بلا شک صحیح ہے
مگر وسعت جو اس قاعدے کے معنی کو دی گئی ہے وہ اس کے الفاظ سے
نہین نکلتی ہے - میری دانست مین یہ بغرض قائم کرنے اس معنی کے
تصور کرلیا گیا ہے کہ ولی کو متوفے کا قائم مقام خیال کرنا چاہیے
حالانکہ ظاہر ہے کہ ولی صرف متوفے کے وارث کا قائم مقام ہے -
عبارت مذکورۂ بالا کے معنی میرے نزدیک یہ ہین کہ جس کسی کو متوفے
کی جائداد پہونچے خواہ وہ سلسلہ وارثون مین قریب ہو یا بعید ذمہ دار
قرضۂ متوفے کا بقدر جائداد مذکور کے ہوتا ہے بشرطیکہ وارث سن
بلوغیت کو پہونچ گیا ہو اور جب کہ وارث نابالغ ہے تو قرضخواہ کو قبل اسکے
کہ وہ اپنا قرضہ نابالغ کی جائداد سے وصول کرنا چاہے اُس کے بالغ
ہونے تک انتظار کرنا چاہیے - یہ پابندی شرط بلوغ کے بیٹے کو چاہیے
کہ اپنے باپ کا قرضہ اور بھی وہ روپیہ جو ضرورتاً اُس کے واسطے زمانہ

سلہ کولبروک صاحب کا رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب ۱
دفعہ ۵۰۵ -
سلہ کولبروک صاحب نے جو جگنناتھ کے خلاصہ کا ترجمہ کیا ہے اُسکی تنبیہ متعلقہ ص ۲۲۶
جلد ۱ معائنہ کی جاوے -

نابالغی لیا گیا ہو ادا کرے اور بنارس کے علما کے بموجب بیٹے پر باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے [1] گو وہ کچھ جائداد چھوڑ مرا ہو یا نہین اور نیز دادا کا قرضہ بھی ادا کرنا واجب ہے لیکن اس پچھلی صورت مین ادا کرنا سود کا ضرور نہین ہے۔

حال مین مقدمہ ذیل صدر دیوانی مین دائر ہوا تھا۔ زید ایک ہندو زمیندار اہل بنگالہ نے اپنی جائداد مین سے ایک جز وکا بیعنامہ بکر کے نام لکھ دیا اور بکر نے ایک علیحدہ اقرارنامہ اس اقرار سے تحریر کیا کہ ایک سال کے عرصہ مین اگر بائع روپیہ مع سود ادا کر دے گا تو بیع مشروط قابل انفکاک ہوگا۔ زید قبل انقضاے میعاد مر گیا ایک بیوہ اور نابالغ متبنیٰ بیٹا چھوڑ مرا وہ بیٹا اُسکی اجازت سے جو پیشتر حاصل کر لی گئی تھی بیوہ نے بعد وفات شوہر کے گود لیا تھا۔ چند روز قبل اختتام میعاد دستاویز کے جب کہ بیع قطعی اور غیر ممکن الستردید ہو جاتا بیوہ نے بمنصب ولیہ نابالغ ایک شخص خالد سے روپیہ قرض لے کر بکر کو ادا کیا اور زمین چھوڑا لی مگر خالد کو اُسی اراضی کی بابت ویسا ہی بیعنامہ مشروط میعادی لکھ دیا لیکن میعاد معینہ منقضی ہو گئی اور بیوہ مذکور روپیہ ادا نہ کر سکی اب

[1] مگر یہ فرض صرف اخلاق کی رو سے ہے نہ قانوناً بشرطیکہ باپ کی جائداد نہ ہو۔ کولبروک صاحب کا قول جو ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۴۷ مین منقول ہے دیکھا جاے مگر اُسی معتبر مصنف نے اپنے رسالہ مین جو معاہدون اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے یہ قاعدہ لکھا ہے (باب ۲۔ دفعہ ۱۵۱) کہ وارثون پر مورثون کا دین بلالحاظ کافی ہونے جائداد موروثی کے واجب ہوتا ہے اور اگر ادا سے دین سے انکار ہو تو حق وراثت سے دست بردار ہونا چاہیے۔ اور اسی امر کی نسبت ص ۴۴۴ و ۴۵۶ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر معائنہ کیا جاے۔

اس صورت مین اول سوال یہ تھا کہ اگر پہلی بیع کی میعاد بغیر ادا کرنے روپیہ کے منقضی ہو جاتی تو دھرم شاستر کے کس قاعدہ کے بموجب ممکن تھا کہ وہ زمین بکر کی ملکیت نہ ہو جاتی - دوم یہ کہ اگر کوئی ایسا قاعدہ ہو اور بیوہ نے بیع ثانی مشروط کے ذریعہ سے اراضی کو ایک خاص مدت تک محفوظ رکھا تو یہ صورت ایسی ضرورت کی ہے یا نہین جسمین ایسا فعل جو نابالغ کے واسطے صریح بغرض فائدہ اُسکے کیا گیا جائز سمجھا جاوے - سوم یہ کہ اگر باپ اپنی اراضی سے ایک جزو کو اس شرط سے کہ بعد انقضاے خاص مدت کے واگذاشت کرائے گا بیع کرے اور اُسکا وارث نابالغ یا نابالغ مذکور کا ولی اُسکو نہ چھوڑائے تو اس صورت مین یہ اراضی مذکور بالکل ہاتھ سے جاتی رہے گی یا نہین چہارم یہ کہ جب باپ کی جائداد ایک وارث نابالغ کے قبضہ مین ہو تو باپ کا قرضہ اُسکی جائداد سے وصول کرنے کے لیے ولی سے مطالبہ ہو سکتا ہے یا نہین پنڈتون نے جن سے اس امر مین استفسار کیا گیا تھا جو جواب دیا اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ ضرورت بیع کرنے کی ثابت نہ ہوئی کیونکہ متوفی کی جائداد بابت قرضہ ذمہ مورث کے تا بلوغ نابالغ قانوناً منتقل نہین ہو سکتی تھی لیکن مقدمہ حسب مراد مشتری فیصل ہوا اور وجوہ تجویز یہ تھین کہ اگر مورث کی بیع مشروطہ کا انفکاک بعد انقضاے میعاد معہودہ و میعاد معینہ اطلاعنامہ کے نہ کیا جاتا تو بلاشک وہ اراضی قرض خواہ کے ہاتھ لگتی اور یہ حجت کرنا محض بیوقوفی ہے کہ مان نے جو اراضی کو تھوڑے عرصہ تک محفوظ رکھا اور مہلت مزید حاصل کی یہ عمل اُسکا نادرست اور صریح نابالغ کے مفید نہ تھا - کیونکہ اگر اُسکی مان نے بحیثیت ولیہ قرضہ جدید لے کر انعقاد معاملہ دوبارہ نہ کیا ہوتا تو بیع مشروط بلاشک بحق قرضخواہ قطعی ہو جاتا - عدالتون کے دستور مستمرہ کے مطابق عذر نابالغی قابل التفات نہین ہے نہ کوئی اور مسئلہ بجز اس امر کے تسلیم ہو سکتا ہے کہ جائداد ایک ہنود اہل بنگالہ کی اُسکی

وفات کے بعد اُسکے قرضہ جائز کے ادا کے لیے ذمہ دار ہے خصوصاً اُس صورت مین جب کہ اُس نے اراضی کو قرضہ مین ضمانتاً مکفول کر دیا ہو اور درباب اس امر کے کہ شخص مذکور کو اپنی کُل جائداد اراضی یا اُسکے ایک جزو شرطیہ بیع کرنے کا اختیار حاصل ہے کچھ اعتراض عائد نہین ہو سکتا۔ اگر کسی اور مسئلہ کی پیروی کی جاے تو سنین گذشتہ کے عمل در آمد عدالت مین ابتری واقع ہوگی کیونکہ ان اضلاع مین جہان بیع مشروط بہت مروج ہے ایک معاملہ بھی بیع مشروط کا ایسا نہ ہوگا جسمین منجملہ بہت سے شریکون کے بعض شریکا بیع کامل ہوجانے کے وقت نابالغ نہ ہون اور اگر اُنکی نابالغی ایسی صورتون مین مانع بیعبات متصور ہو اور پندرہ برس تک معاملہ تعویق مین رہے تو غالب ہے کہ ایسے معاملے بالکل بند ہو جائین اور روپیہ بطور قرض حاصل ہونا غیر ممکن ہو یا اگر غیر ممکن نہ ہو تو شرائط حال کی نسبت سے سخت تر شرطون کے ساتھ ملے۔ مسئلہ جسپر عدالت کا عمل ہے شارح جگناتھ کی راے مؤید اُسکی معلوم ہوتی ہے اور گو اس قانون پر ایون مین بہت اختلاف ہو مگر جو رواج و دستور مقررہ ہے اُسکو جاری رکھنا چاہیے۔

الغرض دھرم شاستر کا اس باب مین کیسا ہی مقولہ ہو عدالت معاہدہ کے معاملون مین اُسکے مطابق کار بند نہ ہوگی اور یہ مقدمہ بھی اسی قسم سے معلوم ہوتا ہے۔ عدالت پر صرف معاملات وراثت اور ازدواج اور ذات اور رسوم مذہبی مین دھرم شاستر کے مطابق پیرو ہونا واجب ہے۔

وجوہات مرقومۂ بالا کے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر بالفرض نابالغ کی جائداد ذمہ وار ادا ے قرضہ نہین ہے تو اس صورت مین بیوہ کو بیع مشروط کرنے کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ

ہمارے قوانین کے بموجب بھی بمقابلۂ نابالغ کے معاملہ رہن کا بیعبات نہیں ہوسکتا اور جب کہ وہ بلوغ کو پہونچے تو اُسے انفکاک رہن کا اختیار ہے - اس لیے یہ امر قابل لحاظ نہ تھا کہ میعاد رہن ختم ہونے والی تھی یا نہ تھی - الاّ چونکہ ممکن ہے کہ راہن کا جائداد مرہونہ سے تعلق قبل انقضائے میعاد رہن زائل ہوجائے لہذا ایسے رہن کا خطرہ مرتہن کے ذمہ ہے -

مین اس جگہہ اس امر کی بحث نہ کرونگا کہ یہ مقولہ جو اس معاملہ مین قائم کیا گیا مناسب ہے یا نامناسب لیکن اس مقدمہ کے خاص مسئلہ قانون کی مختصر تحقیقات پر اکتفا کرونگا اور اگر اُس شرح سے جو جگنا تھ نے اس مسئلہ کی نسبت لکھی ہے قطع نظر کیا جائے تو مسئلہ مذکور محض صاف ہے کیونکہ جگنا تھ کا کلام ایسا نہیں ہے کہ کسی صورت مین اُسکو بمنزلۂ الہام یا غیر قابل تردید سمجھا جائے خصوصاً جب کہ باہم اُس کے اور اُن قوانین کے اختلاف ہے جو مستند اور باعتبار معنی غیر مشتبہ ہین - پہلا قول جو کسی قدر اس امر سے متعلق ہے جاگیلاک کا ہے (دفعہ ۱۹۱) اور کولبروک صاحب نے بغرض مطابقت قول مذکور اور اُس شرح مابعد کے جو جگنا تھ نے لکھی ہے ترجمہ قول مذکور کا یہ کیا ہے کہ "وہ شخص جسکو ایسے مالک کی جائداد حاصل ہوئی ہو جو کوئی بیٹا لائق کاروبار نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکو چاہیے کہ جو قرضہ جائداد مذکور پر واجب ہو ادا کرے یا اگر ایسا بیٹا نہ ہو تو وہ شخص جو متوفی کی زوجہ کو لے ذمہ دار قرضۂ مذکور کا ہوگا لیکن ایسے بیٹے پر جس کے باپ کی جائداد دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو ادا کرنا قرضہ کا فرض نہیں ہے" - واضح ہو کہ الفاظ زیر مد اصل متن مین نہیں ہے اور یہ الفاظ یعنی لائق کاروبار شارح نے صریح اپنی طرف سے داخل کیے ہین اصل متن مین لفظ "یووہت گرہے" واقع ہے جس کے معنی مال لینے والے

جو الفاظ جو ہم نے قوس مین لکھا ہے وہ اصل متن مین مذکور نہین -

کے ہین - اور قول مذکور کے اخیر مین صاف یہ لکھا ہے کہ بیٹون کو جنکے باپ
کی جائداد اور شخص کے قبضہ مین ہو قرضہ ادا کرنا واجب نہین ہے -
دوسرا قول نارد کا ہے (دفعہ ۱۷۲) اور کولبروک صاحب نے قول مذکور کا ترجمہ
بموجب شرح جگناتھ کے اس طور پر کیا ہے ‹‹منجملہ وارث جائداد متوفے اور بیوہ
کے ولی اور اُس بیٹے کے جو قابل انصرام کاروبار نہ ہو اُس شخص کے ذمہ
قرضہ واجب ہوتا ہے جو متوفے کی جائداد پر متصرف ہو اور اگر بیوہ کا ولی
یا جائداد متوفے کا وارث نہ ہو تو بیٹے پر باوجودیکہ وہ قابل انصرام کاروبار
نہ ہو ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے اور اگر جائداد متوفی کا وارث یا بیٹا قابل
انصرام کاروبار کے نہ ہو تو وہ ذمہ دار قرضہ کا ہوگا جو متوفے کی زوجہ کو لے››
یہان اصل متن مین یہ مراد نہین ہے کہ بیٹا نابالغی کی وجہ سے ناقابل
انصرام کاروبار کے ہو بلکہ ایک ایسے بیٹے سے مراد ہے جو خلقی نقص مثل
نابینائی یا مرض وغیرہ محجوب الارث نہ ہو - جو بیٹا کہ قابل ورثہ پانے
کے نہ ہو اُسپر باوجود اس امر کے مثل اُس بیٹے کے جس نے ورثہ مین
کچھ نہین پایا ہے اخلاق کی رو سے باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے
اور قول مذکور سے ظاہر کرنا اُس فرض کا مقصود ہے جو بیٹے پر درصورت
نہ ہونے وارث جائداد متوفے یا بیوہ کے ولی کے واجب ہے - میری
نظر سے کوئی ایسا قول نہین گذرا ہے جس مین ولی کی نسبت قرضہ ادا
کرنے کا ذکر ہو - بالآخر دو مقولے نارد اور کاتیائن کے یہ ہین (دفعہ
۱۸۷ و ۱۸۸) -

‹‹باپ کی وفات کے بعد اُسکا قرضہ اُسکے بیٹے جب کہ وے نابالغی کی وجہ
سے اپنے کاروبار کا اہتمام نہ کرسکتے ہون کسی صورت مین ادا نہین کرسکتے
لیکن جب کہ وے پورے پندرہ برس کی عمر کے ہوجاوین تو اپنے اپنے حصہ کے
بموجب قرضہ مذکور ادا کرینگے ورنہ اُنکو عقبیٰ مین بمقام ہیبت ناک رہنا

تعصیب ہوگا۔ جو بیٹا نابالغی کی وجہ سے ناقابل انصرام کاروبار ہو وہ باوجود خود مختار
ہونے کے بھی بحالت نابالغی ذمہ دار قرضہ کا نہین ہے۔ واضح ہو کہ جگناتھ نے
فقرون مذکورۂ بالا کی شرح کرنے مین باہم نابالغی اور طفولیت کے فرق ظاہر کرنے
کا قصد کیا اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صرف طفولیت کی صورت مین بیٹے پر ذمہ داری
ادائے زر قرضہ باپ کی نہین ہے لیکن اصل متن مین الفاظ اپراپت بیوہار
لکھا ہوا ہے اُس سے صاف وہ شخص مراد ہے جو کاروبار کرنے کی عمر کو
نہ پہونچا ہو غرض نتیجہ اس تحریر سے یہ ہے کہ جب بیٹے کی نابالغی کے باعث
سے باپ کی جائداد ایک دوسرے شخص کے سپرد ہو تو ایسا شخص جائداد کے
کسی جزو کو ادائے زر قرضہ متوفی کے لیے قانوناً صرف نہین کرسکتا اور صرف
اُس صورت مین جب ایک شخص اپنی حقیت کے باعث سے ملکیت پر خود قابض
ہو اُسکو اختیار ہے کہ بذریعۂ ایسی ملکیت کے اپنے آبا واجداد کا قرضہ ادا
کرے اگر واسطے سبیل وجہ نابالغ کے اُسکا ولی جائداد کا ایک جزو منتقل کرے
تو وہ بلاشک ایسے انتقال کا مجاز ہے مگر وقوع کسی ایسی ضرورت کا
ممکن نہین ہے جسکی وجہ سے انتقال ایک جزو جائداد نابالغ کے باپ کا
بغرض ادا کرنے باپ کے قرضہ کے لازم آوے کیونکہ نابالغ قبل بلوغ اپنے
ذمہ دار قرض کا نہین ہے۔ اس قاعدے مین چندان سختی بھی معلوم نہین
ہوتی ہے بلکہ احکام قانون انگلشیہ سے زیادہ تر سختی تراوش کرتی ہے کسواسطے
کہ قانون مذکور کے بموجب وہ قرضہ جو بلاتحریر دستاویز لیا جاوے اُسکا
مطالبہ جائداد مذکور پر مطلقاً نہین ہوسکتا الا اُس حالت مین کہ وہ
جائداد بذریعۂ وصیت نامہ کے دین مین ماخوذ کیجاوے دھرم شاستر کے
مطابق کل مال منقولہ سے ایک طرح کا موروثی کا حق متعلق ہے حتی کہ مال مذکور
اگر موروثی ہے تو اُسپر بیٹے کا استحقاق باپ کے استحقاق کے برابر ہے پس
اس صورت مین اگر باپ کی غفلت بیٹے کی تباہی کا باعث ہو تو یہ امر بہت

نتیجہ کہ وارث جو نابالغ ہو اُسکی ذات اور جائداد واسطے ادائے قرضہ کے تابلوغ اُسکے ذمہ دار نہین ہوسکتی

سخت ہوگا خصوص ایسی حالت مین کہ بیٹے پر شاستر اور نیز تہذیب اخلاق کی رو سے
باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے شاید یہ امر قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ
ادا کرنا زر قرضہ کا تا وقتیکہ نابالغ سن شعور کو پہونچے ملتوی رہے تاکہ وہ قرضہ ادا کرنے
کی سبیل ایسے ذریعون سے کر سکے جن سے اُسکی مضرت بہت کم متصور ہو۔ اس
عرصہ مین نابالغ جائداد کو انتقال نہین کر سکتا اور درصورت موجود ہونے
جایداد کے قرض خواہ کو آخرکار اُسکا مطالبہ مع سود یقیناً وصول ہوگا خصوصاً
رہن کے معاملہ مین پیداوار جائداد یعنی محاصل شے مرہونہ قرض خواہ کو بالعوض
سود دل سکتا ہے ایسی صورت مین فریقین سے کسی کو مضرت نہین پہونچ سکتی
اور نہ اس سے خلاف ورزی شاستر لازم آتی ہے کسواسطے کہ ملک مرہونہ کا
محاصل ایک قسم کا سود جائز ہے اور اُسکو بھوگ لابھ یعنی انتفاع بالتصرف
کہتے ہین۔ ایک مقدمہ جو فی الحال بمبئی مین فیصل ہوا ہے[1]۔ اُسمین ایک
ایسے ہی امر کی نسبت پنڈتون سے بوستہ طلب ہوا تھا اُنھون نے یہ جواب
دیا کہ جو عورت بطور وراثت جائز اپنے باپ کے متروکہ پر قابض ہو وہ اُس
جائداد کو اپنے شوہر کے قرضہ ادا کرنے کے لیے منتقل نہین کر سکتی الا اُس صورت
مین کہ اُسکا بیٹا سولہ برس کی عمر یعنی سن شعور کو پہونچ گیا ہو اور اس باب
مین رضامند ہو اس تحریر سے واضح ہوگا کہ یہ صورت بصورت مذکورہ بالا کے
سخت تر ہے کسواسطے کہ بیٹے پر قطع نظر اس سے کہ اُسے جائداد وراثتاً ملے
یا نہ ملے باپ کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے اور فیصلہ مذکور مین یہ امر قرار پایا
کہ وہ جائداد بھی جس کے پانے کا بیٹا متوقع تھا ادا ے قرضہ پدری کے
واسطے تا بلوغ بیٹے مذکور منتقل نہین ہو سکتی۔ ایک مقدمہ جو احاطہ مندراس
مین فیصل ہوا اُسمین بھی تجویز ہوئی کہ درصورت وفات باپ کے اُسکا

مقدمہ ہاے مذکورہ بالا سے اثبات [illegible]

[1] بمبئی کی رپورٹ جلد ا ص ۱۰۶ ۔

بیٹا ذمہ دار اُس کے قرضہ کا نہین ہے تاوقتیکہ وہ سترہ برس کی عمر کا نہ ہو جاوے ۔[1]

آٹھوان باب

غلامی کے بیان مین

تاویل صدر دیوانی عدالت نسبت غلامی

غلامی قوم ہنود مین منجملۂ احکام مذہبی کے فی الواقع شمار نہین کیجا سکتی سنہ ۱۷۹۰ء مین صدر دیوانی عدالت نے بلحاظ دستور قدیمہ مجریہ ان اضلاع کے اپنی راے یہ دی کہ قاعدہ جو نسبت تعمیل دھرم شاستر شرع محمدی کے ہے بلحاظ فحواے اُس کے مقدمات غلامی سے متعلق ہونا چاہیے گو غلامی عبارت قاعدۂ مذکور مین داخل نہین ہے ۔ اور یہ تاویل نیتیگاؔ نواب گورنر جنرل بہادر سے باجلاس کونسل ۱۲ - اپریل ۱۷۹۰ء کو منظور ہوئی لہذا یہ بھی قرار پایا کہ قاعدۂ مذکور اُن صورتون سے صریحاً وحقیقتاً متعلق نہ ہوگا جن مین ایک شخص کی آزادی یا غلامی کی بحث پیش ہو[2]

لہذا اس جگہہ مختصر بیان اس امر کا کافی ہوگا اور جس خوبی و اختصار کے ساتھہ - ایچ - ٹی - کول بروک صاحب نے اسکو لکھا ہے[3] اُس سے بہتر نہین لکھا جا سکتا وہ بیان کرتے ہین کہ دھرم شاستر کے بموجب غلامی کسا حقہ جائز ہے - اُسمین اُن مختلف طریقون کا مفصل بیان ہے

---

[1] ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۶ -

[2] تفسیر ہیرنگٹن صاحب تنبیہ ۳ متعلقہ ص ۰ ۷ جلد ۱ -

[3] قول منقولہ تفسیر ہیرنگٹن صاحب جلد ۲ - ص ۴۳ ۷ -

جنگکے باعث سے ایک شخص دوسرے کا غلام ہو جاتا ہے اور تفصیل اُن طریقون کی بصورت ذیل ہو سکتی ہے یعنی جنگ مین اسیر ہونا۔ مختلف باعثون کی وجہ سے ایک شخص کا اپنی برضا و رغبت غلامی اختیار کرنا مثلاً بہ طمع زر یا قحط سالی مین نان و نفقہ کے حصول کے لیے اور علی ہذا القیاس۔ بلا اپنی رضا و رغبت بالعوض ادا ے زر قرضہ یا بطور سزاے خاص جبر ائم کے ولادت کی روسے مثلاً کنیزک کی اولاد۔ ہبہ و بیع یا کسی اور طرح کا انتقال جو مالک سابق کی جانب سے عمل مین آئے۔ بیع یا دے دینا والدین کا اپنی اولاد کو۔

دھرم شاستر کے بموجب غلام اپنے آقا کی ملک مطلق مین داخل ہے اور اسمین اکثر اس قسم کا مال مویشی کے ضمن مین دوپائے اور چوپائے کے حقیر نام سے مذکور ہے۔ اُسمین کوئی حکم غلام کی نسبت ایسا نہین ہے جسکے ذریعہ سے وہ بے رحم آقا کے تشدد و بدسلوکی سے محفوظ رہے۔ اور نہ اسمین آقا کے اختیار کی جو اُسکو اپنے غلام کی ذات پر حاصل ہو تصریح ہے[1] اختیار مذکور کی نسبت حدود خاص معین نہین کی گئی ہین اور نہ اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکو اپنے غلام کی جان کا اختیار ہے یا کہ صرف ضرر جسمانی پہونچانے کا۔

غلامی کی اصل اور حالت کا ذکر۔

کوئی حق ملکیت دھرم شاستر کی روسے غلامون کو حاصل نہین ہے حتی کہ

[1] مقدمہ غلامی نمبر ۹۰ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جب اس امر مین پنڈتون صدر دیوانی عدالت سے ہوستہ طلب ہوا تو اُنھون نے بلا تامل آقا کے اُس اختیار کا تعین کیا جو اُسکو غلام کی ذات پر حاصل ہے مگر یہ راے اُنھون نے غالباً بلحاظ اصول عقلی کے دی نہ دھرم شاستر کے مطابق یا شاید اُس قاعدے کی مناسبت سے جو نوکرون سے متعلق ہے قول منو نوکرون کے باب مین خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۰۹ مین منقول ہے۔

انکو اپنے مال پکسو بہ پر بھی حق نہین پہونچتا ہے الا آقا کی رعایت سے۔ اسمین کوئی راہ ایسی نہین ہے جس کے ذریعہ سے غلام کو مخلصی اور آزادی حاصل ہو سکے خصوصاً اُس غلام کو جو خانہ زاد یا زرخرید ہو الا اُس صورت مین جب کہ آقا اپنی خوشی سے اُسے آزاد کردے یا اُس خاص صورت مین جب کہ اُس نے اپنے آقا کی جان بچائی ہو ایسی حالت مین وہ خواستگار اپنی آزادی کا اور بیٹے کے حق کے حصہ کا ہو سکتا ہے [1] یا اگر کنیزک کے اولاد پیدا ہو تو وہ اور اسکی اولاد دونون مستحق آزادی کے ہین بشرطیکہ آقا کے کوئی صحیح النسب اولاد نہ ہو۔ یا اُن خاص صورتون مین آزادی حاصل ہو سکتی ہے جب کہ غلامی کے عارضی باعث دور ہوجائین مثلاً قرضہ وجہ مانہ وہم بستری کنیزک کے ساتھ و پرورش بالعوض خدمت گزاری یعنی ادا کر دینا زر قرضہ یا جرمانہ یا ترک کرنا ہم بستری کا یا پرورش سے دست بردار ہونا باعث آزادی ہین۔

عبید الارض یعنی غلام جو کاشت اراضی سے تعلق حق موروثی رکھتے ہین اور

---

[1] لیکن اس صورت مین جگناتھ کے بموجب ایک فرق ہے جلد ۲ ص ۲۴۲ - مین اُس نے یہ تمثیل لکھی ہے۔ اگر غلام اپنی جان کا خیال نہ کرکے اور آقا کی زندگی نہایت عزیز جان کر اُسے ایک شیر وغیرہ کے مقابلہ سے بچادے اور بفضل خدا آپ بھی سلامت رہے تو اس صورت مین وہ غلامی سے آزاد کردیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک آدمی کو زہر دے کر ہلاک کرنا چاہے اور اُس آدمی کا غلام اس امر کو دریافت کرکے اُسے شے مسموم کے کھانے سے باز رکھے یا اگر آقا کا ارادہ گھر سے باہر جانے کا ہو اور دروازے پر شیر کے کھڑے ہونے سے وہ مطلع نہ ہو اور اُسکا غلام شیر کو دیکھ لے اور آقا کو باہر جانے سے منع کرے تو ان صورتون مین اور اور اسی قسم کی صورتون مین یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ غلامی سے آزاد نہین کیا جاسکتا۔

بموجب تحریر اُسی عالم مصنف یعنی کولبروک صاحب کے اضلاع غربی ہند مین بکثرت ہین [1] اُنسے جائداد موروثی غیر منقولہ کے قواعد متعلق ہین اور وے منتقل نہین ہو سکتے الا اُنھین قیود کے ساتھ جو جائداد نذکور کے واسطے معین ہین جاگیلاک کا قول ہے "دادا کی بکسو بہ اراضی اور حقوق خوردنوش اور غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کیے ہون باپ اور بیٹے کو یکسان اختیار حاصل ہے،، [2] تمام اور قسم کے غلام داخل مال منقولہ معلوم ہوتے ہین۔

استثناے ایک قسم کے غلام کے اور سب مال منقولہ مین داخل ہے۔

گورنمنٹ کو اصلاح حال غلامان ہند کی نسبت توجہ ملحوظ رہی ہے مگر ایسے نازک امر کی نسبت قانون جاری کرنے مین جو مشکل ہے وہ ظاہر ہے جو شخص کہ خوش طالعی سے حالت آزادی مین پیدا ہوا ہے وہی اُسکی نعمتون کی خوب قدر جانتا ہے اور انسداد غلامی ایک ایسا امر ہے کہ اُسکی نسبت ہر شخص بہت سی وجوہ پیش کر سکتا ہے۔

انسداد غلامی کا ذکر۔

اسمین کچھ شک نہین ہے کہ غلامی سے بہت طرح کی بُرائیان پیدا ہوتی ہین اور ساتھ ہی اسکے اسمین بھی کچھ شک نہین ہے کہ غلامی کا قطعی وکلی انسداد باعث شر ہوگا ہندوستان کی نسبت یہ امر تسلیم کرنا چاہیے کہ گو غلامی کے مروج ہونے مین کیسے ہی قیاسی اعتراض پیش کیے جائین مگر درحقیقت خاص غلام کی اور ملازم کی حالت مین بجز نام کے اور کچھ زیادہ فرق نہین ہے۔ مسلمانون مین جو غلامی جاری ہے اُسکی نسبت ایک اور مقام مین مین نے لکھا ہے [3] کہ "ہندوستان مین عموماً ما بین ایک غلام اور آزاد نوکر کے نام کے سوا

[1] کتاب جگناتھ جلد ۲ ص ۴۵۰۔

[2] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۵۶ مین منقول ہے۔

[3] شرع محمدی کے اصول اور نظائر کی کتاب کے دیباچہ کو معائنہ کرو۔

کچھ فرق نہیں ہے بلکہ غلام کی نسبت بڑی رعایت ملحوظ رہتی ہے اور وہ اپنی اور اپنے کنبے کے روزمرہ کی ضروریات کے افکار سے بری ہے اور اُسکا آقا اُس سے بہتر پیش آتا ہے اور بالعوض اُسکے اُسکو معمولی کاروبار خانگی جنکا انصرام بسہولت ہوسکتا ہے کرنے ہوتے ہین،، - رواج غلامی کی نسبت جو ہندوستان مین جاری ہے کوئی ایسی وجہ باور نہین ہوسکتی جس سے یہ معلوم ہو کہ رواج مذکورہ کے باعث سے انسان کو تکلیف شدید بھو سختی ہو گو یہ امر عامہ خلائق کے واسطے کتنا ہی زبون ہو - دروازہ عدالت غلام اور آزاد کے لیے یکسان کھلا ہے اور صاحب فوجداری غلام پر تشدد کرنے کے جواب مین عذر حق ملکیت کا کبھی نہ سنینگے پس تشدد کی بنا پر استغاثے کم دائر ہون تو اس سے یہ نتیجہ بوجہ احسن نکال سکتے ہین کہ فی الواقع تشدد کم ہے -

اس باب مین دھرم شاستر کے بجائے شرع محمدی کے موجب عمل کرنے کا ذکر -

ایک صاحب جو ہندوستان مین غلامی موقوف ہوجانے کی نسبت براہ محبت بشری ساعی تھے اُنکی یہ راے تھی لے کہ اگر انسداد قطعی اس دستور کا مناسب نہ ہو تو اس باب مین بجاے احکام شاستر کے شرع محمدی کے احکام پر علی العموم عمل ہو کیونکہ مسائل شرع اس باب مین سخت نہین ہین - لیکن ظاہر ہے کہ مسلمانون کا مسئلہ ہنود کی نسبت صادق نہین آسکتا کسواسطے کہ مسلمانون کے عقائد کے بموجب شرعاً صرف وے شخص غلام ہوتے ہین جو کافر کے ملک مین لڑائی کے وقت اسیر ہون یا اُنکی اولاد مین ہون - جیسا کہ شرع محمدی مین ہے ویسا ہی لڑائی مین اسیر کرنا ہندوون کے شاستر کے مطابق بھی بلاشک ایک سبب غلام کرنے کا ہے اور شاید دراصل کل قومون مین اسیری باعث غلامی ہوتی تھی -

---

لے مسٹر جے رچرڈسن صاحب جو سابق مین مجسٹریٹ اور جج بندیلکھنڈ کے تھے اُنھون نے ۱۸۰۸ع مین اس امر کی نسبت مسودہ قانون کا پیش کیا تھا -

حالت انسانی مین جو مساوات اصلی ہے وہ قوی کے ضعیف پر غالب آنے سے جاتی رہتی ہے اور وحوش اپنے مغلوب اشخاص کو فتحمندی کا انعام جائز تصور کرتے ہین چنانچہ تمام ملکون مین آزادی کے زائل ہونے کا یہی سبب متصور ہوسکتا ہے۔ لیکن جب عقل کی ترقی بتدریج ہوتی گئی اور صرف طاقت جسمانی کا کم لحاظ ہوتا گیا تو اور ایسے امور وقوع مین آئے جن سے غلامی کی حالت مین کم وبیش اصلاح ہوئی چنانچہ ہنود مین علاوہ اُس استحقاق کے جو فتح اور انتقال سے پیدا ہوتا ہے ایک اور قسم بھی غلامی کی ہے جسکو اتم بکرئی کہتے ہین اس سے وہ شخص مراد ہے جو بطمع زر اپنی آزادی کو معاوضہ مین دے اور واضح ہو کہ لفظ انتقال سے ایک ایسا حق مستنبط ہوتا ہے جسکا وجود پیشتر سے ہو اور انتقال سے جو غلام حقیت مین پہونچتے ہین وے یہ ہین ۔

غلامی دائمی۔

گرہی ہاجت یعنی غلام جو آقا کے گھر مین ایک کنیزک کے بطن سے پیدا ہو۔ کرت یعنی زرخرید۔ لبدھا یعنی جو کسی سے ہدیۃً ملا ہو۔ کرم لت یعنی غلام جو آبا و اجداد سے ورثہ مین ملا ہو۔ تمام قسم کے غلامون کو جنکا اوپر ذکر ہوا ہے اور اُنکی اولاد کو ایسی غلامی کی حالت مین جو دوامی اور موروثی ہے تصور کرنا چاہیے ۔

غلامی کی عارضی صورتین۔

علاوہ صورتون مذکورۂ بالا کے غلامی کی چند صورتین عارضی ہین اور منجملہ اُنکے اکثر ایسی ہین کہ اُنمین اور اُس حالت غلامی مین جو رضا و رغبت سے قبول کیجاے فرق نہین ہے اور اگر کچھ ہے تو بہت جزوی ہے ۔ جو شخص خود غلام بنے اور جو کہ شرط مین جیت لیا گیا ہو اور نیز جو اسیر ہو تو وہ کسی شخص کو جو اُسکی قائم مقامی کے قابل ہو بطور عوض مقرر کرکے آزادی حاصل کرسکتا ہے [1]۔ جو شخص اپنی پرورش کے واسطے

[1] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۶ مین نارد سے منقول ہے۔

غلامی اختیار کرتا ہے اور جو شخص اپنی معشوقہ کی خاطر سے غلام ہو جائے ایسے شخص درصورت باز رہنے اُس مقصود سے بغرض حصول جسکے اُنھین غلام ہو جانے کی ترغیب ہوئی آزاد کیے جا سکتے ہین [1] - جس شخص نے قحط مین باحتیاج پایا ہے وہ بالعوض اس کے ایک جوڑی بیل کی دے کر مخلصی پا سکتا ہے جو شخص زر قرضہ کثیر کے عوض غلامی قبول کرے یا جو اپنے تئین بالعوض ایک خاص رقم کے گرو کر دے تو وہ بعد ادائے زر مذکور کے آزاد ہوگا - اور جو ایک خاص وقت معین کے واسطے غلامی مین اُجرت پر رکھ لیا گیا ہو وہ بعد انقضائے میعاد مقررہ کے رہا ہوگا [2] جو تارک ہو کر اپنے فرائض سجا نہ لائے اور اُس فریق کے عقائد سے جسمین وہ داخل ہے انحراف کرے مثلاً بیاہ کرے یا اور کسی طرح سے دنیادار بنے [3] تو اُسپر فتوے غلامی کا لازم آتا ہے مگر کفارہ اُس خطا کا ادائے جرمانہ سے بھی ممکن ہے [4]

آزادی کیونکر حاصل ہوتی ہے -

بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہوگا کہ غلامی دائمی کی پانچ قسمین ہین جن سے مخلصی صرف آقا کی مرضی اور خوشی پر منحصر ہے اور چار قسمین ان پانچ مین سے ایسی ہین کہ جن مین غلامی کا وجود پیشتر سے ہوتا ہے علاوہ ان پانچ قسمون کے باقیون کی نسبت یہ امر ہے کہ بعد ادائے اُن خاص شرائط کے جو ہر ایک کے واسطے مخصوص ہین غلام مستحق آزادی کا ہے -

---

[1] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۷ - ۲ - مین نارد سے منقول ہے -

[2] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۳ - ۲ - و ۲۴۷ - ۳ - مین نارد سے منقول ہے -

[3] خلاصہ کے ص ۲۲۷ -

[4] ایضاً ص ۲۲۹ -

یہ بات درست ہے کہ اگر کسی قسم کی غلامی کو جائز قرار دین تو ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ جاری رہے مگر ساتھ ہی اس کے دستورات قدیم کا لحاظ رکھنا ضرور ہے خصوص ایسی حالت مین کہ عامۂ خلائق اس بات کی تمیز نہ رکھتے ہون کہ اُنکے اس قبیل کے طریقون مین مداخلت کرنے سے کیا منفعت مقصود ہے۔ جب تک واضع قانون براہ دانشمندی اور بوجہ لحاظ دستورات قدیم کے طریقۂ غلامی مین بنظر انسداد اُس کے دخل دینا قرین مصلحت نہ سمجھے گا اُسوقت تک صرف یہ امید ہو سکتی ہے کہ جس قدر علم کی بتدریج اشاعت ہونے سے عقل کو فروغ ہوتا جاے گا اُسی قدر ہر فرقہ کے لوگون کو یقین ہو گا کہ آزادی جو مقتضاے عقل درست ہے واسطے آسودگی و رفاہ عامۂ خلائق کے نہایت مفید ہے۔[۱]

نوان باب

معاہدون کے

بیان مین

معاہدون کے باب مین دھرم شاستر کے اصول معقول اور قرین انصاف ہین جن صورتون مین کہ بموجب دیگر قوانین کے معاہدے باطل متصور ہوتے ہین اُنھین صورتون کی تصریح ہندوون کے قانون دانون نے بھی کی ہے مثلاً مجنونیت و نابالغی و مناکحت و ناقص العقلی و غلطی و جبر

[۱] اس کتاب کی دوسری جلد مین نو مقدمے طریقۂ غلامی کی توضیح کے لیے مندرج ہین معلوم ہوتا ہے کہ عدالتون ماتحت احاطۂ مدراس و بمبئی مین بھی اس امر مین بحث درپیش ہوئی ہے ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۳۰ کو معائنہ کرو۔

معاہدوں کے فسخ ہونے کے سبب

و فریب وغیر مجازیت و عدم قابلیت و تنسیخ [1] منجملہ ان سببوں کے ہر سبب سے انفساخ معاہدہ لازم آتا ہے علاوہ انکے یہ سبب بھی ہین ذات سے اُترجانا اور کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہونا [2] اور کسی صورت مین جائداد سے قانوناً محروم ہونا -

مجنونیت -

مجنونیت کے لفظ سے صرف فاترالعقل اور مخبط فطری ہی مراد نہین ہے بلکہ جملہ اُن اشخاص سے مراد ہے جو کسی قسم کی ضعیف العقلی مین مبتلا ہین اور جو بالخلق اس امر کی تمیز نہین رکھتے کہ کیا کرنا چاہیے اور کیا نہین [3]

نابالغی -

سولھوین سال کے آغاز تک نابالغی تصور کیجاتی ہے اور بعد ازان وہ کاروبار سے واقف یعنی قانون کے مطابق بالغ ہوجاتا ہے [4] لیکن دھرم شاستر مین لفظ نابالغی کے معنی غیر معین ہین اور یہ لفظ اُن شخصون پر بھی حاوی ہے جو نہایت کبرسنی یا صغرسنی کے باعث سے اپنے کاروبار کرنے کے لائق نہین ہین [5]

---

[1] برہسپتی سے خلاصہ کی جلد ۲- کے ص ۲۲۰- مین منقول ہے- اور اسی کتاب کی جلد ۱- ص ۴۰۵- مین منو سے نقل ہے -

[2] خلاصہ کی جلد ۳- ص ۳۲۷- مین باشسٹ سے نقل ہے -

[3] خلاصہ کی جلد ۱- ص ۱۸۷- بمبئی کی رپورٹ جلد ۲- ص ۱۱۴- مین ایک مقدمہ مندرج ہے جسمین ایک مکان کا بیع جو ایک کمسن اور ضعیف اور بیوقوف شخص سے عمل مین آیا اُسکی زوجہ کے نالشی ہونے پر بموجب بیوستہ پنڈتون کے منسوخ کیا گیا یہ امر ثابت ہوا کہ قیمت جو مکان کے واسطے ادا کی گئی تھی وہ کافی نہ تھی گو مخبط فطری ہونا بالغ کا متحقق نہوا -

[4] خلاصہ کی جلد ۲- ص ۱۱۵- مین سمرتی سے منقول ہے -

[5] خلاصہ کی جلد ۲- ص ۱۰۷-

شراکت۔

دھرم شاستر کے بموجب منکوحہ عورت کو اپنے علیحدہ اور خاص مال پر باستثناء اُس زمین کے جو اُس کے شوہر نے اُسے دی ہو اختیار کلی حاصل ہے تاہم افلاس کی صورت مین شوہر کو مال مذکور کے کام مین لانے اور صرف کرنے کا اختیار ہے اور زوجہ نسبت اپنے علیحدہ اور خاص مال کے بھی مطیع حکم اپنے شوہر کے ہے [۱] یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ مناکحت کی وجہ سے عورت معاہدہ کرنے کے قابل نہین رہتی لیکن جب ازواج کی محنت پر اُنکے شوہرون کا آزوقہ زیادہ تر منحصر ہے [۲] تو اُنکی جانب سے جو معاہدے عمل مین آئین وے جائز اور واجب التعمیل متصور ہونگے اور علیٰ ہذا القیاس وے معاہدے بھی جو شوہر کی غیر حاضری مین یا بحالت اُس کے ضعیف العقل یا ضعیف الجسم ہونے کے کسی سے پرورش کے لیے کیے جائین [۳]

ناقص العقلی۔

منو کہتا ہے کہ اگر ایک بدمست یا فاتر العقل یا مبتلاے مرض شدید یا مطیع محض یا طفل یا پیر یا ضعیف یا ایک شخص دوسرے کے نام سے بلا اجازت معاہدہ کرے تو وہ باطل متصور ہوگا ان صورتون مین بوجہ عدم قابلیت ناقص العقلی متصور ہوتی ہے لیکن اُن شخصون سے جو معاہدہ کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین یہ مسئلہ متعلق ہے وہ کہ مشتری کو احتیاط لازم ہے مثلاً نارد کا قول ہے کہ "مشتری کو چاہیے کہ جنس کو اول معائنہ کرکے جو کچھ اُس مین

---

[۱] کولبروک صاحب کا رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے۔ مقالہ ۴۔ دفعہ ۱۱۶۔

[۲] خلاصہ کی جلد ۱ ص ۳۱۰ اور دوسری جلد مین دوسرا مقدمہ جو قرضہ کے باب مین ہے اُسے معائنہ کرو۔

[۳] خلاصہ کی جلد ۱ ص ۲۹۶۔

عیب و صواب ہو دریافت کرے اور بعد اس معائنہ کے اگر وہ خریدنے کا
اقرار کرے تو پھر وہ اُسے بائع کو واپس نہین کر سکتا الا اس صورت مین جب
اُسمین کوئی مخفی عیب ہو"۔ سلہ جیسا کہ ایک حکم شرع محمدی مین اختیار
معائنہ کی نسبت جاری ہے ویسا ہی شاستر مین بھی ہے اور اشیاے
دیرپا کی نسبت جو معاہدہ عمل مین آوے وہ دس روز کے اندر منسوخ
کیا جا سکتا ہے ٹہ اور اور اشیا کی نسبت جو دیرپا نہین ہین مختلف
اوقات معین ہین اور واپس کرنے والے کو تھوڑا سا جرمانہ ادا
کرنا ہوتا ہے سہ

غلطی۔ بخشش اگر غلطی سے ہوئی ہو تو مسترد کیجا سکتی ہے اور اسی قاعدہ کی مناسبت
سے ہر ایک معاہدہ جو غلطی سے کیا جاے باطل ہوگا ہے

جبر کسی قسم کا ہو معاہدہ کو باطل کر دیتا ہے مثلاً نارد کا جو یہ متن ہے ۔
"جو کچھ آدمی اُس حالت مین کرتا ہے جب اُسکی عقل مین بہ نسبت اصلی حالت
کے خلل واقع ہو۔ اسپر جگنا تھ نے یہ شرح لکھی ہے کہ خوف اور جبر کی صورتون
مین آدمی اپنی مرضی کے مطابق نہین کرتا ہے بلکہ محض دوسرے شخص کی
مرضی کے بموجب۔ اگر ایک شخص کسی سے خوف کھا کر اپنی کل جائداد اُس
آدمی کو جو اُسے خوف سے بری کرائے دے دے تو اس صورت مین
اُسکی عقل حالت اصلی مین نہین ہے لیکن جو اس ٹھکانے ہو جانے کے

سلہ خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۳۱۳۔ مین منقول ہے۔

ٹہ منو۔

سہ خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۳۲۱۔

ہے کولبروک صاحب کا رسالہ جو در باب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکا مقالہ ۲۔
باب ۷۔ دفعہ ۲۰۱۔ معائنہ کرو۔

بعد اگر وہ بطور معاوضہ کچھ دے تو وہ عطیہ جائز ہے ۱؎ یہ امر اُس بیان کے مطابق ہے جو کولبروک صاحب نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے اور وہ رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اگرچہ تمام عمر جو بجبر کیے جائین دھرم شاستر کے بموجب باطل ہین مگر فی الواقع وے ہر ایک اور آئین کے بموجب باطل نہین ہین بلکہ قابل البطال ہین کیونکہ ممکن ہے کہ استحکام اُنکا بذریعہ رضامندی مابعد عام اس سے کہ وہ ظاہری ہو یا معنوی ہو جاے ۲؎

فریب۔ واضح ہو کہ فریب کے ضمن مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر طرح کا فریبی عمل معاہدے کو باطل کر دیتا ہے فریبی عمل کے واسطے شاستر مین لفظ چھل کا استعمال ہے ۳؎ اور بیع کے معاہدہ مین اگر بائع ایک اچھا نمونہ دکھا کر ناقص مال حوالہ کرے تو مشتری چاہے جب اُسے واپس کر سکتا ہے اور بائع اپنی بددیانتی کی وجہ سے مستوجب اداے جرمانہ اور ہرجہ کا ہے ۴؎

غیر مجاریت۔ ایسی مثالین جنمین باوجود ہونے قبضے اور حق ملکیت کے معاہدہ کرنا جائز نہین ہے بہت ہین مثلاً ایک بہت معروف مثال شریک کی ہے جس کو اپنے حصہ غیر منقولہ جائداد کا دینا یا رہن کرنا یا بیع کرنا منع ہے الا زمانہ افلاس مین اپنے کنبے کی پرورش کے واسطے ۵؎ لیکن بموجب قانون متشیہ بنگالہ کے معاہدہ جو بائع نے اپنے خاص حصہ کی نسبت کیا ہو

۱؎ خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۱۸۳۔

۲؎ باب ۷۔ دفعہ ۱۰۹۔

۳؎ ایضاً۔

۴؎ کاتیائن اور نارد سے خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۲۲۳۔ اور ۳۲۵۔ مین منقول ہے۔

۵؎ بیاس سے خلاصہ کی جلد ۲۔ ص ۴۲۳۔ مین منقول ہے۔

جائز ہے مگر نہ وہ جو اور شرکا کے حصون کی نسبت کیا جاسے ۱؎ اگر شرکا مین سے ایک شریک قرضدار مرجاے اور وہ زر قرض سب شریکون کے کام مین آیا ہو تو ادا کرنا اسکا صرف شرکا حی القائم پر فرض نہین ہے بلکہ منو کہتا ہے۔ "وہ کہ اگر ایک غلام بھی اپنے آقا کی غیر حاضری مین اسکے نام سے کنبے کی منفعت کے لیے کوئی معاہدہ کرے تو آقا اپنے وطن مین ہو یا ملک غیر مین اسکو منسوخ نہین کر سکتا"۔ معاہدہ کرنے کی نسبت ایسی ہی ممانعت اُن بیوون کو بھی ہے جن کو جائداد شوہری ورثہ مین ملی ہو جائداد مذکور کے انتقال کرنے کا انھین اختیار نہین ہے الا خاص ضرورت کے واسطے۔ ایک مقدمہ مجوزہ حال مین ایک شخص متوفے کے وارثون نے ایک تمسک کا روپیہ ادا کرنے سے انکار کیا تھا وہ تمسک بیوہ کا لکھا ہوا تھا اور بیوہ بھی مرگئی تھی اس مقدمہ مین یہ ثابت ہوا کہ منجملہ زر تمسک کے کچھ روپیہ اداے قرضۂ شوہر مین صرف ہوا تھا چنانچہ یہ تجویز ہوئی کہ جس قدر زر اس طور پر صرف مین آیا ہے وہ وارثون کو ادا کرنا چاہیے لیکن بیوہ کو یہ اختیار نہ تھا کہ جائداد یا وارثون پر کوئی بوجھ بلا ضرورت ڈالے ۲؎ اور ایک عام قاعدہ کولبروک صاحب نے یہ قرار دیا ہے کہ کنبے کے مصارف لازمی کے واسطے جو ضروریات ہون انکا سرانجام کرنا خاندان کے بزرگ کے ذمہ ہے اور نیز وہ ذمہ دار اُن شخصون کی خبرگیری کا ہے جنکی پرداخت اُسپر واجب ہے مثلاً اُسکی زوجہ یا والدین یا طفل یا غلام یا نوکر یا تاشاگرد یا شاگرد حرفہ ان شخصون کے واسطے اشیاء ضروری کا مہیا کر دینا اور لابدی اسباب

۱؎ بیاس سے خلاصہ کی جلد ۳۔ص ۴۳۳۔مین منقول ہے۔

۲؎ بیاس سے خلاصہ کی جلد ۳۔ص ۴۳۴۔

لگا دینا ضرور ہے۔ ؎

عدم قابلیت۔

عدم قابلیت کے سبب جاگیلک نے یہ بیان کیے ہین کہ "ایک معاہدہ جو بدست آدمی یا فاتر العقل یا مبتلاے مرض شدید یا سخت معذور یا طفل یا ایک شخص مخوف وغیرہ سے عمل مین آئے یا اُسے ایک شخص دوسرے کے نام سے بلا اجازت کرے تو وہ معاہدہ باطل ہے" اس فقرہ پر جگنناتھ نے یہ شرح لکھی ہے۔ "ایک آدمی بحالت ثبات حواس صرف اُجرت دے تو وہ جائز ہے" یا جنون وغیرہ کی صورت مین اگر ایک شخص بحالت افاقہ یعنی جسوقت جنون کا دورہ نہو اجرت کو ارادۃً دے تو وہ بھی جائز ہے لیکن صرف ایک عطیہ مجنون وغیرہ کا ناجائز ہے اس شرح سے یہ قاعدہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ مجنون کا فعل اس قیاس سے کہ وہ بحالت افاقہ عمل مین آیا ہے جائز ہوگا بشرطیکہ معاہدہ اہم اور قرین عقل ہو لیکن اگر وہ فعل مجنون کے مضر ہو اور اُسمین کوئی فائدہ متصور نہو تو اُسکو فی الواقع ناجائز سمجھنا چاہیے علیٰ ہذا القیاس اُس وثیقہ کو بھی جو ایک شخص قریب المرگ بحالت بیماری تحریر کرے جائز تصور کرنا چاہیے بشرطیکہ اُسکی تحریر کے وقت اُسکا صحیح الحواس ہونا ثابت ہو اور اگر یہ ظاہر ہو کہ اُسکی عقل بحالت اصلی نہ تھی تو وہ وثیقہ ناجائز ہوگا۔

یہ امر صدر دیوانی عدالت سے بمقدمہ ایک ہندو بیوہ کے جسنے اپنے لاولد شوہر متوفی کے بھائیون پر نالش کی تھی قرار پایا تھا مدعا علیہما کا جواب یہ تھا کہ اُنکے بھائی نے مرض مہلک کی حالت مین چار روز قبل وفات اُنکے نام جائداد انتقال کر دی تھی اور یہ تجویز ہوئی کہ قانون کے بموجب صرف تنقیح طلب

؎ رسالہ جو معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے اُسکے مقالہ ۲ کی دفعہ ۴۹ - معائنہ کی جاے۔

یہ امر ہے کہ فی الواقع وہ شخص وفات کے وقت صحیح الحواس تھا یا نہ تھا[1]

نسخ۔

آٹھ قسم کی بخشش ہین جنکی کاتیائن کے بموجب تنسیخ یا تردید نہین ہو سکتی یعنی جو کچھ بطور اجرت دیا گیا ہو۔ یا بالعوض دعوت کے یا بابت قیمت اسباب معینہ یا جو عروس یا اُس کے اہل خاندان پدری کو بطور نذرانہ دیا گیا ہو۔ جو کچھ کہ بطور شکریہ محسن کو یا بطور نذر ایک لائق آدمی کو یا جو بوجہ یگانگت یا دوستی کے دیا جاوے[2] ہربت کا بیان ہے کہ "اگر ایک اقرار جو قانوناً جائز کیا گیا ہو مگر ایفا اُسکا نہ کیا جاوے تو ذمہ داری اُسکی اس دنیا اور عقبیٰ مین ایمان سے متعلق ہے،، لیکن جس صورت مین کہ اقرار ایک ایسے شخص کے ساتھ جو قانوناً اس امر کے واسطے ناقابل ہے کیا جاوے یا ایسے شخص کو کوئی چیز دی جاوے جو قانوناً قابل اُسکے لینے کے نہین ہے یا وہ ایک کام کے واسطے جو نہ کیا گیا ہو دی جاوے تو صورت اول مین عدم ایفاے وعدہ اور صورت ثانی مین اُسکی تنسیخ جائز ہے[3]

یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاوے وہی نہایت معتبر گنا جاتا ہے اور اور تمام امور متنازع مین جو معاہدہ کہ بالآخر کیا جاوے وہی نافذ رہے گا[4]

ادائے زر قرضہ کے لیے تاکید شدید ہے مثلاً حکم یہ ہے کہ باپ کا قرضہ بحالت ثبوت اُسکے بیٹون کو بطور اپنے قرضہ کے ادا کرنا ضرور ہے یعنی

---

[1] مقدمہ رادھامنی دیبی بنام سیام چندر ورودر چندر مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۸۵۔

[2] خلاصہ جلد ۲ ص ۱۶۲۔

[3] خلاصہ جلد ۲ ص ۱۰۱۔

[4] جاگیلاک سے خلاصہ کی جلد ۱ ص ۲۷۷۔ مین منقول ہے۔

مع سود دینا چاہیے گو اُنکو ورثہ مین جائداد ملی ہو یا نہ ملی ہو۔ پوتے پر دادا کا قرضہ ادا کرنا لازم ہے مگر بلا سود[1] اور پرپوتے پر قرض ادا کرنا ضرور نہین ہے الا اس صورت مین جب کہ وہ ورثتاً جائداد پاوے۔ اس فرق کی کوئی وجہ ظاہر معلوم نہین ہوتی نہ یہ واضح ہوتا ہے کہ قاعدہ واجب جسکی رو سے عائد ہونا ذمہ داری قرضہ کا جائداد کی نسبت ضرور ہے کس واسطے کہ صرف پرپوتے ہی تک محدود کیا گیا ہے۔ لیکن جملہ صورتون مین ذمہ داری صرف اُسی قرضہ کے ادا کرنے کی ہے جو واجب و جائز ہو۔ بخشش جو مورث کی جانب سے عمل مین آئی ہو تعمیل اُسکی ہندوون مین قائم مقامون پر واجب نہین۔ چنانچہ ایک مقدمہ کی نسبت جسمین ایک شخص نے دوسرے شخص کو اس غرض سے کہ وہ اپنی دختر سے اُسکے بیٹے کے ساتھ بیاہ کر دے کچھ زر نقد دینے کا معاہدہ کیا تھا یہ تجویز ہوئی کہ ایسے معاہدہ کا ایفا اُسکی وفات کے بعد قائم مقامون پر فرض نہین ہے کیونکہ شاستر مین دولھن کے واسطے روپیہ دینا ممنوع ہے اور اسی وجہ سے زر معہود جائز نہین ہے۔[2]

ذکر اُن معاہدون کا جنکا ایفا قائم مقامون پر واجب ہے۔

اور واضح ہو کہ تمام ایسی صورتون مین لینے والا روپیہ کا ذلیل سمجھا جاتا ہے اور دینے والے کی نسبت یہ خیال نہین کیا جاتا کہ فی الواقع اُسکا ارادہ دینے کا تھا۔[3]

---

[1] خلاصہ جلد ا ص ۲۶۶۔ سر ولیم جونز صاحب کی یہ راے ہے کہ درصورت نہونے جائداد کے بیٹے اور پوتے پر قرضہ ادا کرنا اخلاق اور مذہب کی رو سے فرض ہے نہ قانون کی رو سے۔ تنبیہ متعلقہ خلاصہ کو دیکھو۔

[2] بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۹۴۔

[3] رسالہ کولبروک صاحب جو معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے اُسکے مقالہ ۲ کی ضمن ۱۲۴ کو دیکھو۔

میرے نزدیک معاہدون اور ضمانت اور اور امور متعلقہ کارروائی عدالت کے باب مین زیادہ تر بیان کرنا محض فضول ہے۔ جن شخصون کو اس باب مین اور اور امور متفرقہ کی نسبت زیادہ حال دریافت کرنا منظور ہووے اصول دھرم شاستر کو جسمین معاہدون کے قانون کا خلاصہ مندرج ہے معائنہ کرین اور توضیحات دھرم شاستر ستمشیئہ بنگالہ بھی جسمین اصول معاہدات کا ذکر ہے ملاحظہ طلب ہے اگر ان مضامین کی بحث کا اس جگہ ارادہ کیا جاے تو غالباً اعادہ اُن ہی مراتب کا ہوگا جو نسخون مذکورۂ بالا مین مندرج ہین آئین شہادت سے جو قواعد متعلق ہین وے چند اور صاف ہین چنانچہ ایسے شخص کی شہادت جو مقدمہ سے کسی طرح کا تعلق رکھتا ہو قابل منظوری نہین ہے گو اہل ان غیر مجاز کی بہت سی قسمین لکھی ہین اور شہادت کو معتبر یا غیر معتبر قرار دینا زیادہ تر حاکم کی راے پر منحصر کیا گیا ہے اور خفیہ تدبیر انکشاف مقدمہ کے واسطے یہ ہو سکتی ہے کہ مدعا علیہ حلف لینے یا تصدیق غیبی[1] کے لیے مجبور کیا جاے۔ آگے معلوم ہوگا کہ گواہی کی نسبت مفصل کی عدالتون سے ایک یا دو مقدمون مین پنڈتون سے ہوستہ طلب ہوا ہے لیکن نسبت اس بحث اور دیگر امور کے جو بالعموم کارروائی عدالت سے متعلق ہین ابواب آئندہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے۔

---

[1] تصدیق غیبی جسکو سنسکرت مین وِدب کہتے ہین انکشاف جرم کا ایک طریقہ ہے مثلاً ملزم کے ہاتھون کو گرم تیل مین ڈال دینا اس غرض سے کہ اگر وہ مجرم ہے تو اُسکے ہاتھ جل جائینگے اور قصوروار نہین ہے تو اُسپر کچھ اثر نہوگا۔ من مترجم

متاکچھرا

باب اول

طریقۂ دادرسانی کے بیان مین

فصل اول

ترتیب انجمن عدل

راجہ کی خدمت منصبی متعلق بعدالت۔

۱۔ سب سے اعلیٰ خدمت منصبی راجہ کی جو رسوم دینی کے بموجب مسند نشین کیا جاے اور اور طرح پر بہمہ صفت موصوف ہو یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی حفاظت کرے اور یہ امر بغیر انتظام مفسدون کے نہین ہوسکتا لیکن بلا تحقیقات معینہ قانون کے ایسے شخصون کا دریافت ہونا متعذر ہے اسی واسطے مقدمات کی طرف ہر روزہ توجہ کیجاے چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "راجہ کو چاہیے کہ بذات خاص اپنے مشیرون کی امداد سے ہر روز مقدمات کی تحقیقات کرے"[۱] لیکن مقدمات کی نوعیت و تعداد و اقسام کی نسبت ابھی تفصیل نہین کی گئی ہے چنانچہ بیان دوسرے مضمون کا جو ذیل مین درج ہے بغرض توضیح ان مراتب کے شروع کیا جاتا ہے۔

[۱] یہ اُس فقرۂ جاگیلاک سے متعلق ہے جو آچار کے باب مین منقول ہے۔

۲- "راجہ کو چاہیے کہ غصہ اور طمع سے بری ہو کر (بشمول عالم برہمنوں[1]) کے مقدمات کی تحقیقات دھرم شاستر یعنی آئین مقدس کے بموجب کرے"۔

کس آئین کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

۳- مقدمات - ایک امر کا ایک شخص کے حق مین بغرض محرومی مفاد دوسرے شخص کے قیاس کر لینا۔ مثلاً ایک شخص یہ ظاہر کرے کہ یہ کھیت یا کوئی اور ویسی شئے میری ملکیت ہے اور دوسرا خلاف اس کے بیان کرے کہ میری ہے۔

مقدمہ کی عام تعریف

۴- کثرت مقدمات کے ظاہر کرنے کے واسطے جمع کا صیغہ مستعمل ہوا ہے۔

وجہ استعمال صیغہ جمع

۵- راجہ - لفظ راجہ سے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے یہ مقصود ہے کہ جس خدمت منصبی کے انصرام کی اُسکو یہان تاکید کی گئی ہے وہ صرف قوم چھتری سے متعلق نہین ہے بلکہ اُن جملہ اشخاص سے جن کے مہام ملکی سپرد ہون۔

خدمت منصبی مذکورہ بالا جملہ حاکمون پر واجب ہے۔

۶- تحقیقات - اس خاص خدمت منصبی کی تاکید کے لیے یہ لفظ مکرر مستعمل ہوا ہے (عالم) وے جو قوانین اور بید اور علم صرف و نحو وغیرہ سے واقف ہین[2] (بشمول برہمنوں کے) چھتری اور اور قومون کے لوگ ہون - پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل مین غفلت یا خلاف عدل کرنے کی جواب دہی راجہ کے ذمہ ہے نہ برہمنون کے چنانچہ منو کا قول ہے "راجہ جو ایسے شخص کو سزا دیتا ہے جو اُسکا مستوجب نہین ہے اور ایسے شخص کو سزا نہین دیتا جو اُسکا مستوجب ہے تو وہ اپنی زندگی مین اپنے اوپر بدنامی لاتا ہے اور بعد مرگ کے وہ عذاب کی جگہ ڈالا جائے گا"۔

قول مذکورہ بالا کی زیادہ تر تشریح۔

راجہ کے ذمہ جواب دہی

---

[1] جاگیلک سے بیوہار مادھو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور بیر متر اودئے اور ربا وتند یو مین منقول ہے۔

[2] منو فصل ۸ - دو شلوک ۱۲۸ و ۱۲۹ ٹھہ بوکھیہ اور بیر متر اودئے اور بیوہار مادھو وغیرہ مین منقول ہے

۷ - دھرم شاستر یعنی (آئین مقدس کے بموجب) - مراد اس سے یہ ہے کہ ارتھ شاستر یعنی آئین مدنی کے مطابق نہین - قاعدہ مختص المقام اور رسوم دنیوی اور اَور قواعد جو آئین مقدس کے خلاف نہین ہین اُنکا بیان نہین کیا گیا ہے کیونکہ وے داخل مضامین جداگانہ نہین ہین علاوہ ازین قول مرقومہ ذیل اس جگہ لکھا جا سکتا ہے "ایک شخص پر ہر دنیوی رسوم یا حکم جائز کی جو اُسکے کار خاص کی مضر نہو اطاعت کامل واجب ہے" - ؎۱

تصریح اس امر کی کہ آئین کی پیروی کرنی چاہیے -

۸ - (غصہ اور طمع سے بری ہو کر) - چونکہ تاکید اس امر کی ہے کہ آئین مقدس کے بموجب کاربند ہونا چاہیے لہذا یہ تاکید فضول معلوم ہوتی ہے مگر ایسے رویہ کی اشد ضرورت ظاہر کرنے کے لیے یہ الفاظ مستعمل ہوے ہین - "غصہ" سے غیر استقلالی مزاج کی اور "طمع" سے استحصال کی خواہش بے غایت مراد ہے -

غصہ اور طمع کی اصطلاح کا ذکر -

۹ - علاوہ اسکے "اشخاص جو علم سے ماہر اور آئین سے واقف ہون اور راستبازی جنکا شیوہ ہو اور دوست و دشمن کی جانب داری نہ کرتے ہون ایسے لوگ راجہ کو عدالت مین مشیر مقرر کرنے چاہیئین" ؎۲

مشیرون کا تقرر

۱۰ - (اشخاص جو علم سے ماہر ہون) یعنی وے لوگ جو علم فلسفہ اور صرف و نحو وغیرہ اور بند کے سمجھنے مین مشہور ہون "آئین سے واقف ہون" - مضامین آئین مقدس بخوبی سمجھتے ہون "راستبازی جنکا شیوہ ہو" یعنی عادتاً صلح کی طرف مائل ہون "دوست و دشمن کی جانب داری نہ کرتے ہون" -

خواہ مذکورہ بالا کی تشریح -

؎۱ دیپک لیکھا اور بیر متر اودائے اور سمرتی چنتامنی اور بیوہار مادھو مین جاگیلک سے منقول ہے -

؎۲ بیر متر اودائے کی شرح اور دیپ لیکھا اور بیوہار مادھو اور بیاد آر نو ستو اور بیاد چنگار نو اور بیاد تند یو اور بیوہار سیوکھ اور سمرتی چندریکا مین جاگبلک سے منقول ہے -

یعنی جو لوگ کہ دشمنی اور محبت اور جانب داری اور تعصب وغیرہ سے بری ہون جن اشخاص مین ایسی تعریف پائی جاوے انکو بطور مشیر یعنی سبھا سد کے انجمن مین بیٹھنا چاہیے اور راجہ کی عالی حوصلگی اور قدرشناسی اور اعزاز بخشی کے باعث سے انکو ایسا کرنے کے لیے ترغیب ہوئی ہو۔

برہمن کی قوم سے متعلق ہے۔

۱۱۔ اگرچہ یہ اصطلاح کہ "علم سے ماہر ہون" بلا تخصیص اشخاص مستعمل ہوئی ہے مگر پھر بھی مراد اسکی برہمن کی قوم سے ہے چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ اسکو (یعنی راجہ کو) مشیر دانا اور تجربہ کار اور بزرگ اور اشرف الاقوام کے ساتھ جو آئین مقدس اور آئین اخلاق کے مضامین بخوبی جانتے ہون مشورت مین شریک رکھنا چاہیے۔ [1]

مشیرون کی تعداد

۱۲۔ مشیر تعداد مین تین ہون جیسا کہ صیغۂ جمع کے استعمال سے معلوم ہوتا ہے۔ اور منو کے قول کے بموجب بھی تعداد مشیرون کی ضرور ہے۔ "جو کسی ملک مین ایسے تین برہمن جو بیدون سے خصوصاً آگاہ ہون مشیر انجمن ہونگے"۔ الخ [2] لیکن برہسپتی نے بیان کیا ہے کہ تعداد مشیرون کی تین ہو یا پانچ یا سات۔ "جس انجمن مین کہ سات یا پانچ یا تین ایسے برہمن مشیر ہون جو فرائض دینی اور دنیوی سے آگاہ ہون تو وہ مثل ایک مقام متبرک کے ہے"۔ [3]

---

[1] بیرمتراودائے اور سمرتی چندریکا اور کل پترو۔

[2] اس قول کا بقیہ یہ ہے۔ مع عالم برہمن مقررہ راجہ کے۔ تو ایسی انجمن کو عقلمند لوگ کہتے ہین۔ منو کی فصل ۸۔ اشلوک ۱۱۔ کو سمرتی چندریکا اور مدن رتن اور بیرمتراودائے مین دیکھو۔

[3] سمرتی چنتامنی اور بیاوہار مینوکھ اور بیوہار مادھو اور بیرمتراودائے اور مادھوائے اور کل پترو وغیرہ مین برہسپتی سے منقول ہے۔

برہمنون سے جنکا ذکر اول ہوا ہے مشیر علیحدہ ہوتے ہین

۱۲ - یہ صفت کہ "علوم سے ماہر ہون" لفظ برہمنان سے جو قول اول ہین واقع ہے متعلق نہ سمجھی جاسے کسواسطے کہ جو صفت اس مقام پر استعمال کی گئی ہے وہ بتدا واقع ہوئی ہے لہذا وہ لفظ برہمنان مندرجہ قول مابعد سے ترکیباً مطابق نہین ہو سکتی کیونکہ لفظ مذکور بطور خبر واقع ہوا ہے علاوہ اسکے اگر ایسا ہو تو کرار شرط علم ضروری کی لازم آتی ہے - کاتیائن کے قول سے مابین برہمنون اور مشیرون کے صریح فرق معلوم ہوتا ہے قول یہ ہے کہ "راجہ اگر بشمول حاکم اعلی اور وزرا اور پروہت اور مشیرون عدالت کے شاستر کے مطابق تحقیقات کرے تو اسکو بہشت حاصل ہوگا" -

مشیرون کی خدمت منصبی کا ذکر -

۱۴ - فرق اس جگہ یہ ہے کہ مشیرون کا تقرر عمل مین آتا ہے اور برہمنون کا نہین اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ "ایک شخص جسکا تقرر عمل مین آیا ہو یا نہین وہ مشورت قانونی دینے کا مجاز ہے"[۱] جو حاکم کہ مقرر کیے گئے ہون انکو لازم ہے کہ بعد دینے صحیح مشورت کے اگر راجہ خلاف قانون کرے تو اُسے ایسا کرنے سے باز رکھین اور اگر وے ایسا نہ کرینگے تو بموجب قول کاتیائن کے مستوجب سزا ہین اور وہ قول یہ ہے "جو مشیر کہ راجہ کے ساتھ طریقہ نا انصافی اختیار کرین تو وے راجہ کے فعل کے شریک ہو جاتے ہین"[۲] لہذا اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وے لوگ راجہ کو ایسے طریقہ پر عمل کرنے سے باز رکھین -

اور صلاح کارون کی خدمت منصبی -

۱۵ - بخلاف اسکے اگر وے لوگ جنکا تقرر حسب ضابطہ عمل مین نہین آیا ہے صلاح خلاف قانون دین یا صلاح دینے سے باز رہین تو مستوجب سزا ہین

---

[۱] باشسٹ کا قول بیرمترادوا کئے مین منقول ہے لیکن بیوہارسیوکھ اور سمرتی چندکا مین بطور قول نارد کے منقول ہے -

[۲] سمرتی چندکا اور بباد تنڈ یو بیوہار مادھو -

لیکن اگر دوسرے راجہ کے امر ناجائز کرنے کے معترض نہ ہوں تو دستو جب منصرانہ متصور ہونگے چنانچہ یہ امر مطابق قول مرقومہ ذیل منو کے ہے "یہ حاکموں اور فریقین اور گواہوں کو چاہیے کہ یا تو عدالت میں داخل نہوں اور اگر ہوں تو قانون اور امر حق کا اظہار صاف صاف کرنا چاہیے"۔ جو شخص کہ کچھ نہیں کہتا ہے یا اگر کہتا ہے تو دروغ اور غیر واجبی وہ مجرم ہے ۔ ؎

۱۶ - قول ۱۰ میں جو لفظ "عطف" اور کا مستعمل ہوا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بغرض اسکے کہ عامۂ خلائق کو انجمن پر اعتماد ہو چند اشخاص تاجروں میں سے بھی مدد دینے کے واسطے داخل کیے جائیں چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ "چند تاجر جو اچھے خاندان اور مزاج کے اور عمر رسیدہ اور نیک وضع اور دولتمند ہوں اور حسد نہ رکھتے ہوں طلب کرنے چاہئیں"۔ ؎

چند اشخاص تاجروں میں سے مشورت کے لیے طلب کرنے چاہئیں۔

۱۷ - یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمات کی تحقیقات راجہ کو خود کرنی چاہیے لیکن اگر ایسا نہو سکے تو اسکا بدل اس طور پر بیان کیا گیا ہے "اگر راجہ کو مقدمات کی تحقیقات کی فرصت نہو تو وہ ایک برہمن کو جو جملہ فرائض سے واقف ہو مقرر اور مشیروں کے ساتھ شامل کرے"۔ ؎

راجہ نیابتاً حاکم مقرر کرنے کا مجاز ہے۔

۱۸ - ایک برہمن (یعنی کوئی شخص چھتری یا اور کسی قوم سے نہو - جملہ فرائض سے واقف ہو) یعنی ایسا شخص جو جملہ فرائض دنیوی و محکومۂ دھرم شاستر جانتا

قول کی تصریح۔

؎ سمرتی چنتامنی میں منو کی فصل ۸ - و شلوک ۱۳ منقول ہے - لیکن بیا دستدیوا و رُودندر بوکیہ میں بطور قول کاتیائن منقول ہے اور سمرتی سار اور مدھ نتمی اور کا لکا بھٹ میں بطور قول منو اور نارد کے منقول ہے -

؎ سمرتی چندریکا اور کلپترو اور مادھویاے اور بیر متراُدوائے اور بیا دستدیو میں منقول ہے -

؎ بیوہار میوکہ اور بیر متراودائے و دیپ کلیکہ و سمرتی چنتامنی و بیا دستدیو و اپرادتیا نے میں جاگیلک سے منقول ہے -

اور اپنے دل مین انکا ورد رکھتا ہو وہ تحقیقات مقدمات کے لیے مقرر اور مشیروں کے ساتھ اُس صورت مین شامل کیا جائے جب کہ راجہ اور کاموں مین مصروف ہو۔

راجہ کے قائم مقام کی تعریف۔

۱۹ - راجہ کو ایسا برہمن مقرر کرنا چاہیے جسمین سب صفات کاتیاین کے قول قدمۂ ذیل کے بموجب پائی جائین وہ مسکین فراج - عالی نسب - بخیر جانب دار - پرہیزگار - مستقل - عقبیٰ کا خیال کرنے والا - نیک - صاحب خوض جسپر خواہشات نفسانی کا اثر نہو،، ۔ [۱]

قائم مقام کس قوم کا ہو۔

۲۰ - اگر ایسا برہمن دستیاب نہو تو راجہ ایک چھتری یا ویش کو مقرر کرسکتا ہے لیکن شودر کو نہین چنانچہ کاتیاین نے کہا ہے کہ "جب کہ اس صفت کا برہمن نہ ملے تو وہ ایسے چھتری یا ویش کو جو قانون سے ماہر ہو مقرر کرے لیکن احتیاط رہے کہ شودر نہ مقرر کیا جاے"۔ [۲]

حاکم اعلیٰ کا اختیار

۲۱ - راجہ کے ایسے قائم مقام کو نارد نے بطور مشیر کے بیان کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ راجہ کو چاہیے کہ آئین مقدس کی ہدایت کے بموجب اور جس شخص کو اُسنے حاکم اعلیٰ مقرر کیا ہے اُسکی راے پر غور کرکے مقدمات کی تحقیقات سوچ سمجھ کر اور حسب ضابطہ کرے۔ [۳]

قول کی تصریح۔

۲۲ - (اُسکی راے پر غور کرکے) یعنی اپنی راے پر اعتماد کلی نہ رکھے مثلاً جیسا کہ راجہ جاسوس کے وسیلہ سے دشمن کی راج کا حال دریافت کرتا ہے اُسی طور پر تحقیقات مقدمہ مین بھی عمل کرے۔

ذکر اشتقاق لفظ پراد دیواکہ

۲۳ - لفظ پراد دیواکہ سے حاکم اعلیٰ مراد ہے اور یہی معنی بلحاظ اُس کے اشتقاق کے درست ہین حاکم اعلیٰ مدعی اور مدعا علیہ سے دریافت کرتا ہے یعنی

---

[۱] سمرتی چندریکا دکل تیرد و بیر متر اودائے و سمرتی چنتامنی مین منقول ہے۔

[۲] سمرتی چندریکا دکل چترو ماد ھو پائے وو یہار لیکھ مین منقول ہے۔

[۳] بیر متر اودائے اور بیاد چند یو مین نارد سے منقول ہے

استفسار کرتا ہے اور پری چھتی سے صرف و نحو کے قواعد کے بموجب اسم فاعل پراد یعنی مستفسر مشتق ہے۔ اور چونکہ وہ شمول شمیرون کے بیانات مدعی و مدعا علیہ کے (دیوے کمتی) یعنی جھوٹ و سچ کی تحقیقات و تجویز کرتا ہے تو اس سے دیوا لکھو جس کے معنی تحقیقات کرنے والے کے ہین مستخرج ہے پس ان دو لفظون کی ترکیب سے پراو دیوا لکھ بنتا ہے۔ قول یہ ہے کہ وہ جو شخص شمول و موجودگی شمیرون کے و باحتیاط بیان نالش کے تفتیش اور امر متنازعہ کی تحقیقات کرتا ہے اُسکو پراودیوا لکھ یعنی حاکم اعلیٰ کہتے ہین۔" ۱

بد انجام حاکمون کی سزا۔

۲۴۔ ایک اور قول یہ ہے کہ "جو حاکم جانب داری یا طمع یا خوف کے باعث سے قوانین کے خلاف پالسی اور طرح نامناسب طور پر کام کرین تو ہر واحد پر جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے ہوگا"۔ ۲

قول کی تشریح۔

۲۵۔ قوانین کے خلاف۔ یعنی آئین مقدس کے خلاف (پالسی اور طرح نامناسب طور پر) یعنی رسوم مروجہ کے خلاف (جانب داری کے باعث سے) یعنی نامناسب طرفداری۔ (طمع) یعنی استحصال کی خواہش بے غایت۔ (خوف) یعنی ڈر کے باعث سے پالسی اور طرز پر اپنی خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو کر (ہر واحد) یعنی جتنے حاکم ہون اُنمین سے ہر ایک جدا گانہ۔ (جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے ہوگا) اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ اُس تاوان کا دوچند جو فریق مغلوب کی نسبت عائد ہونہ دوچند مالیت شے متنازعہ کیونکہ اگر قانون کا ایسا منشا ہوتا تو مقدمات زنا اور اسی قبیل کے اور مقدمات مین مطلق کچھ جرمانہ عائد نہ ہوسکتا۔

---

۱ برہاتہ یادو اور کل تیروین بیاس سے منقول ہے۔

۲ دیپک لکھہ مین اور متر مصرا اور اپرادت وغیرہ نے جاگبلک سے نقل کیا ہے۔

سزا صرف اُس صورت مین واجب ہوتی ہے جب ضرر بالقصد پہونچایا جاے۔

۲۶ - جانب داری یا طمع یا خوف کے بالتخصیص ذکر کرنے سے منشا یہ ہے کہ جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے اُن صورتون مین نہ ہوگا جنمین غلطی یا غفلت وغیرہ واقع ہوئی ہو - اس حکم کے یہی معنی ہین -

برہمنون پر جرمانہ ہوسکتا ہے -

۲۷ - دور اجہ کا مرتبہ باستثنا ٔ برہمنون کے اور سب سے عالی ہے، سلہ یہ قول گوتم کا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ برہمن جرمانہ سے بری ہین بلکہ یہ مقولہ علی العموم بغرض اظہار برہمنون کی بزرگی کے لکھا گیا ہے - سوتر مین حکم ہے کہ دور اجہ کو برہمنون کی نسبت چھ چیز سے پرہیز کرنا چاہیے - سزاے تازیانہ - قید - جرمانہ - جلا وطنی - تحقیر کرنا - نکال دینا، سلہ

لیکن مستثنیٰ شخص ضرور ہے کہ بہت بڑا عالم ہو - دنیوی معاملات سے اور بید و بید انگ سے بخوبی واقف ہو اور عاقل لدنی ہو - اور منقولات اور علم تاریخ خوب جانتا ہو اور ان مضامین کا مدام اپنے دل مین ورد رکھتا ہو اور اُن کے مطابق عمل کرتا ہو اور اڑتالیس رسوم جانتا ہو اور تین طرح کے اور چھ طرح کے فرائض کی تعمیل کرنے مین مصروف رہتا ہو اور دستور مختص المقام اور قواعد مروجہ سے آگاہ ہو سلہ

صرف برہمنون کے فرقے مین ہونا جرمانہ سے بری ہونے کے واسطے کافی نہین ہے -

---

سلہ بیرمترادوداے اور ڈنڈ بوکھ اور بیادتند یو مین بطور قول گوتم اور باشسٹ کے منقول ہے -

سلہ ڈنڈ بوکھ اور بیادتند یو مین بطور قول گوتم اور باشسٹ کے منقول ہے -

سلہ بیرمترا ودداے اور بیادتند یو مین منقول ہے -

فصل دوسری

بیان نالش

بیان نالش کی تعریف

۱- بیان نالش کا اب ذکر ہوگا۔ "جب ایک شخص کو دوسرے سے ایسے طور پر جو قانون یا دستور مسلمہ کے خلاف ہو رنج پہونچے اور وہ اُسکو راجہ یا حاکم اعلےٰ کے سامنے ظاہر کرے تو ایسے بیان کو بیان نالش کہتے ہین" [1]

قول کی تصریح۔

۲- جب ایک شخص کو دوسرے سے اس طور پر یا ایسے ذریعون سے مخالف یا منافی دستورات یا قانون مجاریہ کے ہون رنج یا تکلیف پہونچے اور وہ اُس ظلم کو راجہ یا حاکم اعلیٰ کے سامنے ظاہر یا پیش کرے تو اُسکو بیان نالش کہتے ہین۔ اور یہ اظہار دعوے یا الزام اور جواب سے مرکب ہے اور اسی پر غور اور شہادت اور فیصلہ اور تجویز مبنی ہے بیان نالش کی یہی تعریف عامہ ہے۔

الزام دو قسم کے ہین قیاسی اور یقینی۔

۳- الزام یا اظہار دعوے دو قسم کا ہوتا ہے قیاسی اور یقینی چنانچہ نارد کا قول یہ ہے کہ "اظہار دعوی کی دو قسمین ہین قیاسی اور یقینی یعنی جو قیاسی یا یقینی اُمور پر منحصر ہے قیاس اُس صورت مین کیا جاتا ہے جب ایک شخص صحبت بد رکھتا ہو اور کسی طرح کے ثبوت معائنہ سے یقین ہو جاتا ہے مثلاً شئے مسروقہ کا دیکھ لینا"۔ الخ [2]

الزام یقینی دو طرح کی

۴- ایک الزام یا اظہار دعوی جسکی بنا امر یقینی پر ہو اُسکی دو قسمین ہین

---

[1] دیپکلیکا ویر متر اودے کے وسہودھنی و سمرتی چنتامنی و بیادتندیو و بیوہار میوکھ و دھرما دھیا ئے و سمرتی سار مین یاگیلک سے منقول ہے۔

[2] بیادتند ہوا اور سمرتی چنتامنی مین منقول ہے۔

ارتکاب فعل و ترک فعل کی نسبت ہوتا ہے۔

ترک فعل یا ارتکاب فعل۔ترک فعل کی تمثیل اس بیان سے واضح ہے۔"فلان شخص کے پاس میرا سونا یا کوئی اور شے ہے مگر وہ مجھے واپس نہین دیتا ہے"۔اور ارتکاب فعل کی تمثیل مین یہ بیان ہوسکتا ہے کہ"وہ جبراً میری اراضی پر قابض ہوگیا ہے"۔کاتیاین نے ان دونون مین یہ فرق بیان کیا ہے کہ"وہ شخص ایک امر حق کے کرنے مین راضی نہین ہے یا وہ ایک فعل ناحق کا ارتکاب کرتا ہے"۔[1]

نالش کی اٹھارہ قسمین ہین۔

۵-منو کے قول کے بموجب نالش کی اٹھارہ قسمین ہین۔"تفصیل ان قسمون کی یہ ہے۔پہلا قرضہ یا روپیہ جو صرف کے واسطے لیا جاوے۔دوسرا امانت اور قرضہ کاروبار کے لیے۔تیسرا بیع بلا اپنی ملکیت کے۔چوتھا وے معاملے جو شرکا مین ہون۔پانچوان سپردگی ہوئی چیز مین سے نکال لینا۔چھٹا محنتانہ یا مزدوری کا ادا نہ کرنا۔ساتوان ایفاء وعدہ نہ کرنا۔آٹھوان بیع اور خرید کی فسخ۔نوان آقا اور نوکر کے باہم نزاع۔دسوان زمین کی حدود کے تنازع۔گیارھوان اور بارھوان حملہ اور ازالہ حیثیت عرفی۔تیرھوان سرقہ۔چودھوان سرقہ بالجبر اور امور بالجبر۔پندرھوان زنا۔سولھوان نزاع باہم زوجہ اور شوہر کے اور وے امور جنکی تعمیل باہم اُنکے لازم ہے۔سترھوان زمین ورثت۔اٹھارھوان پانسہ سے کھیلنا یا جانورون کی بازی بدنا۔تمام مقدمات دنیوی کی ان اٹھارہ قسمون پر ہے"۔[2]

مختلف قسم کے دعوے

۶-مختلف قسم کے دعوون کی وجہ سے انکی پھر اور زیادہ قسمین قرار پائی ہین چنانچہ

---

[1] باد تندیوا ویر متر اودے مین منقول ہے۔

[2] منو کی فصل ۸ و ۵ و ۶ و ۷۔سمرتی چنتامنی ویواہار سیوکھ و دیپ کلیکو و مدن رتنی و باد بھنگارنو مین منقول ہین اور متر مسرا اور کالکا بھٹ اور گوبند راج نے بھی انکی نقل کی ہے مگر باد تندیو مین بطور قول منو اور مرکھی کے منقول ہے۔

نارد کہتا ہے "ان کی ایک سو آٹھ طرح کی قسمین ہین آدمی کے مختلف دعوون کے سبب سے سیکڑون طرح کی فروع ہوئی ہین" [1]

نالش اپنی رضا و رغبت سے دائر کرنی چاہیے

۷ - اس جملہ سے کہ "جب ایک شخص کو رنج پہونچے تو وہ راجہ کے سامنے ظاہر کرے"۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اپنا دعوے پیش کرے اور اپنی رضا و رغبت سے اپنا بیان ظاہر کرے نہ راجہ یا اُسکے حاکمون یا اُنکے نائبون کی تحریک کے باعث سے چنانچہ منو کہتا ہے کہ "راجہ کو اور اُسکے حاکمون کو نزاع کا بڑھانا کبھی نہ چاہیے نہ کبھی مقدمہ مین جو دائر ہو غفلت کرنی چاہیے" [2]

متعدد اشخاص ایک شخص پر جائز ہین

۸ - "اور لوگ" اس اصطلاح مین صیغہ واحد و تثنیہ و جمع شامل ہین پس اس سے ظاہر ہے کہ ایک یا دو اشخاص اپنا اظہار دعوی ایک ہی شخص کی نسبت بیان کرسکتے ہین لیکن نارد کا قول مرقومہ ذیل اُس صورت سے تعلق رکھتا ہے جسمین کہ اُمور متنازعہ مختلف ہون، محققان قانون بیان کرتے ہین کہ "ایک شخص کا اظہار دعوی بہت سے آدمیون کی نسبت اور اظہار دعوی عورات یا ایک نوکر کا خارج کرنا چاہیے" [3]

فصل تیسری

حکمنامہ طلبی کے بیان مین

مدعا علیہ کے نام حکمنامہ جاری کیا جاوے۔

اس جملہ سے کہ "وہ راجہ کے سامنے بیان کرے"۔ جو فصل ۲ - دفعہ ۷ - مین

---

[1] بادھندیوا اور بیرمترادوائے مین منقول ہے -

[2] منو کی فصل ۸ - اشلوک ۴۳ بیرمترادوائے و مدن تھی مین منقول ہے اور کالکا بھٹ وگوبندراج اور متر مصر نے بھی نقل کیا ہے اور مادھویاے اور سمرتی چنتامنی مین بھی منقول ہے -

[3] بیرمترادوائے و بیوہار میوکھ و مادھویاے و سمرتی سار و سمرتی چندریکا و دیپ کلیکا و بیادھ چندر مین منقول ہے -

آیا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کو استفسار کے بعد اپنے مقدمہ کا حال عجز کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اگر اُسکا بیان درست معلوم ہو تو اُسکے فریق مخالف کو بشرطیکہ وہ ضعف جسمانی کے باعث سے قابل معذوری نہو حکمنامہ مُہری کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے طلب کرنا چاہیے یہ ایک ایسا ظاہر امر ہے کہ مصنف نے اُسکا بیان نہین کیا ہے اگرچہ اور کتابون مین اُسکا صراحتاً حکم مندرج ہے۔

قبل اجراء اطلاعنامہ کے مدعی سے استفسار کرنا چاہیے۔

۲۔ جو شخص بوقت مناسب اور نادب طور پر راجہ کے سامنے آوے تو راجہ کو یہ کہکر استفسار کرنا چاہیے "اے آدمی خوف مت کر بلکہ ظاہر کر کہ کسنے اور کہان اور کسوقت اور کس وجہ سے تجھپر ضرر پہونچایا ہے" [1] بعد ازان راجہ کو چاہیے کہ بشمول برہمنون اور مشیرون کے مدعی کے بیان پر غور کرے اور اگر بیان اُسکا معقول معلوم ہو تو وہ مدعی کو فریق مخالف کی طلبی کے واسطے ایک اطلاعنامہ حوالہ کرے یا کوئی عہدہ دار اس کام کے لیے مامور کیا جاوے [2]۔

اشخاص جنکو طلب نہ کرنا چاہیے۔

۳۔ بیمار اور نابالغ اور ضعیف یا جو مبتلائے تکلیفات ہو یا رسوم مذہبی مین مصروف ہو یا وے جنکا غیر حاضر ہونا اُنکے حق مین مضر ہو یا جو مصیبت مین ہون یعنی کسی عزیز کے مرجانے سے رنج مین ہون یا سرکاری کام مین یا ادائے رسم تیوہار مین مصروف ہون ایسے اشخاص کو طلب کرنا نہ چاہیے اور راجہ کو چاہیے کہ بدمست یا فاتر العقل یا مخبط فطری یا اُن شخصون کو جو مغموم ہون یا نوکرون کو یا اُنکو جو دوسرے کے تابع ہون طلب

---

[1] سمرتی چندریکا وکل بیر دو بیوہار میوکھ وادھویاے مین کاتیائن سے منقول ہے۔

[2] بیوہار میوکھ مین کاتیائن سے منقول ہے۔

نہ کرے۔ ؎

ستثنیات دیگر۔

۴- ایک جوان عورت جسکے شوہر نہو یا عالی خاندان کی عورت یا زچہ یا اعلے قوم کی نو عمر عورت کو بھی طلب کرنا نہ چاہیے کیونکہ یہ عورات اپنے رشتہ دارون کی تابع کہلاتی ہین۔ ؎

اُنکا بیان جو طلب کیجا سکتی ہین۔

۵- لیکن وے عورت جنکی ذات پر اُنکے کنبہ کا مدار ہوا ور بدکارہ اور فاحشہ اور جو کنبے سے نکال دی گئی ہون یا قوم سے اُتار دی گئی ہون وے طلب کی جا سکتی ہین۔ ؎

۶- بعد دریافت کرنے وقت اور مقام اور اس امر کے کہ الزام کسقدر سنگین ہے راجہ اُن اشخاص کو بھی جو بیمار ہین طلب کر سکتا ہے اُنکو سواری گاڑی آہستہ آہستہ لے آنے کا حکم دے ؎ بعد تحقیقات مراتب نالش کے راجہ اُنکو جو جنگل مین روپوش ہوگئے ہین بزرگی طلب کرے ؎

گرفتاری کا ذکر۔

۷- بطور خود گرفتار کرنے کا جواز بھی نارد کے قول آئندہ سے مستنبط ہے وہ قول یہ ہے کہ "ایک شخص جو نالش کیا چاہتا ہو وہ تا پہونچنے اطلاعنامہ کے اپنے فریق مخالف کو جو دعوے سے گریز کیا چاہتا ہو یا معاملہ مین اطمینان نکرے بطور خود گرفتار کرنے کا مجاز ہے"۔ ؎

؎ بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن کے منقول ہے۔ اور سمرتی چندریکا مین بطور قول ہریت کے۔

؎ بیوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا وغیرہ مین کاتیائن سے منقول ہے۔

؎ ایضاً۔

؎ بیوہار میوکھ مین کاتیائن کا قول منقول ہے۔

؎ ہریت کا قول سمرتی چندریکا مین منقول ہے۔

؎ سمرتی چندریکا مین اس قول نارد کو بطور قول منو لکھا ہے۔

گرفتاری چار طرح کی ہے۔

۸۔ گرفتاری چار طرح کی ہے مخصص المقام۔ عارضی۔ امتناع سفر۔ امتناع حرفہ خاص۔ اور جو شخص کہ ایسی گرفتاری مین ہو اُسکو فرار نہ ہونا چاہیے[۱]۔

گرفتاری سے مفرور ہونا۔

۹۔ ایک شخص جو بوقت مناسب گرفتار کیا جاے اور وہ فرار ہو تو مستوجب جرمانہ ہوگا اور جو شخص کہ نامناسب طور پر گرفتار کرے تو وہ بھی مستوجب سزا ہوگا[۲]۔

گرفتاری بیجا

۱۰۔ اگر ایک شخص دریا سے عبور ہونے کے وقت یا ایسے مقام پر جہان پہونچنا دشوار ہو گرفتار کیا جاے اور وہ اُس گرفتاری سے فرار ہونا چاہے تو مستوجب جرم نہین ہے نہ اُس صورت مین جب وہ دشمن کے ملک مین یا کسی اور طرح پر خطرناک حالت مین ہو۔ جو شخص اپنا بیاہ کیا چاہتا ہو۔ بیماری مین مبتلا ہو۔ یا کوئی رسم رتبی ادا کرنے کو ہو۔ مشکلات مین مبتلا ہو۔ کسی اور نے اسپر نالش کر رکھی ہو۔ سرکاری کام مین مصروف ہو۔ چرواہے جب کہ وے اپنے مویشی کی خبرداری مین مصروف ہین۔ کاشتکار جو زراعت مین مصروف ہین۔ اہل حرفہ جو اپنے پیشہ مین مشغول ہین۔ سپاہی جو لڑائی مین ہین اُن شخصون کی گرفتاری نہ مدعی کی جانب سے بطور خود ہو سکتی ہے نہ راجہ اُنکو طلب کر سکتا ہے[۳]۔

لفظ گرفتاری کے معنی

۱۱۔ حاکم کے حکم سے حراست مین رہنے کو گرفتاری کہتے ہین۔

۱۲۔ بیمار اور مستثنیٰ اشخاص بیٹے وغیرہ یا رشتہ دار یا کسی دوست کو اپنی جانب سے بھیج سکتے ہین ایسے اشخاص کی نسبت دخل نامناسب کے

---

[۱] نارد۔

[۲] ایضاً۔

[۳] نارد کا قول باڈ نند یو اور بیو ہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور ویر متر اودے مین نقل ہے۔

جرم کا الزام عائد نہین ہوسکتا چنانچہ نارد نے قول مرقومہ ذیل مین یہ بیان کیا ہے۔
"جو شخص فریق کا نہ بھائی ہے اور نہ باپ اور نہ بیٹا اور نہ مختار مقبولہ تو وہ دخل نامناسب کے جرم کا مجرم ہے اور اگر وہ دخیل ہو تو مستوجب جرمانہ ہوگا"۔ [1]

فصل چوتھی

اظہار دعوی کے بیان مین

اظہار دعوی کے لکھنے کا طریقہ۔

۱- اب اس امر کا بیان ہوگا کہ جب اطلاعنامہ یا حکم یا راجہ کے کسی عہدہ دار کے ذریعہ سے فریق مخالف حاضر کیا جاوے تو کیا کرنا چاہیے [2] مدعی کا اظہار دعوے جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہو فریق مخالف کے سامنے بقید سال و ماہ و پاکھ و دن و وقت و قومیت وغیرہ کے لکھنا چاہیے"۔ [3]

اظہار دعوی مین کیا ہونا چاہیے۔

۲- جو کچھ مدعی کا اظہار یا بیان ہو اُسکا ثبوت چاہیے۔ جو شخص کہ دعوے کا اظہار یا بیان کرے وہ مدعی یعنی مستغیث ہے اور اُسکا فریق مخالف مدعا علیہ یعنی وہ شخص ہے جسپر نالش کی گئی ہو" فریق مخالف کے سامنے لکھا جاوے" یعنی ہو بہو جیسا اُسکے "جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہو"۔ یعنی اُسی بیان کے مطابق جیسا کہ اُسنے اول کہا ہو نہ کسی اور طرح کیونکہ اگر اسمین کچھ اختلاف واقع ہوگا تو وہ اُسکے

[1] قول نارد و بادتندیو و بیوہار سیوکھ و بیرمترادوا ئے دھرم چنتامنی و بادتر نوستو مین نقل ہے۔

[2] چونکہ دھرم شاستر مین لفظ مقدمہ متعلق دونون مقدمات دیوانی و فوجداری سے ہے اور طریقہ تحقیقات تنقیح مقدمہ بھی دونون صورتون مین یکسان ہے لہذا بلحاظ لفظ کے دعوی کے الفاظ الزام و اظہار دعوی کا کام مین لانا ضرور ہوا۔

[3] جاگیلک سے دیپاکلیکہ و بیرمترا و دوائے دھرم چندریکا و بیوہار سیوکھ و بادتندیو و دمادھو یا سے دھرم سار مین منقول ہے اور اپرادت اور وش روپ نے بھی نقل کیا ہے۔

مقدمہ کی نسبت مفر ہوگا۔

سبب اخراج مقدمہ قبل تجویز۔

۳۔ خلاف بیان کرنے والا اور جو شخص اپنے مقدمہ کے بلا ضرورت ناقص کرنے کا خود باعث ہوا اور جو شہادت پیش نہ کرے اور جو خاموش کھڑا رہے اور جو باوجود طلب ہونے کے روپوش ہو جاوے ایسے پانچ شخصوں کے مقدمہ کو قبل تجویز خارج کرنا چاہیے۔

بیان نالش مکرر کے لکھنے کی وجوہ۔

۴۔ چونکہ مستغیث کا اظہار مرتبہ اول کے بیان کے وقت لکھ لیا جاتا ہے لہذا یہ حکم کہ وہ پھر تحریر ہو فضول معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرے مرتبہ تحریر کرنے میں چند مراتب زیادہ لکھے جاتے ہیں مثلاً سال۔ مہینہ۔ پاکھ۔ تاریخ۔ تاریخ قمری۔ یوم۔ مستغیث اور اسکے مخالف کا نام۔ انکی قوم برہمن وغیرہ۔

چند اور مراتب جو اظہار دعوے میں مندرج ہونا۔

۵۔ چند اور مراتب سے مراد نوعیت و مقدار و وقت و مقام و سبب تحمل وغیرہ سے ہے چنانچہ اس باب میں قول یہ ہے۔[1] "الزام یا اظہار دعوی اسکو کہتے ہیں جو بامعنی و اصطلاحاً درست و حاوی و باترتیب و مطابق مطلب و غیر مبہم و استغاثہ مرتبہ اول کے مطابق و قرین قیاس و غیر متناقض و صاف و قابل ثبوت و مختصر و غیر ناقص ہو اور اسمیں بلحاظ مقام اور وقت کے اختلاف نہو اور اسمیں یہ امور بھی شامل ہوں یعنے سال و موسم و مہینہ و پاکھ و تاریخ و گھنٹہ و ملک و موقع و مقام و ہمسائگی و دعوے مع اسکی اصلیت و قوم و حلیہ و عمر فریق مخالف و شے متنازعہ کا عرض و طول و مقدار و مستغیث و فریق مخالف کے نام اور اسکے مورثوں اور راجاؤں حکمران کے نام و سبب تحمل و ضرر اور نام اصلی حاصل کرنے والے اور بخشنے والے کا۔"

فرق میں استغاثہ مرتبہ اول و اظہار دعوی کے

۶۔ یہ سب امور جو راجہ کے سامنے بیان کیے جائیں انکو اصطلاحاً اظہار دعوے

[1] سمرتی چنتامنی اور بہار تندیو اور بیوہار میوکھ میں کاتیاین سے منقول ہے۔

یا الزام کہتے ہین اول مرتبہ استغاثہ کرنے مین صرف شئے متنازعہ کا بیان کرنا ہوتا ہے اور بعد ازان فریق مخالف کے روبرو سال و ماہ و تاریخ وغیرہ مراتب لکھے جاتے ہین اور یہی فرق مابین استغاثہ مرتبہ اول و اظہار دعوے کے ہے۔

مقدمات مین تخصیص تاریخ ضرور ہے

۷۔ اکثر سال کی تخصیص سب مقدمون مین ضرور نہین مگر مقدمات رہن و قبوضیت و بیع و شرتی کے فیصلہ کے واسطے بہت ضرور ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ہویدا ہے۔ " رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین معاملہ ماقبل پر زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے "[1] علی ہذا القیاس معاملات تجارت مین بھی تخصیص تاریخ ضرور ہے یعنی اگر ایک شخص نے کسی سال مین خاص مقدار کسی شئے کی لی ہو اور اسکو واپس کردیا ہو اور ایک اور سال مین بھی اُسنے وہی شئے اُسی قدر اور اُسی شخص سے لی ہو اور اگر اشیر نالش ہو اور وہ پانا اُس شئے کا قبول کرکے عذر اسکی واپسی کا پیش کرے تو ایسی حالت مین مدعی کو در جواب مین یہ بیان کرنا ضرور ہوگا کہ وہ واپسی اُس شئے کی تھی جو اُسی سال سابقہ مین دی گئی تھی۔ مہینہ وغیرہ کی بھی تخصیص ضرور ہے

مقدمات جنمین مراتب متعلق موقع کا بیان ضرور ہے۔

۸۔ مقدمات مال غیر منقولہ مین تصریح ملک اور مراتب متعلقہ موقع بقید مقام و زمانہ وغیرہ ضرور ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ظاہر ہے " مقدمات متعلقہ مال غیر منقولہ مین ان ذیل امور کی تخصیص چاہیے یعنی ملک و مقام و موقع و قوم و نام و ہمسائگی و طول و عرض و قسم زمین و مورثون اور پہلے راجاؤن کے نام "[2]

---

[1] ایک مصنف سے جسکا نام تحقیق نہین ہے بیاد تند پواد بیر مترادوداے اور بیوہار متر یکا اور بیا چندر مین منقول ہے اور بتا چھرا اور سمرتی سار مین جاگیلاس سے منقول ہے اور مختلف مصنفون نے اس قول کے مختلف معنی لگائے ہین۔

[2] سمرتی چندریکا اور کل تیرد اور سمرتی جنتا منی مین کاتیائن سے نقل ہے لیکن بیاد تند پواد بیوہار

قول کی تشریح

۹ ۔ "ملک" یعنی ضلع وسط وغیرہ "مقام" مثلاً شہر بنارس وغیرہ "موقع" یعنی تفصیل اُن مکانات یا اراضی کی جو جائداد کی حدود میں چاروں طرف واقع ہیں ۔ "قوم" یعنی ذات مثلاً برہمن وغیرہ "نام" مثلاً دیودت وغیرہ "ہمسائگی" یعنی نام اُن اشخاص کے جو متصل رہتے ہوں ۔ "عرض و طول" یعنی تعداد بیگھہ یا مقدار اراضی کسی اور پیمائش کے بموجب "قسم زمین" مثلاً دھان کا کھیت یا سپاری کے درختوں کی زمین یا دلدل یا چکنی مٹی کی زمین "مورثوں کے اور پہلے راجاؤں کے نام" یعنی فریقین کے باپ دادا کے نام اور اُن راجاؤں کے نام بھی جو سابق میں حکمران تھے ۔ سال اور مہینہ وغیرہ کی تخصیص سے مراد صرف یہ ہے کہ خاص مقدمات میں جہاں تک ضرور ہو تاریخیں مندرج کیجائیں ۔

اظہار دعوے کی تقلید ۔

۱۰ ۔ چونکہ امور مذکورہ بالا اظہار دعویٰ کے واسطے ضرور ہیں لہٰذا اگر منجملہ اُنکے کوئی امر نہو تو وہ اظہار دعویٰ اظہار دعوے کی صرف تقلید ہے تقلیدی اظہار دعوے کی تعریف متاچھرا کے مصنف واجب التعظیم نے علیحدہ بیان نہیں کی ہے لیکن اور مصنفوں نے اس امر کو بصراحت بیان کیا ہے "اظہار دعوے جو خلاف قدرت اور غیر معتبر اور بے معنی اور لغو اور ناقابل ثبوت اور غیر ممکن الوقوع ہیں وے صرف تقلیدی ہیں اُنکو نامنظور کرنا چاہیے ۔ ۲ؔ

---

۲ میں ایک مصنف سے منقول ہے جسکا نام معلوم نہیں ۔

۲ؔ کاتیائن کا قول سمرتی چندریکا اور مادھویا اور بیوہار متریکا میں نقل ہے ۔ لیکن سمرتی سار میں بطور قول نارد مندرج ہے اور بادتندیو اور بیوہار میوکھ اور بادچندر اور برہسپتی اور سمرتی چنتامنی میں ایک مصنف سے جسکا نام معلوم نہیں منقول ہے ۔

قول مذکورہ بالا کی تصریح ہے

اا "خلاف قدرت"، مثلاً فلان شخص نے میرے خرگوش کے سینگ لے لیے ہین اور واپس نہین دیتا ہے "غیر مفسر"، مثلاً ایک شخص یہ بیان کرے کہ میرے مکان مین جو چراغ جلتا ہے اسکی روشنی مین فلان شخص اپنے گھر مین کام کرتا ہے "بے معنی"، یعنی جس سے کچھ مدعا نہ نکلے مثلاً بے ربطی عبارت "لغو"، مثلاً "دیودت ایک شیرین راگ میرے گھر کے نزدیک گاتا ہے" "ناقابل ثبوت"، مثلاً دیودت میری جانب کبر کی نظر سے دیکھ کر میری تحقیر کرتا ہے چونکہ اس بیان کا ثبوت نہین ہوسکتا لہذا اسکو ناقابل ثبوت کہا ہے۔ فعل مذکور کے معاً عمل مین آنے کے سبب سے ثبوت تحریری کیا بلکہ اسکا کوئی گواہ بھی نہین ہوسکتا اور چونکہ ایسی نالش ایک خفیف امر کی ہے لہذا تصدیق علیمی عمل مین نہین لائی جاسکتی "غیر ممکن الوقوع"، مثلاً فلان گونگے آدمی نے مجھے سخت و سست کہا یا "اظہار دعوے اعتراض باشندگان مقام خاص کے برخلاف ہو چنانچہ اس امر مین قول یہ ہے "جس نالش کا سرکار سے امتناع ہے یا جو نسبت اغراض باشندون ایک شہر یا ملک یا مختلف فرقون عامۂ خلائق کے مضر ہے وہ ناقابل سماعت قرار دی گئی ہے"۔[۲]

---

[۱] ہر چند تمثیل مرقومۂ ذیل خفیف متصور ہوسکتی ہے مگر اور طریقون مین بھی اسی طرح کی جزئیات کا ذکر ہے۔ مثلاً اگر کسی ایسے امر کی بابت شرط کیا ہے جسکا وقوع وقت انعقاد معاہدہ طاقت بشری سے خارج ہے تو ایسی شرط سے ابطال معاہدہ لازم آتا ہے اور اگر شرط درباب عدم وقوع ایسے امر کے ہو تو ایسی حالت مین شرط بالذات باطل ہوگی مگر معاہدے کے خلوص اور اصلیت مین کچھ ہرج واقع نہوگا۔

[۲] سمرتی سار مین نارد کا قول منقول ہے۔ لیکن سمرتی چنتامنی اور مادھو یا سے اور ویرمتر اودے مین برہسپتی کا قول نقل ہے اور برہادتندیو اور ہو یارسیوکھ اور بیاد چندر مین ایک مصنف سے جسکا نام دریافت نہین نقل ہے۔

۱۲۔ لیکن اس مقولہ سے کہ "ایک اظہار دعویٰ جسمین اشیاء متعددہ کا دعویٰ ہو قابل سماعت ہے" یہ مراد نہین ہے کہ دعویٰ بہت سے جداگانہ اشیا کا باطل سمجھا جاے مثلاً اگر ایک آدمی دوسرے شخص پر نالش کرے کہ اُسنے میرا سونا اور کپڑے اور چاندی وغیرہ لی ہے تو اس اظہار دعویٰ مین کچھ غلطی نہین ہے اور نہ یہ کہنا چاہیے کہ اظہار دعویٰ جسمین دعویٰ زرقرضہ کے علاوہ اور مضامین بھی ہین ناجائز ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص یہ اظہار کرے کہ فلان شخص نے مجھسے روپیہ سودی لیا اور مین نے اُسکے پاس سونا امانتاً سپرد کیا اور اُسنے میرا کھیت غصباً لے لیا تو یہ اظہار دعویٰ درست ہے۔ غرض منشاء قول مذکورہ بالا یہ ہے کہ جملہ امور کی تحقیقات بزمانۂ واحد ناجائز ہے جب یہ دریافت ہوجاے کہ ایک مقدمہ مین اظہار دعویٰ درباب چند اشیا کے ہے اور راجہ اُنکی حقیقت حال تحقیق کیا چاہے تو مجاز ہے کہ جاہے جس امر کی پہلے تحقیقات کرے[1]

اظہار دعویٰ جسمین کتنے ہی اشیاء کے دعوے ہون قابل سماعت ہے۔

۱۳۔ لفظ مدعی یا مستغیث مین اُسکے بیٹے اور پوتے بھی داخل ہین کیونکہ اُنکی غرض اور مدعی کی غرض یکسان ہے اور لفظ مذکور مختار مقبولہ پر بھی حاوی ہے کیونکہ اُسکو بوجہ تقرر کے مثل اپنے موکل کے تعلق ہوجاتا ہے چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ظاہر ہے "ایک شخص جسکو مدعی یا مستغیث اپنی طرف سے مقرر کرے یا مدعاعلیہ جسپر نالش ہوئی ہے تقرریہ اُسکا بطور اپنے مختار کے کرے اور شخص مذکور اپنے موکل کی جانب سے کاربند ہو تو وہی بمنزلہ اپنے موکل کے ہارتا یا جیتتا ہے"[2] موکل اپنے قائم مقام کی ہار جیت کا شریک ہوتا ہے۔

مدعی یا مستغیث کا لفظ اُسکے بیٹے اور پوتے اور مختار پر بھی حاوی ہے۔

---

[1] یہ باد چندر مین نارد کا قول منقول ہے لیکن مادھویائے اور سمرتی چندریکا اور کل شیرومن کا بیان ہے نقل ہے اور بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور باد چندر مین ایک مصنف سے جسکا نام معلوم نہین ہے نقل ہے۔

[2] بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور باد ھویائے اور بیاد چندر کا اور بیر مستر اودائے مین نقل ہے۔

[3] نارد کا قول بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور کل تیرد اور سمرتی سار مین نقل ہے لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول کاتیائن مندرج ہے۔

اظہار دعویٰ کے لکھنے کا طریقہ۔

۱۴۔جب کہ اظہار دعویٰ زمین یا تختہ پر کھریا سے لکھ لیا جاے تو اُسمین سے فضول امر نکال دینے سے اُسکی تصحیح کیجاتی ہے اور بعد ازان کاغذ پر لکھا جاتا ہے چنانچہ کاتیاین کے قول مرقومۂ ذیل سے ہویدا ہے ”مدعی یعنی مستغیث کا بیان جو وہ خود بلا تحریک غیرے ظاہر کرے اُسکو حاکم تختہ پر کھریا سے لکھوا لے اور بعد تصحیح ہو جانے کے کاغذ پر۔“ ؎

تا وقتیکہ جواب دعوے نہ داخل ہو تصحیحات ہو سکتی ہین۔

۱۵۔جب تک جواب دعوے داخل نہو اُسوقت تک اظہار دعوے مین ترمیم ہو سکتی ہے نہ بعد ازان کیونکہ شاید اسمین ایک صورت لا انتہا کی پیدا ہو چنانچہ نارد کا قول ہے ”وہ اپنے اظہار دعویٰ مین تا وقتیکہ جواب دعویٰ داخل نہو ترمیم کر سکتا ہے مگر جب کہ وہ جواب دعوے کے سبب سے بند کیا جاے تو تصحیح کرنا بھی موقوف ہونا چاہیے،،“ ؎

قبل از ترمیم اظہار دعوی کے جواب دعوے نہ لینا چاہیے۔

۱۶۔اگر حکام قبل ترمیم اظہار دعوی کے جواب دعویٰ داخل کرالین تو وے مستوجب اُس سزا کے ہونگے جو غصہ اور طمع کے واسطے مقرر ہے اور راجہ کو چاہیے کہ بعد لینے اظہار دعویٰ جدید کے دعویٰ کی تحقیقات کرے۔

فصل پانچوین

جواب دعویٰ کے بیان مین

جواب دعویٰ لکھنا چاہیے۔

اب یہ بیان ہوگا کہ بعد تحریر اظہار دعویٰ کے جسمین ترمیم ہو گئی ہو کس طور پر عمل کرنا چاہیے ”اُس فریق کا جواب جس نے اظہار دعوے سُنا ہے مدعی کے روبرو

؎ بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور دیپ لیکھ اور مادھویاے اور بیوہار متر یکا مین نقل ہے۔

؎ بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ اور مادھویاے اور بیاد آرنوستو اور بیاد چندر مین نقل ہے لیکن سمرتی سار مین بطور قول نارد مندرج ہے۔

قلمبند ہونا چاہیے - ۱؎

تصریح -

۲ - جبکہ فریق مخالف اظہار دعوی کا خلاصہ سن چکے تو اُسکا جواب یعنی وہ بیان جو بعد اظہار دعوی ہونا چاہیے مدعی یعنی دعویدار یا مستغیث کے روبرو لکھا جاوے -

جواب دعوے مین کیا امر اتب ضرور ہین -

۳ - جس سے کہ تردید بیان اول یعنی اظہار دعوی مدعی کی ہو اُسے جواب دعوے کہتے ہین چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ظاہر ہے - "داناؤن نے قرار دیا ہے کہ جواب دعوے وہ ہے جس سے اظہار دعوے کا ابطال ہو اور جو معقول و مصرح و با ترتیب و بدیہی ہو" ۲؎

۴ "جس سے اظہار دعوی کا ابطال ہو" - یعنی اُس سے تردید اظہار دعوے کی ہو سکے - "معقول" یعنی عقل کے خلاف نہ ہو - "با ترتیب" یعنی اُسمین کسی جگہ تناقض نہو - "بدیہی" - یعنی جو محتاج ایسی شرح کا نہو کہ درصورت استعمال الفاظ غیر مانوس یا بحالت ملحوظ نہونے قواعد صرف و نحو نسبت ترکیب یا اجتماع اُنکے یا بوجہ استعمال جملہاے مقدر یا زبان غیر کے ضرور ہوتی ہے - ایسا جواب دعوے درست کہا جاتا ہے -

جواب دعوی چار طرح کے ہین -

۵ - جواب دعوے چار طرح کا ہے - اقبال - انکار - عذر خاص - عذر فیصلۂ سابق - چنانچہ کاتیائن کا قول ہے - "اقبال و انکار و عذر خاص و عذر فیصلۂ سابق چار طرح کے جواب ہین" ۳؎

۱؎ بیاد تیندیو اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار مین جاگیلک سے منقول ہے -

۲؎ بیاد تیندیو اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار اور بیاد آرنوستو اور بیادچندر اور بیر متر اودائے اور کل پترو مین بطور قول نارد منقول ہے مگر یہ قول اُسکے آئین مین نہین پایا جاتا ہے اور بطور قول پراجاپتی کے سمرتی چندریکا اور بادھویاے مین منقول ہے -

۳؎ بیاد تیندیو وغیرہ مین منقول ہے اور کل پترو مین بطور قول نارد مندرج ہے -

اقبال کیا ہے۔

۶ - اقبال کی تمثیل ذیل لکھی جاتی ہے - مثلاً مدعی بیان کرے کہ فلان شخص پر میرے سو روپیہ قرض آتے ہین اور وہ شخص اُسکا جواب یہ دے کہ یہ امر سچ ہے اور فی الحقیقۃ مجکو اسقدر روپیہ دینا ہے - چنانچہ کاتیائن کا قول ہے - کہ " ایجاب دعوے کو اقبال کہتے ہین ،، ؎۱

انکار کیا ہے۔

۷ - انکار یہ ہے مثلاً وہ کہے کہ مجھے دینا نہین ہے - چنانچہ کاتیائن کہتا ہے - " دھرم شاستر مین اُس جواب دعوے کو انکار کہتے ہین جب کہ مدعا علیہ یعنی ملزم الزام یا اظہار دعویٰ کے برعکس بیان کرے "۔؎۲

انکار چار طرح کا

۸ - جواب دعوے انکاری چار طرح کا ہے " اختلاف محض - عذر لاعلمی - کسی دوسرے مقام مین ہونے کا عذر - معاملہ متنازعہ کے وقت وجود نہونے کا عذر ،، ؎۳

عذر خاص کیا ہے

۹ - " عذر خاص ،، - وہ ہے جب کہ مدعا علیہ مطالبہ تسلیم کرے مگر اُس سے بدین وجہ گریز کرنا چاہے کہ وہ ادا کر دیا گیا ہے یا کہ وہ زر نقد اُسنے ہدیۃً پایا ہے - چنانچہ نارد کہتا ہے " جب کہ فریق مخالف دعوے کو جو مستغیث نے لکھ کر پیش کیا ہے تسلیم کرے یا بسبب لحاظ کسی وجہ خاص کے وہ اُس سے گریز کرے

؎۱ قول بیاس بیادچنتامنی اور ویرمترا ودائے مین منقول ہے لیکن بیادنندیو مین ایک مصنف اسم نامعلوم سے منقول ہے -

؎۲ سمرتی چنتامنی اور بیادتندیو اور سمرتی سار اور بیادار نوستو اور بیادچندر اور سمرتی چندریکا مین مندرج ہے - برہسپتی سے کل تیرو اور مادھویا مین نقل کیا ہے اور بیوہار تتو مین بطور قول نارد لکھا ہے -

؎۳ کاتیائن سے بیوہار میوکھ اور بیادتندیو اور سمرتی چندریکا مین نقل ہے اور نارد سے سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار مین مندرج ہے اور بیاس سے کل تیرو اور بیادمتریکا مین منقول ہے - اور پراجاپتی سے مادھویا مین اور ایک مصنف اسم نامعلوم سے بیادچندر مین لکھا ہے -

تو اُسکو عذر خاص کہتے ہین،،۔ ے

عذر فیصلۂ سابق۔

۱۰۔ جبکہ فریق مخالف یہ بیان کرے کہ مدعی نے یہی دعوی پہلے پیش کیا تھا اور وہ خارج ہو چکا ہے تو عذر فیصلۂ سابق ہے چنانچہ کاتیاین نے اس باب مین یہ کہا ہے "اگر کوئی شخص جسکے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے اُسی امر کو پھر پیش کرے تو اُسکے جواب مین عذر فیصلۂ سابق بیان کرنا چاہیے۔ ے

جواب دعوی تقلیدی

۱۱۔ چونکہ جواب دعوی کی تکمیل کے واسطے مراتب مذکورۂ الصدر ضرور ہین لہذا جس جواب دعوی مین کہ یہ مراتب نہون وہ محض تقلیدی ہے اور یہ امر ایک لازمی نتیجہ ہے مگر اور کتب قانون مین یہ امر بصراحت لکھا گیا ہے "جو جواب دعوی کہ مبہم یا خارج از بحث یا بہت مختصر یا بہت مطول ہو یا جسمین تمام امور مصرحۂ اظہار دعوی کا جواب نہ ہو وہ جواب دعوی نہین ہے جسمین خارجی مراتب کا ذکر ہے یا جو ناتمام یا متناقض یا غیر بدیہی یا لغو ہے وہ جواب دعوی ناقص ہے ے

تشریح۔

۱۲ "مبہم جواب دعوی،، کی تمثیل یہ ہے مثلاً ایک قرضہ کی نالش مین مدعی کا دعوے ایک سو سورن کا ہو اور مدعا علیہ تسلیم کرے کہ اُسپر قرضہ ایک سو سورن یعنی ایک سو ماشہ کا واجب ہے "خارج از بحث،، مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ نے اپنے جواب مین ایک سوین کا قرضہ اپنے اوپر تسلیم کرلے "بہت مختصر،، مثلاً ایک

ے ہیوہار میوکھ اور ویرمترودائے اور بیاد تندیو اور سمرتی سار اور سمرتی چندریکا اور بیادار نوستو اور بیاد چندر مین نقل ہے لیکن مادھویاے مین برہسپتی سے منقول ہے یا دونون مین بموجب اُس قول کے نقل ہے جو کل تیرو مین منقول ہے۔

ے سمرتی چنتامنی اور بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور سمرتی سار اور بیاد آر نوستو اور بیاد چندر مین نقل ہے لیکن کل تیرو اور مادھویاے مین برہسپتی سے منقول ہے۔

ے نارد کا قول سمرتی چنتامنی اور بیاد تندیو مین نقل ہے لیکن بیوہار میوکھ مین ایک اسم نامعلوم مصنف سے منقول ہے۔

ے سونے کا وزن ہے جو سولہ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔

سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ جواب دعوی مین پانچ سورن کا قرضہ اپنے اوپر تسلیم کرے "بہت مطول"۔ مثلاً بجواب ایک سو سورن کی نالش کے مدعا علیہ اپنے ذمہ دو سو سورن کا قرضہ تسلیم کرے "یا جسمین تمام امور مصرحہ اظہار دعوی کا جواب نہو"۔ مثلاً سونے اور کپڑے اور اور اشیاء کے دعوے مین مدعا علیہ جواب گذرانکر صرف سونے کا اقبال کرے اور باقی اشیا کا جواب نہ دے "جسمین خارجی مراتب کا ذکر ہے"۔ مثلاً سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ یہ بیان کرے کہ مدعی نے اسپر حملہ کیا تھا "نا تمام" یعنی جسمین ملک اور مقام وغیرہ کی تصریح نہو مثلاً ایک نالش مین جو درباب حصول ایک کھیت کے ہو مدعی اپنے اظہار دعوی مین بیان کرے کہ کھیت مذکور ضلع وسط شہر بنارس کے مشرق کی طرف واقع ہے اور مدعا علیہ اپنے جواب مین علی العموم قبضہ کر لینا ایک کھیت کا بلا تصریح بیان کرے "معلق"۔ مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ یہ جواب دے کہ کیا مین ہی صرف اس شخص کا قرضدار ہون یعنی منشا اس کلام کا یہ ہو کہ حاکم اعلی یا مشیر یا مدعی بھی کسی اور شخص کے مقروض ہین "متناقض"۔ مثلاً ایک بات دوسرے کے خلاف ہو مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ جواب یہ دے کہ اسنے زر نقد تو وصول پایا مگر وہ اسکا دیندار نہین ہے "غیر بدیہی" یعنی بباعث استعمال عبارت و ترکیب خلاف قاعدہ صرف و نحو از بان غیر کے محتاج شرح ہو مثلاً اگر ایک شخص پر ایک سورن کی جو قرضہ کہ اسکے باپ کا ہو نالش ہو اور وہ بجائے اسطور پر جواب دینے کے کہ مجھے میرے والد نے بابت لینے سورن کے اطلاع نہین دی یہ بمعنی جواب دے کہ "بموجب اطلاع قرض لینے والے سو کے میرے باپ کے مین سورن کی نسبت کچھ نہین جانتا" "لغو" یعنی جو فہم اور عقل سلیم کے خلاف ہو مثلاً قرضہ کی نالش مین مدعی ایک سو سورن کا باظہار اسکے دعوی کرے کہ زر مذکور سود پر دیا گیا تھا اور سود وصول ہو گیا ہے مگر اصل نہین اور مدعا علیہ جواب دعوی مین بیان کرے کہ اسنے زر سود ادا کر دیا ہے مگر زر اصل اسکو کبھی وصول نہین ہوا۔

عذرات کا اختلاط نا قابل منظوری ہے

۱۳۔ لفظ جواب دعوی جو بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے اُس سے نتیجہ یہ پایا جاتا ہے کہ عذرات کا اختلاط نا قابل منظوری ہے "جس جواب دعوی مین کہ ایک جزو سے اقبال ہے اور ایک جزو

خاص کی نسبت اعتراض اور ایک جزو کی نسبت انکار تو وہ جواب دعوی مختلط کے باعث سے سچا ہے [۱] یہ قول کاتیائن کا ہے چنانچہ اُسنے ایسے جواب دعوی کے سچا ہونے کی دلیل پیش کی ہے [۲] ایک مقدمہ مین فریقین پر ثبوت داخل کرنا منحصر نہین ہو سکتا ہے اور نہ فیصلہ حسب مراد دونون کے صادر ہو سکتا ہے اور نہ دو جواب دعوی ان ادعاءِ مین پیش کیے جا سکتے ہین

صورت جسمین انکار اور عذر خاص پیش کیا جاسے -

۱۴ - لیکن یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جواب دعوی جسمین انکار اور عذر خاص دونون ہون اُسمین ثبوت فریقین کے ذمہ ہے کیونکہ قول یہ ہے کہ [۲] اختلاف محض کی صورت مین ثبوت مستغیث کے ذمہ ہے اور عذر خاص کی حالت مین بذمہٗ فریق مخالف [۳] لیکن دونون عذر ایک مقدمہ مین تسلیم نہین کیے جا سکتے مثلاً ایک سو سورن اور نیز ایک سو روپیہ کی نالش مین ایسا نہوگا کہ مدعا علیہ دعوی اول سے انکار کرے اور دوسرے کی نسبت عذر خاص پیش کرے

صورت جسمین عذر فیصلہ سابق اور عذر خاص پیش ہو -

۱۵ - بخلاف اسکے اگر جواب دعوی مین عذر خاص اور عذر فیصلہ سابق بھی پیش ہو تو مدعا علیہ کو دونون امور کا ثبوت داخل کرنا چاہیے چنانچہ قول ہے کہ مدعا علیہ جو عذر فیصلہ سابق و عذر خاص پیش کرے تو ثبوت انکار اُسکے ذمہ ہے" [۱]

مثلاً ایک شخص بیان کرے کہ مین نے سونا پایا تھا مگر پھر اُسکو واپس کر دیا اور چاندی کی نسبت مجھ پر پیشتر بھی نالش ہوئی تھی اُسمین مدعی کا دعوی خارج ہو چکا ہے مگر یہ امر مناقض ہے کیونکہ عذر اول کا ثبوت گواہون اور دستاویزات کی رو سے چاہیے اور عذر دوم کا بذریعہ فیصلہ اور مجوزین کے -

صورت جسمین تین یا چار عذر پیش کیے جاتے ہین -

۱۶ - جس جواب دعوی مین تین عذر ہون اب اُسکا بیان ہوتا ہے مثلاً ایک سو سورن

---

[۱] سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور بیر متر اودے مین منقول ہے -

[۲] سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور بیر متر اودے مین منقول ہے -

[۳] بیوہار میوکھ مین قول نارد منقول ہے مگر بیاد تندیو اور مادھویا سے مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے منقول ہے -

[۴] بیاس اور ہریت کا قول بیوہار میوکھ مین مندرج ہے لیکن بیاد تندیو اور بیاد چندریکا مین ایک مصنف اسم نامعلوم کا قول لکھا ہوا ہے -

اور ایک سو روپیہ اور کپڑون کی نالش مین مدعا علیہ اول دعوی کا انکار کرے اور دوسرے دعوی کی نسبت بیان کرے کہ زرمذکور ادا کر دیا گیا ہے اور کپڑون کی بابت عذر فیصلہ سابق پیش کرے جب جواب واحد مین یہ سب عذر پیش کیے جائین تو وہ جواب متصور ہوگا علی ہذا القیاس نہ وہ جسمین چار عذر ہون۔

عذرات بہ ترتیب بیان کیے جائین

۱۷۔ مگر چونکہ دعوی مختلفہ کا جواب عذرات مختلفہ کے بغیر نہین ہو سکتا لہذا انکو بہ ترتیب بیان کرنا چاہیے۔

عذر اہم کی تنقیح اول کرنی چاہیے۔

۱۸۔ عذرات کی ترتیب متخاصمین اور حاکمون کی راے پر منحصر ہے مگر جس صورت مین کہ دو عذر شامل ہین اُنمین سے جو عذر اہم ہے اُسکی تنقیح پہلے کرنی چاہیے اور بعد ازان اُسکی جو پہلے کی نسبت سے خفیف ہے۔

اقبال پر بعد تحقیقات اور عذرات کے لحاظ کیا جاے۔

۱۹ جبکہ اقبال ہو مگر بشمول اُسکے کسی خاص امر کی بابت کوئی عذر بھی ہو تو ایسی صورت مین امر تنقیح طلب بلحاظ عذر مذکور کے قائم ہوگا اسواسطے کہ اقبال کے واسطے کوئی ثبوت درکار نہین ہے چنانچہ ہریت کا قول ہے "اگر یہ پوچھا جاے کہ اُس صورت مین جب دو عذر یعنی انکار محض و عذر خاص پیش کیے جائین۔ یا کہ اقبال کے ساتھ ایک اور امر کی نسبت عذر کیا جاے تو کون سے عذر کی اول تحقیقات کرنی چاہیے اسکا جواب یہ ہے کہ جو عذر نہایت اہم ہے یعنی انفصال مقدمہ مین موثر ہو اُسکو بطور ایک جداگانہ جواب دعوی کے سمجھ کر اُسکی تحقیقات اول کرنی چاہیے اور اگر ان عذرات کے ایسا فرق نہو تو اور طور پر عمل کیا جاے"[1] یعنی جبکہ عذرات مین کچھ فرق نہو تو اُس صورت مین متخاصمین کی راے کے بموجب اُنکی تحقیقات ہوگی۔

نہایت اہم عذر وہ ہے جسپر تقدیم اور عذرات کے لحاظ کیا جاے

۲۰ "وہ جو عذر کہ نہایت اہم ہے" اس جملہ کے معنی یہ ہین مثلاً نالش مین جو واسطے وصول ایک سو سورن اور ایک سو روپیہ اور کپڑون کے ہو اسمین اگر مدعا علیہ اول دعوے کی نسبت اقبال کرے اور دوسرے سے انکار محض اور تیسرے کی نسبت کہے کہ مین

[1] سمرتی چندریکا اور مادھویا سے اور بیوہار میوکھ اور بہاد تنبدیوا ور سمرتی سار مین منقول ہے بیوہار میوکھ مین بطور قول ہربت اور بیاس کے لکھا ہے اور بہاد مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے مندرج ہے اور کل تیرہ مین بطور قول بیاس۔

ادا کر چکا ہون تو اس جگہ انکار محض نہایت بڑا عذر ہے اسکا ثبوت مدعی سے لیکر اُسکی تحقیقات کرنی چاہیے اُسکے بعد تیسرے عذر کی جو کپڑون کی نسبت ہے اور یہی ترتیب اُس مقدمہ مین بھی ملحوظ رکھنی چاہیے جسمین انکار کے ساتھ عذر فیصلہ سابق یا عذر خاص ہو مثلاً ایک اُسی قبیل کے مقدمہ مین جیساکہ اوپر مذکور ہوا مدعا علیہ سونے اور چاندی کے قرضہ کا اقبال اور اُسکے ادا کرنے مین رضامندی ظاہر کرے لیکن کپڑون کی نسبت انکار یا اُنکا واپس کرنا بیان کرے یا یہ کہے کہ کپڑون کی بابت مدعی کے خلاف پیشتر عدالت سے فیصلہ ہو چکا ہے تو اس صورت مین گو اقبال امر متنازعہ کی نسبت نہایت مُوثر ہے مگر چونکہ اُسکے واسطے کچھ ثبوت درکار نہین ہے لہذا انکار یا اور عذرات کی اول تحقیقات کرنی چاہیے۔

اگر دعوی کی نسبت دو عذر پیش ہون تو ایسی صورت مین ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

۲۱۔ مگر جس صورت مین کہ دو عذر ایک ہی الزام سے متعلق ہون یعنی اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت یہ الزام لگائے کہ ایک زمانۂ خاص مین میری گائے گم ہوگئی تھی اب وہ گائے دوسرے شخص کے گھر مین ملی ہے اور مدعا علیہ یہ کہے کہ مدعی کا بیان جھوٹ ہے کیونکہ جو زمانہ گم ہونے کا مدعی نے بیان کیا ہے اُسکے پیشتر سے وہ گائے میرے پاس تھی یا وہ مجھ مدعا علیہ کے گھر مین پیدا ہوئی تھی تو ایسا جواب دعوی ناقص نہ سمجھا جائے گا اسواسطے کہ وہ تردید دعوی کے واسطے پیش کیا گیا ہے اور اسمین صرف انکار نہین ہے کیونکہ مدعا علیہ کو اُس سے اپنے عذر کا استحکام مقصود ہے اور نہ اُسمین کوئی عذر خاص ہے کیونکہ اُسمین کسی جزو اظہار دعوے کو تسلیم نہین کیا ہے بلکہ یہ انکار محض بنظر اپنی بریت کے ہے اور ثبوت اسکا مدعا علیہ کے ذمہ ہے کیونکہ قاعدۂ مقررہ کے بموجب جب مدعا علیہ کو اپنے عذر کا استحکام مقصود ہو تو اُسکا ثبوت اُسی پر منحصر ہے۔

ثبوت مدعی کے ذمہ نہین ہے۔

۲۲۔ لیکن اگر اعتراض نہ ہو کہ یہ امر مدعی کے ذمہ بھی واجب ہو سکتا ہے جیساکہ انکار کی صورتون مین مقرر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قاعدۂ مذکور صرف انکار کی صورتون سے متعلق ہے۔ اس جواب کی تردید مین اگر یہ کہا جائے کہ قاعدہ جسکی روسے ثبوت کسی امر کا مدعا علیہ کے ذمہ ہے وہ بھی صرف ایک خاص عذر ہی سے تعلق رکھتا ہے تو اسکا

جواب یہ ہے کہ یہ بیان غلط ہے کیونکہ عذر خاص انکار کی بابت ہوتا ہے اور کوئی ایسی شے نہین ہے جسکو صرف عذر خاص کہ سکین۔

اقبال نامہ بین انکار مزید وانکار محض۔

۲۳- عموماً عذر خاص مین کچھ اقبال ہوتا ہے اور کچھ انکار مثلاً سو روپیہ کے وصول ہونے سے اقبال ہو اور اُسکے ساتھ ہی ایک ایسا عذر پیش کیا جاے جس سے وہ اقبال بے اثر ہو جاے لیکن اس مثال مین کسی جزو کا اقبال نہین ہے یہی وجہ امتیاز مابین انکار مزید وانکار محض کے ہے چنانچہ اس امر کو ہریت نے بصراحت لکھا ہے "جب کہ جواب دعوی مین انکار اور عذر خاص ہو تو عذر خاص کی تحقیقات اول چاہیے"۔ [1]

بحالت انکار اور پیش کرنے عذر سابق کے ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

۲۴- اگر عذر انکار و فیصلہ سابق کل شے دعوی کی نسبت متعلق ہو مثلاً سو روپیہ کے وصول کی نالش مین اگر مدعا علیہ انکار کرے اور عذر فیصلہ سابق بھی پیش کرے تو اس صورت مین بھی ثبوت کا ذمہ مدعا علیہ پر ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے ظاہر ہے "اگر کسی امر کی نسبت انکار کے ساتھ عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق بھی پیش کیا جاے تو مدعا علیہ کو ثبوت داخل کرنا چاہیے"۔ [2] کوئی صورت ایسی نہین ہے جسمین صرف فیصلہ سابق کا عذر پیش ہو سکے کیونکہ ایسا امر جواب دعوی متصور نہین ہو سکتا۔

اقبال ایک معقول جواب دعوی ہے۔

۲۵- اقبال خفیہ ایک معقول جواب دعوی ہے کیونکہ جس شے ثبوت کے واسطے نالش کی گئی ہے اُسکو صحیح قرار دینے سے کچھ ضرورت اُسکے ثبوت کی نہین رہتی ہے۔

عذر خاص اور عذر فیصلہ سابق کی صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے جسے پہلے ثابت کرے۔

۲۶- اگر کسی امر کی نسبت عذر خاص کے ساتھ عذر فیصلہ سابق کا بھی پیش کیا جاے مثلاً ایک شخص پر کسی شخص نے سو روپیہ کی نالش کی ہو اور مدعا علیہ جواب مین روپیہ کے پانے کا اقبال کرے مگر ادا کر دینے یا بجوز فیصلہ سابق کا عذر پیش کرے تو اس صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے جس عذر کو اول ثابت کرے۔

طرفین نا بوجہ عذر پیش نہین کر سکتے۔

۲۷- لیکن کسی صورت مین ایسا نہین ہو سکتا کہ ایک ہی مقدمہ مین طرفین زبانہ وجہ

---

[1] مادھویاے او سمرتی چندریکا مین نقل ہے لیکن کل تیرو مین بطور قول بیاس۔

[2] ہریت او بیاس کا قول بیوہار میوکھ مین مندرج ہے لیکن بباد ھندیو اور بباد چندر مین ایک مصنف اسم نامعلوم کے قول کے طور پر۔

عذر پیش کریں۔

فصل چھٹی

بار ثبوت و تجویز کے بیان میں

بفور داخل ہونے جواب دعوی کے ثبوت گذرانناچاہیے

۱۔ چونکہ دعوی کا استحکام وجہ ثبوت پر منحصر ہے لہذا اس باب میں کہ وجہ ثبوت کسکو پیش کرنا چاہیے یہ لکھا ہے کہ وہ دعویدار کو چاہیے کہ اُس شے کی نسبت جسکا ثبوت درکار ہے فوراً شہادت قلمبند کرے،، ۱؎ بعد گذر جانے جواب دعوی کے دعویدار یعنی اُس شخص کو جسپر امر متنازعہ کا ثابت کرنا واجب ہے فوراً اور بلا توقف اپنی شہادت یعنی اُس شے کو جس سے امر مذکور کا ثبوت ہو لکھے۔ اس حکم سے کہ فوراً لکھے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جواب دعوی کے داخل کرنے میں بعض اوقات توقف جائز ہے چنانچہ اسکا آگے بیان ہوگا چونکہ جواب دعوی کی نسبت تاکید نہیں ہے کہ وہ بلا تساہل داخل کیا جاے جیسا کہ شہادت ثبت کرنے کی صورت میں ہے تو اسکا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات بموجب اس مسئلہ کے وہ کہ جب کوئی امر ایک طور پر بیان کیا گیا ہو تو تعبیر اُسکی دوسرے طور پر نہیں ہو سکتی ،، دعوی کے جواب داخل کرنے میں توقف جائز ہے۔

فیصلۂ سابق یا عذر خاص کی صورتوں میں مدعا علیہ کو ثبوت پیش کرنا چاہیے۔

۲۔ اس ہدایت کی رو سے کہ دعویدار اپنی شہادت کو قلمبند کرے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو کوئی امر ثابت کرنا ہے وہ اُس امر کی نسبت شہادت تحریر کرے چنانچہ اگر عذر فیصلۂ سابق پیش کیا جاے تو اُسکا ثبوت دیا جاے کیونکہ یہی امر واجب الثبوت ہے اور جو شخص ایسا عذر پیش کرے وہ دعویدار ہے پس مدعا علیہ دعویدار متصور ہوگا اور اُسی کو وجہ ثبوت داخل کرنا چاہیے۔ چونکہ عذر خاص بھی ایک امر واجب الثبوت ہے پس جو شخص اس عذر کو پیش کرے وہ دعویدار ہے اور اُسی پر وجہ ثبوت گذراننا واجب ہے۔

انکار محض کی صورت میں مدعی کو ثبوت پیش کرنا چاہیے۔

۳۔ لیکن انکار محض کی صورت میں مدعی دعویدار ہے لہذا وجہ ثبوت کا پیش کرنا

۱؎ جاگبلک سے سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور مادھو یاسے اور ویپک الکلیما اور سبودھنی میں نقل ہے اور متر مصرا اور شمن دیپ اور بلم بھٹ نے بھی اُسی سے نقل کیا ہے۔

اسی پر منحصر ہے پس معلوم ہوا کہ اس جملہ کے استعمال سے کہ "دعویدار اپنی شہادت لکھے" مراد یہ ہے کہ جس شخص کو کسی امر کا ثابت کرنا ہے وہی اسکو ثابت کرے گا اور شخص دیگر نہین۔

اقبال کی صورت مین کوئی وجہ ثبوت درکار نہین۔

۴ - اسی وجہ سے چونکہ اقبال کی صورت مین کسی امر کا ثابت کرنا نہین ہے اور نہ فریقین کو کوئی دعوی رہتا ہے تو ایسی صورت مین پیش کرنا وجہ ثبوت کا ضرور نہین ہے اور مقدمہ کا اختتام ہوجاتا ہے چنانچہ ہریت نے اس باب مین صاف یہ کہا ہے کہ "اگر عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق پیش کیا جاے تو مدعا علیہ کو وجہ ثبوت داخل کرنا ہوگا اور انکار محض کی صورت مین مدعی کو - اور اقبال کی صورت مین کوئی امر تنقیح طلب نہین ہے" - [1]

وجہ ثبوت پیش ہونے کے بعد تجویز اخیر ہونی چاہیے۔

۵ - "اگر وہ صحیح ہے تو وجہ ثبوت داخل کرنے والے کے حسب مراد مقدمہ فیصل ہوگا ورنہ خلاف اسکے ظہور مین آئیگا" [2] "وہ" سے اس جگہ ثبوت تحریری و زبانی وغیرہ مراد ہے اور بیان اس امر کا یہ ہے - کہ اگر کوئی فریق صداقت اپنے دعوی کی بذریعہ شہادت زبانی یا تحریری کے ثبوت کو پہونچائے تو مقدمہ حسب مراد اسکے فیصل ہوتا ہے یعنی نالش اسکی سرسبز ہوتی ہے بخلاف اسکے اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو وہ مغلوب ہوتا ہے یعنی دعوی اسکا زائل ہوجاتا ہے -

فصل ساتوین

خلاصۂ مضامین سابقہ کے بیان مین

۱ - بعد مختصر بیان کرنے مقدمہ کے اصل کے مصنف متاچھرا نے خاتمہ مین اس مضمون کو بطریق اختصار مکرر لکھا ہے - "مقدمہ کی ترتیب بلحاظ جملہ اقسام دعوی کے چار

[1] کل تیرہ مین بیاس کا قول ہے اور میواہ مئیوکھ مین بطور قول بیاس اور ہریت کے مندرج ہے لیکن بیا وتندریو اور بیادچندریکا مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے -

[2] جاگیلک کے قول کا اخیر اشلوک ہے جو سمرتی چنتامنی اور بیاوتندریو اور دیپ کلیکا اور سبودھنی مین نقل ہے اور پنڈت اور متر مصر نے بھی اسکو نقل کیا ہے -

مدارج پر منقسم ہے،، ؎۱ مقدمہ جسکا اس جگہ ذکر ہے اُسی مقدمہ سے مراد ہے جسکی تحقیقات کا راجہ کو حکم ہے اور ترتیب اسکی بلحاظ جملہ اقسام دعوی یعنی مقدمات قرضہ اور اور معاملات کے چار مدارج پر منقسم ہے۔

مدارج اربعہ مقدمہ۔

۲۔ ,,مستغیث کا اظہار دعوی فریق مخالف کے سامنے لکھا جائے،،۔ اسکو درجہ اول یا ,,اظہار دعوی،، کہتے ہین۔ ,,جواب دعوی اُس فریق کا جسنے اظہار دعوی سنا ہے مستغیث کے سامنے قلمبند ہو،،۔ یہ دوسرا درجہ ہے اور اسکو جواب دعوی کہتے ہین،،۔ دعویدار کو چاہیے کہ جس امر کو ثابت کرنا چاہتا ہے اُسکی نسبت شہادت قلمبند کرے،،۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔ اور اسکو وجہ ثبوت کہتے ہین ,,اگر وہ صحیح ہے تو دعویدار کے حسب مراد مقدمہ فیصل ہوگا ورنہ خلاف اسکے،،۔ یہ چوتھا درجہ ہے اور اسکو تجویز کہتے ہین چنانچہ اس باب مین قول ہے کہ ,,مقدمہ اُسکو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے اُن تنازعات کی نسبت جو اشخاص کے باہم واقع ہون قانون و انصاف کی بنا پر فیصلہ صادر ہو،، ؎۲ اور اُسکے چار مدارج ہین یعنی اظہار دعوی و جواب دعوی و ثبوت دعوی و تجویز دعوی اور یہی چار مراتب مقدمہ کے مدارج اربعہ ہین ؎۳

اقبال کی صورت مین استثنا۔

۳۔ لیکن چونکہ اقبال کی صورت مین ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے اور نہ دعوے کا ثابت کرنا ہوتا ہے تو اس صورت مین کوئی امر تنقیح طلب نہین ہے اور مقدمہ کے صرف دو درجے ہوتے ہین۔

۴۔ بعد داخل ہونے جواب دعوی کے حاکمون کا غور کرنا اس امر کے دریافت کرنے مین کہ وجہ ثبوت کا پیش کرنا فریقین سے کسکے متعلق ہے ایسا امر نہین ہے جو مقدمہ کا ایک علیحدہ درجہ متصور ہو کیونکہ مصنف ورجب التعظیم نے ایسا نہین لکھا ہے ؎۴ اور نہ یہ امر فریقین پر خود منحصر رکھا گیا ہے۔ مقدمہ کا بیان اس طور پر ختم ہوا ہے۔

؎۱ سمرتی چندریکا مین جاگبلک سے منقول ہے۔

؎۲ مادھویاے اور سمرتی چندریکا۔

؎۳ بیوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا مین اور پرادت نے ایسا لکھا ہے۔

؎۴ جاگبلک۔

باب دوسرا

تعارض الزام کے بیان مین

فصل پہلی

امتناع تعارض الزام وغیرہ۔

۱- مصنف متاچھرا نے اُس ضابطہ کی نسبت جو کل مقدمات مین مرعی ہے ایک عام تمہید تحریر کرکے اب اُن بعض قواعد مخصّص کا بیان کیا ہے جو خاص مقدمات مین ملحوظ ہونے چاہیئین۔ "جو وہ شخص کہ کسی علت مین ماخوذ ہوکر مدعی کے اظہار دعوی سے صفائی اپنی حاصل نہ کرسکے وہ مجاز تعارض الزام نہوگا علی ہذا القیاس جو شخص کہ ایک الزام مین ماخوذ ہو اُسکی نسبت کوئی اور الزام پیش نہین ہوسکتا اور مستغیث مجاز نہین ہے کہ کوئی امر اپنے اصل استغاثہ سے خارج بیان کرے"۔[1]

تشریح جزو اول قول مندرجہ بالا۔

۲- اظہار دعوی سے مراد ہے وہ الزام جو کسی شخص کی نسبت قائم کیا جاوے اور جو شخص کہ کسی علت مین ماخوذ ہو صفائی یا برات اپنی حاصل نہ کرسکے وہ مستغیث کی نسبت مجاز تعارض الزام نہوگا۔[2]

عذر تعارض الزام اُس صورت مین جائز ہے کہ جب اُس سے بریت لازم آتی ہو۔

۳- لیکن یہ اعتراض مانع پیش ہونے اُس عذر کا نہین ہے جو فیصلہ سابقہ پر مبنی ہو کیونکہ گو ایسا عذر کسی قدر داخل تعارض الزام ہے مگر اُس سے مدعاعلیہ کی بریت لازم آتی ہے پس اس تحریر سے یہ واضح ہے کہ یہ قید نسبت پیش ہونے ایسے الزام کے ہے جس سے الزام پیش شدہ کی تردید متصور ہو۔

بیان جزو ۴م قول مندرجہ بالا۔

۴- مصنف مذکور مدعاعلیہ کی نسبت حسب تصریح بالا قیود بیان کرکے چند مراتب مستغیث کی نسبت لکھتا ہے۔ مدعی مجاز نہوگا کہ جو الزام ایک شخص کی نسبت پیش ہو چکا اور وہ اپنی صفائی نہ کرسکا ہو اُسی الزام کو شخص مذکور پر دوبارہ پیش کرے اور نہ مدعی خلاف اس بیان کے جو وقت پیش کرنے دعوی کے ہوا ہو یا خارج اُس سے کوئی امر ظاہر کرسکے گا چنانچہ اسی باب مین یہ حکم ہے کہ جو کچھ کہ وقت پیش ہونے اصل دعوی کے بیان کیا جاوے وہی وقت تحریر ہونے

---

[1] قولی باگیان شفوڈہ مادھویا ے دھرنی چندریکا دھرتی ساردپیک لیکھو وسبودھنی دلم بھٹ ودھر مصر۔

[2] تعارض الزام کے معنی یہ ہین کہ الزام کے مقابلہ مین الزام پیش کیا جاوے۔ مترجم۔

اظہار دعوی کے بجنسہ و بلفظہ قلمبند ہونا چاہیے ۔

جواب اعتراض ۔

۵ - درحالیکہ اوپر تاکید کی گئی ہے کہ جو بیان مدعا علیہ کے روبرو قلمبند کیا جاوے وہ بجنسہ مطابق اصل دعوی کے ہونا چاہیے تو یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ مکرر لکھنا اس بات کا فضول ہے کہ بیان سابقہ سے کوئی امر خارج بیان نہ کیا جاوے جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ قول اولی مین صرف یہ حکم ہے کہ جو کچھ کہ مدعی نے وقت پیش کرنے اپنے دعوی کے بیان کیا ہو وہی بجنسہ قلمبند ہونا ضرور ہے نہ یہ کہ مدعی اُسی دعوی مین بیان مختلف پیش کرے مثلاً اگر مدعی وقت ارجاع اپنے اصل دعوی کے مظہر ہوا ہو کہ فلان شخص کے ذمہ میرا سو روپیہ مع سود یافتنی ہے تو اُسکو بمقابلہ طرفثانی وقت تحریر ہونے اپنے اظہار دعوی کے یہ بیان نہین کرنا چاہیے کہ زرمذکور بابت سو تھان پارچہ کے مع سود یافتنی ہے ۔

فرق باہم قول ہذا وقول سابق ۔

۶ - اگر مدعی ایسا کرے تو اُس سے اختلاف دعوی لازم آتا ہے اور وہ اسکے پاداش مین مقدمہ خارج اور جرمانہ عائد ہونا چاہیے لیکن جو قول کہ مانع پیش ہونے ایسے کسی امر کا ہے کہ اصل دعوی سے خارج ہو اُسی مین نیز واسطے تبدیل نوعیت دعوی کے گو منشاء دعوی بدستور قائم رہے امتناع ہے مثلاً مدعی وقت رجوع کرنے اپنے اصل دعوی کے یہ بیان کرے کہ فلان شخص نے مجھ سے سو روپیہ سودی قرض لیا تھا اور وہ ادا نہین کرتا ۔ اور وقت تحریر ہونے اظہار دعوی کے مدعی مذکور مظہر ہو کہ میرے طرفثانی نے زرمذکور مجھ سے زبردستی لے لیا تھا پس پہلے قول مین درباب پیش کرنے امر جدید کے امتناع ہے اور پچھلے مین درباب تبدیل بنیاد نالش کے ۔

قول نارد ۔

۷ - قول نارد کا اس باب مین صاف یہ ہے کہ وہ جو شخص اپنے اصل دعوی سے انحراف کرکے اُسکو دیگر وجوہ پر مبنی کرتا ہے نالش اُسکی بوجہ مختلط ہونے اُسکے بیانات دعوے کے خارج ہونی چاہیے ،، سٹ

نالش کے خارج ہونے سے عدم جواز دعوے لازم نہین آتا

۸ - جس شخص کی نالش خارج ہو اُسپر جرمانہ عائد ہونا چاہیے لیکن خارج ہونے کی وجہ سے قطعی حرمان شئے دعوی لازم نہین آتا پس مقصود اس حکم امتناعیہ مذکورہ بالا کا

سٹ منقولہ سمرتی چندریکا دیوانا رسیو کوا وباد ستند بواو ہیر ستراودا سے وکا لپنر وماد ھوباے ۔

کہ "جو شخص کسی علت مین ماخوذ ہو کر صفائی اپنی مدعی کے اظہار دعوی سے حاصل کرلے[ا]
الخ" صرف یہ ہے کہ لوگ متنبہ ہو کر غلطی نہ کرین لیکن یہ قول نسبت جواز اصل دعوی کے
مؤثر نہین ہے چنانچہ اسی جہت سے ایک حکم مابعد مین یہ لکھا ہے کہ "دوراجہ سہویات
سے قطع نظر کرکے مقدمات دیوانی و فوجداری کی نسبت نیک عملی کے ساتھ
تحقیقات کرے"۔ ۲

۹۔ یہ قول جو اوپر لکھا گیا اسکو مقدمہ دیوانی سے متعلق سمجھنا چاہیے کیونکہ مقدمہ فوجداری
مین وقوع غلطی مضر ہے چنانچہ ناردکا یہ قول ہے کہ "غلطی لفظی جملہ مقدمات دیوانی
مین مضر نہین ہے یعنی اگر ایسی غلطی بمقدمات اغوا کرنے کسی شخص یا قرضہ یا ملکیت اراضی
کے واقع ہو تو مدعی پر جرمانہ ہونا چاہیے مگر اصل دعوی اسکا ساقط نہین ہو سکتا"۔ ۳
اس قول سے یہ مراد ہے کہ جملہ مقدمات دیوانی مین جن سے کارروائی فوجداری کا
تعلق نہو وقوع غلطی لفظی یا بطور سہو مضر جو باعث سقط دعوی نہین ہے یعنی اصل دعوی باطل
نہین ہوتا اور تمثیل جو دی گئی ہے وہ اغوی وغیرہ کی ہے۔

فرق درمیان نالش دیوانی و استغاثہ فوجداری۔

۱۰۔ جیسا کہ مقدمات اغوا یا قرضہ یا ملکیت اراضی مین سہو ظاہر ہونے سے مدعی مستوجب
جرمانہ ہوتا ہے لیکن اصل دعوی اسکا باطل نہین ہوتا ویسا ہی جملہ مقدمات دیوانی مین
تصور کرنا چاہیے کیونکہ تخصیص الفاظ "مقدمات دیوانی" سے یہ مستنبط ہے کہ استغاثہ
فوجداری مین وقوع غلطی مقدمہ کی نسبت مضر ہے مثلاً ایک شخص وقت پیش کرنے
اصل استغاثہ کے یہ ظاہر کرے کہ مجکو مدعا علیہ نے سر پر لات ماری اور وقت تحریر ہونے
بیان استغاثہ کے مظہر ہو کہ میرے پانون پر صدمہ مارا تھا ایسی صورت مین مستغیث پر
صرف جرمانہ ہی نہین ہوگا بلکہ اسکی نالش بھی خارج کیجاے گی۔

وقوع غلطی مضر استغاثہ فوجداری ہے نہ نالش دیوانی

۱۱۔ قاعدہ جو مشعر امتناع تعارض الزام قبل تردید علت کے ہے اسمین ایک

بہ نسبت امتناع تعارض الزام

---

۱ قول یاگیلک منقولہ سمرتی چنتامنی اور بیادتندیو اور سبودھنی اور دیپ کالک اور دنشولدیو
و متر مضر ویلم بہٹ۔

۲ منقولہ بیوہار مسوکہ اور بیادتندیو اور بیر متر اودے وبادھو یات۔

استغاثہ کیا گیا ہے یعنی ” مدعا علیہ مجاز ہے کہ مقدمات عمل بیجا و حملہ مین الزام کے مقابلہ مین الزام پیش کرے “ ؎

تشریح۔ ۱۲۔ ان استغاثون مین جو بابت عمل بیجا دائر ہون عام اس سے کہ وہ قولی ہو یا فعلی اور نیز مقدمات حملہ مین یعنی جب ارتکاب اسکا بذریعہ زہر یا آلات حرب کے کیا جاے تعارض الزام جائز ہے یعنی مدعا علیہ مجاز ہے کہ قبل تردید اس عملت کے جو اسپر قائم ہوئی ہو مدعی کی نسبت الزام پیش کرے۔

جواب اعتراض۔ ۱۳۔ لیکن یہ اعتراض پیش کیا جا سکتا ہے کہ ایسی صورت مین سماعت دو بیانون کی زمانہ واحد مین ناممکن ہے کیونکہ درصورت ہونے تعارض الزام کے دوسرا استغاثہ پیدا ہوتا ہے اور الزام ثانی بوجہ اسکے کہ وہ مشعر تردید الزام اولی نہین ہے جواب نالش متصور نہین ہو سکتا۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تعارض الزام بغرض تصفیہ دو مختلف عذرات کے نہین کیا جاتا بلکہ بغرض تخفیف سزا یا محفوظ رہنے سزاے شدید سے۔

تمثیل۔ ۱۴۔ مثلاً اگر ایک شخص کی نسبت عمل بیجا یا حملہ کا استغاثہ پیش کیا جاے اور مدعا علیہ یہ عذر کرے کہ پہلے مستغیث سے زیادتی ہوئی تھی تو اس امر سے تخفیف سزا ممکن ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ ” یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو پہلے زیادتی کرے وہ زیادہ مجرم ہے اور جو بعد ازان حملہ کرتا ہے وہ بھی خطاوار ہے لیکن جس شخص سے ابتدا ہو وہ مستوجب زیادہ سزا کا ہے “۔ لیکن قول مندرجہ ذیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب طرفین سے ایک ہی زمانہ مین برابر زیادتی ہو تو سزا مین کچھ فرق نہین ہے ؎ اور وہ قول یہ ہے کہ ” اگر طرفین مین کوئی امر فارق نہ پایا جاتا ہو اور عمل بیجا و حملہ اور زیادتی دونون طرف سے بزمانہ واحد برابر وقوع مین آئے تو جانبین کو سزا مساوی ہوگی “۔

؎ قول جاگیاولک منقولہ بیاد تندیو و ما دھویاے اور سمرتی چندریکا اور دیپکا کلیکا و سبودھنی اور وش روپ و متر معر و بلم بھٹ۔

؎ ڈنڈ بویکہ و سمرتی چندریکا و بیر متر او دے۔

اعادہ بیان سابق۔

۱۵- اگرچہ سماعت دو شکایتون کی بزمانۂ واحد ناممکن ہے لیکن مقدمات حملہ وغیرہ مین تعارض الزام جائز ہے ورنہ یہ امر بمقدمات قرضہ اور مثل اُسکے فضول ہے المختصر اس فصل مین قانون جو اہل خصومت سے متعلق ہے بیان کیا گیا اب حاکمون اور پنچون کی خدمات منصبی کا بیان ہوگا۔

فصل دوسری

احکام اثناء تجویز مقدمہ کے بیان مین

لینا ضمانت کا واسطے ایفاء فیصلہ کے۔

۱- "دو متخاصمین سے ایک ضامن معقول بغرض ایفاء فیصلہ کے لیا جاوے"۔ [1] متخاصمین سے مراد ہے مدعی اور مدعا علیہ اور "ضامن معقول" عبارت ہے اُس شخص سے جسکو مثلاً مدعی اور مدعا علیہ کے معاملہ سے تعلق ہو متخاصمین یعنی مدعی اور مدعا علیہ سے ایک قائم مقام بغرض ایفاء فیصلہ یا واسطے ادا کے زر یا اُس جرمانہ کے جو کل کارروائی مقدمہ مین تجویز حاکمان اور پنچون کے عائد کیا جاوے لینا چاہیے۔

درصورت نہ دیے جانے ضمانت کے متخاصمین حراست مین رہین۔

۲- اگر امر مذکورۂ بالا ناممکن ہو تو چند اشخاص واسطے حراست متخاصمین کے مقرر ہون اور انکی خوراک روزانہ کا صرف متخاصمین مذکورین چنانچہ کاتیاین کا یہ قول ہے کہ "اگر کوئی فریق ضامن معقول بہم نہ پہونچا سکے تو وہ حراست مین رہے اور اپنے حارسان کو روزانہ وقت اخیر ہونے دن کے مزدمحنت دیا کرے"۔ [2] غرض کہ قاعدہ لینے ضمانت کا متخاصمین اوپر تحریر ہوا اور اب مقصود اس طریقہ کا بیان کیا جاوے گا۔

فصل تیسری

مقدمات قرضہ کی تجویز کے بیان مین

۱- اگر مدعی اپنا بیان ثابت کرے اور مدعا علیہ اُس سے منکر اور مغلوب ہو جاوے

---

[1] قول ماکیانک مندرجۂ ہوبار سیو کو وسبود ھنی اور بیاد تندیو دیپکا لیکھو اور منقولہ وش روپ و متر ہسر و بلم بھٹ۔

[2] منقولہ بھیارسیو کو اور بیاد تندیو اور بیر متر ودا ئے اور دیپکا لیکھو و دادھیائے۔

تو مدعاعلیہ مذکور زر مدعوہ اور اُسی قدر روپیہ راجہ کو ادا کرے"۔ جو شخص جھوٹا دعوے پیش کرے اُسکو اپنے دعوے سے دوچند روپیہ ادا کرنا چاہیے[۱] اگر مدعاعلیہ دعوے متنازعہ مدعی سے منکر ہوکر مغلوب ہوجاے یا ازروے گواہی گواہان خواہ بلحاظ دیگر ثبوت کے مجبور ہوکر دعوی کو تسلیم کرے تو وہ مدعی کو زر مدعوہ اور اُسی قدر روپیہ راجہ کو بطور جرمانہ ادا کرے گا۔

اگر مدعی اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے تو کیا تجویز ہونی چاہیے۔

۲۔ لیکن اگر مدعی اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور اس جہت سے اُسکو زر مدعوہ کا دوچند روپیہ راجہ کو بابت جرمانہ کے ادا کرنا چاہیے اور یہی قاعدہ اُس صورت سے بھی متعلق ہے کہ جب مدعاعلیہ کا عذر فیصلہ سابقہ پر مبنی ہو یا اُسنے عذر خاص پیش کیا ہو۔ اگر ان صورتون مین مدعی امر واقع کو چھپاوے اور مدعاعلیہ غالب رہے تو مدعی راجہ کو زر محصلہ کا دوچند بابت جرمانہ کے ادا کرے گا۔ لیکن اگر مدعاعلیہ صادر ہونا فیصلہ سابقہ کا اپنے حق مین اور عذر خاص ثابت نہ کرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور مدعی غالب آتا ہے ایسی صورت مین مدعاعلیہ پر واجب ہوگا کہ مدعی کو زر مدعوہ اور راجہ کو جرمانہ دوچند زر مذکور کا ادا کرے اور اقبال کی صورت مین جرمانہ نہین ہے۔

قول متذکرہ بالا صرف مقدمات قرضہ سے متعلق ہے۔

۳۔ قول منقولہ بالا صرف مقدمات قرضہ سے متعلق ہے کیونکہ ذکر اُن جرمانون کا جو دیگر مقدمات سے متعلق ہین علیحدہ کیا گیا ہے اور یہ قول سب صورتون کی نسبت مؤثر نہین ہے کسواسطے کہ جن مقدمات مین مال کا دعوی نہوگا اُنکی نسبت یہ قول صادق نہین آسکتا۔ اور اگرچہ ایک حکم خاص بدین عبارت "وہ کہ راجہ مدیون سے روپیہ دلاے گا" الخ[۲] موجود ہے اور وہ مقدمات قرضہ سے بھی متعلق ہے لیکن اسمین ایک فرق ہے کہ اُسکا بیان آئندہ کیا جاے گا۔

---

[۱] قول جاگیولک منقولہ بہاد تندپو اور بیرمتر اودے اور دھرمی چندریکا و دیپکالیکا و سبودھنی اور دوش روپیا ومتر متصر و بلم بھٹ۔

[۲] قول جاگیولک منقولہ دیپکالیکا اور بہاد جھنگار نو اور بہاد آرنو ستو اور مادھویاے و دھرمی چندریکا۔

۴- یا قول منقولہ بالا کا کل مقدمات سے متعلق ہونا تسلیم کر کے تعبیر اسکی بصورت ذیل کیجاسے یعنی اگر مدعا علیہ دعوی سے منکر ہوا اور ثبوت ندخلہ مدعی سے مغلوب ہو جاسے تو وہ جرمانہ بقدر بنا ہاسے دعاوی متعدد ادا کرے گا - اس صورت مین لفظ اتصال یعنی اور جو قول مندرجہ دفعہ اول مین واقع ہوا ہے "تاکیداً اور لفظ راجہ تکرار مستعمل ہو سکتا ہے - اگر مدعی اپنا بیان ثابت نہ کر سکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور وہ بقدر دوچند اُس جرمانہ کے جو ہر بنا ہ نالش کے واسطے معین ہے جرمانہ زر نقد ادا کرے گا - اس صورت سے بھی مثل صورت متذکرہ بالا کے قاعدہ مذکور نسبت عذر فیصلہ سابقہ اور عذر خاص کے متعلق ہے -

یا اس قول کی تعبیر اس طور کیجاسے کروہ جملہ مقدمات سے متعلق سمجھا جاسے -

فصل چوتھی

قاعدہ خاص جواب دعوے کے بیان مین

۱- اس حکم سے کہ "مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرے" یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جواب کے داخل کرنے مین کسی قدر توقف روا رکھا گیا ہے [۱] -

نتیجہ جو قول حال سے مستنبط کیا گیا -

۲- لیکن اس حکم کی نسبت یہ استثنار کیا گیا ہے کہ "جرم کبیرہ اور سرقہ اور حملہ اور عمل بیجا کے مقدمہ مین جب کہ بنار مخاصمت ایک گاسے کی نسبت ہو اور اتہام اور تقدیم حملہ اور عورات کے مقدموں مین مدعا علیہ کو چاہیے کہ فوراً تردید پیش کرے [۲] اور دیگر صورتوں مین جب چاہے" -

مستثنٰی -

۳- "جرم کبیرہ" سے جسم وغیرہ پر بذریعہ زہر یا حراب کے صدمہ پہونچانا مراد ہے "سرقہ" سے چوری مراد ہے "حملہ اور عمل بیجا" سے یہ عبارت ہے کہ ذات یا حیثیت کی نسبت ضرر پہونچایا جاسے "گاسے" سے مراد ہے دودھ دینے والی گاسے - "اتہام" سے مراد ہے ایسا الزام جس سے ذات یعنی قومیت مین فتور لازم آوے" -

تشریح قول مندرجہ بالا -

---

[۱] قول جاگیلک منقولہ ویاپ ایکرو ہلم بھٹ -

[۲] ایضاً -

"تقدیم حملہ" سے عبارت ہے اقدام نسبت جان یا مال کے۔ "عورات" سے مقصود ہے کنبہ کی عورات اور کنیزان۔ "عورات کے مقدمات سے جیثیت کی بحث متعلق ہوتی ہے اور کنیزون کے مقدمات سے مال کی۔" "مدعا علیہ کو چاہیے کہ فوراً تردید پیش کرے"۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جواب دعوی فوراً داخل ہو اور توقف نہ کیا جاوے۔ "دیگر صورتون" سے یہ مراد ہے کہ دیگر مقدمات مین توقف نسبت داخل کرنے جواب دعوی کے متخاصمین یا مشیرون اور حاکمون کی راے پر منحصر رکھا گیا ہے۔

فصل پانچوین

علامات دروغ گوئی کے بیان مین

تفصیل علامات دروغ گوئی۔

۱۔ ایک حالت پر قائم نہ رہنا۔ گوشۂ لب چاٹنا۔ پیشانی پر عرق آنا۔ چہرہ کا رنگ متواتر متغیر ہونا۔ دہن کا خشک ہونا۔ گفتگو مین لغزش کرنا۔ اکثر ایک قول دوسرے قول کے خلاف کہنا۔ آنکھ اٹھا کر اوپر نہ دیکھنا یا جواب نہ دینا۔ ہونٹھ کاٹنا۔ از خود طاری ہونا تغیرات طبیعت یا کلام یا جسم یا حال مین۔ جس شخص مین یہ امور پائے جائین عام اس سے کہ وہ مدعا علیہ ہو خواہ گواہ وہ جھوٹا متصور ہوگا[1]

تفسیر قول مندرجہ بالا

۲۔ "از خود طاری ہونا تغیرات کا" اگر کسی شخص پر ایسے تغیرات خوف یا کسی اور وجہ طبیعی سے طاری نہون "تو عام اس سے کہ وہ طبیعت یا کلام یا جسم یا حال مین واقع ہون"۔ دال ہونگی اس امر پر کہ شخص مذکور خواہ وہ مدعا علیہ ہو یا گواہ جھوٹا ہے۔

تشریح مزید۔

۳۔ بعد اس بیان کے مصنف ان تغیرات کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ "ایک حالت پر قائم نہ رہنا" یعنی جو شخص کہ ایک جگہ نہ رہ سکے "گوشۂ لب چاٹنا"۔ "یعنی جو شخص کہ نوک زبان لبون کے گوشون کی طرف پھراوے"۔ یہ صورتین تغیرات حال کی ہین۔

تشریح مزید۔

۴ "پیشانی پر عرق آنا" یعنی جسکی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہون "چہرہ کا رنگ

[1] قول جاگبلاک منقولۂ سبودھنی و دیپ کلیکا و ایرادتیا و متر مصر و بلم بھٹ اور دش ردپ۔

تھوا ستغیر ہونا" یعنی چہرہ کا سیاہ سے سفید ہو جانا - یہ صورتیں تغیرات جسم کی ہیں "دہن کا خشک ہونا اور گفتگو میں لغزش کرنا" یعنی جو گفتگو میں تامل کرے اور جسکے منھ سے آواز بمشکل نکلے "اکثر ایک قول دوسرے کے خلاف کہنا" یعنی جس شخص کے کلام میں نہایت اختلاف ہو - یہ صورتیں تغیرات کلام کی ہیں "آنکھ اٹھا کر اوپر نہ دیکھنا یا جواب نہ دینا" یعنی جو صاف جواب نہ دے سکے اور جب اسکی طرف دیکھا جاسے تو وہ آنکھ مقابل نہ کر سکے - یہ علامت تغیر طبیعت کی ہے "ہونٹھ کا ٹنا یعنی سکیڑنا انکا" یہ بھی ایک تغیر جسم کی صورت ہے -

علامات مذکور تحقیق یا فریقان مقدمہ نہیں ہیں

۵ - ان علامات سے صرف احتمال جھوٹ متصور ہے نہ امر تحقیقی کیونکہ یہ تمیز کرنا دشوار ہے کہ وقوع تغیرات کسی سبب سے ہوا یا از خود اور اگر کوئی عقیل آدمی اس امر میں تمیز بھی کر سکے تو بھی اس سے مغلوب ہونا اس شخص کا لازم نہیں آتا جسپر ایسی کیفیت طاری ہو جیسے کہ باوجود ظاہر ہونے احتمال مرگ کسی شخص کے کریا کرم اسکا نہیں کیا جاتا ویسے ہی گو ان صورتوں میں احتمال اس بات کا ہو کہ جس شخص پر ایسے تغیرات طاری ہوں وہ مغلوب ہوگا لیکن یہ امر مغلوب ہونے کا قرینہ متصور نہیں ہو سکتا -

مقدمات مستوجب جرمانہ و اخراج قبیل تجویز -

۶ - علاوہ اسکے "وہ جو شخص کہ اختیاری سے کسی مشتبہ مقدمہ کو فیصل کرے اور جو بھاگ جاوے اور جو طلب ہو کر خاموش رہے مستوجب مغلوب ہونے اور جرمانہ کا ہے"[1] شرح اسکی یہ ہے کہ "جو شخص خود اختیاری سے" یعنی بلا لحاظ ثبوت زبردستی یا اور ذریعہ سے کسی مشتبہ مقدمہ کو فیصل کرے - جس مقدمہ میں مدیون دعوی سے منکر ہو اسمیں مدعی مغلوب ہوگا اور اسپر جرمانہ عائد کیا جاسے گا - اگر کسی شخص پر نالش دائر کیجاسے اور وہ دعوے سے مقبل ہو کر یا بعد ثبوت دعوے کے اسپر "بھاگ جاسے" یعنی روپوش ہو جاسے یا کسی شخص پر نالش دائر کیجاسے اور وہ راجہ کے حکم سے طلب ہو کر

---

[1] قول جاگیاولک مندرجہ دیپاکلیکا و مسبودھنی اور منقولہ و تی ایو روپ اور بلم بھٹ اور ایراد متا اور بیر متر بھی -

انجمن عدل مین وہ خاموش رہے" تو یہ شخص بھی مستوجب مغلوب ہونے اور جرمانہ کے ہین

تشریح۔ وہ عام اس سے کہ وہ مدعا علیہ ہو خواہ گواہ وہ جھوٹا متصور ہو گا" اس قول سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ اس سے صرف تحقیق کرنا احتمال مغلوبیت کا مقصود ہے لیکن لفظ "جرمانہ" بغرض مستنبط نہ کرنے اس امر کے مستعمل ہوا ہے اور استعمال لفظ "مغلوب" اس نظر سے کیا گیا ہے کہ ایسے شخص پر صرف جرمانہ عائد ہو گا لیکن دعوے اسکا ساقط نہو گا سلہ

فصل چھٹی

طرفین سے دعوی واحد پیش ہونے کے بیان مین

صورت پیش ہونے دعوی واحد کی طرفین سے۔ ۱۔ اگر دو دعویدار عدالت مین رجوع لاکر بزمانہ واحد ایک دعوی پیش کرین مثلاً ایک شخص کو ایک کھیت بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوا اور وہ اسپر چندے متصرف ہو کر کسی اور مقام کو ضرورتاً مع اپنے کنبے کے چلا جاے اور دوسرے شخص کو وہی کھیت بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوا اور وہ اسپر چندے متصرف ہو کر کہین چلا جاے اور بعد از ان دونون واپس آکر عدالت مین بزمانہ واحد کھیت مذکور کے بابت دعویدار ہون تو ایسی صورت مین پہلے کسکا مقدمہ مرتب ہو گا۔ جواب اسکا ذیل مین درج ہے۔

کسکا مقدمہ پہلے مرتب ہو گا۔ ۲۔ اگر "دونون" گواہ رکھتے ہون تو اول دعویدار کے گواہ پیش ہونگے لیکن اگر اول دعوی نامنظور ہو جاے تو وہی گواہ دعویدار ثانی کے ہو جاینگے" سلہ "دونون" سے مراد ہے دونون دعویدار اور شرح اسکی یہ ہے کہ اگر وہ گواہ رکھتے ہون تو اول

سلہ ایک فقرہ سابق یعنی باب دوم فصل اول کی دفعہ ۹۔ مین یہ قاعدہ مندرج ہے کہ بعض صورتون مین سقوط دعوی لازم نہین آتا اور جو قاعدہ کہ اس جگہ تحریر ہوا غرض اسکی یہ ہے کہ بعض صورتون مین ایسا ہو سکتا ہے۔

سلہ قول جاگیلک منقولہ وش روپ ولم بھٹ ومترمسروسبودھنی ودیپ لیکھا اور بیادتندیو اور بیوہار پرکاش اور دیگر سار۔

دعویدار کے گواہ سنے جائینگے۔ دعویدار اول سے وہ شخص مراد نہیں ہے جو پہلے دعوے پیش کرے بلکہ وہ شخص جو بذریعۂ اول ہبہ اور قبضہ کے دعویدار ہو۔

مستثنیٰ۔

۳- لیکن اگر فریق ثانی اول دعویدار کے بیان کو اس اظہار سے تسلیم کرے کہ بیان اُسکا سچ ہے مگر میرے فریق مخالف نے کھیت کو راجہ کے ہاتھ بیع کیا تھا اور راجہ نے کھیت مذکور مجکو دیا یا یہ کہ وہ کھیت میرے فریق مخالف نے ایک شخص ثالث کو دیا تھا اور اُس سے مین نے لیا تھا تو درحالیکہ اول دعویدار ثبوت دینے مین عہدہ برا نہو سکے دعویٰ اُسکا نامنظور ہوگا اور دعویدار ثانی کے گواہ سُنے جائینگے۔ یہی نہایت صحیح تعبیر اس مضمون کی ہے۔

قاعدہ کلیہ جو اس صورت سے متعلق نہین ہے۔

۴- قاعدہ یہ ہے کہ درصورت پیش ہونے انکار کے گواہان مدعی کا اظہار اور درصورت عذر فیصلہ سابق یا عذر خاص کے دعویٰ نامنظور ہو کر مدعا علیہ کے گواہون کا اظہار ہونا چاہیے لیکن اس قاعدہ کو صورت ہذا سے متعلق کرنا صحیح نہین ہے۔

دلیل تائید رائے مذکورۂ بالا۔

۵- یہ قاعدہ اس قول مین کہ "وہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرے" [۱] اور بھی اقوال مابعد مین مذکور ہو چکا ہے اور اگر یہی مقصود ہوتا تو اعادہ اُسکا کیا جاتا لیکن اقوال مندرجۂ ذیل مین نارد نے بصراحت اس باب مین امتیاز کیا ہے یعنی "وہ انکار کی صورت مین مدعی اور بحالت پیش ہونے عذر خاص کے مدعا علیہ شہادت پیش کرے اور اگر بربنا فیصلہ سابق عذر کیا جاے تو صرف پیش کرنا فیصلہ کا ضرور ہوگا" [۲] بعد بیان کرنے اس قول کے نارد یہ کہتا ہے کہ "جب ایک شے کی بابت دو دعویدار ہون اور ہر ایک اُنمین سے گواہ رکھتا ہو تو دعویدار اول کے گواہ سُنے جائینگے" [۳] چونکہ

---

[۱] دیکھو باب دوم دفعہ ۲- فقرہ ۱-

[۲] یہ قول بیوہار چنتامنی کے بموجب نارد کا ہے لیکن سمرتی چندریکا کے بموجب کاتیائن کا معلوم ہوتا ہے۔

[۳] قول مندرجۂ بیادتند یو اور بیوہار چنتامنی اور سمرتی سار۔

یہ صورت جملہ اور صورتون سے جدا گانہ ہے لہذا اسکی نسبت قاعدہ خاص قرار دیا گیا ہے۔

فصل ساتوین

شرط ہارجیت مقدمہ کے بیان مین

اگر شرط بدنے والا ہار جائے تو اُسکو جرمانہ اور زر شرط علاوہ دعوی کے ادا کرنا چاہیے۔

۱- اگر دعوی مین ہارجیت کی شرط ہو تو ہارنے والے سے مدعی کو جرمانہ اور زر شرط اور شئے مدعوہ دلانی چاہیے[1]۔ اگر دعوی یا مقدمہ ہارجیت کی شرط پر مبنی ہو یا اُس سے ایسی شرط متعلق کی گئی ہو تو اُس شخص سے جو ایسے معاملے اشتراط مین ہارے یا مغلوب ہو جائے راجہ جرمانہ بمقدار مصرحہ اور زر شرط شخص مذکور سے جبراً لیگا اور مدعی کو شئے مدعوہ دلائیگا۔

صرف ایک ہی فریق بھی شرط بد سکتا ہے

۲- جب کوئی شخص بمقتضاے جوش طبیعت کے یہ شرط بدے کہ درصورت اپنے مغلوب ہونے کے ایک سو پن ادا کرونگا اور اسکا فریق مخالف مطلق کچھ شرط نہ بدے تو ایسی صورت مین بھی ترتیب مقدمہ ممکن ہے۔

کس صورت مین شرط بدنے والا زر شرط کے بابت ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

۳- اگر نتیجہ تجویز مقدمہ کی رو سے شرط بدنے والا ہارے تو اُس سے زر مشروطہ مع جرمانہ دلایا جائے گا لیکن اگر طرف ثانی مغلوب ہو جائے تو وہ صرف جرمانہ ادا کرے گا نہ زر شرط کیونکہ اس صورت مین فرق یہ ہے کہ صرف ایک فریق نے شرط بدی تھی۔

ہر فریق اپنے اپنے شرط کا ذمہ دار ہے۔

۴- علی ہذا القیاس اگر ایک فریق سو روپیہ اور دوسرا پچاس روپیہ کی شرط بدے تو درصورت ہارنے مقدمہ کے ہر فریق اپنا زر مشروطہ ادا کرے گا۔ اس شرط صریح سے کہ وہ اگر دعوی ہارجیت کی شرط پر مبنی ہو۔ یہ مستنبط ہوتا ہے کہ دعوی بغیر ایسی شرط کے بھی ہو سکتا ہے۔

[1] قول جاگبلک منقولہ سبودھنی ودیپاک لیکھ اور اپرارت اور متر مصر اور بلم بھٹ اور وشش روپ۔

فصل آٹھوین

خاص قواعد کارروائی کے بیان مین

تجویز مقدمہ نیک عملی کے ساتھ ہونی چاہیے

۱- ''راجہ کو لازم ہے کہ چھل[1] یعنی فریب پر لحاظ نہ کرکے مقدمات کی تحقیقات نیک عملی کے ساتھ کرے لیکن اگر امر واقع حسب ضابطۂ عدالت کے ثابت نہو تو نتیجہ اسکا ناکامیابی ہے''[2]

فریقین کو امر واقعہ بیان کی فہمائش کرنی چاہیے -

۲- ''راجہ کو چاہیے کہ فریب یا اُس امر پر جو بلا عمد بیان کیا گیا ہو لحاظ نہ کرکے یا اُسے قطع کرکے مقدمات کی نسبت مطابق اصل حالات کے نیک عملی کے ساتھ تحقیقات و تجویز کرے'' اور اگر امر واقع متحقق نہون یا حسب ضابطہ عدالت کے ثبوت کو نہ پہونچین تو نتیجہ اسکا مغلوبی یا ناکامیابی ہے لہذا بموجب اصل حالات مقدمہ کے تجویز کرنا ضرور ہے -

حاکمون و مشیرون کو چاہیے کہ فریقین کو امر واقع بیان کرنے کی فہمائش کرین -

۳- حاکم اور مشیرون کو لازم ہے کہ فریقین کو ہر طرح سے یعنی بملائمی خواہ اور طور پر ایسی فہمائش کرین کہ وے اصل حال بیان کرین اور ایسی صورت مین جائز ہے کہ بلا لحاظ گواہون خواہ دیگر ثبوت کے فیصلہ صادر کیا جاے لیکن چونکہ فیصل ہونا ہر مقدمہ کا بموجب انکشاف اصل حال کے ناممکن ہے لہذا چارہ کار یہ ہے کہ فیصلہ بلحاظ گواہان خواہ دیگر ثبوت کے صادر کیا جاے -

انفصال مقدمہ کے دو طریق ہین ایک متحقق اور دوسرا غیر متحقق -

۴- جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے ''انفصال مقدمہ کے دو طریق بیان کیے گئے ہین ایک متحقق اور دوسرا غیر متحقق - متحقق وہ ہے جب مقدمہ کے اصل حالات بیان کیے جائین اور غیر متحقق وہ ہے جب حالات بسببہ مقدمہ

---

[1] فریب یا چھل سے انحراف راستی و غلطی تعبیر مراد ہے اور فریب کی تین قسمین ہین ۱- عبارت مبہم کو غلط تعبیر کرنا ۲- جو امر کنایۃً بیان کیا گیا ہو اسکو حقیقۃً تصور کرکے غلط کرنا ۳- امر خاص کو عام قرار دینا از فلسفۂ ہنود مولفہ کوبو کی صاحب .

[2] فوق جاگبلا نت نمونہ مسمودھنی اور دیپک کلیکہ اور وش نو دھرم اور علم بحث و ایرادت و ترمیم -

مین تذبذب ہو"۔ [1] "جو کارروائی کہ طریقۂ تحقیق کے مطابق عمل مین آوے وہ اعلیٰ ہے اور غیر متحقق طریقہ ادنیٰ ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فیصلہ جو باعتبار ثبوت تحریری و گواہان کے صادر کیا جاے بعض اوقات صحیح ہو اور بعض اوقات غیر صحیح کسواسطے کہ بیان گواہان اور دیگر ثبوت جھوٹ ہو سکتا ہے"

درصورت ہونے ثبوت نسبت کل دعوی کے ثبوت ایک جزو سے کل کا ثبوت متصور ہے

۵- اگر "وہ امر واقع حسب ضابطۂ عدالت کے ثابت نہ ہو تو مقدمہ سرسبز نہ ہوگا"۔ اب قول کے اس پچھلے جزو کی تمثیل دیجاتی ہے "اگرچہ دعوی تحریری سے انکار ہو اور وہ انکار ایک جزو کی بابت باطل ہو جاے تو راجہ شخص منکر سے کل مقدار مدعوہ دلاے گا لیکن جو امر کہ دعوی مین بیان نہین کیا گیا وہ منظور نہین ہونا چاہیئے"۔ [2]

تشریح-

۶- اگر ایک بیان تحریری مین ایک سے زیادہ دعوی مندرج ہون یعنی مثلاً دعاوی متعدد بابت سونے اور چاندی اور پارچہ کے پیش ہون اور مدعا علیہ کل دعاوی سے منکر ہو مثلاً بیان اُسکا ایک جزو دعوی مثلاً سونے کی نسبت باطل ہو جاے یا وہ بسبب گواہی گواہان خواہ دیگر ثبوت کے مجبور ہو کر اقبال کرے تو راجہ اُس سے مدعی کو کل مال مدعوہ مع چاندی اور دیگر اشیاء مصرحہ کے دلاے گا۔ لیکن جو "وہ امر کہ دعوی مین بیان نہین کیا گیا وہ منظور نہین ہونا چاہیے"۔ یعنی جس شے کا ذکر کہ وقت پیش کرنے اول بیان نالش کے نہ کیا گیا ہو وہ شے نہین منظور ہونی چاہیے مثلاً اگر مدعی یہ ظاہر کرے کہ مین ایک شَے خاص کا ذکر کرنا بھول گیا تھا تو راجہ کو اُسکے بیان کو منظور اور اُسپر لحاظ نہ کرنا چاہیے۔

یہ قاعدہ صراحتاً بیان نہین ہوا ہے بلکہ دلیلاً ستنبط کیا گیا ہے

۷- یہ مسئلہ کہ جھوٹا ثابت ہونا مدعا علیہ کا ایک امر کی نسبت محتمل اس بات کا ہے کہ وہ دوسرے امر کی نسبت بھی جھوٹا ہے اور چونکہ مدعی ایک امر کی بابت سچا ثابت ہو لہذا سچا ہونا اُسکا دوسرے امر کی بابت بھی مظنون ہے صراحتاً بیان نہین ہوا ہے بلکہ یہ قول جاگبلک کا کہ وہ ایک دانا و تامل شعار ہے نتیجہ استنباط یعنی قیاس

[1] قول جاگبلک منقولہ اپرادت و بلم بھٹ اور بیادتندیو۔

[2] قول جاگبلک منقولہ بلم بھٹ اور وش روپ دستر مصرو اپرادت اور سول پان۔

پر مبنی ہے۔

۸۔ اگر ایک فیصلہ بلحاظ استنباط اور قانون صریح کے صادر ہو مگر روئداد مقدمہ کے خلاف ہو تو حاکمان عدالت ملزم نہیں ہو سکتے کیونکہ گوتم کا یہ قول ہے کہ "استنباط امر حق کے انکشاف کا طریقہ ہے لہذا باعتبار اُسکے نتیجہ مستخرج ہونا چاہیے بعد ازان وہ بیان کرتا ہے کہ ایسی صورتون مین راجہ اور اُسکے عہدہ دار الزام سے بری ہین" ۔[1]

درصورت غلط ہونے اُس فیصلہ کے جو استنباط پر مبنی ہو کچھ الزام عائد نہین ہوتا

۹۔ یہ قاعدہ جو درباب باطل ہونے قول ایک شخص کے نسبت دعوی جزو کے ہے اُسکی تعبیر یہ نہین ہونی چاہیے کہ اُس سے صرف نامنظوری مدعاعلیہ کے بیان کی مراد ہے کیونکہ اُسمین صاف یہ لکھا ہے کہ جس شخص کا قول ایک جزو کی بابت باطل ٹھہرے اُس سے راجہ کل شے دعوی دلا دیگا۔

قرض غلط کا ذکر۔

۱۰۔ کاتیائن کا یہ قول ہے کہ "جس نالش مین متعدد دعوی شامل ہون اُسمین دائن صرف وہی شے پاوے گا جسکی بابت وہ اپنا دعوی گواہون اور دیگر ثبوت سے ثابت کر سکے"۔[2]

قول کاتیائن سے ایک خاص امر مراد ہے

یہ قول متعلق ہے اس امر سے کہ باپ یا مورث نے روپیہ قرض لیا ہو اور بیٹا یا دیگر ورثہ قرضہ ادا کرین۔

۱۱۔ اگر ایسی صورت مین بیٹے یا دیگر وارث پر متعدد دعوی دائر ہون اور وہ عذر لاعلمی پیش کرے تو وہ منکر متصور نہوگا اور اگر قول اُسکا ایک جزو کی بابت باطل ٹھہرے تو اُسپر جھوٹ بولنے کا الزام عائد نہین ہوتا پس جو قول کہ درباب انکار نسبت مقدمہ متعدد دعاوی تحریری کے ہے وہ صورت ہذا سے متعلق نہین ہے کیونکہ یہ صورت انکاریہ نہین ہے اور اسی جہت سے وہ استنباط لازم نہین آتا جو صورت انکاریہ سے متعلق ہے۔

وہ صورت جس سے قاعدہ مذکورہ بالا متعلق نہین ہے۔

[1] منقولہ بیاد تند یو۔

[2] منقولہ بیاد تند یواد رہوہار پرکاش متاکشرا اور بیاد ارنو ستو۔

کاتیاین کا قول عذر لاعلمی سے متعلق ہے۔

۱۲۔ پس پچھلے قول کاتیاین کو جو بالعموم عذر لاعلمی کی بابت ہے اُس حکم خاص سے جداگانہ تصور کرنا چاہیے جو انکار کی نسبت ہے۔

اگر از روئے شہادت کے دعوے سے کم یا زیادہ ثابت ہو تو دیگر ثبوت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

۱۳۔ "اگر جملہ مقدمات قرضہ اور دیگر ایسے مقدمات مین جو قریب التحقیق ہون[1] دعوی سے کم یا زیادہ ثابت ہو تو دعوی بخوبی ثابت متصور نہین ہے"[2] یہ قول کاتیاین کا ہے اور مراد اُسکی یہ ہے کہ اگر شہادت یا اور ذریعے سے دعوی کا صرف ایک جزو یا دعوی سے زائد ثابت ہو تو کل دعوی ثابت متصور نہ ہوگا اگر یہ قول اعتراضاً پیش ہو کر یہ بحث کیجائے کہ دعوے کے ایک جزو کے ثبوت سے کسی حالت مین وہ جزو ثابت نہین ہو سکتا جو غیر ثابت ہو تو جواب اُسکا یہ ہے کہ گو قول مذکور کے معنی یہ ہین کہ بوجہ ضرورت ثبوت کل دعوے کے اگر دعوی کا ایک جزو یا زیادہ بگواہی گواہان ثابت کیا جاے تو اس سے ثابت ہونا کل دعوی کا لازم نہین آتا تاہم اس عبارت کے مستعمل ہونے سے کہ "دعوے بخوبی ثابت متصور نہین ہے" یہ مراد ہے کہ شک باقی رہتا ہے اور دیگر ثبوت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے چنانچہ اس عبارت سے بھی کہ "فریب پر لحاظ نہ کیا جاے" اس راے کی تائید ہوتی ہے[3]

فوجداری کے استغاثون مین ایک جزو کا ثبوت واسطے ثبوت کل کے کافی ہے۔

۱۴۔ لیکن اگر فوجداری کے استغاثون مین الزام کا ایک جزو اُن گواہون سے ثابت ہو جاے جو واسطے اثبات کل الزام کے گذرے ہون تو ایسی صورتون مین اثبات کل الزام کا لازم آتا ہے کیونکہ بموجب قول کاتیاین کے ایسے استغاثون مین

[1] استھر پراے یعنی قریب التحقیق" اغوا یا ایسی قسم کے مقدمہ کا ثبوت ایسی شہادت وغیرہ پر منحصر ہے جو علامات اور دیگر وجوہ ضعیفہ پر مبنی ہو لہذا ایسے مقدمات مذبذب ہین لیکن قرضہ اور اسی قبیل کے مقدمات کا ثبوت اُس شہادت پر منحصر ہے جو وجوہ قویہ پر مبنی ہو چنانچہ یہ مقدمات قریب التحقیق ہین۔ سبودھنی۔

[2] قول منقولہ بیرمترودے دیمرتی چندریکا اور بیادنیدیو۔

[3] فصل ۲۔ اشلوک ۱۔

اسی قدر ثبوت کافی ہے اور وہ قول یہ ہے کہ ”اگر زنا اور چوری کے مقدمات مین گواہان گذرانیدہ کے اظہارات سے الزام کے صرف ایک جزو کی صداقت ہو تو کل الزام کا ثبوت لازم آتا ہے“[1]

مباحثہ اس بیان مین کہ جب دو قول مقدس مین اختلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

۱۸- لیکن ایک قول مقدس یہ ہے کہ ”درصورت انکار ایک سے زیادہ دعوی تحریری کے“ الخ اور دوسرا قول مقدس یہ ہے کہ ”اگر ایک مقدمہ مین دعوی متعدد ہون“ ایسی صورت مین یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ منجملہ دونون قولون کے ایک بھی قابل وثوق نہین ہے کیونکہ اُنکے باہم تناقض اور تخالف ہے اور اختلاف اُنکا بذریعہ متعلق کرنے اُنکے مطالب جداگانہ کے رفع نہین ہو سکتا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ”جب دو قول مقدس مین اختلاف ہو تو جو قول زیادہ تر بحث سے متعلق ہو وہی زیادہ تر موثق ہے“[2] جب باہم دو قول مقدس کے تناقض ہو تو ہر قول پر فرداً فرداً لحاظ کر کے تناقض کو رفع کرنا چاہیے اور جو قول کہ بلحاظ عام یا خاص استنباط کے یا اور کسی طور پر[3] متعلق ہو وہی زیادہ تر موثق اور محکم ہے۔ اگر یہ پوچھا جاے کہ یہ تعلق کس طور سے معلوم ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ تعلق بذریعہ تجربہ و دیرینہ تجربہ کے جس سے علت و معلول کے باہم واسطہ واضح ہوتا ہے دریافت ہو سکتا ہے[4]

[1] منقولہ میتراودا ئے وسمرتی چندریکا اور بیاد ارنو سنو۔

[2] قول جاگیلک منقولہ سول پان و بلم بھٹ وغیرہ۔

[3] عام یا خاص استنباط کو ”امرت سر کا بیاد چھن“ کہتے ہین استثناد سے قاعدہ عام منسوخ ہوتا ہے اور طریقہ تعبیر قواعد عام و خاص کا یہی ہے۔ یا اور کسی طور پر ”اسکے یہ معنی ہین کہ اگر ایک قول امر متنازعہ سے مناسبت رکھتا ہو تو وہ اُس سے متعلق ہوگا یا درصورت مخالفت کے غیر متعلق ہوگا۔ سبودھنی۔

[4] اسکو نیا یعنی منطق مین انو یہ اور ویترک کہتے ہین۔ انویہ سے وہ تعلق افعال مراد ہے کہ اُنمین سے جب ایک فعل وقوع مین آوے تو دوسرا بھی وقوع مین آوے اور ویترک مراد ہے اُس واسطہ افعال سے کہ اگر منجملہ اُنکے ایک فعل ظہور مین نہ آوے تو دوسرا بھی ظہور مین نہ آوے۔ تنبیہ متعلقہ خلاصہ دھرم شاستر جلد ۱ ص ۹۔

فرد اً فرداً متعلق کرنا قواعد کا۔

۱۶- علاوہ اسکے جس صورت کا ذکر پیش ہے اُسمین قواعد کو فرداً فرداً متعلق کرنا چاہیے جملہ اور دیگر حالتون مین اختیار ہے کہ جن خاص صورتون سے وے قواعد متعلق ہوسکتے ہون اُنسے متعلق کیے جاوین۔

استثناد نسبت آئین مقدس کے۔

۱۷- قاعدہ کلیہ جو درباب تناقض اقوال کے ہے اُسکی نسبت ایک استثناء خاص بیان کیا گیا ہے "یہ ایک قاعدہ مقررہ ہے کہ دھرم شاستر یعنی آئین مقدس کو بمقابلہ ارتھ شاستر یعنی آئین مدنی کے زیادہ تر وثوق ہے"[1] بلحاظ اس عبارت کے کہ "بموجب مجموعہ قوانین مقدس کے"[2] اس جگہ قوانین مدنی مثل تالیفات اسناس وغیرہ کے خارج قرار دیے گئے ہین پس اس سے مستنبط ہے کہ قواعد مدنی سے وہ قواعد مراد ہین جو درباب راجاؤن کی خدمت منصبی کے ہین اور آئین مقدس مین داخل ہین۔ اگر کسی صورت مین باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے اختلاف ہو تو آئین مقدم الذکر کو بمقابلہ آئین آخر الذکر کے زیادہ وثوق ہوگا۔ جو کچھ کہ بیان کیا گیا یہی قاعدہ یا تعریف مسلمہ ہے۔

فائق ہونا آئین مقدس کا بمقابلہ آئین مدنی کے۔

۱۸- اگرچہ باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے بوجہ اشتمال منشاء اُنکے چندان اختلاف نہین ہے لیکن چونکہ فرض مذہبی کی بحث فائق اور آئین مدنی بمقابلہ اُسکے کم رتبہ ہے لہذا آئین مقدس زیادہ تر وثوق کے قابل ہے اور اس قول سے مراد یہی ہے چنانچہ اس کتاب کے شروع ہی مین امور مذہبی کی بزرگی ظاہر کی گئی ہے[3] پس جب کہ باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے اختلاف ہو تو آئین آخر الذکر پر لحاظ نہ ہوگا اور یہ اختیار نہین ہے کہ اُنپر فرداً فرداً استدلال کیا جاے۔

---

[1] قول جاگبلک منقولہ سول پان و علم بہٹ وغیرہ۔

[2] باب اول ص ۱- اشلوک ۲-

[3] باب اول درباب فرائض مذہب و رسمیات کے۔

بعض قول جو بظاہر متناقض معلوم ہوتے ہیں قاعدہ مذکورہ بالا کی تمثیل نہیں ہو سکتے۔

۱۹ - مثلاً اگر وہ کوئی آدمی ایک مرشد یا بچے یا بوڑھے آدمی یا عالم وید کو جو بہ ارادۂ مخالفت آوے بلا تامل مار ڈالے تو مواخذہ نہیں ہو سکتا[1] اُس شخص کے قاتل کی نسبت جو بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوے عام اس سے کہ وہ ارادہ ظاہر ہو یا مخفی مطلق کچھ جرم عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ غیظ کا مقابلہ غیظ ہے[2] اگر دو لڑائی میں ایک آدمی بہ ارادۂ مخالفت دوسرے شخص پر چڑھ کر آوے تو شخص مذکور کو چاہیے کہ اُس آدمی کے مارنے کے واسطے کوشش کرے گو وہ آدمی کل وید جانتا ہو ایسے فعل سے شخص مذکور برہمن کا قاتل متصور نہیں ہوتا،،[3] یہ تمثیلیں قواعد مدنی کی ہیں۔ وہ اگر برہمن کو نادانستہ مار ڈالے تو اُس کے واسطے یہ کفارہ معین ہے لیکن جو شخص کہ عمداً ایک برہمن کو مار ڈالے اُسکے واسطے کسی کفارہ کی اجازت نہیں ہے،،[4] یہ اور دیگر قول آئین مقدس کے ہیں لیکن جب کہ آئین مقدس بمقابلہ آئین مدنی کے فائق تصور کیا جاوے تو اُس صورت میں ان انتخابات کو بطور تمثیلات اختلاف ہر دو آئین کے منقول نہیں کرنا چاہیے۔

قواعد مدنی صرف مؤید آئین مقدس کے ہیں۔

۲۰ - چونکہ یہ دو قول مذکورہ بالا ایک ہی مطلب سے متعلق نہیں ہیں لہذا باہم اُنکے تناقض نہیں ہے اور اسی جہت سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قول وہ کہ اگر ایک شخص ایک مرشد یا بچے یا بوڑھے آدمی کو بلا تامل مار ڈالے" الخ اور دیگر قول صرف بتائید ان قولوں کے بیان کیے گئے ہیں وہ کہ ایک برہمن مجاز ہے کہ بنظر حفظ مذہب کے

---

[1] قول منو اور بخشن جو بیاد آر نوستو میں درج ہے لیکن بیر متر ادد اسکے سے معلوم نہیں ہوتا کہ کس کا قول ہے۔

[2] بیر متر اودا سے معلوم نہیں ہوتا کہ کسکا قول ہے لیکن کالکا بھٹ کہتا ہے کہ یہ قول منو کا ہے۔

[3] قول کاتیائن مندرجہ بیاد آر نوستو اور بیر متر اوداے۔

[4] قول منو منقولہ کالکا بھٹ وغیرہ۔

ہتھیار سے حرب کرے " جو شخص کہ اپنی ذات کے حفظ کے واسطے اور نیز بچانے اسباب عبادت کے لڑائی میں اور محفوظ رکھنے برہمنون یا عورات کے دوسرے شخص کو بطور جائز مار ڈالے وہ مجرم نہیں ہے " یعنی جو شخص کہ اپنے حفظ کے واسطے یا بنظر حفظ اسباب عبادت یعنی اُن چیزون کے جو لڑائی مین واسطے انصرام رسوم عبادت کے درکار ہون دوسرے شخص کو تیر ہتھیارون سے مار ڈالے یا اُس شخص کو مار ڈالے جو بہ ارادہ مخالفت عورات یا برہمنون پر چڑھ کر آوے تو قاتل مستوجب سزا نہیں ہے ۔

۱۲۱ ۔ درحالیکہ مار ڈالنا مرشد یا اور لوگون کا جنکی ذات نہایت مقدس ہے درصورت چڑھ کر آنے اُنکے بہ ارادہ مخالفت کے جائز ہے تو مار ڈالنا اورون کا بدرجہ اولی جائز ہوا ۔ پچھلے قول مین لفظ " یا " اور اس قول کے شروع مین کہ " وہ کل بیدانت جانتا ہو " لفظ " گو " مستعمل ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ بطور قطعی بیان کرنا مقصود نہیں ہے کہ مرشد اور دیگر شخص مثل اُنکے مار ڈالے جائین ۔ چنانچہ سومنتو کے اس قول سے بھی یہی معنی مستنبط ہو سکتے ہین کہ " جو کوئی باشتناء گا

جو قول کہ نسبت مار ڈالنے ایک برہمن کے ہے تعبیر اُسکی بلحاظ معنی لفظی کے نہین ہونی چاہیے ۔

۱ قول منو منقولہ کا لکا بھٹ وغیرہ ۔

۲ یہ کل بحث کسی قدر غیر مصرح ہے مراد اُسکی یہ معلوم ہوتی ہے ۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ جب آئین مقدس اور آئین مدنی کے احکام مین باہم اختلاف ہو تو آئین مقدس کے احکام پر بلالحاظ آئین مدنی کے عمل ہونا چاہیے لیکن مصنف کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گو صورت ہاے منقولہ مین بظاہر اختلاف ہے مگر درحقیقت وہ باہم مخالف نہیں ہین اور اگر تعبیر لفظی نہ کیجاے تو دونون صورتین قائم رہ سکتی ہین اور آئین مدنی کے احکام کو ان صورتون مین بمعنی مبالغہ مفہوم کرنا چاہیے اور اجازت جو درباب عمداً قتل کرنے ایک برہمن کے درصورت چڑھ کر آنے اُسکے ساتھ ارادہ مخالفت کے ہے اُسکو بلحاظ معنی لفظی کے نہین مفہوم کرنا چاہیے بلکہ یہ امر محض اس بات کے ثابت کرنے کے واسطے قائم کیا گیا ہے کہ اور لوگ جو بادی مخالفت ہون اُنکے مار ڈالنے کے واسطے اجازت ہے ۔

یا برہمن کے بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوے اُسکا مارڈالنا جرم نہین ہے" اور منو کے اس قول سے بھی واضح ہے کہ "مرشد یا مفسر علم اور باپ یا مان اور برہمنون یا گایون کو کہ ان سب کا وجود پاک ہے قتل کرنا نہین چاہیے" [۱]

برہمن برہمنون کے باب مین ایک استثنا ہے۔

۲۲ - یہ قول اُسی صورت مین صادق آتا ہے کہ جب وہ اُس امتناع سے متعلق کیا جاے جو درباب قتل مرشدون اور مثل اُنکے دیگر شخصون کے ہے کہ بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوین لیکن اور کسی صورت مین صادق نہین آتا کیونکہ ہلاکت کی نسبت شاستر مین بالعموم امتناع ہے "جو شخص کہ بارادۂ مخالفت چڑھ کر آوے اُسکا مارڈالنا جرم نہین ہے" الخ - یہ قول بھی باستثنا برہمنون اور مثل اُنکے دیگر شخصون کے اور لوگون سے متعلق ہے۔

تعریف عامہ اشخاص بانی فساد۔

۲۳ - چھ قسم کے شخص بانی فساد موسوم ہین یعنی آتش زن - وہ شخص جو زہر دیوے وہ شخص جو قتل کرنے والے آلہ سے حملہ کرے - چور غاصب اراضی - جو شخص دوسرے کی زوجہ کو بھگا لیجاوے [۲] اور جو تلوار یا زہر یا آگ سے ہلاک کرنے کا قصد کرے اور جو ہاتھ اُٹھا کر بددعا مانگے اور جو بذریعہ منترون [۳] کے ہلاک کرے اور جو راجہ کی نسبت جاسوسی کرے اور زانی اور عیب جو - ان شخصون اور مثل اُنکے اور لوگون کو بانی فساد تصور کرنا چاہیے - بانی فساد کی یہی تعریف عامہ ہے۔

برہمنوں اور دیگر شخصون کو جنکا وجود پاک ہو کسی صورت مین قتل کرنا نہین چاہیے۔

۲۴ - لیکن اگر برہمنون اور مثل اُنکے اور لوگ بانی فساد ہون تو ایک شخص جو اُنکی ہلاکت کا ارادہ نہ رکھتا ہو صرف بنظر اپنے حفظ کے اُنکا مقابلہ کرسکتا ہے - اگر برہمن وغیرہ بلا عمد ہلاک ہو جائین تو ایک کفارہ مختصر کرنا چاہیے لیکن راجہ

---

[۱] قول منو مندرجۂ کالکا بھٹ وغیرہ۔

[۲] قول مندرجۂ بیر متر اودے اور ہادا آر نوستو اور ویک لیکھ۔

[۳] اصل مین لکھا ہے جو "بذریعہ اتھر وید کے" - یہ خوب معلوم ہے کہ اتھر وید مین دشمنون کی ہلاکت کے واسطے بہت سی صورتین بددعا کی مندرج ہین۔

کچھ سزا نہ دے گا۔ چونکہ یہ نتیجہ قرار پایا لہٰذا ضرور ہوا کہ اور قول بطور تمثیل اختلاف باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے بیان کیا جائے۔

قول بطور تمثیل قاعدۂ مذکورۂ بالا کے۔

۲۵- مثلاً اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ حصول دوست کہ زیادہ مرغوب ہے سونے اور اراضی کے حصول سے لہٰذا آدمی کو دوست کے حاصل کرنے مین بدل کوشش کرنی چاہیے"۔ ؎۱ یہ قاعدہ آئین مدنی کا ہے لیکن آئین مقدس کا یہ حکم ہے کہ دوراجہ کو غصہ اور طمع سے مبرا الخ" ؎۲ ان دو قولون مین کسی قدر اختلاف ہے کیونکہ مقدمۂ مرجوعۂ عدالت مین دوستی اُسی صورت مین حاصل ہوگی جب جتانا ایک فریق کا پیشتر سے تجویز کیا جائے لیکن یہ امر آئین مقدس کے مطابق نہو گا کیونکہ اُسکے مطابق فریقین سے کسی فریق کا جتانا پیشتر سے تجویز نہین ہو سکتا اور اس جہت سے دوستی کا حصول متعذر ہوگا۔

کفارہ درصورت ترجیح دینے آئین مدنی کے۔

۲۶- پس اس صورت مین آئین مقدس بمقابلۂ آئین مدنی کے زیادہ موثق ہے اور اپاستمب نے ایک سخت کفارہ اُس شخص کے واسطے تجویز کیا ہے جو درصورت ہونے مخالفت باہم آئین مقدس و مدنی کے آئین مدنی کی نسبت متوجہ ہو۔ مدت کفارۂ مذکور بارہ برس ہے۔

باب تیسرا

شہادت کی نوعیت عامہ کے بیان مین

فصل پہلی

قول منقول کیا گیا۔

۱- یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً

؎۱ بیرسترا ودائے سے معلوم نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

؎۲ باب اول فصل ۱- اشلوک ۲۔

شہادت قلمبند کرے لیکن قبل اسکے یہ سوال ہوسکتا ہے کہ وہ شہادت کس قسم کی ہوگی

شہادت چار قسم کی ہے -

۲- یہ بیان کیا گیا ہے کہ شہادت مراد ہے ثبوت تحریری اور قبضہ اور گواہوں سے اور درصورت موجود نہونے ان کل شہادتوں کے یہ حکم ہے کہ منجملہ تصدیق ہا سے غیبی کے ایک تصدیق پر عمل کیا جاوے ۔۱

شہادت کی تقسیم دیگر

۳- شہادت وہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے ایک امر ثابت یا فیصل کیا جاوے ۔ اور یہ دو قسم کی ہے انسانی اور غیبی - انسانی شہادت تین قسم کی ہے دستاویزات اور قبضہ اور گواہان - یہ قول زبردست عالموں کا ہے - دستاویزات دو قسم کی ہیں سرکاری اور خانگی چنانچہ سرکاری دستاویزات کی تشریح ابھی ہوچکی ہے ۔۲ اور خانگی دستاویزات کا ذکر آئندہ لکھا جاوے گا - قبضہ سے تصرف مراد ہے گواہوں کا ذکر آئندہ کیا جاوے گا -

جواب اعتراض بابت شہادت غیبیہ کے -

۴- اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ دستاویزات پر بوجہ زبان سے بیان ہوسکنے اُنکے مضمون کے اور گواہوں پر بوجہ کان سے مفہوم ہونے اُنکے قول کے ۔۳

۱- قول جاگیلک منقولہ میتراودائے اور ویوہار چنتامنی اور ویادتندیو اور ویوہار میوکھ -

۲- باب اول میں جو درباب فرائض مذہب اور رسوم کے ہے جاگیلک کے یہ قول منقول ہیں یعنی جب مہاراجہ ارضی یا کسی طرح کے حقوق بخشے تو اُسکو چاہیے کہ واسطے اطلاع اُن اچھے راجاؤں کے جو اُسکے جانشین ہوں ایک بخشش نامہ تحریر کرے " اپنا نام اور اپنے مورثوں کے نام بیان کرکے رشمی پارچہ پر جو تحریر کے واسطے تیار کیا گیا ہو یا تانبے کے پتر پر دستاویز لکھاوے اور اُسپر اپنی مُہر کی انگوٹھی سے مُہر کردے یا پیہودستی -

۳- واسطے بخوبی سمجھنے اس امر کے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ بموجب مانسا شاستر کے ثبوت کے تین طریق ہیں پرتکش یعنی شہادت حواس اور انومان یا شہادت بذریعہ استنباط اور شبد یا شہادت قول -

شہادت کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ حجت پیش کیجاتی ہے کہ قبضہ میں یہ صفت نہین ہے لہذا وہ شہادت متصور نہین ہو سکتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ قبضہ بشمول اور صفتون کے شہادت متصور ہے کیونکہ استمرار خواہ حقیت ملکیت کا اور قرینہ مناسبت سے ¹ مستنبط اور قیاس ² سے مستخرج ہو سکتا ہے پس قبضہ پر از روے استنباط خواہ بوجہ اُسکے قائم بالذات نہونے کے ثبوت کا اطلاق ہوتا ہے۔

درصورت نہونے اور شہادت کے تصدیق غیبی پر عمل کیاجاے۔

۵۔ درصورت نہونے دستاویزات اور دیگر دو قسم کی شہادت کے یہ لکھا ہے کہ تصدیق غیبی پر کہ وہ شہادت کی ایک قسم ہے اور بیان اسکی حقیقت اور اس فرق کا جو باہم اُسکے اور دیگر شہادت کے ہے آئندہ کیا جائے گا بلحاظ مناسبت قوم اور موقع اور زمانہ کے عمل ہونا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول منقولہ بالا سے متحقق ہے کہ۔ درصورت موجود نہونے ان کل شہادتون کے یہ حکم ہے کہ منجملہ

---

¹ دیو بچار یعنی مناسبت منطق کی اصطلاح ہے۔ ہتو ابھاس پانچ قسمین ہین۔ سویو بچار۔ برودہ ست پرتی پکس۔ اسدھی۔ وادھو۔ بغرض اثبات کسی امر کے پیش کرنا ایسی دلیل کا جو بظاہر معقول لیکن در اصل لغو ہو ہتو ابھاس کہلاتا ہے۔ اگر علت اور معلول کے باہم موقع کی نسبت مطابقت ہو یا غیر مطابقت تو یہ سویو بچار کہلاتا ہے۔ کتاب وارڈ صاحب جلد اول ص ۴۰۹۔

² قیاس یعنی ارتھاپت۔ یہ طریقہ دلیل کا خاص مہانسا شاستر سے متعلق ہے۔ کوبروک صاحب نے اپنی تصنیف فلسفہ ہنود مین یہ لکھا ہے کہ قیاس یعنی ارتھاپت نتیجہ اُس شئے کا ہے جو خلاف ایک قیاس خاص کے اور طور پر نہوسکے یعنی اس قاعدہ سے وجود اُس شئے کا جو خود محسوس نہو بذریعہ دوسری شئے کے جو محسوس یا مسموع یا ثابت ہو خواہ مخواہ مستنبط کیا جاتا ہے۔

تصدیق ہاے غیبی کے ایک تصدیق پر عمل ہونا چاہیے [1] اور بھی یہ بات اسوجہ سے متحقق ہے کہ تصدیق غیبی کی حقیقت اور اُس کے ثبوت کا بیان دھرم شاستر مین کیا گیا ہے [2]۔

شہادت انسانی کو ترجیح ہے تصدیق غیبی پر۔

۶- لیکن اگر دو شخص بزمانہ واحد عدالت مین دعویدار ہون اور ایک کو شہادت انسانی پر استدلال ہو اور دوسرے کو تصدیق غیبی پر تو جس شخص کو کہ شہادت انسانی پر استدلال ہو اُسکا دعوے پہلے مسموع ہونا چاہیے۔ چنانچہ کاتیائن کے قول سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "اگر ایک فریق شہادت انسانی پیش کرے اور دوسرے کو تصدیق غیبی پر استدلال ہو تو راجہ کو چاہیے کہ پیشتر نسبت شہادت انسانی کے تحقیقات کرے اور تصدیق غیبی پر عمل نہ کیا جاے" [3]۔

اگر دعوی کا جزو کثیر شہادت انسانی سے ثابت ہو جاے تو تصدیق غیبی پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

۷- علاوہ اسکے جب واسطے ثبوت جزو کثیر دعوے کے شہادت انسانی موجود ہو تو ایسی صورت مین تصدیق غیبی پر عمل کرنا نہیں چاہیے مثلاً قرضہ سودی بقدر سو روپیہ کے لیا گیا ہو اور اُس کے لینے سے انکار ہو اور نسبت دیے جانے روپیہ کے گواہ موجود ہون لیکن نہ بہ نسبت اُسکی تعداد خواہ شرح سود مصرحہ کے اور دعویدار یہ درخواست کرے کہ مین ان مراتب کو تصدیق غیبی سے

---

[1] دفعہ ۲- مرقومۂ بالا دیکھی جاوے۔

[2] "وہ بیان دھرم شاستر مین کیا گیا ہے" یعنی جب ثبوت محسوس ہو تو ثبوت غیر محسوس پر عمل کرنا بیجا ہے اور چونکہ تصدیق غیبی کی حقیقت کا بیان بطور ثبوت کے صرف دھرم شاستر مین مندرج ہے اور اہل دنیا اُسکی حقیقت مفہوم نہین کر سکتے لہذا جب تک کہ ثبوت محسوس موجود ہو غیر محسوس شہادت پر عمل کرنا نہین چاہیے۔ سبودھنی۔

[3] منقولہ بیرمترادوائے اور بیوہار چنتامنی اور بیادھندیو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار مادھویا سے لیکن سمرتی چنتامنی اور بیوہار میوکھ مین نارد کا قول ہے۔

ثابت کرونگا تو ایسی حالت مین بھی بموجب اس قاعدہ کے کہ "اگر ایک سے زیادہ دعوے تحریری سے انکار ہو" الخ تصدیق غیبی پر بغرض اثبات مقدار قرضہ خواہ سود مصرحہ کے عمل نہین ہو سکتا۔

کاتیائن نے بھی قاعدہ بیان کیا ہے۔

۸- کاتیائن نے یہ بیان کیا ہے کہ "اگر شہادت انسانی مقدمہ کے صرف ایک جزو کی نسبت بھی متعلق ہو تو وہ ترجیح منظور کیجاے اور اُن شخصون کی شہادت پر عمل کرنا نہین چاہیے جو اس بات پر راضی ہون کہ کل مقدمہ بذریعہ تصدیق غیبی کے ثابت کیا جاے" [۱]

تصدیق غیبی پر صرف اسی صورت مین عمل ہونا چاہیے جب شہادت انسانی موجود نہو۔

۹- لیکن اگر کوئی قول مشعر اس حکم کے ہو کہ بحالت تجویز جرائم مخفی کے تصدیق غیبی پر عمل ہونا لازم ہے تو بھی وہ قول صرف اُن صورتون سے متعلق ہوگا جب شہادت انسانی موجود نہو اور ہر چند نارد نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ "اگر صحرا یا غیر آباد مقام مین یا رات کے وقت یا مکان کے اندر حملہ کیا جاے یا امانت سے انکار ہو تو ایسی صورتون مین تصدیق غیبی پر عمل کرنا واجب ہے" [۲] لیکن یہ قاعدہ بھی صرف درصورت موجود نہ ہونے شہادت انسانی کے متعلق ہوگا۔ عام یہ قاعدہ مقرر ہے اور استثناء جو اُسکی نسبت کیا گیا ہے اُسکا ذکر آئیندہ کیا جاے گا۔

استثناء۔

۱۰- تقدیم حملہ یا حملہ اور عمل بیجا کی تحقیقات اور کل مقدمات شدائد مین جنکے وقوع کو عرصہ گذرا ہو گواہون سے تصدیق غیبی کا عمل کرنا واجب ہے۔ [۳]

---

[۱] منقولہ بیرمترادوا ئے او ر بیوہار میوکھ اور بیادتندیو اور سمرتی چندریکا۔

[۲] منقولہ بیادتندیو اور بیرمترادوائے۔

[۳] قول برہسپتی منقولہ بیادتندیو اور کاتیائن کا قول منقولہ بیرمترادوائے اور سمرتی چندریکا اور بیوہار رتناکر مین۔

رواج کا ثبوت منحصر ہے اوپر دستاویزات کے

۱۱- مراتب مذکورالصدر کے بعد چند قواعد درباب دستاویزات اور دیگر شہادت کے بیان کیے گئے ہین وہ نسبت جماعت ہاے اہل شہر یعنی لوگون در مجمع ہاے اہل تجارت یعنی سرینی یا کارخانجات مختلف حرفون یعنی گنا کے رواج سمره کا ثبوت شہادت دستاویزی پر منحصر ہے اور ایسی صورت مین نہ تصدیق غیبی کی ضرورت ہے نہ گواہون کی ؂

دیگر صورتون مین قبضہ ثبوت ہے۔

۱۲- وہ علی ہذا القیاس جو دعوے کہ درباب حق ایک راستہ یا سٹرک کے ہو اور نیز بدرروکے دعوے مین قبضہ سے نہایت واثق ثبوت حاصل ہوتا ہے ایسی صورت مین تصدیق غیبی یا گواہون کی ضرورت نہین ہے'' ؂

اور صورتون مین گواہ درکار ہین۔

۱۳- وہ جب کہ مقدمات درباب ادا ہونے یا نہ ہونے زرمشاہرہ باہم آقا اور ملازم یا درباب نہ دینے قیمت شئے خریدہ کے ہون یا جب کہ بوسیلہ پانسہ پھینکنے خواہ جانوران بازی کے شرط بدی گئی ہو اور اُسکی بابت تکرار پیدا ہو تو ان کل صورتون مین گواہون کی شہادت پر عمل کرنا چاہیے نہ تصدیق غیبی یا دستاویزات پر ؂

فصل دوسری

ایک امر کو دوسرے پر ترجیح دینا

بعض صورتون مین فعل مابعد نہایت موثر ہوتا ہے۔

۱- یہ سوال کیا گیا ہے کہ اگر ہر فریق کی جانب سے ایسی شہادت پیش ہو

؂ قول برہسپتی منقولہ بیاد تندیو اور کاتیائن کا قول منقولہ بیرمترا ودائے وسمرتی چندریکا اور بیوہار چنتامنی۔

؂ قول کاتیائن منقولہ بیرمترا ودائے اور بیوہار چنتامنی اور سمرتی چندریکا لیکن بیاد تندیو مین بطور قول برہسپتی مندرج ہے۔

؂ ایضاً ایضاً

جس کے باہم ترجیح کی کوئی صورت ممیز نہ ہو اور ایک فریق کا دعوے فعل زمانۂ سابق کی بابت ہو اور دوسرے کا زمانہ مابعد کی بابت تو منجملہ ان دونوں فعلوں کے کس فعل کو زیادہ تر وثوق ہوگا - اسکے جواب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ”جملہ دیگر معاملات مین فعل مابعد غالب رہیگا“ لے

تشریح - ۲ جائداد کے مقدمات مین بالعموم اور زر قرضہ وغیرہ کے مقدمات مین ”فعل مابعد“ یعنی جو پیچھے وقوع مین آیا یا معاملہ مابعد غالب رہیگا - اگر فعل مابعد ثابت ہوجاوے تو مظہر اسکا جیتیگا اور گو فعل سابق ثابت ہوجاوے تو بھی مظہر اسکا اپنا مقدمہ ہارے گا -

تمثیل - ۳ - اگر ایک فریق اثبات زر قرضہ کا اسکے دیے جانے کی بنا پر کرے اور دوسرا یہ عذر پیش کرے کہ مجھکو کچھ نہین دینا ہے تو ایسی صورت مین گو دونون فعل یعنی دیا جانا اور ادا کیا جانا زر کا شہادت سے ثابت ہو ادا کیا جانا زر کا زیادہ تر موثق ہے اور جس فریق نے کہ ادا ہوجانے کا عذر پیش کیا اسکے حق مین فیصلہ صادر ہوگا -

تمثیل مزید - ۴ - علی ہذا القیاس اگر ایک شخص نے سو روپیہ سود کی بشرح فی صد ایک روپیہ کے قرض لیا ہو اور وہ بعد ازان یہ اقرار کرے کہ مین تین روپیہ سیکڑا سود دونگا اور ان دونون معاہدون کی نسبت ثبوت موجود ہو تو ثبوت نسبت مین تین روپیہ سیکڑے کے زیادہ تر موثق ہوگا کیونکہ وہ پیچھے واقع ہوا اور وجود فعل سابق سے متناقض ہے - علاوہ اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ”فعل مابعد جو فعل سابق کا ناسخ نہ ہو بے وجود ہے“

رہن اور بیع کی صورت مستثنے ہے - ۵ - اس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے ”لیکن رہن اور

لے قول جاگیلک منقولہ بیار بھنگار نوادر بعاد آر نوستو اورداے نت -

ہبہ اور بیع کی صورت مین معاملۂ سابق کو نہایت زیادہ وثوق ہوگا؎ ۱۔
ان تین صورتون یعنی رہن وغیرہ مین فعل سابق زیادہ مستحکم ہوگا مثلاً کوئی شخص
ایک قطعہ اراضی بابت زر معاوضۂ کثیر کے ایک شخص کے پاس رہن رکھ کر اُسی
قطعہ کو بعد ازان دوسرے شخص کے پاس بابت زر معاوضۂ کثیر کے رہن کرے تو
حق اُس اراضی کا مرتہن اولی کو حاصل ہوگا نہ مرتہن ثانی کو اور یہی صورت معاملات
ہبہ اور بیع کی ہے۔

جواب اعتراض۔

۶۔ اگر غیر متعلق ہونا اس قاعدہ کا باظہار اس حجت کے بیان کیا جاوے کہ چونکہ
ایک شے جو ایک شخص کے پاس رہن ہوگئی ہو وہ دوسرے شخص کے پاس
بسبب خارج ہوجانے اصل مالک کے حقیت سے رہن نہین ہوسکتی اور
ہبہ یا بیع اُس شے کا جو کسی کو دی گئی یا فروخت ہوئی ہونا ممکن ہے تو
ایسی حجت درست نہین ہے کیونکہ اس جگہ یہ مقصود ہے کہ جب ایک
شخص رہن ثانی وغیرہ براہ مغالطہ یا طمع کے کرے اور اُسکو اس
امر کا استحقاق حاصل نہ ہو تو فعل سابق زیادہ مستحکم ہوگا پس قاعدۂ ہذا ایسی صورت
سے متعلق ہے اور اسپر اعتراض نہین کرنا چاہیے۔

فصل تیسری

تاثیر قبضہ کے بیان مین

تاثیر قبضہ۔

۱۔ قبل بیان کرنے اس امر کے کہ قبضہ شمول اور صفات کے کیونکر داخل
شہادت ہے مصنف نسخۂ ہذا قبضہ کی ایک اور تاثیر بیان کرتا ہے۔

۱؎ قول جاگیلک منقولۂ ببادھنگار نو اور داسے تت اور ببا دتندیو۔ لیکن ہیوہار چنتامنی
مین بطور قول منو۔

دو جو شخص اپنی اراضی پر دوسرے شخص کا قبضہ بیس برس تک یا اپنی جائداد منقولہ پر دس برس تک بچشم خود دیکھے اور اس عرصہ مین استحقاق اپنا ظاہر نکرے اُسکا حق ملکیت جاتا رہتا ہے۔" [1]

تشریح۔

۲ "دوسرے شخص" سے مراد ہے شخص اجنبی اور یہ قول کہ جو شخص دوسرے شخص کا قبضہ اپنی اراضی یا جائداد منقولہ پر بلا مزاحمت بچشم خود دیکھے مانع اس بات کا نہین ہے کہ دوسرا شخص مذکور اُس جائداد پر باظہار ملکیت اپنی متصرف نہو۔ اس طرح کا قبضہ بست سالہ یعنی قبضہ علی الاتصال اور نسبت مال منقولہ یعنی ہاتھی اور گھوڑون کے قبضہ دہ سالہ باعث زوال حق ہوگا۔

اعتراض نسبت اس تعبیر کے۔

۳۔ لیکن یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ تعبیر اس جہت سے تناقض ہے کہ تسلسل قبضہ سے حق ملکیت مثل ہبہ یا بیع کے زائل نہین ہوسکتا اور اُس سے سقوط حق لازم نہین آتا کیونکہ تسلسل قبضہ قیاساً یا عملاً نہین قرار دیا گیا ہے پس حق ملکیت بیس برس کے قبضہ سے پیدا نہین ہوتا اور چونکہ قبضہ صرف ثبوت حقیت کا ہے لہذا اُس سے وہ امر پیدا نہین ہوتا کہ جسکا اثبات منظور ہے علاوہ اس کے وراثت وغیرہ اسباب جن سے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اُنمین قبضہ داخل نہین ہے چنانچہ تفصیل ان اسباب کی اس قول مین درج ہے "کہ مالک بذریعہ وراثت یا اشترا یا تقسیم یا زبردستی لینے خواہ پانے سے ہوتا ہے اور علاوہ ان طریقون کے برہمن کے واسطے قبول کرلینا اور چھتری کے واسطے بذریعہ فتح کے حاصل کرنا اور ویش یا شودر کے واسطے نفع سے پیدا کرنا

---

[1] قول جاگبلک منقولہ بیا دشتہ یو اور سمرتی چندریکا اور ویرمترودیہ اور سمرتی سار اور بیا دبھنگا رنو۔

بیان کیا گیا ہے ۱؎ ان آٹھ باتون کو گوتم نے سبب حقیت بیان کیا ہے لیکن
اُس نے قبضہ کو اُسمین شامل نہین کیا پس یہ کہنا درست نہین ہے کہ بیس برس کا قبضہ
استحصال ملکیت کا ایک طریقہ ہے اور چونکہ استنباط حقیت کے اسباب دنیاوی
امور مین لہذا استنبط کرنا ان سببون کا صرف دھرم شاستر سے نادرست ہے -
وراثت کے باب مین اس امر کی بحث بخوبی کیجاے گی لیکن گوتم کا قول صرف بطور
نصیحت کے ہے ۲؎

دیگر وجوہ تائید امر مذکور کے -

۴ - علاوہ اسکے "جو شخص بلا استحقاق صدہا سال تک متصرف ہو حاکم
روے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دے" ۳؎ پس یہ بیان کہ
محض قبضہ سے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اس قول کے خلاف ہوتا ہے اور رجحیت
نہین پیش ہونی چاہیے کہ یہ پچھلا قول کہ "جو بلا استحقاق متصرف ہو الخ" قبضہ
مخفی سے متعلق ہے اور پہلا قول یعنی یہ کہ "جو بیس برس تک اپنی اراضی پر
شخص اجنب کا قبضہ بچشم خود دیکھے" الخ ۴؎ قبضہ علانیہ سے متعلق ہے
کیونکہ یہ قول کہ "جو بلا استحقاق متصرف ہو" الخ دونون صورتون مین بلا
امتیاز کے بیان کیا گیا ہے اور کاتیاین نے بھی یہی قاعدہ بیان
کیا ہے - "جو شخص بطور ناجائز مولیشی اور غلامون یا کنیزکون کو اپنے قبضہ
مین لاوے تو اُسکا یا اُس کے بیٹے کا قبضہ جائز نہین ہے" اور یہی قاعدہ

۱؎ بیادشنذ بو -

۲؎ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ اس قول مین مختلف قومون کی خدمات کا ذکر ہے اور
اُس سے کچھ ثبوت اس امر کا حاصل نہین ہوتا کہ استحصال ملکیت کے طریقے صرف بموجب قول
دھرم شاستر کے متحقق ہونگے -

۳؎ قول نارد منقولہ بیادشنذ و سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ -

۴؎ دیکھو دفعہ ۱ -

مستمرہ ہے" سلہ علاوہ اسکے قبضہ علانیہ سے نقصان عائد نہین ہوسکتا کیونکہ وہ سبب نقصان نہین ہے۔

ذکر مزید مباحثہ مذکور کا

۵- جو استثنا دکہ درباب ترجیح جواز فعل سابق نسبت رہن وہبہ و بیع کے کیا گیا ہے اُس سے یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ اس صورت مین جسکا کہ اب ذکر ہے درحالیکہ جائداد اراضی پر بیس برس تک اور جائداد منقولہ پر دس برس تک قبضہ رہا ہو جواز فعل مابعد کی تقدیم مقصود ہے کیونکہ رہن اور مثل اُس کے دیگر معاملون کا وقوع حقیقۃً مکرر نہین ہوسکتا - ایک شخص کو اپنی جائداد کے رہن رکھنے یا دیدینے یا بیع کرنے کا اختیار ہے لیکن جو اشیا دکہ دے دی گئی یا رہن رکھی گئی یا بیع ہو چکی ہون اُنکی نسبت اُسکو حق ملکیت نہین پہونچتا جس شے کی نسبت کہ ملکیت حاصل نہو اُس کے بخشنے اور لینے کی نسبت سزا کا حکم ہے " جو شخص کہ وہ شے لیوے جسکا دینا جائز نہو اور جو شخص کہ اُس شے کو بخشے یہ دونون شخص مثل چورون کے مستوجب سزا ہونگے اور اُنپر زیادہ سے زیادہ جرمانہ کیا جاے گا " سلہ اگر اس قول کو اُس قاعدہ عامہ سے جو درباب رہن وہبہ و بیع کے ہے غیر متعلق رکھنا مقصود ہوتا تو ایک استثناد جو قول مابعد مین کیا گیا اور جسکا شروع یہ ہے کہ بجز " جائداد متعلقہ رہن یا سے بالکفالت اور حدود کے الخ سلہ غیر متعلق مقصود ہوتا ہے پس اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اراضی یا دیگر جائداد کا حق تلف نہین ہوسکتا۔

ذکر مزید مباحثہ مذکور کا اور یہ کہ اس قول سے حق نالش زائل نہین ہوتا۔

۶- نہ استحقاق نالش زائل ہوتا ہے - نارد کا یہ قول ہے کہ استحقاق نالش اُٹھاؤ کی صورت مین زائل ہوتا ہے یعنی جب کہ غفلت کا سبب نپایا جاے نہ جائداد کے

سلہ بیاد چندریکا اور بیاد تندیو اور بیوہار مسوکھ -

سلہ دیکھو دفعہ ۱۴ - فصل ہذا -

سلہ بیاد ننڈیو و ویر متراودا ائے -

قبضہ میں نہونے سے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ "جو شخص بے اعتنائی کرے اور خاموش رہے نالش اُسکی بعد میعاد معینہ کے سرسبز نہوگی" ۱؎ اور منو کا بھی یہی قول ہے یعنی وہ لکھتا ہے کہ "اگر مالک مخبط فطری نہو نہ پندرہ برس کی عمر سے کم ہو اور شئے بقبضہ مخالف ایسے مقام پر ہو کہ جہاں وہ اُسے دیکھ سکتا ہو تو ملکیت اُسکی نسبت ایسی شئے کے قانوناً زائل ہوجاتی ہے اور وہ شئے شخص مخالف کے قبضہ میں رہے گی" ۲؎ اس قول سے حق مرافق کی نسبت مضرت مقصود ہے نہ جائداد کی نسبت اور ایسی مضرت اُس صورت میں عائد ہوتی ہے کہ جب شخص قابض یہ عذر پیش کرے کہ "مدعی مخبط فطری ہے نہ بچہ نہ نابالغ اور بمقابلہ اُس کے میں بیس برس سے برابر قابض چلا آیا ہوں اگر مجکو قبضہ جائداد کا بطور ناجائز حاصل ہوا تھا تو مدعی اس مدت دراز تک کس واسطے ساکت رہا چنانچہ بصداقت اس بیان کے میں بہت سے گواہ رکھتا ہوں" ایسی صورت میں مدعی ردّ جواب نہ دے سکیگا لیکن قول مندرجہ ذیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر مدعی ردّ جواب نہ دے سکے تو بھی مقدمہ اُسکا ترتیب پاوےگا اور وہ قول یہ ہے کہ "راجہ کو لازم ہے کہ فریب پر لحاظ نہ کرکے مقدمات کی تحقیقات نیک عملی کے ساتھ کرے" الخ ۳؎ یہی تعبیر اس قول کی صحیح ہے۔

مباحثۂ مزید۔

۷۔ یہ نہیں فرض کرنا چاہیے کہ چونکہ نہ حق ملکیت زائل ہوتا ہے نہ حق نالش لہذا قول منقولۂ بالا کا صرف یہی مقصود ہے کہ سکوت نہ کیا جاے کیونکہ جو شخص کہ دوسرے کا قبضہ روا رکھے مگر اس باب میں دست انداز نہ ہو اُسکا حق نالش زائل ہوسکتا ہے حال آنکہ یہ بات نہیں ہے کس واسطے کہ اگر اس قول کا صرف یہی مقصود ہوتا کہ سکوت

۱؎ قول نارد منقولۂ ویواد تنڈو اور بعض نسخجات متاکشرا۔

۲؎ قول منو باب ۸۔ اشلوک ۱۴۸ منقولۂ سمرتی چندریکا اور ویواد تنڈو۔

۳؎ قول جاگبلک منقولۂ سمرتی چندریکا۔

نہ کیا جاسے تو تعین کرنا مدت بیس برس کا بفائدہ تھا کیونکہ اگر کوئی شخص کسی عرصہ تک جو یاد انسانی کے قابل ہو صرف قابض رہے تو اس سے کوئی وجہ احتمال نقصان کی پیدا نہین ہوتی اگر یہ ظاہر کیا جاسے کہ بیس برس کی میعاد خاص بلحاظ اس قول کا تیا ئن کے کہ وہ جو شخص بذریعہ کسی دستاویز استحقاق کے کسی شخص مجاز کی جائداد پر بیس برس تک متصرف رہے اُسکی دستاویز بعد مدت مذکورہ کے غیر ممکن التردید ہے[1] اس غرض سے معین کی گئی ہے کہ جو دستاویز استحقاق بابت استقدر مدت کے ہو اُسکی نسبت کوئی اعتراض وارد نہوسکے گا تو یہ امر بھی مقبول نہین ہوا ہے کیونکہ دستاویزات استحقاق کی نسبت جو اعتراض وارد نہوسکنے کی صورت ہے اُسکا اطلاق معاملات رہن وسرحد اور اسی قسم کے دیگر معاملون پر بھی نہین ہوسکتا اور ایسی تعبیر عامہ سے وہ استثنا باطل ہوتا ہے جو اس طرح کے معاملات کی نسبت کا تیا ئن کے اقوال مندرجۂ ذیل بین کیا گیا ہے اور وہ قول یہ ہین اگر وہ شئے مرہونہ پر بذریعۂ دستاویز استحقاق کے بیس برس تک متصرف رہنا متحقق ہو تو ایسا تصرف برقرار رہنا چاہیے بشرطیکہ دستاویز مذکور کی نسبت اعتراض وارد نہوسکتا ہو بعد تصفیۂ تنازع سرحد کے ایک وثیقہ جسمین حدود کی تفصیل درج ہو دینا چاہیے اور جو کچھ غلطیان اُسمین پائی جائین اُنکی نسبت بیس برس کے اندر اعتراض پیش ہونا چاہیے[2] اور جائداد منقولہ کے واسطے جو دس برس کا قبضہ معین ہے اُس سے بھی یہی قاعدہ متعلق ہے۔

تاویل صحیح اس قول کی یعنی مقصود اُسکا یہ ہے کہ جو منافع نہ ملے

۸- پس قول محولۂ بالا کے معنی اب اور طور پر لیسے جاتے ہین یعنی مقصود اُسکا یہ ہے کہ جو منافع بابت جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حاصل ہو اُسکے ملنے کا استحقاق جاتا رہتا ہے نہ حق نالش یا ملکیت۔ غرض کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اگر مالک حقدار بیس برس کے بعد اپنا نسبت

---

[1] ہو ہار ماد ھو اور بجاد تند یو۔

[2] ایضاً۔

دوسرے شخص سے جو اُسپر اس عرصہ تک علی الاتصال قابض رہا ہو دوبارہ حاصل کرے تو وہ باوجود اس بات کے اسقدر مدت کا منافع نہین پا سکتا۔ یہ تاویل مطابق الفاظ صریح قول مذکور کے ہے اور مالک کے قصور سکوت سے مستنبط ہے۔

یہ ضرور ہے کہ قبضہ بیس برس کا علی الاتصال ہوا اور بچشم خود دیکھا جاوے۔

۹- لیکن صورت ہاے مندرجہ ذیل مین مالک کو اپنی جائداد مع منافع ملنے گی یعنی اگر مالک کی غیبت مین قبضہ رہا ہو جیسا کہ اس شرط سے واضح ہے ”جو شخص بچشم خود دیکھے“ اگر قبضہ بچشم خود دیکھا جاے مگر اُسکی نسبت تکرار پیش ہو جیسا کہ ”شرط بلا مزاحمت“ سے ظاہر ہے۔ علی ہذا القیاس اگر قبضہ بچشم دیکھا جاے اور اُسکی نسبت تکرار بھی نہو مگر بیس برس کی مدت نہ گذری ہو جیسا کہ لفظ ”بیس“ سے ظاہر ہے۔

اگر محاصل موجود ہو تو مالک کو ملنا چاہیے۔

۱۰- چونکہ محاصل موجودہ کی نسبت بھی استحقاق پہونچتا ہے لہذا یہ لکھنا کہ وہ نہ ملے فی الواقع بیجا متصور ہوگا لیکن محاصل مذکور صرف اُس صورت مین مل سکتا ہے کہ جب وہ بحالت خود قائم ہو مثلاً اگر سپاری یا کٹھل کے درخت مع ثمر موجود ہون تو پھر ہو سکتا ہے لیکن اگر محاصل صرف مین آجانے سے منافع ضائع ہو جائے تو اُس صورت مین محاصل پانے کا استحقاق بھی زائل ہو جاتا ہے۔

جو شخص بطور ناجائز قابض ہو اُسکی نسبت بیس برس کے بعد بھی سزا ہو سکتی ہے۔

۱۱- ”جو شخص کہ بلا استحقاق صدہا سال تک متصرف ہو حاکمان رو سے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دین“ [1] اس قول سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جیسا چوری کی صورتون مین ہوتا ہے ویسا ہی اُسقدر جائداد جسپر تصرف بیجا کیا گیا ہو تخمینہ کی رو سے واپس ہونی چاہیے لیکن چونکہ اس قول کی نسبت یہ استثنا ہے کہ بیس برس کے بعد حق زائل ہو جاتا ہے لہذا یہ استنباط درست نہین ہے پس اگر قبضہ ناجائز ہو تو بیس برس کے بعد بھی سزا ہو سکتی ہے کیونکہ قول مذکور کے اس جزو کی نسبت کوئی استثنا نہین کیا گیا ہے۔

اعادہ۔

۱۲- پس یہ متحقق ہوا کہ اگر مالک غفلت کرے تو وہ بوجہ اپنے قصور اور

[1] دفعہ ۸ مرقومہ بالا دیکھی جاسے۔

نیز بلحاظ الفاظ صریح قول مذکور کے بیس برس کے بعد محاصل متصرفہ نہین پا سکتا اور یہی قاعدہ جائداد منقولہ سے جسپر دس برس تک تصرف رہا ہو متعلق ہے -

استثنار - ۱۴ - اب اس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے یعنی یہ استثنار جائداد متعلقہ معاملات رہن و سرحد و امانت اور جائداد اشخاص مخبط فطری اور نابالغون اور امانت و جائداد راجاؤن و عورات اور ذی علم طالب علمون کے " سلہ

امانت - ۱۴ - امانت اُسے کہتے ہین جو شے بتخصیص اُسکی نوعیت یا مقدار کے دوسرے شخص کے سپرد کیجاے سلہ چنانچہ نارد کا قول اس باب مین یہ ہے کہ "جب کوئی شخص اپنا مال دوسرے کے سپرد کرے جسپر اُسکو اعتماد ہو اور جس سے اُسکو مال مذکور کے واپس ملنے مین کچھ شک نہو تو یہ امانت کہلاتا ہے اور عاقل اُسکو نچھیپ کہتے ہین اور امانت مُہری اُپنیدہ کے نام سے مشہور ہے " سلہ

رہن وغیرہ مین غفلت کے سبب سے منافع پانے کا حق زائل نہین ہوتا - ۱۵ - معاملات رہن اراضی مین بیس برس تک اور کفالت ہاے جائداد منقولہ مین دس برس تک اُس شخص کے منافع پانے کا حق زائل نہین ہوتا جو دوسرے کا قبضہ بچشم خود دیکھے اور اُسمین مزاحم نہو وجہ اسکی یہ ہے کہ ایسی صورتون مین شخص مذکور کا کچھ قصور نہین ہوتا کیونکہ غفلت بوجہ معقول وقوع مین آتی ہے اور رہن بالخصوص اسی غرض سے عمل مین آتا ہے کہ دوسرے شخص کو قبضہ دیا جاوے پس غفلت کا الزام عائد نہین ہوسکتا -

سرحدات و امانت آٹ مُہری کخصوص مذکر کی صورت مین بھی حق مذکور زائل نہین ہوتا - ۱۶ - چونکہ سرحدات کی تنقیح بذریعہ قدیم نشانہاے اراضی جو بھوسہ یا خاکستر خواہ اور چیزون سے قائم کیے جاتے ہین بسہولت ممکن ہے اس لیے غفلت کا وقوع

سلہ بیاوتندیو اور بیرمتر اودے -

سلہ بیرمترا ودے مین بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن سبودھنی مین آپدرشن یعنی بلا تخصیص کا لفظ مندرج ہے کیونکہ لشیشری کی یہ راے ہے کہ جب اعتبار ہو تو اس صورت مین شمار اور آگاہ کرنا ضرور نہین لیکن پہلے قول کو اکثر لوگ پسند کرتے ہین -

سلہ بیوہار مبوکھ اور بیرمترا ودرائے ا - بیاد آرنوستو -

روا رکھا جا سکتا ہے اور امانت ہائے مُہری و مخصوص الذکر کی صورت مین بھی ظہور غفلت
روا ہو سکتا ہے کیونکہ شاستر کے بموجب امین متصرف ہونا ممنوع ہے اور اگر اس حکم امتناعیہ
سے انحراف کیا جائے تو منافع مع سود ملنا چاہیے۔

مخبط فطری اور اُن دیگر اشخاص کی ظہور غفلت مین بخششی قرار دیئے گئے ہین حق مذکور زائل نہین ہوتا۔

۱۷۔ اشخاص مخبط فطری اور نابالغون کی صورت مین بوجہ اُنکے فتور عقلی و نابالغی کے
اور راجہ کی صورت مین بسبب ہجوم اشغال کثیرہ اُسکے اور عورت کی صورت مین بباعث
اُنکی ناواقفیت اور ناتجربہ کاری کے ظہور غفلت قابل اغماض ہے اور ذی علم طالب علمون
کی صورت مین وقوع غفلت اس سبب سے روا رکھا گیا ہے کہ وسے ہمیشہ مطالعہ کتب و
تعلیم اور مباحثات عالمانہ مین مصروف رہتے ہین۔

اعادہ۔

۱۸۔ پس نتیجہ اس بحث کا یہ ہے کہ چونکہ معاملات کفالت وغیرہ مین دفعیہ غفلت
کا نسبت اُس قبضہ کے جو بچشم خود دیکھا جائے ایک طریقہ سے ہو سکتا ہے لہذا ایسی غفلت
سے منافع پانے کا حق ہرگز زائل نہین ہو سکتا۔

فصل چوتھی

بحث ضمنی جرمانون اور دیگر تعزیرات کے بیان مین

ذکر تعزیر نسبت مکفولہ کے غصب کرنے اور دیگر صورتون کی تعزیر کا۔

۱۔ بعد لکھنے مراتب مذکورۂ بالا کے مصنف متاچھرا اب اُن خاص تعزیرات کا بیان
کرتا ہے جو معاملات کفالت اور دیگر صورتون سے متعلق ہین۔ (۲) جو شخص اشیاء مکفولہ
وغیرہ پر غصب کرے اُس سے راجہ اشیاء مذکورہ اصل مالک کو واپس اور جرمانہ بقدر
مالیت جائداد مغصوبہ یا حسب حیثیت اُسکے دلائے گا۔ [۱] اگر کوئی شخص رہن اور
اُن دیگر صورتون مین جنکی صورت اخیر درباب جائداد ذی علم طالب علمون کے ہے بذریعہ
قبضہ مستند کے غصب کرے تو اُس سے اصل مالک کو جائداد مغصوبہ واپس دلائی جائے
یہ عبارت صرف اعادہ ہے ایک قول سابق کا اور قاعدہ جو درباب دلانے جرمانہ بقدر
مالیت جائداد مغصوبہ کے ہے ایک حکم قطعی ہے۔

[۱] قول جاگبلک منقولۂ بادشنڈیو۔

وے صورتین جہان جرمانہ جائداد مغصوبہ کے مساوی ہو۔

۲۔ اگر درصورت غصب اراضیات ومکانات وغیرہ کے مساوی جرمانہ ملنا ممکن نہو توبموجب اُس تعزیر کے عمل کرنا چاہیے جو آیندہ واسطے انہدام نشان ہاے اراضی اور بد اخلت مخالفانہ سرحدات کے بیان کی گئی ہے۔ اگر بسبب متمول ہونے غاصب کے لیا جانا جرمانہ کا بقدر جائداد مغصوبہ کے اُسکی رعونت کو فرو نہ کرے تو اُس سے حسب حیثیت اُسکے جرمانہ لینا چاہیے یعنی اُس سے اسقدر زر لیا جاے جو واسطے فرو کرنے اُسکی رعونت کے کافی متصور ہو یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جرمانہ بغرض تنبیہ عائد کیا جاتا ہے اور مقصود اُسکا یہ ہے کہ رعونت فرو ہو جائے" پس اس سے یہ ظاہر ہے کہ مقصود جرمانہ کا محض تعزیری ہے۔ لیکن اگر مجرم کے پاس مال بقدر جائداد مغصوبہ کے نہو تو اُسپر اسقدر جرمانہ عائد کرنا چاہیے جس سے وہ تکلیف مین مبتلا ہو۔

تعزیر جو مجرم مفلس کی نسبت عائد ہونی چاہیے۔

۳۔ اگر کوئی شخص قطعی مفلس ہو تو تدارک اُسکا بذریعہ چشم نمائی اور سزاے بدنی وغیرہ کے ہونا چاہیے چنانچہ اس باب مین منو کا یہ قول ہے کہ "اولاً فہمائش ملائم کے ساتھ اُسکا تدارک کیا جاے ثانیاً بذریعہ درشت ملامت کے ثالثاً بذریعہ چھین لینے جائداد کے اور بعد ازان بذریعہ تکلیف جسمانی کے" [۱]

سزاے بدنی دس قسم کی ہے اور برہمن کو نہین ہونی چاہیے۔

۴۔ بموجب قول منو کے سزاے بدنی یعنی وہ سزا جو جسم پر دیجاتی ہے اُسکی دس قسمین ہین اور وہ سواے برہمنون کے اور سب سے متعلق قرار دی گئی ہے "منو نے جو واجب الوجود کا بیٹا ہے نیچے کی تین قومون کے واسطے سزا کے دس مقام قرار دیے ہین لیکن برہمن کا جسم اس سزا سے مبرا ہے اور وے مقام جسم کے یہ ہین۔ اعضاے تناسل۔ شکم۔ زبان۔ ہاتھ۔ پانون۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ جسم کے دیگر مقامات اور جائداد [۲] یہ واضح ہو کہ جو عضو مرتکب جرم ہو اُسی پر سزا ہونی چاہیے۔

---

[۱] منو باب ۸۔ اشلوک ۱۲۹ لیکن بیاد تنہ یو مین بطور قول گوتم کے منقول ہے۔

[۲] منو باب ۸۔ اشلوک ۱۲۴-۱۲۵۔ منقولہ بیاد تنہ یہ۔

سزا کے اور طریقے۔

۵ - اور طریقے سزا کے یہ ہین مشقت لینا یا قید چنانچہ کاتیائن کا قول اس باب مین یہ ہے کہ وہ جو شخص مفلس قرار پاوے اُس سے خاص اُسی کے پیشہ مین مشقت لیجاے اور اگر اُس سے مشقت نہو سکے تو وہ قید کیا جاے مگر اس صورت مین برہمن مستثنیٰ ہین "۔ ۱

سزاے خاص واسطے اُس غلس برہمن کے جو مرتکب قصور ہوا۔

۶ - جس برہمن کے پاس کچھ جائداد نہو سزا اُسکی معزولی عہدہ وغیرہ ہے چنانچہ گوتم کا قول اس باب مین یہ ہے کہ وہ اگر اُس سے قصور سرزد ہو تو معزولی عہدہ اور جنیم نمائی اور جلا وطنی اور جسم پر داغ دینے کی سزا ہونی چاہیے "۔ ۲ علی ہذا القیاس نارد کا قول بھی یہی ہے کہ وہ سزائین جنکا ذکر کیا گیا ہے یہ ہین یعنی سزاے بدنی ۔ چھین لینا جائداد کا ۔ جلا وطنی ۔ جسم پر داغ دینا اور قطع عضو کی سزا بپاداش جرائم کبیرہ کے قرار دی گئی ہے اور یہی عام سزائین ہین "۔ ۳ بعد اس تمہید کے نارد یہ لکھتا ہے کہ وہ یہ کُل سزائین باستثناے سزاے بدنی کے برہمن سے متعلق ہین اور برہمن کو سزاے بدنی نہین ہونی چاہیے "۔ ۴

سزا کے اور طریقے۔

۷ - سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے یعنی ذلت کے ساتھ سر منڈوانا اور شہر بدر کرنا اور پیشانی پر بیعزتی کا نشان کر کے گدھے پر تشہیر کرنا۔

بدن پر داغ دینے کا طریق۔

۸ - بدن پر داغ دینے کے باب مین قواعد خاص مندرج ہین وہ یعنی جو شخص اپنے گرو کی زوجہ کے ساتھ حرام کرے اُسکے بدن پر علامت فرج ہونی چاہیے۔ شراب خواری کے واسطے اُس ظرف کی علامت ہے جسمین شراب پی جاے ۔ چوری کے واسطے کتے کا پانون اور واسطے قتل برہمن کے انسان بے سر کی

ا باد تندیو۔

۲ ایضاً۔

۳ ایضاً۔

۴ قول نارد مندرجہ باد تندیو۔

صورت معین ہے [1]

۹- لیکن اپاستمب کے قول مین جو یہ حکم ہے کہ برہمن نابینا کر دیا جاے اُسکی مراد تاویلاً یہ ہو سکتی ہے کہ جب وہ شہر بدر کیا جاے اُسوقت اُسکی آنکھوں پر ایک پٹی باندھنی چاہیے نہ یہ کہ اُسکی آنکھین نکال لیجائین کیونکہ یہ تعبیر منو اور گوتم کے ان قولون کے خلاف ہوگی یعنی ”لیکن برہمن جلا وطن کیا جاے“ [2] ”برہمن کا جسم اس سزا سے مبرا ہے“ [3] اس باب مین زیادہ لکھنا فضول ہے۔

اپاستمب کے ایک قول کی تعبیر۔

فصل پانچوین

قبضہ بلا استحقاق کے بیان مین

۱- چونکہ قبضہ لازمہ استحقاق ہے لہذا وہ ثبوت استحقاق قرار دیا گیا ہے اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ قبضہ سے استحقاق کا ثبوت حاصل نہین ہوتا کیونکہ مجرد قبضہ استحقاق کا لازمہ نہین ہے تو بہ تسلیم اس اعتراض کے یہ جواب ہے کہ اگر ”وہ قبضہ بلا قائم مقامی موروثی ہو تو بہ نسبت اُسکے استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت ہے“ [4]

استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت ہے بہ نسبت قبضہ غیر ممتد کے۔

۲- استحقاق ملکیت ہبہ یا بیع یا اور کسی ذریعہ حقیت سے پیدا ہوتا ہے۔ واسطے اثبات حقیت کے استحقاق ایک قوی اور محکم ثبوت ہے کیونکہ قبضہ منحصر ہے استحقاق پر چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ ایسے ”وہ قبضہ سے جو استحقاق اسطرح پر مبنی ہو ثبوت حقیت حاصل ہوتا ہے لیکن جو قبضہ کہ اسطرح کے استحقاق پر مبنی نہو اُس سے حقیت کا مطلق کچھ ثبوت حاصل نہین ہوتا“ [5] نہ محض قبضہ سے استحقاق ملکیت

محض قبضہ مطلقاً ثبوت متصور نہین ہے۔

---

[1] قول نارد مندرجہ بیادتندیو۔

[2] منو باب ۸- اشلوک ۱۲۳-

[3] بیوہار میوکھ۔

[4] جاگیلک منقولہ بیادتندیو اور سمرتی چندریکا

[5] بیادتندیو اور سمرتی چندریکا۔

ثابت ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ دوسرے شخص کی جایداد پر غصباً یا کسی اور ناجائز طریقہ سے قبضہ حاصل کیا جاوے اسی وجہ سے یہ لکھا گیا ہے کہ جو شخص محض قبضہ کا عذر بلا استدلال استحقاق پیش کرے وہ بسبب ظاہر کرنے قبضہ باطلہ کے بمنزلہ چور کے تصور کیا جاوے گا ؎۱

قبضہ اُس صورت مین ثبوت متصور ہے کہ جب بشمول اُسکے پانچ شرائط موجود ہون -

۳- اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبضہ اُس صورت مین ثبوت متصور ہے جب بشمول اُس کے یہ پانچ شرائط موجود ہون یعنی - استحقاق - امتداد زمانہ - تسلسل - عدم تخلل - ہونا علم قبضہ کا فریق مخالف کو - چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ قبضہ وہ پانچ قسم کا ہے یعنی بالاستحقاق - ممتد - مسلسل - غیر متخلل معلوم بفریق مخالف " ؎۲

قبضہ اُس صورت مین بھی ثبوت متصور ہے جب وہ بذریعۂ توریث کے حاصل ہو -

۴- بسبب مستثنیٰ قرار دینے اُس قبضہ کے جو بذریعۂ توریث کے حاصل ہو یہ واضح ہے کہ قبضہ بلا لحاظ استحقاق کے بھی ثبوت حقیت متصور ہو سکتا ہے پس فقرہ کی یہ صورت قرار پاتی ہے کہ بہ نسبت قبضہ کے استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت متصور ہے بشرطیکہ قبضہ کا ثبوت بوجہ توریث نہو یعنی تین پشت سے برابر قبضہ نہ چلا آیا ہو کیونکہ ایسا قبضہ استحقاق سے بھی قوی تر ثبوت تصور کیا جاتا ہے اسواسطے کہ حصر اُسکا استحقاق پر نہین ہے -

قبضہ سے استحقاق کا ظن غالب ہوتا ہے -

۵- لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ قبضہ محتاج اظہار استحقاق نہین ہے مگر وجود استحقاق کا محتاج ہے کیونکہ استحقاق کا وجود قبضہ سے مستنبط ہے -

استحقاق اُن صورتون مین ثبوت متصور ہے جسکا وقوع یادانسانی کے اندر ہو اور بعد اُسکے قبضہ ثبوت کافی ہے -

۶- جو استثنا رکہ قائم مقامی موروثی کی نسبت کیا گیا ہے وہ اُس صورت سے متعلق ہے جسکا وقوع یادانسانی سے خارج ہو اور جس قول مین استحقاق کا فوقیت ظاہر کیا گیا ہے اُس سے یہی مقصود ہے کہ وقوع استحقاق یادانسانی کے اندر ہو کیونکہ جن صورتون کا وقوع یادانسانی کے اندر ہے اُنمین ممکن ہے کہ وثیقہ استحقاق

؎۱ بیاذ ندیو -

؎۲ قول بیاس منقولہ بیاذ ندیو اور قول پتامہا مندرجہ سمرتی چندریکا اور قول کاتیاین مندرجہ داستت -

پیش کیا جاوے اور اگر وثیقہ مذکور پیش نہو تو فی الحقیقت یہ مستنبط ہوگا کہ استحقاق کا کبھی وجود نہ تھا پس ایسی صورتوں میں قبضہ کا ثبوت محتاج ہے اظہار استحقاق پر لیکن چونکہ ایسی صورتوں میں جنکا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو بسبب پیش نہونے وجہ استحقاق کے یہ ناممکن ہے کہ عدم استحقاق متحقق ہو لہذا وہ قبضہ جو بذریعہ توریث کے حاصل ہو ایسی حالتوں میں بلا پیش ہونے وجہ استحقاق کے ثبوت متصور ہو سکتا ہے۔

۷۔ کاتیاین نے صاف یہ لکھا ہے کہ "جن صورتوں کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو انمین قبضہ مستحقانہ جائداد ارضی کا ثبوت قرار دیا گیا ہے اور جن صورتوں کا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو انمین تین پشت کی توریث بلا استحقاق کے بھی تسلیم کی گئی ہے"۔[1]

تبائید اس امر کے کاتیاین کا قول نقل کیا گیا ہے۔

۸۔ اس قول سے کہ عمر انسان کی حد سو برس ہے"۔[2] یہ تعبیر کی گئی ہے کہ سو برس کا زمانہ یاد انسانی کے اندر ہے "الفاظ بلا استحقاق سے بھی" یہ مراد ہے کہ جب عدم استحقاق بسبب پیش نہونے وجہ استحقاق کے تحقیقاً مستنبط نہو۔ پس جو قبضہ کہ سو برس سے زائد کا اور موروثی اور غیر متخلل اور فریق مخالف کے پیش نظر ہو اس سے بوجہ اسکے کہ وہ لازمہ استحقاق اور محتمل وجود حقیت ہے حق حاصل ہوتا ہے۔[3]

اس زمانہ سے جو یاد انسانی کے اندر ہو سو برس مراد ہے۔

۹۔ لیکن اگر بوجہ روایت کے استحقاق کا وجود ثابت نہو تو قبضہ باوصف گذر جانے

بپابندی چند شرطوں کے قبضہ ناجائز دوسری اور تیسری پشت کا بھی سزا کے قابل ہے۔

---

[1] بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

[2] بیاد تندیو۔

[3] چونکہ وہ زمانہ جو یاد انسانی سے خارج ہو غیر محدود ہے لہذا اس عرصہ تک ارجاع دعوی میں ملتوی کرنا ہمیشہ بوجہ کافی اس امر پر محمول ہوگا کہ شخص ساکت جائداد سے دست بردار ہونے کی نیت رکھتا تھا مگر عقلمندان دانشمند کو یہ بخوبی لحاظ کرنا چاہیے کہ اس زمانہ سے جو یاد انسانی سے خارج ہو قطعی سو برس مراد ہے اور واضح ہو کہ عرصہ مذکور تین پشت کی مدت پر حاوی ہے چنانچہ اسی قاعدہ کی بنا پر ہال روید اکبر علی نے شاہ انطیقوس کے حضور میں جو چند شہروں پر قابض ہونا چاہتا تھا یہ حجت پیش کی کہ دعوی حضور کا درست نہیں ہے کیونکہ نہ حضور کی جانب سے کبھی پیش ہوا نہ حضور کے والد و جد کی جانب سے۔

اُسقدر مدت کے بھی جو یاد انسانی سے خارج ہو مطلق ثبوت متصور نہین ہو سکتا - اسی امر پر یہ قاعدہ بھی مبنی ہے کہ "جو شخص بلا استحقاق صدہا سال تک بھی متصرف ہو تو حاکم روے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دے" لیکن اس قول سے کہ "جو شخص بلا استحقاق" الخ یہ قیاس نہ کرنا چاہیے کہ بوجہ استعمال ہونے صیغہ واحد اور وقوع ہونے لفظ "بھی" مابعد عبارت "صدہا سال تک" کے سزا صرف اُس شخص کو دینی چاہیے جو ابتدا مدت دراز تک بلا استحقاق قابض رہا ہو کیونکہ اس سے مفہوم ہوگا کہ دوسرے یا تیسرے قابض کا قبضہ بلا استحقاق واسطے ثبوت حق کے کافی ہوگا مگر یہ امر تسلیم نہین ہو سکتا کیونکہ وہ خلاف قول نارد مندرجہ ذیل کے ہے یعنی "شخص اول کے واسطے ہبہ وجہ استحقاق ہوتا ہے اور دعویدار درمیانی کے واسطے قبضہ مستحقانہ" الخ [1] اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ قول یعنی جو "شخص بلا استحقاق" الخ قبضہ ناجائز کی کل صورتون سے بلا امتیاز کے متعلق ہے -

تین پشت کا قبضہ بھی بلا سند ادزمانہ کے ثبوت کا فی نہین ہے

۱۰ - اس قول سے "کہ جو شے بطریقہ ناجائز بھی بغیر کسی استحقاق ظاہر کے تین پشت اور باپ کے قبضہ مین رہی ہو اُسکے بازیافت کا دعویٰ نہین ہو سکتا کیونکہ شے مذکور قابض کے دخل مین علی الاتصال تین پشت تک رہی" [2] یہ سمجھنا چاہیے کہ تین پشت مین باپ بھی داخل ہے لیکن ذکر علی الاتصال تین پشت سے دو صریح وہ زمانہ مفہوم ہوتا ہے جو یاد انسانی سے خارج ہو - اگر اس قول سے صرف قبضہ مسلسل تین شخصون کا مراد ہے تو چونکہ ممکن ہے کہ تین شخص جو یکے بعد دیگرے قابض رہے ہون ایک سال مین وفات پاوین لہذا اس سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ دوسرے سال کے قبضہ بلا استحقاق سے ملکیت کا ثبوت ہو سکے لیکن یہ تعبیر اس قاعدہ کے خلاف ہوتی ہے کہ "جن صورتون کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو اُنمین قبضہ مستحقانہ جائداد اراضی کا ثبوت

[1] قول نارد منقولہ بیادتندیو اور سمرتی چندریکا -

[2] دفعہ ۶ فصل -

شبیادتندیو لیکن سمرتی چندریکا اور ودا ے تت مین بطور قول نارد منقول ہے -

قرار دیا ہے،، (دفعہ ۷ فصل ہذا) لیکن اس قول سے کہ وہ جو شے بطریق ناجائز بھی،، الخ یہ مراد ہے کہ اگر کسی صورت قبضۂ ناجائز مین جائداد کی بازیافت کا دعوی نہو سکے تو یہ لازم آتا ہے کہ اگر عدم جواز متحقق نہو تو بدرجۂ اولی اُسکے بازیافت کا دعوی نہین ہو سکتا اور اس قول سے کہ وہ جو شے کسی استحقاق کی رو سے تین پشت کے قبضہ مین اسقدر مدت تک رہے جو یاد انسانی سے خارج ہو اُسکے بازیافت کا دعوی اس وجہ سے نہین ہو سکتا ہے کہ وہ تین پشت تک قبضہ مین رہے،، [1] یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی ایسا استحقاق ہو جو یاد انسانی سے خارج ہو یا جسکا تعین نہو سکے نہ یہ کہ استحقاق کا مطلق وجود بھی نہو کیونکہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ صدہا سال کے قبضہ سے بھی ملکیت بلا وجود استحقاق کے حاصل نہین ہوتی ہے۔ غرض کہ تین پشت کی قائم مقامی موروثی کے باب مین جو قاعدہ ہے اُسکا مدعا حسب مذکورہ بالا ہے۔

قبضہ جس سے استحقاق مستنبط ہو حقیت کا ثبوت متصور ہے۔

۱۱۔ لیکن یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ یہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ اُن صورتون مین جنکا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو قبضۂ مستحقانہ ثبوت متصور ہے کیونکہ اگر استحقاق کسی اور ثبوت خارجی مثلاً اشترا وغیرہ سے مستنبط ہو سکے تو صرف یہی امر استنباط حقیت کے واسطے کافی ہوگا اور ایسی صورت مین قبضہ سے نہ ثبوت ملکیت ہوگا نہ ثبوت استحقاق اور اگر استحقاق کسی اور ثبوت خارجی سے مستنبط کیا جاے تو ظاہر ہے کہ قبضۂ مستحقانہ سے حقیت کا کچھ ثبوت حاصل نہین ہو سکتا۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ قبضۂ مستحقانہ جو مسلسل اور کسی اور ثبوت سے مستنبط ہو وہ زمانۂ مابعد مین ثبوت حقیت متصور ہوتا ہے لیکن جو استحقاق مثل اشترا وغیرہ کے ثابت بھی ہو وہ بلا قبضہ کے زمانۂ مابعد مین ثبوت حقیت متصور نہ ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ بعد وقوع اشترا اسکے حق ملکیت بذریعہ ہبہ یا بیع یا از روے کسی اور انتقال کے زائل ہو گیا ہو اور یہ امر غیر ممکن التردید ہے۔

---

[1] بابا دتند یو۔

فصل چھٹی

استحقاق کے بیان مین جو بلا قبضہ ہو

بلا قبضہ کے استحقاق کامل نہین ہے۔

ا۔ پچھلی فصل مین یہ بیان ہوا ہے کہ اگر قبضہ استحقاق کی روسے ہو تو اُس سے ثبوت حقیت حاصل ہوتا ہے لیکن بنظر دفع دخل اس قیاس کے کہ استحقاق بلا قبضہ سے بھی ایسا ثبوت حاصل ہوتا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر قبضہ مطلقاً نہو تو ایسا استحقاق وثوق کے قابل نہین ہے" [1] پس مقصود اس قول کا یہ ہے کہ اگر شمول استحقاق کے مطلقاً قبضہ نہو تو ایسا استحقاق وثوق کافی نہین رکھتا۔

ایجاب کا ہونا ضرور ہے۔

۲۔ ہبہ سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص اپنے حق سے دست بردار ہو کر دوسرے کا حق بجاے اپنے قائم کرے اور دوسرے شخص کے حق کا وجود اُس صورت مین مکمل ہوتا ہے جب وہ ہبہ کی نسبت ایجاب کرے ورنہ ایسا نہو گا۔

ایجاب تین قسم کا ہے۔

۳۔ ایجاب کے تین طریق ہین یعنی طبعی یا لفظی یا مادی۔ ایجاب طبعی سے مراد ہے نیت تصرف۔ ایجاب لفظی کے معنی ہین مُنھ سے کہنا کہ یہ شے میری ہے یا مثل اسکے ظاہر کرنا اور اسکو سوئی کلپک پرتیہ کہتے ہین۔ ایجاب مادی کی چند قسمین ہین مثلاً ہاتھ سے چھونا۔ اس قسم کے ایجاب کی نسبت ہدایات خاص ہین یعنی "ہرن کی کھال اُسکی دم پکڑ کے دیجاے اور گاے کے دینے کا بھی یہی طریق ہے اور ہاتھی کے آگے کی ٹانگ اور گھوڑے کی یال دینے کے وقت پکڑی جاے اور لونڈی کا سر چھونا چاہیے" اور اتھوالاین کا بھی قول یہی ہے یعنی "ذوی العقول سے زبانی تکلم کرنا چاہیے اور غیر ذوی العقول اور لونڈیون کو ہاتھ سے چھونا چاہیے" [2]

---

[1] قول کاتیاین مندرجہ سمرتی چندریکا اور بیادتندیو۔

[2] یہ قول بیادتندیو مین مندرج ہے مگر معلوم نہین ہوتا کہ کسکا ہے "ذوی العقول سے زبانی اور اگر وہ شے ہلنے والی ہو قوت ناطقہ اور تحرک رکھتی ہو تو لینے والا اسکا اُس سے زبانی یہ کہے کہ تو میری ہے اور جو شے دیجاے اُسکو وہ کہنا چاہیے کہ مین تیری ہون لیکن اگر وہ شے جو ہلنے والی ہو غیر ذوی العقول سے ہو مثلاً گاے وغیرہ

ارضی کا استحقاق بلا قبضہ کے غیر ممکن ہے۔

۴۔ چونکہ سونے اور کپڑے وغیرہ کے ایجاب کی تکمیل رسم سنکلپ سے ہوتی ہے اور اسوجہ سے اسطرح کا ایجاب بھی منجملہ طریقون مذکورۂ بالا کے کسی ایک طریقہ سے متعلق ہو سکتا ہے لہذا یہ ایجاب بھی اقسام سہ گانہ مین شمار کیا جا سکتا ہے لیکن چونکہ ارضی کی صورت مین ایجاب مادی بلا تمتع محاصل کے ممکن نہین ہے اسواسطے یہ ضرور ہے کہ ایسا ایجاب بذریعۂ کسی قدر قبضہ کے عمل مین آوے ورنہ ہبہ یا بیع یا اور کسی طرح کا انتقال مکمل نہوگا پس جو استحقاق بلا ایجاب مادی یعنی تمتع محاصل کے ہو وہ بہ نسبت اُس استحقاق کے ضعیف ہے جسکے شمول مین اسطرح کا تمتع یا ایجاب حاصل ہو۔

بعض صورتون مین بہ نسبت استحقاق کے قبضہ زیادہ وثوق متصور ہے۔

۵۔ لیکن استحقاق بلا قبضہ صرف اُسی حالت مین ضعیف متصور ہوگا کہ جب اس بات کی تمیز نہو سکے کہ قبضہ پیشتر حاصل ہوا یا استحقاق اور جب یہ متحقق ہو کہ تقدیم کسکو حاصل ہے اور تاخیر کسکو تو اُس صورت مین محض قبضۂ مقدم سے ثبوت قوی حاصل ہوتا ہے یا تعبیر اسکی بصورت ذیل ہو سکتی ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ "شہادت مرکب ہے دستاویزات اور قبضہ اور گواہون سے"۔[1] بعد بیان ہونے اس قاعدۂ کلیہ کے یہ قول واقع ہوا ہے کہ "جو قبضہ بلا قائم مقامی موروثی کے ہو بہ نسبت اُسکے استحقاق زیادہ قوی ہے" اور "جب کچھ بھی قبضہ نہو تو اُس صورت مین استحقاق کافی متصور نہین ہے"۔[2] ان قولون سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بحالت موجود ہونے تینون قسم کی شہادت کے کسکو ترجیح دینی چاہیے مثلاً اگر قابض اول کا استحقاق گواہون سے ثابت ہو تو استحقاق مذکور بہ نسبت اُس قبضہ کے جو بلا قائم مقامی موروثی کے ہو زیادہ واثق ہے۔ علاوہ اسکے قبضہ جو چوتھی پشت کے وارث کو بذریعۂ قائم مقامی موروثی کے حاصل ہو وہ بہ نسبت اُس استحقاق کے زیادہ واثق ہے جسکا ثبوت دستاویزات سے ہو لیکن دعویدار درمیانی کا استحقاق شمول اندک قبضہ کے بھی استحقاق بلا قبضہ سے

ہو یا لونڈی کو وہ ذوی العقول سے ہے تو ایسی حالت مین لینے والے کو شئے مذکورہ کو صرف چھونا چاہیے۔ سبودھنی

[1] قول کاتیاین مندرجۂ سمرتی چندریکا۔

[2] بیر متراودائے۔

فائق ہے[1] چنانچہ اس باب میں نارد کا صاف یہ قول ہے یعنی وہ شخص اول کے واسطے ہبہ وجہ استحقاق ہوتا ہے اور دعویدار درمیانی کے واسطے قبضہ مستحقانہ لیکن صرف قبضہ ممتد و موروثی بھی ایک وجہ معقول ہے،،[2]

وہ شخص جسکو ابتداءً استحقاق حاصل ہو وہ ثبوت اگر ثابت نہ کرسکے تو مستوجب سزا ہے۔

۶- وہ جو شخص اپنی اراضی پر اجنب کا قبضہ بچشم خود دیکھے،، الخ[3] یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی اراضی پر صرف دوسرے کا بلا مزاحمت بیس برس سے زیادہ عرصہ تک اور جائداد منقولہ پر دس برس سے زیادہ مدت تک بچشم خود دیکھے اسکو منافع واپس نہیں ملے گا لیکن بنظر دفع دخل اس امر کے کہ چونکہ منافع واپس نہیں ملتا لہذا سزا بھی نہوگی قول مندرجہ ذیل بیان کیا گیا ہے اور اس سے یہ مستنبط ہے کہ تعین سزا حسب حیثیت شخص اور بلحاظ حقیقت ثبوت کے ہونا چاہیے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ جس شخص کو استحقاق حاصل ہوا ہو اسپر واجب ہے کہ جب اسکی نسبت اعتراض پیش ہو تو اثبات اسکا کرے لیکن یہ امر اسکے بیٹے اور پوتے کے واسطے ضرور نہیں ہے کیونکہ قبضہ انکا زیادہ واثق متصور ہے،،[4]

لیکن اگر یہ ماخوذ ہونے سزا سے شخص مذکور کے بیٹے کو صرف قبضہ علی الاتصال ورثہ کے پوتے کو قائم مقامی موروثی کا ثابت کرنا چاہیے۔

۷- جس شخص کو کہ جائداد اراضی یا اور قسم کی جائداد کی نسبت ابتداءً قبضہ حاصل ہوا ہو اسپر واجب ہے کہ بحالت پیش ہونے اعتراض نسبت اپنے استحقاق جائداد مذکور کے حق اپنا بذریعہ شہادت دستاویزی ہبہ یا اور کسی طرح کے انتقال کے ثابت کرے۔ اس سے یہ مستنبط ہے کہ اگر وہ شخص جسکو جائداد ابتداءً حاصل ہوئی ہو استحقاق اپنا ثابت نکرے تو وہ مستوجب سزا ہے لیکن قابض ثانی یعنی اسکے بیٹے کو ثابت کرنا استحقاق کا ضرور نہیں ہے بلکہ صرف یہ ثابت کرنا چاہیے کہ قبضہ اسکا بلا تخلل علی الاتصال اور بطور علانیہ رہا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ اگر بیٹا استحقاق ثابت

[1] اس امر کی نسبت تنبیہ متعلقہ ص ۱۹۷- قانون بلیکسٹن صاحب معائنہ کیجائے۔

[2] سمرتی چندریکا اور بیادتندیو۔

[3] دیکھو فصل ۳- دفعہ ۱ کتاب ہذا۔

[4] قول جاگلک مندرجہ سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ۔

نہ کرسکے تو وہ مستوجب سزا ہوگا الا اُس صورت مین کہ وہ قبضہ اپنا بقید مذکورہ بالا ثبوت کو نہ پہونچا سکے - یہ امر مسلم ہے مگر قابض ثالث یعنی بیٹے کے بیٹے کو نہ اثبات استحقاق ضرور ہے نہ اثبات ایسے قبضہ کا جسکی شرح اوپر کی گئی ہے بلکہ اُسکو صرف قائم مقامی موروثی ثابت کرنی چاہیے - پس اس سے واضح ہے کہ قابض ثالث صرف بحالت ثابت نہ کرسکنے قائم مقامی کے مستوجب سزا ہے نہ بحالت عدم اثبات استحقاق یا اُس طرح کے قبضہ کے جسکی شرح اوپر ہوئی ہے -

درصورت پیش نہونے وجہ استحقاق کے اُس شخص کے بیٹے اور پوتے کا جسکو جائداد ابتداءً حاصل ہوئی ہو حق زائل ہوتا ہے اور شخص مذکور کو سزا بھی ہوتی ہے -

۸ - پس ظاہر ہے کہ دوسرے اور تیسرے قابض کے واسطے صرف قبضہ ہی زیادہ واثق متصور ہے اور درمیان قبضہ دونون کے فرق یہ ہے کہ وہ دوسرے کی نسبت قوی ہے اور تیسرے کی نسبت قوی تر لیکن اس صورت مین بھی اصل معنی یہ ہین کہ اگرچہ بحالت پیش نہونے وجہ استحقاق منجانب کسی شخص منجملہ ان تینون شخصون کے حق اُسکا جائداد کی نسبت زائل ہوتا ہے لیکن اُنکی سزا مین فرق ہے چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کو استحقاق ابتداءً حاصل ہوا ہو وہ درصورت پیش نہ کرسکنے وجہ استحقاق کے مستوجب سزا ہے نہ اُسکا بیٹا یا اُسکا پوتا گو قبضہ اُنکا بھی زائل ہو جاتا ہے [1]

اگر مدعا علیہ بحالت دوران نالش ہوسو یہ اثنے وفات پاوے تو اُسکے بیٹے کو متوفی کا استحقاق ثابت کرنا چاہیے کیونکہ صرف قبضہ کافی نہین ہے -

۹ - یہ مذکور ہو چکا ہے کہ قبضہ جو یادِ انسانی سے خارج ہو بلا اظہار استحقاق کے بھی حقیت کا ثبوت معقول متصور ہے مگر اس جگہ اس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے - یعنی اگر کسی شخص پر دوسرے کی نالش دائر ہوا اور وہ بحالت دوران اُسکے وفات پاوے تو متوفی کے وارث کو وجہ استحقاق پیش کرنی چاہیے کیونکہ ایسی صورت مین عذر قبضہ بلا استحقاق کا کافی نہین ہے [2] اگر غاصب یا اور کوئی شخص جسپر دعوی کیا گیا ہو بحالت دوران نالش قبل فیصلہ قطعی مقدمہ کے فوت ہو جاوے تو اُسکے بیٹے یا کسی اور وارث کو اُسکا استحقاق ثابت کرنا واجب ہے -

اسکی وجہ یہ ہے کہ عذر قبضہ کا اصل مدعا علیہ کے حق مین کچھ مفید نہین ہوتا -

۱۰ - ایسی صورتون مین گو قبضہ گواہون سے ثابت ہو بلا پیش ہونے وجہ استحقاق کے

[1] قول ہریت مندرجہ بیوہار میوکھ -

[2] قول جاگیلک مندرجہ سمرتی چندریکا اور بیادتندیو -

ثبوت حقیت متصور نہین ہوسکتا کیونکہ عذر قبضہ اصل نالش مین مفید نہین ہوتا۔ نارد کا قول بھی اس باب مین یہ ہے کہ اگر ایک فریق مقدمہ بحالت دوران نالش کے وفات پاوے تو اُسکے بیٹے کو بجاے اُسکے مقدمہ مین پیروکار ہونا چاہیے اور فیصلہ مقدمہ کا بلحاظ قبضہ کے نہوگا۔"[1] پس یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اگر منجملہ متخاصمین کے ایک فریق بحالت دائر رہنے دعویٰ کے مرجاے تو مقدمہ بوجہ وفات اُسکے ختم نہوگا۔

باب چوتھا

مرافعات اور دیگر ثبوت کے بیان مین

فصل پہلی

بعض مقدمات قابل مرافعہ ہین اور بعض نہین۔

۱۔ گو کوئی مقدمہ فیصل ہوگیا ہو تو بھی ممکن ہے کہ بعض صورتون مین حین حیات فریقین کے محکمات بالادست تک نوبت پہونچے لیکن بعض حالتون مین فیصلہ ناطق ہوگا

محکمات کے تفاوت درجات کا بیان۔

۲۔ بنظر ایضاح اس قاعدہ کے اب عدالتون اور مجمع ہاے باشندگان یعنی پوگ اور جماعت ہاے تجار یعنی سرینی کے تفاوت درجات کا بیان کیا جاتا ہے "وہ اشخاص جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون اور مجمع ہاے باشندگان شہر اور جماعت ہاے تجار اور اہل خاندان ان سب کے درجے تحقیقات معاملات انسانی مین بنظر اُس تقدم کے مقرر کیے گئے ہین جو انمین ایک کو دوسرے پر حاصل ہے"[2]

تفسیر قول مذکورہ بالا۔

۳۔ "وہ اشخاص جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون" انسے وے لوگ مراد ہین جو حاکم یا راجہ کی طرف سے انفصال مقدمات کے واسطے مامور ہون اور جنکا بیان قول مصرحہ ذیل اور دیگر اقوال مین ہے یعنی اُن اشخاص کو جو ماہر علم ہون مشیر عدالت

---

[1] قول جاگیلک مندرجہ بیوہار میوکھ لیکن سمرتی چندریکا سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کسکا قول ہے۔
[2] بیر متر ادو دانسی اور سمرتی سار۔

مقرر کرنا چاہیے" الخ "۱ مجمع ہاے باشندگان شہر" یعنی مجمع ہاے اشخاص مختلف الاقوام ومختلف الحرفہ جو ایک جگہ بیٹھے ہون مثلاً ساکنان ایک موضع یا ایک شہر کے "جماعتہاے تجار" سے مراد ہے مجمع ہاے اشخاص ایک قوم یا مختلف قومون کے جو ہم حرفہ ہون مثلاً سوداگران اسپ وصرافان وجولاہگان وجفت دوز "اہل خاندان" یعنی ایک جد کی رشتہ دارون اور اقربا کی جماعتین -

۴ - یہ امر سمجھنا چاہیے کہ منجملہ ان چار محکمون کے "جو اشخاص حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون" اور دیگر اشخاص جنکا ذکر عبارت مذکورہ بالا مین مقدم واقع ہے وے باعتبار رتبہ کے نہایت فائق یا اعلیٰ ہین - "انسانی" سے مراد ہے متعلقہ اہل مقدمات "انفصال معاملات ہین" یعنی دادرسانی ہین - یہی قاعدہ مستمرہ ہے - اگر فیصلہ کسی مقدمہ کا اُن اشخاص کی تجویز سے صادر ہو جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون اور کوئی فریق مقدمہ اپنے تئین مظلوم سمجھ کر اُس فیصلے سے ناراض ہو تو مرافعہ روبرو مجمع باشندگان شہر کے نہین ہوسکتا علیٰ ہذا القیاس اگر فیصلہ مجمع باشندگان شہر کا مجوزہ ہو تو جماعت تجار مین مرافعہ نہین ہوسکتا اور اگر فیصلہ جماعت تجار کا مجوزہ ہو تو اہل خاندان کے ہان مرافعہ نہین ہوسکتا لیکن اگر فیصلہ اہل خاندان کا ہو تو اُسکا مرافعہ بتدریج مدارج یعنی باشندگان شہر اور پھر جماعت تجار اور بعدہ اُن اشخاص کے روبرو ہوسکتا ہے جو راجہ کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون -

مرافعہ بنا بر فیصلہ اہل خاندان کے بترتیب مدارج اُن اشخاص تک ہوسکتا ہے جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون -

۵ - نارد نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مقدمہ اُن اشخاص کی تجویز سے فیصل ہو جاے جو راجہ کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون تو خود راجہ کے حضور مین مرافعہ ہوسکتا ہے" اور قول نارد کا یہ ہے کہ "اہل خاندان - جماعت ہا - مجمع ہا - اشخاص جو بالتخصیص مقرر ہون - راجہ یہ محکمات واسطے انفصال مقدمات کے معین ہین اور جس ترتیب سے کہ انکا ذکر اس جگہ واقع ہے بلحاظ اسکے ایک کو دوسرے پر

راجہ کے حضور مین مرافعہ ہوسکتا ہے - اگر فیصلہ ہو جسکی بابت راضی ہے مرافعہ ہو اور بحال رہے تو مرافعہ کرنیوالے پر جرمانہ ہوگا اور اگر منسوخ ہو جاے تو حکام عدالت مستوجب جرمانہ ہونگے -

۱ باب اول فصل ۱۰ کی دفعہ ۱۰ - دیکھی جاے -

تقدیم ہے،، اگر مرافعہ ایسے مقدمہ کا جسکی ہار جیت کی نسبت کچھ شرط کی گئی ہو راجہ
کے حضور مین دائر کیا جاوے اور راجہ اُسکو بشمول مشیرون کے بموجودگی حکام مجوز کے
فیصل کرے تو مرافعہ کرنے والے پر درصورت مغلوب ہونے اُسکے بوجہ
غیر موجہ متصور ہونے اُسکے مرافعہ کے جرمانہ ہونا چاہیے لیکن اگر وہ مقدمہ جیت جاوے
تو حکام مجوز پر جرمانہ ہوگا -

ذکر اُن فیصلجات کا جو قابل استرداد ہین -

۶ - یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مقدمہ محکمات صغر کی تجویز سے فیصل ہوجاوے تو نوبت
اُسکی محکمہ بالادست تک پہونچ سکتی ہے اور عدالتہاے اعلی کے فیصلجات قابل
مرافعہ نہین ہین - بعد ازان اُس صورت کا ذکر کیا جاتا ہے جسمین جملہ حکام کے فیصلجات
قابل استرداد ہین ،، جو مقدمات بجبر اور تخویف اور تجویز عورتون کے اور راتمین یا در
مکان کے اندر اور باہر فیصل ہون اور جو مقدمات کہ دشمنون کی جانب سے پیش ہون
راجہ فیصلہ انکا منسوخ کرے گا ،، - لیعنی وہ اُن مقدمات کا فیصلہ منسوخ کرے گا جو
،، بجبر ،، یعنی تشدد ،، اور تخویف ،، یعنی بدہشت طے ہوے ہون اور نیز اُن مقدمات
کا جو ،، عورات کی تجویز ،، سے فیصل ہون ،، راتمین ،، یعنی رات کے وقت اور واضح
ہو کہ رات کے لفظ سے یہ مراد نہین ہے کہ عورات نے رات کے وقت مقدمہ فیصل
کیا ہو ،، مکان کے اندر ،، یعنی اندر حویلی سکونت کے ،، باہر ،، یعنی بیرون شہر - اور
مقدمات منفصلہ دشمنان -

مقدمات ناجائز کی تفصیل -

۷ - علاوہ اسکے جو مقدمہ شخص بدمست یا غیر صحیح الطبیعت یا بیمار یا مبتلا ے
تکلیف یا نابالغ یا خائف یا شخص بیدھلہ وغیرہ کی جانب سے رجوع ہو وہ ناجائز ہے ،، -
،، بدمست ،، جسنے شراب پی ہو ،، غیر صحیح الطبیعت ،، جو منجملہ پانچ طریقون کے بسبب
غلبہ ریح یا صفرا یا بلغم یا بوجہ فساد اخلاط ثلاثہ کے یا بسبب مخالفت تاثیر اجرام
فلکی کے طبیعت صحیح نہ رکھتا ہو ،، بیمار ،، بسبب علالت کے ،، مبتلاے تکلیف ،،

- میر متراودا ئے اور سبودھنی وغیرہ -

- میر متراودا ئے اور سبودھنی وغیرہ -

جو بے آرامی اور درد کے لاحق ہونے سے عاید ہو" "نابالغ" "جو شخص بوجہ صغر سنی کے مجاز انصرام اپنے کاروبار کا نہو" "خائف" "جو دشمنون سے خائف ہو" "شخص بیواسطہ" جسکو امر متنازعہ سے کچھ تعلق نہو" لفظ وغیرہ" سے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے وہ مقدمہ مراد ہے جو دستورات شہر یا ملک یا اسی طرح کے اور دستورات کے خلاف ہو [1] ضوابط عدالت کے ماہرین نے یہ قرار دیا ہے کہ جو مقدمہ دستورات شہر یا ملک کے خلاف ہو اُسپر لحاظ نہو گا چنانچہ قول مندرجہ ذیل سے یہ واضح ہے "یعنی جو فعل دستورات شہر یا ملک کے خلاف ہو یا اُسکی نسبت حاکم کی جانب سے امتناع ہو وہ جائز نہین ہے" [1] اور یہی قاعدہ اُس شخص سے متعلق مفہوم ہونا چاہیے جو مقدمہ سے وکالتًا یا اصالتًا کچھ تعلق نہ رکھتا ہو"۔

تفصیل اُن مقدمات کی جنکا رجوع باہم بعض اشخاص کے ناجائز ہے۔

۸۔ یہ قول واقع ہے کہ "اگر باہم اُستاد و شاگرد اور باپ او بیٹے اور شوہر و زوجہ اور آقا اور غلام کے نزاع ہو تو اُسکی بابت نالش مسموع نہوگی" [2] لیکن اس قول کا یہ مقصود نہین ہے کہ اشخاص مذکور دادرسی عدالت سے قطعًا محروم رہینگے کیونکہ رجوع ہونا مقدمات کا ان شخصون کے باہم بھی جائز ہے۔

بعض صورتون مین شاگرد کا استغاثہ اُستاد کی نسبت مسموع ہو سکتا ہے۔

۹۔ علاوہ اسکے شاگرد کو بلا سزا کے تنبیہ ہونی چاہیے لیکن اگر یہ نہو سکے تو پتلے چابک یا قمچی سے سزا دیجاے اور جو شخص سواے ان دو چیزکے اور آلات کام مین لائے گا راجہ اُسکو سزا دے گا" [3] اور گوتم کا یہ قول ہے کہ "جیسا منو نے لکھا ہے سر پر ہرگز مارنا نہین چاہیے" [4] ان قواعد سے واضح ہے کہ اگر اُستاد بحالت غیظ ضرب شدید پہونچاوے یا سر پر مارے اور شاگرد جسکی نسبت یہ بے اعتدالی ظہور مین آئی ہو اپنا استغاثہ راجہ کے حضور مین پیش کرے تو ایسی حالت مین مقدمہ اُسکا مسموع ہو گا۔

---

[1] بیر متر اودا نے اور سبودھنی وغیرہ۔

[2] ایضًا۔

[3] ایضًا۔

[4] ایضًا۔

بیٹے کی جانب سے باپ پر بعض صورتون مین نالش ہو سکتی ہے

۱۰- "جو ارضی دادا کی مکسوبہ ہو اسمین اسکے بیٹے اور پوتے کو حق ملکیت بدرجہ مساوی پہونچتا ہے" الخ لے پس اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کی جائداد غیر منقولہ کا کوئی جزو منتقل کرے اور پوتا عدالت مین رجوع لاوے تو ایسی حالت مین بیٹے کی نالش باپ پر مسموع ہو سکتی ہے۔

بعض صورتون مین زوجہ کی نالش شوہر پر مسموع ہو سکتی ہے۔

۱۱- "اگر شوہر نے زوجہ کا مال ایام قحط مین یا بغرض انصرام کسی فرض کے یا بحالت بیماری یا ماخوذی اپنے لیا ہو تو شوہر پر واپسی اسکی لازم نہ آئے گی" اس قول سے یہ واضح ہے کہ اگر شوہر سواے ان حالات کے اور کسی حالت مین اپنی زوجہ کا مال تصرف کرے اور اس سے واپسی کا مطالبہ کیا جاے اور وہ باوجود مقدرت کے واپسی سے انکار کرے تو ایسی صورت مین زوجہ کی نالش شوہر پر ہو سکتی ہے۔

بعض صورتون مین غلام کی نالش آقا پر ہو سکتی ہے۔

۱۲- جن صورتون مین کہ ملازم مشاہرہ دار کی جانب سے اسکے آقا پر نالش ہو سکتی ہے انکا بیان آئندہ کیا جاے گا "جو غلام اپنے آقا کو خطرہ عظیم سے بچا وے وہ آزاد کیا جاے گا اور ورثہ آقا سے مثل بیٹے کے حقدار ہوگا" اس قول سے ظاہر ہے کہ اگر آقا اسکو آزاد نہ کرے یا منجملہ ورثہ کے حصہ نہ دے تو کوئی امر مانع نالش غلام کا آقا پر نہ ہوگا۔

دائر کرنا مقدمات مذکورہ بالا کا جائز مگر نامناسب ہے۔

۱۳- پس مقصود اس قول کا کہ "اگر باہم استاد و شاگرد کے نزاع ہو" الخ یہ ہے کہ اگر شاگرد وغیرہ کی جانب سے نالش دائر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ انکو عدالت مین فہمائش کرے کہ دائر کرنا ایسے مقدمات کا فی الواقع یا بظاہر نامناسب ہے لیکن اگر شاگرد وغیرہ اسی طرح کے اور مستغیث پر فہمائش کا اثر نہو تو مقدمہ حسب ضابطہ ترتیب پا وے گا۔

تفصیل قول نارد۔

۱۴- نارد کا قول ہے کہ "جو نالش ایک شخص کی جانب سے چند اشخاص پر یا عورات یا ملازم کی طرف سے رجوع ہو وہ نامنظور ہونا چاہیے" یہ قول نہایت عالم قانون دانون

لے قول جاگیلک منقولہ دایہ بھاگ اور دوسرے کرم سنگرہ اور بیاد ستہ نیبو اور بیاد آرنو ستو اور بیاد ہنگارنو وغیرہ۔

گا ہے،، لیکن باوجود اسکے اگر نالش ایک شخص کی چند اشخاص پر بابت امر متنازعہ واحد کے ہو تو ایسی نالش مسموع ہوگی چنانچہ یہ امر قول مندرجہ ذیل اور دیگر اقوال سے واضح ہے یعنی ۲۰ جو شخص چند اشخاص کی جائداد کو غصب کرے یا جو شخص اس معاہدہ کے خلاف عمل کرے جو چند اشخاص کے ساتھ منعقد ہوا ہو اور وہ جسپر چند شخصون نے حملہ کیا ہو،، الخ۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ زمانہ واحد مین مختلف امور کی بابت نالش ایک شخص کی چند شخصون پر مسموع نہوگی۔

بعض حالات مین عورت منکوحہ نالش کرسکتی ہین۔

۱۵- عورات ۱ جو کسب معاش مین کسی کی محتاج نہون مثلاً دودھ یا شراب بیچنے والی نالش دائر کرسکتی ہین اور استثناء جو عورت کی بابت کیا گیا ہے وہ نساء منکوحہ شرفا سے جنکے شوہر زندہ ہین متعلق ہے کیونکہ وے بوجہ مناکحت بلا شرکت شوہر نالش کرنے کی مجاز نہین ہین۔

ملازم اپنے حقوق کی بابت نالش کرسکتے ہین۔

۱۶- جو امتناع ۲ کہ ملازم کی نسبت نالش کرنے کے باب مین ہے وہ اُسکی حالت بندگی سے متعلق ہے لیکن اسکا یہ مقصود نہین ہے کہ وہ اپنے خاص حقوق کی بابت باجازت اپنے آقا کے نالشی نہو یہی تعبیر صحیح ہے۔

---

۱ بموجب قوانین ملک فرانس کے عورت منکوحہ جو اپنے شوہر کی تجارت سے علاوہ خاص اپنی ذات کے واسطے جدا اعلانیہ کاروبار کرتی ہو وہ بلا اجازت وحکم اپنے شوہر کے اپنی تجارت خاص کی نسبت معاہدت کرنے کی مجاز ہے اور خاص اُسکی ذات پر فیصلہ عدالت صادر ہوسکتا ہے۔ رسالہ کولبروک صاحب جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکے حصہ اول کا ص ۲۳۳- معائنہ کیا جاے۔

۲ دھرم شاستر مین بھی مثل آئین رومیہ کُبریٰ کے غلام بالعموم کسی جائداد خاص کا مالک متصور نہین ہے اور چونکہ وہ تابع حکومت ومرضی اپنے آقا کے ہوتا ہے لہذا جو معاہدت کہ اُسکی جانب سے عمل مین آوین ناقص ہین لیکن وہ برعایت اپنے آقا کے جداگانہ وخاص جائداد کا مالک ہوسکتا ہے اور اُسپر اُسکو اختیار کلی پہونچتا ہے۔ از رسالہ مذکورہ بالا۔

باب پانچوان

بحث ضمنی مال یافتہ ومغروقہ کے بیان مین

مال یافتہ مالک کو واپس ہونا چاہیے۔

۱۔ مقدمات جو استرداد کے قابل ہین اُنکا بیان اوپر ہو چکا ہے اب اُس مال کا ذکر کیا جاتا ہے جو واپسی کے قابل ہے راجہ کو چاہیے کہ مال یافتہ مالک کو واپس دے لیکن اگر مالک مذکور شناخت نہ کر سکے تو اسپر بقدر مال مذکور کے جرمانہ کیا جاوے گا [1]

تشریح قول بالا۔

۲۔ اگر کسی شخص کا سونا یا اَور مال گم ہو جاوے اور وہ عملہ تحصیل یا ملازمان فوجداری وغیرہ کو دستیاب ہو اور وے راجہ کے حوالہ کرین تو راجہ کو چاہیے کہ اُسے اصل مالک کو واپس کر دے بشرطیکہ مالک باظہار کیفیت وکمیت مال کے شناخت اُسکی کر سکے اگر ایسا نہ کر سکے تو اُسپر بقدر مالیت مال مدعوہ بوجہ دروغ گوئی کے جرمانہ عائد ہوگا

قاعدہ مذکورہ بالا کے بیان ہونیکی وجہ۔

۳۔ قاعدہ درباب واپسی مال یافتہ کے اس جگہ خصوصیت کے ساتھ بدین غرض بیان کیا گیا ہے کہ حصول مال کے ذریعون کی تفصیل مین یافتگی بھی داخل ہے پس یابندۂ مال مالک اُسکا ہوتا ہے۔

مال یافتہ کے امانتاً رہنے کی میعاد۔

۴۔ مال یافتہ کے امانتاً رکھنے کی ایک میعاد خاص مقرر کی گئی ہے "اگر عملۂ تحصیل یا ملازمان فوجداری کو مال یافتہ یا افتادہ دستیاب ہو تو ایک سال کے اندر اصل مالک کو واپس کیا جا سکتا ہے بعد ازان وہ مال راجہ کا ہوگا،، [2]

قول مندرجۂ ذیل مین منو نے اس میعاد کا تعین تین برس تک کیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "جس مال کا مالک بعد اجراے اشتہار مصرح کے حاضر نہو تو راجہ کو چاہیے کہ اُسکو تین برس تک امانت رکھے اور بعد انقضاے میعاد مذکور کے

---

[1] بیرمتراودائے۔

[2] ایضاً۔

راجہ اُسکو ضبط کرسکتا ہے ۱۔ اس قول سے واضح ہے کہ مال مذکور کا تین برس تک امانت رکھنا ضرور ہے۔

درصورت گذرنے میعاد معینہ کے کل مال بعد وضع رسوم کے دیا جاے گا۔

۵۔ اگر اصل مالک ایک سال کے اندر حاضر ہو تو وہ کُل مال واپس پائے گا اور اگر بعد ازان تو مال امانت سے چھٹا حصہ بابت رسوم کے وضع ہوکر باقی مال دیا جاے گا چنانچہ قول مندرجہ ذیل مین یہی امر لکھا ہے" راجہ مجاز ہے کہ جو مال اُسکے پاس اس طور پر امانت ہو منجملہ اُسکے چھٹا حصہ لے یا بخیال اسکے کہ نیک راجہ کو رعایت واجب ہے دسوان یا بارھوان حصہ لے"۔ ۲۔ پس اس سے مستنبط ہے کہ اگر مالک ایک برس کے اندر پہونچ سکے تو کل مال اُسکو واپس ہوگا اور اگر دوسرے سال کے اندر تو بارھوان حصہ اور تیسرے مین دسوان اور چوتھے اور سالہاے مابعد مین چھٹا حصہ مال سے وضع کرلیا جاے گا۔

انعام جو یابندہ کو دیا جاے گا۔

۶۔ راجہ کو چاہیے کہ اپنے حصہ مین سے یابندہ کو چہارم دیوے لیکن اگر مالک حاضر نہو تو کل مال یافتہ کا ربع یابندہ کو دے کر بقیہ راجہ لے چنانچہ گوتم کا قول یہ ہے کہ "راجہ کو لازم ہے کہ مال یافتہ لاوارث کو ایک برس تک امانت رکھے بعد ازان چہارم یابندہ کو اور باقی راجہ کو پہونچے گا"۔ ۳۔

میعاد خاص جو بیان کی گئی ہے اُسکے منقضی ہونے کے بعد مالک کا حق زائل نہین ہوتا بلکہ مقصود اسکا یہ ہے کہ مال مذکور راجہ کے کام مین آوے۔

۷۔ لفظ سال جو اس جگہ بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے اُس سے وقت ایک سال مفہوم نہین کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر قول مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے "راجہ کو چاہیے کہ مال کو تین برس تک امانت رکھے الخ"۔ ۴۔ اور اسی قول کی اس عبارت اخیر سے کہ "بعد انقضاے میعاد مذکور کے راجہ اُسکو ضبط کرسکتا ہے"۔ ۵۔ صرف یہ مراد ہے کہ اگر مالک میعاد مذکور کے اندر

۱۔ منو۔ فصل ۸۔ اشلوک ۳۰۔

۲۔ منو۔ فصل ۸۔ اشلوک ۳۳۔

۳۔ رتناگر وغیرہ۔

۴۔ دفعہ ۴۔ فصل ہذا۔

۵۔ ایضاً۔

حاضر نہ ہو تو بعد انقضاے میعاد مذکورہ کے راجہ کو مال کے کام مین لانے کا اختیار ہے لیکن اگر مالک بعد ازان حاضر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بعد وضع اپنے حصہ کے مالک کو زر نقد مساوی مالیت مال مفروقہ کے ادا کرے۔

قواعد جو مویشی آوارہ سے متعلق ہین آیندہ کیا جاوے گا۔

۸ - قواعد متذکرہ بالا مرفہ ہونے اور اسی قسم کی اور اشیا سے متعلق ہین اور جو قاعدے کہ مویشی آوارہ کے باب مین ہین انکا ذکر اُس موقع پر ہوگا جہان یہ قول مندرج ہے کہ "بابت چوپایہ کے جسکا سُم غیر شگافتہ ہو مین دیشت ہونگے الخ"

آئین متعلقہ دفینہ۔

۹ - اوپر اس آئین کا بیان کیا گیا ہے جو مال یافتہ یعنی سونے وغیرہ کی چیزون سے کہ شارع عام یا معبر اور تھانجات مین پائی جائین متعلق ہے - اب اُس سونے وغیرہ کا ذکر ہوگا جو مدت دراز سے زمین مین دفن ہو اور جسکو بالعموم دفینہ کہتے ہین "اگر خزانہ مدت دراز سے زمین مین دفن ہو اور رعایا مین سے کسی شخص یا راجہ کو ملے تو راجہ مجاز ہے کہ نصف اسکا برہمنون کو دے کر نصف اپنے خزانہ مین رکھے - اگر ذی علم برہمن کو دفینہ ملے تو وہ اُسپر بلا وضع رسوم کے متصرف ہوگا کیونکہ وہ مالک کل ہے" [۱] "لیکن اگر سواے برہمن کے کسی اور شخص کو دستیاب ہو تو راجہ کو چاہیے کہ پانچواں یا چھٹا حصہ دے کر باقی کو آپ لے اور اگر کوئی شخص دفینہ کے برآمد ہونے کا حال بیان نہ کرے اور وہ منکشف ہو تو ایسی صورت مین راجہ شخص مذکور کو کل دفینہ سے محروم رکھے اور اُسپر جرمانہ عائد کرے" [۲]

تغییر قواعد متذکرہ بالا۔

۱۰ - اگر راجہ کو دفینہ مثل اشیاء متذکرہ بالا کے ملے تو اُسکو لازم ہے کہ نصف برہمنون کو دے کر بقیہ اپنے خزانہ مین داخل کرے لیکن اگر عالم برہمن یعنی واقف دین اور نیک رویہ کو دستیاب ہو تو وہ کل اپنے تصرف مین لاوے کیونکہ وہ دنیا مین سب سے اشرف ہے لیکن اگر کسی اور شخص کو سواے عالم برہمن یا راجہ کے مثلاً جاہل برہمن یا چھتری کو حاصل ہو تو راجہ کو چاہیے کہ پانچواں یا چھٹا حصہ دے کر بقیہ آپ لے چنانچہ اس باب مین باشسٹ کا یہ قول ہے کہ "جو کوئی مال لاوارث پاوے راجہ کو چاہیے کہ چھٹا حصہ یا پانچواں حصہ کو

---

[۱] منو باب ۸ - اشلوک ۳۷ و ۳۰ - منقولۂ داے تتو۔

[۲] قول منو منقولۂ داے تتو - لیکن آئین منو مین یہ قول کہین نہین پایا جاتا ہے۔

دے کر باقی کو اپنے تصرف مین لاوے"[1] اور گوتم بھی یہ لکھتا ہے کہ "باستثناء اُس مال کے جو عالم برہمنون کو دستیاب ہو اور شخصون کا پایا ہوا دفینہ کا راجہ کا مال ہے لیکن اگر سوا برہمن کے کسی اور شخص کو دستیاب ہو اور وہ اُسکے برآمد ہونے سے اطلاع دے تو وہ چھٹا حصہ پاوے گا"[2] انی بیدت وگیاتو مرکب ہے دو لفظون سے یعنی انی بیدت جسکے معنی نہ بیان کرنا اور وگیاتو جسکے معنی منکشف ہونا ہے پس اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ جو شخص دفینہ کا بیان نہ کرے اور اُسکا انکشاف ہو جائے۔ یعنی کسی شخص کو دفینہ ملے اور وہ اُسکا حال بیان نہ کرے اور بعد ازان وہ راجہ پر ظاہر ہو جاے تو راجہ اُس سے کل مال مذکور لے گا اور حسب حیثیت اُسکے جرمانہ عائد کرے گا۔

بعد وضع رسوم دفینہ مالک کو ملے گا۔

۱۱- اگر دفینہ کا مالک حاضر ہو کر باظہار اُسکی کیفیت وکمیت کے اُسکو شناخت کرے تو راجہ چھٹا یا بارھوان حصہ وضع کر کے باقی اُسکو واپس کرے چنانچہ منو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص براستی بیان کرے کہ یہ مال جو امانت مین ہے میرا ہے تو راجہ کو چاہیے کہ چھٹا یا بارھوان حصہ بابت اُسکی حفاظت کے لے"[3] زر رسوم کی وضعات مین دعویدار کی قومیت اور زمانہ منقضیہ پر لحاظ ہونا چاہیے۔

جو مال رعیت کا لٹ جائے راجہ اُسکو واپس دلادے۔

۱۲- اب مال مغروقہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو مال رعیت کا لٹ جاے راجہ اُسکو واپس دلائے ورنہ اُس شخص کا گنہگار ہوتا ہے جسکا مال چوری گیا ہو[4] اگر راجہ مال مسروقہ سارقون سے برآمد کرائے تو وہ اُس شخص کو واپس ملنا چاہیے جسکا وہ ہو اور راجہ کی قلمرو مین سکونت پذیر ہو ورنہ راجہ پر گناہ سرقہ اور اُس شخص کا عذاب ہوگا جسکا مال چوری گیا ہے چنانچہ منو کا قول ہے کہ "جو مال چورون نے چھین لیا ہو

---

[1] رتناکر اور سمرتی چندریکا۔

[2] ایضاً۔

[3] منو فصل ۸- اشلوک ۳۵-

[4] رتناکر-

راجہ کو چاہیے کہ مالکون کو بلالحاظ قومیت انکے واپس دلائے کیونکہ جو راجہ ایسے مال کو اپنے تصرف مین لائے وہ مثل سارق کے مجرم ہوتا ہے"۔ [۱] یعنی راجہ کو لازم ہے کہ مال مسروقہ کل فرقون کے آدمیون کو واپس ولادے کیونکہ اگر وہ خود اُسپر متصرف ہو تو اُسپر گناہ سرقہ واجب آتا ہے۔

غفلت بھی مذموم ہے۔

۱۳۔ اگر راجہ مال مسروقہ چور سے لیکر اپنے تصرف مین لائے تو وہ مثل سارق کے گنہگار ہے اور اگر اُس سے مال مغروقہ کی نسبت غفلت سرزد ہو تو اُسپر اُس شخص کا عذاب ہوتا ہے جسکا مال غارت ہوا۔

اگر مال مغروقہ دستیاب نہو تو قیمت اُسکی خزانہ عامرہ سے دیجاوے۔

۱۴۔ اگر راجہ کو باوصف سعی قرار واقعی کے مال مغروقہ دستیاب نہو تو اُسکو لازم ہے کہ قیمت اُسکی اپنے خزانہ سے دے چنانچہ گوتم نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مال مسروقہ دستیاب ہو تو راجہ اُسے اصل مالک کو واپس کرے ورنہ اپنے خزانہ سے روپیہ دے"۔ [۲]

علیٰ ہذا القیاس کرشن دوا ے پاٹن نے یہ لکھا ہے کہ "اگر راجہ مال مغروقہ کے دستیاب کرانے مین معذور ہو تو قیمت اُسکی اپنے خزانہ سے دلادے"۔ مقدمات کی تمہید عام وخاص اوپر بیان ہوئی اب قرضہ وستگردان کا بیان ہوگا جو منجملہ اٹھارہ اقسام نالش کے اول قسم مین داخل ہے [۳]

---

[۱] منو۔ باب ۸۔ اشلوک ۴۰۔

[۲] سابق مین جو اقرارنامجات زمینداروں اور مستاجرون سے لیے جاتے تھے اُن سب مین یہ شرط تحریر ہوتی تھی کہ شر و فساد کا انسداد رہے اور اگر علاقہ زمینداری یا استاجری مین چوری ہو تو مال مع مجرم حاضر کیا جاے۔

[۳] اصل کتاب سنسکرت کے باب آیندہ مین رن اودانم یعنی عدم ادا ے قرضہ کا ذکر ہے اور بھی اُسمین سود کی شرح و رہن وغیرہ کا حال مندرج ہے لیکن چونکہ داخل کرنا باب مذکور کا اس جلد بے موقع اور بحث سے خارج متصور ہے اور بیان اُسکا بشمول دیگر مراتب متعلقہ مقدمات کے کولبروک صاحب نے خلاصۂ جگنناتھ کے ترجمہ مین بصراحت تمام کیا ہے لہذا اُسکو ترک کرکے باب شہادت کا بیان کیا جاتا ہے۔

باب چھٹا

گواہون کے بیان مین

فصل پہلی

گواہ معائن آسمعی و مقبولہ وغیر مقبولہ ہو سکتے ہین -

۱- یہ بیان کیا گیا ہے کہ شہادت ثبوت تحریری اور گواہون اور قبضہ پر مشتمل ہے چنانچہ شہادت قبضہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور اب شہادت زبانی کا ذکر ہوگا - گواہ معائن ہو سکتا ہے یا سمعی چنانچہ اس باب مین منو نے یہ لکھا ہے کہ دو شہادت امر معائنہ یا مسموعہ منظوری کے قابل ہے" گواہ دو قسم کے ہین یعنی مقبولہ و غیر مقبولہ - مقبولہ سے وہ گواہ مراد ہے جو ادائے شہادت کے واسطے نامزد کیا جاے اور غیر مقبولہ وہ ہے جو گواہی کے واسطے نامزد نہ کیا جاوے -

تفصیل گیارہ قسم کے گواہون کی منجملہ انکے پانچ مقبولہ ہین اور چھہ غیر مقبولہ -

۲- گواہان مقبولہ کی تفریق پانچ قسم مین کی گئی ہے اور غیر مقبولہ کی چھہ قسم مین یعنی کل قسمین گواہون کی گیارہ ہین چنانچہ اس باب مین نارد نے یہ لکھا ہے عالمان شاستر نے گیارہ قسم کے گواہ جائز قرار دیے ہین منجملہ انکے پانچ مقبولہ ہین اور بقیہ چھہ غیر مقبولہ"[1] اور اُسی نے تفریق گواہان اس طور پر بیان کی ہے - "گواہ مندرجہ دستاویز - گواہ زبانی - گواہ اتفاقی - گواہ مخفی - گواہ مویدہ"[2] یہ پانچ قسمین گواہان مقبولہ کی ہین اور گواہ مندرجہ دستاویز بقیہ گواہون کی کیفیت کاتیائن نے بیان کی ہے -

توضیح گواہان مقبولہ

۳- جس گواہ کو خود دعویدار حاضر کرے اور اُسکا نام دستاویز مین درج ہو وہ

[1] بیاد تند بو -

[2] بیاد تند بو دسمرتی چندریکا -

گواہ دستاویز کہلاتا ہے۔ گواہ زبانی سے وہ شخص مراد ہے جسکی شہادت دستاویزی نہو،،[1] علاوہ اسکے کاتیاین نے گواہ زبانی یعنی غیر مندرجہ دستاویز کا بیان اس طور پر کیا ہے کہ ”جو گواہ معائن معاملہ ہو اسکو مدعی بغرض کثرت شہرت کے بار بار معاملہ کا ذکر یاد دلاوے،،[2] جو شخص بہنگام وقوع معاملہ دفعتہً وارد ہو اور گواہ قرار دیا جاوے وہ گواہ اتفاقی کہلاتا ہے اگرچہ یہ دو قسم کے گواہ غیر مندرجہ دستاویز ہین لیکن کاتیاین نے انکے باہم فرق بیان کیا ہے یعنی ”دو قسم کے گواہ جو تصدیق دعوے کے واسطے گذرین غیر مندرجہ دستاویز کہلاتے ہین یعنی ایک جو ارادۃً نامزد کیا جاوے اور دوسرا جو اتفاقیہ وارد ہو“[3] اگر کسی شخص کو دعویدار اس غرض سے مخفی کھڑا کرے کہ وہ مدعا علیہ کے قول کو بخوبی سنے اور اس ترکیب سے اسکو اپنا بیان ثابت کرانا مقصود ہو تو ایسا شخص گواہ مخفی کہلاتا ہے،،[3] جو شخص کہ بمرتبہ اخیر شہادت گواہان کی تائید کرے عام اس سے کہ بیان اسکا اپنے معلومات سے ہو یا دوسرے کی وساطت سے وہ گواہ موید کہلاتا ہے،،[1]

توضیح گواہان غیر مقبول

۴۔ علی ہذا القیاس نارد نے گواہان غیر مقبولہ کی چھ قسمین بیان کی ہین یعنی ”اہل شہر۔ حاکم۔ راجہ۔ جو شخص فریقین کی جانب سے انصرام کار کا مجاز ہو۔ شخص مقررہ دعویدار اور تنازعات خانگی مین اشخاص ہمخاندان بھی گواہ متصور ہو سکتے ہین،،[5]

لفظ حاکم جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے محررون اور مشیرون پر حاوی ہے چنانچہ اس

---

[1] بیادتندریو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

[4] قول نارد منقولہ بیادتندریو۔

[5] بیادتندریو سمرتی چندریکا۔

قول سے واضح ہے کہ "جب راجہ کسی مقدمہ کی تحقیقات کرے تو اُس صورت مین رگجر اور حاکم اور مشیر علی السبیل الترتیب گواہ قرار دیے گئے ہین"۔ ملہ

صفات و تعداد گواہان۔

۵ بعد اسکے نارد صفات و تعداد گواہون کا بیان کرتا ہے "پابند مذہب۔ فیاض۔ شریف خاندان۔ راست گو۔ نیک۔ صداقت شعار۔ صاحب اولاد ذکور۔ متمول۔ پابند آئین الہامی و تحریری۔ ہم قوم و ہم فرقہ یا بلا تخصیص اس امر کے ان صفات کے تین شخص گواہ ہو سکتے ہین"۔ ملہ

توضیح قول تذکرہ بالا

۶ "پابند مذہب" یعنی دیندار "فیاض" یعنی عادی سخاوت "شریف خاندان" یعنی عالی نسب "راست گو" یعنی جسکا شیوہ سچ بولنا ہے "نیک" یعنی جو اپنے معاملات دنیوی کو فائق نہ سمجھے "صداقت شعار" یعنی فریبی نہو "صاحب اولاد ذکور" یعنی جسکے بیٹے ہون "متمول" یعنی جسکے پاس سونا اور مال ہو "پابند آئین الہامی و تحریری" یعنی جو رسوم معینہ اور فرائض کے بجا لاتے ہین محتاط ہو۔ ان صفات کے تین شخص گواہ ہو سکتے ہین "تین" یعنی شمار مین تین سے کم نہون مگر اس سے زیادہ کا اختیار ہے "ہمقوم" یعنی قوم واحد کا گواہ اور قوم سے مراد ہے مور دھابشکت وغیرہ اقوام بلحاظ ترتیب اعلیٰ یا اسفل کے مثلاً مور دھابشکت کی قوم کے گواہ مقدمون مین مور دھابشکت گواہ ہونگے اور علی ہذا القیاس امبشٹ وغیرہ قومون کے مقدمات مین بھی یہی امر ملحوظ ہوگا اور اس قاعدہ مین فرقہ کا خیال بھی ضرور ہے اور فرقہ سے مثل فرقہ برہمنان وغیرہ مراد ہے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ برہمن بصفات و تعداد مذکورہ بالا برہمنون کے مقدمات مین گواہ ہونگے اور چھتریون وغیرہ کی نسبت بھی یہی مفہوم ہونا چاہیے علی ہذا القیاس عورات کے مقدمون مین عورات ہی گواہ ہونگی چنانچہ منو نے یہ لکھا ہے کہ "عورات کے گواہ

ملہ بباد تندیو و سمرتی چندریکا۔

ملہ قول جاگبلک منقولہ بیوہار میوکھ و بباد تندیو۔

عورت ہونی چاہئیں"۔[1] لیکن اگر کل گواہ ایک ہی قوم یا فرقہ کے بہم نہو سکیں تو مورد ھا(ت) (شک) وغیرہ اور برہمن وغیرہ ایک دوسرے کے مقدمات مین گواہ ہوسکتے ہین۔

غیر مجاز گواہون کا پانچ قسم ہین۔

۷- درصورت بہم نہو سکنے اُس قسم کے گواہون کے جنکا اوپر ذکر ہوا گواہان غیر مجاز کا ذکر بغرض اظہار اس امر کے ضرور ہوا کہ اور اشخاص بھی جنکی نسبت امتناع قطعی نہین ہے گواہ ہوسکتے ہین۔ نارد نے غیر مجاز گواہون کی پانچ قسمین بیان کی ہین یعنی وہ کہتا ہے کہ وہ شاستر کے عالمون نے گواہان غیر مجاز کی پانچ قسمین قرار دی ہین"[2]

وجوہ غیر مجازیت۔

۸- امتناع و بد اعمالی و تزلزل بیانی اور از خود بطور گواہ حاضر ہونا اور قبل گواہی گواہ کے مدعی یا مدعاعلیہ کا مرجانا"[3]

ذکر اُن گواہون کا جو بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین۔

۹- اب اُن گواہون کا بیان کیا جاتا ہے جو بذریعہ امتناع کے غیر مجاز ہین "وہ علما اور اشخاص عابد اور مسن و زاہد وغیرہ بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین نہ اور سبب سے"[4] عابدون سے بان پرست لوگ مراد ہین اور لفظ وغیرہ سے وہ شخص جو اپنے باپ وغیرہ کے فرمانبردار ہون چنانچہ سنکھ نے یہ بیان کیا ہے کہ "وے اشخاص جو اپنے باپ کے فرمانبردار ہون اور جو اپنے گرو کے گھر مین رہتے ہون اور زاہد اور اشخاص صحرا نشین اور عابد یہ سب گواہان غیر مجاز ہین"[5]

جو گواہ بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین۔

۱۰- اب اُن شخصون کا ذکر کیا جاتا ہے جو بوجہ بد اعمالی کے غیر مجاز ہین۔ "دو جو مفسد علانیہ۔ اشخاص تندمزاج۔ قمارباز۔ دغاباز۔ یہ اشخاص بوجہ بد اعمالی کے غیر مجاز ہین اور سچے نہین ہوتے"[6] تندمزاج یعنی مغلوب الغضب۔ قمارباز یعنی

---

[1] منو باب ۸۔ اشلوک ۶۸ منقولہ بادتندیو۔

[2] بادتندیو اور سمرتی چندریکا۔

[3] ایضاً۔

[4] ایضاً۔

[5] ایضاً۔

[6] قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا۔

جو پانسہ سے کھیلین۔

۱۱۔ اب نارد اُن گواہون کا بیان کرتا ہے جو بوجہ تزلزل بیانی کے غیر مجاز ہین۔ "اگر منجملہ گواہون کے جو کسی فریق مقدمہ کی جانب سے نامزد اور طلب کیے جاتے ہین ایک گواہ بھی متزلزل بیان ہو تو کل گواہ بوجہ ایسی تزلزل بیانی کے غیر مجاز متصور ہونگے" [۱]

جو گواہ بوجہ تزلزل بیانی کے غیر مجاز ہین

۱۲۔ اب اُن گواہون کی کیفیت بیان کیجاتی ہے جو از خود حاضر ہونے کی وجہ سے غیر مجاز ہین "جو شخص کہ گواہ نہ قرار دیا گیا ہو مگر ادا ے شہادت کے واسطے از خود حاضر ہو تو ایسا شخص اصطلاح مین سیوچی یعنی چغل کہلاتا ہے" "ایسی گواہی مفید نہین ہے" [۲]

جو شخص بوجہ از خود حاضر ہونے کے غیر مجاز ہون۔

۱۳۔ اب اُن گواہون کی شرح کیجاتی ہے جو بسبب وفات پانے مدعی یا مدعا علیہ قبل ادا ے شہادت کے غیر مجاز ہین "اگر کوئی شخص دعوے کی حقیقت سے مطلع نہ کیا گیا ہو اور دعویدار موجود نہو تو وہ کیونکر گواہی دے سکتا ہے ایسا شخص بسبب وفات دعویدار کے ادا ے شہادت کے واسطے غیر مجاز ہے" [۳] اسکے یہ معنی ہین کہ اگر کوئی شخص مدعی کا گواہ ہو یا مدعا علیہ کا اور مدعی یا مدعا علیہ مذکور موجود نہو یعنی مر گیا ہو اور دعوی رجوع نہوا ہو اور اُسکی اصل حقیقت سے اہل خصومت نے گواہون کو مطلع نہ کیا ہو اور نہ اُنسے امر متنازعہ کی نسبت گواہی دینے کے واسطے کہا گیا ہو تو ظاہر ہے کہ اُس دعوے مین یا کس شخص کی جانب سے گواہ ادا ے شہادت کریگا پس ایسے گواہ بوجہ وفات مدعی یا مدعا علیہ کے غیر مجاز ہین۔

جو شخص بوجہ وفات مدعی یا مدعا علیہ کے غیر مجاز ہین۔

۱۴۔ جب باپ یا اور کوئی شخص بحالت قریب المرگ ہونے کے یا حالت صحت مین بھی بیٹون یا اور شخصون کو واسطے دینے گواہی نسبت کسی امر خاص کے فہمائش کرے تو ایسی صورت مین بعد وفات اُسکے بھی وے گواہ ہو سکتے ہین چنانچہ نارد کہتا ہے

گواہی جو بعد وفات دعویدار کے مفید ہے اُسکی نسبت استفسار کیا گیا ہے۔

[۱] قول کاتیائن منقولہ بوہارسوکہ اور سمرتی چندریکا۔

[۲] قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا۔

[۳] ایضاً۔

کہ "دعویدار کی وفات کے بعد باستثنا اُن شخصوں کے جنکو اُس نے قریب المرگ ہونے کی حالت میں فیمائش کی ہو"[1] ایک اور قول یہ ہے کہ "اگر کسی شخص نے بحالت ثبات عقل دعوے کی اصل حقیقت سے دوسرے کو اطلاع دی ہو اور وہ دعوے منجملہ چہار اقسام ضمانت کے ہو تو باوجود وفات دعویدار کے بھی وہ دوسرا شخص گواہی دے سکتا ہے"[2]

اور گواہوں کا ذکر جو غیر مجاز ہیں۔

۱۵- علاوہ ان گواہوں کے اور غیر مجاز گواہ بھی بیان کیے گئے ہیں یعنی "عورت نابالغ- مسن- قمار باز- بدمست- مجنون- بدنام- تماشا گر- بیدین- جعل ساز- ناقص العضو- جو شخص تنزلاً کمتر قوم میں داخل کیا جاوے- دوست- وہ شخص جسکو معاملہ سے تعلق ہو- شریک- دشمن- سارق- مفسد علانیہ- شخص ماخوذ- خارج القوم وغیرہ گواہان غیر مجاز ہیں"[3]

توضیح الفاظ قول مذکورۂ بالا۔

۱۶- "عورت" یہ لفظ محتاج شرح نہیں ہے "نابالغ" جو شخص سن تمیز کو نہ پہونچا ہو "مسن" جسکی عمر اسّی سال سے متجاوز ہو۔ لفظ مسن علما اور اُن شخصوں پر بھی حاوی ہے جو دیگر قول میں مستثنیٰ کیے گئے ہیں "قمار باز" جو پانسہ سے کھیلیں "بدمست" جو شراب پیے "مجنون" جسکی نسبت اجرام فلکی کی تاثیر مخالف ہو "بدنام" جو شخص قتل برہمن یا اسی طرح کے اور جرائم کا ملزم ہو "تماشا گر" یعنی رقاص "بیدین" یعنی ملحد وغیرہ "جعل ساز" جو جھوٹی دستاویز بناوے "ناقص العضو" جسکے کان یا کوئی اور عضو نہو "جو شخص تنزلاً کمتر قوم میں داخل کیا جاوے" یعنی وہ شخص جو قاتل برہمن یا مرتکب کسی اور ایسے ہی جرم کا ہو "دوست" یعنی محب - "وہ شخص جسکو معاملہ سے تعلق ہو" یعنی جسکو امر متنازعہ سے تعلق ہو "شریک"

[1] قول نارد منقولہ اسمرتی چندریکا۔
[2] ایضاً
[3] قول جاگبلک مندرجۂ ویوہار میوکھ۔
[4] قول نارد منقولۂ باد تندیو۔ اور ویوہار میوکھ میں بطور قول جاگبلک منقول ہے۔

یعنی مشارکت کاروبار "دشمن" یعنی عدو "سارق" یعنی چور "مفسد علانیہ" یعنی شورہ پشت "ماخوذ" جسکا جھوٹا ہونا ثابت ہو چکا ہو "خارج القوم" جو برادری سے نکال دیا جاوے۔

۱۷۔ لفظ "وغیرہ" سے وے گواہ غیر مجاز بھی مراد ہین جنکا ذکر اور قولون مین داخل ہے یعنی وے جو بوجہ بد اعمالی کے اور بوجہ تزلزل بیانی اور بسبب از خود حاضر ہونے اور بباعث وفات مدعی یا مدعا علیہ قبل اداے شہادت کے غیر مجاز ہین۔ یہ اشخاص اور عورات اور اطفال وغیرہ گواہی دینے کے مجاز نہین ہین۔ گواہ تعداد مین تین ہونے چاہئین لیکن اس قاعدہ کی نسبت استثنا کیا گیا ہے۔

قول مذکورہ بالا مین وے گواہ غیر مجاز بھی داخل ہین جنکی نسبت اوپر امتناع کیا گیا ہے

۱۸۔ "اگر گواہ عارف ہے تو در صورت رضامندی طرفین ایک ہی ایسے شخص کی گواہی کافی ہے" شخص عارف سے مراد یہ ہے کہ وہ بواقفیت مذہب کے فرائض ضروری و محکومۂ شاستر بجا لاتا ہوگا۔ اس فقرہ مین جو لفظ ایک ہی واقع ہوا ہے وہ دو گواہون پر بھی حاوی ہے۔ اور جو یہ ذکر ہوا ہے کہ "گواہ پابند آئین الہامی تحریری ہون" تو گو اس قاعدے سے یہ واضح ہو سکتا ہے کہ تینون گواہون کا عارف ہونا فرض ہے لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ شہادت تین گواہون کی بلا رضامندی فریقین کے قابل منظوری ہے اور اس سے کم ہونے کی صورت مین رضامندی طرفین واجب ہے پس اس وجہ سے تین گواہون کی قید ضرور ہے۔

استثنا نسبت تعداد گواہون کے۔

۱۹۔ نسبت صفات "پابند مذہب و فیاض" وغیرہ استثنا کیا گیا ہے "ان مقدمات مین جو بابت بھگا لیجانے عورت و سرقہ و حملہ و عمل بیجا و جرم سنگین ہون ہر شخص گواہ ہو سکتا ہے" [1] ان الفاظ کی تعریف آگے بیان ہوگی۔ جملہ اشخاص بے دین وغیرہ جنکی نسبت اقوال مذکورہ بالا مین امتناع ہے ایسے مقدمات مین گواہ ہو سکتے ہین لیکن ایسی صورتون مین بھی وے شخص گواہ نہین ہو سکتے

استثنا نسبت صفات گواہون کے۔

[1] قول جاگیلک منقولۂ میو مارمیو کھ لیکن بیادستہ یو مین ایک شخص سیم نامعلوم کا قول درج ہے۔

جو بوجہ بد اعمالی یا تزلزل بیانی یا بسبب از خود حاضر ہونے کے غیر مجاز ہین کیونکہ اعتراض غیر مجازیت یعنی راست گو نہ ہونا ایسے شخصون کا ان صورتون مین بھی لازم آتا ہے -

تعریف جرائم - ۲۰ - قول مذکورۂ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ زنا وسرقہ وحملہ وعمل بیجا جرائم سنگین مین داخل ہین کیونکہ ارتکاب ان جرائم کا اشخاص شورہ پشت کی جانب سے علانیہ ہوتا ہے مگر چونکہ زنا وغیرہ جرائم کا ارتکاب زیادہ تر باخفا ہوتا ہے لہذا ذکر انکا علحدہ کیا جاے گا - قتل انسان - سرقہ بالجبر - اورون کی زوجون کو زبردستی بھگا لیجانا - حملہ - عمل بیجا - یہ چار قسمین جرائم سنگین کی ہین -

اظہار لینے کا طریقہ - ۲۱ - اب گواہون کے اظہار کا ذکر کیا جاتا ہے "لازم ہے کہ گواہون کو مدعی یا مدعا علیہ کے قریب بٹھا کر اظہار انکا لیا جاے" [۱] گوتم نے جو قاعدہ لکھا ہے اُس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر گواہون سے علحدہ کچھ پوچھا جاے تو انکو جواب دینا ضرور نہین ہے اور اس باب مین کاتیاین نے یہ امتیاز کیا ہے "حاکم کو چاہیے کہ گواہون سے بمواجہہ مدعی و مدعا علیہ کے بسہولت سوالات کرے اور حاکم کو لازم ہے کہ باستثناء برہمنون کے اور گواہون سے کھڑا کرون اور پنڈتون کے سامنے شہادت لیوے" [۲] "حاکم کو لازم ہے کہ دوپہر کے وقت طہارت کے بعد ہر گواہ کو علحدہ علحدہ بلا کر اور انکو بار بار خوف خدا یاد دلا کر انسے استفسار کرے اور یہ ضرور ہے کہ گواہ بھی بعد طہارت کے آئے ہون اور وقت اظہار انکا رخ شمال یا مشرق کی جانب ہو اور لازم ہے کہ کل گواہ ضوابط لازمی اور حالات مقدمہ سے واقف ہون" [۳]

---

[۱] قول جاگبلک منقولہ بیاونندیو -
[۲] بیاونندیو بیوہار میوکھ دھرم چندریکا -
[۳] قول نارد منقولہ کتاب ہاے مذکور بصدر -

مختلف فرقون سے حلف لینے کا طریقہ

۲۲- منو نے درباب لینے اظہارات برہمنون اور اور شخصون کے[1] قاعدہ مندرجہ ذیل قرار دیا ہے یعنی وہ حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو صداقت کی قسم دیوے اور چھتری کو اُسکے گھوڑے اور ہاتھی اور اسلحہ کی اور ویش کو اُسکی گاے اور غلہ اور سونے کی اور دستکار یا ادنی آدمی کو اس طور پر قسم دلادے کہ اگر تو سچ نہ بولے گا تو تیرے سر پر کل جرائم ممکن الوقوع کا عذاب ہوگا[2] اس عبارت کے یہ معنی ہین کہ برہمن سے یہ کہا جاے کہ اگر تم سچ نہ بولوگے تو تمھاری صداقت جاتی رہے گی اور چھتری سے یہ کہا جاے کہ تمھارا گھوڑا یا ہاتھی اور ہتھیار بیکار ہوجاے گا اور ویش سے یہ کہ تمکو مویشی اور تخم اور سونے سے کچھ منفعت نہوگی اور شودر سے یہ کہ اگر تو جھوٹ بولیگا تو جملہ جرائم تیرے سر پر عائد ہونگے۔

استثنا نسبت بعض برہمنون اور چھتریون اور ویش کے۔

۲۳- اگر دو جنمی قومون کے شخص مویشی چرانے کا کام یا حرفہ یا دستکاری یا رقاصی یا قوالی یا ملازمی یا سود خوری کا پیشہ کرین تو حاکم کو چاہیے کہ اُنکو فہمائش کرکے اظہار انکا مثل شودر کے لیوے"[3] لفظ دو جنمی لکھنے سے یہ مراد ہے کہ قول مذکورہ بالا مین چھتری اور ویش بھی داخل ہین اور قوالی سے یہ عبارت ہے کہ جو گانا بجاتا ہو

گواہی کی نسبت اعتراض پیش ہونے کا ذکر۔

۲۴- اگر مدعا علیہ گواہون کی نسبت معترض ہو اور اعتراض اُسکا ثبوت بدیہی مثلاً گواہ کی نابالغی تو ایسی صورت مین دفعیہ اعتراض کا ثبوت مذکور سے ہونا چاہیے لیکن جن صورتون مین کہ ثبوت بدیہی موجود نہو مدار ثبوت مدعا علیہ کے بیان اور شہرۂ عام پر ہوگا مگر اس باب مین اور گواہ نہ لیے جائینگے کیونکہ اگر ایسا ہو تو

---

[1] منو فصل ۸- اشلوک ۱۰۲ منقولہ بیادتندیو دسمرتی چندریکا و بیوہار میوکھ۔

[2] منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۳ منقولہ بیادتندیو و بیوہار میوکھ لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول نارد کے درج ہے۔ بعض اوقات اہل یونان آلۂ حرفہ سے حلف لیتے تھے مثلاً مچھلی پکڑنے والے سے اُسکے جال اور سپاہی سے اسکی برچھی پر حلف کرایا جاتا تھا۔

[3] بیادتندیو دسمرتی چندریکا۔

قضیہ کبھی طے نہ ہو۔

۲۵۔ اگر مدعا علیہ گواہون کی نسبت اعتراض پیش کرکے اُسکو ثابت نہ کرسکے تو اُسپر حسب حیثیت جرمانہ عائد کیا جاے لیکن اگر وہ ثابت کردے تو گواہ غیر مجاز ہوجائین گے چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "اگر کوئی شخص گواہون کی نسبت صریحاً اعتراض پیش کرے اور اُسکو ثابت نہ کرسکے تو اُسکو سزا ہونی چاہیے لیکن اگر وہ ثابت کردے تو گواہ رخصت کردیے جائین اور اداے شہادت کے قابل متصور نہون سے"

پیش کرنا اعتراض باطل کا مستلزم سزا ہوگا۔

۲۶۔ "اگر اُن جملہ گواہون کی نسبت جو دعویدار کی جانب سے گذرین اعتراضات ثابت ہون اور دعویدار اور کسی طرح کا ثبوت نہ رکھتا ہو تو وہ مغلوب ہوگا چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "اگر دعویدار کو صرف اپنے گواہ کی صداقت پر حصر ہو اور وہ مغلوب ہوجاے تو اُس سے جرمانہ لیا جاے گا" مراد اس سے یہ ہے کہ اگر دعویدار اور طرح کا وجہ ثبوت رکھتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ شہادت مزید پیش کرے۔

اگر گواہ واسطے اداے شہادت کے غیر مجاز متصور ہون تو ثبوت سے اور ذریعون پر لحاظ کرنا چاہیے۔

۲۷۔ بجواب اس سوال کے کہ گواہ سے وقت حلف کے کیا کہنا چاہیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص جھوٹی گواہی دے وہ اُن جملہ مقامات عقبیٰ مین مبتلاے عذاب ہوگا جو گنہگارون اور مجرمان جرائم کبیرہ و شدیدہ اور آتش زن اور قاتلان عورات و اطفال کے واسطے معین ہین اور جو کچھ نیکیان کہ اُس نے سیکڑون جنمون مین وقوع مین آئی ہون ثمرہ اُنکا اُس شخص کو پہونچے گا جسکی نسبت گواہ کی جھوٹی گواہی سے ضرر عائد ہو" مراد اس سے یہ ہے کہ یہ عبارت گواہ سے عبرۃً کہنی چاہیے۔ اس مضمون کو شودر کے فرقہ سے متعلق مفہوم کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس قول سے کہ شودر پر جملہ جرائم ممکن الوقوع عائد ہونگے" یہ امر واضح ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی عبارت کو اُن دوجنمی لوگون سے بھی متعلق تصور کرنا چاہیے جو مویشی چرانے وغیرہ کا پیشہ کرتے ہون چنانچہ یہ امر اس قول سے ظاہر ہے "اگر دوجنمی قومون کے شخص مویشی چرانے کا

طریقہ حلف کا جو شودر اور اُن دوجنمی شخصون کی نسبت ملحوظ ہونا چاہیے جو ادنیٰ پیشہ کرتے ہین

سے بیرمترا و دائے۔

کام" الخ -

حلف کی عبارت مذکورۂ بالا کو باعتبار اسکے لفظوں کے مفہوم نہین کرنا چاہیے۔

۲۸ - چونکہ یہ فرض کرنا محال ہے کہ جو نیکیان سیکڑون جنمون مین ظہور مین آئی ہون وے زائل ہوجائین اور جرائم شدیدہ جنکا ارتکاب ایک شخص کی جانب سے ہوا ہو اُنکے عذاب مین دوسرا شخص صرف بوجہ جھوٹ بولنے کے مبتلا ہو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ عبارت صرف بغرض عبرت گواہون کے لکھی گئی ہے چنانچہ نارد کہتا ہے کہ "حاکم کو چاہیے کہ اقوال قدیم جونیکی کے باب مین ہون بیان کرکے اور امر حق کی عظمت اور دروغ گوئی کی مذمت ظاہر کرکے گواہون کو بار بار خوف دلادے"[1]

اُس صورت کی سزا کا ذکر کہ جب گواہ بعد فہمائش کے ادائے شہادت سے منکر ہو۔

۲۹ - بجواب اس سوال کے کہ اگر گواہ بعد فہمائش کے خاموش رہین توکس طور پر کاربند ہونا چاہیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی شخص ادائے شہادت سے منکر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بعد چھیالیس روز کے اُس سے کُل زرقرضہ مع دس روپیہ سیکڑہ سود کے دلوائے"[2] یعنی اگر کوئی شخص ادائے شہادت کا اقرار کرے اور بعد فہمائش مضمون حلف کے بالکل ساکت رہے تو راجہ کو لازم ہے کہ نامبردہ سے قرض خواہ کو کُل زرقرضہ مع سود دلائے اور علاوہ اسکے گواہ مذکور کو دسوان حصہ قرضہ کا اور دینا پڑے گا اور دسوان حصہ راجہ کو ملے گا چنانچہ اس قول سے واضح ہے "راجہ کو لازم ہے کہ علاوہ مقدار قرضہ مُثبتہ کے قرضدار سے دسوان حصہ لیوے"[3] اور واضح ہو کہ نفاذ اس قاعدہ کا چھیالیس روز کے بعد ہوگا اور اس مدت کے اندر گواہ مذکور سے روپیہ نہ لیا جاے گا - اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس قاعدہ کا متعلق ہونا اُس صورت مین مفہوم ہوتا ہے کہ جب بیماری یا اور کوئی مصیبت

---

[1] بادتندیو -

[2] قول جاگبلک منقولۂ بادتندیو دسمرتی چندریکا دبیوہار میوکھ -

[3] بیرمترا اودائے وترناگر -

لاحق نہو چنانچہ منو نے اس باب مین یہ کہا ہے کہ "جو شخص با وصف لاحق نہونے کسی مصیبت کے بعد اجراء اطلاعنامہ تین ہفتہ کے اندر مقدمات قرضہ وغیرہ مین گواہی دینے کے واسطے حاضر نہو اُسپر خود اُسکے فعل سے کُل زر قرضہ عائد ہوگا اور علاوہ اسکے اُس سے دسوان حصہ بطور جرمانہ راجہ لے گا" [1] مصیبت کے لاحق ہونے سے یہ مراد ہے کہ گواہ آفت آسمانی یا قہر حاکم سے مبترا ہو۔

۳۰۔ اب اُس شخص کا ذکر کیا جاتا ہے جو باوجود مطلع ہونے حالات معاملہ کے خباثتہ اداے شہادت سے منکر ہو "جو شخص با وصف آگاہ ہونے معاملہ کے شہادت نہ دے وہ ذلیل متصور ہوگا اور سزا اُسکی مثل جرم شہادت کاذبہ کے ہو گی" [2] یعنی وہ شخص متبذل جو امر متنازعہ سے بخوبی مطلع ہو اور باوجود اس امر کے گواہی نہ دے یا گواہ ہونے سے منکر ہو تو وہ مثل جھوٹے گواہ کے سزایاب ہوگا اور واضح ہو کہ جھوٹے گواہون کا ذکر آئندہ ہوگا۔

ادائے شہادت سے منکر ہونے کی سزا۔

۳۱ جھوٹے گواہون کی سزا کے بعد مقدمہ کی نسبت ازسر تو تحقیقات کیجاے گی اور اگر مقدمہ ختم ہو گیا ہو اور بعد ازان جھوٹ ہونا گواہی کا منکشف ہو تو تحقیقات مقدمہ ازسر نو کیجاے گی چنانچہ منو نے کہا ہے "کہ اگر کسی مقدمہ مین جھوٹی گواہی دیجاے تو راجہ کو لازم ہے کہ فیصلہ منسوخ کرے اور جو کچھ کارروائی عمل مین آئی ہو وہ بیکار سمجھی جاے" [3]

اگر جھوٹ ہونا گواہی کا منکشف ہوجاے تو فیصلہ منسوخ ہوگا۔

۳۲ اب وہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو اختلاف شہادت سے متعلق ہے "درصورت اختلاف شہادت کے کثرت بیان پر لحاظ ہوگا اور اگر تناقض کی صورت مین تعداد گواہون کی مساوی ہو تو منجملہ اُنکے اُن اشخاص کے قول پر اعتبار ہوگا جو شریف ہون اور جب شریف گواہون کے باہم اختلاف ہو تو اُس حالت مین گواہان

در تناقض کارروائی کیجاے شہادت مین تناقض پایاجاے۔

[1] منو فصل ۸۔ اشلوک ۱۰۷ منقولہ بیاد ستند یو دھرم چندریکا۔
[2] قول جاگبلک منقولہ تشریحات متذکرہ بالا۔
[3] منو فصل ۱۰۸ [illegible] اشلوک ۱۱۷ منقولہ بیاد ستند یو دھرم چندریکا۔

اشراف کے بیان پر لحاظ کیا جائے گا" [1] یعنی تناقض یا تخالف کی صورت مین کثرت اظہار پر حصر ہونا چاہیے لیکن اگر اختلاف کی صورت مین گواہون کی تعداد مساوی ہو تو اُن گواہون کا بیان بطور شہادت مقبول ہوگا جو شریف ہون لیکن اگر شریف شخصون مین بھی تناقض واقع ہو تو اُن گواہون کا قول منظور ہوگا جو زیادہ تر شریف ہون اور زیادہ تر شریف شخصون سے یہ مراد ہے کہ جو آئین الہامی کے عالم و عامل ہون اور صاحب اولاد و متمول اور نیک خصائل ہون ۔

گواہون کی تعداد پر شرافت فائق ہے ۔

۲۳ - اگر شریف گواہ کم ہون اور غیر شریف زیادہ تو ایسی صورت مین بھی شریف گواہون کا بیان مقبول ہوگا یہ اس قول سے مستنبط ہے [2] "اگر گواہ عارف ہے تو درصورت رضامندی طرفین ایک ہی ایسے شخص کی گواہی کافی ہے" [3] اس سے نیک خصائل کی عظمت ظاہر ہوتی ہے ۔

تاویل قول سابقہ ۔

۲۴ - اوپر جو یہ قول واقع ہوا ہے [4] "کہ اگر منجملہ گواہون کے جو کسی فریق مقدمہ کی جانب سے نامزد وطلب کیے جائین ایک گواہ بھی متزلزل بیان ہو تو کل گواہ بوجہ ایسی تزلزل بیانی کے غیر مجاز متصور ہونگے" اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب کُل گواہ مساوی الرتبہ ہون ۔

مدار فیصلہ کا گواہون کی شہادت پر ہے ۔

۲۵ - اب اُن گواہون کے اظہارات کی کیفیت بیان کیجاتی ہے کہ جنپر مقدمہ کی ہار اور جیت منحصر ہے [5] "جس شخص کے گواہ مظہر صداقت اُسکے ہون وہ مقدمہ جیتے گا لیکن جسکے گواہ اُسکے بیان کے خلاف کہین وہ بلا شک ہارے گا" [3] حاصل اسکا یہ ہے کہ جس شخص کے گواہ درباب امر متنازعہ و کیفیت و کمیت شے دعوی کے مظہر صداقت اُسکے ہون اور یہ کہین کہ ہم اس امر کو فی الواقع صحیح جانتے ہین تو وہ شخص غالب ہوگا لیکن اگر کسی شخص کے گواہ خلاف بیان اُسکے یہ کہین

---

[1] قول جاگیلک منقولہ چندریکا و بیوہار میوکھ ۔

[2] دفعہ ۱۸ فصل ہذا ۔

[3] بادتندیو دسمرتی چندریکا ۔

کہ ہم اس امر کو جھوٹ جانتے ہین تو وہ بلا شک یعنی بالتحقیق مغلوب ہوگا۔

مدار فیصلہ کا گواہون کی شہادت پر اس صورت مین نہوگا کہ جب انکو حالات معاملہ یاد نہون۔

۲۶۔ لیکن اگر گواہ بسبب یاد نہونے حقیقت نالش کے اُسکے صدق یا کذب کی نسبت ادا ے شہادت نہ کرین تو ایسی صورت مین فیصلہ کا مدار اوز ثبوت پر ہوگا اور راجہ کو چاہیے کہ گواہون سے باربار سوال نہ کرے۔ جو امر کہ بلا تامل بیان کیا جاے وہ قبول ہونا چاہیے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "جو امر بلا تامل بیان کیا جاے اور الزام سے مبرا ہو وہ منظور کیا جاے اور جب گواہ امر مذکور بیان کر چکے تو راجہ کو چاہیے کہ اُس سے بتواتر استفسار نہ کرے" [۱]

اگر گواہان دعویدار خلاف اُسکے دعوی کے گواہی دین تو وہ مجاز ہے کہ اور گواہ بغرض تردید گواہان مذکور کے گذرانے۔

۲۷۔ اب اس قاعدہ کی نسبت کہ "جسکے گواہ اُسکے بیان کے خلاف کہین وہ بلا شک ہارے گا" [۲] ایک استثنا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر گواہ ادا ے شہادت بھی کر چلین اور دیگر گواہ اُنسے دو چند یا بہ نسبت اُنکے زیادہ شریف ہون اور اُنکے بیان کے خلاف اظہار دین تو پہلے گواہون کا اظہار جھوٹ متصور ہوگا" [۳] مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر وے گواہ جو مرتبہ اول گذرانے گئے ہون بالارادہ خلاف حقیقت نالش کے گواہی دین اور بہ نسبت اُنکے زیادہ شریف یا اُنسے تعداد مین دو چند گواہ برعکس بیان اُنکے بتائید دعوی کے اظہار دین تو گواہان متقدم الذکر جھوٹے یا حلف دروغ متصور ہونگے۔

اعتراض کا جواب۔

۲۸۔ یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ امر مذکورۂ بالا درست نہین ہے کیونکہ اگر بعد اظہار اُن گواہون کے جبر فریقین اور انجمن عدل کے مشیرون اور حاکم اعلی نے واسطے اثبات حقیقت نفس الامری کے صبر کیا ہو اور ثبوت کی طرف توجہ کیجاے تو ایسی صورت مین خوف ہے کہ تنازع کبھی طے نہو اور ایک اور وجہ یہ ہے کہ امر مذکور نارد کے اس قول کے خلاف ہے "بعد انفصال مقدمہ کے شہادت عام

---

[۱] قول نارد منقولۂ باوتندیو۔

[۲] دفعہ ۵۳ فصل ہذا۔

[۳] قول جاگبلک منقولۂ باونداودھرنی چندریکا۔

اس سے کہ تحریری ہو یا زبانی بیکار ہوگی بشرطیکہ وہ بمرتبہ اول گذرانی نہ گئی ہو جیسے کہ بعد بختگی فصل کے بارش بے سود ہوتی ہے ویسی ہی شہادت بھی مقدمات منفصلہ مین غیر مفید متصور ہے" [1] اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر دعویدار بحالت تحقیقات مقدمہ اُن گواہون کی شہادت پر جنکے عیوب سے وہ بوجہ اُسکی طرف ہونے کے آگاہ نہ تھا بدین سبب حصر نہ کرے کہ شہادت اُنکی اُسکے دعوی کے مخالف گذرتی ہو اور وہ ایسے گواہون کی نسبت متعرض ہو تو ایسی حالت مین اور ثبوت کی طرف متوجہ ہونا کسی طرح سے ممنوع متصور نہین ہوسکتا۔

بعد طے ہونے اس امر کے کہ گواہ مجاز ادائے شہادت ہے اُسکی معتبری کی نسبت تحقیقات ہونی چاہیے۔

۳۹۔ اگر کسی شخص کا کوئی عضو باطل یا متغیر العمل ہو تو ایسی صورت مین صحت علم کا اطلاق نہ ہوگا علی ہذا القیاس گو آنکھ یا کسی اور عضو کا سقم قطعاً متحقق نہو سکے لیکن ممکن ہے کہ نسبت صحیح نہونے اُسکے فعل کے وہ سقم مستنبط کیا جاسے یہی تاویل اس موقع پر بھی صادق آتی ہے۔ علاوہ اسکے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نسبت شہادت گواہان اور نیز درباب اُنکی عادات و صفات کے تفتیش کماحقہ کیجاسے "راجہ کو چاہیے کہ بشمول اپنے مشیرون کے شہادت گواہان کی نسبت قرار واقعی تفتیش کرے" کاتیاین نے یہ لکھا ہے کہ "بعد ہونے تحقیقات نسبت اُن مراتب کے جنپر ثبوت کا مدار ہے شہادت کی کماحقہ تفتیش واجب ہے اور جب کہ کسی گواہ کی شہادت کی نسبت تفتیش عمل مین آوے تو ایسی حالت مین یہ کہا جاتا ہے کہ بیان اُسکا عند التحقیق حقیقت نالش کے مطابق ہوا" [2] یہی قاعدہ ہے واضح ہو کہ اصل سنسکرت مین گواہ کے واسطے لفظ کریا مستعمل ہوا ہے اور مراد قول مذکورہ بالا کی یہ ہے کہ جب گواہون کی نسبت بلحاظ اس قاعدہ کے کہ "کون شخص منجملہ اُنکے دوست ہے اور امر متنازعہ سے تعلق رکھتا ہے" الخ

[1] بیاد تندیو۔
[2] ایضاً۔

تحقیقات ہو جاوے تب اُنکی شہادت کی نسبت تفتیش کماحقہ کرنی چاہیے اور تفتیش بغرض اثبات مراتب منظورہ گواہون کے کیجاتی ہے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "واسطے تسلیم کرنے بیانات کے ثبوت اُنکی صداقت کا ضرور ہے" پس جب کہ وجہ ثبوت کی نسبت اس طور پر تفتیش عمل مین آوے اور بذریعہ تفتیش گواہون کے بھی مراتب منظورہ نالش متحقق ہون تو ایسی حالت مین یہ کہا جاتا ہے کہ گواہ کے بیان پر تفحص عمل مین آیا۔ یہ وہ قاعدہ ہے جسکو ضوابط عدالت کے ماہرون نے قائم کیا ہے علیٰ ہذا القیاس جب کہ عضو مین نقص نہونے کی جہت سے دریافت ہونا امر واقع کا ممکن ہو تو ظاہر ہے کہ اصل حقیقت واضح ہوگی۔

۱۴۰ - اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ مدعی مجاز نہین ہے کہ خود اپنے ثبوت سابقہ سے قطع نظر کرکے اور وجہ ثبوت پیش کرے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض معقول نہین ہے اور ہر چند یہ قول کاتیاین[1] پیش کیا گیا ہے کہ "جو شخص ثبوت قویہ سے گریز کرکے ثبوت ضعیفہ پر بھروسہ کرے وہ بعد صدور فیصلہ مقدمہ کے اپنے ثبوت سابقہ پر بکرر استدلال نہین کرسکتا" لیکن اس قول مین جو امتناع درباب پیش کرنے اور وجہ ثبوت بعد تجویز مقدمہ کے کیا گیا ہے اُسکی غرض یہ ہے کہ قبل صدور تجویز کے اور ثبوت پیش کرنا چاہیے علیٰ ہذا القیاس یہی امر نارد کے قول مندرجہ ذیل سے بھی ظاہر ہے "کہ بعد انفصال مقدمہ کے شہادت بیکار ہے" اس سے واضح ہے کہ پیش کرنا اور وجہ ثبوت کا صرف بعد تجویز کے ممنوع ہے نہ قبل تجویز پس اگر گواہ اداے شہادت کرچکے ہین اور وہ شخص جسکی جانب سے وے گذرے ہون اُنکی گواہی سے مطمئن نہو تو وہ اور وجہ ثبوت پیش کرنے کا مجاز ہے یہی قاعدہ ہے۔

ایک اور اعتراض کا جواب۔

۱۴۱ - درحالیکہ یہ قاعدہ قرار پایا ہے تو اگر وے شخص جو ابتدائی گواہ قرار دیے گئے ہون اُسوقت موجود نہون اور اور گواہون کی شہادت گذر جاوے اور بعد ازان

اگر وعدہ یدہ رشتہ گواہون کی شہادت پیش نہو تو اُنکو کیا ثبوت قرار دیکر پیش کرنا چاہیے۔

[1] پرشن تتو وغیرہ۔

منجملہ گواہان مقدم الذکر کے گواہان موخر الذکر سے زیادہ شریف یا تعداد مین دوچند گواہ بہم ہوجائین تو ثبوت کا مدار اُن گواہون پر ہوگا چنانچہ یہ امر نارد کے اس قول سے واضح ہے "کہ اگر گواہی مرتبہ اول پیش نہ کی گئی ہو تو عام اس سے کہ وہ تحریری ہو یا زبانی بعد انفصال مقدمہ کے بیکار ہوگی" اور واضح ہو کہ درصورت موجود نہونے اُن شخصون کے جو ابتداءً گواہ قرار دیے گئے ہون گواہان جدید پر حصر کیا جا سکتا ہے نہ تصدیق غیبی پر - کیونکہ اس باب مین یہ قول ہے "کہ اگر گواہ بہم ہوسکین تو دانشمند آدمی تصدیق غیبی کبھی منظور نہ کرے" لیکن اگر میسر نہون تو اُس صورت مین تصدیق غیبی پر عمل کیا جاے اور اگر تصدیق غیبی کے بعد بھی دعویدار کا اطمینان نہو تو اور کسی وجہ ثبوت پر استدلال نہوگا کیونکہ عمل مذکور کے بعد اور کوئی قاعدہ اس باب مین نہین ہے لہذا بعد ان مراتب کے تجویز مقدمہ ختم ہوگی -

اگر مدعا علیہ اپنی شہادت گذرانیدہ پر مطمئن نہو تو وہ دیگر وجہ ثبوت پر استدلال نہین کر سکتا -

۴۳ - لیکن اگر مدعا علیہ بعد ادا ے شہادت اپنے گواہون کے اُنکی گواہی کو اپنے حق مین مضر تصور کرکے اُنسے غیر مطمئن ہو اور اسی وجہ سے اُنکی نسبت اعتراض پیش کرے تو ایسی صورت مین بنظر صفائی گواہون کے یہ دیکھنا چاہیے کہ اُنپر سات روز کے اندر کوئی آفت آسمانی یا راجہ کا قہر نازل ہوتا ہے یا نہین کیونکہ جو قاعدہ درباب پیش کرنے وجہ ثبوت جدید کے ہے وہ اسقدر متوسع متصور نہین ہوا ہے کہ مدعا علیہ سے بھی متعلق سمجھا جاے - اگر اعتراض ثابت ہو تو گواہون سے زر قرضہ مدعوہ دلایا جاے اور حسب حیثیت اُنکے اُنپر جرمانہ کیا جاے اور اگر اعتراض ثابت نہو تو مدعا علیہ کو قناعت کرنی چاہیے -

منو کے قول کا ذکر -

۴۴ - منو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر کسی گواہ نے گواہی دی ہو اور اُسپر بعد ادا ے شہادت سات روز کے اندر کوئی مصیبت بسبب بیماری یا آتش زدگی یا میت عزیز کے[1] نازل ہو تو اُس سے زر قرضہ مع جرمانہ لیا جاے گا" یہ قاعدہ جو

[1] منو فصل ۸ - اشلوک ۱۰۸ -

در باب مدعا علیہ غیر متعلق کے بیان کیا گیا ہے اسکو بطور استثناء اس قاعدہ عام کے تصور کرنا چاہیے کہ وہ جس شخص کے گواہ مظہر صداقت اسکے ہون وہ مقدمہ جیتیگا۔ الخ

تاویل غلط کا ذکر اور اسکی تردید۔

۴۵ - یہ قاعدہ جو اوپر مذکور ہوا ہے وہ کہ اگر گواہ ادا سے شہادت کر چکین ۔۔ الخ - بعض شخصون نے اُسکی یہ تاویل کی ہے کہ جب گواہان گذرانیدہ دعوی دار دعوی کی تائید مین گواہی دے چکین اور مدعا علیہ اُنسے زیادہ شریف یا دوچند گواہ بتردید بیانات اُنکے پیش کرے تو ایسی صورت مین اصل دعویدار کے گواہ دروغ متصور ہونگے - لیکن یہ تاویل غلط ہے کیونکہ اول مرتبہ پیش ہونا شہادت کا مدعا علیہ کی جانب سے ناجائز ہے اور وہ شخص دعویدار کہلاتا ہے جو اثبات ایک امر خاص کا کیا چاہتا ہو اور فریق مخالف جو امر مذکور سے منکر ہو مدعا علیہ موسوم ہوتا ہے علاوہ اسکے نفی کا ثبوت بعد اثبات دعوی مظہرہ کے ہوتا ہے نہ دعوے مظہرہ کا ثبوت بعد اثبات نفی کے ۔ پس صرف امر مظہرہ کا ثبوت واجب ہے کیونکہ نفی کا ثبوت گواہون یا اور شہادت سے نہین ہوسکتا اور اسی وجہ سے یہ درست ہے کہ صرف دعویدار ثبوت اپنے دعوی کا پیش کرے سوا اسکے بموجب اقوال مندرجہ ذیل کے طریقہ پیش کرنے ثبوت کا ہمیشہ جواب دعوی کے مضمون پر موقوف ہے اور وے قول یہ ہین کہ وہ جب مدعا علیہ کی جانب سے عذر خاص یا تجویز سابقہ کا عذر پیش ہو تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اور بحالت اُسکے انکار قطعی کے مدعی کو ثبوت دینا لازم ہوگا اور ظاہر ہے کہ اقبال دعوی کی صورت مین کوئی امر متنازعہ نہین ہوتا" مقدمہ واحد مین طرفین پر ثبوت دینا واجب نہین ہے پس یہ

---

۱ - چھٹا قاعدہ شہادت کا یہ ہے کہ ہر مقدمہ مین اول امر مظہرہ کا اثبات ضرور ہے کیونکہ درحقیقت نفی کے ثبوت سے ابتدا نہین ہوسکتی ہے لہذا جب تک کہ امر مظہرہ ثابت نہو اُس سے منکر ہونا کافی ہے لیکن جب امر مذکور ثابت ہو تو فریق ثانی کو تردید اسکی بذریعہ ثبوت مخالف کے کرنی چاہیے تمہید متعلقہ آئین شہادت انگریزی مولفہ مارگن صاحب ص ۳۹ -

تاویل کہ "وہ مدعا علیہ زیادہ شریف یا دوچند گواہ بتردید بیانات گواہان مدعی کے پیش کرے" الخ قابل منظوری نہین ہے۔

ایک اور تاویل کی تردید۔

۲۶۴- راے جسکا ذیل مین ذکر کیا جاتا ہے صحیح نہین ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ قاعدۂ مذکورۂ بالا بلحاظ اس قول کے واقع ہوا ہے کہ "وہ اگر شے واحد کی نسبت دو دعویدار ہون اور دونون گواہ رکھتے ہون تو اول دعویدار کے گواہ پیش ہونگے" یعنی جس شخص کی جانب سے دعوی کا اظہار پیش کیا جاے اُسکے گواہ سنے جاینگے یہ قاعدہ درباب سننے گواہون کے اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب شے واحد کی نسبت دو شخص باستحقاق وراثت بحالت دریافت نہونے تقدیم یا تاخیر زمانہ حصول شے مذکور کے دعویدار ہون اور یہ جو قول واقع ہوا ہے کہ "وہ اگر گواہ ادا ے شہادت بھی کر چکین" الخ- ایک استثنا نسبت قاعدۂ مذکورۂ بالا کے ہے اسی راے مین جسکی تردید کیجاتی ہے یہ بھی بحث کی گئی ہے کہ جب ایسی حالت مین دعویدار مقدم و موخر کے گواہ تعداد و صفات مین مساوی ہون تو دعویدار مقدم کے گواہون سے استفسار کیا جاے اور اُسکے فریق مخالف کے گواہون سے اُس صورت مین استفسار ہونا چاہیے جب اُسکے گواہ شرافت مین فائق یا تعداد مین دوچند ہون- اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ایسی صورت مین طرفین ایک ہی امر ظاہر کرتے ہین لہذا نفی کے ثبوت کی ضرورت نہین ہے [1] اور چونکہ یہ صورت جواب دعوی کی قسمون سے غیر متعلق ہے لہذا قواعد معینۂ جواب داہی کی تمثیل محولۂ بالا سے متعلق نہین ہو سکتی- اور جیسے کہ ایک فریق کو مقدمۂ واحد مین دو مرتبہ وجہ ثبوت پیش کرنے کا اختیار ہے ویسے ہی فریقین بھی مقدمۂ واحد مین مجاز ہین لیکن اس کل حجت کو نسخۂ ہذا کے مصنف مقدس نے

[1] "در اصل یہ امر نفی کا ثبوت نہین ہے بلکہ اُس بیان کا ثبوت ہے جو امر مظہرۂ دعوی سے محض خلاف ہو" تمہید متعلقہ آئین شہادت انگریزی مولفہ مارگن صاحب ص ۳۹-

تسلیم نہین کیا ہے کیونکہ استنباط اس حجت کا نہ لفظ ہی سے ہوتا ہے اور نہ تین قول اور نہ اسکے طرز بیان سے۔ الحاصل اس باب مین بحث مزید فضول ہے۔

انتقام محرک شہادت دروغ اور گواہان کاذب کی سزا۔

۴۷۔ جھوٹے گواہون کا ابھی ذکر ہوچکا ہے اب انکی سزا کا ذکر ہوگا [۱] اشخاص محرک شہادت دروغ اور گواہان کاذب کی سزا بذریعہ جرمانہ دوچند زرمدعوہ کے علٰحدہ علٰحدہ ہونی چاہیے اور برہمن جلاوطن کیا جائے گا۔ شخص محرک شہادت دروغ اُس سے عبارت ہے جو روپیہ دے کر یا کسی اور طور سے گواہون کو جھوٹی گواہی دینے کی ترغیب دے۔ اور لفظ علٰحدہ علٰحدہ سے یہ مقصود ہے کہ شخص مذکور اور بھی وہ گواہ جو بسبب ایسی تحریک کے جھوٹی گواہی دین فرداً فرداً مستوجب سزا و جرمانہ بقدر دوچند زرنالش کے ہونگے۔ اور دوچند زرنالش سے وہ روپیہ مراد ہے جو درصورت مغلوب ہونے اہل خصومت کے دلایا جاتا ہے اور برہمن کے جلاوطن ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ اپنے ملک سے بدر کر دیا جائے لیکن کوئی اور سزا اُسپر عائد نہوگی۔

قواعد خاص جو بعض صورتون سے متعلق ہین

۴۸۔ اس قاعدہ کو اُس صورت خاص سے متعلق تصور کرنا چاہیے جب کہ طمع یا اور کسی طرح کی نفسانیت متحقق اور دائمی ہونا اُسکا ثابت نہو۔ منو نے اُس سزا کا ذکر کیا ہے کہ جب طمع یا نفسانیت کا عمل متحقق اور دائمی ہونا اُسکا ثابت ہو یعنی قول اُسکا یہ ہے کہ وہ اگر گواہ بسبب خام طمعی کے جھوٹ بولے تو اُسپر ایک ہزار پن جرمانہ ہوگا اور اگر بسبب خلل دماغ کے تو بقدر دو سو پچاس پن جرمانہ ہوگا اور واضح ہو کہ یہ مقدار اقل مرتبہ جرمانہ کی ہے۔ اگر بسبب دہشت کے جھوٹی گواہی دیجائے تو مقدار مذکور کا دوچند جرمانہ ہوگا۔ اگر بسبب دوستی کے ہو تو چار چند اور بسبب شہوت کے ہو تو دہ چند اور بباعث غیظ کے ہو تو مقدار اوسط کا تہ چند اور بوجہ لاعلمی کے ہو تو پورے دو سو پن اور بسبب غفلت کے ہو تو صرف سو پن جرمانہ ہوگا۔

[۱] قول جاگبلک منقولہ بہا دتنڈیو بھرتی چندریکا۔

توضیح الفاظ قول منو متذکرہ بالا۔

۴۹ - خاص طمع یعنی حرص - خلل دماغ یعنی فتور عقلی - دہشت یعنی خوف - دوستی یعنی کمال جانب داری - شہوت یعنی خواہش مباشرت بدرجۂ غایت - غیظ یعنی غصہ - لاعلمی یعنی ناواقفیت - غفلت یعنی بے اعتنائی حال معاملہ کی نسبت - اور اعداد ایک ہزار وغیرہ سے ہمیشہ پن یا تانبے کا پیسا مراد ہے -

تین ادنی قوم کی سزا اُس صورت مین کہ جب اُنسے جرم حلف دروغی بتکرار سرزد ہو -

۵۰ - منصف راجہ کو چاہیے کہ تین ادنی قوم کے شخصون پر جو جھوٹی گواہی دیتے ہون بمرتبۂ اول جرمانہ کرے اور تکرار جرم کی صورت مین اُنکو سزا دے اور برہمن کو جلاوطن کرے اور یہ قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے جب اس جرم کا وقوع تکرار ہو چنانچہ یہ امر لفظ دیتے ہون سے جو اس عبارت مین بصیغۂ حال استعمل ہوا ہے واضح ہے - جب راجہ چھتری اور بقیہ قومون کے شخصون پر حسب تصریح بالا اول مرتبہ جرمانہ عائد کر چکے تو بعد ازان اُنکو تازیانہ وغیرہ سے سزا دے کیونکہ سنسکرت مین لفظ پرباس کے معنی بلحاظ استعمال روزمرہ کے سزاے بدنی ہین اور یہ بحث آئین مدنی سے متعلق ہے - ہونٹھ اور زبان کاٹنا اور ہلاک کرنا سزاے بدنی مین داخل ہے اور واضح ہو کہ اس طرح کی سزا بلحاظ شہادت کاذبہ کی شدت و خفت کے ہونی چاہیے -

سزا برہمنون کی بپاداش اس جرم کے -

۵۱ - راجہ کو چاہیے کہ اول برہمن پر جرمانہ کرے اور تکرار جرم کی صورت مین جلاوطن کرے یعنی برہمن شہر سے بدر یا برہنہ کیا جاے کیونکہ لفظ بیاسیت جو اصل سنسکرت مین اس محل پر واقع ہوا ہے اُسکے معنی بدر اور بھی برہنہ کرنے کے ہو سکتے ہین [1] برہمن پر جو جرمانہ عائد کیا جاے اُسکی تجویز مین اس امر کا بخصوصیت لحاظ رہے کہ جرم بمرتبۂ اول سرزد ہوا اور بوجہ طمع وقوع مین آیا ہے یا کسی اور

[1] اگر اس فقرہ کی توضیح کیجاے تو مباحثہ طویل قواعد صرف و نحو کا لازم آتا ہے اور اس تحریر سے واضح ہے کہ برہمنون کی حفاظت کے واسطے بوجہ صادق نہ آنے تاویل معنوی کے تاویل لفظی فطرتاً کی گئی ہے -

نفسانیت سے لیکن تکرار جرم کی صورت مین علاوہ جرمانہ کے جلا وطنی بھی ہوگی اور
اس صورت مین لفظ بیاسم سے جو اس موقع پر اصل سنسکرت مین مستعمل ہوا ہے
بلحاظ قومیت اور نوعیت نالش و حیثیت فریقین و دیگر مراتب کے برہنہ کرنا یا انہدام
مکان یا شہر سے بدر کرنا مفہوم کیا جاوے۔ اگر یہ ثابت نہو کہ شہادت کاذبہ کا جرم بسبب
طمع یا اور نفسانیت کے سرزد ہوا یا یہ کہ جرم مذکور بتکرار وقوع مین نہ آیا ہو یا معاملہ
نالش خفیف ہو تو ایسی صورتون مین برہمن پر اسقدر جرمانہ عائد کرنا چاہیے جو چھتری
اور دیگر اقوام کے واسطے معین ہے۔ اور اگر معاملہ نالش اہم ہو تو شہر بدر بھی کیا جاوے
اور اگر حلف دروغی کی حالت ہو تو اس صورت مین منو کا قول کل قومون سے بتجویز
واحد متعلق ہے۔

برہمن پر جرمانہ ہو سکتا ہے لیکن کسی حالت مین اسکو سزاے بدنی نہوگی۔

۵۲- پیش کرنا اس حجت کا کہ برہمن جرمانہ سے مستثنی ہے بیجا ہے کیونکہ جس حالت
مین کہ سزاے بدنی کا امتناع ہے تو بیا داش قصور خفیفہ کے برہمن کی نسبت برہنگی یا
انہدام مکان سکونت یا داغ دینے کی سزا واجب آئے گی اور اگر ایسا نہو تو برات
قطعی سزاے لازم آتی ہے۔ یہی امر اقوال مندرجۂ ذیل سے بھی درست معلوم ہوتا ہے
"یعنی چارون قوم کے شخص جو کفارہ ادا نہ کرین انکی نسبت راجہ سزاے جائز جس سے
سزاے بدنی و جرمانہ مراد ہے تجویز کرے"[۱] "جو برہمن دوسری قوم کی عورت پردہ نشین
کے ساتھ بالجبر مقاربت کرے اسپر ایک ہزار پن جرمانہ ہوگا"[۲] سنکھ کا قول یہ ہے
کہ "دو تین قومون کے واسطے مال چھین لینے اور موت کی سزا معین ہے اور آخر
برہمنون کے لیے جلا وطن اور داغ دینے کی"[۳] مال چھین لینے سے اس جگہ
ضبطی کل جائداد کی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ لفظ مذکور موت کے ساتھ مشتمل ہوا ہے

۱- بیاد تندیو۔
۲- ایضاً۔
۳- ایضاً۔

چنانچہ یہی امر قول مندرجہ ذیل سے بھی واضح ہے کسواسطے کہ اُسمین موت اور مال چھین لینے کا ذکر بالاشتمال کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "سزاے بدنی مین قید اور ہلاکت جان بھی داخل ہے۔ اور چونکہ لفظ مال بشمول لفظ موت کے واقع ہوا ہے لہٰذا پن وغیرہ کے جرمانہ سے ضبطی کل جائداد کی مراد ہے"۔ لیکن یہ قول کہ "راجہ برہمن کو شہر بدر کرے اور اُسکی جائداد کو مطلق ہاتھ نہ لگائے"۔ اس جرم سے متعلق ہے جو خفیف تر ہو جرائم عامہ سے۔ علاوہ اسکے برہمن کو سزاے بدنی کبھی ہونی نہ چاہیے کیونکہ منو نے یہ امر بالعموم لکھا ہے کہ "گو برہمن مرتکب اُن جملہ جرائم کا ہو جنکا وقوع ممکن ہے تو بھی راجہ برہمن کو زنہار قتل نہ کرے"۔ علاوہ اسکے وہ یہ لکھتا ہے کہ "برہمن کے قتل سے اور کوئی جرم روے زمین پر زیادہ شدید متصور نہین ہے۔ اسواسطے راجہ کو چاہیے کہ اپنے دل مین بھی برہمن کے قتل کا ہرگز تصور نہ کرے۔

اخفاء شہادت کی سزا

۵۳۔ علاوہ اسکے یہ قول ہے کہ "جو شخص اداے شہادت کے واسطے نامزد کیا جاے اور وہ بسبب متغیر ہونے اپنی طبیعت کے گواہی اپنی بخلاف اور گواہون کے مخفی رکھے تو اُسپر اٹھ گنا جرمانہ ہونا چاہیے اور اگر وہ شخص برہمن ہو تو جلاوطن کیا جاے"۔ مراد اسکی یہ ہے کہ جس شخص نے گواہ ہونا قبول کیا ہو اور اداے شہادت کے واسطے بشمول اور گواہون کے طلب کیا جاے مگر بوجہ تغیر طبیعت یعنی بسبب غلبہ غیظ یا طاری ہونے کسی اور اسی طرح کی کیفیت کے اظہار کے وقت اپنی شہادت مخفی رکھے اور بخلاف اور گواہون کے بیان کرے کہ مین اس معاملہ مین گواہ نہین ہون تو اس صورت مین جو نقصان دعوی عائد ہو اُسکا اٹھ گنا جرمانہ اُسپر ہوگا اور اگر وہ برہمن ہو اور اسقدر جرمانہ ادا نہ کر سکے تو وہ جلاوطن کیا جاے اور لفظ بیاسم سے جو اس محل پر بھی مستعمل ہوا ہے بنظر حالات ہر مقدمہ کے برہنگی یا انہدام مکان سکونت

---

۱ بیادتندیو و منو فصل ۸۔ و اشلوک ۳۸۰ و ۳۸۱۔

۲ قول جاگبلک منقولہ بیادتندیو۔

یا شہر بدر کرنا مفہوم کیا جاے لیکن اگر اور قومون کے آدمی اسقدر جرمانہ نہ دے سکین تو وہ حراست مین رکھے جائین یا سپرد مجلس ہون اور اُنسے اُنکے پیشہ کا کام لیا جاے ایک قول جو سابق مین واقع ہوا ہے اُسپر بھی اس جگہہ لحاظ کرنا واجب ہے اور وہ اس باب مین ہے کہ جب کل گواہ اخفاء شہادت کرین تو وے بدرجۂ مساوی مستوجب سزا ہین۔

۵۴ - اگر گواہ بعد بیان کرنے ایک امر کے خلاف اُسکے دوسرا امر بیان کرین تو اُنکو بلحاظ حیثیت وغیرہ کے سزا ہونی چاہیے چنانچہ کاتیائن کا یہ قول ہے کہ ”جو شخص بعد اظہار کسی امر کے خلاف اُسکے بیان کرین اُنپر بلحاظ اُنکے تنزل بیان ہونے کے جرمانہ ہونا چاہیے“[1]

اختلاف بیانی مستلزم سزا ہے۔

۵۵ - جو گواہ ایک فریق کی جانب سے نامزد کیے جائین فریق ثانی کو اُنکی نسبت خفیۃً مداخلت نچاہیے چنانچہ نارد کہتا ہے کہ ”جو گواہ ایک فریق کی جانب سے طلب ہو فریق ثانی کو اُسکی نسبت خفیۃً مداخلت نچاہیے نہ فریق ثانی ایسی فکر کرے کہ گواہ مذکور اپنی جانب کے اور گواہون کے خلاف بیان کرے۔ جو فریق ایسا کرے گا وہ مغلوب ہوگا“[2]

گواہون کی نسبت مداخلت ممنوع ہے۔

۵۶ - خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا گواہون کا بالعموم منع ہے مگر اُسکی نسبت جاگبلک نے ایک استثنا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ”اگر کسی معاملہ مین کسی قوم کے شخص کی جان خطرہ مین ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے“[3] یعنی اگر یہ احتمال ہو کہ سچ بولنے سے کسی شودر یا ویش یا چھتری یا برہمن کی جان جاتی ہے تو ایسی صورت مین گواہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اُسکو سچ نہین بولنا چاہیے۔ پس

خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا حفظ جان کے واسطے جائز قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] بیاد تندیو۔

[2] سمرتی چندریکا۔

[3] قول جاگبلک منقولۂ بیاد تندیو و سمرتی چندریکا۔

گو گواہون کا خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن چونکہ صورت
خاص مذکورۂ بالا مین سچ بولنے کا امتناع ہے لہذا خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار
دینا جائز ٹھہرایا گیا ہے - اگر کوئی علت ازروے شہادت قرائن یا اور وجہ ثبوت
کے ثابت ہو اور سچ بولنے سے منجملہ چار قومون کے کسی شخص کی جان جاتی ہو اور
جھوٹ بولنے سے اُسکا حفظ متصور ہو تو ایسی حالت مین جھوٹ بولنے کا حکم ہے لیکن
اگرچہ سچ بولنے سے مدعی یا مدعا علیہ کی جان جاتی ہو اور جھوٹ بولنے سے بھی
علی ہذا القیاس ایسا ہی ہو تو گواہ کو بشرط منظوری راجہ کے سکوت لازم ہے لیکن
اگر راجہ سکوت کسی طور پر منظور نہ کرے تو گواہ کو چاہیے کہ اپنی شہادت کو اختلاف
بیانی کے باعث سے باطل کر دے اور اگر یہ نہو سکے تو سچ کہے کیونکہ جھوٹ بولنے
سے دو گناہ یعنی قتل انسان و دروغ گوئی لازم آتے ہین اور سچ بولنے کی صورت
مین صرف ایک گناہ یعنی قتل انسان عائد ہوتا ہے -

ایسی صورت مین کفارہ واجب ہے -

۵۷ - ایسی صورت مین شاستر کے بموجب کفارہ واجب ہے - بنظر دفع دخل اس
امر کے کہ شاستر مین خاموش رہنے اور جھوٹ بولنے کا بصورت خاص حکم ہے اور اس
جہت سے کہ وہ داخل جرم نہین ہے یہ قول واقع ہوا ہے کہ "وے دوجنمی قومون کے
آدمیون کو بغرض اسکے کہ اس گناہ سے نجات ہو وہ کفارہ ادا کرنا چاہیے جو سرستی
کے نام سے معروف ہے [1] "گناہ سے نجات ہونے کے" یہ معنی ہین کہ جو جرم خاموش
رہنے یا جھوٹ بولنے سے عائد ہو وہ رفع ہو جاے اور منجملہ دوجنمی قومون کے ہر قوم
کے شخص کو فرداً فرداً کفارہ موسومہ سرستی ادا کرنا واجب ہے اور وجہ تسمیہ اس کفارہ
کی یہ ہے کہ یہ سرستی دیبی سے متعلق ہے اور سنسکرت لفظ چرو جو اس کفارہ کے
بیان مین آیا ہے اُس سے پکے ہوے چاول مراد ہین -

اعتراض کا ذکر جواب

۵۸ - حاصل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور خاموش رہنا جسکی نسبت اوپر امتناع

---

[1] قول جاگیلک منقولۂ بیاد تندیو و سمرتی چندریکا -

کیا گیا تھا اس محل پر جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ قول کہ وہ جو شخص مطلق کچھ نہ کہے اور جھوٹ اور بیجا بولے وہ گنہگار رہے "[1] جھوٹ بولنے یا خاموش رہنے کی عام صورت سے متعلق ہے اور یہ کفارہ اُس صورت کی نسبت مقرر کیا گیا ہے جب امتناع مذکور کے خلاف عمل مین آوے - یہ فرض کرنا سچا ہے کہ مضمون مندرجہ قول متناقض ہے اور یہ بحث نادرست ہے کہ باوجودیکہ خاموش رہنا اور جھوٹ بولنا جائز قرار دیا گیا ہے مگر وہ جرم جو امتناع عامہ کے خلاف کاربند ہونے سے قابل سزا ہو بدستور قائم رہتا ہے کیونکہ گواہون کا ساکت رہنا اور جھوٹ بولنا سنگین جرم ہے اور عام صورتون مین جھوٹ کہنا اور خاموش رہنا جرم خفیف متصور ہے پس جو قول کہ درباب جواز جھوٹ بولنے کے ہے وہ درست ہے - اگرچہ اور صورتون مین بحالت رفع ہو جانے جرم سنگین کے جرم خفیف بھی جو اُسی کا لازمہ ہو رفع ہو جاتا ہے لیکن اس صورت مین بلحاظ حکم اور تاکید کفارہ کے جرم سنگین زائل ہوتا ہے اور جرم خفیف جو اُس سے متعلق ہو ساقط نہین ہوتا اس سے یہی معنی مفہوم ہونے چاہیین -

۵۹ - جھوٹ بولنے کے واسطے جو اجازت ہے اُسکو مسافرون اور دیگر شخصون سے بھی ایسی صورت مین متعلق سمجھنا چاہیے کہ جب اُنسے ایسے مقدمات مین جنمین کسی قوم کے شخص کی جان جانے کا خوف ہو سوالات عامہ کیے جائین اور چونکہ اس باب مین کوئی امتناع صریح نہین ہے لہذا ایسی صورت کے واسطے کوئی کفارہ مقرر نہین ہے اگر گواہون یا اور شخصون کی شہادت کا کذب اور مقدمے اور بزمانہ مختلف ظاہر ہو تو ایسی صورت مین وے مستلزم سزا نہونگے چنانچہ یہ امر بھی قول مندرجہ بالا سے مستنبط ہے - الحاصل گواہون کا باب ختم ہوا -

کفارہ اُن گواہون پر واجب نہین ہے جو بوجہ ضرورت جھوٹی گواہی دیتے

[1] منو فصل ۸ - اشلوک ۱۳ کا ترجمہ -

باب ساتوان

ثبوت تحریری کے بیان مین

فصل پہلی

تعریف عامہ ثبوت تحریری۔

۱۔ قبضہ اور گواہون کا بیان ہو چکا اب ثبوت تحریری کا بیان کیا جاتا ہے ثبوت تحریری دو قسم کا ہوتا ہے سرکاری اور خانگی۔ تحریر سرکاری کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اب تحریر خانگی کا ذکر کیا جاوے گا۔ تحریر خانگی کی دو قسمین ہین پہلی وہ جو خود اہل معاملہ نے اور دوسری وہ جو اُسکی جانب سے اور شخصون نے مرتب کی ہو۔ پہلی قسم کی تحریری کی نسبت گواہون کی ضرورت نہین ہے مگر دوسری قسم کی نسبت ہے ان دونون قسم کی تحریر کے ثبوت کا طریقہ دستورات خاص اور مختص المقام پر منحصر ہے چنانچہ نارد لکھتا ہے۔ "ثبوت تحریری دو قسم کا ہے اول دستخطی خود اہل معاملہ کا اور اُسکی نسبت گواہان حاشیہ کی ضرورت نہین ہے اور دوسرا وہ جو ایک کی جانب سے دوسرے شخص کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو اور اس قسم کی تحریر گواہون سے مصدق ہونی چاہیے اور جواز دونون قسم کی تحریر کا رواج مستمرہ مقام پر منحصر ہے"۔ [۱]

قاعدہ درباب اُس دستاویز کے جو ایک شخص کی جانب سے دوسرا شخص لکھے۔

۲۔ اب قاعدہ درباب اُس دستاویز کے بیان کیا جاتا ہے جو ایک شخص کی جانب سے دوسرا شخص لکھے۔ "جب کوئی معاہدہ متعاقدین کی رضامندی سے قرار پاوے تو ایسی صورت مین اُسکی نسبت ایک دستاویز مرتب ہونی چاہیے اور اُسمین نام دائن کا داخل کیا جاوے اور تصدیق اُسکی حسب ضابطہ عمل مین آوے"۔ [۲] جب کوئی معاہدہ برضا و رغبت طرفین وقوع مین آوے یا کوئی شرط باہم دائن و مدیون کے

---

[۱] بیاوتندیو دیسرتی چندریکا دیوہار میوکھ۔

[۲] قول جاگیاولک منقولہ کتب مرقومہ بالا۔

قرار پاوے عام اس سے کہ وہ سونے یا اور اشیا کی نسبت ہو تو ایسی حالت مین دستاویز تحریر ہونی چاہیے اور اُنھین زمانہ واپسی اور شرح سود ماہوار کا تعین کیا جاوے تاکہ بعد منقضی ہونے مدت معینہ کے معاہدہ کا ثبوت ہو اور دستاویز مذکور اُس قسم کے گواہون سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مصدق ہونی چاہیے۔ دائن کا نام داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ ذکر اُسکا کیا جاوے یعنی نام اُسکا دستاویز مین تحریر ہو۔

۳ - اگر دستاویز نہو تو اُس قسم کے گواہ جنکا ذکر اوپر ہوا ہے پیش ہو سکتے ہین چنانچہ یہ امر مسئلہ مندرجہ سمرتی سے واضح ہے۔ "جو معاملہ کسی شخص کی جانب سے وقوع مین آئے اُسکے ثبوت کے واسطے مقدمات مین گواہون پر استدلال ہو سکتا ہے اور شخص مذکور کا فعل بلا دستاویز کے بھی جائز متصور ہو سکتا ہے"[1]

معاہدہ بلا دستاویز کے بھی واجب التعمیل ہو سکتا ہے۔

۴ - علاوہ اسکے وسال وماہ وپاکھ ویوم ونام وقوم وخاندان وخطاب فضیلت ونام اہل معاملہ بقید ولدیت وغیرہ درج کیے جائین"[2] "سال" سے بارہ مہینے مراد ہین "ماہ" مثلاً چیت وغیرہ "پاکھ" یعنی ناقص النور وزائد النور "یوم" یعنی تاریخ حساب قمری کے بموجب "نام" یعنی دائن ومدیون کا نام "قوم" یعنی برہمن وغیرہ "خاندان" مثلاً باشسٹ یا اور کسی نسل سے ہے۔ ان سب مراتب یعنی سال وغیرہ کی توضیح ہونی چاہیے اور خطاب فضیلت بھی تحریر ہو مثلاً خطاب بہورکھو یا لکھمہ - اور یہ القاب اُن شخصون کی نسبت تعظیماً مستعمل ہوتے ہین جو وید کا کوئی جزو سیکھین "نام اہل معاملہ بقید ولدیت" سے مراد ہے نام دائن ومدیون کے باپ کا۔ لفظ "وغیرہ" سے قسم نالش اور پیشہ طرفین مقصود ہے پس مدعا عبارت مذکورۂ بالا کا بشمول اُن لفظون کے جو اوپر تحریر ہوئی ہے[3] یہ ہے کہ دستاویز مین ان مراتب کی توضیح کیجاتی ہے۔

مراتب توضیحی دستاویز مین تحریر ہون۔

---

[1] بیا ورتنا کر۔

[2] قول جاگبلک مشمولہ سمرتی چندریکا اور بیوار میوکھ لیکن بیا دشند یو سے ظاہر نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

[3] یہ حوالہ قول مندرجہ دفعہ ۲ سے متعلق ہے۔

جو شخص دستاویز تحریر کرے اُسکو اُسپر اپنے دستخط کرنے چاہئین۔

۵- جب کوئی دستاویز معاہدۂ دائن کی جانب سے لکھی جاے تو اُسکو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسپر اپنے دستخط ثبت کرے اور یہ بھی لکھے کہ وہ جو کچھ کہ اسمین تحریر ہوا ہے اُسکی نسبت منمقر ولد فلان کو اقرار ہے"[1] جب کسی امر کی بابت باہم دائن و مدیون کے شرط قرار پائے اور دستاویز مرتب و تحریر ہو جاے تو مدیون یعنی نویسندۂ دستاویز کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسپر اپنے دستخط لکھے اور دستاویز مین یہ بھی تحریر کرے کہ جو کچھ اسکے اندر مندرج ہے وہ منمقر ولد فلان کو قبول و منظور ہے۔

گواہون کو بھی اپنا نام لکھنا چاہیے۔

۶- گواہون کو بھی جو مساوی ہون اپنا نام بقید ولدیت بدستخط خود اس طور سے لکھنا چاہیے کہ "مین فلان اس امر کی نسبت گواہ ہون"[1] جن شخصون کی گواہی دستاویز مین مندرج ہو اُنمین سے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنا نام بقید ولدیت بدستخط خود اس طور پر لکھے کہ "مین مسمی دیودت اس معاملہ مین گواہ ہون" مساوی سے یہ مراد ہے کہ گواہ بلحاظ تعداد و صفات کے برابر ہون۔

اگر گواہ لکھنا نہ جانتے ہون تو اُس صورت مین کیا قاعدہ مرعی ہوگا۔

۷- اگر دائن یا گواہ لکھنا نہ جانتے ہون تو ایسی حالت مین دائن کو اور منجملہ گواہون کے ہر گواہ کو چاہیے کہ بموجودگی کُل گواہون کے اپنی رضامندی بوساطت اورون کے تحریر کرائین چنانچہ نارد کہتا ہے "وہ جو دائن لکھنا نہ جانتا ہو وہ دوسرے سے اپنی منظوری لکھا دے اور اگر گواہ ناخواندہ ہو وہ بموجودگی کل گواہون کے بوساطت کسی اور گواہ کے اپنی رضامندی تحریر کرائے"[2] علاوہ اسکے "کاتب گواہی یہ لکھے کہ حسب استدعا فریقین کے مین ولد فلان نے یہ عبارت لکھی"[3] اگر کاتب مذکور سے فریقین یعنی دائن و مدیون درخواست تحریر گواہی کی کرین تو اُسکو چاہیے کہ دستاویز کے ذیل مین یہ لکھے کہ مجھ دیودت ولد دشمن متر نے عبارت مرقومہ بالا لکھی ہے۔

ذکر اُس دستاویز کا جو اہل معاملہ کی دستخطی ہو

۸- اب اُس دستاویز کا ذکر کیا جاتا ہے جو خود اہل معاملہ کی دستخطی ہو وہ اگر

---

[1] بیاد تند یو۔

[2] ایضاً۔

[3] قول جاگیلک منقولۂ بیاد تند یو دھرم تی چندریکا و یوہار میوکھ۔

کوئی دستاویز دستخطی اہل معاملہ ہو تو وہ بلا گواہوں کے بھی سند معقول متصور ہوگی - بشرطیکہ جبر یا فریب سے نہ لکھائی گئی ہے"¹ جو دستاویز کہ دستخطی خود اُن کی ہو اُسکو منو اور دیگر عقلا نے بلا گواہوں کے بھی مستند قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ بجبر یا ناقص العقلی² کی حالت مین نہ تحریر ہوئی ہو "جبر" سے زبردستی مراد ہے - اور "ناقص العقلی" سے یہ مقصود ہے کہ دستاویز از روے فریب یا طمع یا بحالت غیظ یا خوف یا بدمستی وغیرہ کے لکھائی جاے چنانچہ نارد نے بھی اس باب مین یہ لکھا ہے کہ "جو دستاویز شخص بدمست یا عورت یا نابالغ سے یا بحالت مجبوری یا زبردستی یا بصورت تخویف اور ناقص العقلی کے لکھائی جاے" وہ مستند نہیں ہے³ -

طریقۂ ترتیب دستاویز

۹ - ہر دستاویز مین عام اس سے کہ وہ خود اہل معاملہ کی دستخطی ہو یا اُسکی جانب سے دوسرے شخص نے تحریر کی ہو تصریح کفالت یا غیر کفالت کی ہونی چاہیے اور وہ حسب رواج مختص المقام کے مرتب کیجاے اور اُسکے معنی اور عبارت مین کسی طرح کا نقص نہو - تحریر دستاویز مین مراتب بالا کا لحاظ واجب ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ شرائط اُسکی بعبارت عالمانہ لکھی جائین اور دیار کی زبان عام مین بلکہ بزبان مروجۂ خاص اُس مقام کے جہان دستاویز تحریر ہو چنانچہ اس باب مین نارد کا قول⁴ ہے کہ "جو دستاویز خلاف رواج مختص المقام کے نہو اور اُس سے نوعیت معاملۂ کفالت کی توضیح ہوتی ہو اور جسکی عبارت اور مضمون باربط ہو تو ایسی دستاویز مستند متصور ہوگی"⁵

¹ قول جاگیلک منقولۂ بیاونگار نو اور بیاونو ستو اور سمرتی چندریکا اور ویرمترو دیا کو -

² مجبوری کی یہ تعریف ہے کہ کوئی شخص بطور ناجائز زبردستی قید کیا جاے یا اُسکو دھمکی دیکر یا ضرر جسمانی پہونچانے کا ڈر دکھا کر خوف دلایا جاے جو معاہدہ یا معاملہ کہ بذریعہ ایسے افعال کے وقوع مین آئے وہ ناجائز متصور ہوتا ہے - رسالۂ کولبروک صاحب حصہ ا ص ۴۳۵ - اگر بوجہ ناقص العقلی کے احتمال فریب یا زیادتی کا ہو تو معاہدہ جو عمل مین آیا یا آنے والا ہو باطل تصور کیا جاے گا کتاب ایضاً ص ۲۲۰ -

³ بیاونو لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول بہرپت مندرج ہے -

⁴ بیاونو و سمرتی چندریکا -

"معاملہ" ایک قسم کا فعل ہے اور "معاملہ کفالت" سے فعل کفالت مراد ہے اور نوعیت سے اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ کفالت محض امانتاً ہے یا مع تصرف حاصل یا میعاد خاص کے واسطے۔ اور "توضیح" سے انکشاف معاملہ عبارت ہے۔ اور حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ معاملہ کفالت کی نوعیت کا انکشاف ہو عبارت اور مضمون کے با ربط ہونے سے تحریر کا مسلسل ہونا مراد ہے اور عبارت با ربط ہونے کی یہی تعریف ہے ایسی دستاویز مستند تصور کیجاسے گی۔ اور جو عبارت عالمانہ کہ سرکاری اور رواج کے فرمانون مین مستعمل ہوتی ہے اُسکا استعمال اس قسم کی تحریرات مین ضرور نہین ہے۔

قرضہ دستاویزی کا مطالبہ مدیون کے بیٹے اور پوتے سے ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ بسبیل تذکرہ دستاویز کے یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ قرضہ مندرجہ دستاویز کا ادا کرنا تین شخصون پر واجب ہے وہ قرضہ مصرحہ دستاویز صرف تین شخصون کو ادا کرنا لازم ہے[1] مثلاً اگر قرضہ گواہون کے روبرو لیا گیا ہو تو ایسی صورت مین ادا کرنا اُسکا تین شخصون کو چاہیے علی ہذا القیاس قرضہ دستاویزی کی صورت مین بھی ادا کرنا اُسکا اصل مدیون اُسکے بیٹے اور پوتے پر فرض ہے لیکن چوتھی پشت اور اُسکے مابعد کے اشخاص سے اداسے دین کا مواخذہ نہوگا یہی قاعدہ مسلمہ ہے۔

اعتراض کا جواب

۱۱۔ قول مسلمہ یہ ہے کہ "بیٹون اور پوتون پر قرضہ ادا کرنا واجب ہے"[2] اور منشاء اسکا ابھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ تین شخصون پر قرضہ ادا کرنا لازم ہے مگر اس مسئلہ کی نسبت یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ تیسری پشت کے بعد بھی وارثون پر قرضہ واجب الادا ہوگا چنانچہ قول مذکورہ بالا کی غرض دفع دخل اس امر کے واقع ہوا ہے کہ قرضہ دستاویزی کی نسبت خلاف اس قول کے اور کوئی مسئلہ نہین ہے اور

[1] واضح ہو کہ صحیح ترجمہ اس مقام کی اصل سنسکرت کا دشوار ہے کیونکہ جو بحث اس جگہ تحریر ہے وہ صرف و نحو کے ایک خاص قاعدہ سے متعلق ہے۔

[2] قول کاتیائن منقولہ بادتمدیو۔

[3] رتناکر۔

اعتراض مذکور کی تمثیل بیان مندرجہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے یعنی کاتیائن بعد بیان نوعیت دستاویز کے یہ لکھتا ہے کہ "موروثون کا ایسا قرضہ بعد امتداد زمانہ کے بھی واجب الادا ہے"، سلہ لفظ ایسے سے قرضہ دستاویزی مراد ہے پس معنی اس قول کے یہ ہین کہ وارثون کو چاہیے کہ اپنے موروثون کا قرضہ باوصف گذرجانے عرصہ دراز کے بھی ادا کرین اور چونکہ اس جگہ لفظ موروثان بصیغہ جمع مستعمل اور امتداد زمانہ کا ذکر ہوا ہے لہذا یہ استنباط ہو سکتا ہے کہ ادا کرنا قرضہ کا چوتھی پیڑھی اور ورثہ مابعد پر بھی لازم ہے۔ علاوہ اسکے اسی طرح کی تمثیل ہریت کے اس قول سے "جس شخص کے پاس دستاویز ہے وہ مستحق وصول قرضہ ہوگا"، سلہ ظاہر ہے۔ چونکہ اس قول مین یہ ذکر بالعموم واقع ہوا ہے کہ جس شخص کے پاس دستاویز ہو وہ قرضہ وصول کرے گا اسواسطے اس تحریر سے بھی استنباط ہو سکتا ہے کہ چوتھی پیڑھی اور ورثہ مابعد کو قرضہ ادا کرنا چاہیے حالانکہ ایسا استنباط دونون قول مذکورہ بالا سے صحیح نہین ہے اور بغرض دفع دخل اسی امر کے قول مندرجہ بالا جسمین صرف قید تین شخصون کی اداے قرضہ کے باب مین ہے درج کیا گیا ہے غرض کہ کاتیائن اور ہریت کے اقوال متذکرہ بالا کی تعبیر مطابق جوگیشر کے ہونی چاہیے۔

ادا سے زر قرضہ سے چوتھی پیڑھی کے مستثنے کرنے کے واسطے ایک قول نقل کیا گیا ہے۔

۱۲ مسئلہ مذکورہ بالا کی نسبت اب استثنا کیا جاتا ہے "یعنی شئے مکفولہ تا ادا ہونے قرضہ کے تصرف مین رہے"، سلہ یہ قول بغرض دفع دخل اس امر کے واقع ہوا ہے کہ تین شخصون کے قید ہو جانے سے قرضہ دستاویزی بالکفالت کی صورت مین یہ نہ سمجھا جاے کہ جو شخص اداے قرضہ دستاویزی سے مستثنی ہے وہ مستحق انفکاک شئے مکفولہ کا بھی نہین ہے مقصود اسکا یہ ہے کہ جب تک چوتھی یا پانچوین پیڑھی کے وارث قرضہ ادا نہ کرین شئے مکفولہ تصرف مین رہے پس اس سے واضح ہے کہ قرضہ

ذکر اُس صورت کا جسمین چوتھی پیڑھی وغیرہ پر بھی قرضہ ادا کرنا واجب ہے۔

سلہ بباد تندیو۔

سلہ بیرمتر اودائے۔

سلہ قول کاتیائن مندرجہ بباد تندیو۔

بالکفالت کی صورت مین چوتھی پیڑھی اور ورثۂ مابعد مجاز تصفیہ کرنے کے ہین - اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ یہ استثناء فضول ہے کیونکہ بلشتر ایک قول اس مضمون سے واقع ہوا ہے کہ دو رہن بالمحاصل کے انفکاک کا استحقاق زائل نہین ہوتا سے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر یہ استثناء نہین کیا جاتا تو قول مذکور صرف تین شخصون سے متعلق متصور ہوتا یہی قول غیر ممکن التردید ہے -

بعض صورتون مین حسب رضامندی طرفین دستاویز جدید تحریر ہو سکتی ہے -

۱۳ - بعد بیان مراتب ضمنی کے اب اصل بحث کی نسبت پھر توجہ کیجاتی ہے - اگر دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا بدخط ہو یا بوسیدہ ہو جاے یا تحریر اسکی مٹ جاے یا وہ چوری یا پھٹ یا جل جاے یا ٹکڑے ہو جاے تو ایسی صورت مین وہ دوسری دستاویز تحریر کرانے کا مجاز ہے" سے اس قول کا منشا یہ ہے کہ جب اصل دستاویز معاملہ کے ثبوت کے لیے غیر مکتفی متصور ہو تو ایسی صورت مین دوسری دستاویز لکھائی جاویگی اور دستاویز مذکور کا ثبوت معاملہ کے لیے غیر مکتفی متصور ہونا اُس حالت مین بیان کیا گیا ہے جبکہ دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا بدخط وغیرہ ہو "بدخط ہونے سے یہ مراد ہے کہ الفاظ یا حروف بُرے طور پر اور مشکوک لکھے گئے ہون اور قابل فہم نہون" "بوسیدگی" سے بسبب امتداد زمانہ کے گل جانا کاغذ کا مراد ہے "مٹنے" سے یہ غرض ہے کہ سیاہی ہلکی پڑ گئی ہو یا دستاویز کی تحریر کسی اور طور پر زائل ہو گئی ہو - "چوری جانے" سے یہ عبارت ہے کہ اُسے چور یا اور شخص لے گئے ہون - "پھٹ جانے" سے پارہ پارہ ہونا مقصود ہے اور "جلنے" سے آتش زدگی ہے اور "ٹکڑے ہو جانے" سے دو پارہ ہونا مراد ہے - اور یہ امر بصورت رضامندی فریقین کے ممکن ہے -

اگر طرفین کو درباب تحریر دستاویز جدید کے اعتراض ہو تو ایسی صورت مین عدالت کی کارروائی کا لحاظ ضروری ہوگا -

۱۴ - اگر طرفین کو اتفاق نہ ہو یا دستاویز موقع متنازعہ سے فاصلہ پر ہو تو ایسی صورت مین بغرض ادخال اُسکے بلحاظ فاصلہ کے مہلت دیجاے یا اگر دستاویز

سلہ جزو اخیر قول کا تیاین مذکورۂ بالا -

سلہ قول جاگبلک منقولۂ سمرتی چندریکا اور بیادتندیو مین بطرز قول کاتیاین مندرج ہے -

مقام بعید مین ہو یا تلف ہوگئی ہو تو مقدمہ کا انفصال گواہون کی روسے ہوگا چنانچہ نارد کا قول ہے کہ "اگر دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا تلف ہو جاے یا بدخط ہو یا چوری گئی ہو۔ تو درصورت اُسکے موجود ہونے کے مہلت ملنی چاہیے اور بحالت عدم موجودگی کے گواہی رویت پر عمل کرنا چاہیے" [۱] جو دستاویز جو مقام غیر مین ہو اور بہم پہونچ سکے تو اُسکے ادخال کے لیے مہلت ضرور ہے۔ لیکن اگر وہ موجود نہو اور بہم نہو سکے تو انفصال مقدمہ کا بذریعہ ایسے گواہان رویت کے جنھون نے دستاویز کو سابق مین دیکھا ہو ہونا چاہیے اور درصورت موجود ہونے ایسے گواہون کے تصدیق غیبی پر عمل ہونا واجب ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے کہ "درصورت نہونے دستاویز یا گواہون کے تصدیق غیبی پر عمل کرنا چاہیے" [۲]

سرکاری دستاویز کی تعریف۔

۱۵- دستاویز خانگی کا اوپر بیان ہوا اور یہی قاعدہ دستاویز سرکاری سے بھی متعلق ہے مگر فرق یہ ہے کہ "جملہ صورتون مین دستاویز سرکاری اُسکو کہتے ہین کہ بصداقت جسکی اُسپر راجہ کے دستخط اور مہر ہون" [۳]

ذکر تجویز اخیر جو حسب مراد ہو۔

۱۶- ایک اور قسم کی سرکاری دستاویز کی تعریف بردہ باشسٹ مین یہ لکھی ہے کہ "وہ جس دستاویز مین کہ امر ثبوت طلب اور اُسکی نسبت جواب اور بحث اور فیصلہ مندرج ہو اور اُسپر راجہ کی مُہر ہو اور حاکم اعلیٰ وغیرہ کے دستخط ہون اُسکو تجویز اخیر کہتے ہین" بعد ثبوت بیان نالش کے راجہ کو چاہیے کہ تجویز اخیر مشیرون کو حوالہ کرے تا کہ وے یہ لکھین کہ ہم فلان ولد فلان کے نزدیک تجویز اخیر درست ہے چنانچہ یہ امر منو کے اس قول سے واضح ہے کہ "جو مشیر اُسوقت موجود اور اقوال مقدس سے واقف ہون اُنکو لازم ہے کہ حسب قواعد متعلقہ دستاویزات کے نام اپنا بدستخط خاص

---

(۱) بیاد تندیوا اور بیوہار میوکھ۔

(۲) بیاد تندیوا اور بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن مندرج ہے۔

(۳) بیاد تندیو مین بطور قول باشسٹ مندرج ہے مگر سمرتی چندریکا مین بطور قول نارد۔

تحریر کرین" ۱؎ جب تک کہ کل مشیر متفق الراے نہون اُسوقت تک مقدمہ مین خلش
باقی رہتی ہے چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "جب کل مشیرون کو صحت فیصلہ
مین اتفاق ہو تو ایسی صورت مین مقدمہ بے خلش سمجھا جاتا ہے اور اگر ایسا نہو تو برعکس
اسکے متصور ہوتا ہے" ۲؎ یہ قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے جب مقدمہ مین مراتب
اربعہ کی تکمیل ہوئی ہو۔ اور یہ امر قول آیندہ سے واضح ہے یعنی "جس تحریر کی رو سے
امر ثبوت طلب متحقق ہو اور امر مذکور کی نسبت مراتب اربعہ کی تکمیل وقوع مین آئی ہو
اور اُس تحریر پر راجہ کی مہر ثبت ہو تو ایسی تحریر کو تجویز اخیر حسب مراد
کہتے ہین" ۳؎

ذکر تجویز اخیر جو خلاف مراد ہو۔

۱۷- لیکن پانچ صورتین مندرجہ ذیل مقدمہ کے مغلوب ہونے کی ہین اور انہی کی بابت
سے تجویز متعلقہ ایسے مقدمات کی حسب مراد موسوم نہین ہے بلکہ خلاف مراد اور وے
صورتین یہ ہین یعنی تناقض بیانی اور تزلزل کلامی اور غیر حاضری اور سکوت اور روپوشی
با وجود طلب ہونے کے" ۴؎ تجویز خلاف مراد اس غرض سے صادر کیجاتی ہے کہ بذریعہ
اسکے زمانہ آیندہ مین جرمانہ عائد ہو سکے اور تجویز حسب مراد بنظر ثبوت مدار تجویز سابقہ کے
صادر کیجاتی ہے اور تجویز حسب مراد اور خلاف مراد مین یہی امتیاز ہے۔

طریقہ رفع کرنے کا شک کا جو دستاویز متنازعہ کی نسبت عائد ہو۔

۱۸- اب ذکر اُن قواعد کا کیا جاتا ہے جنکی رو سے کسی دستاویز کی نسبت شک
رفع ہو سکتا ہے "نزاع کی صورت مین دستاویز کا ثبوت ازروے دستخط نویسندہ یا اسی
قسم کے کسی اور ذریعہ سے یا بلحاظ استنباط معقول یا شہادت معاہدہ مندرجہ دستاویز کے
ہونا چاہیے یا یہ دیکھا جاے کوئی علامت خاص ہے یا اہل معاملہ کو کسی طرح کا تعلق ہے
اور وہ دادوستد رکھتا ہے یا یہ کہ دستاویز کا مضمون کیا ہے یا واسطے وصول قرضہ کے

۱؎ بیر متر اودے اور سمرتی چندریکا مین قول کاتیاین مندرج ہے۔

۲؎ بیاد تندیو۔

۳؎ بیاد تندیو مگر سمرتی چندریکا مین بطور قول برہسپتی کے منقول ہے۔

۴؎ بیاد تندیو۔

قبل نالش کیا تدبیرین عمل مین آئین"[1] اصلیت یا مصنوعیت دستاویز کی بذریعہ اُن شخصون کے جنکی جانب سے وہ تحریر ہوئی ہے متحقق ہوسکتی ہے معنی اسکے یہ ہین کہ صداقت دستاویز متنازعہ کی جو کسی شخص کی جانب سے تحریر ہوئی ہو بذریعہ دوسری دستاویز نوشتہ شخص مذکور کے ممکن ہے اور اگر تحریر دونون دستاویزون کی مطابق ہو تو منجملہ اور طریقون کے یہ ایک طریقہ رفع اشتباہ کا ہے او[ر] اُسی قسم کے کسی اور ذریعہ سے"، یہ مفہوم ہونا چاہیے کہ گواہان حاشیہ اور کاتب دستاویز کے دستخط اور دستاویزات سے مطابق کیے جائین "استنباط معقول" سے یہ عبارت ہے کہ معاملہ بلحاظ قرائن حالات کے درست معلوم ہوتا ہے یا نہین یعنی یہ دیکھنا چاہیے کہ قابض ہونا فلان شخص کا جائداد مدعوہ پر فلان زمانہ و فلان مقام مین قرین قیاس ہے یا نہین اور نہین مراتب پر استنباط معقول کا اطلاق ہے "شہادت" سے گواہان حاشیہ کی گواہی مراد ہے "علامت خاص" سے نشان ممیز مقصود ہے مثلاً لفظ سری وغیرہ "تعلق" کے یہ معنی ہین کہ فریقین مین پیشتر داد و ستد زر کا معاملہ ہوا ہو[2] اور لازم یہ ہے کہ دستاویز مشیرون کے نزدیک بھی معتبر مشہور ہو اور استنباط سے لحاظ کرنا اس امر کا بھی مراد ہے کہ آیا جائداد مدعوہ کا فلان شخص کو ملنا قرین قیاس ہے یا نہین یہی ذریعے ثبوت کے ہین جو اوپر مذکور ہوے اور حاصل انکا یہ ہے کہ جو شک دستاویز کی نسبت ہو وہ بذریعہ انکے رفع ہوسکتا ہے اگر کسی تحریر کی بابت رفع شک نہوسکے تو تصفیہ از روے گواہون کے ہونا چاہیے چنانچہ کاتیائن نے بیان کیا ہے کہ "اگر کسی دستاویز کی نسبت اعتراض پیش کیا جاے تو دعویدار کو چاہیے کہ گواہان مندرجہ اُسکے پیش کرے"[3] یہ قول اُس صورت سے متعلق ہے جب گواہ بہم ہوسکین اور درصورت اُنکے موجود ہونے کے ہریت کا قول صادق آتا ہے "یعنی اگر کوئی شخص یہ اعتراض پیش کرے کہ یہ دستاویز مین نے

[1] بیاد تہندیو مین یہ قول نہین معلوم کہ کس سے منقول کیا ہے مگر بیاد بھنگارنو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگبلک کے منقول ہے۔

[2] بیاد تہندیو۔

[3] ایضاً۔

نہین لکھی ہے بلکہ فلان شخص نے بنائی ہے تو ایسی صورت مین بذریعہ تصدیق غیبی کے تصفیہ ہونا چاہیے"[1]

طریقہ کارروائی کا اُس صورت مین جبکہ مدیون کل زر قرضہ یکمشت ادا نہ کرسکے۔

۱۹- یہ سوال کیا گیا ہے کہ اگر شک رفع ہو جاوے" اور قرضہ وصول کرلینے کا حکم صادر ہو مگر مدیون کل زر مذکور ادا نہ کرسکے تو ایسی صورت مین کیا کرنا چاہیے؟ جواب اسکا یہ ہے کہ "مدیون بتدریج روپیہ ادا کرکے ظہر دستاویز پر وصول ڈالے اور دائن بھی خود اپنے ہاتھ سے تعداد زر موصولہ کی لکھ دے"[2] معنی اسکے یہ ہین کہ اگر مدیون کل زر قرضہ یکمشت ادا نہ کرسکے تو اُسکو چاہیے کہ حسب مقدور اپنے بتدریج ادا کرکے اصل دستاویز کی پشت پر یہ لکھے کہ مین نے اسقدر روپیہ ادا کیا اور دائن بھی اُسی کی پشت پر زر موصولہ کی تعداد درج کرکے یہ تحریر کرے کہ اسقدر روپیہ مجکو وصول ہوا- اگر یہ پوچھا جاوے کہ زر وصول کی تحریر کا کیا طریقہ ہے تو جواب یہ ہے کہ دائن پشت دستاویز پر اپنے ہاتھ سے لکھے یا مدیون کو ایک رسید دستخطی اپنی مشعر وصول تعداد زر موصولہ کے دے۔

بعد ادا ہو جانے زر قرضہ کے دستاویز پر عمل کرنا چاہیے۔

۲۰- اب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بعد ادا ہو جانے کل زر قرضہ کے دستاویز کی نسبت کیا عمل کرنا چاہیے- اس باب مین قول یہ ہے کہ "بعد ادا ہونے تمام و کمال قرضہ کے مدیون دستاویز کو چاک کرے یا ایک اور دستاویز بطور فارغخطی کے تحریر کرا دے"[3] یعنی اگر قرضہ بتدریج یا یکمشت ادا ہو جاوے تو مدیون کو چاہیے کہ اصل دستاویز کو پھاڑ ڈالے لیکن اگر دستاویز مذکور ایسے مقام مین ہو کہ جہان پہونچنا دشوار ہو یا تلف ہو گئی ہو تو ایسی صورت مین مدیون کو چاہیے کہ بنظر تصفیہ قطعی معاملہ قرضہ اور اپنی براءت کے دائن سے ایک اور دستاویز لکھائے- اور دائن کو بھی لازم ہے کہ مدیون کو بھی فارغخطی لکھدے اس تحریر کا یہی منشا ہے- اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعد ادا ہونے قرضہ کے جو گواہی گواہان

جن گواہون کے روبرو قرضہ دیا گیا ہو موجودگی اُنکی اُسکے ادا ہونے کے وقت بھی واجب ہے۔

لیا گیا ہو کس طور پر کار بند ہونا چاہیے اور اس باب مین یہ قول ہے کہ جو قرضہ بتصدیق

---

[1] بیا دستدیو۔

[2] ایضاً۔

[3] قول جاگیلک منقولہ بیادستدیو۔

گو مان لیا جاوے موجود ہونا اسکے ادا ہونے کے وقت بھی لازم ہے" معنی اسکے یہ ہین کہ جو قرضہ گواہون کی شہادت سے ابتدائً مصدق ہوا ہو وہ انھین کے روبرو ادا بھی ہونا چاہیے۔ غرضکہ یہ بات بھی جو ثبوت تحریری کے ذکر مین ہے ختم ہوا۔

باب آٹھوان

شہادت غیبی کے بیان مین

فصل پہلی

تصدیق غیبی کے پانچ شبہ طریقے ہین۔

۱۔ شہادت انسانی کی تین قسم یعنی دستاویزات اور گواہون اور قبضہ کا ذکر اوپر ہو چکا اب مصنف متاچھرا تصدیق غیبی کا بیان اس موقع پر مناسب تصور کر کے تعریف عامہ اسکی لکھتا ہے چنانچہ تعریف مذکور پانچ قولون مین واقع ہوئی ہین اور منجملہ انکے پہلا قول یہ ہے "ترازو اور آگ اور پانی" الخ۔ بعد اسکے مصنف موصوف تصدیق غیبی کی قسمین بیان کرتا ہے یعنی وہ یہ لکھتا ہے کہ "صفائی کے واسطے تصدیق غیبی کا طریقہ بذریعہ ترازو اور پانی اور آگ اور زہر اور آب متبرک کے ہے"۔ دھرم شاستر کے بموجب بغرض صفائی یعنی رفع اشتباہ کسی امر مبہم کے پانچ طریقے تصدیق غیبی کے معین ہین منجملہ انکے پہلا طریقہ ترازو اور اخیر آب متبرک کا ہے۔

تصدیق غیبی کے کل سات طریقے ہین۔

۲۔ اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ جب سوا طریقون مذکورہ بالا کے اور طریقے بھی ہین مثلاً چانول چبانا وغیرہ اور یہ امر پتامہا کے اس قول سے واضح ہے کہ "تصدیق غیبی بذریعہ ترازو اور آگ اور پانی اور آب متبرک اور چانول

---

[1] جزو اخیر قول مذکورہ بالا۔

[2] قول جاگولک منقولہ با دتندیو دیوا دیکھو۔

کے ہونی چاہیے اور ساتواں طریقہ گرم دھات کا ہے " تو پھر صرف پانچ طریقوں کی تخصیص درست نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ پانچ طریقے مذکور جرائم سنگین کے واسطے ہین اور اس سے یہ مفہوم نہ کرنا چاہیے کہ اُنکے سوا اور طریقے تصدیق غیبی کے نہین ہین بلکہ وے جرائم کے لیے مخصوص ہین - اور جرم سنگین کی توضیح آگے کیجاے گی - اگر یہ اعتراض کیاجاے کہ مقدمات خفیفہ مین بھی آب متبرک کا طریقہ جاری ہے چنانچہ اس قول سے واضح ہے کہ "معاملۂ خفیفہ مین آب متبرک کے طریقہ مین عمل کیاجاے" تو بہ تسلیم اس اعتراض کے یہ لکھا جاتا ہے کہ آب متبرک کا ذکر جو بشمول ترازو وغیرہ کے ہوا ہے اُسکا مقصود یہ نہین ہے کہ طریقۂ مذکور صرف مقدمات سنگین سے متعلق ہے بلکہ غرض اُسکی یہ ہے کہ طریقۂ مذکور کا عمل اُن مقدمات کی نسبت بھی جائز سمجھنا چاہیے جنمین دعویدار کا بیان یقینی ہو یعنی اُسے اپنے بیان کی صداقت پر یقین ہو ورنہ بصورت دیگر وہ صرف بیان ظنی یعنی دعویدار کے ایسے بیان سے متعلق ہوگا جو اُسکی نسبت احتمالی ہو - چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "جن شخصون پر نالش یقینی کیجاے اُنکی نسبت تصدیق غیبی کا طریقہ بذریعۂ ترازو وغیرہ کے عمل مین آوے لیکن نالشات ظنی مین چانول چبوانے اور آب متبرک کا طریقہ ملحوظ ہونا چاہیے اور یہی امر مسلم ہے "[1]

بعض صورتون مین ترازو اور تصدیق غیبی کے بقیہ چار طریقون پر عمل ہونا چاہیے -

۳ - چونکہ مقدمات سنگین کی نسبت ظنی یا یقینی کی تخصیص نہین کی گئی ہے لہذا ایسی حالت مین کہ جب مدعی کو مقدمہ کی تجویز اخیر پر حصر ہوا اور وہ مغلوب ہو جاے ایک استثنا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر مدعی کو مقدمہ کی تجویز اخیر پر حصر ہو تو ایسی صورت مین ترازو وغیرہ کا عمل مدعاعلیہ سے کرایا جاے "[2]

واضح ہو کہ چوتھا درجہ نالش کا تجویز اخیر ہے اور اُسی سے ہار جیت مقدمہ کی قرار پاتی ہے اور سزا کا تعین ہوتا ہے پس جس حالت مین کہ تجویز اخیر پر حصر کیا جاے

[1] نارد - ؟
[2] قول جاگیلک منقولہ ویوہار میوکھ -

سزا کا تعین اُسی کے مطابق ہوگا۔

تصدیق غیبی کا عمل دونون صورتون مین یعنی واسطے ثبوت نفی اور ثبوت کے جائز ہے

۴ - اور یہ قاعدہ بیان ہوا ہے کہ وہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرائیگا[1] اور یہ اس صورت سے متعلق ہے کہ جب مدعی کو کسی امر کے وجوب کا اصرار ہو مگر اس جگہ یہ استثنا کیا گیا ہے کہ وہ طرفین میں سے کوئی فریق برضامندی اُسپر عمل اور تجویز اخیر پر حصر کرنے کا مجاز ہے"[2] وہ "رضامندی" سے وہ قرارداد مراد ہے جو باہم مدعی و مدعا علیہ کے ہو اور اُسکے معنی یہ ہین کہ مدعی یا مدعا علیہ تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا مجاز ہے اور اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ تجویز سزاے جسمانی یا جرمانہ قبول کرے - اور مراد قول مذکورۂ بالا کی یہی ہے - تصدیق غیبی کا عمل مثل شہادت انسانی کے صرف صورت مثبت سے متعلق نہین ہے بلکہ مثبت اور منفی پر بلا امتیاز حاوی ہے پس مدعی یا مدعا علیہ مجاز ہے کہ انکار محض یا عذر خاص یا عذر فیصلۂ سابق کی صورت مین تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرے -

تصریح اس امر کی کہ کون طریقہ تصدیق غیبی کا کس قسم کی آتش سے متعلق ہے

۵ - آپ تنبرک کا جو طریقہ ہے اُسپر مقدمات خفیف و سنگین اور بھی نالشات ظنی و یقینی مین بلا کسی طرح کے امتیاز کے عمل ہو سکتا ہے اور اُسکا بیان اوپر ہو چکا ہے تصدیق غیبی کا طریقہ ترازو سے زہر تک صرف مقدمات سنگین اور نالشات یقینی سے متعلق ہے - مگر اس قاعدہ کے اُسقدر جزو کی نسبت جسمین نالشات یقینی کی قید ہے استثنا کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ جرم شدید اور اُس جرم کی صورت مین جو راج کے خلاف ہو ملزم کو چاہیے کہ بلا پابندی تجویز اخیر کے عمل کرے"[3] معنی اسکے یہ ہین کہ ملزم اُس جرم کی صورت مین جو راج کے خلاف ہو بلا حصر تجویز اخیر کے ترازو وغیرہ کے طریقون پر عمل کرے اور برہمن کے مار ڈالنے یا جرم شدید یا سرقہ

[1] باب ۱- فصل ۲، دفعہ ۱-

[2] بیوہار میوکھ -

[3] بیاد تندیو و بیوہار میوکھ -

سنگین کی صورت مین بھی یہی طریقہ ملحوظ ہوگا چنانچہ اس قول سے واضح ہے کہ وہ جو شخص راجہ کے نزدیک مشتبہ ہون اور جن آدمیون کو چور اپنا شریک قرار دین سلہ اور جو اپنی صفائی کے خواستگار رہون سلہ اُنسے بغیر صحر تجویز اخیر کے تصدیق غیبی کا کوئی عمل کرانا چاہیے لیکن چانول چبوانے کا عمل صرف سرقہ خفیفہ سے متعلق ہے یہ امر تیا جہاسکے اس قول سے ظاہر ہے کہ "چانول چبوانے کے طریقہ پر صرف مقدمات چوری مین عمل ہونا چاہیے سلہ اور قسم کے مقدمات مین یہی امر تحقیق ہے" سلہ گرم دھات کا عمل واسطے مقدمات سرقہ سنگین کے ہے اور یہ امر اس قول سے ظاہر کہ وہ کہ گرم دھات کا طریق اُن شخصون کے واسطے قرار پایا ہے جنپر سرقہ سنگین کا الزام ہووے

تصدیق غیبی کے اور طریقون کا ذکر۔

۴ - علاوہ اُسکے معاملات خفیف مین تصدیق غیبی کے اور طریقون پر بھی عمل کیا جاتا ہے وہ یعنی کوئی شخص اپنی صداقت یا گھوڑے یا ہاتھی یا اسلحہ یا گاے یا غلہ یا سونے یا دیوتاؤن یا اپنے باپ دادا کی قسم کھاوے - اور یہ کہے کہ اگر مین جھوٹ بولون تو میرے افعال نیک کا ثمرہ جاتا رہے یا اپنی اولاد یا زوجہ یا احباب کے سر پر ہاتھ رکھے اور اگر صورت نالش مقتضی ہو تو آب متبرک کا عمل کرانا چاہیے شہ تصدیق غیبی کے اُن

فرق باہم حلف و تصدیق غیبی کے۔

طریقون کو جنکا ذکر منو نے کیا ہے نارد اور اکابر نے مقدمات خفیف سے متعلق قرار دیا ہے اگر یہ بیان کیا جاسے کہ تصدیق غیبی کا طریقہ اُس صورت مین ذریعہ تصفیہ کا قرار دیا گیا ہے جب کہ شہادت انسانی پر عمل نہین کیا جاتا اور یہ کہ بموجب عام عقیدہ کے

سلہ چور بدن کا بیان قابل اعتبار نہین ہوتا ہے لہٰذا اگر وے کسی کو اپنا شریک فعل قرار دین تو صرف اسی امر سے اشتباہ پیدا نہین ہوتا لیکن چونکہ یہ الفاظ کہ وہ جن آدمیون کو چور اپنا شریک قرار دین" بشمول اس عبارت کے کہ جو شخص راجہ کے نزدیک مشتبہ ہون" مستعمل ہوے ہین لہٰذا اشتباہ پیدا ہوتا ہے - سبودھنی -

سلہ بنا دتندیو مین بطور قول نارد کے لکھا ہے -

سلہ بنا دتندیو مین بطور قول نارد کے مندرج ہے -

سلہ اس طریقہ کو سنسکرت مین تپت ماش کہتے ہین اور صورت اُسکی یہ ہے کہ گرم گھی کے اندر سے سونا یا کوئی اور دھات نکلوایا جاتا ہے

شہ قول نارد منقولہ بنا دتندیو و بیو ہار میوکھ -

حلف بھی تصدیق غیبی میں داخل تصور کیا جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ باہم اس قوم کے حلف اور ترازو وغیرہ طریقوں تصدیق غیبی کے امتیاز کیا گیا ہے یعنی تصدیق غیبی کی صورت میں نتیجہ اسکا فوراً حاصل ہوتا ہے اور نتیجہ حلف کا بدیر ظہور میں آتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں ویسا ہی فرق ہے جیسا کہ باہم لفظ برہمن اور لفظ پری برجاک کے ہے[1] اگرچہ آپ متبرک کا طریق اقسام حلف داخل ہے لیکن ذکر اسکا ترازو وغیرہ کے ساتھ جو ہوا ہے اسکا مقصود یہ نہیں ہے کہ نتیجہ اسکا بشمول ترازو وغیرہ کے فوراً وقوع میں آئے بلکہ اس غرض سے کہ طریقہ مذکور بشمول ترازو وغیرہ کے طریقہ کے جرائم کبیرہ اور نالشات یقینی سے متعلق تصور کیا جاے۔ اگرچہ چاول چبوانے اور گرم دھات کے طریقہ کے نتیجہ فوراً وقوع میں آتا ہے لیکن یہ دونوں صورتیں طریقہ تصدیق غیبی ترازو وغیرہ میں داخل نہیں کی گئی ہیں کیونکہ یہ صورتیں معاملات خفیفہ اور نالشات ظنی سے متعلق ہیں۔ تصدیق غیبی کے ان طریقوں پر معاملات قرضہ وغیرہ میں حسب اقتضاد

[1] حاصل اس بیان کا یہ ہے کہ تصدیق اور حلف الفاظ مترادف نہیں ہیں اور سمجھنے میں شرح اسکی اس طور پر کی گئی ہے یعنی جیسے کہ لفظ پری برجاک کے جدا مستعمل ہونے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقصود اسکا کچھ اور ہے ویسے ہی لفظ حلف کے علٰحدہ مستعمل ہونے سے بھی واضح ہے کہ وہ کسی دوسرے امر کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور تذکر اس مقصود کا اوپر بیان ہو چکا ہے یعنی یہ لکھا گیا ہے کہ حلف معاملات خفیفہ کے واسطے ہے۔ اور الفاظ برہمن اور پری برجاک کے استعمال کی تمثیل اس طور پر ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہا جاے کہ برہمن کو بلاؤ اور پری برجاک کو بلاؤ۔ پس چونکہ پہلے جملہ میں برہمن کے بلانے کا حکم ہے لہذا اس سے پری برجاک کے بلانے کا حکم بھی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ کل اشخاص پری برجاک یعنی سنیاسی لنگ قوم کے برہمن ہوتے ہیں گو کل برہمن پری برجاک نہیں ہوتے اور چونکہ پری برجاک کے بلانے کا حکم جدا بھی تحریر ہوا ہے اس سے ثابت ہے کہ برہمن کو پری برجاک سے مختلف تصور کرنا چاہیے یہی تمثیل اس بحث کی نسبت بھی صادق آتی ہے یعنی گو ترازو وغیرہ اور حلف تصدیق غیبی کے نام سے موسوم ہیں لیکن چونکہ لفظ حلف اور لفظ تصدیق غیبی جدا جدا بھی مستعمل ہوا ہے اس لیے لفظ تصدیق غیبی کو حلف سے جدا اور بھی ترازو وغیرہ طریقوں تصدیق غیبی سے متعلق تصور کرنا چاہیے۔

دلائل کے عمل ہونا چاہیے۔

بیتامہا کے قول کی تفریح

۷۔ پتامہا کا قول یہ ہے کہ وہ جو مقدمات جائداد غیر منقولہ کی بابت ہوں انہیں تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل نہیں کرنا چاہیے [1] اس قول کی تاویل اس طور پر کی گئی ہے کہ طریقۂ مذکور پر اس صورت میں عمل نہ ہونا چاہیے جب کہ دستاویزات اور گواہ ساکن قرب وجوار بہم ہو سکتے ہیں اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ اور قسم کے مقدمات میں بھی تصدیق غیبی کے طریقہ پر در صورت موجود ہونے دستاویزات یا گواہوں کے عمل نہیں ہو سکتا تو بہ تسلیم اس اعتراض کے جواب دیا جاتا ہے کہ اگر قرضہ وغیرہ کے مقدمات میں گواہ اُن صفات کے جنکی تصریح اوپر کی گئی ہے مدعی کی جانب سے پیش ہوں اور مدعا علیہ تجویز سزا پر حصر کرکے تصدیق غیبی کے طریقہ پر استدلال کرے تو ایسی صورت میں طریقۂ مذکور پر عمل ہونا جائز ہے کیونکہ ممکن ہے کہ گواہ جانب دار ہوں اور تصدیق غیبی کی نسبت کوئی قصور عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ذریعۂ انکشاف صداقت اور علامت عدل ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ "عدل کا لازمہ راستی ہے اور نالش کا مدار گواہوں پر ہے اور جو مقدمہ کہ تصدیق غیبی کے طریقہ کا مقتضی ہو اُسمیں زبانی یا دستاویزی شہادت پر عمل کرنا ضرور نہیں" [2] غرض کہ پتامہا کے قول کا یہ مقصود نہیں ہے کہ تصدیق غیبی کے طریقہ پر قطعی عمل نہ کیا جاے بلکہ مقصود اُسکا یہ ہے کہ اگر مقدمات جائداد غیر منقولہ میں مدعا علیہ تجویز سزا پر حصر کرکے تصدیق غیبی پر استدلال کرے تو بحالت موجودگی دستاویزات اور گواہان ساکن قرب وجوار کے مدعا علیہ مذکور تصدیق غیبی پر عمل کرنے کا مجاز متصور نہیں ہے اور اگر یہ تاویل صحیح نہ ہو تو مقدمات جائداد غیر منقولہ کی نسبت بحالت موجود نہونے دستاویزات اور گواہان قرب وجوار کے کچھ تجویز نہو سکے گی [3]

---

[1] بیاد وتتد یو دبیو ہار سیو کھ۔

[2] بیاد وتتد یو۔

[3] حاصل یہ کلا یہ ہے کہ اگر جائداد غیر منقولہ کے مقدمات میں بھی دستاویزات یا گواہان قرب وجوار کی شہادت ...

ذکر ان رسوم کا جنکی بجا آوری تصدیق غیبی کے طریقوں مین بااہتمام واجب ہے۔

۸ - علاوہ اسکے حاکم کو چاہیے کہ جس شخص نے برت کیا ہو اور کپڑے پہنے نہایا ہو اُسکو طلوع آفتاب کے وقت طلب کرے اور ایسے شخص سے تصدیق غیبی کی جملہ صورتون مین راجہ اور برہمنون کے روبرو عمل کرایا جاوے ۱؎ معنی اسکے یہ ہین کہ جس شخص سے تصدیق کے طریقہ پر عمل کرایا جاوے وہ برت رکھے اور کپڑے پہنے غسل کرے اور حاکم اُسکو علی الصباح وقت طلوع آفتاب راجہ اور برہمنان حاضر باش کے روبرو طلب کرے وہ تصدیق غیبی کے طریق جو صفائی کے واسطے معین ہین اُنپر ہمیشہ اس شخص سے عمل کرایا جاوے جو تین دن ورات یا ایک دن ورات ۲؎ برت کرے ؂ اور پتامہانے جو اس جگہ برت رکھنے کے باب مین تفریق کی ہے وہ بلحاظ سنگینی یا خفت معاملہ کے متصور ہونی چاہیے - برت رکھنے کے باب مین جو قواعد ہین اُنکو حاکم اعلی سے بھی با اہتمام جسکے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرایا جاوے متعلق تصور کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "جیسے اُن برہمنون کو جو رسوم دینی راجہ کے حکم سے بجا لاتے ہین برت رکھنا ضرور ہے ویسے ہی حاکم اعلی کو بھی چاہیے کہ کل معاملات طریقہ تصدیق غیبی کا انصرام برت رکھکر کرے ۳؎

تصدیق غیبی کے مختلف طریقون کے واسطے مختلف اوقات معین ہین

۹ - اگرچہ اصل سنسکرت مین اس محل پر طلوع آفتاب کا وقت بلا تخصیص بیان کیا گیا ہے لیکن حسب رواج مسلمہ کے تصدیق غیبی کا عمل اتوار کے روز ہونا چاہیے - وہ جو شخص امر حق کا انکشاف کیا چاہتا ہو اُسکو واجب ہے کہ صبح کے وقت آگ اور ترازو اور دوپہر کے قبل پانی کا عمل کرائے اور حکم یہ ہے کہ دن کے اوائل وقت مین صفائی

پیش کوے تو مدعا علیہ تصدیق غیبی کے عمل کرنے کا مجاز نہین ہے لیکن اگر اس قسم کا ثبوت موجود ہو تو مقدمات مذکورہ مین باوجود اس امر کے کہ مدعی کی جانب سے اور قسم کا ثبوت گذرے مدعا علیہ طریقہ مذکور پر عمل کرسکتا ہے -

۱؎ متاکشرا -

۲؎ متاکشرا -

۳؎ قول پتامہا منقولہ متاکشرا -

الزام بذریعہ آب متبرک کیجاے اور زہر کے عمل کے واسطے رات کا پچھلا پہر جبکہ سردی زیادہ ہو معین ہے"۔ ۱ یہ تخصیص وقت جو پیتامہانے کی ہے اسپر لحاظ ہونا واجب ہے اور چونکہ کوئی وقت خاص واسطے طریقۂ چانول چبوانے اور گرم دھات کے معین نہین کیا گیا ہے لہذا ان طریقون کا عمل صبح کے وقت ہونا چاہیے اور یہ امر نارد کے حکم سے جو بصورت عام واقع ہوا ہے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تصدیق غیبی کے جملہ طریقون پر صبح کے وقت عمل کیا جانا مناسب متصور ہوا ہے ۲

تصدیق غیبی کے مختلف طریقون کے واسطے مختلف موسم نہین ہین۔

۱۰۔ دن کی تقسیم تین حصون مین کی گئی ہے پہلا حصہ صبح اور دوسرا قبل دوپہر اور تیسرا اشام ہے۔ وقت کا لحاظ بموجب حکم یا انتناع خاص صورتون کے ہونا چاہیے چنانچہ وے صورتین جنکی بابت زمانہ خاص کا حکم ہے اول بیان کی جاتی ہین۔ آگ کے طریقہ پر عمل کرنے کے واسطے وہ موسم مناسب قرار دیا گیا ہے جبکہ کہر پڑتا ہو اور سردی ہو اور بارش کے ایام ہون اور پانی کے طریقے کے واسطے گرمی اور خزان کا موسم مقرر ہے اور زہر کے عمل کے واسطے سردی کا موسم اور وہ زمانہ جبکہ کہر پڑتا ہو اور چیت اور اگھن اور بھی بیساکھ کا مہینا مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ تین مہینے عام دستور کے مطابق ہین اور تصدیق غیبی کے کسی طریقہ کے خلاف نہین ہین ۔ وہ آب متبرک کے طریقہ پر ہر زمانہ مین عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور ترازو کے عمل کے واسطے کوئی زمانہ خاص معین نہین کیا گیا ہے"۔ ۳ آب متبرک کا جو لفظ مستعمل ہوا ہے اسمین جملہ حلف داخل ہین اور چونکہ چانول چبوانے کے طریقہ کے واسطے کچھ تخصیص نہین کی گئی ہے لہذا اسکے واسطے کسی زمانہ خاص کا تعین نہین ہو سکتا ہے۔

۱ بیاد تند یو وبیوہار میوکھ۔

۲ بیاد تند یو۔

۳ بیاد تند یو مین بطور قول نارد مندرج ہے لیکن بیوہار میوکھ مین باستثناء اشلوک کے اخیر حصہ کے بطور قول پیتامہا کے لکھا ہے۔

استثناع نسبت خاص موسموں کے۔

۱۱- استثناع کی صورتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں وہ صفائی الزام کے واسطے جو پانی کا طریقہ معین ہے اُسپر سردی کے موسم میں عمل نہ ہونا چاہیے نہ بارش کے ایام میں زہر کے طریقہ پر عمل کیا جاوے اور باد تند کے موسم میں اور بعد دوپہر اور دوپہر اور شام کے وقت ترازو کے طریقہ پر عمل ہونا نہ چاہیے"۔ ۱ لفظ سردی کا جو اس قول میں واقع ہوا ہے کہ صفائی الزام کے واسطے پانی کے طریقہ پر سردی کے موسم میں عمل نہونا چاہیے" سرما اور کہر اور برسات کے ایام پر حاوی ہے اور لفظ گرمی جو اس قول میں آیا ہے کہ "آگ کے طریقہ پر صفائی الزام کے واسطے گرمی کے موسم میں عمل ہونا نہ چاہیے" اُسمیں موسم گرما اور خزان داخل ہیں ہر چند حکم کی صورتیں بیشتر بیان ہوئی ہیں لیکن استثناع کی صورتیں بنظر مزید تاکید لکھی گئیں اور مقصود اس امر کا آگے بیان کیا جاوے گا۔ اب ذکر اُن شخصوں کی حیثیت کا کیا جاتا ہے جنکے لیے طریقہ تصدیق غیبی کا معین ہے۔

تصدیق غیبی کے بعض طریق خاص شخص کے واسطے معین ہیں

۱۲- ترازو کا طریقہ عورت اور نابالغوں اور بوڑھے اور نابینا اور لنگڑے آدمیوں اور برہمنوں اور بیمار شخصوں کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور شودر قوم کے آدمی کے واسطے آگ یا پانی یا بمقدار سات جو کے زہر کا طریقہ مناسب قرار دیا گیا ہے"۔ ۲ عورت کا لفظ بالعموم نسا سے بلا لحاظ قومیت یا عمر یا حیثیت کے متعلق ہے۔ لفظ نابالغ سے بلا لحاظ قوم وہ شخص مراد ہے جو ہنوز سولہ سال کا نہو۔ بوڑھے آدمیوں سے وے شخص مراد ہیں جنکی عمر اسی سال سے متجاوز ہو اور نابینا سے وہ شخص عبارت ہے جسکی قوت باصرہ زائل ہو گئی ہو اور لنگڑے آدمیوں سے وے شخص مراد ہیں جنکے پاؤں بیکار ہوں۔ برہمنوں سے بالعموم سب قوم کے برہمن مراد ہیں۔ بیمار اشخاص وے ہیں جو مبتلاے مرض ہوں۔ ان صورتوں میں صرف ترازو کا طریقہ صفائی الزام کے واسطے مناسب ہے۔ قلبہ کا لوہا سرخ جلتا ہوا یا گرم دھات چھتری کے واسطے مخصوص ہے اور پانی ویش کے لیے اور یہ امر بوجہ استعمال لفظ یا کے جو کلمہ تردید ہے واضح ہے۔ زہر جو مقدار میں سات جو کے

---

۱ قول نارد منقولہ باد تندیو۔

۲ بادتندیو اور ویوہار میوکھ میں بطور قول جاگبلک کے منقول ہے۔

برابر ہو معافی الزام کے لیے اُسکا کھلانا شودر کے واسطے معین ہے اور چونکہ ترازو کا
طریقہ برہمن کے واسطے مخصوص ہے اور بھی بلحاظ اس مضمون ایک قول کے کہ "زہر جو
مقدار میں ساٹھ جو کے برابر ہو" واضح ہے کہ زہر کا طریقہ شودر کے واسطے مخصوص
کیا گیا ہے لہٰذا آگ اور پانی کے طریقوں کو چھتری اور ویش سے متعلق تصور کرنا مناسب
ہے۔ پتامہا نے بصراحت یہ لکھا ہے کہ "برہمن کو ترازو کے طریقے اور چھتری کو آگ
کے طریقے پر عمل کرانا چاہیے اور پانی کا طریقہ ویش کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور
شودر کو بمنظر تصدیق غیبی کے زہر دینا چاہیے"[۱]۔ لیکن ایک قول اس مضمون سے
واقع ہوا ہے کہ عورات تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل کرنے کی مجاز نہیں ہیں اور وہ
یہ ہے۔ کہ "امر حق کے انکشاف کے واسطے اُن شخصوں سے تصدیق غیبی کے طریقے
پر عمل نہیں کرایا جاوے گا جو اداے شرائط کفارہ میں مصروف یا مصیبت شدید میں
مبتلا یا بیمار یا عابد ہوں اور عورات بھی مستثنیٰ ہیں"[۲]۔ یہ قول اس مقصود سے لکھا گیا ہے
کہ اور صورتوں میں جو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ "فریقین میں سے کوئی فریق تصدیق غیبی
کے طریقہ پر عمل کرنے کا مجاز ہے"[۳]۔ وہ اختیار صورت مذکورہ بالا سے غیر متعلق تصور کیا جائے
علاوہ اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر بالفرض اشخاص مستثنیٰ میں عورات وغیرہ کی نسبت الزام قائم
کیا جائے تو مدعیوں سے تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل کرایا جاوے اور اگر عورات کی جانب
سے الزام پیش ہو تو شخص ملزم سے۔ اگر عورات کے باہم ایک دوسرے کی نسبت

---

[۱] سلپا دتندیو۔

[۲] قول نارد منقولہ بیا دتندیو۔

[۳] دفعہ چار اس فصل کی معائنہ کرو اور حاصل اس بحث کا یہ ہے کہ جن مقدمات میں عورات اور
اور شخص جنکی تصریح کی گئی ہے فریقین سے ہوں انمیں کسی فریق کو تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا
اختیار نہوگا لیکن جو شخص کہ اس قول امتناعیہ میں داخل نہیں ہیں وہ طریقہ مذکورہ پر عمل کرنے کے مجاز
ہیں اور جب فریقین عورات سے ہوں یا اُنکی نسبت منجملہ مستثنیات کے کوئی استثناء صادق آتا ہو تو
ایسی حالت میں قاعدۂ عامہ پر لحاظ ہوگا۔

الزام پیش کیا جاے تو طریقہ مذکور پر عمل کرانے یا نہ کرانے کا اختیار ہے اور اس صورت مین بھی صرف ترازو کا طریقہ عورات کے لیے مقرر کیا گیا ہے اسی قول کی توضیح سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صرف ترازو کا طریقہ عورات اور اور شخصون کے واسطے اُن صورتون مین معین ہے جبکہ جرائم سنگین یا اور جرمون کا الزام ظن غالب پر مبنی ہو لیکن یہ قول اُس صورت مین صادق آتا ہے کہ جب یہ قید کیجاے کہ عورات کو ترازو کے طریقہ پر جیسے اور اگہن اور بیساکہ مین عمل کرانا چاہیے کیونکہ یہ مہینے جملہ طریقون غیبی کے لیے معین ہین اور یہ تعبیر کیجاے کہ صرف ترازو کا طریقہ عورتون کے واسطے ہر زمانہ مین مناسب ہے تو قول مذکورہ بالا صادق نہین آسکتا چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ وہ زہر یا پانی کا طریقہ عورات کے واسطے نہین مقرر کیا گیا ہے بلکہ جو امر مخفی کہ عورات کے معاملون سے متعلق ہون اُنکی تحقیق بذریعہ ترازو اور آب متبرک وغیرہ کے ہونی چاہیے" [۱] پس اس قول مین ترازو اور آب متبرک اور آگ وغیرہ کے طریقون کی بابت حکم ہے اور زہر اور پانی کا طریقہ اُس سے خارج ہے یہی قاعدہ نابالغون اور اُن دیگر شخصون سے جنکی اوپر تصریح کی گئی ہے متعلق ہے اور یہ جو حکم واقع ہوا ہے کہ برہمن وغیرہ بذریعہ ترازو وغیرہ کے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرین اسکا مقصود یہ نہین ہے کہ طریقہ مذکور پر ہر زمانہ مین عمل کیا جاے چنانچہ یہ امر پتامہا کے قول سے واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ صفائی الزام کا طریقہ بذریعہ آب متبرک کے جملہ قومون سے متعلق ہے اور باستثناے اس امر کے کہ زہر کا طریقہ برہمنون کے واسطے مقرر نہین ہے جملہ اور طریقے کل قومون سے تعلق رکھتے ہین [۲] پس یہ قول بغرض تنقیح اس امر کے تحریر ہوا ہے کہ ترازو وغیرہ کے طریقہ پر اُسی زمانہ مین عمل ہونا چاہیے جو جملہ اور طریقون کے واسطے بالعموم معین ہے اور جسمین اکثر طریقون پر عمل کرنا جائز ہے [۳]

---

[۱] قول نارد منقولہ بیاد ستیدیو۔

[۲] بیاد ستیدیو اور بیوہار میوکھ۔

[۳] یہ بیان فی الواقع پیچیدہ ہے مگر مدعا اسکا یہ ہے کہ بموجب حکم عام کے برس کے تین مہینے جو

ذکر مزید مضمون مذکورہ بالا

۱۳- لیکن سوائے ان تینون مہینون کے جو طریقہ کہ جس زمانہ کے واسطے مخصوص ہے وہی جملہ قومون کے واسطے مرعی ہوگا مثلاً بارش کے موسم مین صرف آگ کا عمل جملہ قومون کے واسطے کافی ہوگا اور سردی اور اُس موسم مین جبکہ کُہر پڑتا ہو اختیار ہے کہ چھتری اور بقیہ دو قومون سے آگ یا زہر کے طریقہ پر عمل کرایا جائے مگر برہمنون کے واسطے صرف آگ کا طریقہ مخصوص ہے اور زہر کے طریقہ پر اُنسے کبھی عمل کرانا نچاہیے کیونکہ یہ اِتنا واقع ہوا ہے کہ وہ برہمنون سے باستثناء زہر کے" الخ- خزان اور گرمی کے موسم مین صرف پانی کے ذریعہ سے تصدیق غیبی کا عمل ہوگا لیکن جو شخص کہ ایسے خاص عارضون مین مبتلا ہون جنکے لیے آگ اور پانی کا استعمال ممنوع ہے اُنسے باوجود اس امر کے کہ باقتضاے زمانہ آگ اور اور طریقون پر عمل کرنا مناسب ہو ترازو اور دیگر طریقون پر جو جملہ زمانون کے واسطے معین ہین عمل کرانا مناسب ہے چنانچہ اشخاص مذکور کا ذکر قول مندرجۂ ذیل مین اس طور پر واقع ہوا ہے "وہ جو شخص مبتلاے جذام ہون اُنکو آگ کے استعمال سے اور جو تپ مین مبتلا ہون اُنکو پانی کے عمل سے باز رکھنا چاہیے اور جو شخص صفرا اور بلغم کا غلبہ رکھتے ہون اُنکو زہر کے عمل سے معذور رکھنا واجب ہے[۱] پانی اور آگ اور زہر کا عمل تندرست شخصون سے کرانا چاہیے"[۲]

[۱] یعنی چیت اور اگہن اور بیساکھ مین ہر طریقۂ تصدیق غیبی پر عمل ہو سکتا ہے بعد اسکے حکم خاص یہ ہے کہ عورات اور برہمنون وغیرہ کے واسطے صفائی الزام صرف بذریعۂ طریقۂ ترازو کے ہونی چاہیے لیکن سوائے اسکے اور قول اس مضمون سے واقع ہوئے ہین کہ باستثناء ترازو اور پانی کے اور طریقون پر عورات سے اور سوائے زہر کے برہمنون سے عمل کرانا جائز ہے پس ضرور ہوا کہ ان اقوال مختلفہ کا اختلاف رفع کیا جائے چنانچہ اسی غرض سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین مہینے مذکور مین عورات اور برہمنون وغیرہ سے صرف ترازو کے طریقہ پر عمل کرایا جائے اور اسی قاعدہ کے بموجب اُنھین مہینون مین چھتری سے آگ طریقہ اور ویش سے پانی اور شودر سے زہر کے طریقہ پر عمل کرانا چاہیے۔

[۱] قول ہریت منقولۂ بیاد تندیو۔

[۲] بیاد تندیو۔

سلہ اس قول سے مستنبط ہے کہ اگر تندرست اور ضعیف الجثہ شخصون سے اُن طریقون کے مطابق عمل کرایا جاے جو بمقتضاے اُنکی قوم اور حالت اور عمر کے مناسب متصور ہون تو ایسی صورت مین خلاف ورزی اُن احکام اور ممنوعات کی لازم نہین آتی جو خاص برہمنون اور زنانون سے منسوب ہین ۔

جرم سنگین کی تعریف

۱۴ - یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ طریقے جرائم سنگین کے واسطے ہین " اب جرم سنگین کی تعریف بیان کیجاتی ہے یہ جو مقدمہ کہ ایک ہزار سے کم مالیت کا ہو اُسمین بجلتے ہوے آہن قلبہ یا زہر یا ترازو کا عمل نہونا چاہیے " معنی اسکے یہ ہین کہ جو مقدمہ ہزار پن سے کم مالیت کا ہو اُسمین آہن قلبہ یا زہر یا ترازو کے طریقہ پر عمل نہین کرایا جاے نہ ایسی صورت مین پانی کے طریقہ پر عمل کیا جاے کیونکہ پانی کا طریقہ جرائم سنگین کے واسطے ہے اور اس سے پیشتر یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ جرائم سنگین مین ترازو سے زہر تک کے طریقون پر عمل کیا جاے " سے اور ایسے مقدمات مین آب متبرک کا عمل درست نہین ہے کیونکہ اس باب مین یہ قول ہے کہ یہ خفیف معاملہ مین آب متبرک کے طریقہ پر عمل ہونا چاہیے سے یہ چار قسم کے طریقے سے اُن مقدمات کے واسطے معین ہین جنکی مالیت ایک ہزار پن سے متجاوز ہو نہ کم۔ معنی اس قول کے یہی ہین ۔

جواب اعتراض ۔

۱۵ - پتا مہا کا یہ قول ہے کہ یہ جو مقدمہ ہزار پن کی مالیت کا ہو اُسمین ترازو کا عمل اور ہزار کے نصف مین لوہے کا اور ہزار کے ربع مین پانی کا عمل کرایا جاے اور زہر کا طریقہ ہزار کے آٹھوین حصہ سے متعلق ہے " ھ بلحاظ اس قول کے یہ اعتراض

سلہ اس فصل کی دفعہ ۲ - معائنہ کیجاے ۔

سلہ ببرسترا وودائے

سلہ ایضاً ۔

سلہ یعنی آہن قلبہ اور زہر اور ترازو اور پانی ۔

ھ پیر متراوودائے ۔

وارد ہو سکتا ہے کہ آگ اور بقیہ تین طریقے تصدیق غیبی کے اُن مقدمات سے متعلق
کیے گئے ہین جو ہزار پن سے کم ہون - بہ تسلیم اس اعتراض کے جواب یہ ہے کہ پتامہا کا
قول اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب بوجہ سرقہ کے قوم سے تنزل لازم آتا ہو اور بقیہ صورتون
کی نسبت وگیانیشور کا قول صادق آتا ہے -

فرق مابین مقدمات دیوانی و فوجداری کے -

۱۶ - کاتیائن نے صورت انکاریہ کی نسبت ایک فرق بیان کیا ہے اور قول اُسکا یہ
ہے کہ "اگر وصول زر سے انکار ہو تو شہادت پر عمل کرنا چاہیے لیکن سرقہ بالجبر اور زیادتی
کے مقدمات مین باوصف خفیف ہونے امر نالش کے بھی تصدیق غیبی کے طریقہ پر
عمل کرنا چاہیے -

تفریق عملہا بلحاظ مقدار نالش -

۱۷ - بعد تحقیق مقدار کل مال کے قیمت اُسکی بلحاظ سونے یعنی تعداد سورن کے قرار
دینی چاہیے اگر سو سورن کا مال جاتا رہے تو زہر کا عمل اور اگر اسّی سورن کا تو آگ کا
عمل قرار دیا گیا ہے - چالیس سورن کی چوری مین ترازو اور تیس یا دس سورن جاتے
رہنے کی حالت مین آب متبرک کا عمل تجویز ہوا ہے اور اگر پانچ یا زیادہ سورن یا
نصف یا ربع اُنکا جاتا رہے تو چانول چبوائے جائینگے اور اگر نقصان بقدر نصف
یا چوتھائی تعداد مذکورہ بالا کے عائد ہو تو منظر کو چاہیے کہ اپنے بیٹے یا اقربا کے
سر پر ہاتھ دھرے اور اُسکا بھی نصفی یا چوتھائی ہو تو مراتب معمولہ پر عمل کرنے کا
حکم ہے جو راجہ ان امور مین تمیز کرے اُسکی نسبت کسی طرح کا عذاب دینی یا دنیوی
عائد نہ ہوگا -

قول مذکورہ بالا کی توضیح -

۱۸ - یہ جو فقرہ اوپر آیا ہے کہ "وہ سورن کی تعداد قرار دینی چاہیے" اُس مین
لفظ سورن سے سولہ ماشہ مراد ہے اور لفظ "جاتے رہنے" سے یہ مراد ہے کہ طرف ثانی
کو انکار ہو - اور یہ جو قول واقع ہوا ہے کہ ایک ہزار پن سے کم مالیت کے مقدمات
مین آہن قلبہ کا عمل نہ کیا جاوے اسمین لفظ پن سے تانبے کے ہزار پن مفہوم

سنسیا وتندلو -

کرنی چاہیین۔

۱۹- اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ جب یہ طریقے تصدیق غیبی کے جرم شدید یا اُن جرمون سے متعلق ہین جو راج کے خلاف سرزد ہون تو یہ قول کہ ہزار سے کم مالیت کے مقدمات مین آہن قلبہ کا عمل ہونا چاہیے کیونکہ صادق آسکتا ہے۔جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اگر راجہ فریقین سے اور جرم سنگین ہوا ور طہارت کی گئی ہو تو ہمیشہ ان طریقون پر عمل کیا جائے یعنی اسکے یہ ہین کہ جو جرم شدید یا راج کے خلاف ہو اُنمین برت اور اور ذریعون سے طہارت حاصل کرکے تصدیق غیبی کے ان طریقون پر بلالحاظ مقدار جائداد متنازعہ کے عمل کیا جاے۔

۲۰- نارد نے تصریح اس مقام کی بیان کی ہے جہان اس قسم کے طریقہ پر عمل ہونا چاہیے یعنی وہ کہتا ہے کہ مجمع عام یا راجہ کے محل کے دروازے یا کسی دیوتا کے مندر یا میدان مین وہ بلاتحرک قائم کیجاے اور پرستش اُسکی گوگل اور پھول کے ہار اور خوشبودار چیزون سے کیجاے۔ وہ کا اشارہ ترازو کی نسبت ہے۔توضیح کی ہے کہ یہ جن شخصون کی نسبت جرائم سنگین کا الزام ہو یا جو مجرم شدید ہون اُنکے واسطے ترازو اُس موقع پر قائم کیجاے جہان اندر کی پوجا ہوتی ہو اور جن شخصون سے راج کے خلاف جرم سرزد ہو اُنکے لیے راجہ کی ڈیوڑھی مین عمل مذکور کیا جاے۔اور جو شخص اس طرح کے ہون کہ باپ اُنکا قوم ادنے اور ماں قوم اعلے سے ہو اُنکے واسطے تصدیق غیبی کا عمل چوراہہ پر ہونا چاہیے اور دیگر صورتون مین عمل مذکور مجلس مین کیا جاے عقلا کو واضح ہو کہ جو مجرم اُن شخصون کے ملازم ہون جنکا چھونا درست نہین ہے یا جو کمینہ یا غیر صحیح النسب ہین اُنکے مقدمات مین راجہ کو فیصلہ نہین صادر کرنا چاہیے بلکہ شک کی صورت مین راجہ اشخاص مذکور سے تصدیق غیبی کے اُن طریقون پر عمل کرائے جو اُنمین مروج ہون۔

فصل دوسری

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو ترازو کے ذریعہ سے عمل مین آئے

ترازو کے طریقہ کا ذکر

۱- تمہید جو در باب طریقون تصدیق غیبی کے ہے اُسکا ذکر اوپر بیان کیا گیا ہے اور تمہید مذکور تصدیق غیبی کے جملہ طریقون سے متعلق ہے اب ترازو وغیرہ کے عمل کی کیفیت جلد اگلا نہ بیان کیجاتی ہے وہ جو شخص ترازو کے پکڑنے کے قاعدہ سے واقف ہون وے شخص ملزم کو ترازو کے ایک پلڑے مین بٹھاوین اور بمقابلہ اُسکے ایک ہموزن مورت رکھکے دونون پلڑے برابر کرلین اور ایک خط کھینچا جاے اور اُسکے بعد ملزم ترازو سے نیچے اُتار اجاے پھر وہ ترازو کی طرف مخاطب ہوکر اس طور پر التجا کرے وہ اے ترازو تو راستی کا گھر ہے تجکو زمانہ قدیم مین دیوتاؤن نے بنایا ہے پس اے بلند طالع تو سچ کہدے اور مجکو اشتباہ سے بری کر- اگر اس معاملہ کی نسبت مین گنہگار ہون تو اے ماتا مجھے نیچے گرا اور اگر بیگناہ ہون تو اوپر اُٹھا ئے[۱]

قول متذکرہ بالا کی تصریح-

۲ سُنار اور اور شخص جو ترازو کی گرفت کے قاعدہ سے آگاہ ہون یا بذریعہ اُسکے وزن کرسکین مدعا علیہ یا مدعی یا اس شخص کو جس سے ترازو کے طریقہ پر عمل کرایا جاے ترازو مین وزن کرین یعنی مٹی یا کسی اور شے کی مورت بنائی جاے اور ایک جانب شخص مذکور اور دوسری جانب وہ مورت رکھی جاے اور اس ذریعہ سے دونون پلڑے ترازو کے مقابل ہو جائین اور خط کھینچنے سے یہ مراد ہے کہ جس جگہ وہ شخص جو وزن کیا جاے ترازو کی رسیون کے نیچے بحالت تولے جانے اُسکے مقابلہ مورت کے کھڑا ہو اُس جگہ کے قریب ایک نشان لکھ یا سے بنا دیا جاے اور بعد اُسکے شخص مذکور نیچے اُتار اجاے اور وہ ترازو کی جانب مخاطب ہوکر یہ التجا کرے یعنی اُسکی نسبت بعجز عمل پڑہے کہ وہ ترازو تجھپر مدار صداقت ہے زمانہ قدیم سے آغاز

---

[۱] قول یاگیاولک منقولہ دا سے متواور یوہار متر اودائے۔

آفرینش مراد ہے - دیوتاؤن کا اشارہ ہرن گرب اور اَور نفوس قدسیہ کی نسبت ہے
بنایا ہے یعنی پیدا کیا ہے - لفظ پس سے یہ مراد ہے کہ تو اسی وجہ سے امرِ حق کو ظاہر
کر دے یعنی امرِ مشتبہ کی اصل حقیقت کھول دے - اے بلند طالع یعنی اے
خوش نصیب مجکو اشتباہ سے بری کر - اے ماتا اگر مین گنہگار ہون یعنی مین نے جھوٹ
بولا ہے تو مجھے نیچا کر دے اور اگر بیگناہ ہون یعنی سچ بولتا ہون تو مجھے اونچا اُٹھا "

۳ - دیگر عالمون نے اُن عملون کا بیان کیا ہے جو حاکم اعلیٰ کو ترازو کی طرف مخاطب
ہونے کے وقت پڑھنے چاہیین - عمل جسکا اوپر ذکر ہوا صرف اُس شخص سے متعلق ہے
جو تصدیق غیبی کا طریقہ اختیار کرے یہ امر کہ صداقت یا غیر صداقت کا کس طور پر مخبر ہوگا
خود عمل مذکور کی عبارت سے مفہوم کرنا چاہیے کیونکہ ذکر اُسکا علیحدہ نہیں ہوا ہے لیکن
پیتامہا اور نارد اور اَور بزرگون نے ترازو کے بنانے اور پلڑون مین چڑھنے اور دیگر مراتب
تشریح طلب کا بیان بصراحت کیا ہے -

طریقہ تصدیق غیبی کے فاعل کو کیا عمل پڑھنا چاہیے -

۴ - منتر پڑھکر ایسے درخت کو کاٹے جو رسوم عبادت کے واسطے موضوع ہو اور جو
عمل یوپ کے واسطے مخصوص ہے وہی ایسے موقع پر پڑھنا چاہیے یوپ زبان سنسکرت
مین اُس کھم یعنی ستون کو کہتے ہین جو وقت ادا ہونے بعض رسوم مذہبی کے نصب
کیا جاتا ہے - اور محافظان عالم یعنی لوگ پال کو نمسکار کرکے دانشمند شخص ترازو بناوے
اور درخت کے کاٹنے کے [1] وقت سوم [2] کا منتر پڑھنا چاہیے -

درخت کاٹنے کے واسطے چند رسوم معین ہین -

۵ - ترازو کی ڈنڈی کے دونون سمت مساوی ہون اور ڈنڈی مضبوط اور سیدھی ہو
اور ضرور ہے کہ اُسمین لوہے کے تین کڑے لگائے جائین اور ڈنڈی کا طول چار ہاتھ
ہونا چاہیے اور دو لکڑیان جنسے وہ ملحق کیجاے طول و عرض مین اُسکے برابر ہون اور
فاصلہ مابین دونون لکڑیون کے دو یا ڈیڑھ ہاتھ ہو اور زمین کے نیچے دو ہاتھ گاڑی

ترازو بنانے کی ترکیب

[1] قول پیتامہا منقولہ داے تتو اور ویرمترادوائے -

[2] یعنی چاند جو ہوکل بیابان دسہرا ہے -

جائین اور ہر لکڑی کے دونون طرف قینچی کے مانند دو لکڑیان قائم کیجائین اور یہ لکڑیان پلڑون سے ہمیشہ دس انگل اونچی رہین اور وہ تھمب یعنی مٹی کے گوے قینچی مذکور سے بذریعہ رسّی بصورت عمود اسطور سے آویزان کیے جائین کہ پلڑون سے مس کرین اور ترازو کو مقام پاک مین پورب کی طرف اسطور پر قائم کرین کہ وہ غیر متحرک رہے [1]

توانے کا طریقہ

۶۔ دو ڈنڈی کے دونون سرون سے رسّی باندھنے کے بعد ترازو کے دونون پلڑون مین پورب کی طرف حاکم اعلی گشا بٹھادے اور جس شخص کی نسبت تصدیق غیبی کا عمل ہونے والا ہو اسکو پچھم کی طرف کے پلڑے یا ظرف مین بٹھادے اور دوسرے پلڑے مین پاک مٹی رکھی جاوے اور ظرف مین جو سوراخ ہون انکو اینٹون کی سرخی یا کنکر یا مٹی سے بند کرے ”چونکہ اینٹون کی سرخی یا کنکر یا مٹی کا ذکر عموماً کیا گیا ہے اس سے واضح ہے کہ ان تینون مین سے کسی ایک چیز کا استعمال جائز ہے“ جو شخص وزن کشی کے طریقہ سے واقف ہون مثلاً اہل حرفہ اور سنار اور کسیرے مبصر مقرر کیے جائین اور مبصرون کو یہ دیکھنا چاہیے کہ دونون تھمب دونون پلڑون کی سیدھ مین ہون پنڈتون کو چاہیے کہ ترازو کی ڈنڈی پر پانی کے قطرے ڈالین اور اگر پانی ایک سمت کو بہ نجاے تو اس صورت مین ترازو کا مساوی الوزن ہونا متصور ہوگا۔ اور جب شخص مذکور ایک مرتبہ تول لیا جاے تو اسکو اتار لینا چاہیے“ [2]

دستورات رسوم جنکا ایسے موقع پر ادا ہونا ضروری ہے

۷۔ ترازو پر زینت کے واسطے جھنڈیان لگائی جائین بعد ازان جو شخص کہ عمل متبرک کے معنی سے واقف ہو وہ دیوتاؤن کی ستائش دنیائش کرے اور خوشبودار چیزین لگائی جائین اور پھولون کے ہار اور صندل حسب طریقہ معینہ کے چڑھایا جاے اور بادتر [3] یعنی نقارہ اور تورئی یعنی قرنا [4] بجائی جاے۔ بعد اسکے حاکم اعلی کو چاہیے کہ پورب

---

[1] قول پتامہا منقولہ واے تو ادیہ متر او دائے۔

[2] قول پتامہا منقولہ بیر متر اودائے اور واے تو۔

[3] یہ ایک قسم کا باجا ہے اور باجون کی چار قسمین بیان کی گئی ہین یعنی نفیری مضرابی وغیرہ۔

[4] یہ بھی ایک قسم کا باجا ہے۔

کی طرف رخ کرکے دونون ہاتھ جوڑ کے اسطور پر کہے ۲۰ کہ اے دھرم تو مع موکلان عالم یعنی لوک پالون اور بسو اور ادتیا ۲۱ اور مرت ۲۲ کی تصدیق غیبی سے اس عمل پر تصرف کر۔

موکلان عالم کی ستائش۔

۸ وہ جب حاکم اعلیٰ دھرم یا مالک العدل سے ترازو پر تصرف کرنے کے واسطے نیائش کر چکے تب وہ انگ یعنی ملائک صغیرہ کی التجا کرے۔ بعد اسکے اندر کو پورب کی طرف اور پرتیس ۲۳ کو جنوب کی جانب اور برن کو مغرب کی سمت اور کبیر کو شمال کی طرف بٹھاوے اور اگن اور عالم کے اور موکلون کو چارون سمت مین رکھے۔ اندر کے واسطے زرد رنگ مخصوص ہے اور جم کے لیے سیاہ مائل بکبود برن کا رنگ مثل بلور کے سفید ہے اور کبیر اور اگنی کا سنہرا اور زرت کا سیاہ مائل کبود ہے باو کا رنگ نافرمانی یعنی مثل رنگ دخان کے موصوف ہے اور اسان ۵ کا رنگ سرخ ہے۔ ان ملائک کی صفات کا علی سبیل الترتیب تصور کیا جاوے ۲۶۔

بسو کا ذکر۔

۹ ۔ دانشمندون کو چاہیے کہ بسو کی پرستش اندر کے جنوب کی طرف کرین اور بسو آٹھ ہین ۲۷ یعنی دھار اور دھرو اور سوم اور آپ اور انل اور پرتیس

---

۲۰ بسو منجملہ اُن آٹھ صفات الٰہیہ کے ہے جنسے گن یعنی اجتماع نفوس قدسیہ عبارت ہے اور گن تعداد مین نو ہین۔

۲۱ بارہ قسم کے آدنیا ادت کی اولاد مین بیان کیے گئے ہین اور ادت کو ام الملائک کہتے ہین اور بارہ مہینے شمسی سال کے ان بارہ ملائک سے منسوب ہین۔

۲۲ موکلان ہوا کا نام ہے قول نیا جہا منقولہ ببرمنر اودوائے اور واسے تو۔

۲۳ پرتیس سے جم مراد ہے اور جم کے لفظی معنی ملک الموت ہین۔

۵ واسے تو مین اسان کا رنگ سپید لکھا ہے۔

۲۶ قول نیا جہا منقولہ ببرمنر اودوائے۔ وواسے تو۔

۲۷ قول نیا جہا منقولہ واسے تو۔

اور پربھاس۔

آدتیا کا ذکر۔

۱۰۔ اندر اور آسمان کے بیچ مین آدتیا کی جگہہ قائم کیجائے۔ آدتیا کے بارہ نام ہین۔ دھستا اور ارجم اور متر اور برن اور انس اور بھاگ اور اندر اور بیاسوان اور پکش اور پرجن اور تشٹا اور بشن اور تشتا اولاد اکیہ اور بشن اولاد اصفرے ہین۔[1]

رودر کا ذکر۔

۱۱۔ دانشمندون کو چاہیے کہ رودرکو[2] اگنی کے پچھم کی طرف بٹھاوین اور رودر تعداد مین گیارہ ہین بیر بھدر اور شمبھو اور گریس اور گریس نہایت مشہور ہے اور اجیک پاد اور اہی اور بدھیا اور بپاک اور اپراجت اور بھوتا داشر اور کپالی اور کپالی کو دشام پت یعنی دلیش لوگون کا مالک بھی کہتے ہین۔ اور استہاز بھو[3]

---

[1] قول پنا مہا داے تو۔ پرانون مین یہ لکھا ہے کہ کاسپ اپنی زوجہ آدت سے ایک کلپ یعنے زمانۂ خاص مین بارہ آدتیا پیدا ہوئے اور انکے نام باستثناے بشن اور پرجن اور انس اور اندر کے اسماء مذکورۂ بالا سے مطابق ہین اور بجاے اُن چارون نام کے پرانون مین سرتا اور بدھاتا اور ساگر اور اُدرو کرم لکھے ہین اور دوسرے کلپ یعنی زمانۂ خاص مین سنگ بیٹی بسوکرما کی آدتیا سے بیاہی گئی اور چونکہ وہ اپنے شوہر کے جلال کی متحمل نہو سکی لہذا اُسنے اپنے باپ سے شکایت کی اور اُسکے باپ نے آدتیا کے بارہ ٹکڑے کر دیے اور ہر ٹکڑہ انمین کا سال کے ہر مہینے مین بصورت آفتاب نمودار ہوتا ہے۔ آدتیا ہردے مین لکھا ہے کہ آرن ماگھ کے مہینے اور سوریا ماہ پھاگن اور بید انگ ماہ چیت اور بھان ماہ بیساکھ اور اندر ماہ جیٹھ اور ربی ماہ اساڑھ اور گبھستی ماہ ساون اور جم ماہ بھادون اور سورن ریتا ماہ آسوج اور دیوکار ماہ کاتک اور متر ماہ اگھن اور بشن سناتن ماہ پوس مین بصورت شمس نمودار ہوجاتا ہے۔ وارڈ صاحب نے اپنی کتاب مین اس حکایت کو اور طور پر بیان کیا ہے۔

[2] شیو مین جو منجملہ صفات کے صفت نقدیری ہے اُسی سے رودر مراد ہے۔

[3] قول پنا مہا منقولۂ داے تو۔

ماتری کا ذکر۔

۱۲۔ پرلیس اور راکشس[1] کے بیچ مین ماتری کو ٹھایا جاوے اور ماتریون کے یہ نام ہین۔ براہمنی اور مہیشری اور کماری اور ویشنوی اور براہی اور مہندری اور چامنڈا اور اُنکے ساتھ انکے گن مشیر بھی ہوتے ہین"[2]

گنیش کا ذکر۔

۱۳۔ دانشمندون کو چاہیے کہ گنیش کو[3] نرت[4] کے شمال کی طرف ٹھاوین"

مارت۔

۱۴[5]۔ مارت کی جگہ برن کے شمال کی طرف بیان کی گئی ہے۔ مارت کے آٹھ نام ہین گگن اور سپارسن اور باؤ اور انل اور مارت اور پران اور پربن اور جیو"[5]

درگا کا ذکر۔

۱۵[6]۔ دانشمندون کو چاہیے کہ ترازو کے شمال کی طرف درگا کی ستائش و نیائش کرین اور ان دیوتاؤن مذکورۂ بالا مین سے ہر دیوتا کا نام جدا جدا لے کر اُسکی پرستش کی جاوے"[6]

---

[1] راکشس ایک قسم کے نفوس خبیثہ ہین اور اکثر شر و فساد کی طرف متوجہ رہتے ہین نہ ہمیشہ۔

[2] قول پتامہا منقولہ داسے تتو۔ آٹھ شکت کو ماتری یعنی مان کہتے ہین اور یہ آٹھ شکت آٹھ دیوتاؤن کی قوتین ہین اور اُنکو برہمی وغیرہ اسواسطے کہتے ہین کہ وے برہم اور اَور دیوتاؤن سے پیدا ہوئی ہین۔ بعض مقامات مین اُنکی تفصیل اس طور پر بیان کی گئی ہے یعنی براہمنی اور مہیشری اور اندری اور براہی اور ویشنوی اور کماری اور چامنڈا اور چارچکا اور بعض عالمون نے چامنڈا اور چارچکا کا نام ترک کر کے صرف سات نام ان روحانیات کے بیان کیے ہین مگر اُنھون نے کبیری کا نام مزید کیا ہے۔

[3] گنیش عقل و ذکا کا موکل ہے۔

[4] نرت عالم کے اُس حصہ کا موکل ہے جو سمت جنوب مائل بمغرب ہے۔ قول پتامہا منقولہ داسے تتو۔

[5] قول پتامہا منقولہ داسے تتو۔

[6] قول پتامہا منقولہ داسے تتو۔

عمل مین لانا لوازم پرستش کا۔

۱۶- پہلے دھرم کے نام پر لوازم پرستش ادا کرے یعنی ارگھ[1] چڑھانے کے بعد اور رسوم بجا لائے اور سب سے پیچھے پھولون کے ہار چڑھاوے اسکے بعد انگون کی پرستش شروع کرنی چاہیے اور ابتدا مین ارگھ دے اور اخیر مین پھولون کے ہار وغیرہ پہنا دے۔ بعد ازان خوشبودار چیزین اور سب کے بعد پرشاد چڑھاوے ۔[2]

پرستش کے دستور کا ذکر۔

۱۷- جب ترازو بیرقون اور جھنڈیون سے مزین کیجاے اُسوقت دھرم کی ستائش و نیائش یہ عمل پڑھ کر کرے۔ ایہی یعنی آئیے۔ بعد اسکے یہ منتر پڑھے۔ دھرم ارگھام پرکلپیامی نمہ۔ یعنی اس سنسکرت عبارت کے یہ معنی ہین کہ مین دھرم کو یہ ارگھ چڑھاتا ہون ارگھ چڑھانے کے بعد دھرم دیوتا کے پانون وغیرہ دھونے کے واسطے پانی چڑھایا جاوے اور پھر آچمن دے اور مدھوپارگ چڑھایا جاوے[3] اور دوبارہ آچمن دے کر اشنان یعنی غسل کرائے اور تب کپڑے اور جنیو چڑھاوے اور پھر آچمن دے اور بعد ازان کانک یعنی چھلا اور مکٹ یعنی تاج اور اَور اسباب آرائش دھرم کو چڑھاوے اور بعد اسکے وہ منتر پڑھے جسکے شروع کا لفظ پرانا د اور اخیر کا لفظ نمہ ہے اور اندر سے شروع کر کے درگا تک ہر ایک دیوتا کا نام درجہ بدرجہ لے کر ارگھ وغیرہ چڑھانے کے بعد لوازمہ آرائش اور خوشبودار چیزین اور پھول چڑھاوے اور گوگل جلا دے اور چراغ روشن کرے اور پھر پرشاد پیش کرے اور مثل دھرم کے اندر اور اَور دیوتاؤن کے نام پر خوشبودار چیزین وغیرہ حسب تصریح مذکور نذر کیجائین۔ ترازو کی پوجا کے واسطے خوشبودار چیزین اور پھول

---

[1] ارگھ سے یہ مراد ہے کہ پتے مین چانول اور کُشا گھاس ترکر کے سنکو با اُسی صورت کے کسی ظرف مین رکھے۔

[2] قول پتامہا منقولہ وا سے تو۔

[3] شہد اور دہی اور مکھن ملا کر دھات کے برتن مین رکھا جاتا ہے اور اُسکو مدھوپارگ کہتے ہین۔

سرخ رنگ کے ہونے چاہیئیں چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ وہ پہلے ترازو کی پوجا سرخ پھولون اور ہارون سے کرکے دہی اور کھیلین وغیرہ چڑھائی جائین اور پھر اور دیوتاؤن کی پوجا کیجائے ۔ چونکہ اندر اور اور دیوتاؤن کے باب مین کچھ تخصیص رنگ کی نہین کی گئی لہذا اُنکی پرستش مین ہر رنگ کے پھول استعمال مین لائے جاسکتے ہین یعنی سرخ یا اور کسی طرح کے پھول جو بہم پہونچ سکین ۔ حکم مذکورہ بالا پرستش کے باب مین ہے ۔

۱۸ ۔ مدرسوم مذکور بعد حاکم اعلی کے اہتمام سے ادا کیجائین ۔ چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ حاکم اعلی کو حسب طریقہ معینہ کے جملہ دیوتاؤن کی پرستش کرنی چاہیے اور صفات اُسکی ذیل مین لکھی جاتی ہین کہ وہ برہمن ہو اور بید اور بیدانگ اور عقائد مذہب سے جیسا کہ سمرتی مین حکم ہے ماہر ہو اور سلیم اور حلیم الطبع اور راستی شعار اور طاہر اور لائق اور نیک کردار اور فیاض ہو اور اُسکو لازم ہے کہ برت رکھے اور غسل کرکے اور لباس پاک پہن کر رسوم مذکور ادا کرے ۔

> در صفات حاکم اعلی کہ باہتمام او این رسوم ادا شود

۱۹ ۔ ترازو کے چارون طرف زنگ یعنی پروہت بیٹھ کر ہوم کرین اور ہوم مین لوگ اگن سے یعنی اُس آگ سے جو روزمرہ کام مین آتی ہے کیا جاوے چنانچہ اس باب مین یہ بیان ہے کہ وہ جو لوگ بید سے واقف ہون ترازو کے چارون طرف ہوم

> لوگا اگنی کا محتر کرنا چاہیے ۔

ے قول بتیا بہا شقولہ داسے تو ۔

ے رادھاکنت دیب نے اپنی سنسکرت کی فرہنگ مین یہ لکھا ہے کہ اگن دھرم کی زوجہ بسو سے پیدا ہوا اُسنے سوہا سے بیاہ کیا اور اُسنے پاوک اور پربان اور سوچ پیدا ہوئے جسکے فرزند مین اگن کی زوجہ بسو دھارا سے درونیک وغیرہ پیدا ہوئے اور ۴۹ ۔ اگن درونیک اور اگن کی اور بیبیون کے صلب سے پیدا ہوئے ۔ اور اگن تعداد مین ۴۹ ۔ ہین خاص مراسم مذہب کے انجام مین اگن کی ستائش و نیائش مختلف نامون سے کیجاتی ہے مثلاً جو ہوم کہ درباب امور دنیوی یعنی نقل مکان و تعمیر وغیرہ رسوم کے وقت کیا جائے اُسکو پاوک کہتے ہین اور علی ہذا القیاس ۔

کرین اور ہوم مین اجھ یعنی گھی اور پایس یعنی کھیر اور سمد یعنی چھوٹی چھوٹی شاخین بعض قسم کے درختون کی جلائی جائین۔ ہوم کے وقت وہ منتر پڑھا جاسے جس کے شروع مین لفظ ساوتری اور پراسے اور اخیر مین سوا ہا ہے ساوتری اور گایتری کہکر پھر وہ گایتری پڑھے جسکے شروع مین پراسے اور اخیر مین سوا ہا ہے اور ایک سو آٹھ دفعہ اجھ یعنی گھی اور چرو یعنی کھیر اور سمد ہوم مین چڑھائے اس قول کے یہی معنی ہین۔

منتر پڑھکر الزام کا ذکر کاغذ پر لکھا اور ملزم کے سر پر رکھا جاسے

۲۰- بعد اختتام پرستش دیوتاؤن کے جسکا اخیر عمل ہوم ہے ایک کاغذ بابت الزام اُس شخص کے مرتب کیا جاسے جسکی نسبت تصدیق غیبی کا عمل وقوع مین آنے والا ہو اور کاغذ مذکور ملزم کے سر پر رکھا جاسے اور اُسوقت ایک منتر پڑھا جاسے چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ جس امر کا الزام ملزم کی نسبت لگایا گیا ہو وہ منتر پڑھکر ایک کاغذ پر تحریر ہو اور کاغذ ملزم کے سر پر رکھا جاسے[2] اور وہ منتر یہ ہے کہ وہ اسے سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور آسمان اور زمین اور پانی اور دل اور دن اور رات اور صبح و شام کی شفق انسان کے افعال سے واقف ہو[3]

رسوم مذکور بصدر جملہ قسم کے عملیات تصدیق غیبی سے متعلق ہین۔

۲۱- یہ کل رسوم جسکے شروع مین دھرم کی ستائش و نیائش کرنی اور اخیر مین ملزم کے سر پر نوشتہ الزام رکھنے کا حکم ہے جملہ قسم کے عملیات تصدیق غیبی سے متعلق ہین چنانچہ اس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ کل رسوم تصدیق غیبی کے جملہ طریقون کی نسبت عمل مین آئین اور دیوتاؤن کی ستائش و نیائش بھی اسی طور پر کیجاسے[4]

عمل جو حاکم اعلی کو کرنا چاہیے

۲۲- بعد ادا کرنے مراسم مذکورہ بالا کے حاکم اعلی کو چاہیے کہ عمل مندرجہ ذیل پڑھکر

[1] وراسے متو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

[4] ایضاً۔

ترازو کی ستائش و نیائش کرے یعنی ؎ جو شخص منتر جانتا ہو اُسکو چاہیے کہ بموجب طریقۂ معینہ کے ترازو کی طرف مخاطب ہو کر عمل پڑھے ؎ مفہوم اس عبارت کا کہ ؎ جو شخص منتر جانتا ہو ؎ یہ ہے کہ منتر کے مدعا سے واقفیت رکھتا ہو اور وہ منتر یہ ہے کہ ؎ اے ترازو تجھکو برھما نے واسطے انکشاف حقیقت بدکارون کے پیدا کیا اور تجھکو دھٹ اسواسطے کہا کہ دھا کے معنی یہ ہین کہ تو دھرم کی مورت ہے اور ٹا کا مفہوم یہ ہے کہ تو بدکارون کی پکڑنے والی ہے اور اُنکے افعال کو منکشف کرتی ہے۔ تو ہی صرف اُن حالات کو جانتی ہے جنکو فانی مخلوق نہین جان سکتی۔ یہ شخص اپنے تئین اس اتہام سے بری کیا چاہتا ہے جسمین وہ متہم ہے اور تو ہی بوجہ اپنی نیک نہادی کے اُسکو اس مشکل سے نجات دینے کی مجاز ہے ؎

جس شخص کی نسبت تصدیق غیبی کا عمل ہونیوالا ہو اُسکو بھی چاہیے کہ قبل تولے جانے کے ترازو کی ستائش و نیائش کرے۔

۲۳ - جس شخص کی صداقت امتحان پیش ہو اُسکو چاہیے کہ جو عمل سابق مین لکھا گیا ہے اُسکو ترازو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھے ؎ اور بعد اسکے حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ شخص مذکور کے سر پر کاغذ الزام رکھکر اُسکو بموجب اُسی طریقہ کے کہ جسطور پر وہ پہلے ترازو مین بٹھایا گیا تھا پھر بٹھاوے چنانچہ اس باب مین یہ کہا گیا ہے کہ ؎ جس شخص کے سر پر الزام تحریری رکھا جاوے اُسکو ترازو مین پھر بٹھانا چاہیے۔

تولنے کی مدت۔

۲۴ - شخص مذکور پلڑے مین بٹھائے جانے کے بعد کامل پانچ بناری تک اُسمین رہے اور واسطے شمار اس مدت کے علم ہیئت کے عالم مامور کیے جائین چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ ؎ جو برہمن کہ علم ہیئت مین خوب دخل رکھتے ہین شمار وقت کے واسطے مامور کیے جائین اور وے مدت امتحان یعنی پانچ بناری کا حساب کرین ؎ جتنے عرصہ مین

ؔ ودا سے تتو۔

ؔ ودا سے تتو اور بیر متر اودا ئے۔

ؔ دفعہ اول اس فصل کی ملاحظہ کیجاے۔

ؔ ودا سے تتو و بیر متر اودائے۔

ؔ ودا سے تتو۔

ایسے دس حرف کہے جائیں جنکا تلفظ بتفالت ادا ہو اُس عرصہ کو پران کہتے ہیں اور چھ پران کو ایک بناری کہتے ہیں چنانچہ اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جسقدر عرصہ میں کہ دس نفیس المخرج حروف کہے جائیں وہ پران کہلاتا ہے اور چھ پران کی ایک بناری ہوتی ہے"[۱] ساٹھ بناری کا ایک گھنٹا ہوتا ہے اور ساٹھ گھنٹے کا ایک دن رات اور تیس[۳] دن کا ایک مہینا۔

واسطے تنقیح جرم یا بیگناہی کے کسطرح کے شخص مقرر کیے جائیں۔

۲۵۔ راجہ کو چاہیے کہ ظاہر شخصوں کو مدت مذکور میں واسطے تنقیح جرم یا بیگناہی ملزم کے تجویز کرے اور وے اُسکے گنہگار یا بیگناہ ہونے کی نسبت رائے دیں چنانچہ اس باب میں پتامہا نے یہ لکھا ہے کہ "برہمن گواہی کے واسطے نہایت موزون ہیں اور جو برہمن کہ سچ بولیں اور مقدمہ کی اصل حقیقت بیان کریں اور عالم اور ظاہر اور لالچی ہون راجہ کی طرف سے ادائے شہادت کے واسطے مقرر کیے جائیں اور اُنکو چاہیے کہ راجہ کے روبرو ملزم کی گنہگاری یا بیگناہی کی کیفیت بیان کریں"[۲]

قاعدہ درباب تنقیح امر مذکور کے۔

۲۶۔ قاعدہ درباب تنقیح گنہگاری یا بیگناہی کے اس طور پر بیان کیا گیا ہے کہ "اگر وہ شخص جو تولا جائے اوپر کی طرف اُٹھ جائے تو بیگناہی اُسکی بلاشک ثابت ہے اور اگر دونوں پلڑے مساوی ہو جاویں یا ملزم کا پلڑا نیچا ہو جائے تو وہ گنہگار ہے"[۳]

استثناء۔

اس قاعدہ کی نسبت پتامہا کے قول میں استثناء واقع ہوا ہے کہ "جرم خفیفہ میں ترازو کے پلڑے مساوی ہو جاتے ہیں اور جرم سنگین کی صورت میں شخص ملزم نیچا ہو جاتا ہے"[۴]

استثناء کی توضیح۔

۲۷۔ حاصل اس قول کا یہ ہے کہ اگرچہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے یہ متحقق

---

[۱] دواسے تتو۔

[۲] ایضاً۔

[۳] ایضاً۔

[۴] ایضاً۔

نہین ہوسکتا کہ جس امر کی بابت الزام قائم ہوا ہے وہ خفیف ہے یا سنگین لیکن اگر جرم صرف ایک ہی مرتبہ اور بلا عمد سرزد ہو تو ایسی صورت مین وہ خفیف متصور ہوگا اور اگر بتکرار اور عمداً صادر ہو تو ایسی حالت مین اُسے سنگین کہتے ہین اور بلحاظ اسی صورت کے قاعدہ درباب جرمانہ اور سزا جرم خفیف اور سنگین سے مشخص ہوسکتا ہے۔

جرم کی تنقیح کا ذریعہ

۲۸- جس صورت مین کہ کچھ یا مثل اُسکے کوئی اور شے بلا کسی سبب کے جو بین اور قابل احساس ہو شق ہو جاے یا ٹوٹ جاے تو اثبات جرم لازم آتا ہے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "اگر کچھ ٹوٹ جاے یا ڈنڈے اور پلڑے شکستہ ہو جائین یا کرگٹ یا رستیان یا اچھ ٹوٹ جاے تو مجرم پر جرم ثابت ہوتا ہے" [۱]

قول متذکرہ بالا کے الفاظ کی شرح-

۲۹- کچھ رسی کی گانٹھ کو کہتے ہین جو پلڑے کے نیچے ہو اور کرگٹ اُن آنکڑون کو کہتے ہین جو مثل بینڈھے کے سینگ کے ڈنڈی کے ہر جانب لگے ہون اور انہین رستیان لگائی جائین اور اچھ سے ڈنڈی مراد ہے جو دو ستونون پر قائم کی گئی ہے اور جس سے پلڑے لٹکتے ہین اگر یہ چیزین کسی ظاہری سبب سے ٹوٹ جائین تو شخص ملزم کو مکرر ترازو مین بٹھانا چاہیے اس باب مین قول یہ ہے کہ "اگر رستیان یا اور کوئی جزو ترازو کا ٹوٹ جاے یا شق ہو جاے تو ایسی حالت مین شخص ملزم مکرر بٹھایا جاے گا" [۲]

ترازو کے ٹوٹنے کی ظاہری صورت- جن شخصون سے کہ ادا ے رسوم کا اہتمام متعلق ہو انکے حقوق کا ذکر-

۳۰- بعد ان مراسم کے راجہ کو چاہیے کہ ترنک اور پروہت اور اچارج کو جو اس طرح کی رسوم ادا کرائین انکا حق دے [۳] "جو راجہ ایسے کام کرے اُسکو نہایت خوشی و آسودگی اور بڑی شہرت حاصل ہوگی اور وہ مثل برھما کے

[۱] داے تتو-

[۲] ایضاً-

[۳] ایضاً-

ہو جاے گا ۔

۳۱۔ اگر راجہ کو یہ منظور ہو کہ ترازو حسب مذکورۂ بالا آیندہ کام آنے کے واسطے بحالت اصلی قائم رہے تو اُسکو چاہیے کہ ایک مکان جسمین دروازہ وغیرہ ہون جہان ہوا دے تاکہ کوئی اور جانور اُسمین نہ جاسکین اور اس باب مین یہ قول ہے کہ وہ راجہ ایک بڑا اور اونچا اور سفید مکان ترازو کے واسطے تعمیر کرائے اور وہ ایسے مقام پر واقع ہو جہان کتون اور چنڈالون اور کوّون سے محفوظ رہے اور مکان مذکور مین لوگ پال یعنے موکلان عالم ہر چہار طرف رہین اور اُنکی پرستش دن مین تین مرتبہ ہوا کرے اور اُنکو خوشبودار چیزون اور پھول اور صندل چڑھایا جاے وہ مکان دروازہ دار بنوایا جاے اور اُسمین تخم رکھے جائین اور نوکر حفاظت کے واسطے مقرر ہون اور وہان مٹی اور پانی اور آگ ہمیشہ موجود رہے اور تخم سے جو اور چانول وغیرہ مراد ہے ۔ ترازو کے تصدیق غیبی کا ذکر اس طور پر کیا گیا ہے جیسا اوپر بیان ہوا ۔

> اگر راجہ کو یہ منظور ہو کہ ترازو آیندہ بھی کام مین آوے تو اُسکی صورت مین چند طرح کی احتیاط لازم ہے ۔

فصل تیسری

تصدیق غیبی کا طریقہ جو آگ سے متعلق ہے

۱۔ ترازو کے طریقہ کے بعد آگ کا طریقہ ہے اب اُسکا ذکر کیا جاتا ہے ملزم کو چاہیے کہ اپنے ہاتھون مین چانول مل کر سات پتے اشونا کے رکھ کر اُنکو اسی قدر دھاگون سے باندھے ذکر تصدیق غیبی کے آغاز مین قواعد عام منضبط ہوے ہین اور ترازو کے عمل کے واسطے قواعد خاص لکھے گئے ہین اور

> ذکر اُن رسوم کا جو آگ کے طریقہ سے متعلق ہین

ملہ دیاے تتو ۔

ملہ قول جاگبلک منقولہ دیاے تتو اور بیر مترودے ۔

ان قواعد خاص کی ابتدا دھرم کی ستائش ونیائش اور انتہا ملزم کے سر پر الزام تحریری کا رکھنا ہے اور جو کچھ کہ اس محل پر بیان کیا جائے گا وہ بالخصوص آگ کے طریقہ سے متعلق ہے۔

چانول تولنے کا طریقہ

۲ ”چانول تلنے“ سے یہ مراد ہے کہ ملزم اپنے ہاتھوں کو چانول کے آٹے سے صاف کرے اور جن مقامات پر خال اور داغ اور مسّے اور نشان زخم اور زخم وغیرہ ہوں انپر مہاور یا اور کسی شئے سے نشان کر دیا جائے چنانچہ نارد نے اس باب میں یہ قرار دیا ہے ”کہ ہاتھ میں جس جگہ خراش و جراحت ہو انپر سیندور کا نشان کر دیا جاوے“ ۱ بعد اسکے ملزم کے کف دست پر سات پتّے اشوتا کے رکھے جائیں اور یہ امر اس قول سے کہ ”وہ ہتیلی کو اشوتا کے سات پتوں سے جو آپس میں برابر ہوں ڈھک دے“ واضح ہے ۲ بعد اسکے چاہیے کہ پتوں کو ہاتھوں کے ساتھ اُتنے ہی دھاگوں سے باندھیں جتنے اشوتا کے پتّے ہوں یعنی سات دھاگوں سے۔ اور یہ ضرور ہے کہ یہ سات دھاگے سفید رنگ کے ہوں چنانچہ یہ امر نارد کے قول سے واضح ہے اور وہ یہ ہے ”کہ ملزم کے ہاتھوں کو سات سفید رنگ کے دھاگوں سے باندھیں“ ۳ بعد اسکے سات پتّے سمّی اور سات تنکے ہری دُوب کے اور کچے چانول وہی میں ملے ہوئے اشوتا کے پتوں پر رکھے جائیں۔ چنانچہ اس باب میں یہ قول ہے کہ ”سات پتّے پیپل اور سات پتّے سمّی اور کچے چانول اور سات ہرے تنکے دُوب گھاس کے اور دہی ملے ہوئے چانول رکھے“ ۴ اور پھول بھی رکھے جائیں کیونکہ یہ امر پتامہا کے قول سے

۱ داسے تتوا اور پیر متر اودا ئے۔
۲ پیر متر اودا ئے۔
۳ داسے تتوا اور پیر متر اودا ئے۔
۴ داسے تتو۔

واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ ملزم کے ہاتھون پر سات پتے پیپل کے اور چانول اور پھول اور دہی رکھ کر دھاگون سے باندھین۱؎

۲۔ اس قول کا یہ مضمون ہے کہ وہ جس شخص کے ہاتھون پر لوہے کا گرم دہکتا ہوا گولہ رکھا جاے اور اُسکے ہاتھون پر سات پتے آرکھ یعنی آکھ کے لپیٹے گئے ہون اور وہ شخص ساتوین دائرہ تک نہ جلے تو وہ بے جرم متصور ہوگا،،۲؎ مفہوم اس قول کا یہ ہے کہ اگر اشوتھ کے پتے بہم نہو سکین تو آکھ کے پتے کام مین لائے جاوین اور اشوتھ کے پتون کو متبرک سمجھنا چاہیے کیونکہ پتامہا کے قول مین اُنکی عظمت بیان کی گئی ہے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ آگ پیپل کے درخت سے پیدا ہوتی ہے اور پیپل سب درختون سے متبرک ہے پس دانشمند کو چاہیے کہ پیپل کے پتے ہاتھون مین رکھے۳؎

اگر پیپل کے پتے بہم نہو سکین تو آکھ کے پتے لین۔

۴۔ اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص کی نسبت آگ کا عمل بہ نظر تصدیق غیبی ہونے والا ہو اُسکو آگ کی ستائش و ثنائش کس طور پر کرنی لازم ہے وہ اسے پاک کرنے والی آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر حاوی ہے۔ اے آگ تو مثل گواہ کے میری بے گناہی یا گنہگاری کی نسبت جو امر حق ہو بیان کر۴؎ یہ جو عبارت واقع ہوئی ہے کہ وہ اے آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر حاوی ہے، معنی اسکے یہ ہین کہ تو جملہ مخلوقات کے اجسام مین عام اس سے کہ وے بیضہ گزار یا شیر خوار یا حشرات الارض ہون یا جنکی تولید حرارت و رطوبت ہو داخل ہے اور تیری موجودگی سے ہر ایک کی غذا تیار ہوتی ہے اور لفظ وہ پاک کرنے والی" سے یہ مراد ہے کہ تو صفائی حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ اے آگ تو مبتلاء

جس شخص کی نسبت اس طریقہ تصدیق غیبی کا عمل ہونیوالا ہو اُسکو کسطور پر ستائش و ثنائش کرنی چاہیے۔

۱؎ واے تتو اور بیر متر اودائے۔

۲؎ بیو ہار میو کھ۔

۳؎ بیر متر اودائے۔

۴؎ واے تتو اور بیر متر اودائے۔

معیبت کی بیگناہی ثابت کر سکتی ہے تو مثل گواہ کے میری بیگناہی یا گنہگاری
کی صداقت ظاہر کر - اور اصل سنسکرت مین جو عبارت پن یا پاپ کی ہو واقع ہوئی ہے
یا اُس سے بیگناہی یا گنہگاری مراد ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ شخص ملزم آگ
کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہتا ہے کہ اے آگ تو میری مجرمیت یا غیر مجرمیت
کی صداقت کر -

ذکر اس امر کا کہ ملزم کو کس حیثیت سے کھڑا ہونا چاہیے -

۵ - لوہے کا گولہ تین مرتبہ گرم کیا جاے اور ملزم کے سامنے دست پناہ سے
پکڑ کر لایا جاے اور وہ اُس دائرے مین جو پچھم کی طرف ہو پورب کی جانب رُخ
کر کے کھڑا ہو پھر آگ کی طرف مخاطب ہو کر عمل پڑھے اور اس باب مین نارد کا قول
یہ ہے کہ وہ مصقل اور چمکدار لوہے کا گولہ تین مرتبہ اسقدر گرم کیا جاے کہ سُرخ
ہو جاے اور بعد اسکے ملزم راستی کی ذات خاص سے انکشاف حقیقت
کا ملتجی ہووے -

تصریح قول متذکرۂ بالا -

۶ - قول متذکرۂ بالا کے یہ معنی ہین کہ بنظر صاف کرنے لوہے کے لازم ہے
کہ گولہ تین مرتبہ آگ مین گرم پانی مین سرد کرین پھر اُسکو چمٹے سے پکڑ کر نکالین اور
وہ شخص جسکی نسبت تصدیق غیبی کا طریقہ وقوع مین آنے والا ہو وہ عمل پڑھے
جسکا اوپر ذکر ہوا ہے اور راستی کی ذات خاص سے ملتجی ہونے کا مفہوم یہ ہے
کہ راستی کی طرف ندا کرے -

ذکر ان ہوم کا جو حاکم اعلیٰ کو ادا کرنی چاہیئن -

۷ - حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ اُس آگ کو جو روزمرہ کے کام مین آتی ہو دائرہ ون کے
جنوبی گوشہ کی طرف گھی سے ہوم کرے اور ایک سو آٹھ مرتبہ عمل پڑھے - انکی یادی
سواہا - چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ آگ کی تسکین کے واسطے حاکم اعلیٰ ہوم
مین ایک سو آٹھ مرتبہ گھی چڑھا دیوے -

ذکر ستائش و نیائش کا جو حاکم اعلیٰ کو کرنی چاہیے -

۸ - حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ہوم کر کے اور لوہے کے گولہ کو ہوم کی آگ مین

مصداق است تو -

مد پوناہیو کراو پرستراو دائے -

ڈال کر سرخ کرے اور رسوم مذکورۂ بالا بجالاوے یعنی پہلے دھرم کی ستائش و نیایش اور اخیر میں ہوم کرے اور جب تیسرے مرتبہ گولہ گرم ہوجاے اُسوقت اس حرارت کی نسبت جو گولہ کے اندر ہو مخاطب ہوکر یہ عمل پڑھے کہ "اے آگ تو ہی چار بید ہے اور جملہ پرستشوں کا مدار تجھ پر ہے تو دیوتاؤن اور اُن اکابر کا جنکو دیوتاؤن کا رتبہ حاصل ہے منہ ہے اور تو جملہ مخلوقات پر حاوی ہے اور اسی وجہ سے نیک و بد جانتی ہے اور چونکہ تو گناہ سے پاک کرتی ہے اسی واسطے تو پاک کرنے والی موسوم ہے۔ اے پاک کرنے والی اپنا وجود دکھلا اور جرم کی صورت مین مشتعل اور بے گناہی کی حالت مین سرد ہو۔ اے آگ تو کل مخلوقات کی شاہد حال ہے۔ اے روحانیہ تو ہی وہ حال جانتی ہے جو اہل فنا نہین جانتے۔ یہ آدمی ایک اتہام مین ماخوذ ہے اور اپنی براءت چاہتا ہے پس تو ہی اس قابل ہے کہ اسکو اس وقت سے بصورت جائز نجات دے [1]"

۹۔ علاوہ اسکے وہ حاکم اعلیٰ اُس شخص کے ہاتھون پر جو متکلم ہوا ہو لوہے کا گولہ پچاس پل [2] کا صاف اور دہکتا ہوا رکھے" [3]۔ اُس شخص سے وہ آدمی مراد ہے جو طریقہ تصدیق غیبی پر عمل کرنے والا ہو۔ شخص متکلم سے وہ آدمی مقصود ہے جس نے وہ عمل پڑھا ہو کہ "تو اے آگ" الخ۔ پچاس پل سے مراد یہ ہے کہ وہ وزن مین پچاس پل ہو اور صاف سے یہ مقصود ہے کہ وہ مطلق کھردرا نہو اور سب طرف سے مدوّر اور مستقل ہو اور محیط اُسکا آٹھ انگل [4] ہونا چاہیے چنانچہ یہ امر پتا مہا کے قول سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ ایسا ہموار

طول عرض کیفیت اور سرخ کیے ہوئے گولہ کی جسکے ذریعے تصدیق غیبی کا عمل کیا جاے۔

[1] واسے تو اور بیرمترا ودائے۔

[2] سونے یا چاندی کا سکہ جو وزن مین چار کارش کا ہو۔

[3] قول جاگلبلک منقولہ دائے تو۔

[4] انگل ایک انگشت کے عرض کو کہتے ہین اور ایک انگل آٹھ جَو کا ہوتا ہے۔

اور صیقل گولہ بنایا جاوے جسکا محیط آٹھ انگل اور وزن پچاس پل ہو اور وہ آگ مین گرم کیا جاوے" اور دہکتے ہوئے سے یہ مراد ہے کہ وہ مثل آگ کے ہو جاوے" حاکم[۱] کو چاہیے کہ ملزم کے ہاتھوں کو اشوتہ کے پتے اور دہی اور دوب گھاس اور اور چیزون سے ڈھانک کر اوپر گرم گولہ رکھے -

ملزم کو سات دائرون پر پھرنا چاہیے -

۱۰ - بعد مراسم مذکورۂ بالا کے جو امر ہونا چاہیے اُسکا ذکر آیندہ کیا جاتا ہے "ملزم ہاتھون پر گولہ لینے کے بعد ٹھیک سات دائرون کے اوپر آہستہ آہستہ چلے"[۲] یعنی شخص مذکور کو چاہیے کہ لوہے کا دہکتا ہوا گولہ کف دست پر رکھکر سات دائرون کے بیچ مین ہو آگے دورہ کرے اور ٹھیک جو واقع ہوا ہے اُس سے واضح ہے کہ ہر دائرہ کے اندر قدم رکھے اور دائرون سے آگے پیچھے قدم نہ پڑین چنانچہ اس باب مین پتامہا کا یہ قول ہے "کہ نہ ملزم دائرہ سے قدم زیادہ بڑھاوے اور نہ قدم پیچھے رکھے"[۳]

دائرون کی مقدار -

۱۱ - اوپر بیان ہوا ہے کہ "ملزم ٹھیک سات دائرون کے اوپر آہستہ آہستہ چلے" اب یہ لکھا جاتا ہے کہ ہر دائرہ کسقدر اور دائرون کے بیچ مین کتنا فصل ہونا چاہیے دائرہ سولہ انگل کا[۴] ہونا چاہیے اور پچھلا او بیچ کا بھی دائرہ اسی قدر ہو" یعنی دائرہ پیمائش مین سولہ انگل ہو اور یہ جو تخصیص کی گئی ہے کہ ملزم سات دائرون پر پھرے اس سے مستنبط ہے کہ پہلے دائرہ سے آغاز رفتار ہوتا ہے اور علاوہ اسکے سات اور دائرہ اسی ناپ کے جسکا اوپر بیان ہوا ہے ہونے چاہئین چنانچہ نارد کی تصریحات جو اس باب مین ہین اُنمین یہ لکھا ہے کہ دو دائرون کے بیچ مین بتیس انگل کا فصل ہونا چاہیے اور اس حساب سے آٹھ دائرون مین دو سو چالیس انگل زمین پیمائش کے بموجب داخل ہوگی"[۵]

---

[۱] ہیوتا رہیو کو اور روایت تو اور بیرمتر اودے -

[۲] قول جاگیلک منقولہ وایت تو -

[۳] وایت تو -

[۴] قول جاگیلک منقولہ بیرمتر اودے -

[۵] بیرمتر اودے -

۱۲- قول مذکورۂ بالا کی شرح یہ ہے کہ پہلا دائرہ جس سے آغاز رفتار ہوتا ہے صرف سولہ انگل ہے اور بقیہ دائرون کے بیچ مین ایک دوسرے سے بتیس انگل کا فصل ہے اس حساب سے آٹھ دائرون کا فصل دو سو چالیس انگل ہوتا ہے اور لفظ انگل جو اس محل پر اصل سنسکرت مین واقع ہوا ہے اُس سے پیمائش انگشتی مراد ہے اور ترکیب اس لفظ کی صرف و نحو سنسکرت کے قاعدہ پر مبنی ہے۔

توضیح قول مذکورہ بالا

۱۳- لیکن اس عمل مین بعد بنانے پہلے دائرہ کے جو سولہ انگل ہو بقیہ سات دائرون یعنی قطعات زمین سے منجملہ جنکے ہر دائرہ یا قطعہ مع فصل مابین ایک دوسرے کے تین انگل کا ہو فصل مذکور کی سطح چھوڑ دیجاے پھر ان دائرون کے اندر جنمین سے ہر دائرہ سولہ انگل ہوگا اور سات دائرے بنائے جائین اور ان اندرونی سات دائرون کی سطح اُس شخص کے پانون کے برابر ہوگی جو انپر چلنے والا ہو چنانچہ اس باب مین جاگبلاک کا یہ قول ہے کہ "یہ دائرہ بقدر اُسکے پانون کے بنایا جاے"[1]

تیسوں دائرون کے اندر چھوٹے دائرے بنائے جاوین۔

۱۴- پتامہا نے یہ لکھا ہے کہ وہ عالم اعلی کو چاہیئے کہ آٹھ دائرے بناوے اور بعد نوان- پہلا دائرہ اگن اور دوسرا برن اور تیسرا ہوا اور چوتھا جم اور پانچوان اندر اور چھٹا کبیر اور ساتوان سوم اور آٹھوان سادت اور نوان کل دیوتاؤن کے نام سے منسوب ہوگا- یہ امر دانشمندون کی راے مین قرار پایا ہے- اور اُنھون نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک دائرہ سے دوسرے دائرے تک بتیس انگل کا فصل ہونا چاہیے اور اس حساب سے آٹھ دائرون مین دو سو چھپن انگل زمین از روے پیمائش کے ہوتی ہے علاوہ ان آٹھ دائرون کے ایک اور دائرہ بنایا جاے اور سطح اُسکی اُس شخص کے پانون کے برابر ہونی چاہیے جو اُسپر چلے اور جیسا شاستر مین حکم ہے ہر دائرے کے اندر کشا گھاس بچھائی جاے[2] ان قولون سے یہ واضح ہے کہ باستثناء نوین دائرہ کے جو جملہ دیوتاؤن سے منسوب ہے اور جسکی ناپ کی نسبت کچھ تخصیص

دائرون کی تفصیل بموجب قول پتامہا کے۔

[1] قول جاگبلک منقولہ بیوہار میوکھ اور ویرمتر اودے اور دتّک درپن۔

[2] بیوہار میوکھ و ویر متر اودے۔

نہین کی گئی ہے آٹھ دائرون کی سطح مع اُس زمین کے جو اُنکے مابین بقدر سولہ انگل کے واقع ہے دو سو چھپن انگل ہوتی ہے لیکن چونکہ صرف سات دائرون چلنا ہوتا ہے لہذا پہلا دائرہ جسمین ملزم کھڑا ہوتا ہے اور نیز نوان دائرہ جسمین وہ گرم گولہ پھینکتا ہے شمار سے خارج ہے اور اسی جہت سے اقوال متذکرہ بالا مین کچھ اختلاف متصور نہین ہے۔

اصطلاحات پیمائش کی تفصیل

۱۵- انگل یعنی انگشت کے عرض کی پیمائش اس طور پر ہے کہ آٹھ جو کا ایک انگل ہوتا ہے اور بارہ انگل کا ایک تبست یعنی بالشت اور دو بالشت کا ایک ہست یعنی ہاتھ اور چار ہاتھ کا ایک ڈانڈ اور دو ہزار ڈانڈ کا ایک کوس اور آٹھ ہزار کوس کا ایک جوجن یعنی اسکے اسی طور پر سمجھے جائین۔

اگر ہاتھ جلے تو ملزم مجرم متصور ہوگا۔

۱۶- اگر یہ سوال کیا جاے کہ بعد طے کرنے سات دائرون کے کیا ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ "اگر ملزم کے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملا گیا ہو اور وہ گرم گولہ کو چھوڑ دے اور ہاتھ اسکا نہ جلے تو وہ بری ہوگا" یعنی ملزم کے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملا جاے اور وہ آٹھوین دائرے مین کھڑا رہے اور دہکتے ہوے گولے کو نوین دائرے مین پھینک دے اور دونون ہاتھ اسکے نہ جلین تو وہ قابل براءت ہے اور اگر اسکے ہاتھ جل جائین تو وہ مجرم ہے یہی امر صحیح ہے۔

اگر ملزم کا کوئی اور مقام جل جاے تو وہ مجرم نہوگا

۱۷- اگر ملزم پر خوف سے لرزہ طاری ہو اور اس کیفیت مین سواے ہاتھون کے اور کوئی مقام جلجاے تو وہ ایسی صورت مین مجرم نہین ہے چنانچہ اس باب مین کاتیائن نے یہ لکھا ہے کہ "اگر شخص ملزم بخوف کانپنے لگے اور اس حالت مین سواے مقام خاص کے کوئی اور جگہہ جلجاے تو دیوتاؤن کے نزدیک ایسے امر پر جلنے کا اطلاق نہوگا۔ اور ایسے شخص سے حاکم اعلی تصدیق غیبی کا عمل دوبارہ کرائے گا اور اگر گولہ راہ مین گر جاے یا کسی طرح کا شک واقع ہو تو بھی ملزم گولہ دوبارہ ہاتھ مین لیوے" سے

سلہ واسے تو۔

سلہ قول جاگبلک منقولہ داسے تو۔

۱۸-اگر شخص ملزم سے بحالت رفتار مین راہ مین یا آٹھوین دائرہ سے گولہ اس طرف
گر جاوے یا جلنے اور نہ جلنے کے باب مین شک ہو تو ایسی حالت مین ملزم گولہ دوبارہ
ہاتھ مین لے - چونکہ اس محل پر بیان ہوا وہی استنباط معنی ہے -

اعادہ رسوم مذکورہ بالا -

۱۹-اس مقام پر رسوم کا اعادہ بطور مختصر کیا جاتا ہے - حاکم اعلی کو چاہیے کہ دو روز
قبل روز عمل کے بھوت شدی سے فراغ حاصل کرے اور ایک روز پہلے بموجب طریقہ
معینہ شاستر کے دائرہ بناوے - بعد ازان اُن چھوٹے دیوتاؤن کی پرستش کرے
جن سے ہر دائرہ منسوب ہو اور پھر آگ روشن کر کے شانتی ہوم یعنی وہ عمل کرے جس سے
تسکین حرارت ہو - بعد اسکے لوہے کے گولے کو آگ مین رکھکر دھرم کی ستائش و نیایش
اور جملہ دیوتاؤن کی پرستش وغیرہ کر کے اخیر مین ہوم کرے اور جس شخص سے
تصدیق غیبی کا عمل کرانا منظور ہو اُسکے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملے اور اُس سے
برت کرایا جاوے اور اُسکو غسل کرا کے گیلے کپڑے پہنے ہوے اُس دائرے مین کھڑا رکھے
جو ٹھیک مغرب کی جانب ہے اور ایک کاغذ مین دفعات الزام تحریر کرے اور ایسے
منتر پڑھکے جو اس رسم کے واسطے مخصوص ہین کاغذ مذکور کو اُسکے سر سے باندھ دے
بعدہ حاکم اعلی آگ کو مشتعل کر کے اُسکی ستائش کرے اور لوہے کے دہکتے ہوے
گولے کو دست پناہ سے پکڑ کر آگ سے باہر نکالے اور جب شخص ملزم اُسکی پرستش کر چکے
اُسوقت وہ گولہ اُسکے ہاتھون پر رکھا جاوے - اگر ملزم ساتون دائرون سے گذر کے
گولہ کو نوین دائرہ مین پھینک دے اور اُسکا ہاتھ نہ جلے تو وہ بیگناہ تصور کیا جاوے گا آگ
کے عمل سے یہی قاعدہ متعلق ہے -

فصل چوتھی

تصدیق غیبی کا وہ طریقہ جو پانی سے متعلق ہے

ذکر اُن رسوم کا جو اُس طریقہ سے متعلق ہین -

۱-اب اُس تصدیق غیبی کے طریقہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو پانی کے ذریعہ سے

عمل مین آئے - ملزم کو چاہیے کہ یہ عمل پڑھے یعنی "اے برن تو امرحق کا انکشاف کرکے مجھے بری کر" بعد اسکے پانی مین جاکر اُس شخص کا زانو جسکا جسم پانی مین ناف تک ڈوبا ہو پکڑے ¹

۲ - عمل پڑھنے کے باب مین جو عبارت ہو پر واقع ہوئی ہے اُسکا مفہوم یہ ہے کہ پانی کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہے کہ "اے برن تو امر راست ظاہر کر تاکہ میری نجات ہو" بعد اسکے ملزم کو چاہیے کہ اُس شخص کا زانو پکڑکے پانی مین جاوے یعنی غوطہ لگاوے جو ناف تک عمیق پانی مین کھڑا ہو -

توضیح قول مذکورۂ بالا -

۳ - برن کی پرستش کے بعد عمل مذکور الصدر پڑھنا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ طہارت کے بعد پہلے برن کی پوجا کرے اور خوشبودار چیزین اور پھولون کے ہار اور سرابھی یعنی اشیاے مطیبہ اور شہد اور دودھ اور گھی وغیرہ چڑھاوے" سب پہلے دھرم اور اور دیوتاؤن کی ستائش و نیائش کیجاے اور پھر ہوم کرکے اور ملزم کے سر پر بذریعہ عمل معمولی کے الزام تحریری رکھکر برن کی پرستش کیجاے یہی قاعدۂ عام تصدیق غیبی کے جملہ طریقون سے متعلق ہے -

بعد ادا ے رسوم معینہ برن کی پرستش کیجاے -

۴ "اے پانی تو جملہ مخلوقات کی زیست کا باعث ہے تیرا وجود ابتدا ے آفرینش سے ہے تو جملہ مخلوق ذی روح و غیر روح کا پاک کرنے والا ہے پس تجھکو چاہیے کہ تو اپنی صفت اصلی دربابِ انکشاف نیکی اور بدی کے ظاہر کر" ² جب حاکم اعلیٰ پانی کی طرف مخاطب ہو کر عمل مذکور الصدر پڑھچکے اُسوقت وہ شخص جس سے تصدیق غیبی کے طریقہ کا عمل کرایا جاے پانی کی طرف اسطرح ملتجی ہو کہ "اے برن تو امر حق کا انکشاف کرکے مجھے بری کر" ³

حاکم اعلیٰ کو کسطور پر نیائش کرنی چاہیے

ملزم کو کیا عمل پڑھنا چاہیے -

¹ قول پتامہ منقولۂ داے تتو اور بیادیتند پر لیکن بیوہار میوکھ مین بطور قول بیاس کے لکھا ہے -

² قول نارد منقولۂ داے تتو اور بیادیتند پر اور بیوہار میوکھ -

³ قول پتامہا منقولۂ داے تتو اور بیادیتند پر -

⁴ اس فصل کی دفعہ ۱۰ ملاحظہ کیجاے -

تفصیل اُن مقامات آبی کی جو اس عمل کے لیے موضوع ہین۔

۵۔ نارد نے اُن مقامات آبی کی تفصیل بیان کی ہے جو اس عمل کے لیے موضوع ہین وہ یہ عمل ندی یا سمندر یا بحیرہ یا تالاب یا چشمہ کوہی یا آبگیر یا چشمہ کے اندر کیا جاے۔[1] اور پتاماہا نے اس باب مین یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ وہ ملزم ایسے پانی مین غوطہ لگاوے جو ٹھہرا ہوا ہو اور نہ بہت عمیق ہو نہ کم گہرا اور اُس مقام پر گھاس اور اشجار آبی اور جونکین اور مچھلیان نہون اور حاکم اعلی کو چاہیے کہ تصدیق غیبی کا عمل اُس پانی سے کرائے جو کوہی چشمون مین جمع ہو نہ خزانہ آب اور نہ اُس دریا مین جسکا پانی تیزی کے ساتھ روان ہو بلکہ یہ عمل ایسے پانی مین کیا جاے جسمین کیچڑ اور تموج نہو۔[1]

لفظ خزانہ آب کے معنی۔

۶۔ لفظ خزانہ آب سے یہ مراد ہے کہ کسی تالاب یا چشمہ وغیرہ سے پانی تانبے یا کسی اور شے کے حوض مین لایا جاے۔

جو شخص پانی مین کھڑا رہے اُسکو چاہیے کہ ایک ستون چوبی ہاتھ مین رکھے۔

۷۔ جو شخص ناف تک پانی مین کھڑا رہے اُسکو چاہیے کہ ایک دھرم ستون یعنے ستون متبرک ہاتھ مین رکھے اور رُخ اپنا پورب کی طرف کرے اور وہ ستون ایسے درخت کی لکڑی سے بنایا جاے جو اوس پرستش کے واسطے موضوع ہو چنانچہ یہ امر اس قول سے ظاہر ہے کہ وہ ستون متبرک ہاتھ مین رکھکر اور پورب کی جانب رُخ کرکے پانی مین کھڑا رہے۔[2]

بیگناہی کے دریافت کرنے کا طریقہ۔

۸۔ یہ سوال کیا گیا ہے کہ بعد اسکے کیا کرنا چاہیے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ غوطہ مارنے کے وقت ایک تیر کمان سے سر کیا جاے اور اُسکے اُٹھانے کے واسطے ایک تیز رفتار دوڑے اور تا واپس آنے پیک کے اگر ملزم پانی کے اندر ڈوبا رہے تو وہ قابل برات ہوگا۔[3]

تشریح۔

۹۔ جسوقت ملزم پانی مین غوطہ مارے اُسوقت ایک قوی شخص کمان سے تیر سر کرے اور دوسرا شخص جو تیز رفتار ہو اُس مقام پر جاوے جہان تیر گرے

---

[1] بجا ذ منڈیو۔

[2] وداے تتو۔

[3] بیوہار میوکھ۔

اور اُس تیر کو اٹھا لاوے اور اگر اٹھالانے کے عرصہ تک وہ شخص ملزم کو پانی مین ڈوبا ہوا پاوے تو ملزم مستحق رہائی ہوگا۔

ذکر ایک اور طریقہ کا

۱۰- اس باب مین یہ طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بعد سر ہونے تیرون کے ایک قوی اور تیز رفتار شخص اُس مقام پر جہان دوسرا تیر گرا ہو جاوے اور تیر کو اٹھا کر اُسی جگہ کھڑا رہے سوا اُس شخص کے ایک اور تیز رفتار و مضبوط آدمی اُس لکڑی کے پاس کھڑا رہے جو نشان کے واسطے قائم کیجاے اور جہان سے تیر سر ہو اور جب یہ دونون شخص اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوجائین اُسوقت ایک تیسرا شخص اشارۃً تالی بجاوے اور بفور اس اشارہ کے وہ شخص جس سے اس طریقہ تصدیق غلیبی کا عمل کرایا جاے پانی مین غوطہ لگائے اور اُسی وقت وہ شخص جو نشان کی لکڑی کے پاس کھڑا ہو اُس مقام پر بھاگ کے جاوے جہان دوسرا تیر گرا ہو اور جب وہ وہان پہونچ جاے تو دوسرا شخص جسنے ابتدا تیر اٹھایا تھا نشان کی لکڑی پاس آجاے اور اگر شخص موخر الذکر اُس مقام پر پہونچ کر ملزم کو پانی مین ڈوبا ہوا نہ پاوے تو ملزم قصوروار قرار دیا جاے گا چنانچہ پتیامہانے اس امر کو بصراحت بیان کیا ہے۔

ذکر اس طریقہ کا بقول پتیامہا کے

۱۱- یہ ضرور ہے کہ جسوقت ملزم پانی مین غوطہ لگائے معاً ایک پیک تیز رفتار بھی دوڑے یعنی شخص مذکور اُس مقام سے جہان کہ نشان کی لکڑی نصب کی گئی ہو ہدف تیر تک جاوے بعد اُسکے دوسرا پیک تعجیل کے ساتھ دوسرا تیر لے آوے یعنے دوسرا شخص اُس جگہہ سے جہان نشان کی لکڑی قائم ہو اُس مقام پر جاوے جہان شخص اول گیا ہو اور اگر شخص ثانی جو تیر اٹھا لاوے واپس آنے تک ملزم کو پانی سے باہر نہ دیکھے بلکہ اُسمین بالکل غرق پاوے تو بیگناہی تسلیم کی جائے گی" ؎

؎ داسے تتو۔

سپاہی تیز رفتار کی تعریف۔

۱۲۔ نارد نے پیک تیز رفتار کی یہ تعریف لکھی ہے کہ "وہ سپاہی تیز رفتار شخصوں سے دو ایسے شخص جو نہایت سرعت کے ساتھ چلتے ہوں تیر اٹھانے کے واسطے مقرر کیے جائیں"۔ [1]

نشان کی لکڑی کی تعریف۔

۱۳۔ نشان کی لکڑی طول میں اُس شخص کے کان تک ہونی چاہیے جس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاوے اور ہموار زمین پر متصل اُس مقام کے جہاں شخص مذکور غوطہ لگائے نصب کیجاوے چنانچہ اس باب میں نارد کا بیان یہ ہے کہ "وہ پاک اور مسطح زمین پر نشان کی لکڑی جو طول میں ملزم کے کان تک ہو اُس پانی کے کنارہ قائم کیجاوے جسمیں ملزم غوطہ لگانے والا ہو"۔ [2]

ذکر کمان اور تیر کی پوجا کا۔

۱۴۔ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ تین تیر اور بانس کی ایک کمان کی پہلے پوجا کرکے اُنکو تیر کا سفید پھول وغیرہ چڑھاوے چنانچہ اس باب میں پتامہا نے یہ کہا ہے کہ "وہ حاکم اعلیٰ کو لازم ہے کہ اول تیروں اور بانس کی کمان کی پوجا کرکے گوگل اور پھول تیر کا چڑھاوے بعد اسکے رسم ادا کرے یعنی تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کراوے"۔ [3]

کمان کے طول اور ہدف کے فاصلہ کا ذکر۔

۱۵۔ نارد نے کمان کا طول اور ہدف کا فاصلہ اس طور پر بیان کیا ہے کہ "وہ کرور (خشن) یعنی قوس مہیب کا طول سات انگل اور مدھیم یعنی متوسط درجہ کی کمان کا چھ سو اور مند یعنی ادنیٰ درجہ کی کمان کا پانچ سو انگل طول ہونا چاہیے اور کمان کے باب میں یہی قاعدہ قرار دیا گیا ہے"۔ [4] ایسا شخص جو فن تیر اندازی میں طاق ہو ڈیڑھ سو ہاتھ کے فاصلہ پر نشانہ کا مقام بنا دے اور متوسط درجہ کی کمان سے تین تیر چھوڑے اور کسی قسم کی کمان کام میں نہ لاوے اور اگر تیر نشانہ کے مقام تک نہ پہونچیں یا اُس سے تجاوز کریں تو تیر انداز کا قصور

[1] وا ے متو اور بیوہار میوکھ۔

[2] وا ے متو۔

[3] بیوہار میوکھ۔

[4] وا ے متو بادتندیو بیوہار میوکھ۔

متصور ہوگا"۔[1] یا لفظ سات جو اوپر واقع ہوا ہے اُس سے کرودھن یعنی قوس مہیب کا طول ایک سو سات اُنگل مفہوم ہو سکتا ہے اور علی ہذا القیاس الفاظ چھو سو پانچ سو کی بھی اسی طور پر تاویل ہو سکتی ہے پس اس حساب سے کرودھن یعنے قوس مہیب کا طول چار ہاتھ اور گیارہ اُنگل اور مدھم یعنی کمان متوسط کا چار ہاتھ اور دس اُنگل اور مند یعنی ادنیٰ درجہ کی کمان کا چار ہاتھ اور نو اُنگل ہوتا ہے۔

تیرون کے بنانے کی ترکیب۔

۱۶- تیر بانس کے بنائے جائیں مگر اُنمین لوہے کی بھال نہو چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "وہ عمل تصدیق غیبی کے واسطے ایسا تیر بنایا جائے جسمین آہنی سنان نہو اور ایسے بانس سے بنایا جائے جسمین گانٹھین نہون اور تیر انداز کو چاہیے کہ تیر کے سر کرنے مین اپنی تمام طاقت صرف کرے"۔[2]

کیسا شخص تیر انداز مقرر کیا جائے۔

۱۷- جو شخص برت رکھے اور چھتری یا برہمن اور تیر اندازی مین مشاق ہو وہ تیر انداز مقرر کیا جائے اور یہ امر اس قول سے ظاہر ہے کہ "وہ چھتری یا برہمن جو فن تیر اندازی کی مشق رکھتا ہو تیر انداز مقرر کیا جائے اور وہ رحیم اور سلیم الطبع ہو اور اُسنے برت رکھا ہو"۔[3]

دوسرا تیر اُس مقام سے اُٹھایا جائے جہاں وہ گرا ہو۔

۱۸- منجملہ تین تیرون کے جو سر کیے جائین دوسرا تیر اُٹھایا جاے اور اس باب مین قول یہ ہے کہ "وہ تین تیرون مین سے جو سر کیے جائین دوسرے تیر کو ایک قوی آدمی اُٹھائے"[4] "ولیکن شرط یہ ہے کہ تیر اُس مقام سے اُٹھایا جائے جہان وہ گرا ہو نہ اُسکے اُچٹنے کی جگہ سے یعنی تیر کے گرنے کا مقام قابل لحاظ ہے نہ اُسکے اُچھٹنے کا اور تیر کے اُچٹنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک مقام سے دوسرے تک ٹکرا کر جائے"۔[5]

---

[1] قول پتامہا منقولہ داسے تو لیکن بیا دتندیو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول نارد کے لکھا ہے۔

[2] قول کاتیائن منقولہ داسے تو وبیا دتندیو وبیوہار میوکھ۔

[3] قول پتامہا منقولہ داسے تو وبیوہار میوکھ۔

[4] داسے تو۔

[5] داسے تو۔

۱۹- تند ہوا چلنے کے وقت اور ناہموار زمین پر تیر نہ چلایا جاوے چنانچہ اس باب مین پتامہا کا یہ قول ہے کہ "جب ہوا تند اور زمین ناہموار ہو اُسوقت دانشمند تیر نہ چھوڑے نہ ایسے مقامون پر جہان درختون یا اور شئے کے ہونے سے انسداد راہ یا زمین ناہموار ہو اور اُسپر گھاس اور سبزی اور بیلین اور کیچڑ یا پتھر نہون" [1]

مقام اور زمانہ جو تیر کے سر کرنے کے واسطے موزون نہین ہے۔

۲۰- یہ جو قول اوپر واقع ہوا ہے کہ "تا واپس آنے پیک کے اگر ملزم پانی کے اندر ڈوبا رہے تو وہ قابل براءت ہوگا" [2] اسکا مقصود یہ ہے کہ جو شخص قبل واپس لانے جانے تیر کے اپنے جسم کو سطح آب پر نمودار کرے وہ مجرم تصور کیا جاوے گا اور پتامہا نے اُس شخص کو مجرم قرار دیا ہے جو غوطہ لگانے کے مقام سے سرک جاوے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "اگر ملزم کے جسم کا کوئی جزو بھی نمودار ہو یا اُس مقام سے جہان کہ اُسنے پہلے غوطہ لگایا ہو دوسری جگہ سرک جاوے تو وہ کسی حالت مین بیگناہ نہین سمجھا جائیگا" [3]

اگر شخص ملزم اُس مقام سے جہان اُسنے غوطہ لگایا ہو سرک جاوے تو وہ مجرم متصور ہوگا۔

۲۱- یہ جو عبارت اوپر تحریر ہوئی ہے کہ "ملزم کے جسم کا کوئی جزو بھی نمودار ہو" الخ مفہوم اسکا یہ ہے کہ کان کے نیچے تک کوئی مقام اُسکے جسم کا پانی کے اوپر نمودار نہ ہو کیونکہ کان کا ذکر بالتخصیص کیا گیا ہے اور اس باب مین یہ قول ہے کہ "اگر اُسوقت مین جب کہ ملزم پانی کے اندر ہو صرف اُسکا سر دکھائی دے مگر اُسکا کان اور ناک نمودار نہو تو ایسی صورت مین بیگناہی اُسکی تسلیم کرنی چاہیے" [4]

یہ ضرور ہے کہ مجرم کے کان سطح آب پر نمودار نہون۔

۲۲- جو قواعد کہ پانی کے طریقہ تصدیق غیبی سے متعلق ہین اُنکا اعادہ اس مقام پر کیا جاتا ہے یعنی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے پہلے نشان کی لکڑی متصل اُس قسم کے مقام آبی کے نصب کیجاوے جسکا بیان اوپر ہوا ہے پھر اُس قدر فاصلہ پر

اعادہ قواعد مذکورۂ بالا کا۔

[1] واسے تو وبا دتند یو۔

[2] اس فصل کی دفعہ ۔ معائنہ کیجاوے۔

[3] قول نارد بر ہینی ضفولہ دات تو لیکن ہو ہار سیو کھ مین بطور قول پتامہا کے مندرج ہے۔

[4] واسے تو لیکن وبا دتند یو اور بیو ہار سیو کھ مین بطور قول کاتیاین کے لکھا ہے۔

جسکی تشریح ہو چکی ہے ایک نشانہ قائم کیا جاے اسکے بعد نشان کی لکڑی کے قریب تیر وکمان کی پوجا کیجاے بعدہ برن سے پانی مین تصرف کرنے کی التجا کیجاے اور اُسکی پوجا کرکے اخیر مین ہوم کیا جاے اور پھر دھرم اور دیوتاؤن کی پرستش کیجاے اور حاکم اعلی کو چاہیے کہ اُس شخص کے سر پر جس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے الزام تحریری باندھ کر پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ عمل پڑھے کہ وہ اے پانی تو جملہ مخلوقات کی زیست کا باعث ہے" اسکے بعد شخص مذکور پانی کی طرف متوجہ ہو کر یہ منتر پڑھے کہ وہ اے برن امر حق ظاہر کرکے میری برات کر" بعدازان اُس آدمی کی طرف جاوے جو ایک ستون کے سہارے سے پانی مین ناف تک کھڑا ہو - پھر تین تیر سر کیے جائین اور ایک تیز رفتار پیک اُس مقام پر جاوے جہان دوسرا تیر گرا ہو اور اُسکو اٹھاے اور دوسرا آدمی نشان کی لکڑی کے قریب کھڑا رہے تب حاکم اعلی تین مرتبہ اشارۃً تالی بجاوے اور پھر اس اشارہ کے ملزم غوطہ لگاوے اور پیک دوڑے اور تیر لے آوے -

فصل پانچوین

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو زہر سے متعلق ہے

ذکر اوا کرنے ہر طریقہ کے مراسم کا۔

۱- اب وہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو زہر کے باب مین ہے اور شرح اُسکی یہ ہے کہ وہ تو اے زہر برہم سے پیدا ہوا ہے اور راستی کی صفت پر قادر ہے مجکو اس اتہام سے بری کر اور بذریعہ اپنی صفائی کے میرے حق مین آب حیات ہوجا" ۱؎ ملزم کو چاہیے کہ عمل مذکور پڑھ کے سرنگ یا ہمسیل جو زہر کھاے اور اگر زہر بلا اظہار ہونے علامات شدیدہ کے ہضم ہو جاوے تو وہ

۱؎ قول ہے کہ ایک فقرہ اسپر مشتمل ہونے اور وہ اے تو-

اُسکی پلٹنا ہی پر دال ہوگا۔[1]

۲- ملزم کو چاہیے کہ زہر کی جانب مخاطب ہو کر یہ عمل پڑھے کہ "تو اے زہر" الخ[2] بعد اسکے وہ زہر کھاوے جو کوہ ہمالہ پر پیدا یا ایک جانور کے سینگ سے حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ بلا لاحق ہونے زہر کی علامت شدید کے اُسکو ہضم کر جاوے تو وہ بری متصور ہوگا۔ زہر کی علامات شدید طاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ کل جسم کی کیفیت اصلی متغیر ہو جاوے چنانچہ اس باب میں یہ قول ہے کہ "زہر کی علامت شدید سے وہ حالت مراد ہے جب کہ کل جسم کی کیفیت اصلی متغیر ہو جاوے"[3]

۳- نظام جسمانی سات اجزا سے مرکب ہے مثلاً پوست و خون و گوشت اور پانی اور ہڈی اور مغز اور نطفہ سے۔ زہر کی علامات شدید بھی سات قسم کی ہیں چنانچہ کیفیت انکی بصراحت لکشمن سنتر میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔ اول شدید علامت زہر کی یہ ہے کہ جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور دوسری یہ کہ بدن پر عرق آوے اور منھ خشک ہو جاوے تیسری اور چوتھی یہ ہے کہ بدن کا اصلی رنگ متغیر ہو جاوے اور اسپر لرزہ طاری ہو پانچویں سلب طاقت اور آواز میں خلل اور ہچکی آنا چھٹی ضیق تنفس اور اختلال حواس اور ساتویں مرگ ہے[4]

۴- ایسی صورت میں مہادیو کی پرستش ضرور ہے چنانچہ اس باب میں نارد کا یہ قول ہے کہ وہ عالم اعلیٰ برت رکھکر مہادیو کی پوجا کرے اور اسکو گگل اور اور چیزیں بطریق نذر چڑھائے اور منتر پڑھے اور پھر دیوتاؤں اور برہمنوں کے روبرو زہر

توضیح قول متذکرہ بالا۔

زہر کی علامات شدید طاری ہونیکا ذکر۔

ذکر مہادیو کی پرستش کا۔

---

[1] قول جاگبلک منقولہ بیر متر اودے اور ودا سے تتو۔

[2] دھرم ا۔ معائنہ کیجاے۔

[3] بیر متر اودائے۔

[4] بیر متر اودائے و وداسے تتو۔

طریقے پر عمل کرانے ٭

۵ - حاکم اعلی کو چاہیے کہ برت رکھکر مہا دیو کی پوجا کرے اور مہا دیو کے سامنے زہر رکھے اور بعد اختتام اعلی پرستش کے دھرم اور دیوتاؤن کی پوجا اور ہوم کرے اور ملزم کے سر پر بیان تحریری رکھکر زہر کی طرف اس طور پر مخاطب ہو کہ وہ اے زہر تجکو برہم نے واسطے گرفت بد نفسون کے بنایا ہے اپنی صفت اصلی گنہگارون کی نسبت ظاہر کر اور بیگناہ کے حق مین آب حیات ہوجا - اے زہر تو موت کی شکل ہے اور تجکو برہم نے پیدا کیا تو اس آدمی کو الزام سے بری کر اور بذریعہ اپنی صفت نیک کے اُسکے حق مین آب حیات ہوجا ٭

حاکم اعلی کو کیا عمل پڑھنا چاہیے -

۶ - بعد پڑھنے عمل مذکور کے ملزم کو بٹھا کر اور شمال کی طرف رُخ کر اسکے زہر کھلایا جائے چنانچہ اس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ وہ حاکم اعلی کو چاہیے کہ باستقلال طبیعت اپنا رُخ شمال یا مشرق کی طرف اور ملزم کا رخ شمال کی جانب کرکے برہمنون کے روبرو اُسے زہر دیوے ٭

کسطرح سے زہر دیا جاوے -

۷ - بتسنابہ اور اسی قسم کے زہر ایسی صورت مین دینے کے قابل ہین چنانچہ پتامہا کا یہ قول ہے کہ وہ سرنگ یا بتسنابہ یا بج دیا جاوے ٭

ذکر اُن زہرون کا جو اس طریقے کے واسطے مناسب ہین

۸ - اُس قسم کے زہرون کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو استعمال کے قابل نہین ہین مثلاً لکھا ہے کہ وہ مصنوعی اور بوسیدہ اور نباتی زہر نہ دیا جاوے ٭ اور نارد نے بھی اس باب مین لکھا ہے کہ وہ احتیاط ہے کہ زہر بریان اور زہر کا جوہر نہ دیا جاوے نہ ایسی شئے جسکو زہر کا دھوان دیا گیا ہو یا جسمین زہر کی آمیزش ہو اور

کس قسم کے زہرونکا استعمال ممنوع ہے

---

۱ پیا بنداودوا سے تو -

۲ قول پتامہا منقولہ میر متراودا ئے وبیا دتندیو -

۳ بیر متراودا ئے وداسے تو -

۴ ایضاً -

۵ ایضاً -

نہ زہر حیوانی اور نہ وہ زہر جو گند و تلخ وغیرہ مین رکھکر بنایا جاے ؎

۹- زہر دینے کے وقت نارد نے اس طور پر بیان کیا ہے کہ وہ زہر حسب مقدار مذکورۂ بالا وزن کر کے سرد موسم مین دیا جاے اور جو شخص شاستر سے واقف ہو اُسکو چاہیے کہ دوپہر کے بعد یا علی الصباح یا سر شام یا دوپہر کے وقت نہ دے ؎

ذکر اُس وقت کا جو زہر کے عمل کے واسطے مناسب ہے۔

۱۰- دیگر موسمون مین مقدار متذکرۂ بالا سے کم زہر دینا چاہیے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ برسات کے موسم مین چار جو کے برابر اور گرمی کے موسم مین پانچ اور موسم سرما مین سات جو کے برابر اور موسم خزان مین اُس سے کم دینا چاہیے لفظ "اُس سے کم" جو اس جگہ واقع ہوا ہے اس سے چھ جو مراد ہے ؎

مقدار زہر کھلانے کی موسمون کے بموجب مختلف ہے۔

۱۱- سردی کے موسم مین بھی شامل ہے جب کہ شبنم پڑتی ہو کیونکہ مرکب لفظ سرونی جو سنسکرت مین اس محل پر واقع ہوا ہے اُس سے دونون معنی مفہوم ہوتے ہین جملہ طریقون تصدیق غیبی کے عمل کے لیے موسم بہار علی العموم مخصوص ہے لہذا اُسی موسم مین سات جو کے برابر زہر گھی مین ملا کر کھلانا چاہیے چنانچہ اس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ وہ چھٹا حصہ ایک پل کا بیسوان حصہ نفی بیسوین حصہ مذکور کا آٹھوان حصہ زہر کا گھی کے ساتھ ملا کر اُس شخص کو دیا جاے جس سے یہ عمل کرایا جاے ؎

مقدار زہر کھلانے کے موسم مناسب ہین

۱۲- ایک پل چار سون کی برابر ہے چھٹا حصہ پل کا مساوی ہے دس ماشہ اور دس جو کے۔ تین جو کا ایک کرشنل ہوتا ہے اور پانچ کرشنل کا ایک ماشہ

ذکر اوزان کا جس سے زہر کی مقدار دریافت کیجاے۔

؎ بیر متراودا کے ودا سے تتو۔

؎ بیر متراودا لے۔

؎ بیر متراودا لے ودا سے تتو۔

؎ وداسے تتو۔

؎ بیر متراودا ئے اور ودا سے تتو۔

اور ایک ماشہ برابر ہے پندرہ جَو کے اور دس ماشے ڈیڑھ سو جَو کے مساوی ہیں اور دس ماشے اور دس جَو برابر ہیں ایک سَو ساٹھ جَو کے اور یہی چھٹا حصہ ایک پل کا ہے اور اس چھٹے حصہ ایک پل کا بیسوان حصہ آٹھ جَو کے برابر ہے اُسمین سے اگر آٹھوان حصہ نکال ڈالین تو ایک جَو کم ہو جاوے گا اور یہ بھی برابر ہے اُس آٹھوین حصہ کے جو پل کے چھٹے حصہ کے بیسوین حصہ سے لیا جاے اور باقی مساوی ہے سات جَو کے۔ اسقدر زہر گھی کے ساتھ مخلوط کرکے کھلایا جاے لیکن گھی کی مقدار زہر سے تیس گنی ہونی چاہیے۔

زہر گھی کے ساتھ مخلوط کیا جاے۔

۱۳۔ کاتیاین کا قول ہے کہ وہ صبح کے وقت سرد جگہ مین زہر خوب باریک پیس کر تیس گنے گھی کے ساتھ مخلوط کرکے بلاتخصیص سب شخصون کو دینا چاہیے؟ [۱] معنی اسکے یہ ہین کہ زہر سے تیس گنا گھی ہو جسمین زہر مخلوط کیا جاے۔

سحر اور تریاق کی نسبت احتیاط کیا جاے۔

۱۴۔ جس شخص پر یہ عمل کیا جاے اُسکی نگہبانی ضرور ہے تاکہ ساحر اور اور ایسے اشخاص اُسکے پاس نہ آنے پاوین چنانچہ اس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ وہ راجہ کو چاہیے کہ جس شخص پر یہ عمل کیا گیا ہو اُسکی نگہبانی کے واسطے تین یا پانچ دن رات کے لیے اپنے آدمی مقرر کرے تاکہ اُسکی نسبت عملیات ساحری وغیرہ نہ کیے جاوین اور اس امر کی تحقیقات کرے کہ شخص مذکور کے پاس کوئی دوا یا منتر یا بوٹی یا معدنی شے چھپی ہوئی نہو جو زہر کے لیے خاصیت تریاق رکھتی ہو؟ [۲] قول متذکرۂ بالا پتامہا کا ہے۔

زہر کی صفات۔

۱۵۔ زہر کی آزمائش بھی کر لینی ضرور ہے۔ زہر ایسے چاہئین جو جیوانون کے سینگون یا ہمالہ کے پہاڑ سے حاصل ہوے ہون اور وے اعلےٰ قسم کے ہون اور اُنکی بو اور رنگت اور نمی ایسی ہو جو عوام مین مشہور ہین اور جنکا دور ہونا منترون

---

[۱] بیر متر او دائے ودہے تتو۔

[۲] بیر متر او دائے ودہے تتو۔

کے ذریعہ سے ممکن نہو[1]

۱۶- زہر کھلانے کے بعد ایک خاص زمانہ تعین کیا گیا ہے یعنی اُسقدر عرصہ کا جسمین کہ ایک شخص پانچ سو مرتبہ تالی بجا سکے اس عرصہ کے گذرنے کے بعد علاج کرنا چاہیے چنانچہ اس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ وہ جس شخص کو زہر دیا گیا ہے اگر اُسکے جسم مین اس عرصہ تک جسمین پانسو مرتبہ تالی بجائی جا سکے کسی طرح کا تغیر رنگ نہو تو اُسکو بری تصور کرنا چاہیے اور اُسکا علاج ضرور ہے[2]

زہر کے اثر کے واسطے زمانہ مقرر کیا گیا ہے۔

۱۷- پتامہا نے زیادہ عرصہ یعنی ایک دن مقرر کیا ہے لیکن تعلق اسکا اس صورت سے ہے جب کہ زہر مقدار مین کم کھلایا گیا ہو- اور اس باب مین قول یہ ہے کہ "زہر کھانے کے بعد اگر دن کے آخر وقت تک اُس شخص کو غش نہ آوے اور دو قے نہ کرے اور اُسکی صورت متغیر نہو تو وہ بیگناہ تسلیم کیا جاے گا"[3]

ایک عالم کے بموجب زمانہ معینہ مذکورہ بالا سے زیادہ عرصہ تعین کیا گیا ہے۔

۱۸- حاکم اعلیٰ برت رکھکر اور مہادیو کی پوجا کرکے اور مہادیو کے سامنے زہر رکھکر اور دھرم اور اور دیوتاؤن کی پرستش کرکے اور جس شخص سے یہ عمل کرایا جاے اُسکے سر پر الزام تحریری رکھکر اور زہر کی نیائش کرکے اور اپنا رخ جنوب کی جانب کرکے شخص مذکور کو زہر کھلائے اور شخص مذکور زہر کی نیائش کرکے اُسے کھالے اسی ترکیب کے مطابق یہ عمل کیا جاے- زہر کے طریقہ کا یہی قاعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا-

قاعدہ-

فصل چھٹی

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو آب متبرک سے متعلق ہے

۱- آب متبرک کے طریقہ کا اب ذکر کیا جاتا ہے وہ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ہمیشہ نا...

کسطور سے اس طریقہ پر عمل کرنا چاہیے۔

[1] قول نارد منقولہ بیرمتر اودواے ودواے تتو-

[2] بیرمتر اودواے ودواے تتو-

[3] بیرمتر اودواے-

دیوتاؤن کی پرستش کرکے منجملہ اُس پانی کے جسمین دیوتاؤن موصوف کو غسل کرایا ہو تین چلو پلوائے"[1]

۲ "وہ پرستش کرکے" یعنی خوشبودار چیزون اور پھولون وغیرہ سے پوجا کرکے "وہ ہیبت ناک دیوتا" یعنی دُرگا۔ اور آدت وغیرہ ان دیوتاؤن کو نہلاوین اور پانی کو جمع کرین اور حاکم اعلیٰ پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہے کہ "اے پانی تو جملہ مخلوقات کی جان ہے"[2] یہ کہکر اُس پانی مین سے تین چلو اُس شخص کو جس سے اس طریقہ پر عمل کرایا جاے پلوائے اور ملزم اُس آب متبرک کو ایک اور برتن مین لے کر یہ عمل پڑھے "اے برن تو اپنی صداقت کے ذریعہ سے مجھے بری کر"[3]

تصریح قول مندرجہ بالا۔

۳۔ اول ادا کرنا اُن رسوم کا چاہیے جنکا اور طریقون مین بیان ہوا ہے مثلاً دھرم اور ادھرم اور دیوتاؤن کی نیائش و پرستش اور ہوم کا کرنا اور الزام تحریری کا منتر کے ساتھ ملزم کے سر پر رکھنا۔

جن رسوم کا ذکر اور طریقون کے ضمن مین ہوا ہے اُنکو اس محل پر بھی ادا کرنا چاہیے۔

۴۔ اُن دیوتاؤن کے باب مین جنکو اس طریقہ کے عمل مین غسل کرانا چاہیے اور نسبت موقع مناسب اور اُن اشخاص کے جو ادائے مراسم کے لیے مجاز ہین پتامہا نے یہ قواعد لکھے ہین کہ "حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ملزم کو اُس دیوتا کا پانی پلوائے جسکا وہ خصوصاً معتقد ہو اور اگر وہ شخص کُل دیوتاؤن کا بدرجۂ مساوی معتقد ہو تو اُسکو پانی پلایا جاے جسمین سورج کی مورت کو غسل دلایا ہو۔ چور دن اور اُن شخصون کو جو سپاہی پیشہ ہون وہ پانی پلایا جاے جسمین دُرگا کو اشنان کرایا ہو لیکن برہمن کو کسی صورت مین وہ پانی نہ پلایا جاے جسمین بھاسکر یعنی سورج کو

خاص دیوتاؤن کی پرستش جو خاص اشخاص کے لیے مخصوص ہے۔

[1] قول جاگبلک منقولہ سمرتی چندریکا لیکن میر متراودائے اور بیادتندو مین بطور قول اشن کے مندرج ہے۔

[2] یہ قول اوپر بھی لکھا گیا ہے۔

[3] ایضاً۔

نہلایا ہو درگا کی برچھی اور آدت یعنی سورج کی کرن یعنی منڈل کو پانی مین دھو لینا چاہیے اور علی ہذا القیاس اور دیوتاؤن کے اسلحہ کو بھی "۔ ۱؎ یہ قاعدہ دیوتاؤن کے باب مین ہے

ذکر اُن صورتون کا جنمین یہ عمل کیا جائے اور اُن شخصون کا جنسے یہ کرایا جائے۔

۵۔ صورت یقینی اور علی العموم شک کی صورتون مین آب متبرک دینا چاہیے اور باہم تصفیہ کرنے کی حالت مین تاکہ دل کا شبہہ رفع ہو جائے وہ آب متبرک کے طریقہ پر صبح کے وقت برت رکھکر اور غسل کرکے گیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک دیندار شخص جو افعال بدکاری نہو عمل کرے "۔ ۱؎ "دیندار" سے وہ شخص مراد ہے جو خدا کے وجود کا قائل ہو۔

ذکر اُن شخصون کا جنسے یہ عمل نہ کرایا جائے

۶۔ جو شخص بدمست یا زانی یا افعال بد کا عادی یا فریبی یا دہریہ ہو اسکو کوئی عقلمند آب متبرک نہ دے گا۔ سخت مجرم اور بیدین اور احسان فراموش اور نامرد اور کم نسل اور ملحد کو بھی آب متبرک نہ دیا جائے اور نہ اُس شخص کو جسکی نسبت رسوم متبرکہ معمولی عمل مین نہ آئی ہون اور جسکا جنیو نہوا ہو اور نہ غلامون کو ۲؎

تشریح اُن لفظون کی جنسے غیر مجازیت ظاہر ہوتی ہے۔

۷۔ "سخت مجرم" سے وہ شخص مراد ہے جو جرم کبیرہ کا مرتکب ہو "بیدین" یعنی جو اپنی قوم یا گروہ کا مذہب نہ رکھتا ہو اور رافضی ہو "کم نسل" یعنی وہ شخص جسکی مان شریف قوم کی ہو اور باپ ادنی قوم کا۔ لفظ غلامون مین مچھلی والے وغیرہ بھی داخل ہین۔ یہ قاعدہ اُن شخصون کی نسبت ہے جو اس طریقہ پر عمل کرنے کے مجاز نہین ہین۔

حاکم اعلی کی خدمت منصبی کا ذکر۔

۸۔ نارد کے قول سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ حاکم اعلی کو گائے کے گوبر سے کنڈل یعنی دائرہ بنانا چاہیے اور جس شخص سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جائے اُسکا رخ مشرق کی جانب اور اُسے کنڈل کے اندر کھڑا کرکے آب متبرک دے "۔ قول نارد اس باب مین یہ ہے کہ وہ ملزم کو لاکر اور مشرق کی جانب اُسکا رخ اور کنڈل کے

۱؎ سمرتی چندریکا۔ بیاد تندیو۔ بیرمترا دوائے۔ داے تتو۔

۲؎ قول منقولہ بلم بھٹ۔

۳؎ قول نارد منقولہ داے تتو۔

اندر گھڑا اگر کے اُسے تین چلو پانی پلوائے ۔ سلہ

۹ - اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ترازو سے زہر تک جتنے طریقے تصدیق غیبی کے ہیں اُنکے عمل کے انجام میں گنہگاری اور بے گناہی کی تنقیح ہوجاتی ہے مگر ایسا نتیجہ آب متبرک کے عمل میں ظاہر نہیں ہوتا تو اسکے جواب میں یہ مرقوم ہے کہ "جس شخص پر چودہ روز کے عرصہ میں خدا یا راجہ کی جانب سے کوئی مصیبت سخت نازل نہو بلا شک بیگناہ ہے" سلہ جس شخص کی نسبت قبل منقضی ہونے چودہ دن کے کوئی مصیبت یا سخت تکلیف خدا یا راجہ کی طرف سے واقع نہو اُسکو گنہگار تصور کرنا نہ چاہیے اور نہ اُسکو جسپر خفیف تکلیف عائد ہوئی ہو کیونکہ جملہ مخلوق فانی پر تکلیفات خفیفہ عائد ہوتی رہتی ہیں اور لفظ "خدا کی طرف سے" جو واقع ہوا ہے اُسکے معنی یہ ہیں کہ صعوبت انسان کی جانب سے نہوئی ہو۔

۱۰ - اگر میعاد معینہ کے بعد کوئی مصیبت نازل ہو تو جرم کا اطلاق نہوگا چنانچہ اس باب میں نارد کا یہ قول ہے "کہ اگر شخص کو دو ہفتہ کے بعد کوئی بڑی مضرت پہونچے تو میعاد معینہ کے گذر جانے کے باعث سے اُسکو دانا لوگ ماخوذ جرم نہ تصور کرینگے" سلہ

۱۱ "چودہ روز کے اندر" یہ میعاد سنگین صورتوں سے متعلق ہے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "جرائم سنگین میں اِنپر عمل کرانا چاہیے" نہ خفیف صورتوں میں پتامہانے یہ میعاد مقرر کی ہے "خفیف صورتوں میں آب متبرک پر عمل کرانا چاہیے" میعاد معینہ یہ ہے "جس کسی شخص کو تین یا سات شب یا بارہ روز یا دو ہفتہ کے عرصہ میں کوئی مضرت پہونچے اُسکو

اگر مجرم پر چودہ روز کے عرصہ میں کوئی مصیبت نازل نہو تو گنہگار نہیں ہے۔

اگر میعاد معینہ کے بعد مصیبت نازل ہو تو یہ امر گنہگاری کا ثبوت نہ تصور ہوگا۔

مقدمات خفیفہ میں میعاد معینہ کم ہے۔

سلہ قول نارد منقولہ بیا دتند یو دوائے تو۔

سلہ قول جاگبلک منقولہ بیا دتند یو۔

سلہ بیا دتند یو اور بیر متر اودائے دوائے تو۔

سلہ دوائے تو۔

بجرم تصور کرنا چاہیے ؎

۱۲ - امر نالش سنگین نہونے کی صورت مین اُسکی تین قسم کی گئی ہین اول قسم کی صورت مین تین شب اور دوسری مین سات شب اور تیسری مین بارہ دن کی میعاد مقرر کی گئی ہے ؎ تصدیق غیبی کا طریقہ جو آب متبرک سے متعلق ہے اُسکا اس طور بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

کمی وبیشی خفت کے بموجب میعاد معینہ مختلف ہے۔

فصل ساتوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو چانول چبوانے سے متعلق ہے

۱ - جوگیشر نے پانچ بڑے طریقے تصدیق غیبی کے ترازو سے آب متبرک تک بیان کیے ہین جنکا اوپر ذکر ہوا لیکن جرائم خفیفہ کے لیے اور طریقۂ تصدیق غیبی کے دیگر قسم تیون مین مندرج ہین - پتا مہا کا یہ قول ہے کہ وہ چانول کے طریقہ کے عمل مین لانے کا جو حکم ہے اُسکا بیان مین کرونگا" چوری کے مقدمہ مین چانولون کے طریقہ پر عمل کرانا چاہیے نہ اور صورتون مین اور بھی امر متحقق ہے"

چوری کے مقدمہ مین کس طریقہ پر عمل کرانا چاہیے۔

۲ - شالی ؎ قسم کے سفید چانولون کو استعمال مین لانا چاہیے نہ اور قسم کے - ایک طاہر شخص چانولون کو اُس پانی کے ساتھ جس سے سورج دیوتا کی مورت کو اشنان کرایا ہو مٹی کے برتن مین دھوپ مین رکھکر ملا دے اور تمام شب اُس برتن کو اُس جگہ رہنے دے بعد ازان حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ شخص ملزم کو جو مشرق کی جانب رُخ کرکے کھڑا ہو اور برت رکھکر اور غسل کرکے آیا ہو

ذکر اُن رسوم کا جو اس طریقہ سے متعلق ہین

؎ سمرتی چندریکا - بنا دتندیو - بیر مترا ودا ئے - لیکن وا ئے تو مین بطور قول جاگبلک منقول ہے -

؎ شالی علی العموم چانولون کو کہتے ہین خصوصاً اُن دو اقسام کے چانولون کو جو سفید اور سُرخ ہوتے ہین سفید عمیق پانی مین اور سُرخ صرف زمین مین پیدا ہوتے ہین -

چانول چبوائے اور ایک پتے پر انکو تھکوا دے پتا پیپل کے درخت کا ہو نہ کسی اور درخت کا اور اگر ایسا پتا دستیاب نہو سکے تو بھوج پتر[1] استعمال مین لاوے۔

۳۲[2] اگر چبے ہوے چانول سے خون لگا ہوا اور ملزم کا مُنھ اور حلق خشک ہو جاے اور اسکا جسم کانپے تو اُسکو گنہگار تصور کرنا چاہیے[3] حاکم اعلےٰ کو چاہیے کہ اُس شخص سے جسکے سر پر الزام تحریری رکھا گیا ہو چانول چبوا کر تھکوا دے اُس طریقہ مین بھی دھرم کی ستائش دنیائش اور اور رسوم کا ادا کرنا اسی طور پر چاہیے جیسا کہ اور اور طریقون کے ضمن مین بیان ہوا ہے اور یہ قاعدۂ عام کل طریقون تصدیق غیبی سے متعلق ہے۔

جملہ اور رسوم جو دیگر طریقون کے بیان مین مذکور ہوے ہین اُنپر اس طریقہ مین بھی عمل کرنا چاہیے۔

فصل آٹھوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو گرم دھات سے متعلق ہے

۱۔ گرم دھات کے طریقۂ تصدیق غیبی کا بیان پتامہا نے اس طور پر لکھا ہے[1] ایک گول پیالہ سونے یا چاندی یا تانبے یا مٹی کا بنوا دے جسکا سولہ اُنگل محیط اور چار اُنگل عمق ہو"[2] سنسکرت مین جو اس محل پر لفظ منڈل استعمال ہوا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ ظرف مدور ہو[3] یہ برتن بیس پل گھی اور تیل سے بھرا جاے اور جب یہ بخوبی گرم ہو جاے تو اُسمین ایک ماشہ سونا ڈال دیا جاے بعد ازان ملزم کو چاہیے کہ انگوٹھے اور انگشت شہادت سے اُس سونے کو نکال لے۔ جس شخص کے ہاتھ

کسطور سے اس طریقہ پر عمل کرنا چاہیے۔

---

[1] یہ درخت اُن پہاڑون مین جہان برف گرتی ہے پیدا ہوتا ہے۔

[2] سمرتی چندریکا دیبا وتندیو بیرمتروادوے - وراے تنو۔

[3] مصنفان سمرتی چندریکا اور دیباد تندیو اور بیرمترادوے اور ورواے تنو نے اس قول کے معنے دوسرے طور پر لکھے ہین۔

کانپین اور انمین آبلہ نہ پڑے اور انگلیون کو کچھ مضرت نہ پہونچے وہ اپنی نیکی کے ذریعہ سے بری ہوجاتا ہے "[1]

بجرم کا ثبوت۔

۲- قول مذکورہ بالا مین جو لفظ "وہ نکال لے" آیا ہے اُس سے صرف برتن کے اُٹھا لینے سے مراد ہے اُسکو اُٹھا کر ایک جانب پھینک دینا ضرور نہین ہے۔

تصریح۔

۳- دوسرا طور یہ ہے کہ ایک برتن مین جو سونے یا چاندی یا تانبے یا لوہے یا مٹی کا ہوگا ئے کا گھی رکھے اور ایک پاک شخص اُسکو گرم کرے اور ایک ٹکڑا دھات کا جو سونے یا چاندی یا تانبے یا لوہے کا ہو خوب صاف کرکے اور گھی سے ایک بار دھوکر اُسمین یعنی گھی مین جو خوب جوش مین ہو اور جسمین ناخن تک نہ ڈبو یا جا سکے ڈالا جائے اور گھی کی آزمائش کے واسطے اُسمین ایک پتہ آگھ کا جو پرستش کے لیے پاک کیا گیا ہو ڈالے جب کہ اُسکے ڈالنے سے گھی مین آواز سن سناہٹ کی آنے لگے تب حاکم اعلی کو چاہیے کہ گھی کی جانب مخاطب ہوکر اُسے متبرک کرنے کے لیے یہ منتر پڑھے "اے گھی تو رسوم پرستش کے واسطے نہایت پاک شے ہے۔ اے آگ تو گنہگارون کو بالتخصیص جلا دیتی ہے اور جو بیگناہ ہین اُنکے لیے سرد ہوجاتی ہے " حاکم اعلی کو چاہیے کہ ملزم سے جو برت رکھکر اور غسل کرکے گیلے کپڑے پہنے ہو اُس دھات کو جو گھی مین ہے نکلوائے۔ بعد ازان ہمسرون کو چاہیے کہ ملزم کی انگشت شہادت معائنہ کرین اور اگر اُسپر آبلہ نہ پڑا ہو تو وہ شخص بیگناہ ہے ورنہ مجرم [2]

اس طریقہ کے عمل مین لانے کا ایک اور طور۔

۴- اس طریقہ مین بھی دھرم کی نیائش اور اور اسی طرح کی رسوم ادا کرنی ضرور ہین۔ اوپر جو منتر گھی کی نسبت لکھا گیا ہے اُسکو حاکم اعلی پڑھے۔

جملہ رسوم جو ان طریقون تصدیق میں ہیں ادا کیجاتی ہین وہ اس طریقہ مین بھی ادا کیجاتی ہین۔

[1] مصنفان سمرتی چندریکا اور بیادتندیو اور بیرمتراودائے ودائے تو نے اس قول کے معنے دوسرے طور پر لکھے ہین۔

[2] سمرتی چندریکا۔ بیرمترا ودائے۔ ودائے تو۔

منتر جو لازم پڑھے — ۵ وہ ہے آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر رہتی ہے [1] یہ منتر وہ شخص پڑھے جس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے —

قول متذکرۂ بالا کی تصریح — ۶ قول متذکرہ بالا میں جو یہ عبارت آئی ہے کہ وہ انگشت شہادت معائنہ کیجاے اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ اسی انگلی سے دھات نکال لیا جاے۔ یہ مختصر بیان گرم دھات کے طریقۂ تصدیق غیبی کا ہے —

فصل نوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو دھرم اور ادھرم سے متعلق ہے

ذکر اُن صورتون کا جنسے یہ طریقہ متعلق ہے — ۱ طریقۂ تصدیق غیبی جو دھرم اور ادھرم [2] کے نام سے موسوم ہے اُسکی نسبت پتا مہا نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ وہ مین اب دھرم اور ادھرم کے طریقہ کو بخوبی بیان کرونگا یہ طریقہ قاتلون اور دیوانی مین نالش کرنے والون اور اُن اشخاص کے لیے ہے جنپر کفارہ لازم ہے [3]

قول کی تصریح — ۲ وہ قاتلون سے وے شخص مراد ہین جو مرتکب ہلاکت ہون دیوانی مین نالش کرنے والے وے شخص ہین جو جائداد کی بابت نالش دائر کرین وہ اشخاص جنپر کفارہ لازم ہے یعنی وے جنسے جرائم خلاف اخلاق سرزد ہون —

کس طریقہ سے یہ عمل کیا جاے — ۳ وہ دھرم کی مورت چاندی کی بنائی جاے اور ادھرم کی سیسہ یا لوہے کی [4] معنی اس قول کے یہ ہین کہ ادھرم کی مورت کی نسبت اختیار ہے خواہ سیسہ کی بنائی جاے یا لوہے کی —

---

[1] سمرتی چندریکا۔ ویرمترادوداے۔ وداے تتو۔

[2] دھرم سے ملک العدل اور ادھرم سے ملک الظلم مراد ہے —

[3] سمرتی چندریکا ویرمترادوداے۔ وداے تتو۔

[4] سمرتی چندریکا اور ویرمترادوداے اور وداے تتو مین قول پتامہا منقول ہے —

اس طریقہ کے عمل کا دوسرا طور۔

۴۔ پتا مہا نے دوسرا طور اس طریقہ کے عمل کا بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو یا حاکم اعلیٰ دھرم کی سفید شکل اور ادھرم کی سیاہ شکل بھوج پتر یا پارچہ یا اور طرح کے کپڑے وغیرہ پر کھینچے اور اُن پر پنج گَوْیَہ[1] سے چھڑکے اور خوشبودار چیزین اور ہار چڑھاوے۔ دھرم کے ہاتھ مین سفید پھول اور ادھرم کے ہاتھ مین سیاہ پھول دیا جاوے۔ ان دونون شکلون کو جنکا اوپر بیان ہوا بنا کر دو گولون کے اندر رکھے اور گولے مساوی قد کے گوبر یا مٹی کے بنائے جائین اور ایک نئے مٹی کے برتن مین پوشیدہ طور پر رکھدیے جائین اور یہ برتن کسی جگہ گوبر سے لیپ کر دیوتاؤن اور برہمنون کے سامنے رکھے جائین بعد ازان حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ بطور مرقومہ بالا دیوتاؤن اور موکلان عالم کی پیدائش کرے[2]۔

منتر جو ملزم کو پڑھنا چاہیے۔

۵۔ دھرم کی پیدائش کے بعد حاکم اعلیٰ کو الزام تحریر کرنا چاہیے بعد ازان شخص ملزم یہ منتر پڑھے "اگر مین بے قصور ہون تو دھرم میرے ہاتھ مین آجاے اور قصوروار ہون تو گناہ[3] میرے ہاتھ مین آئے"[4]۔

مجرمیت یا غیر مجرمیت کا ثبوت۔

۶۔ ملزم کو بلا تامل ایک شکل نکال لینی چاہیے اور اگر وہ دھرم کی شکل نکال لاوے تو وہ بری کیا جاوے گا اور ادھرم کی شکل ہاتھ مین آجانے سے وہ قصوروار متصور ہوگا۔[5] یہ بیان مختصر دھرم اور ادھرم کے طریقہ تصدیق غیبی کا ہے۔

---

[1] یہ شے پاک کرنے کے واسطے استعمال مین لائی جاتی ہے اور گھی شہد اور گوبر اور گئو کے پیشاب سے بنتی ہے۔

[2] سمرتی چندریکا اور ویرمترادوداے اور ورداے تتو مین قول پتا مہا منقول ہے۔

[3] گناہ سے یہان ادھرم کی شکل مراد ہے۔

[4] قول پتا مہا منقولہ سمرتی چندریکا و ویرمترادوداے و وداے تتو۔

[5] ایضاً۔

فصل دسوین

دیگر طریقون تصدیق غلبی کا ذکر

ذکر اور طریقون کا جو گنہگاری اور بیگناہی کے دریافت کرنے کے لیے استعمال مین لائے جاتے ہین

۱- علاوہ اسکے امزائش کی سنگینی اور خفت کے بموجب اور بلحاظ تفریق اقوام کے اور طریقون پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور اُنکا بیان منو اور اَور عالمون نے کیا ہے اور وے طریقے یہ ہین وہ ایک نسک کے مقدمہ مین صداقت کی قسم اور دو نسک کے مقدمہ مین بزرگ شخص کے پانون چھونے کی قسم دلائی جاے اور تین ہون تو نیک اقبال کے ثمرہ جاتے رہنے کی قسم اور تین سے زیادہ ہونے کی صورت مین آب متبرک کی قسم دلائی جاے" ۱- حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو اسکی صداقت کی قسم اور چھتری کو اسکے گھوڑے یا ہاتھی اور ہتھیارون اور ویش کو اسکی گاے اور غلہ اور سونے کی قسم دلائے اور اہل حرفہ یا شودر سے یہ قسم لی جاے کہ وہ اگر جھوٹ بولیگا تو تمام گناہون کے عذاب تیرے سر پر عائد ہونگے ۲

بیگناہی کے دریافت کرنے کا طور-

۲- بیگناہی کے دریافت کرنے کا طور منو نے اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ جس شخص پر کوئی مصیبت جلد نازل نہو اُسکی نسبت تصور کرنا چاہیے کہ اُسنے صحیح قسم کھائی ۳ اور مصیبت کی نسبت یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ وہ جسپر کوئی مصیبت صعب خدا یا راجہ کی جانب سے نازل نہو" ۴

زمانہ جو مصیبت نازل ہونے کے لیے معین کیا گیا ہے-

۳- زمانہ جو مصیبت نازل ہونے کے لیے معین کیا گیا ہے وہ مختلف ہے یعنی ایک رات سے تیسری رات تک اور تیسری سے پانچوین شب تک وعلی ہذالقیاس

نسلبیبا دتندیو-

۲ منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۳ منقولہ بیا دتندیو و بیر متر او دا ئے و دا سے تتو-

۳ منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۵ منقولہ بیا دتندیو و بیر متر او دائے-

۴ ایضاً-

یہ جرمانہ بلحاظ سنگینی اور خفت جرم کے معین کیا جاتا ہے۔

فریق مغلوب کی نسبت جرمانہ اور سزا عائد کیجائے۔

۴۔ جب کہ اُن طریقوں کے ذریعہ سے ایک شخص کا سچ اور دوسرے کا جھوٹ متحقق ہوجائے تو مختلف صورتوں میں سزا کی نسبت کاتیاتن نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ یہ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ فریق مغلوب سے جیتنے والے کو ایک سو کا نصف دلوائے اور فریق مغلوب مستوجب سزا ہوگا[1]۔

جرمانہ کی تعداد۔

۵۔ سزا کا بیان اس طور پر کیا گیا ہے کہ یہ زہر کے عمل میں ایک ہزار اور پانی کے عمل میں چھ سو اور آگ کے عمل میں پانسو اور ترازو کے عمل میں چار سو اور آب متبرک کے عمل میں تین سو اور چانول چبانے کے عمل میں دو سو اور گرم دھات کے عمل میں ایک سو جرمانہ کیا جائے اور تصدیق غیبی کے صغیر طریقوں میں جرمانہ بھی خفیف چاہیے[2]۔

تصدیق غیبی کے طریقوں میں جو سزا معین ہے اسکے سوا وہ سزا بھی دیجائے جسکا سابق میں ذکر ہوا ہے۔

۶۔ جو سزا کہ تصدیق غیبی کے طریقوں کے واسطے معین ہے اُسکے سوا وہ سزا بھی دیجائے جو قول متذکرۂ سابق میں مندرج ہے اور وہ قول یہ ہے کہ یہ اگر مدعی اپنا بیان ثابت کرے اور مدعا علیہ اُس سے منکر ہو اور مغلوب ہوجائے تو مدعا علیہ مدعی کو زر مدعوہ اور اسی قدر روپیہ راجہ کو ادا کرے[3]۔

---

[1] بیا دتندیو۔

[2] قول کاتیاتن منقول بیا دتندیو۔

[3] باب ۲۔ فصل ۳۔ دفعہ ۱ معائنہ کیجائے۔

جلد اول تمام شد

جلد دوم

اصول دھرم شاستر

یعنی

بیوستھے جو

پنڈتان عدالت ہاے دیوانی تابع احاطہ ملک بنگالہ نے بجواب

سوالات مستفسرۂ حکّام عدالتہاے مذکور کے

تحریر کیے

فراہمی اور ترتیب اُن بیوستون کی

بنظر توضیح اصول مندرجہ جلد اول عمل مین آئی

سنہ ۱۸۹۴ع

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھاپی گئی

جلد دوم

مضامین کی مختصر فہرست

فہرست مضامین جلد دوم

نظائر

دھرم شاستر کے موجب

باب پہلا

وراثت کے بیان مین

فصل پہلی

بیٹون اور پوتون اور نواسون کا ذکر

مقدمہ ۱- سوال - ایک شخص نے اپنے بھائی پر بدعوے اس امر کے نالش کی کہ بڑے بیٹے ہونے کے استحقاق کے موجب مجھکو میرے باپ کی جائداد سے حصہ کثیر ملے - اس صورت مین دعوے اُسکا قانوناً درست ہوگا یا نہین -

جواب - اس زمانہ یعنی کلجگ مین بڑے بھائی کو اور بھائیون کی نسبت زیادہ حصہ دینا منع ہے چنانچہ قول مرقومہ ذیل مین یہ لکھا ہے کہ ——

بڑے ہونے کے استحقاق کی روسے بڑا بیٹا حصہ کثیر کا مستحق نہین ہے -

"کلجگ مین بیوہ کے شوہر متوفی کے بھائی سے بیٹا پیدا ہونا اور لڑکی جسکا ایک مرتبہ بیاہ ہوگیا ہے اُسکا بیاہ دوسری مرتبہ ہونا نہ چاہیے نہ بیل کی قربانی ہونی چاہیے اور نہ عالم دین کو پانی کا گھڑا لیجانا اور نہ بڑے بھائی کو جائداد سے حصہ کثیر دینا چاہیے" -

عدالت اپیل پٹنہ -

۲۹ - مارچ ۱۸۱۵ء -

تمیو بخش سنگھ بنام فتح سنگھ -

مقدمہ ۲ - بین - ایک شخص کے دو لڑکے تھے اُنکی وفات کے بعد اُنکی اولاد مین یہ تنازع ہوا کہ بڑے ہونے کے استحقاق کے بموجب بڑے بیٹے کو حصہ کثیر ملے اس صورت مین بڑے بیٹے کی اولاد کو حصہ کثیر ملنے کی قانوناً اجازت ہے یا نہین -

چھوٹے بیٹے کی اولاد بڑے بیٹے کی اولاد کے مساوی حصہ پاویگی -

فتح - باپ کو اختیار ہے کہ اپنے مال مکسوبہ کو بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے لیکن اگر اُس نے مال کو اپنے باپ سے ورثہ مین پایا ہے تو وہ اس امر کا مجاز نہین ہے اور اس طور پر تقسیم کرنا ناجائز ہوگا - متاچھرا اور منو کے اصول کے بموجب دادا کی جائداد اراضی اور اور مال مین پوتون کے واسطے حصہ خاص مقرر نہین ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے "مختلف باپون کی اولاد کو باپون کے حصے کے بموجب حصہ ملے گا"

مقولۂ مذکورۂ بالا کا مطلب یہ ہے کہ ایک بھائی کے ایک بیٹا ہے اور دوسرے بھائی کے چار ہین تو اُنکی موروثی جائداد سے نصف حصہ ایک بھائی کے بیٹے کو ملے گا اور نصف دوسرے بھائی کے چار بیٹون کو - بڑے بیٹے کو باپ کے مال مکسوبہ سے حصہ کثیر ملنے کی بابت منو کا یہ حکم ہے "بڑے بیٹے کو دو چند حصہ ملے اور اُس سے چھوٹے کو ڈیڑھ بشرطیکہ یہ دونون بیٹے باعتبار نیکی اور علم کے اور بیٹون پر صریح فوق رکھتے ہون - اور باقی چھوٹے بیٹون کے برابر کے حصے ملین اگر یہ سب اچھی صفات مین برابر ہین تو سب کو مساوی حصہ ملنا چاہیے - اس امر مین اس طور پر قانون مقرر کیا گیا ہے"

منشا قول مذکورۂ بالا کا یہ ہے کہ بڑے بیٹے کو دو حصہ ملین اُس سے چھوٹے کو ڈیڑھ اور باقیون کو ایک ایک یعنے بڑے بیٹے کے واسطے بیسوان حصہ جائداد کا نکال دیا جائے گا "یا تو بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دے یا اگر اسکی خوشی ہو تو سب کو برابر حصے دے" یہ مسئلہ باپ کے مال مکسوبہ کی غیر مساوی تقسیم کے باب مین ہے

باپ کی وفات کے بعد غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا نارد کے قول کے بموجب منع ہے ۔
"باپ کی وفات کے بعد بیٹون کو چاہیے کہ اُسکی جائداد برابر تقسیم کرلین" منشا اس قول کا یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعد بیٹے برابر کے حصے لین ۔ غیر مساوی تقسیم جو شاستر کے خلاف ہے وہ باپ کی رضامندی کی صورت مین بھی نہین ہو سکتی ۔

نارد کہتا ہے "اگر باپ کی عقل مین بیماری کے باعث سے فتور آجائے یا غصہ اُسکی اشتعال طبع کا باعث ہو یا وہ بسبب ہونے التفات خاص نسبت کسی زوجہ کے اُسکے بیٹے کو زیادہ عزیز رکھتا ہو تو اُسکو قاعدہ وراثت کے خلاف تقسیم کرنے کا اختیار نہین ہے "

علی ہذا القیاس منو بھی کہتا ہے کہ "والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جائداد اور قرضہ کو برابر تقسیم کرلینا چاہیے " پس چونکہ منو متبرک الوجود نے لکھا ہے کہ باپ اپنی جائداد کو خواہ وہ سونا یا کچھ اور ایسی ہی شے ہو غیر مساوی طور پر تقسیم نہین کر سکتا اسواسطے یہ کہنا کب جائز ہو سکتا ہے کہ پوتے دادا کی جائداد سے غیر مساوی حصہ پاوین " اراضی پر جو دادا کی مکسوبہ ہو اور حقوق معدنیات وغیرہ پر جو راجہ کی طرف سے اُسکے یا اُسکے وارثون کے واسطے مقرر ہون اور غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے واسطے ہون یا درب پر جس سے سونا یا ایسی ہی کوئی اور شے مراد ہے دادا کی وفات کے بعد باپ اور بیٹے کا اختیار برابر ہے "

اس مقولے کے بموجب باپ کو اختیار نہین ہے کہ موروثی جائداد کو اپنے بیٹون مین اپنی مرضی کے مطابق غیر مساوی طور پر تقسیم کرے ۔

ضلع فرخ آباد - ۱۹ - دسمبر ۱۸۶۳ء ۔

مقدمہ ۳ - بس - ایک شخص نے وفات پائی اور تین بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ مرا اور زوجہ مذکور سب بیٹون کی مان تھی اس صورت مین اگر بیٹے باپ کی جائداد کو جو ایک گھر اور دو دکانون پر مشتمل ہے تقسیم کرین تو بیوہ کا بھی اُس جائداد مین جو اُسکے شوہر کی ہے کچھ حق ہے یا نہین ہے اگر ہے تو اُسکو کس قدر حصہ

گننا چاہیے -

ج - مالک کی وفات کے بعد تقسیم ورثہ مین اُسکے تینون بیٹے اور بیوہ جو سب بیٹون کی مان ہے برابر مقدار مین یعنی اُن مین سے ہر شخص کو ورثہ سے ایک ربع ملے گا - یہ راے شاستر اکے بموجب ہے -

جبکہ تین بیٹے اور ایک بیوہ جو انکی مان ہو وارث ہون تو تقسیم ورثہ کے وقت ہر شخص کو ایک ایک ربع ملے گا -

ضلع مرادآباد -

مقدمہ ۴ - س - تین حقیقی بھائی شامل اور بالاتفاق رہتے تھے سب سے چھوٹے بھائی کو خاص اُسکے نام سے ایک زمین بطور بخشش ملی لیکن محاصل زمین سے سب بھائی برابر متمتع ہوتے رہے اس صورت مین جملہ بھائی مالک بالاشتراک زمین مذکور کے ہونگے یا کہ وہ صرف اُسی شخص کے قبضہ مین جسکو وہ بطور بخشش ملی ہے متصور ہوگی - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے اولاد ذکور نہو لیکن سب سے بڑے بھائی کے نواسہ ہو تو یہ نواسہ جائداد مذکور مین سے کسی قدر حصہ پانے کا مستحق ہے یا دوسرے بھائی کی بیوہ اور اُس شخص کا بیٹا جس نے وہ بخشش حاصل کی تھی بہ محرومی حق نواسہ کے کل جائداد کے مالک ہونگے -

ج - اگر سب سے چھوٹے بھائی نے بخشش اپنے نام سے اور بذریعہ اپنے زر اور محنت کے بلاشرکت غیرے حاصل کی ہو تو اس صورت مین صرف وہ شخص یعنی سب سے چھوٹا بھائی قانوناً مالک ہے -

اگر جائداد مذکور بذریعہ زر مشترکہ اور محنت جملہ بھائیون کے حاصل کی گئی ہے تو گو جائداد مذکور چھوٹے بھائی کے نام سے ملی ہو تاہم تینون بھائی مستحق برابر کے حصون کے ہین - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے بیٹے نہ ہون تو سب سے بڑے بھائی کا نواسہ اور دوسرے بھائی کی بیوہ اور سب سے چھوٹے بھائی کا بیٹا جائداد کو برابر حصون مین تقسیم کرینگے کیونکہ جائداد مذکور زر اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے - یہ راے بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ

اگر تین بھائیون کے وارث ایک بیٹا اور ایک نواسہ اور ایک بیوہ ہون تو شاستر بنگالہ کے بموجب ہر ایک کو ایک ایک ثلث ملیگا -

کے ہے -

ضلع پٹنہ ۱- ۲۹ جون ۱۸۱۵ع -

مقدمہ ۵ - س ۱- ایک شخص کے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا اپنے باپ سے علیحدہ ہوکر جدا رہنے لگا بعد ازان باپ مرگیا اس صورت مین صرف دو بیٹے جو اسکے شامل رہتے تھے مستحق اُسکی ارث کے ہین یا کہ تمام بیٹون کو وراثت کا استحقاق برابر حاصل ہے -

ج ۱- اگر باپ نے بڑے بیٹے کو بمرضی درضامندی جانبین اپنی جائداد مکسوبہ مین سے کسی قدر حصہ دیکر کنبہ سے علیحدہ کردیا ہو تو اس صورت مین باپ کی وفات کے بعد بڑے بیٹے کو منجملہ جائداد مکسوبہ باپ کے بھائیون سے حصہ فرید لینے کا استحقاق حاصل نہین ہے -

اگر تین بیٹون مین سے ایک بیٹا خاندان سے علیحدہ ہوجاوے اور باپ کے جیتے جی اپنا حصہ لے لے تو پھر اُسکا جائداد پر کچھ حق نہین رہتاہے -

ماخذ نارد اور برہسپتی کا قول داے بھاگ اور بیادھیتامنی مین منقول ہے وہ یہ ہے "وہ حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کردیے ہین خواہ برابر ہون یا کم و بیش اُنکو وہی رکھنے چاہئیین ورنہ وے مستوجب سزا ہونگے" باپ نے اگر بیٹون کو برابر یا کم و بیش حصے جائداد کے دیکر علیحدہ کردیا ہے تو یہ تقسیم جائز ہے کیونکہ باپ کل جائداد کا مالک ہے"

س ۲- اگر باپ نے جدا نہ کیا ہو اور بڑا بیٹا بباعث تنازع کے جو مابین اُسکی زوجہ اور اور کنبے کے لوگون کے ہوا ہو علیحدہ ہوگیا ہو تو اس صورت مین بڑا بیٹا باپ کی جائداد سے حصہ لینے کا مستحق ہے یا نہین -

ج ۲- اگر باپ نے کچھ مال اپنے بڑے بیٹے کو نہین دیا ہے اور نہ اسکی کچھ تقسیم کی ہے اور بڑا بیٹا علیحدہ رہتا ہے تو اس صورت مین باپ کی وفات کے بعد اُسکے کل بیٹے ترکہ سے حصہ پاوینگے -

لیکن صرف علیحدہ رہنے سے بیٹے محروم نہین رہ سکتے -

جاگیلک سے داے بھاگ مین یہ قول منقول ہے "وہ والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جائداد اور قرضہ برابر تقسیم کرلینا چاہیے"

گننا چاہیے -

ج - مالک کی وفات کے بعد تقسیم ورثہ مین اُسکے تینون بیٹے اور بیوہ جو سب بیٹون کی مان ہے برابر مقدار مین یعنی قسمن زمین سے ہر شخص کو ورثہ سے ایک ربع ملے گا - یہ راے متاچھرا کے بموجب ہے -

جبکہ تین بیٹے اور ایک بیوہ جو انکی مان ہو وارث ہون تو تقسیم ورثہ کے وقت ہر شخص کو ایک ایک ربع ملیگا -

ضلع مراداباد -

مقدمہ ۴ - س - تین حقیقی بھائی شامل اور بالاتفاق رہتے تھے سب سے چھوٹے بھائی کو خاص اُسکے نام سے ایک زمین بطور بخشش ملی لیکن محاصل زمین سے سب بھائی برابر متمتع ہوتے رہے اس صورت مین جملہ بھائی مالک بالاشتراک زمین مذکور کے ہونگے یا کہ وہ صرف اُسی شخص کے قبضہ مین جسکو وہ بطور بخشش ملی ہے متصور ہوگی - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے اولاد ذکور نہو لیکن سب سے بڑے بھائی کے نواسہ ہو تو یہ نواسہ جائداد مذکور مین سے کسی قدر حصہ پانے کا مستحق ہے یا دوسرے بھائی کی بیوہ اور اُس شخص کا بیٹا جس نے وہ بخشش حاصل کی تھی بہ محرومی حق نواسہ کے کُل جائداد کے مالک ہونگے -

ج - اگر سب سے چھوٹے بھائی نے بخشش اپنے نام سے اور بذریعہ اپنے زر اور محنت کے بلاشرکت غیرے حاصل کی ہو تو اس صورت مین صرف وہ شخص یعنی سب سے چھوٹا بھائی قانوناً مالک ہے -

اگر جائداد مذکور بذریعۂ زر مشترکہ اور محنت جملہ بھائیون کے حاصل کی گئی ہے تو گو جائداد مذکور چھوٹے بھائی کے نام سے ملی ہو تاہم تینون بھائی مستحق برابر کے حصون کے ہین - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے بیٹے نہ ہون تو سب سے بڑے بھائی کا نواسہ اور دوسرے بھائی کی بیوہ اور سب سے چھوٹے بھائی کا بیٹا جائداد کو برابر حصون مین تقسیم کرلینگے کیونکہ جائداد مذکور زر اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے - یہ راے بموجب شاستر متشیہ بنگالہ

اگر تین بھائیون کے وارث ایک بیٹا اور ایک نواسہ اور ایک بیوہ ہون تو شاستر بنگالہ کے بموجب ہر ایک کو ایک ایک ثلث ملیگا -

کے سے ہے -

ضلع پٹنہ ۲۹ جون ۱۸۱۵ء -

مقدمہ ۵ - س ۱- ایک شخص کے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر جدا رہنے لگا بعد ازان باپ مر گیا اس صورت مین صرف دو بیٹے جو اسکے شامل رہتے تھے مستحق اسکی ارث کے ہین یا کہ تمام بیٹون کو وراثت کا استحقاق برابر حاصل ہے -

ج ۱- اگر باپ نے بڑے بیٹے کو بہ مرضی و رضامندی جانبین اپنی جائداد مکسوبہ مین سے کسی قدر حصہ دے کر کنبہ سے علیحدہ کر دیا ہو تو اس صورت مین باپ کی وفات کے بعد بڑے بیٹے کو منجملہ جائداد مکسوبہ باپ کے بھائیون سے حصہ مزید لینے کا استحقاق حاصل نہین ہے -

اگر تین بیٹون مین سے ایک بیٹا خاندان سے علیحدہ ہو جاوے اور باپ کے جیتے جی اپنا حصہ لے لے تو پھر اسکا جائداد پر کچھ حق نہین رہتا ہے -

ماخذ نارد اور برھسپتی کا قول داے بھاگ اور ویاد چنتامنی مین منقول ہے وہ یہ ہے "وے حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کر دیے ہین خواہ برابر ہون یا کم و بیش انکو وہی رکھنے چاہیئین ورنہ وے مستوجب سزا ہونگے" باپ نے اگر بیٹون کو برابر یا کم و بیش حصے جائداد کے دے کر علیحدہ کر دیا ہے تو یہ تقسیم جائز ہے کیونکہ باپ کل جائداد کا مالک ہے"

س ۲- اگر باپ نے جدا نہ کیا ہو اور بڑا بیٹا باعث تنازع کے جو مابین اسکی زوجہ اور اور کنبے کے لوگون کے ہوا ہو علیحدہ ہو گیا ہو تو اس صورت مین بڑا بیٹا باپ کی جائداد سے حصہ لینے کا مستحق ہے یا نہین -

ج ۲- اگر باپ نے کچھ مال اپنے بڑے بیٹے کو نہین دیا ہے اور نہ اسکی کچھ تقسیم کی ہے اور بڑا بیٹا علیحدہ رہتا ہے تو اس صورت مین باپ کی وفات کے بعد اسکے کل بیٹے ترکہ سے حصہ پاوینگے -

لیکن صرف علیحدہ رہنے سے بیٹے محروم نہین رہ سکتے -

جاگیلک سے داے بھاگ مین یہ قول منقول ہے "والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جائداد اور قرضہ برابر تقسیم کر لینا چاہیے"

منو؎ باپ اور ماں کی وفات کے بعد بھائیوں کو چاہیے کہ جمع ہو کر جائداد پدری کو برابر حصوں میں تقسیم کر لیں اور جبتک اُنکے والدین حیات ہوں اُسوقت تک اُنکو جائداد پر کچھ اختیار حاصل نہیں ہے؎

س ۳ - اگر بڑا بیٹا باپ کی جائداد سے مستحق ورثہ پانے کا ہو تو کسقدر حصہ اُسکو جائداد مکسوبہ اور موروثی سے ملیگا -

بیٹوں کا حصہ برابر ہے

ج ۳ - باپ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کو مکسوبہ ہو یا موروثی اُسکے سب بیٹے برابر حصوں میں تقسیم کر لیں -

ماخذ - قول منو - دوسرا جواب معائنہ کرو -

س ۴ - اگر بڑا بیٹا باپ سے علیحدہ ہو کر جدا رہے اور بعد اس جدا ہونے کے باپ اپنے اور لڑکوں کے ساتھ شامل رہے اور لڑکے مذکور بحالت ساتھ رہنے اپنے باپ کے کچھ جائداد حاصل کریں تو اس صورت میں ایسی جائداد مکسوبہ بیٹوں میں کس طور پر تقسیم ہوگی -

جائداد مکسوبہ جو صرف محنت سے بلا صرف مال موروثی حاصل ہوئی ہو وہ حاصل کرنے والوں کو پہونچتی ہے -

ج ۴ - بھائیوں کی جائداد مکسوبہ پر گو وہ بحالت ساتھ رہنے باپ کے حاصل ہوئی ہو بڑے بھائی کا کچھ حق نہیں ہے بشرطیکہ حصول اُسکا سرمایہ موروثی کے ذریعہ سے نہوا ہو -

ماخذ - قول بیاس واسطے تواور اور دھرم شاستر کی کتابوں میں منقول ہے وہ یہ ہے کہ؎ ایک شخص جو جائداد موروثی پر تکیہ نہ کرکے اپنی لیاقت کے ذریعہ سے کچھ حاصل کرے تو اُسمیں سے اُنھیں جو شریک ورثہ ہوں کچھ دینا نہوگا اور نہ اُس جائداد سے جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کی ہو -

س ۵ - اگر بڑا بیٹا کنبے کے مکان سے علیحدہ ہو جاوے اور بعد علیحدگی کے بہ شمول محنت اپنے اور بیٹوں کے کچھ جائداد حاصل کرے تو ایسی جائداد مکسوبہ میں بڑے بیٹے کا حصہ ہے یا نہیں -

جائداد مکسوبہ پدری

ج ۵ - جو جائداد کہ باپ نے بامداد اور بیٹوں کے حاصل کی ہو اُسمیں

بڑا بیٹا حصہ پانے کا مستحق ہے کس واسطے کہ تمام بیٹوں کو باپ سے ورثہ پانے کا استحقاق حاصل ہے۔ سلہ

ماخذ۔ بدھائن سے وائے تو ہین یہ قول منقول ہے ''جبکہ اولاد ذکور موجود ہو تو جائداد اسکو پہونچنی چاہیے''۔

بین سب بیٹے بعد وفات باپ کے برابر مستحق ہین گو اُنکے استحصال مین انھون نے مدد دی ہو یا نہین۔

ضلع ندیا۔ ۳۔ دسمبر ۱۸۱۳ء۔

گورنگ پرشاد بنام رام پرشاد پروئی۔

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک شخص کے چار بیٹے تھے منجملہ اُنکے ایک اُسکے سامنے مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ بعد مرنے بیٹے کے اصل مالک نے بھی وفات پائی اب اُسکے تین بیٹے ہین اور ایک پوتا۔ اس صورت مین پوتا دادا سے ورثہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ پوتا چچاؤن کے ساتھ برابر حصہ پائیگا گو اُسکے باپ نے اُسکے دادا کے سامنے وفات پائی ہو اس امر مین جاگیلاک کا یہ قول ہے ''دادا کی مکسوبہ اراضی یا حقوق خور و نوش یا مال منقولہ مین ملکیت باپ اور بیٹے کی یکسان ہے''

پوتے کا حصہ بیٹون کے حصون کے برابر ہے۔

کاتیائن نے اس امر مین یہ بیان کیا ہے کہ ''اگر بیٹا قبل تقسیم مرجاے تو اُسکا حصہ اُسکے بیٹے کو ملیگا بشرطیکہ اُسے کچھ مال اُسکے دادا سے نہ ملا ہو۔ پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا سے یا چچا کے بیٹے سے لیگا اور دھرم شاستر کے بموجب حصہ اسی مقدار سے تمام بھائیون کو ملیگا''۔

سلہ مگر اس راے مین نقص ہے چونکہ یہ مقدمہ بنگالہ کا تھا لہذا اس اقتیاز کا جو بنگالہ اور دیگر مقامون مین ہے ذکر کرنا چاہیے تھا دا سے بھاگ مین مذکور ہے کہ کنبے کے جن شخصون نے کہ جائداد کے استحصال مین محنت ذاتی کی ہے اُنکو شخصون سے دو چند حصہ ملیگا اور جنھون نے کچھ کوشش نہین کی ہے اُنکو صرف ایک حصہ لیکن یہ امتیاز اور مقامون مین جاری نہین ہے۔ عام مسئلہ یہ ہے کہ جب جائداد مکسوبہ بصرف مال موروثی حاصل ہوئی ہے تو بلا لحاظ مقدار ذاتی محنت کے جو ہر ایک نے کی ہو سب بھائیون کو برابر حصہ ملیگا۔

قول عالمان مذکورۂ بالا کے بموجب اگر بیٹا قبل تقسیم جائداد مرجاوے تو اسکا بیٹا اپنے باپ کا حصہ پانے کا مستحق ہے۔

ضلع بریلی - ۱۹ جنوری ۱۸۶۱ء۔

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص سات بیٹے چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ کے بعد منجملہ انکے چار بیٹے مفقود الخبر ہوگئے اور باقی تین بیٹون نے موروثی جائداد پر قابض ہوکر اہتمام اُسکا ایک بھائی کے سپرد کیا۔ اس صورت مین متوفی کی جائداد اسکے تین بیٹون اور پسران مفقود الخبر کے بیٹون کو ملے گی یا نہین -

ج - مورث متوفی کے پوتے جنکے باپ مفقود الخبر ہون متوفی کے بیٹون کے ساتھ بموجب حصص پدری حصہ پانے کے مستحق ہین - اس امر کے باعث سے کہ جائداد کا اہتمام منجملہ اُنکے ایک کے سپرد کردیا گیا تھا یہ لازم نہین آتا کہ اورون کو جائداد سے محروم رکھا جاوے - یہ راے دھرم شاستر کے بموجب ہے -

پسران مفقود الخبر کے بیٹے اپنے چچاؤن کے ساتھ مساوی حصہ پاوینگے۔

ماخذ ۱ جبکہ باپ نے وفات پائی ہے ۲ الخ داے بھاگ صفحہ ۹ - اولاد کے حصے بموجب حصص پدری کے مقرر کیے جاتے ہین اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا امر مذموم تصور کیا گیا ہے [۱]

ضلع شاہ آباد - ۲۰ جون ۱۸۶۱ء -

[۱] دھرم شاستر کے بموجب لفظ مفقود الخبر سے قانوناً محروم ہونا جائداد سے مراد ہے یہ محرومی شخص مفقود الخبر کی تاریخ مفارقت کنبے سے بارہ برس یا بعض علما کے قول کے بموجب بیس برس بعد قیاس کیجاتی ہے بشرطیکہ اس اثنا مین کوئی خبر شخص مذکور کی نہ ملے اس عرصہ کے بعد وہ متوفی خیال کیا جاتا ہے اور اسکے وارث اُسکے قائم مقام ہوتے ہین - بموجب قول بعض عالمون کے بارہ برس کی میعاد اُن مفقود الخبر اشخاص سے متعلق ہے جنکی عمر پچاس برس سے زیادہ ہو اور جو اشخاص کہ اس عمر سے کم ہین اُنکے انتظار کے واسطے چوبیس برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے -

نرنے سندھ کے بموجب شخص مفقود الخبر کے واسطے تین میعاد مقرر ہین - اوائل عمر کے واسطے بیس برس اور متوسط عمر کے واسطے پندرہ سال اور عمر ضعیف کے لیے بارہ سال معین ہین -

ضمیمۂ اصول دھرم شاستر صفحہ ۲۴۶ - ۳

مقدمہ ۸ - س - ایک زمیندار کے دو بیٹے تھے ایک بیٹا اُنمین سے چار بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے دو بقید حیات ہین اور دو نے وفات پائی ہے مگر اُنکے بیٹے موجود ہین اس صورت مین ہر ایک کس قدر اراضی پانے کا مستحق ہے -

ج - اگر شخص مذکور کچھ اراضی اور دو بیٹے چھوڑ مرا ہے اور اُنمین سے ایک نے جسکے چار بیٹے تھے وفات پائی ار بعد ازان منجملہ اُن چار بیٹون کے دو مر گئے اور دو بقید حیات ہین اس صورت مین اصل مالک کی جائداد کے دو حصے کرنے چاہیین ایک حصہ اُسکے بیٹے کو ملے گا اور دوسرے حصے کی پھر چار تقسیمین ہونگی منجملہ اُنکے دو حصے تو دونون پوتون کو جو بقید حیات ہین ملین گے اور دو حصے پوتون متوفی کے وارثون کو - اگر پوتون متوفی مین سے ایک کے بہت لڑکے ہین اور دوسرے کے کم تو اس صورت مین ہر ایک انمین سے اپنے باپ کے حصے کے مطابق ورثہ پاوے گا

پوتے جنکے باپ اور پرپوتے جنکے باپ اور دادا مر گئے ہون تینون کے ساتھ بالاصول حصہ پاوینگے نہ بالرؤس -

سو مقدمہ مذکورۂ بالا مین اس امر کا تصریح بیان نہین ہے کہ چار بیٹے کتنے عرصہ سے غیر حاضر تھے اگر مدت معینہ انتظار سے زیادہ عرصہ تک مفقود الخبر تھے تو اُنکے حصون کے مستحق اُنکے بیٹے ہین ورنہ بموجب دھرم شاستر مشتہرہ بنارس ہر ایک بیٹے کو اُسکے پدری حصہ سے صرف نصف حصہ ملنے کا استحقاق ہے اور بیٹے مستحق اس امر کے بھی ہین کہ باقی نصف حصہ کا اہتمام کرین کیونکہ اُنکا استحقاق دادا کی جائداد پر حین حیات باپ کے مثاچھرا کے قول کے بموجب تسلیم کیا گیا ہے اس باب مین قول یہ ہے وہ جو جائداد کہ ہبہ یا فتح یا کسی اور شغل تجارت وکشتکاری و نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے دادا کو حاصل ہوئی ہو تو اُسپر باپ اور بیٹے کی ملکیت کا ہونا ایک معروف امر ہے لہذا اُسکی تقسیم ہو سکتی ہے کیونکہ استحقاق دونون کا برابر اور یکسان ہے اور اسی وجہ سے تقسیم اُسکی باپ کی مرضی کے مطابق نہین ہو سکتی اور نہ وہ اُسمین حصہ دو چند لے سکتا ہے "

مگر دھرم شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب اُنکو اپنے باپ مفقود الخبر کے حصہ کا صرف اہتمام کرنے کا استحقاق حاصل ہے اور وے اپنے چچاؤن کو تقسیم حصص کے واسطے مجبور نہین کر سکتے کیونکہ اُنکا استحقاق تا وقتیکہ اُنکے باپ کی قانونی یا اصلی وفات واقع نہو معطل رہتا ہے -

اور بموجب تعداد بھائیون کے وے اُسکو آپس مین تقسیم کر لینگے۔ یہ رائے داے بھاگ
اور داے کرم سنگرہ اور متاچھرا کے بموجب ہے۔

ماخذ "اولاد کے حصے بموجب حصص پدری کے مقرر کیے جاتے ہین"۔ مطلب اس قول کا
یہ ہے کہ "اگر ایک بھائی کے اولاد ذکور بہت ہو اور دوسرے کے کم تو اس صورت مین بھی انکو
انکے پدری حصہ کے بموجب ترکہ ملے گا۔ اگر ایک شخص کے ایک بیٹا اور دوسرے بیٹے متوفی
کے کئی بیٹے بقید حیات ہین اُس صورت مین ایک حصہ اُس بیٹے کو جو زندہ ہے ملے گا
اور دوسرا حصہ پوتون کو بلحاظ اُنکی تعداد کے پہونچے گا کیونکہ جائداد مذکور مین اُنکا استحقاق
اس تعلق جبلی پر جو اُنکو اپنے باپ کے ساتھ ہے مبنی ہے پس جس قدر کہ اُنکے
باپ کا حصہ ہے صرف اُسی قدر پانے کے وے مستحق ہین۔ چنانچہ اسی طور پر
ایک پر پوتا جسکے باپ اور دادا نے وفات پائی ہے ایک بیٹے اور کئی پوتون کے
ساتھ وہ وید ار برابر کے حصہ کا ہے اسواسطے کہ وہ بھی رسوم کریا کرم ادا
کرتا ہے"۔ یہ قول داے بھاگ مین لکھا ہے اور داے کرم سنگرہ کے بھی
مطابق ہے۔

"اگر بھائی جو بالاتفاق رہتے ہون مر جائین اور اُنکی اولاد ذکور ہو مگر بیٹون کی تعداد
مین فرق ہو یعنی ایک بھائی کے دو بیٹے ہون اور دوسرے کے تین اور تیسرے کے
چار تو اس صورت مین دو بیٹون کو وہ ایک حصہ ملے گا جو اُنکے باپ کا حق ہے اور تین
لڑکون کو بھی ایک حصہ پہونچے گا جو اُنکے باپ سے متعلق ہے اور چار کو بھی وہ ایک حصہ
جو اُنکے باپ کا حق ہے ملے گا علی ہذا القیاس اگر منجملہ بیٹون کے چند زندہ ہون اور
چند اولاد ذکور چھوڑ مرے ہون تو اس صورت مین بھی وہی قاعدہ ملحوظ رہے گا یعنی بیٹے
جو زندہ ہین وے اپنا حصہ پائینگے اور اُنکے بھائیون متوفی کے بیٹون کو اپنے اپنے
باپ کے حصے ملینگے"۔ تقسیم جائداد کا طریقہ بموجب قول مندرجۂ بالا کے اسی طور پر
ہے۔ متاچھرا۔

عدالت اپیل کلکتہ۔

مقدمہ ۹ - س مدعی کے دادا کے نو وارث تھے (ا) - (ب) - (ج) - (د) (ر) - (س) - (ص) - (ط) - (ع) - جو اسکی وفات کے بعد جائداد پر قابض ہوے - منجملہ انکے تین بیٹے (ا) - (ب) - (ج) - بلا اولاد ذکور مر گئے بعد از ان زندہ بھائیون مین سے ایک بھائی (د) بھی مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا جو اپنے شوہر کے قائم مقام ہوئی اور ضلع اور پروونشل کورٹ کی ڈگریون کے بموجب - سلہ

تین بھائیون متوفی مذکورہ بالا یعنی (ا) - (ب) - (ج) کی جائداد باقی پانچ بھائیون (د) و (ر) و (س) و (ص) و (ط) و (ع) نے آپس مین تقسیم کر لی - مدعی اب دعوی کرتا ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب (ا) و (ب) و (س) کی بیوون کی وفات کے بعد جائداد مذکورہ مین جو انکے حصص جائز تھے وے ورثتا مدعی کے باپ (ر) اور چچا (س) کو صرف ملنے چاہیین تھے کیونکہ وے بوقت مرنے بیوون مذکورہ بالا کے زندہ تھے اور اور تین بھائی اسوقت بقید حیات نہ تھے اور اسی وجہ سے انکے وارثون کو بھی (ا) و (ب) و (ج) کی جائداد کے ورثہ پانے کا استحقاق نہ تھا اس صورت مین شاستر متمشیہ بنگالہ اس باب مین کیا ہے -

حق ورثہ صرف نسلاً حاصل ہوتا ہے نہ قرابتاً -

ج - (ج) کی وفات کے بعد جبکہ کوئی وارث اسکا ماں تک نہو تو اسکی جائداد غیر منقولہ و منقولہ اسکے حقیقی بھائیون (ا) و (ب) کو پہونچنی چاہیے اور انکی وفات کے بعد جبکہ انکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو انکی جائداد جو انکو اپنے باپ اور بھائیون سے ورثہ مین ملی ہے انکی بیوون مین برابر تقسیم ہو جانی چاہیے اور بیوون کی وفات کے بعد جبکہ انکے کوئی وارث شوہر کے حقیقی بھائیون تک نہو تو جائداد مذکور جو انھین انکے شوہرون سے ورثہ مین ملی تھی انکے شوہرون کے سوتیلے بھائیون (ر) و (س) کو ملنی چاہیے کیونکہ انکے شوہرون کے

سلہ واضح ہو کہ ان مقدمات مین یہ ڈگریان باعث غلط فہمی اصول دھرم شاستر کے صادر ہوئیں کیونکہ دھرم شاستر کی رو سے جو بنگالہ مین مروج ہے جملہ صورتون مین بیوہ کو بھائی پر ترجیح ہے -

بقیہ سوتیلے بھائی (ص) و (ط) و (ع) قبل وفات بیلیون کے مرگئے تھے - لہذا انکے
بیٹون کو کچھ دعویٰ وراثت کا نہین پہونچتا - (م) و (س) کی وفات کے بعد انکے
بیٹے ورثہ پاوینگے نہ (ص) و (ط) و (ع) کے بیٹے - یہ راے واے بھاگ اور
واے تتو اور واے کرم سنگرہ اور اور کتابون مروجہ بنگالہ کے موجب ہے -

ماخذ - کتابون مذکورۂ بالا مین اقوال مرقومۂ ذیل منقول ہین -

جاگیولک ؎ "زوجہ اور بیٹیان اور والدین بھی اور بھائی اور علیٰ ہذا القیاس انکے
بیٹے اور گوترج اور بندھو"

کاتیاین ؎ "لاولد بیوہ جو پاک دامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے شامل رہتی ہو
اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو - بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو
اُسکے وارث پاوینگے"

دیول ؎ "بعد ازان حقیقی بھائی اُس بھائی کے ترکہ کو جسکے اولاد ذکور نہو تقسیم کرلین
اگر برادران حقیقی نہون تو سوتیلے بھائی جو متوفی کی قوم سے ہون مستحق قائم مقامی
کے ہین" واے کرم سنگرہ -

دیول ؎ "جبکہ باپ مرجائے تو بیٹے باپ کی جائداد کو تقسیم کرلین"

صدر دیوانی عدالت - ۱۶ جولائی ۱۸۱۴ء -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص کے دو زوجہ تھین اور دونون سے ایک ایک بیٹا
تھا سنہ ۱۲۱۱ فصلی مین دونون بیٹون کے باہم تنازع واقع ہوا اور باپ نے
جائداد موروثی غیر منقولہ سے کہ اراضی متعلقہ جسکی غیر منقسم تھی اور صرف اُسی پر اُسکی
معاش کا مدار تھا کسی قدر اپنے پاس رکھکر باقی ملک پر اپنے بیٹون کو بحصص مساوی
قابض کرادیا مگر ادا کرنا زر مالگزاری اور تحریر ہونا رسیدات و دیگر کاغذ متعلقہ
اہتمام جائداد کا باپ کے نام سے جاری رہا - سنہ مذکورۂ بالا سے بڑی زوجہ کا
بیٹا اپنے بھائی سے علیحدہ رہنے لگا - اور بعد اسکے کہ باپ نے جائداد کو اس
طور پر اپنے دونون بیٹون کے حوالہ کردیا اُسکے ایک اور بیٹا چھوٹی زوجہ سے

پیدا ہوا اسوجہ سے اُسنے ایک دستاویز بہ گواہی گوایان بہ ترمیم انتظام سابق اس مضمون سے مرتب کی کہ چونکہ ملکیت موروثی مین تینون بیٹون کا برابر حصہ ہے لہذا اُنکو چاہیے کہ اپنے اپنے حصون پر قابض ہون چنانچہ بموجب اس دستاویز کے تیسرے بیٹے نے جو نابالغ ہے اپنے سوتیلے اور حقیقی بھائی پر عدالت مین نالش کی کہ میرا حصہ اُنسے دلوا دیا جاے اس صورت مین جملہ موروثی غیر منقولہ جائداد کو تینون بھائی تقسیم کرکے اُسپر قابض رہینگے یا نہین۔

نابالغ بھائی کا یہ استحقاق نہین ہے کہ جائداد مشترکہ سے جو بھائیون کے قبضہ مین ہو اپنے حصہ پر قابض ہونے کا دعویٰ کرے۔

ج - نالش جو نابالغ بھائی نے جسکی عمر سولہ برس کی نہین ہے اپنے سوتیلے اور حقیقی بھائی پر بابت ایک ثلث جائداد موروثی غیر منقولہ کے دائر کی ہے قابل سماعت نہین ہے چنانکہ سانکھو کا قول ہے۔ کہ "جائداد کے تقسیم کی اُسوقت اجازت ہے جبکہ ورثا سن بلوغ کو پہونچ جائین۔ مرد کی نابالغی کا اختتام سولھوین سال گذر جانے کے بعد ہے"۔

ماخذ - جاگیلاک ۔ "اگر باپ اپنے بیٹون مین جائداد کو تقسیم کرے تو اُسے اختیار ہے کہ حصہ کثیر ایک کو دیدے اور دوسرے کو کم اور وہ چاہے تو بڑے بیٹے کو اُسکا حصہ خاص بھی دے یا جائداد کو سب بیٹون مین برابر حصون مین تقسیم کردے"۔ منو کا قول یہ ہے کہ "جو حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کردیے ہین خواہ برابر ہون یا کم وبیش اُنکو وہی قائم رکھنے چاہیین ورنہ مستوجب سزا ہونگے"۔ [1]

پس جبکہ نابالغ سولہ برس کی عمر کا ہوجائے تو اُسکو بموجب اس انتظام کے جو باپ نے بعد ازان کیا استحقاق حاصل ہوگا کہ غیر منقولہ جائداد سے ثلث حصہ کا دعویٰ کرے اور اپنے حقیقی اور سوتیلے بھائیون سے اُسپر قبضہ لے بہ پیشتر اسکے۔ [2]

ضلع سارن - ۲۹ - نومبر ۱۸۱۶ع -

---

[1] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ برہسپتی کا ہے دا سے بھاگ کے صفحہ ۵۰ - کو دیکھو -

[2] اسے مذکورہ بالا کی عبارت تحریر سے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ جائداد کی تقسیم تاوقتیکہ ایک نابالغ ہم

مقدمہ ۱۱-س - ایک شودر کے کنبہ مین چار بھائی تھے اور ایک بہن اور بڑے بھائی کے ایک بیٹا کنیزک سے تھا اور بہن کے ایک بیٹا تھا جو اُسکے شوہر کی عدم موجودگی مین جبکہ وہ کسی ملک غیر مین رہتا تھا شخص غیر کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا - تین چھوٹے بھائی لاولد مر گئے اب دو شخص یعنی بڑے بھائی کا بیٹا اور بہن کا بیٹا جائداد کا دعوے کرتے ہین اس صورت مین منجملہ ان دو شخصون کے کسکو چارون بھائیون کی جائداد مذکور پہونچے گی -

ج شاستر - صورت متذکرۂ بالا مین اگر کوئی وارث نواسہ تک نہو تو چونکہ کنبہ شودر کا ہے لہذا کُل جائداد بڑے بھائی کے بیٹے کو جو کنیزک سے ہے ملے گی بہن کا بیٹا مستحق وراثت کا نہین ہے -

جاگیلاک کا قول جو شاستر مین منقول ہے یہ ہے کہ وہ بیٹا جو کنیزک سے ہو

شودر کا بیٹا جو کنیزک سے ہو اس صورت مین جبکہ کوئی وارث نواسہ تک نہو ورثہ پائیگا -

شریک جائداد موجود ہو یا وہ سن بلوغ کو نہ پہونچ جائے نہین ہو سکتی لیکن اگر ایک شخص ورثا بالغ اور نابالغ چھوڑ مرے تو اس سے بالضرور یہ لازم نہین آتا کہ شخص مذکور کی جائداد تا وقتیکہ نابالغ سن بلوغ کو نہ پہونچ جائے اُسکے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتی کیونکہ اگر ورثا بالغ اپنی موروثی جائداد کو تقسیم کرنا چاہین تو وے اُسکو بھائی کی نابالغی مین تقسیم کر سکتے ہین - بخلاف اسکے وے شخص جو بالغ ہین بغرض محروم کرنے نابالغ کے جسکو اپنے کام کے اہتمام کا قانوناً مجاز نہین ہے جائداد مشترکہ کو تلف یا کسی اور طور پر علیحدہ کرین تو اس صورت مین بھی نابالغ کو اختیار ہے کہ جائداد کی تقسیم کے واسطے ولایتاً نالش کرے اور بھائی اس صورت مین نابالغ کے حصہ کو اُسکے ولی کے حوالہ کر دینے کے واسطے مجبور کیے جا سکتے ہین تاکہ نابالغ کے حصہ کو اُسکے ولی یا حاکم وقت کے حوالہ کرین اور حصہ مذکور اُسکی سپردگی مین رہے گا تا وقتیکہ نابالغ سن بلوغ کو نہ پہونچے مگر کسی صورت مین نابالغ کی جائداد کا اہتمام جب تک وہ بالغ نہو جاے اُسکے ذمہ سپرد نہین کیا جا سکتا ہے اور مسئلہ جو اس جگہ لکھا گیا ہے منشاء اسکا صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ مجاز اس امر کا نہین ہے کہ جائداد مشترکہ سے اپنے حصہ پر قابض ہونے کے واسطے خود نالش دائر کرے -

وہ بھی باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے۔ لیکن اگر باپ مر گیا ہو تو اُسکے
صحیح النسب بیٹون کو چاہیے کہ اپنے غیر صحیح النسب بھائی کو شریک نصف حصہ کا
کرین اور اگر بھائی نہون تو بشرطیکہ نہونے باپ کے نواسہ کے وہ کل جائداد کا
وارث ہوگا۔ ؎۱

ضلع ہوگلی۔ ۳۔ مارچ ۱۸۶۲ء۔

بختیار سنگھ بنام بہادر سنگھ وغیرہ۔

مقدمہ ۱۲۔ س۔ ایک شخص نے اپنی اراضی مکسوبہ سے نصف زوجہ کے بیٹون کو
دیدی اور نصف اپنے پاس رکھکر اُنسے علیحدہ ہوگیا اور بہ شمول اپنے بیٹے کے
جو دوسری زوجہ سے تھا رہنے لگا۔ اُسکی وفات کے بعد اُسکے سب بیٹے اُسکی جائداد
کے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین۔

؎۱ دھرم شاستر کے بموجب کسی شودر شخص کا غیر صحیح النسب بیٹا جو کنیزک سے ہو ورثہ پا سکتا ہے مگر
تین اعلی قومون سے کسی قوم کا غیر صحیح النسب لڑکا نہین پا سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ
مذکورہ بالا مین طرفین شودر تھے لیکن یہ امر بالتصریح نہین لکھا ہے کہ بڑا بھائی قبل یا بعد وفات
ایک بھائی یا سب چھوٹے بھائیون کے مر گیا یا کہ وہ عورت جسکے بطن سے مدعی پیدا ہوا پندرہ قسم
کے غلامون مین سے تھی یا کہ صرف مدخولہ۔ اگر عورت اُس شخص کی کنیزک تھی اور تینون چھوٹے
بھائی بڑے بھائی کے سامنے مر گئے تو اس صورت مین اُسکا بیٹا جو کنیزک سے ہے مستحق کل ورثہ
کا ہوگا۔ بخلاف اسکے اگر ایک بھائی یا ایک سے زیادہ نے بڑے بھائی کی موت کے بعد وفات
پائی ہے تو غیر صحیح النسب لڑکا مستحق دعوی کرنے صرف اُس حصہ کا ہوگا جو اُسکے باپ کا تھا
کیونکہ شاستر مین کہین یہ حکم نہین ہے کہ شودر کا بیٹا جو کنیزک سے ہو قرابتدار ورثہ پاوے۔
اگر وہ عورت اُسکی کنیزک نہ تھی تو لڑکا جو اُسکے اور اُس شخص کے صلب سے پیدا ہوا ہے
مستحق وراثت نہین ہے لیکن صرف وجہ معاش کا دعوی کر سکتا ہے اور کسی صورت مین
بھانجے کو جو بصورت مذکورہ بالا پیدا ہوا اپنے مامون کی جائداد پر استحقاق وراثت
حاصل نہین ہے۔

ج۔ صورت متذکرہ بالا مین تقسیم جائداد جو باپ نے کی جائز متصور ہوگی بشرطیکہ اُسنے بحالت اختلال حواس جو بیماری وغیرہ کے باعث سے لاحق ہوا ہو یا بوجہ ناراض ہونے کسی متبنی سے یا کسی مانوس زوجہ کے بیٹے کی جانب داری کے باعث سے ایسا نہ کیا ہو کیونکہ اگر منجملہ ان صورتون کے کوئی صورت ہو تو اُسکے بیٹے اُسکی جائداد سے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین ورنہ اُسکی وفات کے بعد اُن بیٹون کو جو اُس سے اُسکے حین حیات علٰحدہ ہوگئے ہون کچھہ دعوے وراثت نہین رہتا ہے۔

بیٹے جو جائز طور پر باپ سے علٰحدہ ہوگئے ہون اُنکو بعد وفات باپ کے اُس بیٹے سے جو باپ کے ساتھہ رہتا ہو دعوے وراثت نہین پہونچتا ہے۔

ضلع خیگل محال۔ ۱۹ جنوری ۱۸۲۸ء۔

مقدمہ ۱۳ س۔ اگر کسی خاص ملک مین تقسیم جائداد کا یہ دستور قدیم ہو کہ بڑے بیٹے ہونے کے استحقاق کے بموجب اُسکو حصہ کثیر دیا جاوے تو یہ دستور باوجود اس امر کے کہ بڑے بیٹے کے استحقاق کی نسبت زمانہ حال یعنی کلجگ مین ممانعت ہے جائز تصور کیا جاسے گا یا نہین۔ جواب اس سوال کا بموجب دھرم شاستر متشیرہ بہار کے مطلوب ہے۔

ج۔ باوجودیکہ بڑے بیٹے کے استحقاق کی نسبت کلجگ یعنی زمانہ حال مین ممانعت ہے تاہم اگر کسی خاص ملک مین زمانہ سلف اور قدیم سے تقسیم جائداد غیر منقولہ وغیرہ کے باب مین یہ دستور ہو کہ بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دیا جاوے تو یہ دستور قدیم جو باجازت اور منظوری باشندگان ملک مذکور کے مروج ہو جائز متصور ہوگا۔ یہ راے بموجب بیاد تند یو اور بیر متھرادا سے اور بیو ہار میوکھ اور راج مارتنڈ ۱ اور اور کتابون مروجہ بہار کے دی گئی ہے۔

ماخذ اول۔ دستورات جو خاص اضلاع اور قومون اور خاندانون کے واسطے مخصوص ہین اُنکو جائز رکھنا چاہیے ورنہ لوگون کو تکلیف ہوگی۔ ہند کے اضلاع جنوبی مین برہمن موسیری اور ممیری بہن کے ساتھ بیاہ کرتے ہین اور اضلاع مغربی مین دستکار اور اور لوگ جو اپنے تئین داخل مذہب ہنود بیان کرتے ہین

ماخذ ہاے مذکورہ بالا

گاے کا گوشت کھاتے ہین۔ مشرقی اضلاع کے ہندو مچھلی کھاتے ہین اور انکی ازواج زنا کی مرتکب ہوتی ہین۔ شمالی اضلاع مین عورت شراب پیتی ہین اور مرد جب کہ عورت بحالت ناپاکی یعنی استحاضہ کے ہون مقاربت کرتے ہین۔ برہسپتی کا قول بادتندیو اور ہیر متر اوداے اور بیوہار میوکھ اور اور کتابون مین منقول ہے۔

دوم ایک ملک کا دستور ضرور ہے کہ ابتدا سے مقرر ہوا ہو اور جو مقررہ ہو وہ اُس ملک مین جائز تصور کیا جاے۔ ماہرین قانون جو دانشمند ہون عوام کی مرضی کے خلاف عمل نہین کرتے ہین لہذا دستور مروجہ جاری رہنا چاہیے۔ یہ قول راج مارتنڈ کا ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۴ ستمبر ۱۸۱۲ء۔
شیو بخش سنگھ اپیلانٹ بنام فتح سنگھ رسپانڈنٹ۔

ماخذ راے مذکورۂ بالا۔

فصل دوسری

بیوہ کے بیان مین

مقدمہ ا۔ س۔ اگر ایک لاولد برہمن مرجاے اور ایک زوجہ اور ماں چھوڑ مرے اس صورت مین قاعدۂ وراثت کے بموجب ان دونون مین سے کسکو اُسکی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پہونچتی ہے اور درصورت بالاتفاق رہنے بیوہ اور ماں کے وراثت کا کیا قاعدہ ہے اور اگر علحدہ رہتی ہون تو کیا دستور ہے۔

ج۔ درصورت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد پر استحقاق ملکیت حاصل ہے اور یہی قاعدہ ہے خواہ ماں بالاتفاق رہتی ہو یا علحدہ ماں کو جبتک کہ اُسکے بیٹے کی بیوہ موجود ہے کسی صورت مین استحقاق وراثت حاصل نہین ہے یہ راے مطابق دھرم شاستر کے ہے۔

ضلع چاٹگانون۔ ۱۲ مئی ۱۸۱۶ء۔

بیوہ اپنے شوہر کی جائداد پر بمقابل ساس کے قائم مقام ہوتی ہے۔

مقدمہ ۲ - س - ایک شخص نے وفات پائی اور ایک زوجہ اور ایک حقیقی بھائی چھوڑ مرا پس بموجب دھرم شاستر کے متوفی کی جائداد بیوہ کو پہونچے گی یا بھائی کو اور بھائی اُس بیوہ کو نان نفقہ دے گا -

بنگالہ مین بیوہ کے سامنے بھائی کا حق وراثت نہین ہے -

ج - درصورت نہونے وارثون مے کے پرپوتے تک بیوہ شاستر بنگالہ کے بموجب جائداد شوہری پر اپنے مین حیات قابض رہتی ہے خواہ وہ اراضی ہو یا کسی اور قسم کی اور تاحیات بیوہ کے شوہر کے بھائی کا کچھ استحقاق وراثت نہین ہے -

ماخذ برہسپتی ''بیوہ ایک متوفی شخص کی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اپنے شوہر کے حصہ پر قابض ہو گو اُسکے شوہر کے رشتہ دار اور باپ اور مان اور حقیقی بھائی موجود ہون'' -

برہت منو ''لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن ہو اور فرائض دینی کی پابند رہے اپنے شوہر کا سرادھ وغیرہ کرے گی اور اُسکو شوہر کی کل جائداد حاصل ہوگی -

جاگیلک ''زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین و بھائی وغیرہ الخ''

بشن ''جائداد اُس شخص کی جسکی اولاد ذکور نہو اُسکے بعد اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اگر زوجہ نہو تو بیٹیون وغیرہ کو الخ'' یہ راے داے بھاگ وغیرہ کے بموجب دی گئی ہے -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۱۹ - اگست ۱۸۱۱ع -

مدراے مذکورہ بالا بموجب مسئلہ مجاریہ بنگالہ کے دی گئی ہے بنارس اور دیگر مقامات مین اگر کنبے کے لوگ بالاتفاق رہتے ہون تو بیوہ مستحق وراثت نہین ہے بلکہ بھائی وارث ہوتا ہے مگر کل مسائل دھرم شاستر کے بموجب اس امر مین اتفاق ہے کہ بیوہ کو جائداد شوہری پر اختیار غیر محدود حاصل نہین ہے اُسکو صرف حق مین حیات حاصل ہوتا ہے وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل نہین کر سکتی الا امور خاص کے واسطے - اور اُسکی وفات کے بعد وہ جائداد اُسکے شوہر کے بھائی یا اور وارثون کو ملے گی مقدمہ ۱۲ اور مقدمات ہبہ اور بیع کو معائنہ کرو -

مقدمہ ۱۲ -

مقدمہ ۳ - س - اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑ مرے اور بعد اُسکی وفات کے بیوہ اپنی عصمت کو ہاتھ سے دے اور اُسکے ایک طفل ایک غیر قوم کے شخص سے پیدا ہو مگر بھائی کا چلن اپنے مذہب کے مطابق ہو تو اس صورت مین منجملہ ان دونون کے متوفی کے ترکہ پر کسکو حق وراثت پر پہونچتا ہے - اگر بیوہ مذکور بحین حیات اپنے شوہر کے ایک شخص غیر کے ساتھ ہم بستر ہوئی ہو اور بدین وجہ کنبے سے نکال دی گئی اور بدنام ہوئی ہو تو ایسی بیوہ کو ترکہ شوہر پانے کا استحقاق ہے یا نہین -

فاجرہ کے حقوق اُسکے شوہر کی جائداد پر نہین رہتے ہین -

ج - عام مسئلہ یہ ہے کہ عفیفہ بیوہ ایسے شخص متوفی کی جسکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو اُسکی قائم مقام ہوتی ہے - لیکن اگر وہ بعد وفات اپنے شوہر کے پاکدامن نہ رہے تو وہ مستحق قائم مقام ہونے کی نہین ہے اور اسوجہ سے بیوہ کا ایسی صورت مین استحقاق اُسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کے سامنے خارج ہوجاتا ہے علی ہذا القیاس اُس صورت مین بھی جبکہ اُسنے اپنے شوہر کے جیتے جی خلاف عصمت عمل کیا ہو - دائے بھاگ اور اور کتب شاستر مین بپابندی اس مسئلہ کے حوالے مندرج ہین -

ماخذ برہسپتی "اگر شوہر زوجہ کے سامنے مرجاے تو جائداد شوہر کی بیوہ کے حصہ مین آتی ہے" یہ ایک فاعدہ قدیم ہے[1]

کاتیائن "بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد کا ورثہ ملنا چاہیے بشرطیکہ وہ عفیفہ ہو - اور ازدواج لاولد جنکا چلن درست ہو اُنکی بھی پرورش ضرور ہے لیکن جو فاجرہ ہین اُنکو نکال دینا چاہیے اور علی ہذا القیاس اُنکو بھی جو فاسدہ ہین"[2]

برہسپتی "لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن اور فرائض دینی کی پابند رہے وہ اپنے شوہر کو پنڈ و پانی دے گی اور اُسکو شوہر کا کل حصہ حاصل ہوگا -

[1] دائے بھاگ ص ۱۵۹ -

[2] شاہجہرا ص ۲۶۳ -

نارد ہے لیکن وہ زوجہ جائداد شوہر کی پانے کے لائق نہوگی جس سے افعال ناشائستہ مضر اپنے شوہر کے سرزد ہون یا جسکو پاس حیا نہو یا جو اپنے شوہر کے مال کو تلف کرے یا بدکاری کے باعث سے اپنے شوہر کے نام پر عمداً داغ لگائے "

ضلع ہوگلی –

مقدمہ ۴ – س – دو بھائی تھے اُنمین سے ایک مرگیا اور اُسکی اولاد مین بیٹے تھے جو ابتک بقید حیات ہین اور دوسرا بھائی ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد ازان وہ بھی ایک زوجہ چھوڑ کر مرگیا زوجہ فاحشہ ہوگئی اس صورت مین وہ شوہر کی جائداد ورثتاً پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر نہین تو اُسکے شوہر کا مال کسکو پہونچے گا –

فاجرہ شوہر کے گھر سے نکال دیجاسکتی ہے

ج – اگر اُسکا بدکار ہونا فی الواقع ثابت ہوجاے تو شوہر کے مال پر اُسکا کچھ حق نہین ہے اور اُسے شوہر کے گھر سے نکال دینا چاہیے اور شوہر کی جائداد اگر اُسکے وارثون مین چچا تک بھی کوئی نہو تو اُسکے چچا کے بیٹے کو پہونچے گی – یہ راے بموجب اقوال مندرجہ داے بھاگ وغیرہ کے ہے –

ضلع چوبیس پرگنہ – ۱۸ جولائی ۱۸۱۸ع –

مقدمہ ۵ – راجہ بھوابل دیو نے وفات پائی اُسکے چار بیٹے مسمی بابو اشیر بخش دیو اور بابو دل گنجن دیو اور بابو اہلاد سنگھ دیو اور بابو سمبھ ناتھ سنگھ دیو تھے منجملہ اُسکے بڑا بیٹا بابو اشیر بخش دیو مرگیا اور اُسکے ایک نابالغ لڑکا اور دو زوجہ تھین بڑی زوجہ کا نام رانی شیوراج کنور اور چھوٹی کا نام رانی ابھی مال کنور تھا بعد ازان نابالغ لڑکا بھی فوت ہوا – اہلاد سنگھ دو بیٹے مسمیان ہرک ناتھ اور جے ناتھ وارث چھوڑ مرا – اخیر کو دل گنجن سنگھ ایک زوجہ مسماۃ گلاب کنوری چھوڑ کر مرگیا شمبھ ناتھ سنگھ ابھی تک بقید حیات ہے اس صورت مین دل گنجن دیو کی جائداد اُسکی بیوہ گلاب کنور ہی کو پہونچے گی یا اُسکے بھائی شمبھ ناتھ سنگھ کو یا اُسکے بھتیجون ہرک ناتھ اور جے ناتھ کو –

ارث کی تقسیم

ج – اگر دل گنجن سنگھ بیٹا یا پوتا یا پرپوتا چھوڑ مرا ہو تو اُسکی بیوہ گلاب کنوری

اور اُسکا بھائی شُبھ ناتھ سنگھ اور اُسکے بھتیجے ہرک ناتھ اور جے ناتھ زندہ ہون تو اُس صورت مین اُسکی جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر صرف اُسکی بیوہ مستحق قائم مقام ہونے کی ہے بشرطیکہ جائداد تقسیم ہو چکی ہو۔ اگر بھوابل دیو اپنے چار بیٹے ایشر بخش و دل گنجن و اہلاد و شُبھ ناتھ چھوڑ مرا ہے اور اُسکی جائداد منقسم نہین ہوئی ہے تو اس صورت مین دل گنجن کے حصہ کا وارث اُسکا حقیقی بھائی شُبھ ناتھ ہوگا اور اُسکی بیوہ مین حیات صرف خور و پوش پانے کی مستحق ہے۔ یہ راے متاچھرا اور اور دھرم شاستر کی کتب کے مطابق ہے جو مغربی اضلاع ہند مین مروج ہین۔

ماخذ۔ زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو"۔ قول جاگبلک منقولہ متاچھرا۔

"اُس شخص کی جائداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اگر زوجہ نہو تو دخترون کو اگر دختر بھی نہو تو باپ کو اور اگر باپ بھی مر گیا ہو تو مان کو اور مان نہو تو بھائیون کو اور بعد اُنکے بھائی کے بیٹون کو ملے گی"۔ قول کشن منقولہ متاچھرا۔

"جاگبلک وغیرہ کے قول سے جو یہ قاعدہ کہ زوجہ کو جائداد ملے گی مستنبط کیا گیا ہے اُس سے بھائی کی بیوہ مراد ہے جو کنبے سے علیحدہ رہتا تھا متاچھرا"۔

منو "بعد ازان قریب تر رشتہ یعنی سپنڈ کو ورثہ ملے گا"۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۰ مئی ۱۸۲۲ء۔

بابو ہر پرکاش سنگھ بنام بابو دل گنجن دیو۔

مقدمہ ۶۔ ایک شخص جسکے قبضہ مین موروثی زمینداری اور اور جائداد تھی تین بیٹے چھوڑ مرا بعد وفات باپ کے تینون بیٹے بالاشتراک اور بالاتفاق ملک مذکور سے متمتع ہوتے رہے تھوڑے عرصہ بعد اُنمین سے ایک مر گیا اور ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا اُسوقت تک ملک مذکور پر بالاشتراک سب قابض تھے

ہو گئی ہے تو بموجب دھرم شاستر مجاریہ بنارس کے بیوہ بجز وہی شوہر کے بھائی کی وارث ہوگی لیکن در صورت نہونے تقسیم کے بیوہ کا حق بھائی کے سامنے خارج ہوگا اور دونو صورتون مین بھائی کا حق بھائی کے بیٹون کے حق کی نسبت مقدم ہے۔

اُسکے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ نے اپنا حصہ جائداد منقولہ کا حاصل کرلیا اور اب وہ زمینداری سے ایک ثلث کا دعوی کرتی ہے۔ اس صورت مین جائداد موروثی غیر منقولہ و غیر منقسمہ سے وہ مستحق پانے اپنے شوہر کے حصہ کی ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کو زمینداری غیر منقسمہ سے کچھ حصہ پانے کا استحقاق حاصل نہین ہے۔

بموجب دھرم شاستر متھلا و بنارس کے اُس بھائی کی بیوہ کو جو بلا انفاق تنہا ہو اپنے شوہر کی جائداد پر کچھ حق نہین ہے۔

ماخذ۔ بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے۔ یہ لکھتا ہے کہ "وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورات اور اشخاص جنکے حواس خمسہ مین سے کوئی حواس یا عضو نہو تو ترکہ پانے کی مجاز نہین ہین"۔

نارد "اگر منجملہ بھائیون کے کوئی بھائی لاولد مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو چاہیے کہ اُسکی جائداد کو باستثنار استری دھن آپس مین تقسیم کرلین اور اُسکی عورات کی پرورش کے واسطے بشرطیکہ وے پاکدامن ہین وجہ معاش مقرر کرین"۔

ضلع سارن۔ ۲ مارچ ۱۸۱۴ء۔

مقدمہ ۷۔ س ۱۱۔ اگر ایک شخص باپ اور بھائی اور زوجہ اور دختر اور نواسہ چھوڑ مرے تو اس صورت مین جائداد مکسوبہ متوفی سے ہر ایک منجملہ ان اشخاص کے کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے۔

باپ اور بھائی اور بیوہ اور دختر اور نواسہ جائداد مشترکہ سے کس طور پر حصہ پانے کے مستحق ہین۔

ج۔ اگر متوفی نے جائداد مذکور بغیر صرف کرنے سرمایۂ پدری کے حاصل کی ہو اور زوجہ اور دختر اور نواسہ اور باپ اور بھائی چھوڑ مرا ہو تو جائداد مکسوبہ مذکور کے چار حصہ کرنے چاہیین منجملہ اُنکے دو حصے باپ کو پہونچینگے اور دو اُسکی زوجہ کو چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ "باپ اپنے بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے نصف یا دو چند حصہ پاتا ہے" لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔

بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے وارث پاوینگے وہ اگر جائداد مذکور بامداد مال موروثی
حاصل کی گئی ہے اور کاسب کے بعد اشخاص مذکورہ بالا بقید حیات ہوں تو نصف
اُس جائداد سے جو مکسوبہ بیٹے کی ہے باپ پاوے گا اور دو حصے کاسب کی بیوہ کو ملینگے
اور ایک حصہ اُسکے بھائی کو پہونچے گا۔

س ۲- اگر ایک شخص بالاتفاق اپنے دو بھائیوں کے رہ کر کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ
بذریعہ یا بلا ذریعہ مال موروثی کے حاصل کرے اور وہ باجازت اپنے باپ کے مال مکسوبہ
اور موروثی جائداد کو بھائیوں میں باہم تقسیم کرے اور تقسیم باضابطہ ہو جاوے اور
ہر ایک بھائی کی جانب سے دستاویز تحریر ہو بعد ازاں بھائی مذکورہ بالا اپنے باپ
کے حین حیات مر جاوے تو اس صورت میں صرف اُسکی بیوہ اور دختر اور نواسہ کو اُسکی جائداد
پہونچے گی یا کہ اُسکے بھائیوں کا بھی اُسمیں کچھ حق ہے۔

صورت حسین بھائی کا حق بیوہ کے سامنے خارج ہے۔

ج ۲- صورت مذکورہ بالا میں صرف بیوہ مستحق پانے ترکہ شوہر کی ہے۔

س ۳- اگر بھائی مذکورہ بالا نے بلا رضامندی باپ کے اپنے بھائیوں سے اتفاق
کر کے جائداد موروثی اور اپنے مال مکسوبہ کی تقسیم بذریعہ دستاویزات باضابطہ کے
کی ہو اور باپ نسبت جواز دستاویزات تقسیم کے معترض ہوا ہو اور وہ اپنے باپ کے
روبرو مر جاوے تو درصورت مر جانے باپ کے بھی بھائی مذکور کی جائداد منجملہ اُسکی زوجہ
اور دختر اور نواسہ اور بھائیوں کے کسکو پہونچے گی۔

تقسیم ملک باہم بیوہ اور اُسکے شوہر کے بھائیوں کے جبکہ شوہر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو۔

ج ۳- صورت مذکورہ بالا میں بھائی اُسقدر جائداد کے مستحق ہونگے جو موروثی ثابت ہو
اور جو جائداد کہ متوفی کی مکسوبہ ہو اور سرمایہ پدری کے ذریعہ سے حاصل کی گئی اُسمیں
سے نصف بھائی لینگے کیونکہ وہ حق اُنکے متوفی باپ کا ہے اور باقی نصف سے دو حصے
بھائی متوفی کی زوجہ کو ملینگے اور ایک ایک حصہ بھائیوں کو پہونچے گا۔ اگر
جائداد صرف متوفی ہی کی مکسوبہ ہے اور اُسکے حاصل ہونے میں سرمایہ پدری
صرف نہیں ہوا ہے تو اس صورت میں جائداد مذکور سے بعد وفات باپ کے
نصف حصہ جو اُسکا حق تھا بھائیوں کو ملے گا اور باقی حاصل کرنے والے

کی زوجہ کو پہونچے گا۔

س ۴۔ دختر اپنی ماں کے مین حیات بابت ترکہ پدری کے چچا پر ورثتاً نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔

دختر حین حیات اپنی ماں کے دعوی وراثت نہین کر سکتی ہے۔

ج ۴۔ دختر حین حیات اپنی ماں کے چچا پر واسطے ترکہ پدری کے ورثتاً نالش کرنے کی مجاز نہین ہے۔

س ۵۔ ایک بیوہ نے بدعوی ترکہ شوہری کے شوہر کے بھائیون پر نالش کی اور بعد ازان ایک وثیقہ ابراد لکھ دیا اسکی روسے بیوہ نے صرف اپنے ہی حقوق شوہر کے بھائیون کو نہ دیے بلکہ متوفی کی دخترون اور نواسون کے بھی۔ اس صورت مین دختر کو بابت حصہ جائداد مشترکہ پدر متوفی کے اپنی ماں اور چچاؤن پر نالش کرنے کا اختیار ہے یا نہین۔

ماں اگر کوئی ایسا امر کرے جس سے دختر اپنے حق سے محروم ہے تو وہ نالش کرنے کی مجاز ہے۔

ج ۵۔ اگر بیوہ نے شوہر کے بھائی کے نام نالش کی ہو اور بعد ازان دختر اور نواسہ کو انکے حق سے محروم رکھنے کے واسطے اسنے وثیقہ ابرا تحریر کر دیا ہو تو دختر مجاز ہے کہ بغرض تنسیخ دستاویز مذکور کے ماں اور چچاؤن پر نالش کرے۔ بیوہ کو منتقل کرنا کسی جائداد کا باستثنائے خاص اپنی جائداد کے قانوناً منع ہے۔

اس قسم کے انتقال سے موروثی وجہ معاش تلف ہو جاتی ہے چنانچہ قول ہے کہ "وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو پیدا ہون اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور تلف کر دینا انکی موروثی وجہ معاش کا ایک امر مذموم متصور کیا گیا ہے"۔

ضلع ہوگلی۔ ۸۔ جولائی ۱۸۱۵ع۔

مقدمہ ۸۔ س ۱۔ ایک شخص دس برس قبل وفات اپنے باپ کے اپنے کنبے کو چھوڑ کر ملک غیر مین جا کر رہا اور جب سے مفقود الخبر ہے اس صورت مین اسکی زوجہ فوراً بعد مرگ پدر شوہر کے دو سوتیلے بھائیون پر بابت اپنے حصہ شوہری کے جو اسے ترکہ پدری سے ملتا نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔

ف عورت کو جسکا شوہر مفقود الخبر ہو شوہر کے حصہ جائداد موروثی کا دعوی نہین پہونچتا ہے

ج ۱- مفقود الخبر شخص کی زوجہ کو بابت حصۂ شوہری جائداد موروثی کے دعوے کرنے کا استحقاق نہین ہے لیکن شوہر کے بھائیون پر زوجہ مذکور کے لیے خورو پوش کا سر انجام کرنا ضرور ہے [1]

س ۲- دھرم شاستر کے بموجب بعد انقضاے کس قدر زمانہ کے شخص مفقود الخبر متوفی متصور کیا جاے گا-

ف مفقود الخبر کی نسبت بارہ برس کا زمانہ مقرر ہے بعد انقضاء اس کے وہ مرا ہوا قیاس کیا جاتا ہے

ج ۲- اگر ایک شخص ملک غیر کو چلا جاے اور بارہ برس تک اُسکی کچھ خبر نہ ملے تو بعد انقضاء اس زمانہ کے متوفی متصور کیا جاے گا اور اُس کے وارثون کو لازم ہے کہ رسوم میت اُسکی نسبت ادا کرین- اگر وے رسوم ادا نہ کرینگے تو گنہگار ہونگے [2]

قول منو ہے- اور اُنکی لاولد ازواج کی اگر وے نیک رو یہ ہین پرورش کیجاے لیکن جو فاجرہ ہون اُنکو نکال دینا چاہیے اور علی ہذا القیاس اُنکو بھی جو مفسد ہون- [3]

شہر پٹنہ- ۱۰- اگست ۱۸۱۸ع-

مقدمہ ۹- س ۱- ایک شخص کے دو زوجہ سے اولاد تھی یعنی پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دوسری سے دو بیٹے تھے یہ تینون بھائی شامل اور بالاتفاق بطور ایک کنبے کے رہتے تھے تھوڑے عرصہ بعد منجملہ انکے ایک بھائی جو پہلی زوجہ سے تھا کسی غیر ملک کو چلا گیا پچیس برس سے اُسکی خبر نہ ملی اور اُسکی زوجہ اُسکے بھائیون کی حمایت مین رہی اور انھین کے اہتمام مین جائداد بھی تھی اب مفقود الخبر شخص کی زوجہ اپنے شوہر کے حصہ کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین وہ مستحق اپنے حصۂ شوہری کی ہے یا صرف وجہ معاش مناسب کی-

---

[1] دھرم شاستر بنگالہ کا ایسا نہین ہے-

[2] مقدمہ ۷- جو بیٹون وغیرہ کے باب مین ہے معائنہ کرو-

[3] قول جاگیلک متاچھرا کے ص ۲۲۹ مین دیکھو-

ج ۱- اگر شخص مفقود الخبر کی زوجہ شوہر کے بھائیون کے شامل اور بالاتفاق ایک کنبے مین پچیس برس تک رہی ہو تو بموجب دھرم شاستر متشیۂ بنارس کے اُسکا دعویٰ قابل سماعت اور جائز نہین ہے۔

ایسے شخص کی زوجہ کو جو پچیس برس سے مفقود الخبر ہو اپنے شوہر کے حصے کا جائداد مشترکہ سے بموجب شاستر بنارس کے حق نہین پہونچتا ہے۔

ماخذ- بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے بیان کرتا ہے کہ "وہ ترکہ کی مستحق نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جن کے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین"

اس امر کی نسبت مباحثہ کرنا ضرور نہین ہے کہ ایسے شخص کی زوجہ کو جو پچیس برس سے مفقود الخبر ہو منجملہ جائداد اراضی مشترکہ و موروثی کے حصۂ شوہری سے کسی طرح کا استحقاق ہے یا نہین۔

"نارد- اگر بھائیون مین سے کوئی بھائی لاولد مر جائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو چاہیے کہ اُسکی جائداد کو باستثناء استری دھن آپس مین تقسیم کر لین اور اُسکی عورات کی پرورش کے واسطے بشرطیکہ وے پاکدامن رہین وجہ معاش مقرر کرین"۔

س ۲- بنگالہ مین اس امر کی نسبت کیا قاعدہ ہے۔

ج ۲- دھرم شاستر متشیۂ بنگالہ کے بموجب بیوہ مستحق پانے حصۂ شوہری کے ہے۔

قانون بنگالہ کے بموجب اسکا حق ہے۔

ضلع سارن۔

مقدمہ ۱- س- ایک شخص کے دو بیٹے تھے (ا) و (ب) بڑا بیٹا (ا) باپ کے سامنے مر گیا اور ایک زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد ازان باپ نے وفات پائی اور اُسکے وارث یہ تھے (ب) اور اُسکی زوجہ اور (ا) کا بیٹا اور اُسکی زوجہ شخص متوفی کے پاس جائداد قسم اراضی سے بھی تھی تھوڑے عرصہ بعد (ب) بھی اپنی زوجہ اور بھائی کی بیوہ اور بیٹا چھوڑ کر فوت ہوا- اس صورت مین (ب) کی جائداد سے بڑے بیٹے کے بیٹے اور زوجہ کو اور چھوٹے بیٹے کی زوجہ کو کسقدر حصہ ملے گا۔

ج ف۔ اگر باپ کی وفات کے وقت (ا) کا بیٹا اور زوجہ اور (ب) کی زوجہ بطور خاندان مشترک کے بالاتفاق رہتی ہون تو بموجب شاستر کے صرف (ا) کا بیٹا مستحق جائداد کا ہے لیکن اُسکو لازم ہے کہ (ب) کی زوجہ کو خورد و پوش حسب حیثیت دے اور اگر وے سابق مین علیحدہ رہتے تھے اور (ب) کی جائداد علیحدہ تھی تو اس صورت مین (ب) کی زوجہ کو وہ جائداد ملے گی جو اُسکے شوہر کو ورا نتاً پہونچی تھی (ا) کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہین ہے لیکن اُسکے بیٹے پر اُسکے واسطے وجہ معاش مناسب کا سرانجام کرنا لازم ہے۔

اگر فوت بھائی کا بیٹا اور زوجہ دعویدار ترکہ ہون تو بموجب شاستر مروجہ بنارس کے بھائی کا بیٹا بحالت مشترک خاندان کے وارث یگانہ اور زوجہ مستحق گذارہ ہوگی۔

ضلع مرادآباد۔

درگاپرشاد بنام کھوما وغیرہ۔

مقدمہ ۱۱-س۔ تین زمینداروں مین سے دو مرگئے اور ہر ایک کی زوجہ زندہ تھی اور تیسرا دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا۔ متوفیان کی بیوہ اور بیٹے موروثی اراضی پر بالاشتراک قابض رہے بعد ازان بڑے بھائی کی بیوہ مرگئی اُسکے بعد تیسرے بھائی کا بڑا بیٹا رحلت کرگیا اور ایک زوجہ اور ایک بھائی جو بعد ازان ناکتخدا مرگیا چھوڑ مرا۔ بالآخر دوسرے بھائی کی بیوہ فوت ہوئی اب صرف تیسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اور اُسکے شوہر کی پدری نسل کے پانچوین پیڑھی کی اولاد مین ایک شخص بقید حیات ہے۔ اس صورت مین شاستر کے بموجب منجملہ ان دونون کے کون مستحق زمینداری مذکور کا ہے۔

ج ف۔ صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کو اپنے سپنڈیون کے ورا نتاً ترکہ پانے کا کچھ استحقاق نہین ہے۔ حوالہ مرقومہ ذیل داے بھاگ مین مندرج ہین۔ بدھا اُن بعد بیان کرنے تمہید اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ " وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین " اس بیان سے کہ وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے "۔ یہ مراد ہے کہ عورت اپنے سپنڈ اور ایسے ہی

بیوہ در طبقہ دوم وراثت پانچوں نسلوں کے ترکہ پانے کی مستحق نہین ہوسکتی۔

رشتہ دار کے وارث ہونے کی مجاز نہین ہے پانچوین درجہ کا سپنڈ مستحق وراثت ہے۔

اسی امر مین منو کا قول بھی دا ے بھاگ مین مندرج ہے وہ یہ ہے "وہ بعد از ان ورثہ قریب تر رشتہ دار سپنڈ کو پہونچتا ہے" کلوک بھٹ نے فقرۂ مذکورۂ بالا کی یہ غرح کی ہے کہ سپنڈون سے جو کوئی قریب تر ہو مستحق وراثت کا ہے۔ لفظ سپنڈ ساتوین شخص یعنی اعلے یا اسفل کی چھٹی پیڑھی تک کی اولاد پر حاوی ہے یہی امر ایک اور قول منو سے بھی جو اسی نسخہ مین مندرج ہے ظاہر ہے۔

"وہ اور واضح ہو کہ واسطہ سپنڈون یعنی اُن شخصون کا جنکے باہم پنڈ دینے کا تعلق ہے ساتوین شخص یعنی اعلی یا اسفل کی چھٹی پیڑھی تک رہتا ہے اور سمند کون یعنی اُن شخصون کے ساتھ جنکے باہم پانی دینے کا تعلق ہے صرف اُس حالت مین باقی نہین رہتا جبکہ اُنکا حسب ونسب اور گوت معلوم نہو"۔

متوفی سپنڈون کی وراثت کے سپنڈ اسوجہ سے مستحق ہین کہ وے اُن متوفیون کی روح کو پنڈ و پانی دے کر فائدہ پہونچاتے ہین مگر سپنڈون کی ازواج ایسی وراثت کی مستحق نہین ہین۔ یہ امر دا ے بھاگ اور دا ستتو اور کرم سنگرہ اور اور کتابون کے بموجب ہے۔[1]

ضلع میمن سنگھ۔

---

[1] اگرچہ تیسرے بیٹے کی بیوہ اپنے شوہر کے چچا کی بیوہ کی جائداد پر وارث ہونے سے بالکل محروم رکھی گئی پھر بھی اُس جائداد سے جسمین تینون بھائی قابض تھے وہ مستحق ایک ثلث کی ہے۔

مالکون مین سے دو کے مرجانے کے بعد صرف اُنکی بیوہ اُنکی جائداد کی وارث اور تین حصون مین سے مستحق پانے دو حصون کی ہوئین یعنے اپنے اپنے شوہر کے استحقاق کے بموجب ہر ایک کو ایک ایک حصہ پہونچا۔

تیسرے بھائی کے مرنے کے بعد چونکہ اُسکے وارث دو بیٹے تھے لہذا اُسکا ترکہ دو حصون مین تقسیم ہونا اور ہر بیٹے کو حصہ ملنا چاہیے تھا۔

بڑے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد یعنی ایک حصہ جو اُسے اپنے شوہر سے ۲

مقدمہ ۱۲۔س۔لاولد بیوہ نے اپنے شوہر کے وارثون پر بابت نان ونفقہ بتعین تین سو روپیہ کے نالش کی۔معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ کا شوہر دو زوجہ چھوڑ مرا یعنی مدعیہ اور ایک اور جسکے تین بیٹے ہین۔اس صورت مین دعویدار زوجہ مستحق پانے کسی حصہ کی جائداد شوہری سے ہے یا کہ جائداد مذکور سے صرف نان ونفقہ پانے کا استحقاق رکھتی ہے۔

ج۔لاولد بیوہ اپنے شوہر کی جائداد سے جبکہ اُسکے ایک سوتیلا بیٹا موجود ہو صرف مستحق پانے خورو پوش کی ہے اور اُسکو جائداد سے حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا۔

بیوہ اپنے سوتیلے بیٹون سے صرف نان ونفقہ پانے کی مستحق ہے۔

ضلع چٹگانون۔۱۵۔اگست ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۱۳س۔ایک شخص نے جسکے دو بیٹے تھے اپنی جائداد مالگزاری ومعافی

ہو ترکہ مین ملا اُسکے دو حصہ کرنے چاہیین تھے اُنمین سے ایک ایک حصہ اُسکے شوہر کے بھائی کے دونون بیٹون کا حق تھا۔

تیسرے بھائی کے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی جائداد صرف اُسکی بیوہ کو بمحرومی اورون کے ملنی چاہیے تھی۔

تیسرے بھائی کے دوسرے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی جائداد صرف اُسکے نزدیک تر سپنڈ کو جو شاستر کی رو سے اُسکا وارث جائز ہے پہونچنی چاہیے تھی۔

اور دوسرے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد بھی اُسکے نزدیک تر سپنڈ کو ملنی چاہیے تھی کیونکہ عورت اپنے سپنڈون سے ترکہ پانے کی مستحق نہین ہے۔

پس اگر دونون اشخاص متذکرۂ بالا کو جو بقید حیات تھے کوئی حصہ نہ ملا تو جائداد کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا منجملہ اُنکے تیسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اپنے شوہر کے حق مین بموجب دو حصے پائے گی یعنی ایک حصہ وہ جو اُسکے شوہر کو اپنے باپ سے اور دوسرا وہ جو اُسے اُسکے چچا یعنی دادا کے بڑے بیٹے کی بیوہ سے ترکہ مین ملا اور باقی چار حصے سپنڈ یعنی پدری نسل کے پانچوین پیڑھی کے واسطہ دار کو ملینگے اس تفصیل سے کہ دو حصے اُسکو دوسرے بھائی کی بیوہ سے اور دو تیسرے بھائی کے دوسرے بیٹے سے۔

اور تاثبت البیت کو باہم دونوں بیٹوں کے مساوی حصوں مین تقسیم کردیا اور اپنے واسطے کچھ
نہ رکھا مگر یہ شرط قرار پائی کہ باپ تا بقیہ حیات چھ مہینے بڑے بیٹے کے گھر اور چھ مہینے چھوٹے
بیٹے کے گھر رہا کرے گا۔

تقسیم جائداد کے وقت باپ کے پاس کچھ زرنقد نہ تھا مگر بعد ازان بڑے بیٹے نے کچھ
زرنقد حاصل کیا اور اُسکے ذریعہ سے چھوٹے بیٹے نے جس نے اُسوقت تک کوئی
مال خود حاصل نہ کیا تھا کار تجارت کیا۔ بڑا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑکر فوت
ہوا بعد ازان باپ اپنے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ اور دختر کے سامنے
مرگیا۔ بڑے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اُس حصہ پر جو اُسکے شوہر کو تقسیم کے وقت
ملا تھا قابض ہوئی مگر چھوٹے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے بڑے بیٹے کی بیوہ کو اُسکے
شوہری جائداد سے بیدخل کردیا۔ اس صورت مین کس قدر حصہ بڑے بیٹے کی
بیوہ کا حق ہے۔

صورت جنین دو بھائیون کی بیوہ کو حصہ مساوی ملتا ہے

ج- منجملہ دو بھائیون کے جنکے باہم باپ نے جائداد تقسیم کردی اگر بڑا بیٹا کچھ
جائداد بذات خود حاصل کرے اور اپنی زوجہ اور باپ کے جین حیات مرجاے
تو اس صورت مین اُسکی بیوہ کل اُس حصہ کے پانے کی مستحق ہے جو اُسکے شوہر کو تقسیم
کے وقت ملا ہو اور جو جائداد کہ اُسکے شوہر کی مکسوبہ ہو اُسکے چار حصہ کرنے پاین
اُنمین سے دو حصہ پانے کی وہ مستحق ہے اور باقی دو چھوٹے بیٹے کی بیوہ
کا حق ہے۔

"دو زوجہ" الخ سوامے بھاگ کے صفحہ ۱۶۰ کو معائنہ کرو سلہ
ضلع ہوگی۔

سلہ یہ بلاشک ایک صحیح بیوستہ ہے بشرطیکہ جائداد منقسمہ باپ کی مکسوبہ ہو ورنہ اگر جائداد موروثی ہوتی
اور اُسکی زوجہ کسے اور اولاد پیدا ہوسکتی تو اس صورت مین تقسیم مذکور ناجائز متصور ہوتی اور بڑے
بیٹے کی بیوہ کو اُس حصہ پر جو اُسکے شوہر کو باپ سے تقسیم مین ملا تھا کچھ استحقاق نہوتا کس واسطے
کہ یہ ایک قاعدۂ قانونی مسلمہ ہے کہ جب باپ اپنی موروثی جائداد کو اپنے بیٹون

مقدمہ ۴۲ اس ا- اگر ایک ہندو بذریعہ اپنے سرمایہ کے یا کسی اور ذریعہ سے
جسکو سرمایہ مشترکہ سے کچھ تعلق نہو جائداد ارضی حاصل کرے اور وہ اُس زمانہ مین
اپنے بھائیون کے شریک رہتا ہو تو اس صورت مین اُسکی ارضی اُسکی وفات کے بعد
اُسکے بھائیون کو جو شامل رہتے ہون پہونچے گی یا اُسکی بیوہ کو- اور در صورت
مستحق ہونے بیوہ کے اُسے اختیار انتقال جائداد کا بیع یا ہبہ کے ذریعہ
سے حاصل ہے یا نہین اور اگر حاصل نہین ہے تو اس صورت مین ارضی
مذکور بیوہ کی وفات کے بعد کسکو پہونچے گی یعنی اُسکے شوہر کے وارثون کو
یا کسی اور کو-

متن: اگر ایک بھائی نے جو اور بھائیون کے ساتھ رہتا ہو جائداد بلا استعانت مال موروثی کے حاصل کی ہو تو جائداد مذکور کو وہی تنہا اُس کا حقدار ہے

ج ا- اگر ایک ہندو اپنے سرمایہ یا کسی اور ذریعہ سے جسکو سرمایہ مشترکہ سے کچھ
تعلق نہو جائداد ارضی حاصل کرے اور وہ اُس زمانہ مین اپنے بھائیون کے شریک
رہتا ہو تو اس صورت مین اراضی مذکور اُسکے بھائیون مین تقسیم نہین ہو سکتی لہذا
اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ کا اسپر استحقاق پہونچے گا نہ اُسکے بالاتفاق
رہنے والے بھائیون کا- لیکن اس صورت مین بیوہ کو یہ استحقاق حاصل

مین تقسیم کرے تو اُسپر لازم ہے کہ بیٹے کی بہ نسبت دوچند حصہ اپنے پاس رکھے ورنہ
تقسیم مذکور جائز متصور نہوگی- اور جو جائداد کہ بڑے بیٹے کی مکسوبہ ہو یعنی وہ بلا استعانت
سرمایہ پدری یا اخوی صرف اپنی کوشش و محنت سے حاصل کرے تو اسمین سے
نصف اُسکی بیوہ کو ملے گی اور نصف چھوٹے بیٹے کی بیوہ کو بذریعہ استحقاق اپنے خسر
کے جسکے حصہ کی بابت اُسکے شوہر کو حق وراثت حاصل تھا پہونچے گی- بخلاف
اسکے اگر جائداد باپ اور بھائی کی استعانت سے حاصل کی گئی ہے اور کنبہ بالاتفاق
ہو تو جائداد مکسوبہ مذکور کو چند حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک ثلث
حاصل کرنے والے یعنی بڑے بیٹے کی بیوہ کو پہونچے گا اور باقی دو ثلث چھوٹے بیٹے
کی بیوہ کا حق ہے کیونکہ باپ اُنھین سے نصف پانے کا مستحق ہے اور حاصل کرنے والے
کو دوچند حصہ ملتا ہے-

شوہر کی وفات کے بعد جائداد مذکور اسکی بیوہ کو پہونچیگی لیکن بیوہ کو اُسکے منتقل کرنے کا استحقاق حاصل نہین ہے اور بیوہ کی وفات کے بعد وہ جائداد اُسکے شوہر کے بھائیون کو پہونچیگی۔ رائے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ۔

حاصل نہین ہے کہ جائداد شوہری کو جو در اثنا پہونچی ہو بذریعہ بیع یا ہبہ بلا رضامندی اپنے شوہر کے وارثون کے منتقل کردے اور بیوہ کی وفات کے بعد جائداد اراضی مذکور پر اُسکے شوہر کے وارثون کا حق ہے۔

یہ رائے بیاد چنتامنی اور بیاد ترتنا گر اور بیوہار چنتامنی اور اور کتابون مرجحہ ترہوت کے مطابق لکھی گئی۔

ماخذ اول۔ "جو کچھ بھائی کا مکسوبہ خاص ہو اور بلا صرف سرمایہ سوروثی کے حاصل ہوا ہو اُسکو بغیر اُسکی رضامندی کے دے ڈالنا فرض نہین ہے کیونکہ اُسے اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے" یہ قول منو اور روشن نے بیاد چنتامنی اور بیاد ترتنا گر اور اور کتابون مین منقول ہے۔

رائے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ۔

دوئم۔ جو کچھ کہ بلا صرف سرمایہ مشترکہ کے حاصل کیا گیا ہے اُسکا تعلق صرف حاصل کرنے والے سے ہے۔ یہ تاویل قول مندرجہ بیاد چنتامنی کی ہے۔

ایضاً۔

دوسوم۔ جائداد جو بلا صرف سرمایہ مشترکہ کے حاصل کیجائے وہ تقسیم نہین ہوسکتی۔ یہ تاویل قول مندرجہ بیاد ترتنا گر کی ہے"۔

رائے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ۔

دوچہارم۔ کسی قول کے بموجب عورت کو بذریعہ ہبہ یا بیع کے جائداد غیر منقولہ کو جو اُسے شوہر نے دی ہو منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے اور علی ہذا القیاس اُسکو اختیار انتقال اُس جائداد غیر منقولہ کا جو شوہر سے ارث مین ملی ہو بذریعہ ہبہ یا بیع کے نہین"۔ یہ قول بیاد چنتامنی اور ویر مترا پر کاش اور ویرتنا گر مین مندرج ہے۔

ایضاً۔

دوپنجم۔ جب کہ شوہر مرجائے تو اُسکے وہ سلسلہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے محافظ ہوتے ہین اور اُنکو انتقال جائداد اور بیوہ کی خبرگیری اور اُسکی وجہ معاش کی نسبت اختیار کلی حاصل ہے"۔ یہ قول نارد کا بیاد ترشا گر اور اور کتابون مین منقول ہے۔

ایضاً۔

دوششم۔ اراضی یا مکانات یا غلام اگر ایسا شخص جو دوسرے کا تابع ہو ہبہ

بارہن یا بیع کرے تو یہ امر ناجائز اور غیر مؤثر ہوگا" یہ قول کاتیائن کا بیوہار چنتامنی مین منقول ہے۔

راے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ۔

ہفتم ۔ "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے وارث پاوینگے"، کاتیائن۔

س ۲۔ اگر کوئی ہندو اپنے بھائیون کے سامنے جو بالاتفاق رہتے ہون اپنا حصہ منجملہ جائداد موروثی مشترکہ کے اور اُس اراضی کو جو اُسنے بطریق متذکرہ سوال آخر الذکر حاصل کی ہو بطور استری دھن اپنی زوجہ کو دے تو اس صورت مین ہندو کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکی بیوہ کو بطور استری دھن پہونچےگی یا اُسکے بھائیون کو جو بالاتفاق رہتے ہین اور اگر بیوہ کو پہونچے تو اُسے اختیار انتقال بذریعہ بیع یا ہبہ کے ہے یا نہین اور اگر ہے تو اُسکی وفات کے بعد وہ جائداد کس سے متعلق ہوگی اُسکے شوہر کے وارثون سے یا کسی اور سے۔ ان سوالات کا جواب بموجب دھرم شاستر مروجہ ملک ترہوت کے مطلوب ہے۔

جو کچھ شوہر اپنی زوجہ کو دے وہ استری دھن ہے۔

ج ۲۔ اگر کوئی ہندو جیسا کہ سوال دوم مین مذکور ہے اپنے بھائیون کے سامنے جو بالاتفاق رہتے ہون اپنا حصہ منجملہ جائداد موروثی مشترکہ کے اور اُس اراضی کو جو اُسنے بطریق متذکرہ سوال آخر الذکر حاصل کی ہو بطور استری دھن اپنی زوجہ کو دے اور اس امر کی نسبت اُسکے بھائی متعرض نہون کہ اسوجہ سے اُنکی رضامندی مستنبط ہوتی ہے تو اس صورت مین بعد وفات شخص مذکور کے اُسکی جائداد پر اُسکی بیوہ کا استحقاق ہے نہ اُسکے بھائیون کا جو بالاشتراک رہتے ہون لیکن بیوہ کو جیسا کہ دیگر غیر منقولہ جائداد عطیۂ شوہری پر جو داخل اُسکے استری دھن کے ہو اختیار انتقال بذریعہ بیع یا ہبہ نہین ہے اسی طور پر اراضی مذکورہ بالا کی نسبت بھی اُسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے اور اگر بیوہ کوئی بیٹا یا دختر یا نواسہ یا نواسی نہ چھوڑ مرے تو اُسکی جائداد جو داخل استری دھن ہے بترتیب ذیل

لیکن اگر وہ جائداد جسے زوجہ کا شوہر اسے دے غیر منقولہ ہو

یعنی بیوہ کے ہمشیرزادہ یا شوہر کے بھائی کے بیٹے یا شوہر کے ہمشیرزادہ یا بیوہ کے برادرزادہ یا داماد کے شوہر کے چھوٹے بھائی کو ارث مین پہونچیگی - اگر ان واسطہ دارون مین سے کوئی نہو تو جائداد اُسکے شوہر کے قریب ترسپنڈ کو پہونچیگی - یہ رائے بموجب بیادچنتامنی اور بیادرتناگر اور اور کتب شاستر مروجہ ترہوت کے لکھی گئی -

(تو اُسکو جائداد مذکورہ کے انتقال کا اختیار نہین ہے - بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارثون کو ترجیح وراثت مال شوہر پہونچتی ہے -)

ماخذ اول - "جو کچھ کہ محب واسطہ دار سے ملے یا بذریعہ شجاعت حاصل ہو یا عورت کو اُسکے رشتہ دار برضامندی اُسکے شوہر کے دین وہ مال مکسوبہ جائز ہے" قول برہسپتی منقولہ بیادچنتامنی و بیادرتناگر وغیرہ ہے -

(ف رائے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ -)

دوم - "ایک شخص اپنی مرضی کے مطابق اپنا مال مکسوبہ منتقل کر سکتا ہے -" برہسپتی کا قول بیادچنتامنی اور بیادرتناگر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے -

(ف ایضاً)

سوم - "جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے یعنی اُسکے شوہر یا والدین سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو عورت کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی مرضی کے مطابق اختیار رہے" قول کاتیائن منقولہ بیادچنتامنی و بیادرتناگر وغیرہ -

(ف ایضاً)

چہارم - عورت کو جو اختیارات جائداد عطیہ واسطہ دار محب پر حاصل ہین اُنکا عموماً بیان کرکے ایک استثنا جائداد غیر منقولہ کی نسبت جو اُسے اُسکے شوہر نے دی ہو بیان کیا گیا ہے - یہ تاویل قول مندرجہ بیادرتناگر کی ہے -

(ف رائے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ -)

پنجم - جو کچھ کہ شوہر نے براہ محبت اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات شوہر کے اختیار ہے چاہے جسطرح صرف مین لاوے یا دے ڈالے مگر یہ اختیار جائداد غیر منقولہ کی نسبت حاصل نہین ہے - نارد کا قول بیادچنتامنی اور بیادرتناگر اور کتب شاستر مین منقول ہے -

(ف ایضاً)

ششم - عورت کی جائداد اُسکی اولاد کو پہونچتی ہے اور بیٹی بھی حصہ دار ہے

(ف ایضاً)

برہسپتی کا قول بیادچنتامنی اور بیادرتناکر اور اور کتب مین منقول ہے۔

ہفتم - مان کی جائداد سے جو بعد اداے زر قرضہ باقی بچے دخترون کا حصہ ہے اور اگر بیٹیان نہو تو اولاد ذکور کو پہونچے گا۔

راے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ

قول جاگیلک منقولہ بیادچنتامنی و بیادرتناکر وغیرہ

ہشتم - اولاد ذکور مین نواسہ اور پرنواسہ بھی داخل ہے۔

ایضاً

یہ تاویل قول مندرجہ بیادچنتامنی کی ہے۔

نہم - مان کی بہن اور نانی اور باپ کی بہن اور ساس اور بڑے بھائی کی زوجہ کا درجہ مثل مان کے بیان کیا گیا ہے اگر اُنکے کوئی بیٹا نہو اور نہ سوت کا بیٹا نہ نواسہ نہ ان اشخاص کا بیٹا ہو تو اُنکی جائداد ہمشیر زادہ وغیرہ کو پہونچے گی۔ برہسپتی کا قول بیادچیندریکا اور اور کتب مین منقول ہے۔

دہم - اگر نسبت سے واسطہ دار اور بندھو اور رشتہ دار موجود ہون تو وہ شخص جو ترتیب وراثت مین اول ہے اُس شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مرجائے پائیگا

راے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ

قول برہسپتی منقولہ بیادرتناکر۔

صدر دیوانی عدالت - یکم دسمبر ۱۸۱۶ع۔

شیونرائن سنگھ اپیلانٹ بنام جھلا اسنگھ رسپانڈنٹ۔

مقدمہ ۱۵ اس - ایک ہندو ساکن پٹنہ تین زوجہ چھوڑ مرا منجملہ اُن تین کے پہلی زوجہ لاولد تھی دوسرے کے تین بیٹیان تھین اور تیسرے کے ایک تھی - اس صورت مین بعد وفات لاولد زوجہ کے اُسکی جائداد بموجب شاستر مروجہ اُس دیار کے کس سے متعلق ہوگی اور کون مستحق اُسکے دعوی کا ہے۔

جواب - اگر ہندو ساکن پٹنہ تین زوجہ چھوڑ مرے اور منجملہ اُنکے پہلی زوجہ لاولد ہو اور دوسری کے تین بیٹیان اور تیسری کے ایک ہو اور لاولد زوجہ مرجاے تو اس صورت مین دو بیوہ جو زندہ ہین از روے شاستر بیوہ متوفی کے حصہ پانے اور اُسکی بابت نالش کرنے کی مستحق ہین کسواسطے کہ اگرچہ در صورت

اگر ایک شخص تین زوجہ چھوڑ مرے اور دوسرے اُسکے ترکہ پر بطور رشتہ قابض ہوئے اور بعد ازان ایک ہے

ایک لاولد مرجاے تو اسکا حصہ باقی دونون بیودن کو پہونچے گا۔

نہونے اولاد ذکور کے بیوہ اپنے شوہر کی جائداد پر وارث ہوتی ہے پھر بھی اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے قریب تر وارثون کو پہونچتی ہے چنانچہ اس صورت مین درحالت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے اُسکی دونون بیوہ قریب تر وارث ہین۔ یہ قانون بموجب متاچھرا اور بیرمترادوداے اور بیوہار میوکھا اور بیوہار کستبھ اور اور کتب شاستر مروجہ پٹنہ اور اُسکے مقامات متصل کے ہے۔

ماخذ دد لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے والدین دینی کی بالکل مطیع ہو وہ جائداد سے حین حیات باعتدال منتفع ہوسکتی ہے بیوہ کی وفات کے بعد اُسکے وارث جائز اُسکی جائداد پاینگے۔ کاتیاین۔

دد اُس شخص کی جائداد جو بغیر اولاد ذکور مرجاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہو تو اُسکی دختر کو،، الخ۔ قول بشن دو زوجہ و بیٹیان،، الخ۔

باگبلک ۲

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۲۔ جولائی ۱۸۵۳ء۔
دوندا سنگھ اپیلانٹ بنام سماۃ درگا کنور۔

فصل تیسری

دخترون اور اُنکے بیٹون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ا۔ س۔ اگر کوئی زمیندار مرجاے اور دو منکوحہ بیٹیان اور ایک ناکتخدا بیٹی چھوڑ مرے اور منکوحہ لڑکیون مین سے ایک لڑکی بدعوی ایک ثلث

۲ مقدمہ مذکورہ بالا ایک بیوہ کا ہے جو اپنے شوہر کی دو اور بیودن صاحب اولاد کے سامنے لاولد مرگئی اگر بیوہ متوفی کے بیٹی یا کئی بیٹیان ہوتین تو اُس صورت مین بھی اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے قریب تر وارثون کو پہونچتی اور اس صورت مین قریب تر وارث شوہر کے اُسکی دونون زوجہ ہین نہ بیٹیان لیکن تینون بیودن کے مرجانے کے بعد تمام بیٹیان برابر وارث ہونگی۔

ترکۂ پدری عدالت مین نالش دائر کرے اس صورت مین کون مستحق وراثت کا ہے درصورت موجود ہونے ناکتخدا لڑکی کے منکوحہ بیٹی تقسیم جائداد کے لیے نالش کر سکتی ہے یا نہین ۔

ناکتخدا بیٹی کے سامنے منکوحہ لڑکیون کا استحقاق نہین ہے۔

فیصلہ - لڑکیون مین سے ناکتخدا لڑکی کا حق وراثت بہ محرومی اورون کے اسوجہ سے مقدم ہے کہ وہ اپنے متوفی باپ کو پنڈ و پانی دیتی ہے ۔

ماخذ - قول منو مندرجۂ سبدھی تتو اور اور کتب دھرم شاستر یہ ہے ''وہ جو شخص بلا اولاد ذکور مر جائے اُسکی ناکتخدا دختر اُسکی روح کو پنڈ دے گی''۔[1]

پس جبکہ منکوحہ اور غیر منکوحہ بیٹیان ہین تو غیر منکوحہ بیٹیون کے سامنے منکوحہ بیٹیون کو حق وراثت نہین پہونچتا ہے دا ے بھاگ مین اس امر کی نسبت قول پرسار مسقول ہے اور وہ یہ ہے کہ '' ایک شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی غیر منکوحہ دختر کو ملنی چاہیے اور اگر یہ نہو تو منکوحہ کو''

منو کا قول یہ ہے کہ '' وہ جو شخص بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی خاص اپنی بیٹی جو زوجہ منکوحہ سے پیدا ہوئی ہو نسل پسر کے ورثہ پائے گی''۔[2]

اول غیر منکوحہ بیٹی وارث ہوتی ہے بعد ازان منسوجہ اور پھر منکوحہ اور یہی قاعدہ دختر ون کی وراثت کے باب مین ہے لہذا منکوحہ لڑکی کا دعوے قابل سماعت نہین ہے ۔

شہر ڈھاکہ - ۱۸ جنوری ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۲ - ایک شخص ایک بیوہ اور دو بیٹیان ایک منکوحہ اور دوسری غیر منکوحہ چھوڑ مرا شخص مذکور کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ نے غیر منکوحہ بیٹی کا بیاہ کر دیا اور داماد کو اپنے گھر لے آئی اور داماد مذکور اپنی ساس کی وفات تک خانہ داماد ہو کر رہا اور ساس کی جائداد کا اہتمام کرتا رہا ۔

بیوہ مذکور یعنی اُسکی ساس نے ایک ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اپنے شوہر کی کُل جائداد

[1] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ رشی سرنگ کا ۔

[2] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ دیول کا ۔

اپنے داماد کو دے دی اور بعد ازان فوت ہوئی داماد نے رسوم کریا کرم ادا کین اور چونکہ وہ خانہ داماد ہو کر رہا لہذا وہ اپنی موروثی جائداد مین حصہ پانے سے محروم رکھا گیا اب اصل مالک جائداد کی منکوحہ بیٹی اپنے باپ کی نصف جائداد یعنی جائداد موہوبہ مین سے نصف کا دعوی کرتی ہے۔ اس صورت مین بیوہ اپنے شوہر کی جائداد بحالت موجودگی ایک بیٹی کے دوسری بیٹی کے شوہر کو ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔

ف
اگر ایک شخص بلا اولاد ذکور مر جاے اور اُسکی جائداد اُسکی بیوہ کو ملے تو بیوہ کی وفات کے بعد جائداد متروکہ اُسکی منکوحہ بیٹیون مین مساوی طور پر تقسیم ہوگی۔

نتیجہ - اگر ایک شخص جسکے اولاد ذکور نہو اور اپنے بھائیون سے علیحدہ رہتا ہو مر جاے اور ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ مرے تو اول بیوہ اُسکے ترکہ کی وارث ہوگی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دونون بیٹیان برابر مستحق ورثہ کی ہین۔ لہذا جب مالک متوفی کی دو بیٹیان زندہ ہین تو بیوہ اپنے شوہر کی کُل جائداد غیر منقولہ کو دوسری بیٹی کے شوہر کو بلا رضامندی بڑی بیٹی کے نہین دے سکتی ہے البتہ جائداد غیر منقولہ عطا کر سکتی ہے۔ بیوہ مذکور کا غیر منقولہ جائداد کو ہبہ کرنا ناجائز ہے۔ اُسکی وفات کے بعد اُسکی دونون بیٹیان اپنے باپ کی جائداد اراضی مین حصہ مساوی پائینگی۔ یہ راے متاکھرا اور بیوہار میوکھ کے مطابق ہے۔

ماخذ جاگبلک۔ "زوجہ اور بیٹیان" الخ۔

برہسپت وشن۔ "اُس شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو اُسکی بیٹیون کو"۔ [1]

کاتیاین۔ "بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد کا بشرط عفیفہ ہونے کے ورثہ ملنا چاہیے اور وہ نہو تو بیٹیان وارث ہوتی ہین"۔

برہسپتی۔ "ایسے متوفی شخص کا حصہ جسکے اولاد ذکور نہین ہے اُسکی زوجہ کو ملنا چاہیے۔ زوجہ جائداد شوہری کی وارث قرار دی گئی ہے اور وہ نہ ہو تو بیٹی۔ جیسا کہ ایک شخص کے مختلف اعضا سے پسر پیدا ہوتا ہے اُسی طرح دختر

[1] دایہ بھاگ صفحہ ۱۶۰۔

کی پیدائش بھی ہے پس اس صورت مین اُسکے باپ کی جائداد کو شخص غیر کیونکر
لے سکتا ہے"۔

"ماں کی جائداد مین سے جو بعد ادائے زر قرضہ باقی بچے وہ دختران کا
حصہ ہے" سلہ

"باپ کی رعایت سے پوشاک و زیور استعمال مین لایا جا سکتا ہے مگر جائداد غیر منقولہ
برضامندی باپ کے بھی صرف مین نہین لائی جا سکتی"۔

"جواہرات اور موتی اور مونگا اور اور مال غیر منقولہ کا باپ مالک ہے لیکن کُل جائداد
غیر منقولہ کا مالک نہ باپ ہے اور نہ دادا"۔

"اگرچہ کسی شخص نے مال غیر منقولہ یا غلام خود حاصل کیے ہون تاہم اُنکا ہبہ یا بیع
بغیر رضامندی کُل بیٹون کے نہین ہو سکتا"۔

"وے جو پیدا ہوئے ہین اور وے جو پیدا ہون اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین
سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے لہذا ہبہ یا بیع عمل مین نہین آسکتا"۔

"اگر ایسے شخص کی نسل سے جسکو ہمسایہ کے لوگ اور باشندگان قدیم روایت کے
مطابق مالک جانتے ہون اولاد موجود ہو تو اس صورت مین شخص مذکور کے قرابت دارون
کو چاہیے کہ اراضی اُسکی اولاد کے حوالہ کرین"۔

"غیر منقولہ مال کی نسبت حق ایسے قرابت دارون کا جو علیحدہ رہتے ہون یا بالاتفاق
مساوی ہے کسواسطے کہ اُنمین سے کسی کو کُل جائداد کے رہن یا بیع کرنے کا اختیار نہین ہے"

عدالت اپیل بریلی - ۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۶ع -

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص مختلف ازدواج سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ مرا بیٹا
فاتر العقل اور گونگا ہے اور اُسکے اچھے ہونے کی کوئی امید نہین ہے - اس صورت مین
صرف دختر اپنے باپ کی جائداد پدری کی وراثت کا استحقاق رکھتی ہے یا کہ جائداد شخص
مذکور کے نانا کو اس شرط سے پہونچے گی کہ وہ پسر مذکور کی پرورش کرے -

سلہ جاگیلک کا قول متاچھرا کے صفحہ ۲۶۹ مین دیکھو -

اگر کوئی شخص مختلف ازدواج سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ مرے اور بیٹا فاتر العقل اور گونگا ہو تو اس صورت مین صرف دختر ورثت کی مستحق ہے۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین اگر بیوہ نہو تو متوفی کی صرف دختر بہ محرومی پسر کے استحقاق ورثت بقید شرط مذکورہ بالا رکھتی ہے اور جائداد سے نانا کو کوئی حصہ پانے کا کچھ حق قانوناً نہین پہونچتا ہے مگر پسر مذکور کی ضروریات روزمرہ کا سر انجام اُسکی سوتیلی بہن پر ضرور ہے۔

ماخذ۔ منو "نامرد اور ذات سے خارج اشخاص اور اشخاص جو مادرزاد اندھے اور بہرے ہون اور مجنون اور فاتر العقل جبلی اور گونگے اور وے جنکا کوئی حواس یا عضو جاتا رہا ہے محجوب الارث قرار دیے گئے ہین"۔

دیول "باپ یا کسی اور مالک جائداد کی وفات کے بعد نامرد یا جو مبتلاء مرض جذام یا مجنون یا فاتر العقل یا نابینا جبلی ہو یا جو بعوض گناہ ذات سے خارج کیا گیا ہو یا ذات سے خارج شخص کی اولاد یا مکار یا ذبی ہو اُنہے ورثہ سے حصہ نہ پاوے گا۔ ایسے آدمیون کے واسطے باستثناء اُس شخص کے جو ذات سے خارج کیا گیا ہے کھانے اور کپڑے کا سر انجام کر دینا چاہیے"۔

ضلع برددان ۔ ۲۵ جولائی ۱۸۱۴ع۔

مقدمہ ۴ ۔ س ۔ ایک شخص قوم شودر کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی بیٹا حین حیات اپنے باپ کے مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا بعد ازان باپ ایک دختر جو اولاد ذکور رکھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ چھوڑ کر مرگیا۔ اس صورت مین شاستر کے بموجب زوجہ مذکور مستحق ورثت ہے یا متوفی کی دختر۔

دختر کے سامنے پسر کی بیوہ کا حق نہین ہے۔

ج۔ اگر شخص مذکور کوئی زوجہ نہین چھوڑ مرا ہے تو اُسکی دختر جو اولاد ذکور رکھتی ہے اُسکی کُل جائداد ورثتاً پانے کی مستحق ہے۔ بیوہ کا حق خسر کے مال پر درصورت موجود ہونے اُسکی دختر کے نہین ہے کیونکہ دختر اپنے بیٹون سے اپنے باپ اور باپ کے دو مورثون کو بھی پنڈ دلوا سکتی ہے لیکن بیٹے مذکور کی زوجہ اس فرض کے ادا کرنے کی مجاز نہین ہے۔

ماخذ۔ ۵۵ زوجہ اور بیٹیان اور نہر الدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے

بیٹے اور گوترج اور بند ھو اور شاگرد اور ہم سبق ہین ہے اگر پہلا شخص نہو تو اُسکے بعد جو ترتیب مین دوسرا ہو وہ بلاشک اُس شخص کی جائداد کا جو اس دنیا سے بلا اولاد ذکور رحلت کر گیا ہے وارث ہوگا۔ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین نجات دلواتا ہے"۔ یہ مسائل دائے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہین۔

شہر ڈھاکہ ۔ ۲۷۔ مارچ ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۵۔ س۔ اگر کوئی شخص دو بیٹیان چھوڑ مرے اور بعد ازان اُنمین سے ایک بیٹی دو بیٹے اور اپنی بہن چھوڑ کر مر جاے تو اس صورت مین دختر متوفی کی جائداد اُسکے دونون بیٹون کو پہونچے گی یا اُسکی بہن کو۔ ایسے مال کی نسبت خواہ وہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ کیا آئین ہے۔

ج۔ اگر شخص مذکور دو بیٹیان چھوڑ مرا ہو اور بعد ازان ایک اُنمین سے دو بیٹے اور ایک بہن چھوڑ کر وفات پائے اور بیٹی متوفی کو ناکتخدا یا کتخدا ہونے کی صورت مین ورثہ ملا ہو اور بعد اسکے اُسکی بہن عقیمہ قرار پائی ہو یا لاولد بیوہ ہو گئی ہو تو اس صورت مین متوفیہ کا حصہ جو اُسکو جائداد موروثی سے ملا ہو اُسکے بیٹون کو پہونچیگا اگر متوفیہ کو بعد بیاہ کے حصہ ملا ہو اور اُسکی بہن عقیمہ یا لاولد بیوہ نہو تو اُسکی جائداد پر اُسکی بہن جسکے اولاد ذکور ہے یا اُسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہے وارث ہونے کی مستحق ہے کیونکہ جائداد جو منکوحہ دختر کو وراثتاً ملے وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے باپ کے دوسرے قریب تر وارث کو ملتی ہے اور اگر باپ کے وارثون مین سے ایک کوئی نہو تو اُسکی دختر کا حق وراثت مین مقدم ہے۔ اگر جائداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ اور کنبہ کے لوگ بعد تقسیم جائداد شامل رہتے ہون یا علیحدہ تو وہ بموجب دھرم شاستر متمشیہ بنگالہ کے دوسرے قریب تر وارث کو پہونچے گی۔ یہ راے مطابق دائے بھاگ اور شرح دائے بھاگ مصنفہ سری کرشنا ترک لنکار اور دائے کرم سنگرہ اور بیاد آر نو ستو اور بیاد بھنگار نو اور اور کتب شاستر متمشیہ بنگالہ کے ہے۔

ماخذ ۱۰ زوجہ نہو تو بیٹی وارث ہوتی ہے "۔ اس باب مین خاص قاعدہ

ف
اگر جائداد مدعی دو دخترون کو دیتا ہو جنمین سے ایک دختر اور بیٹی اُنمین سے ایک پسر چھوڑ کر مر جاے تو اُسکا حصہ اُسکی بہن کو پہونچتا بشرطیکہ بہن کے بیٹا موجود یا پیدا ہونے کا احتمال ہو ورنہ ترکہ متوفیہ کا اُسکے پسر کو پہونچیگا۔

مرقومۂ ذیل پر لحاظ رکھنا چاہیے یعنی اگر ایک غیر منکوحہ لڑکی نے ترکہ پایا ہو اور بعد ازان اُسکا بیاہ ہو جاے اور لاولد مر جاے تو منکوحہ بہن جسکے اولاد ذکور ہے اور وہ بہن جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو دونون بالاشتراک متوفی بہن کی جائداد مذکور کی وارث ہونگی اور وہ جائداد اُسکے شوہر یا کسی اور کو نہ پہونچے گی کیونکہ اُنکا استحقاق خاص استری دھن پر ہے۔ لیکن اگر غیر منکوحہ لڑکی نہو تو وہ لڑکی جسکے اولاد ذکور ہو اور وہ جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو دونون بالاشتراک مستحق وراثت ہین اور اُنمین سے ایک نہو تو دوسری ورثہ پاوے گی۔ اگر ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو نہون تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنے بیٹون کی وساطت سے مالک جائداد کو بذریعۂ پنڈ دیانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین۔ اگر بیٹیان جو مستحق وراثت ہون یا نہون تو نواسہ وارث ہوتا ہے" یہ مقولہ داے کرم سنگرہ اور بیادارنوستو مین مرقوم ہے۔

"علی ہذا القیاس اگر ورثہ بیٹی کو پہونچے تو اُسکی وفات کے بعد وے شخص اُسکے قائم مقام ہونگے جو اُسکے موجود نہونے کی صورت مین اُسکے باپ کی جائداد کے وارث ہوتے مثلاً اُسکا بیٹا یا دادا وغیرہ نہ وے اشخاص جو بیٹی کی جائداد کے وارث ہین مثلاً اُسکی بیٹی کا بیٹا وغیرہ" یہ مقولہ داے بھاگ مین منقول ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔

مقدمہ ۶ سن ایک زمینداری موروثی کا مالک مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد وراثتاً اُسکی زوجہ جائداد پر قابض ہوئی بعد ازان اُسنے بھی وفات پائی اب اُسکی دختر مذکورہ جو بیوہ لاولد ہے اور اُسکے شوہر کے چچا کا ایک بیٹا موجود ہے یہ دونون وراثت کا دعوی کرتے ہین اس صورت مین انمین سے کون مستحق ہے اگر دونون ہین تو کسقدر حصہ ہر ایک کو ملے گا۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین شاستر کی رو سے استحقاق وراثت چچا کے بیٹے کو ہے بمقابلہ جسکے بیوہ لاولد دختر کا استحقاق خارج ہے مگر مالک کے چچا کے بیٹے

جائداد جو زوجہ کو اپنے شوہر کے مرنے

وہ مستحق پانے خور و پوش کی ہے - یہ راے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۶ - فروری ۱۸۶۸ء -

مقدمہ ۷ - س - چار حقیقی بھائی ایک موروثی جائداد اراضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے دو زندہ ہین اور دوم گئے متوفیون مین سے ایک کے دو بیٹے ہین اور دوسرے کے ایک غیر منکوحہ لڑکی اس صورت مین لڑکی کا کچھ حصہ جائداد مین سے ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر حصہ اُسکو پہونچتا ہے -

ج - اگر غیر منکوحہ دختر کے علاوہ چچاؤن اور چچازاد بھائیون کے اور کوئی رشتہ دار بقید حیات نہون تو اُنپر (یعنی چچاؤن اور چچازاد بھائیون پر) دختر مذکورہ کا بیاہ کرنا واجب ہے اگر لڑکی کے متوفی باپ نے موروثی جائداد مین سے اپنا حصہ اور شرکا سے علٰحدہ نہین کرلیا تھا تو اُنپر سرانجام کرنا اخراجات ضروری اُس لڑکی کے بیاہ کا محاصل جائداد مشترکہ سے لازم ہے - دختر اپنے متوفی باپ کے حصۂ جائز کی وارث نہین ہوسکتی یہ راے دھرم شاستر کے بموجب ہے جیسا کہ جاگبلاک اور بشن و دیگر عقلا نے لکھا ہے - سنہ

کے بعد ملے ہی خواہ کے بعد اُنکے شوہر کے چچا کے بیٹے کو بجز دی دختر کے جو بیوہ لاولد ہو پہونچے گی -

دھرم شاستر منشیہ بنارس کے بموجب یک تحریری دختر در صورت بالا کو کفن رہنے کے اپنے چچا اور چچا کے بیٹے سے جو بجز وہی اُنکے ادا پہنچتے ہین صرف خور و پوش پانے کی مستحق ہے -

ضلع علی گڈھ - ۲ - جون ۱۹۰۳ء -

مقدمہ ۸ - س - ایک شخص ایک زوجہ ہندہ اور ایک دختر حمیدہ چھوڑ مرا حمیدہ

لہ بموجب دھرم شاستر منشیہ بنارس کے بھائی جو شامل رہتا ہو بمقابلہ اُسکے شرکا ذکور کے اُسکے ورثہ اناث کو حق وراثت نہین پہونچتا چنانچہ متاچھرا کے فقرۂ مرقومۂ ذیل سے یہ امر واضح ہے - زوجہ کو جو جائداد ملنے کا حکم ہے وہ اُس صورت سے متعلق ہے جب کہ اُسکا شوہر اپنے بھائیون سے علٰحدہ رہتا ہو صفحہ ۲۲۷ - اسی واسطے یہ ایک قاعدہ قرار پایا ہے کہ منکوحہ زوجہ جو عفیفہ ہو کل جائداد اپنے شوہر کی پائے گی بشرطیکہ شوہر اپنے شرکا جائداد سے علٰحدہ ہوگیا ہو اور بعد ازان کبھی شامل نہوا ہو بلا اولاد ذکور مرگیا ہو صفحہ ۲۳۴ - لیکن بموجب قانون متبنیٰ بنگالہ کے شامل ہونا کنبہ کا مانع ورثہ اناث نہین ہے -

کے دو بیٹے زید اور بکر تھے زید اپنی ماں کے سامنے ایک زوجہ چھوڑ کر لاولد فوت ہوا۔ اس صورت مین زید کی بیوہ حین حیات بعد وفات حمیدہ کے مستحق پانے حصہ منجملہ ترکہ اصل مالک کے ہے یا حمیدہ کی وفات کے بعد جائداد مذکور بکر یا اُسکے وارثون کو درصورت بقید حیات ہونے زید کی بیوہ کے پہونچے گی۔

ج۔ اگر بعد مر جانے اصل مالک کے اُسکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو اُسکی جائداد پر اُسکی بیوہ کا حق ہے اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دختر حمیدہ ورثہ پائیگی اُسکے بیٹے زید کی بیوہ کا کچھ حق وراثت نہین ہے کیونکہ اُسکا شوہر حین حیات اپنی ماں کے اپنے نانا کی جائداد نہین پا سکتا تھا۔ لیکن حمیدہ کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا بکر اپنے نانا کی کل جائداد پر استحقاق ورثہ رکھتا ہے۔ اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے وارث بجز دمی زید کی بیوہ کے جائداد مذکور پائینگے۔ یہ راے بموجب داے بھاگ اور بیاد بھنگار نو اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ماخذ۔ قول جاگبلک اور بشن ۔ "زوجہ اور بیٹیان اور مترو الدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو اور شاگرد اور ہمسبق وغیرہ" الخ۔ اُس شخص کی جائداد جسکے اولاد ذکور نہین ہے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہ ہو تو بیٹیون کو"۔

س ۲۔ اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکی کل جائداد کو اُسکی زوجہ نے اپنے دو نواسون زید اور بکر کے نام بحالت موجودگی اُنکی ماں یعنی بیوہ کی دختر حمیدہ کے ہبہ کر دیا اس صورت مین یہ ہبہ جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر بیوہ مین حیات اپنی بیٹی حمیدہ کے اپنے شوہر کی کل جائداد کو جو شوہر کی وفات کے بعد اُسے وراثتاً پہونچی ہو بلا رضامندی دختر مذکور کے نواسون کو ہبہ کرے تو یہ ہبہ ناجائز ہے کیونکہ قاعدہ مسلمہ یہ ہے۔ کہ "بیوہ اپنے شوہر کی جائداد سے حین حیات باعتدال متمتع ہو سکتی ہے"۔ یہ مقولہ بموجب مسائل منقولہ داے بھاگ اور اور کتب دھرم شاستر کے ہے۔

اگر دختر یا دختر کا پسر اور دختر کے پسر کی بیوہ دعویدار وراثت ہون تو بیوہ کا کچھ حق نہین ہے دختر اور دختر کا پسر ایک بعد دوسرے کے وارث ہونگے۔

ماخذ۔ کاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے وارث پائینگے"۔

"مہابھارت کے اُس باب مین جو دان دھرم سے متعلق ہے اس طور پر لکھا ہے کہ عورات اپنے ترکۂ شوہری کو استعمال مین لاسکتی ہین عورات کو کسی صورت مین اپنے شوہر کی جائداد کو تلف کرنا نہ چاہیے"۔

ضلع ندیا۔ ۷۔ مارچ ۱۸۶۴ء۔

الکشامنکوری داسی بنام آنند چندر گپت۔

مقدمہ ۹۔س۔ نواسہ درصورت موجود ہونے نانا کی لاولد بیوہ دختر کے نانا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ صرف نواسہ نانا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے گو نانا کی دختر جو لاولد اور بیوہ ہے بقید حیات ہو۔ دختر مذکور بباعث نہونے اُسکے شوہر اور اولاد کے وراثت سے محروم ہے۔

نواسہ کے سامنے وہ دختر جو لاولد اور بیوہ ہو وراثت سے محروم رہتی ہے۔

ماخذ۔ برہسپتی کا قول دراے بھاگ اور ادھرم شاستر کی کتابون مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "جیسے کہ دختر کے باپ کی جائداد درصورت موجود ہونے رشتہ دارون کے دختر کو پہونچتی ہے اسی طور پر اُسکا بیٹا اپنے نانا کے ترکہ کا وارث ہے"۔

منو "نانا دھرم شاستر کی رو سے بجاے باپ کے متصور ہے لہذا نواسہ کو پنڈ دینا اور ورثہ پر قابض ہونا چاہیے"[1]۔

فقرۂ مذکورہ بالا کے صحیح معنی یہ ہین کہ "گو ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو نہون تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے ابھی بیٹیون کی وساطت سے مالک جائداد کو بذریعہ پنڈ وپانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین"۔

[1] نوین اغلو کا اخیر جزو ص ۱۳۶۔

ضلع ہوگلی - یکم جولائی ۱۸۶۳ء -

مقدمہ ۱۰ - اس - تین حقیقی بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور بطور کنبہ مشترکہ کے اپنی موروثی جائداد پر متصرف تھے بڑا بھائی ایک زوجہ اور ایک دختر اور منجھلا بھائی ایک بیٹا اور چھوٹا بھائی ایک زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ مرا - بڑے بھائی کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ اپنے شوہر کے منجھلے اور چھوٹے بھائی کے شامل رہی مگر اپنے حصہ جائداد سے بلاشرکت احدے متمتع ہوتی رہے بعد ازان اسنے بھی وفات پائی اور ایک دختر اور اسی دختر کا بیٹا چھوڑ مری اس صورت مین بڑے بھائی کی جائداد اسکے نواسہ کو پہونچیگی یا بھتیجون یعنی منجھلے اور چھوٹے بھائیون کے بیٹون کو -

ج - صورت مذکورہ بالا مین بڑے بھائی کی جائداد پر اسکا نواسہ وارث ہوگا نہ اسکے منجھلے اور چھوٹے بھائی کے بیٹے - یہ رائے دھرم شاستر کے بموجب ہے [1]

نواسہ کے سامنے بھتیجے کو حق وراثت نہین پہونچتا -

ضلع جیرا - ۱۷ جون ۱۸۶۵ء -

مقدمہ ۱۱ - اس - اگر کوئی شخص ایک بھائی کی بیوہ اور بھتیجا اور نواسہ چھوڑ مرے اور یہ سب بالاتفاق اور شامل کنبے مین رہتے ہون اس صورت مین باوجود ہونے نواسہ کے جو نابالغ ہے بھائی کی بیوہ اور بھتیجا جائداد متوفی پر کچھ استحقاق وراثت رکھتے ہین یا نہین -

ج - اگر وارثون مین سے کوئی وارث دختر تک نہو تو صرف متوفی کا نواسہ وارث ہوگا اور اسکے مقابلہ مین بھائی کی بیوہ اور بھتیجے کا کچھ حق نہین ہے گو وے

بمقابلہ نواسہ کے بھائی کی بیوہ اور اور بھائی کے بیٹے کو حق وراثت نہین پہونچتا -

[1] یہ پیوستہ دھرم شاستر شیہ بنگالہ کے بموجب صحیح ہے اگر کسی اور مقام مین ایسی صورت واقع ہوتی تو نتیجہ مختلف ہوتا - مقدمہ نمبر ۹ - معائنہ کیا جاے - مقدمہ مگھوجن کر جیا وغیرہ بنام نبج آنند وغیرہ کو بھی صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۴ - صفحہ ۲۰ - مین دیکھو اس مقدمہ مین ایک ہندو کی جائداد بشرح اسکے حقیقی بھائی کے پوتون کے اسکے نواسہ کو ملی -

نابالغ کے ساتھ بطور مشترک اور متفق کنبہ کے رہتے ہوں۔ جائداد جس کا نابالغ وراثتاً مستحق ہے اُسکا اہتمام تا ایام نابالغی اُسکے قریب تر رشتہ دار کے ذمہ رہے گا۔

ماخذ۔ "زوجہ اور بیٹیاں اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی" الخ۔

بیٹیوں سے اس جگہ دختر اور دختر زادہ مراد ہے۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۰۔ اگست ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۱۲ س۔ ایک شخص کے ازواج مختلفہ سے دو بیٹے تھے چھوٹا بیٹا اپنی زوجہ اور والدین اور سوتیلا بڑا بھائی چھوڑ مرا اور اُسکی وفات کے بعد باپ بھی فوت ہوا اور بڑا بیٹا جملہ منقولہ و غیر منقولہ ترکۂ پدری پر قابض ہوا۔ بعد گذرنے تھوڑے عرصہ کے یہ بیٹا بھی اپنی سوتیلی ماں اور ایک نواسہ اور سوتیلے بھائی کی بیوہ چھوڑ کر مر گیا اس بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ جملہ جائداد شوہری پر قابض ہوئی مگر جلد مر گئی اب جائداد مذکور کے دو دعویدار ہیں یعنی اُسکا خاص نواسہ اور اُسکے شوہر کے چھوٹے بھائی کی بیوہ جو ابھی تک زندہ ہے۔ اس صورت میں دھرم شاستر کے بموجب جائداد مذکور بڑے بیٹے کے نواسہ کو پہونچے گی یا چھوٹے بیٹے کی بیوہ کو۔

ج۔ اگر وارثوں میں سے ایسی بیٹیاں بھی ہوں جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو تو نواسہ وارث ہوگا۔ عورت جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اُسکو بعد وفات اپنے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کے ورثہ پر کچھ استحقاق نہیں ہے لیکن اُسکی وجہ معاش کا سر انجام بڑے بیٹے کے نواسہ پر واجب ہے۔

بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے نواسہ کو پہونچے گی نہ اُسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کو مگر بیوہ مذکور مستحق پانے وجہ معاش کی ہے۔

ضلع بردوان۔ ۱۹۔ اگست ۱۸۲۲ء

مقدمہ ۱۳ س۔ ایک شخص قوم کایتھ کے تین بیٹے زید و بکر و عمرو تھے وے باپ کی وفات کے بعد اُسکی اراضی پر جو ۳۰ بیگھہ اور ۱۰ بسوہ تھی قابض ہوے بعدہ ازاں بڑا بیٹا زید مر گیا اور اُسکا بیٹا اپنے باپ کے حصہ پر متصرف رہا

بعد ازان دوسرا بیٹا بکر بھی ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوا تیسرا بیٹا عمر و ابھی تک بقید حیات ہے بڑے بیٹے کا بیٹا بھی مر گیا مگر اسکے ایک دختر اور دو نواسے ہین یہ دونون نواسے با وجود زندہ ہونے اپنی مان کے جائداد مذکور سے ایک ثلث کا جو اُنکے نانا کا حصہ جائز ہے دعوی کرتے ہین اس صورت مین اگر بڑے بھائی کا بیٹا اپنے چچاؤن کے شامل بغیر تقسیم کرانے جائداد کے قابض رہا ہے تو اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ اسکے چچا عمرو یا اُسکے دوسرے چچا بکر کے بیٹے کو پہونچے گا یا اُسکے دختر یا نواسون کو جنکی مان بقید حیات ہے۔ اگر جائداد مذکور منقسمہ ہے اور سب بھائی علیحدہ رہتے تھے تو اس صورت مین بڑے بھائی کے بیٹے کا حصہ اُسکی دختر کو پہونچے گا یا اُسکے نواسون یا کسی اور شخص کو۔ اور اگر بڑے بھائی کا بیٹا اشخاص مرقومہ بالا چھوڑ مرا تو قطع نظر اسکے کہ وہ اپنے چچاؤن کے ساتھ رہتا ہو یا علیحدہ درباب استحقاق وراثت اشخاص مذکور کے قاعدہ عام کیا ہے۔

ج۔ جو شخص علیحدہ رہتا ہو اور پھر شامل نہو اُسکے وارثون کی ترتیب جاگبلک کے قول کے بموجب یہ ہے "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور بھائی" الخ۔ یہ قاعدہ جملہ اشخاص اور اقوام کے لیے ہے۔

جو شخص اپنے شرکا سے علیحدہ ہو جاے اور پھر اُنکے شامل نہو اُسکی وفات کے بعد جائداد اول اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو اُسکی دختر کو چنانچہ کاتیاین کا قول ہے کہ "بیوہ اگر عفیفہ ہو تو اپنے شوہر کی جائداد ورثتا پاویگی اور بیوہ نہو تو دختر بشرط غیر منکوحہ ہونے کے ترکہ پاویگی"۔

برھسپتی نے زوجہ اپنے شوہر کی جائداد کی وارث قرار دی گئی ہے اور وہ نہو تو دختر۔ جیسا کہ ایک شخص کے مختلف اعضا سے پسر پیدا ہوتا ہے اُسی طرح دختر کی پیدائش بھی ہے پس اس صورت مین اُسکے باپ کی جائداد کو شخص غیر کیونکر لے سکتا ہے"۔ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ "ایک شخص کا بیٹا گویا وہی شخص

اگر کنبہ علیحدہ ہو تو نواسہ بموجودگی چچا اور چچا کے بیٹے کے ترکہ پانے کا مستحق ہے۔

سلہ دھرم شاستر بنارس کے بموجب اگر کنبہ شامل اور غیر منقسم ہوتا تو اسکے بالعکس ظہور مین آتا۔

خود ہے اور دختر پسر کے برابر ہے پس با وجود ہونے دختر کے جو اپنے باپ کی بجائے ہے کیونکر غیر آدمی متوفی کا ترکہ پا سکتا ہے"۔

اوپر کے ایک قول مین جو لفظ نیز کا آیا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ اگر بیٹیان نہون تو نواسہ وارث ہوتا ہے۔

"اگر کسی شخص کے بیٹا ہو نہ پوتا نہ زوجہ نہ اولاد اناث تو اُسکی جائداد اُسکا نواسہ پائے گا کیونکہ ہو رتون کے سرادھ وغیرہ کی نسبت نواسہ بجائے پوتے کے متصور ہوتا ہے"۔

"اگر دختر بادائے یا بلا ادائے رسوم معینہ بطور پسر قرار دیجائے اور اُسکے ہمقوم شوہر سے لڑکا پیدا ہو تو اُس لڑکے کا نانا بجائے اُسکے دادا کے تصور کیا جاتا ہے اور ایسے لڑکے کو چاہیے کہ اُسے پنڈ دیا نی دے اور ترکہ پر قابض ہو"۔

"اگر ورثہ مذکورۂ بالا نہون تو مان ترکہ پائے گی ۔ اور وہ نہو تو باپ وارث ہوگا اور باپ کی وفات کے بعد حقیقی بھائی ورثہ پاتا ہے۔ اگر حقیقی بھائی نہو تو سوتیلا بھائی وارث ہوگا"۔

سا بموجب مسئلہ جمتو اہن اور اور عالمون کے جنکی تالیفات ملک بنگالہ مین مروج ہین باپ کے بعد مان کا حق ورثت تسلیم کیا گیا ہے۔ جمتو اہن یہ لکھتا ہے کہ سنسکرت لفظ پترو سے جو صیغۂ تثنیہ ہے والدین مراد ہے اور اِس لفظ کی ترکیب نحوی سے باپ کے حق کا مقدم اور اُسکے بعد مان کا مستحق ہونا واضح ہے قول جاگبلک منقولہ دائے بھاگ صفحہ ۱۶۰۔

لیکن شاستر بنارس اور متھیلا کے بموجب مان کے حق کو باپ کے استحقاق پر ترجیح دی گئی ہے اور یہ امر انتخاب مندرجۂ ذیل سے جسمین مسئلہ مرقومہ متا چھرا مع رائے کولبروک صاحب کے مندرج ہے ظاہر ہے۔

"چونکہ منجملہ والدین کے مان کو زیادہ خصوصیت ہے لہذا یہ نہایت مستحسن ہے کہ جائداد اُسکو ورثتاً ملے لیکن درصورت نہونے مان کے باپ مستحق ورثت ہے"۔

بلم بھٹ شارح کی یہ رائے ہے کہ پہلے باپ اور پیچھے مان کو ورثہ ملنا چاہیے اور تفسیر اُسکی یہ ہے کہ

منو۔ "اگر بیٹا لاولد مرجائے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو حق اسکا اسکے
باپ اور ماں کو پہونچیگا اور ماں بھی مرگئی ہو تو بشرطہ نہ ہونے بھائیون اور
بھتیجون کے دادا اور دادی ترکہ پائینگے بعد ازاں قریب تر واسطہ دار

رشتہ داران بعیدہ مین واسطہ داران پدری کو بمقابلہ اقربا مادری کے ترجیح ہوتی ہے اور اس راے کی
تائید مین شاستر کے بہت سے اقوال ہین چنانچہ ننند پنڈت جو متاچھرا اور ہمین لکشن کے شارح ہین
انکی بھی یہی راے تھی لیکن لکشبٹ بھٹ متاچھرا کے شارح سابق نے اپنی تالیف موسومہ بدن پریجیت
مین راے اپنی اس کی نسبت بموجب قول متاچھرا کے قائم کی ہے اور اپنی شرح موسومہ
سبودھنی اور تالیف مذکورہ مین بگنیشر کے راے کی تائید کی ہے۔ غرض کہ اس باب
مین کمال اختلاف ہے یعنی سمرتی کی یہ راے ہے کہ باپ اور ماں بالاتفاق ورثہ پاوین اور
اکثر علماء مشہور مثلاً اپرک اور کمل کر اور مصنفان سمرتی چندریکا و مدن رتن و بیوہار میوکھ
وغیرہ باپکو بمقابلہ ماں کے ترجیح دیتے ہین اور جمتو اہن اور رگھونندن کو بھی اسی مسئلہ کے
ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن باشسپتی مصر کو متاچھرا سے درباب ترجیح حق ماں کے اتفاق
ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ انکو بسبب تصحیف عبارت قول لکشن کے جسکا ذکر بیرمتر اوداے
مین لکھا ہے مغالطہ ہوا اور بیرمتر اوداے کے مصنف نے ان اختلافات کو بلحاظ
صفات مذاقی والدین کے رفع کیا ہے یعنی "اگر ماں بنسبت باپ کے زیادہ واجب التعظیم
ہو تو وہ مستحق ترکہ ہے اور اگر ماں صفات فضیلہ کے ساتھ متصف نہو تو باپ کو
ترکہ پہونچتا ہے۔

عبارت ذیل بیادھنگارنو سے منقول ہے کہ ماں کی فضیلت کی نسبت اور زیادہ
دلائل پیش ہو سکتے ہین مثلاً انکی بزرگی ایک قول ناکیدسی مین اس طور پر بیان کی گئی ہے
کہ "ماں کا درجہ باپ سے ہزار مرتبہ بہتر ہے کیونکہ وہ بچہ کو اپنے رحم مین رکھتی اور
پرورش کرتی ہے اسی واسطے ماں نہایت واجب التعظیم ہے"۔
"اگر ماں کی عظمت باپ سے ہزار مرتبہ زیادہ ہے تو پران کا قول جو مہادیو اچارج نے نقل
کیا ہے اس طور پر صادق ہوگا"۔

سپنڈ کو ورثہ ملے گا،، ہے

سپنڈون مین جو قریب تر واسطہ دار ہے وہ وارث ہونے کا مستحق ہے اور بہ

ہے "دھرم شاستر کے بموجب باپ اور ماں اس دنیا مین واجب التعظیم ہین اور اگرچہ دونوں زمین کی طرح قابل تکریم ہے لیکن ماں اُس سے بھی زیادہ واجب التعظیم ہے مگر ان دونون مین سے باپ کو فضیلت ہے کیونکہ صلب پر زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے اور اگر باپ نہو تو ماں نہایت تعظیم کے قابل ہے اور بعد اُسکے بڑا بھائی،، ۔

"وہ خود اس اختلاف ظاہری کا اس طور پر دفع دخل کرتا ہے کہ فقرۂ مذکورۂ بالا مین جو باپ کا ذکر آیا ہے وہ اُس باپ کی نسبت صادق ہے جو بعد ادا کرنے رسوم ایام حمل اور اُن مراسم متبرک کے جو دوجنمی قوم کے شخصون کے واسطے واجب ہین اپنے بیٹے کو کل بید پڑھاوے ورنہ ماں زیادہ تر واجب التعظیم ہے اور بلحاظ اس تاویل کے منو کا قول بھی صادق آتا ہے،، ۔

"جبکہ صرف اچارج یعنی گائتری سکھلانے والے کا مرتبہ دس اوپدھیاے سے فائق ہے۔ تو باپ کا درجہ ایسے سو اچارجون سے برتر اور ماں کی منزلت باپ سے سو مرتبہ زیادہ ہے،، بیاس ۔

"دس مہینے ماں نے جنین کو اپنے رحم مین رکھا اور نہایت درد گوارا کیا اور تکالیف اور کسل کے سبب سے نوبت غش طاری رہی اور پھر اُس سے بچہ پیدا ہوا اور چونکہ ماں اپنے بچون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے لہذا مادر شفیق مستحق تعظیم ہے۔ اگر کوئی شخص سو برس تک ماں کی خوبیان تحریر کرے تو بھی عہدہ برا نہوگا،، ۔

"چونکہ بسبب نقل کرنے دیگر اقوال بیانون کے حجم اس کتاب کا ضرورت سے زیادہ ہو جاے گا لہذا اُنکا بیان ترک کیا جاتا ہے اور اختلاف ظاہری کا دفع دخل اس طور پر ہوتا ہے کہ واجب التعظیم ہونا ذریعہ وراثت نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو درصورت موجودگی والدین کے کسکو حق ورثہ پہونچے گا لیکن ورثہ کا استحقاق اس امر پر مبنی ہے کہ وارث بذریعۂ پنڈ وغیرہ کے مورث کو فائدہ پہونچا سکے اور چونکہ باپ بمقابلۂ ماں کے اسطرح کا فائدہ پہونچا سکتا ہے لہذا اُسکو باوصف موجود ہونے ماں کے حق وراثت حاصل ہے،، ۔

ہر چند اکثر مصنف باپ کو ماں پر ترجیح دیتے ہین مگر بموجب شاستر مروجہ بنارس اور متھیلا کے ماں کا استحقاق وراثت زیادہ فائق ہے ۔

جو رشتہ مین بعید ہے وہ بمقابلہ قریب تر واسطہ دار کے ورثت سے محروم رہتا ہے مقولہ مذکورہ بالا کے یہی معنی ہین۔

چنانچہ برہسپتی کا قول ہے کہ "جب بہت سے واسطہ دار پدری یا مادری کسی لاولد آدمی کی جائداد کے دعویدار ہون تو منجملہ ان واسطہ داران بعید کے جو قریب تر ہے وہی ورثہ پائیگا"۔

منو اور وشنو اور برہسپتی اور کاتیائن اور جاگیلک کے اقوال مذکورہ بالا کے بموجب یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر بڑے بھائی کا بیٹا اپنے چچاؤن سے علیحدہ ہوگیا ہے اور پھر شامل نہین ہوا تو اسکی جائداد اول اسکی دختر کو ملے گی اور وہ نہو تو اُس کے نواسون کو لیکن اگر جائداد پر قبضہ بالاشتراک ہے یا اگر بعد علیحدہ ہونے کے وہ اپنے پدری رشتہ دارون کے ساتھ شامل ہوگیا ہے تو اُسکی جائداد اُسکے چچا اور چچا کے بیٹے کو پہنچیگی کیونکہ وے اُسکے سگوتر اور سپنڈ ہین۔ یہ راے متاچھرا اور بیوہار میوکھ کے بموجب ہے۔

عدالت اپیل بریلی۔

مقدمہ ۴۸ا۔ س۔ ایک برہمن دو بیٹے اور ایک دختر اور ایک نواسہ چھوڑکر مرگیا بعد ازان اُسکا بڑا بیٹا لاولد فوت ہوا بعد اسکے اُسکا چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا یہ دونون بھی بعد ازان فوت ہوے لیکن دختر مذکور کا شوہر اور اُسکی ایک دختر بقید حیات ہین شوہر مذکور اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہے۔ اصل مالک کا نواسہ اُس جائداد کا دعوے کرتا ہے جو چھوٹے بھائی کی دختر کو پہونچی ہے اس صورت مین جائداد مذکور اصل مالک کے نواسہ کو ملے گی یا چھوٹے بھائی کی دختر کے شوہر کو۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین جائداد جو چھوٹے بیٹے کی دختر کو اُسکے باپ

جائداد موروثی دختر کو

سے ورثتاً ملی ہے وہ اصل مالک کے نواسہ کو پہونچے گی اور بمقابلہ نواسہ کے دختر مذکور کا شوہر اور اُسکی دختر جائداد سے بالکل محروم رہینگے کیونکہ متوفے اکو اُسکا نواسہ زیادہ فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ جو مال کہ خاص دختر مذکور کا استری دھن ہے اُسکو اُس کے وارث پائینگے۔ یہ مسئلہ دائے بھاگ کے بموجب ہے۔

ضلع ہوگلی۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۱ء۔

مقدمہ ۱۵۔ س۔ ایک شخص نے حین حیات اپنی ماں کے اپنے نانا کی جائداد کی بابت نالش دائر کی اور اُسکی ماں بیوہ ہے اور اولاد کا پیدا ہونا بھی ممکن ہے۔ اس صورت مین نواسہ مستحق دلائے جانے جائداد کا ہے یا نہین۔

ج۔ جائداد مدعوہ پر مدعی کی ماں کا بلاشرکت احدے استحقاق وراثت ہے لہٰذا مدعی جب تک اُسکی ماں بقید حیات ہے متوفے کا وارث تصور نہین جا سکتا۔

ضلع چوبیس پرگنہ۔

مقدمہ ۱۶۔ س۔ ایک زمیندار دو زوجہ اور اُنسے دو بیٹیاں چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ کے بعد دونوں زوجہ نے وفات پائی اور اُنکے مرنے کے بعد پہلی زوجہ کی دختر جو لاولد بیوہ ہے اور دوسری زوجہ کی دختر جسکے دو بیٹے ہین بالاشتراک جائداد پر قابض رہین اور زر محاصل کو آپس مین مساوی تقسیم کیا۔ دختر جو بیوہ اور لاولد ہے اُسنے اپنے نصف حصہ کو اپنے متوفے باپ کے فائدہ عقبی کے لیے اپنے گرو کے نام بذریعہ ایک دستاویز کے ہبہ کر دیا۔ اس صورت مین ایسا ہبہ نامہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین دختر کو جو بیوہ اور لاولد ہے پدری جائداد پر کچھ حق نہین پہونچتا ہے گو وہ اُسکے نصف محاصل سے متمتع ہوتی رہی ہو پس اُسکا ہبہ کرنا بلا اجازت اپنی سوتیلی بہن اور اُسکے بیٹوں کے ناجائز ہے۔

ورثتاً پہونچے وہ پہلی وفات کے بعد بجر دختر اُسکے شوہر اور دختر کے اُسکے پدری رشتہ دار کو پہونچے گی۔

کوئی شخص بحین حیات اپنی ماں کے نانا کی جائداد کا دعوے نہین کر سکتا۔

بیوہ لاولد لڑکی کا حق بمقابلہ اُس دختر کے جسکے اولاد ذکور ہے زائل ہوجاتا ہے۔

یہ راے بموجب داے بھاگ اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے ہے۔

ماخذ ۔ اسی واسطے اس مسئلہ پر جسکا وگشت پیرو ہے لحاظ رکھنا چاہیے یعنی لڑکی جسکے اولاد ذکور ہے یا جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہے وہ ورثہ پانے کی مجاز ہے نہ وہ لڑکی جو بیوہ یا عقیمہ ہے یا جسکے صرف اولاد اناث ہو اور اولاد ذکور نہ پیدا ہوئی ہو"۔ داے بھاگ۔

پس مفہوم اس مسئلہ کا جسکا وگشت پیرو ہے اور جسکو مصنف داے بھاگ نے بھی معتبر قرار دیا ہے یہ ہے کہ" اگر ایسی بیٹیاں جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو نہوں تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیاں ورثہ پانے کی مجاز نہیں ہیں کیونکہ وے اپنی بیٹیوں کی وساطت سے مالک جائداد کو بذریعہ پنڈ و پانی دینے کے فائدہ نہیں پہونچا سکتیں"۔ داے کرم سنگرہ۔

عدالت اپیل کلکتہ۔

فصل چوتھی

والدین وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱-س- اگر کوئی نابالغ مان اور چار چچا اور کچھ جائداد جو چچاؤن کی جائداد کے مشترک اور شامل ہو چھوڑ مرے تو اس صورت مین منجملہ جائداد غیر منقسمہ کے نابالغ کا حصہ اشخاص مذکورہ بالا مین سے کسکو پہونچے گا- اگر شاستر کے بموجب مان جین حیات اپنے جائداد مذکور پر استحقاق رکھتی ہو تو اس صورت مین وہ مکان نابالغ کی اس دیوار کی قیمت جسپر اُسکے شوہر کے ایک بھائی نے غصباً قبضہ کر لیا ہو پانے کی مستحق ہے یا نہین-

ج- اگر نابالغ مرجائے اور اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث باپ تک نہو تو اُسکی مان کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پاوے گی اور درصورت موجودگی مان کے

بنگالہ مین ماں نابالغ کی چچا کے جائداد مشترکہ کی وارث ہوتی ہے-

چچاؤن کا مطلق ورثہ مین کچھہ استحقاق نہین ہے۔ چچا جسنے دیوار مشترکہ پر قبضہ کرلیا ہے اُسکو بقدر حصۂ نابالغ دیوار کی قیمت مان کو جو اپنے بیٹے کی بلا شرکت احدے وارث ہے دینی ہوگی۔

ماخذ۔ جاگیلاک کا قول ہے کہ "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین" الخ۔

برہسپتی کا قول ہے کہ وہ متوفی بیٹا جسکے زوجہ نہو نہ اولاد ذکور اُسکی مان کو اُسکا وارث سمجھنا چاہیے یا باجازت مان کے بھائی ورثہ پا سکتا ہے۔

ضلع ندیا۔ انپورن دیبی بنام رامجاے مکرجیا۔

مقدمہ ۲۔ س ۱۔ ایک شخص کے دو زوجون سے تین بیٹے تھے۔ منجھلے بیٹے کی وفات کے بعد جو نا کتخدا تھا باپ نے اپنی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو مساوی طور پر اپنے دو باقی بیٹون مین تقسیم کردیا۔ دونون بھائی حین حیات اپنے باپ کے علٰحدہ ہوگئے اور اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے تھوڑے عرصہ کے بعد بڑا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک بیٹا بھی چند روز کے بعد مر گیا اور اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا اور اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ اور بیٹا بقید حیات تھے بڑے بیٹے کی بیوہ مع اپنے بیٹے کے اُسکی جائداد پر قابض ہوئی اور آخر کو بیوہ مذکور کا بیٹا یعنی اصل مالک کا پوتا بھی مر گیا اُسکی وفات کے بعد بھی بیوہ حصۂ شوہری پر تھوڑے عرصہ تک قابض رہی لیکن اصل مالک کا چھوٹا بیٹا بڑے بیٹے کی بیوہ کو بیدخل کرنا چاہتا ہے اور اُنکے آپس مین جائداد کی نسبت نزاع ہے پس درصورت تصفیۂ حصص اور تقسیم ہونے جائداد کے بطور مذکورہ بالا جائداد مذکور فریقین مین یعنی باہم اصل مالک کے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ کے کیونکر تقسیم ہونی چاہیے۔

اگر جائداد منقسم ہو تو ہنگامہ بین مان کو اُسکی نسبت بالعموم استحقاق پہونچتا ہے۔

ج ۱۔ اگر یہ ثابت ہوجاے کہ اصل مالک نے جائداد کو بطور مصرحۂ بالا تقسیم کردیا تھا تو اسکا چھوٹا بیٹا اور اُسکے پوتے کی مان یعنی اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ علٰحدہ علٰحدہ مستحق پانے اُن حصون کے ہین جو اصل مالک مذکور نے اپنے

بیٹون کے واسطے مقرر کیئے تھے -

س ۲ - اگر اصل مالک کے دو زوجہ سے تین بیٹے تھے اور دوسرا بیٹا اپنے باپ کے سامنے ناکتخدا مرگیا اور بڑا بیٹا بھی اپنے باپ کے حین حیات ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک بیٹا بعد ازان فوت ہوا بعد اسکے اصل مالک بغیر تقسیم کرنے جائداد کے اپنے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ اور بیٹے کے سامنے مرجانے اور بعد اسکے بڑے بیٹے کا بیٹا بھی مرگیا ہو تو اس صورت مین پس ماندون مین سے کون مستحق پانے وراثت کا ہے یعنی اصل مالک کا چھوٹا بیٹا یا اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ - اور اگر دونون مستحق ہین تو کس قدر حصہ ہر ایک کو ملنا چاہیے -

ج ۲ - اصل مالک کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا اور پوتا دونون ترکہ پانے کے مساوی حقدار ہین اور پوتے کی وفات کے بعد اگر اُسکے وارثون مین سے باپ تک کوئی وارث نہین ہے تو اُسکی مان وارث ہوگی لہذا اصل مالک کی جائداد اُسکے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ کو بحصص مساوی پہونچے گی -

اگر بیٹے نے بشمولیت بھائی کے دادا کی جائداد سے حصہ مساوی پایا ہو اور وہ مرجاے تو اُسکا ترکہ اُسکی مان کو پہونچے گا -

عدالت اپیل کلکتہ - ۲۲ - جولائی ۱۸۶۰ء -

دیبی پرشاد چترجیا بنام سیوا داسی دیبی -

مقدمہ ۳ - س - بعد وفات کشن کشور کے پہلی زوجہ رتن مالا اور اُسکے لاولد متبنی نند کشور کے اُنکے دو آنہ کے حصہ کا اشخاص مرقومہ ذیل مین سے کون شخص وارث ہوگا - نرائنی دیبی دوسری زوجہ کشن کشور کی وارث ہوگی یا نرائنی دیبی مذکورہ کا متبنی بیٹا رام کشور بشرطیکہ وہ فی الواقع متبنی کیا گیا ہو - یا کشن گوپال اسے برادر حقیقی کشن کشور کے ورثہ یا گنگارام اور لکھی نراین سوتیلے بھائیون کے ورثہ مستحق وراثت مذکور کے ہونگے اور اس مقدمہ سے جواز یا عدم جواز تبنیت رام کشور جسکو نرائنی دیبی اپیلانیہ نے گود لیا متعلق ہے یا نہین -

ذیل مین شجرۂ خاندان مندرج ہے

(سرکار کشن) زمیندار پرگنہ بھیم سنگھ وغیرہ چار بیٹے چھوڑ مرا پہلا اور دوسرا بیٹا ایک زوجہ سے اور تیسرا اور چوتھا دوسری زوجہ سے۔

اول	دوم	سوم	چہارم
کشن کشور چار آنہ کے حصہ متنازعہ کا زمیندار سنہ ۱۸۰۱ع مین لاولد مر گیا اور دو زوجہ یعنی پہلی رتن مالا اور دوسری ترانی دیبی چھوڑ مرا پہلی زوجہ بعد گود لینے نند کشور کے سنہ ۱۸۰۹ع مین مر گئی اور دوسری ترانی دیبی مدعیہ کا بیان ہے کہ اُس نے بعد وفات نند کشور کے رام کشور کو متبنیٰ کیا۔	کشن گوپال کے اولاد نہ تھی لیکن اُسنے جگل کشور پدر ہر کشور مدعا علیہ کو متبنیٰ کیا۔	گنگا	لکھی نرائن دو بیٹے چھوڑ مرا یعنی شامچند رور دور چندر

وضعی مستبات بنگالہ کے بموجب سوتیلی ماں کو استحقاق وراثت حاصل نہیں ہے اور اسکے سوتیلے بیٹے کی جائداد بیٹے مذکور کے چچا متبنیٰ بیٹے کو پہنچیگی

تجویز۔ اگر بعد وفات مسماۃ رتن مالا پہلی زوجہ کشن کشور کے اُسکا متبنیٰ بیٹا نند کشور جسے بیوہ مذکور نے باجازت جائز اپنے شوہر کے گود لیا لاولد مر جاے تو نند کشور مذکور کا دو آنہ کا حصہ کشن گوپال برادر حقیقی کشن کشور کے متبنیٰ بیٹے یعنی نند کشور کے چچیرے بھائی کو ملیگا نہ کشن کشور کی دوسری زوجہ یعنی نند کشور کی سوتیلی ماں کو نہ وارثان گنگا نرائن و لکھی نرائن کو جو متبنیٰ کرنے والے باپ کے سوتیلے بھائی تھے لیکن اگر ترانی دیبی اپیلانٹ کا رام کشور کو گود لینا جائز ہو تو رام کشور نند کشور کے دو آنہ کا وارث ہوگا۔

شاستر مین دو متبنی کرنے کے واسطے تصریحاً ممانعت اور نہ اجازت ہے اگر بنگالہ مین دو متبنی کرنے کا دستور ہو تو بلا شک رام کشور کی تبنیت جائز متصور ہوگی اور اسکو دو آنہ کا حصہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ملے گا۔ نند کشور کی سوتیلی مان یعنی نر اینی اپیلانٹیہ بدین وجہ اسکی وارث نہین ہوسکتی کہ دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ مین جہان کہین لفظ ماتا یعنے مان کا واقع ہوا ہے اُس سے جننی یعنی مادر حقیقی مراد ہے ان کتابون کی رو سے سوتیلی مان مجاز وارث ہونے کی نہین ہے البتہ اسکو اُس شخص سے جو ورثہ پائے وجہ معاش ملنی چاہیے دکھن کی کتب شاستر یعنی متاچھرا وغیرہ مین لفظ ماتا سے مادر حقیقی و مجازی دونون مراد ہے چنانچہ بموجب کتب مذکور کے سوتیلی مان کو حصہ ملے گا۔

ماخذ منو ”بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو یعنے متبنے بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کر دیا ہو۔ یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہین جس کسی شخص کو بموجب قاعدۂ مرقومۂ مابعد کے کسی نے بیٹا دیا ہو اور وہ بیٹا بصفات نیک متصف ہو تو اُس بیٹے کو ترکہ مین سے پانچوان یا چھٹا حصہ ملے گا۔ گو وہ خاندان غیر سے لیا گیا ہو“۔

بدھائن ”جائداد مین شریک ہونے کے مستحق یہ بیٹے ہین۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے اور ایسے قرابت دار کی صلب سے ہو جو بغرض تو الد بطور جائز مقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو۔ بیٹا جو متبنی کیا جاے۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو بیٹا جسکو والدین نے چھوڑ دیا ہو۔

گوتم ”بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کی صلب سے ہو جو بغرض توالد مقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو

دیا ہو - بیٹا جو متبنیٰ کیا جاے - بیٹا جسکو اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو یہ بیٹے مِلک کے وارث ہوتے ہین -

منو - بیٹا جو لاولد مر جاے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو اُسکی مان ورثہ پاوے گی اور اگر مان بھی مر گئی ہو تو دادی کو ترکہ پہونچے گا -

اقوال مرقومۂ بالا مین جو لفظ مان واقع ہوا ہے اُس سے مادر حقیقی مراد ہے کیونکہ ایسے مسائل جو ذیل مین لکھے جاتے ہین اُنمین الفاظ مان اور دادی اور پردادی کے اصلی معنی لیے جاتے ہین یعنی حقیقی مان - باپ کی حقیقی مان - دادا کی حقیقی مان اور اسی نام سے سرادھ مین اُنکے پنڈ رکھے جاتے ہین لیکن سوتیلی مان وغیرہ کے نام اوقات معینہ کے سرادھ مین پنڈ دینا صریح منع ہے چنانچہ منو کہتا ہے کہ "اگر کوئی مرد یا عورت لاولد مر جاوے تو ایسے شخص کی نسبت وہ سرادھ کیا جاے گا جو اُسکے واسطے مخصوص ہے نہ وہ جو اوقات معینہ پر کیا جاتا ہے" -

وا ے بھاگ - ا

صدر دیوانی عدالت ۲۲ - دسمبر ۱۸۱۶ع -

نرائنی دیبی بنام ہرکشور راے -

مقدمہ ۴ - س - اگر کوئی نابالغ اپنی بہن اور چچا اور دادی چھوڑ مرے تو اس صورت مین شاستر کے بموجب منجملہ اشخاص مذکورے کے کون اُسکا وارث ہوگا -

بمقابلہ دادی کے بہن اور چچاؤن کا حق نہین ہے -

ج - نابالغ کی دادی بلاشرکت احدے مستحق وراثت ہے اور بمقابلہ اُسکے بہن اور چچاؤن کا استحقاق جاتا رہتا ہے -

ا - فی الحقیقت یہ امر صراحت واضح نہین ہوتا کہ بجز بنگالہ کے اور مقامات مین سوتیلی مان کو حق وراثت پہونچتا ہے ہرچند مستحق ہونا اُسکا پیوستہ بند تان مرقومۂ بالا سے مستنبط ہے لیکن بالعکس اسکے بھی فرض کیا جا سکتا ہے - اس باب مین تنبیہ متعلقہ ص ۴۲ - جلد ا فیصلہ جات صدر دیوانی عدالت ملاحظہ کیجاے تقسیم کی حالت مین سوتیلی مان بموجب قاعدۂ متشرعۂ بنارس کے حصہ پا سکتی ہے -

اس باب مین قول منو منقولہ دا ے بھاگ اور دیگر کتب شاستر یہ ہے -
"بیٹا جو لاولد مرجائے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو اُسکی ماں ورثہ پاے گی اور ماں بھی
مرگئی ہو تو دادی ترکہ پائے گی" [1]

مقدمہ ۵ - س - ایک برہمن ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا - اس صورت مین
زوجہ جائداد سے کسی قدر حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر حصہ
پائے گی - اُسنے اپنا حصہ ایک بیٹے کو بحالت موجودگی دوسرے بیٹے کی دو بیوون
کے منتقل کر دیا ہے یہ ہبہ جائز ہے یا نہین -

ج - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ منجملہ جائداد اپنے شوہر متوفی کے ایک ثلث
کی مستحق ہے اگر وہ اپنے حصہ پر متصرف ہوکر اسے ایک بیٹے کے نام در صورت
موجود ہونے دوسرے بیٹے کی دو بیوون کے ہبہ کر دے تو یہ ہبہ جائز اور واجب التعمیل
متصور ہونا چاہیے - [2]

ماں بیٹون کے ساتھ مساوی حصہ پانے کی مستحق ہے اور اُسے اختیار ہے کہ اپنا حصہ کسی بیٹے کو بذریعے ہبہ منتقل کرے -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۵ ستمبر ۱۸۱۸ع -

[1] یہ امر شاستر بنگالہ کے مطابق ہے اور حسب ترتیب دا ے کرم سنگرہ مصنفہ سری کشن کے جو اُس
ضلع مین بڑی معتبر کتاب متصور ہے جاری ہے لیکن سری کشن نے جو دا ے بھاگ پر شرح لکھی ہے اُسکے
بموجب چچا کے دعوے کو دادی کے دعوے پر ترجیح ہے -

[2] اس مقدمہ مین یہ امر تصریح نہین لکھا ہے کہ بیوہ مذکور دونون لڑکون کی یا صرف ایک
کی ماں تھی یا لاولد تھی اگر وہ دونون لڑکون کی ماں تھی اور اُسنے اپنے شوہر یا خسر سے کچھ مال
بطور استری دھن نہین پایا تو وہ بیٹون کے برابر حصہ پانے کی مستحق ہے اور اگر استری دھن
پایا ہے تو وہ مستحق نصف حصہ پانے کی ہے چنانچہ جیمتواہن کہتا ہے کہ "اگر باپ کی وفات
کے بعد حقیقی بھائیون مین تقسیم جائداد ہو تو ماں کو حصہ مساوی دینا چاہیے ماں کا بیٹون کے
ساتھ مساوی حصہ پانا اُس صورت مین ہوگا جب کہ ماں کو کچھ مال بطور استری دھن نہین دیا گیا ہے
اور اگر دیا گیا ہے تو اُسکا نصف حصہ ملے گا" - لیکن اگر اُسکے صرف ایک بیٹا تھا یا وہ لاولد تھی
تو اس صورت مین اُسے وارث ہونے کا استحقاق نہین ہے کیونکہ صورت اول مین اُسکا صرف

فصل پانچوین

بھائیون اور اُنکے بیٹون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ا - س ا - ایک شخص کے دو زوجہ تھین پہلی زوجہ سے اُسکے دو بیٹے تھے اور دوسری سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا - باپ کی وفات کے بعد جملہ بھائی بطور کُنبہ مشترکہ کے رہتے تھے اور موروثی جائداد پر بالاشتراک قابض تھے - پہلی زوجہ کے دو بیٹون مین سے ایک بیٹا اپنی زوجہ چھوڑکر مر گیا اور زوجہ مذکور بھی بعد ازان فوت ہوئی اُسکی وفات کے بعد پہلی زوجہ کا دوسرا بیٹا اور بالآخر دوسری زوجہ کا بیٹا اپنی اپنی زوجہ چھوڑ مرے اس صورت مین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ جائداد تین حصون مین منقسم کیجائے گی منجملہ اُنکے دو حصے پہلی زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کو ملینگے اور باقی ایک حصہ دوسری زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کو پہونچے گا - شاستر کے بموجب یہ تقسیم درست ہے یا نہین -

سوتیلے بھائی حقیقی بھائیون کے ساتھ حصہ مساوی پاتے ہین بشرطیکہ شامل رہتے ہون -

ج - ا - اگر سوال مرقومہ بالا کے مطابق اصل مالک کے دو زوجہ سے تین بیٹے تھے اور درصورت سب بھائیون کے متفق رہنے بطور کُنبہ شامل اور مشترک کے بیٹا جسکی زوجہ مر گئی فوت ہوا ہو تو اس صورت مین بھائی متوفی کی جائداد اُسکے حقیقی اور

سوتیلے بھائیون مین برابر تقسیم ہوگی اور بیوہ خواہ شوہر کے مرنے کے بعد اُسکی ضروریات روزمرہ کا سرانجام کریگا اور دوسری صورت مین منجملہ جائداد شوہر کے وہ صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے چنانچہ واسے کرم سنگرہ مین ہری کرشن جرک لنکار نے یہ بیان کیا ہے کہ سوتیلی مان حصہ نہین پاتی ہے لیکن کھانے اور کپڑے سے اُسکی خبرگیری کرنی ضرور ہے"

علاوہ اسکے اگر بھائی بطور مشترکا اور متفق کُنبے کے رہنا چاہین تو مان اُنکو اپنا حصہ علٰحدہ کر دینے کے لیے مجبور نہین کر سکتی کیونکہ واسطے کہ داسے بھاگ یا کسی اور شاستر کی کتاب مین ایسا حکم نہین ہے کہ جائداد موروثی کی تقسیم جیسا کہ درصورت مرضی کسی شریک ورثہ کے ہو سکتی ہے یا ان کی مرضی کے مطابق بھی ہو سکے -

سوتیلے بھائیون مین بحصص مساوی تقسیم ہونی چاہیے اور اُنکی وفات کے بعد اُنکی بیوہ مستحق ورثت ہونگی۔

س ۲۔ اگر یہ ثابت ہو کہ تینون بھائیون نے جائداد کو آپس مین تقسیم کرلیا تھا اور ہر ایک بعد دوسرے کے جیساکہ سوال مرقومہ بالا مین مذکور ہے مرگئے۔ اس صورت مین کوئی خاص قاعدہ بیودن کے وارث ہونے کے واسطے ہے یا نہین۔

فیصلہ ۲۔ اگر بھائیون نے اپنی موروثی جائداد کو تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہو اور بعد ازان پہلی زوجہ کے بیٹون مین سے ایک بیٹا مرگیا ہو اور زوجہ مرہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکا حقیقی بھائی اُسکی جائداد بلا شرکت احدے پانے کا مستحق ہے اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ دو حصے ورثتاً پائے گی یعنی ایک حصہ وہ جو اُسکے شوہر کا حصہ جائز ہے اور دوسرا وہ جو اُسکے شوہر کو اپنے بھائی سے پہونچا تھا۔ دوسری زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کا استحقاق صرف اُس حصہ پر ہے جو اُسکے شوہر کے قبضہ مین تھا۔

اگر سوتیلے اور حقیقی بھائی علٰحدہ رہتے ہون تو بمقابلہ حقیقی بھائی کے سوتیلے بھائی کو حق ورثت نہین پہونچتا۔

۱۲ مارچ ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۲ ۔ س ۔ ایک شودر قوم کے کنبہ مین تین بھائی تھے منجملہ اُنکے بڑا بھائی دو بیٹے اور منجھلا بھائی ایک زوجہ اور چھوٹا تین بیٹے چھوڑ کر مرا۔ بڑے بھائی کا چھوٹا بیٹا فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا بعدہٗ اُسکے منجھلے بھائی کی بیوہ مرگئی منجملہ اشخاص مذکورہ بالا جتنے اب بقید حیات ہین وے بیوہ مذکور کی جائداد پر دعوٰی کرتے ہین۔ اس صورت مین یہ سب شخص مستحق ورثت جائداد مذکور ہین یا نہین اگر ہین تو ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنا چاہیے۔

ج ۔ دوسرے بھائی کی بیوہ کے مرنے کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے بھائیون کے بیٹون مین مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے بمقابلہ اُنکے اُسکے شوہر کے بڑے بھائی کے پوتہ کا کچھ استحقاق نہین ہے

بھائی کے بیٹے کے مقابل مین بھائی کے پوتے کا حق جاتا رہتا ہے۔

شہر ڈھاکہ۔

مقدمہ ۳ ۔ س ۱ ۔ ایک برہمن کے دو زوجہ سے اولاد تھی۔ بڑی زوجہ سے

ایک بیٹا اور تین بیٹیان اور چھوٹی زوجہ سے چار بیٹے اور دو بیٹیان تھین - باپ نے اپنے حین حیات اپنی جائداد کو تقسیم کردیا اور پانچ برابر کے حصے اپنی پانچون دخترون کو اور اسی قدر مساوی حصے اپنے پانچون بیٹون کو دیے جملہ دختر اور بیٹے اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوے - چارون لڑکے جو چھوٹی زوجہ سے تھے بلا اولاد ذکور مرگئے اور اُنکی مان اُنکے حصون پر متصرف ہوئی اور بعد ازان وہ بھی مرگئی - اب اصل مالک کی پہلی زوجہ کے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا اور چھوٹی زوجہ سے ایک بیٹی بقید حیات ہے اس صورت مین منجملہ اُنکے کسکو اُس جائداد کا ورثتاً حق پہونچتا ہے جو اصل مالک کی چھوٹی زوجہ کے چار بیٹون کی ہے اور جو اُنکی مان کو ورثتاً پہونچی تھی -

ج - اگر برہمن نے اپنی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو اپنی اولاد یعنی پہلی زوجہ کے ایک بیٹے اور تین بیٹیون اور دوسری زوجہ کے چار بیٹون اور دو بیٹیون مین تقسیم کردیا ہو اور پانچون بیٹیان اور پانچون بیٹے اپنے اپنے حصہ پر قابض رہے ہون اور چھوٹی زوجہ کے چار بیٹے مرجائین اور وارثون مین سے نواسون تک کوئی وارث نہ چھوڑ مرین تو اُنکی مان مستحق پانے اُنکی جائداد کی ہے - اور مان کی وفات کے بعد اگر بیٹون مذکور کی حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کا بیٹا بقید حیات ہو تو اس صورت مین اُنکے سوتیلے بھائی کے بیٹے کا ورثتاً حق پہونچتا ہے بشرطیکہ اُنکے وارثون مین سے حقیقی بھائی کے بیٹے تک کوئی وارث موجود نہو اور بہن حصہ پانے سے محروم رہتی ہے -

جائداد موروثی کسی عورت کو اپنے بیٹے سے پہونچی ہو عورت مذکور کی وفات کے بعد وہ جائداد بیٹے مذکور کے سوتیلے بھائی کے بیٹے کو ملے گی نہ اُسکی بہن کو -

س ۲ - اگر چھوٹی زوجہ کی دختر کے ایک بیٹا ہو تو اس صورت مین نواسہ اپنے ماموں سے ورثہ پانے کا مستحق ہے یا نہین -

ج ۲ - درصورت موجود ہونے سوتیلے بھائی کے بیٹے کے بہن کے بیٹے کا ترکہ مین کچھ استحقاق نہین ہے -

اور نہ بہن کے بیٹے کو -

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۰ - دسمبر ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۴ - س - ایک بیوہ نے بابت اپنے حصہ شوہری منجملہ جائداد موروثی

اراضی وغیرہ کے اپنے شوہر کے بھتیجون پر نالش دائر کی مگر بھتیجون نے کسی قدر جائداد غیر منقولہ اُسکی وجہ معاش کے واسطے مقرر کرکے باہم تصفیہ کرلیا۔ اسوقت سے وہ اپنی سوت کی دختر کے ساتھ رہا کی دختر مذکور کے ایک بیٹا تھا جو بعد ازان مر گیا بیوہ مذکور کی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کے شوہر نے اُسکی نسبت رسوم کریا کرم ادا کین مگر اُسکی بریبی اُسکے شوہر کے بھتیجون نے کی اس صورت مین اُسکی جائداد جو اُسکے شوہر کی موروثی ہو یا بیوہ کی خاص۔ اور جائداد مذکور جو اُسنے اپنے شوہر کے مال موروثی کے محاصل سے خرید کی ہو یا اپنے سرمایۂ خاص سے اس صورت مین یہ جائداد اُسکے شوہر کے بھتیجون کو پہونچے گی یا اُسکی سوت کی دختر کو۔

ج۔ اگر بیوہ لاولد نے جائداد غیر منقولہ منجملہ جائداد موروثی اپنے شوہر کے بھتیجون سے اپنی وجہ معاش کے لیے ازروے تصفیہ باہم پائی ہو تو اُسکا تعلق حق جائداد مذکور کی نسبت صرف اُسکے حین حیات ہے لہذا اُسکی جائداد باستثناء اُسکے خاص استری دھن کے اُسکے شوہر کے بھتیجے کو پہونچے گی مگر مال جو اُسنے اپنی وجہ معاش سے خرید اہے اور اُسکا زیور۔ اور منافع خارجی اور اور انتفاع اُسکے خاص مال یعنی استری دھن کے داخل ہے لہذا وہ مال اُسکی سوت کی دختر کو پہونچے گا۔

جائداد جو کسی عورت کو اُسکے شوہر سے ورثتاً ملی ہو اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے بھتیجون کو ملیگا اور اُسکا خاص مال یعنی استری دھن اُسکی سوت کی دختر کو پہونچے گا۔

ماخذ وہ عورت کی وجہ معاش اور اُسکا زیور اور منافع خارجی اور اور انتفاع اُسکی ملکیت خاص مین داخل ہے" منو کہتا ہے کہ "عورت کی ملکیت خاص اُسکی غیر منسوبہ لڑکیون اور انکو جنکا بیاہ نہین ہوا ہے پہونچتی ہے"۔

شہر پٹنہ ۲۴ جولائی ۱۸۶۰ء

مقدمہ ۵۔ چار حقیقی بھائی تھے اور وے اپنی جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض رہے اور ایک بعد دوسرے کے اپنے اپنے وارث چھوڑ کر مر گئے۔ چونکہ تیسرے بھائی کے اولاد ذکور نہ تھی لہذا اُسنے دوسرے بھائی کے تین بیٹون مین سے ایک بیٹے کو پسند کرکے بموجب طریقہ معینہ شاستر کے متبنی کیا

اور دوسرے بھائی مذکور کے باقی دو بیٹون مین سے ایک بیٹا ایک پسر چھوڑ مرا اور دوسرا زندہ ہے اور تیسرا بھائی صرف اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا اور چھوٹے بھائی کے چار بیٹے تھے - کل بھائیون کے وارث منجملہ جائداد مذکور اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے -

اب تیسرے بھائی کی بیوہ مرگئی اور اُسکے شوہر کے بڑے بھائی کا متبنی بیٹا اور اُسکے دوسرے بھائی کا بیٹا اور پوتا اور اُسکے چھوٹے بھائی کے چار بیٹے بقید حیات ہین اس صورت مین بیوہ مذکور کی جائداد سے اشخاص مذکورہ بالا کسقدر علیحدہ علیحدہ ترکہ پانے کے مستحق ہین -

فتح - اگر بیوہ اپنے شوہر کی جائداد پر جو منجملہ بھائیون کے تیسرا بھائی تھا وارث ہوکر مرجاے اور اپنے شوہر کے بھائیون کے پانچ بیٹے اور ایک متبنی اور ایک پوتا چھوڑ مرے تو بموجب آئین منو جسکا درجہ واضعان قانون مین اول ہے اور اور عالمون کے مطابق بارہ قسم کے انسان کے بیٹون مین سے متبنی بیٹا اول چھ قسم کے بیٹون مین جو قرابتاً وارث ہوتے ہین داخل ہے اور بموجب شاستر متشبہ ان عالم کے متبنی ثلث حصہ پانے کا مستحق ہے پس تیسرے بھائی کے بیوہ کی جائداد کے گیارہ حصے کرنے چاہیین منجملہ اُنکے دس حصے اُسکے شوہر کے بھائیون کے پانچ بیٹون مین تقسیم ہونگے یعنی ہر ایک کو دو دو حصے ملینگے اور باقی ایک حصہ متبنی کو پہونچے گا یہ امر بموجب آئین منو اور آئین مندرجہ اودھوتو اور دایے کرم سنگرہ اور بیادار نوستو اور دایے تتو اور دت تک چندریکا اور دت تک مما نسا اور شرح دایے بھاگ اور اور کتب شاستر کے ہے -

ماخذ - قول منو - منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوا ہے اُسنے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین اُنمین سے چھ قرابتی اور وارث ہین - اور چھ قرابتی ہین اور وارث نہین الا صرف اپنے باپ کی جائداد کے - تفصیل اُنکی یہ ہے بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو - بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے

اگر بیوہ کی اُس جائداد کی بابت جو اُسکے شوہر کی وفات کے بعد ملی تھی اشخاص مفصلہ ذیل موجود ہون یعنی اُسکے شوہر کے بھائی کا بیٹا اور پوتا اور ایک اور بھائی کا متبنی بیٹا اور تیسرے بھائی کے چار بیٹے تو جائداد مذکور کے گیارہ حصے کیے جاینگے منجملہ اُنکے ایک حصہ متبنی کو ملے گا اور دو بھائیون کے پانچ بیٹون کو دو دو حصے پہونچینگے پوتے کا حق کچھ نہین ہے

بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو۔ متبنی بیٹا
بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسے اُسکے والدین نے
ترک کر دیا ہو یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہین" برہسپتی کا قول او دھو تو مین منقول
ہے وہ یہ ہے کہ "واضعان قانون مین منو کا اول درجہ ہے اسواسطے کہ اُنھون نے
تمام مطالب بید کے اپنے مجموعہ مین ادا کر دیے ہین کوئی مجموعہ جو اُنکے اقوال مشتہرہ کو منسوخ
کرے پسند خاطر عوام نہین ہے"۔

دا ے کرم سنگرہ مین مقولۂ ذیل مندرج ہے "جائداد جو باہم صحیح النسب اور متبنے
بیٹون کے تقسیم کیجائے منجملہ اُسکے دو حصے صحیح النسب بیٹے کے ہوتے ہین اور ایک
حصہ متبنی بیٹے کا بشرطیکہ وہ اپنے باپ کا ہمقوم ہو"۔

بیاد آرنوستو مین بھی یہی مسئلہ لکھا ہے۔

بیان مرقومۂ بالا کے ساتھ مصنف دا ے تتو کا بھی اتفاق ہے چنانچہ وہ
کہتا ہے کہ "باستثنا صلبی بیٹے کے ان بارہ بیٹون مین سے جو بیٹا متبنی کرنے والے
باپ کا ہمقوم ہو وہ درصورت موجود ہونے صلبی بیٹے کے باپ کی جائداد سے
ثلث حصہ پائے گا"۔

"اگر دوسرے شخص کا دیا ہوا بیٹا صفات حمیدہ رکھتا ہو اور بحالت موجودگی اُسکے
کسی زمانہ مین پسر صلبی پیدا ہو تو یہ دونون بیٹے باپ کا کل ترکہ بحصص مساوی
پائینگے۔ چونکہ صفات حمیدہ کے واسطے اصل سنسکرت مین اس محل پر لفظ نرگنا واقع ہوا ہے لہٰذا تاویل اُسکی اسطور پر کرنی چاہیے کہ دیا ہوا بیٹا صفات حمیدہ
رکھتا ہو اور صلبی اُنسے معرا ہو"۔

"جس کسی کو بموجب قاعدۂ مرقومۂ مابعد کے کسی نے بیٹا دیا ہو اور وہ بیٹا
ہر طرح کی صفت رکھتا ہو تو اُسکو ترکہ ملے گا گو وہ خاندان غیر سے لیا گیا ہو"۔

"ہر طرح کی صفت رکھتا ہو" یعنی بلحاظ قوم و علم اور تعمیل فرائض کے لیق ہو یہ مسئلہ
دت تا چندریکا مین مندرج ہے دا ے بھاگ کی شرح اور دا ے کرم سنگرہ

اور بیا دآر نوستو اور اور دھرم شاستر کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف درصورت نہونے بھتیجے کے پوتا مستحق وراثت ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ۔

مقدمہ ۶ – س امنجملہ پانچ حقیقی بھائیون کے بڑا بھائی بعد تقسیم کُل جائداد کے اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ بالاتفاق رہا اور لاولد مرگیا اس صورت مین بڑے بھائی متوفی کی جائداد صرف اُس بھائی کے بیٹے کو جسکے شامل وہ رہتا تھا پہونچتی ہے یا جملہ بھائیون کے بیٹون کو۔

دوبارہ شریک ہوجانے والے بھائی کا بیٹا بمحرومی اُن بھائیون کے جو متفق نہین ہین وارث ہوتا ہے۔

ف ج ۱ – اگر منجملہ بھائیون کے جو علیحدہ ہوگئے ہون دو بھائی بباعث آپس کی محبت کے بالاتفاق رہین اور باہم کھانے اور رہنے مین دوبارہ شریک ہوجائین اور اور ایسے متفق بھائیون مین سے ایک بھائی بغیر چھوڑنے کسی قریب وارث مثلاً بیٹے وغیرہ کے مرجائے تو اُسکی جائداد صرف اُسکے اُس بھائی کو ملے گی جو دوبارہ شریک ہوگیا ہے اور اُسکی وفات کے بعد صرف اُسکا بیٹا مستحق وراثت ہے۔ اُن بھائیون کے بیٹون کا جو متفق نہین ہین کچھ حق نہین ہے۔

ماخذ۔ جاگیلک کا قول دایے بھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ منقول ہے کہ "اگر ایک بھائی بعد علیحدگی کے دوسرے بھائی کے ساتھ پھر شامل ہوجاے تو اُسکو دوسرے بھائی کی وفات کے بعد اُسکا حصہ پہونچے گا اور اگر بعد اُسکے متوفی کے بیٹا پیدا ہو تو وہ حصہ مذکور اُسے حوالہ کردے گا" پھر شامل ہوجانے کے معنی برہسپتی نے یہ بیان کیے ہین کہ "جو شخص ایک مرتبہ علیحدہ ہوکر پھر بباعث محبت کے اپنے باپ یا بھائی یا چچا کے ساتھ رہے تو یہ صورت دوبارہ شامل ہونے کی ہے۔

س ۲ – اگر پانچون بھائی علیحدہ ہوکر جدا رہین اور منجملہ اُنکے ایک بھائی بلا اولاد ذکور مرجائے تو اُس صورت مین اُسکی جائداد کسکو پہونچے گی۔

ماں کے بعد بھائی کو ورثہ پہونچتا ہے۔

ف ج ۲ – وارثون مین سے اگر کوئی وارث ماں تک نہو تو جملہ حقیقی بھائی ورثہ پانے کے برابر مستحق ہین۔ دایے بھاگ وغیرہ مین حوالہ اس قول کا مندرج ہے۔

ماخذ دیول "بعد ازان حقیقی بھائیون کو اُس بھائی کا ترکہ جو لاولد مر جائے تقسیم کر لینا چاہیے"۔ جاگیلاگ "مگر حقیقی بھائی اس طور پر اپنے حقیقی بھائی کے حصہ پر متصرف رہیگا یا حوالہ کر دیگا"۔ منو "جو شخص بیٹا نہ چھوڑ مرے اسکا ورثہ اُسکے باپ کو پہونچیگا یا بھائیون کو"۔

ضلع ہوگلی - ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۲۰ع -

مقدمہ ۷ - چار حقیقی بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور بطور کنبہ مشترکہ کے اپنے موروثی اور مکسوبہ جائداد کے محاصل سے متمتع ہوتے تھے اور قبل تقسیم ہونے جائداد مذکور کے دو بھائی انمین سے اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گئے بعد اُنکی وفات کے باقی دو بھائیون نے تقسیم جائداد کیلیے اپنی رضا و رغبت سے ایک پنچ مقرر کیا چنانچہ پنچ نے یہ فیصلہ کیا کہ جائداد کے چار حصے کرنے چاہیین منجملہ اُنکے دو حصے اُنکے دونون بھائی لین اور دو حصے بیوون کو ملین اور بیوون کے حصون کا انصرام اُنکے شوہرون کے بھائیون کے سپرد ہو اور اُنسے وے حین حیات اپنے ترکہ کا محاصل پاتی رہین فریقین نے اس امر کو قبول کیا اور تھوڑے عرصہ تک اُسکے مطابق کاربند رہے بعد ازان ایک بھائی اور مر گیا اور زوجہ اور دو نابالغ بیٹے چھوڑ مرا بعد ازان منجملہ بیوون کے وہ بیوہ جسکے شوہر کا حصہ اُسکے شوہر کے بھائی کے جو اب فوت ہوا سپرد تھا مر گئی اور بالآخر وہ بھائی بھی جو زندہ تھا چند بیٹے چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین جو اشخاص کہ اب بقید حیات ہین اُنمین سے کون مستحق پانے بیوہ متوفی کی اُس جائداد کا ہے جو اُسے وراثتاً اپنے شوہر سے ملی تھی -

فتح - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کا حصہ یعنی جائداد کا ایک ربع جو پنچ کی تجویز سے بیوہ کو ملا تھا اُسکے شوہر کے اُس بھائی کو ملنا چاہیے جو بقید حیات ہو اور اُسکی وفات کے بعد حصہ مذکور اُسکے بیٹون کو پہونچیگا - اور اشخاص موجودہ ترکہ پانے سے محروم رہینگے -

بیوہ کی وفات کے بعد سب کی جائداد جسکی شوہر کے اس بھائی کے بیٹونکو ملیگی جو بیوہ کی وفات کے وقت زندہ تھا اور اسکے شوہر کے ان بھائیون کے بیٹونکو نہ ملیگی جو قبل وفات بیوہ کے مر گئے -

ماخذ جاگیلاگ "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور

اُنکے بیٹے" یہ مقولہ بموجب دا ئے بھاگ وغیرہ کے ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۶ مئی ۱۸۶۹ء -

مقدمہ ۸ - یس - سندر اور پیارے اور جواہر تین بھائی تھے اُنھون نے اپنی جائداد اراضی وغیرہ کو آپس مین تقسیم کرلیا اور بطور کنبہ جداگانہ کے علیحدہ رہنے لگے پیارے کے تین بیٹے موتی اور ہیرا اور پنا تھے منجملہ اُنکے بڑا بیٹا موتی مرگیا اُسکے ایک متبنیٰ بیٹا ہے چھوٹا بیٹا پنا بھی فوت ہوا اور اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث زوجہ تک نہین ہے اور دوسرا بیٹا ہیرا ایک زوجہ چھوڑ مرا زوجہ مذکور اپنے شوہر کی جائداد پر متصرف رہی اور بعد ازان مرگئی اب موتی کا متبنیٰ بیٹا اور سندر کا پوتا اور جواہر کے کئی بیٹے زندہ ہین اور ہیرا کے بیوہ کی جائداد کا دعوے کرتے ہین اس صورت مین منجملہ ان دعویدارون کے کسکو حق وراثت پہونچتا ہے -

بمقابلہ بھائی کے متبنے بیٹے کے چچا کے بیٹے اور پوتے کا حق جاتا رہتا ہے۔

ج - صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کے شوہر کے حقیقی بھائی کا متبنیٰ بیٹا بلا اشتراک غیرے اسوجہ سے مستحق پانے ورثہ کا ہے کہ وہ بیوہ کے شوہر کی مان اور باپ اور دادا کی ارواح کو پنڈ و پانی دینے سے فائدہ پہونچاتا ہے اور اُسکے شوہر کے دو چچاؤن کے بیٹون اور پوتے کا حق بمقابلہ پسر متبنیٰ اُسکے شوہر کے حقیقی بھائی کے جاتا رہتا ہے -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۱۰ دسمبر ۱۸۵۸ء -

بھولاناتھ سرما بنام راج چندر سرما -

مقدمہ ۹ - س - ایک شخص جو اپنے دو بھتیجون کے ساتھ بالاشتراک رہتا تھا اُنسے جدا ہوگیا اور اُسنے جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تقسیم کرائی اور اُسوقت سے وہ اپنے خاص بیٹے کے ساتھ رہا بیٹا کچھ جائداد مکسوبہ حاصل کرکے مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا زوجہ کی رضامندی سے بموجب منجملہ بھتیجون کے ایک نے اُسکے شوہر متوفی کی رسوم کریاکرم وغیرہ ادا کین بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور اُسکی رسوم کریاکرم بھی بھتیجون مین سے ایک بھتیجے نے اُسی طور پر ادا کین جیسا کہ اُسکے بیٹے کے واسطے

کی تھیبن معلوم ہوتا ہے کہ جائداد متنازعہ دونون باپ اور بیٹے کی مکسوبہ ہے - دونون بھتیجے جو علیحدہ رہتے ہین اور بیٹے کی بیوہ بقید حیات ہے اس صورت مین ان شخصان موجودہ مین سے کون مستحق وراثت ہے -

بمقابلہ بھتیجون کے باوجود علیحدہ رہنے اُسکے پسر متوفی کی بیوہ کو حق وراثت نہین پہونچتا -

ج - وارثون مین سے کوئی وارث بھائی تک نہونے کی صورت مین بھتیجے وارث ہونگے اور پسر متوفی کی بیوہ کا اصل کچھ حق نہین ہے اور چونکہ بیٹا باپ کے سامنے فوت ہوا ہے لہذا بھتیجے اُسکے وارث ہونگے - اگر کوئی شخص وارثون مین سے پر پوتے تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکی زوجہ اُسکی کل جائداد اراضی یا مال منقولہ کی مالک ہوگی - لہذا بیٹے کی جائداد مکسوبہ اُسکی بیوہ کو پہونچے گی نہ وہ جائداد جو اُسکے شوہر کے باپ کی ہے اور جو اُسکے شوہر کی وفات کے بعد فوت ہوا ہے -

۱۸ - مئی ۱۸۶۶ء -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص کے تین بیٹے تھے سندر اور پیارے اور جواہر انھون نے اپنی موروثی جائداد کو آپس مین تقسیم کرلیا اور وے اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوے - سندر بڑا بیٹا تین بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک لاوارث مرگیا دوسرا بیٹا پیارے بھی ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور چھوٹا بیٹا جواہر ایک دختر اور دو نواسے چھوڑ مرا پیارے کی بیوہ نے جو اپنے شوہر کے حصے پر قابض ہوئی تھی ایک دختر چھوڑ کر وفات پائی دختر بھی بعد ازان ایک دختر چھوڑ کر مرگئی - اس صورت مین پیارے کی جائداد اُسکی دختر کی دختر کو پہونچے گی یا اُسکے بھائی کے بیٹون کو -

بمقابلہ بھتیجون کے دختر کی بیٹی کا حق نہین پہونچتا -

ج - صورت مذکورۂ بالا مین دوسرے بیٹے پیارے کی وفات کے بعد اُسکی جائداد جو اُسے اپنے باپ سے ترکہ مین ملی تھی اُسکی زوجہ کو پہونچنی چاہیے بعد ازان اُسکی دختر کو اور اُسکی وفات کے بعد دختر کے چچا کے بیٹے مستحق وراثت ہین - دختر کی دختر ورثہ پانے سے محروم رہتی ہے - یہ رائے مطابق داے بھاگ اور دیگر کتب دھرم شاستر کے ہے -

ضلع چوبیس پرگنہ ستمبر ۱۸۶۸ء۔

مقدمہ ۱۱-س۔ دو ہندو زمیندار جو حقیقی بھائی تھے اُنمین سے ایک اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گیا اور دوسرے بھائی اور اُسکے بیٹے اور پوتے نے بیوہ مذکورہ کے سامنے وفات پائی۔ مگر دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اور اُسکی ایک لڑکی اور دو نواسے زندہ ہین۔ اس صورت مین پہلے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کو پہونچے گی یا اُسکے شوہر کی خاص بیٹی یا نواسے یا اُن واسطہ دارون کو جو شوہر کی پدری نسل سے چھٹی پشت مین ہین اور اگر پہلے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ بلحاظ طعام اور اور امور کے بالاتفاق رہتی ہون اور اقربا جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہون اور واسطہ اُنکا ساتوین پیڑھی سے بعید ہو تو اس صورت مین دھرم شاستر کا حکم کیا ہے۔

ف دھرم شاستر کی نہایت معتبر کتابون کی رو سے بھائی کے نواسہ کا ورثہ مین کچھ استحقاق نہین ہے۔

فتح۔ دو حقیقی بھائیون مین سے ایک بھائی اگر مر جاوے تو اُسکی جائداد اُسکی زوجہ کو پہونچے گی۔ جبکہ دوسرا بھائی بغیر بیٹے یا پوتے کے مر گیا ہو اور بیٹے کی بیوہ اور اپنی ایک دختر اور دو نواسے چھوڑ مرا ہو تو اس صورت مین بعد وفات اُسکے پہلے بھائی کی بیوہ کے اُسکے بیٹے کی بیوہ کا اور اُسکی دختر اور اُسکے نواسون کو اُسکے پہلے بھائی کی بیوہ کی جائداد پر کچھ حق ورثہ نہین ہے۔ چونکہ بیٹے کی بیوہ اپنے خسر کی جائداد کی وارث نہین ہو سکتی تو بدرجہ اولیٰ اپنے خسر کے بھائی کی جائداد پر کب ہو سکتی ہے جو شخص بغیر اولاد ذکور مر جاوے اُسکے وارثون کی ترتیب مین بھائی کی دختر شمار نہین کی گئی ہے۔ اگرچہ داے کرم سنگرہ کے بعض نسخون مین بھائی کے نواسہ کا استحقاق وراثت لکھا ہوا ہے مگر اکثر نسخون کتاب مذکورہ مین یہ امر بالکل مندرج نہین ہے اور داے بھاگ اور شرح مولفہ سری کشن ترک لنکار اور داے تتو اور اور کتب شاستر مین کوئی قاعدہ نسبت استحقاق وراثت بھائی کے نواسہ کے نہین لکھا ہے اس صورت مین جو اقربا کہ مورث اعلیٰ سے چھٹی پیڑھی مین ہین اول ترکہ پائینگے اور یہ نہون تو ساتوین یا اُس سے بعید پیڑھی کے اقربا بموجب قریب

رشتہ کے وارث ہونگے - دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کا اپنے شوہر کے چچا کی بیوہ کے ساتھ بلحاظ خور و پوش اور اور امور کے شریک رہنا ایسا امر نہین ہے جسکی وجہ سے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کو ورثت مین استحقاق حاصل ہو چنانچہ دایے بھاگ اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ مین کوئی خاص قاعدہ اس باب مین جو جائداد کے منقسم یا غیر منقسم ہونے پر منحصر ہو مندرج نہین ہے - یہ رائے دایے بھاگ اور دایے کرم سنگرہ اور دایے تتو اور کتب شاستر متشتبہ بنگالہ کے مطابق ہے -

ماخذ - ایک شخص جو بلا اولاد ذکور مر جاے اور اسکے بہت سے رشتہ دار یعنے ناتی یا قرابت دار بعید یعنی سکل یا بندھو رشتہ دار ہون تو منجملہ انکے جو واسطہ مین قریب تر ہو وہی اسکی جائداد کا مالک ہوگا" قول برہسپتی منقولہ دایے تتو و دایے کرم سنگرہ - ضلع میمن سنگھ - ۵ - مارچ ١٨٦٩ع -

مقدمہ ١٢١س - دیوکی نندن اور دھرنی دھر اور رام کنت اور کالی پرشاد چار بھائی تھے - دیوکی نندن بیساکھ کے مہینے ١٢٢٢ بنگلہ مین مر گیا اور دو بیٹے چھوڑ مرا ١٢٤٩ بنگلہ مین دھرنی دھر لاولد مر گیا اور اسکی بیوہ سوردھنی نے بھی ١٢٥٨ بنگلہ مین وفات پائی - رام کنت ١٢٦٤ بنگلہ مین فوت ہوا اور اسکی بیوہ جے منی اور دو بیٹے موجود ہین کالی پرشاد نے ١٢٦٧ بنگلہ مین اس جہان سے رحلت کی اور اسکی بیوہ ابتک بقید حیات ہے - بھائیون کے قبضہ مین جائداد ارضی مساوی حصون مین تھی اور فیصلہ پنچان کے بموجب دھرنی دھر اور کالی پرشاد کی بیوہ اپنے اپنے شوہرون کے حصہ جائداد کے محاصل سے حین حیات متمتع ہوتی رہین اور انکی وفات کے بعد انکے حصے باہم دیوکی نندن اور رام کنت اور انکے وارثون کے تقسیم ہو گئے - اس صورت مین بعد وفات سوردھنی بیوہ دھرنی دھر کے کالی پرشاد کی بیوہ مستحق پانے کسی قدر حصہ منجملہ اس محاصل کے جو سوردھنی کو ملتا تھا ہے یا نہین -

بھائی کی بیوہ وارثون کی ترتیب مین نہین ہے

فیصلہ - اگر دھرنی دھر اور کالی پرشاد کی بیوہ اپنے اپنے شوہرون کے حصہ جائداد کے محاصل سے حین حیات متمتع ہوتی رہین تو دھرنی دھر کی بیوہ کی وفات کے بعد

کالی پرشاد کی بیوہ مستحق اس امر کی نہین ہے کہ منجملہ محاصل متعلقہ سوردھنی کے اُسے کچھ حصہ ملے کیونکہ شاستر مین کہین بھائی کی بیوہ کو اُس شخص کے وارثون مین سے جو بلا اولاد ذکور مر جاے نہین قرار دیا ہے۔ [1]

صدر دیوانی عدالت - ۱۱ - اگست ۱۸۲۲ء

مسماۃ جے منی دیبی بنام رام جاے چودھری -

مقدمہ ۱۳ - منجملہ چار بھائیون کے جو بالاشتراک ایک جائداد پر ورثتاً قابض ہوے بڑا بھائی ایک زوجہ اور ایک نواسہ چھوڑ کر مر گیا نواسہ کی نان مر گئی تھی اور دوسرا بھائی ایک بیٹا چھوڑ مرا اور چھوٹا یعنی چوتھا بھائی مرض جذام یا اور کوئی اسی قسم کی بیماری مین مبتلا ہو کر نا کتخدا فوت ہوا - اب چار شخص یعنی بڑے بھائی کی بیوہ اور نواسہ اور دوسرے بھائی کا بیٹا اور تیسرا بھائی زندہ ہین اور وراثت کا دعوے کرتے ہین اس صورت مین جائداد اُن دعویداروں سے باہم کیونکر تقسیم ہونی چاہیے

ج - صورت مذکورۂ بالا مین بڑے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کا بیٹا اور تیسرا بھائی برابر مستحق وراثت ہین یعنی منجملہ اُنکے جائداد مین ہر ایک مستحق پانے ایک ثلث کا ہے - بڑے بھائی کے نواسہ کا درصورت موجود ہونے اُسکی نانی کے ترکہ مین کچھ حق نہین پہونچتا - [2]

ف

جائداد مشترکہ کی بابت اگر ایک بیوہ اور ایک بیٹا اور ایک بھائی دعویدار وراثت ہوں تو جائداد مین سے ہر ایک کو ایک ایک ثلث تینون کو ملے گا -

[1] دھرنی دھر کی بیوہ مسماۃ سوردھنی کے قبضہ مین جو جائداد تھی وہ صرف دیوکی نندن کو پہونچے گی اور بمقابلہ اسکے رام کنت اور کالی پرشاد کے وارثون کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ اشخاص ملتے ہم اُنکو ترکہ ملا تھا قبل وفات دھرنی دھر کی بیوہ کے مر گئے -

[2] اگر چوتھا بھائی کسی عارضہ جسمانی مثلاً جذام وغیرہ مین جو مانع ارث ہو باپ کی وفات کے وقت مبتلا نہو تو اُسے اپنے بھائیون کے ساتھ مساوی حصہ ملنا چاہیے کیونکہ اُسکو استحقاق وراثت فوراً بعد وفات باپ کے حاصل ہوا اور جو استحقاق کہ اولاد ذکور کو ایک مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے وہ کسی ایسی عدم قابلیت کی وجہ سے جو بعد ازان عارض ہو زائل نہین ہوگا لہذا چوتھے بھائی کا بعد ازان بیمار ہونا اُسکے مانع ارث نہین ہو سکتا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ یعنی جائداد موروثی کا ایک ربع اُسکے تیسرے

ضلع جنگل محال - ۲۲ - مئی ۱۸۶۱ء۔

مقدمہ ۱۴ - س - ایک برہمن نے اپنے حقیقی بھائی سے جائداد اراضی اور مال مشترکہ کی تقسیم کرالی اور علیحدہ رہنے لگا اور ایک نابالغ بیٹا اور ایک غیر منکوحہ دختر اور ایک زوجہ اور بھائی مذکورہ بالا کے بیٹے چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اسکا بیٹا فوت ہوا اور اسکے بعد اسکی زوجہ بھی مر گئی اب اسکی دختر جسکے اولاد ذکور پیدا ہونے کا امکان ہے اپنے باپ کے ترکہ کا دعوی کرتی ہے - اس صورت مین یہ دختر مستحق وراثت ہے یا متوفی کے بھائی کے بیٹے۔

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ مالک کی وفات کے بعد اسکی جائداد اسکے بیٹے کو وراثتاً پہونچی جسکی روح کو وہ پنڈ و پانی دینے سے فائدہ نہین پہونچا سکتی - بھائی کے بیٹے مستحق وراثت ہین کیونکہ وے ان دو مورثون کو پنڈ و پانی دے سکتے ہین جنکو اصل مالک پر دینا فرض تھا۔

ہمشیر کا حق بمقابلہ بھائی کے بیٹون کے جاتا رہتا ہے۔

ضلع بردوان - ۲ - دسمبر ۱۸۶۱ء۔

انپورن دیبی بنام گنگا ہری سری منی وغیرہ۔

مقدمہ ۱۵ - س - ایک برہمن پانچ بیٹے چھوڑ کر مر گیا منجملہ انکے دو لاولد مر گئے چوتھے بھائی کے ایک بیٹا تھا جو اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اور انکے پس ماندون مین ایک بیوہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی تھی پانچوین نے لاولد وفات پائی اور تیسرے بھائی نے چار بیٹے چھوڑ کر رحلت کی منجملہ انکے بڑا بیٹا لاولد مر گیا اور دوسرا اور تیسرا ایک ایک بیٹا چھوڑ مرا - چوتھے بھائی کی پوتی کا بیاہ ہو گیا اور اسکے اولاد ذکور موجود ہے - اس صورت مین چوتھے بھائی کی وفات کے بعد منجملہ ان اشخاص کے جو بقید حیات ہین کون وراثتاً

---

۲ بھائی کو جو زندہ تھا پہونچنا چاہیے تھا اسکے بڑے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے کا اس سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ بھائی کے مقابل مین انکا کچھ حق نہین ہے - لیکن اس مقدمہ مین واضح ہوگا کہ دوسرے بھائی کے بیٹے نے بھتیجے کے طور پر ترکہ نہین پایا ہے بلکہ بذریعہ وراثت اپنے باپ کے - اس مقدمہ مین چچا کی جائداد پر وارث ہونے کا کچھ تنازع نہ تھا۔

مستحق پانے اُسکی جائداد کا ہے -

بھائی کا بیٹا بمجرومی پسر کی دختر کے بیٹے کے ورثہ پاتا ہے -

نج - معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا وہ ایک زوجہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی چھوڑ مرا غیر منکوحہ لڑکی کا بعد ازان بیاہ ہوگیا اور اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا لیکن جبکہ بھائی کا بیٹا اور پوتی کا بیٹا موجود ہین تو اس صورت مین بھائی کا بیٹا مستحق وراثت ہے اور متوفی پسر کی دختر کے بیٹے کا اپنے پرنانا کے ترکہ پر کوئی دعوی جائز نہین ہے - یہ راے مصنفان داے بھاگ اور اور کتب شاستر کی ہے -

۲۱ - مارچ ۱۸۶۲ع -

فصل چھٹی

ہمشیرہ زادون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے بیٹا بھی اپنی تینون بہنون کے سامنے اِس جہان سے رحلت کرگیا منجملہ تین بہنون کے ایک نے وفات پائی مگر اُسکا بیٹا بقید حیات ہے باقی دو بہنون مین سے ایک کے دو بیٹے موجود ہین اور دوسری لاولد بیوہ ہے اس صورت مین اصل مالک کی جائداد اشخاص مذکورہ بالا مین جو زندہ ہین کس طرح پر تقسیم ہوگی - اشخاص موجودہ مین سے کسی کو منجملہ جائداد کے ایک حصہ جو اُسکے حصہ سے زیادہ ہو ہبہ یا بیع کرنے کا اختیار ہے یا نہین -

بھانجے درصورت نہونے برادرزادون کے وارث جائز ہین -

نج - باپ کی وفات کے بعد اُسکی کل جائداد اُسکے بیٹے کو مرث ہو پہنچے گی بہقابلہ اُسکے بہنون کا حق نہین ہے اگر بیٹا مرجاے اور وارثون مین سے کوئی وارث برادرزادہ کے بیٹے تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکے بھانجے مساوی طور پر ترکہ پانے کے مستحق ہین بہنون کو بھائیون کی جائداد پر وارث ہونے کا کچھ حق نہین ہے ہر ایک بھانجے کو منجملہ جائداد مذکور کے اپنے حصہ کے ہبہ یا بیع کرنے کا اختیار ہے بہنین

کبھی جائداد کو کسی طور پر منتقل کرنے کی مجاز نہین ہین یہ راے دا اے بھاگ اور دا اے تتو اور منو اور اور عالمون کے بموجب ہے۔

گوتم "وہ عالمان واجب التعظیم کی ہدایت کے بموجب جائداد پر قبضہ ولادت کی روسے پہونچتا ہے"۔ "وہ بیٹے کا حق باپ کی جائداد پر درصورت زائل ہونے حق ملکیت باپ کے قائم ہوتا ہے اور بیٹا اپنی ولادت اور ایسی حقیت کی روسے اپنے باپ کی جائداد پانے کا مجاز ہے"۔ یہ مسئلہ دا اے تتو کا ہے۔

مسئلہ ذیل دا اے بھاگ مین مندرج ہے "وہ باپ کے وارثون مین سے اگر اسکا کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو پہونچتا ہے"۔ منو کہتا ہے کہ "وہ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین نجات کا باعث ہوتا ہے اور بھانجا اور پھپیرا بھائی بھی"۔

بودھاین بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے بیان کرتا ہے "کہ وہ ترکہ کی مستحق نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ مین سے کوئی حواس یا ایک عضو نہووے ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین"۔

فقرۂ مذکورۂ بالا کے معنی یہ ہین کہ عورت ترکہ کی مستحق نہین ہے لیکن اس مسئلہ سے اُن اقوال کی تردید لازم نہین آتی ہے جنکی روسے بیوہ اور خاص عورات مثلاً بیٹی و مان و دادی وارث ہونے کی مستحق ہین۔

منو "وہ شوہر جو بیاہ کے وقت زوجہ کی نسبت اقرار کرتا ہے اُسی اقرار سے اختیار شوہری کی ابتدا ہوتی ہے"۔[1]

ضلع ندیا۔

[1] اس مقدمہ مین اس امر کا بالتصریح بیان نہین ہے کہ بہن جسکے دو بیٹے تھے اُسکے اور بھی اولاد کو پیدا ہونے کا امکان تھا یا کہ آیندہ اُسکے اولاد کا پیدا ہونا ممکن نہ تھا یا کہ وہ بیوہ تھی ح اگر کسی شخص کے بھانجے اس صورت مین جبکہ منجملہ اُنکی بہنو کے ایک کے بھی آیندہ اولاد کا ہونا ممکن ہو شخص مذکور کی جائداد باہم تقسیم کرین اور بعد تقسیم کے ۲

مقدمہ ۲ - ایک نابالغ جو جائداد اراضی موروثی پر وارث ہوا انتقال کر گیا اور ایک سوتیلی ماں اور ایک حقیقی غیر منکوحہ بہن اور تین چچا چھوڑ مرا اسکی وفات کے بعد اسکی بہن کا بیاہ ہوگیا اور اسکے شوہر کی صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوا - اس صورت میں متوفے نابالغ کی جائداد منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کسکو بموجب شاستر متعلقہ بنگالہ کے وراثتاً پہونچتی ہے -

بھانجہ کے مقابلہ مین سوتیلی ماں اور چچاؤن کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے -

فیصلہ - بلحاظ حالات مذکورہ بالا بھانجہ اپنے ماموں کی جائداد پر وارث ہونے کا مستحق ہے کیونکہ وہ اپنے ماموں یعنی نابالغ کے باپ کا نواسہ ہے سوتیلی ماں کو جائداد سے خور و پوش ملنا ضرور ہے چچا مستحق وراثت ہونے کے نہ تھے کیونکہ بہن کے لڑکا پیدا ہونے کا احتمال تھا -

ماخذ - منقولہ داے بھاگ "اگر کسی شخص کے وارثوں مین سے اسکا کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو اسی طرح پہونچے گا جیسا کہ نواسہ کو کیونکہ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبی مین باعث نجات ہوتا ہے" -

"جاگیلاک نے لفظ گوترج بھی لکھا ہے اور غرض اسکی اس تحریر سے یہ ہے کہ بھائی اور چچا بھی بوجہ یک جدی ہونے کے موافق اُس ترتیب کے مستحق وراثت ہونگے جسکے مطابق پنڈ دینے کا طریقہ معین ہے" یہ قول جمتواہن سے منقول ہے -

کتاب مذکورہ بالا مین منو کا قول مرقومہ ذیل بھی مندرج ہے -

"وے جو پیدا ہوے اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور انکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا ایک امر مذموم تصور کیا گیا ہے" -

بیوہار تتو اور اور کتب شاستر مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ "ایک مکان یا اراضی قابل زراعت یا بازار یا کوئی اور جائداد غیر منقولہ جو ایک رشتہ دار یا ایسے قریب وسیلہ دار کے

اگر کسی بہن کے ایک اور بیٹا پیدا ہو تو وہ ترکہ سے مساوی حصہ پائے گا کیونکہ ایسی صورت میں ایک بھانجا جو بعد تقسیم جائداد پیدا ہو اُسکی نسبت وارث ہونے کے لیے حکم ہے چنانچہ جاگیلاک کا قول ہے کہ "جب بیٹے علٰحدہ ہوگئے ہون اور بعد اسکے ایک اور بیٹا ہمقوم عورت کے بطن سے پیدا ہو تو اُسکو بھی تقسیم سے حصہ ملیگا اور حصہ اُسکا اُس جائداد سے دلایا جاے جسکا جمع خرچ بیباک ہو گیا ہو

قبضہ مین ہو جو ذکور یا اناث کی نسل سے ہو مگر وہ اُسکی ملکیت نہو تو جائداد مذکور پر مالک جائز کا استحقاق نہ جاتا رہے گا،، [1]

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۳۱ مئی -

مقدمہ ۳ - س - منجملہ دو بھائیون کے بڑے بھائی کے ایک بیٹا تھا جو فوت ہوا مگر اُسکا ایک بیٹا سندر بقید حیات ہے اور دوسرے بھائی کے ایک بیٹا پیارے تھا اور تین بیٹیان جیونی و سکھیا و منی تھین پیارے لاولد مر گیا بیٹیون مین سے جیونی بلا اولاد ذکور اور سکھیا ایک بیٹا موتی چھوڑکر مر گئی اور منی زندہ ہے اور اُسکے ایک بیٹا جواہر ہے اور اشخاص مذکورہ بالا بطور کنبہ جداگانہ کے علیحدہ رہتے تھے اور پیارے اپنی وفات کے وقت اپنے باپ کی جائداد پر قابض تھا - اس صورت مین منجملہ تین اشخاص یعنے سندر اور منی اور موتی کے پیارے کی جائداد کا کون وراثتاً مستحق ہے -

ج - معلوم ہوتا ہے کہ پیارے اپنے وارثون مین سے کوئی وارث بھانجے تک نہ چھوڑ مرا لہٰذا اُسکے باپ کے دو نواسے یعنی موتی و جواہر اُسکی جائداد سے مستحق پانے مساوی حصون کے ہین کسواسطے کہ وے اُسکے باپ کی روح کو پنڈ دینے کے ذریعہ سے فائدہ پہونچا سکتے ہین چونکہ اُسکے بھانجے موجود ہین تو درصورت نہونے اُسکے نواسے کے وے مستحق وراثت ہونگے - پیارے قریب تر واسطہ دار یعنی چچا کا پوتا جو یک جدی ہے مستحق وراثت نہین ہے - پیارے کی بہن منی کا اپنے بھائی کی جائداد پر کچھ حق نہین پہونچتا ہے -

بہنون کو حق وراثت نہین پہونچتا ہے لیکن اُنکے بیٹون کا حق بمقابلہ چچا کے پوتے کے مرجح ہے -

س ۲ - اگر کنبے مین یہ دستور برابر چلا آیا ہے کہ باوجود ہونے دختر اور نواسون کے یکجدی قریب تر واسطہ دار ترکہ پاوے اور کنبے مذکور کا ایک شخص بلا اولاد ذکور مر جائے تو اس صورت مین شاستر کے بموجب اُسکی جائداد اسکے واسطہ دار لو وراثتاً

[1] یہ رائے بموجب دھرم شاستر سمرتی بنگالہ کے صحیح ہے جسکے مطابق پیوستہ طلب کیا گیا تھا لیکن دھرم شاستر سمرتی بنارس مین بھانجے کا وارث ہونا تصریحاً نہین بیان ہوا ہے الا صرف اُس صورت مین جبکہ منجملہ سمندگون کے یعنی نسل ذکور مین چودھوین پیڑھی تک کوئی واسطہ دار نہو -

پہونچیگی یا دختر اور نواسون کو۔

ج ف ۲- اگر یہ ثابت ہوجاے کہ کنبے مین دستور مرقومہ سوال بالا پر برابر چلا آیا اور قدیم ہے تو اس صورت مین پیارے کی جائداد اُسکے واسطہ دار سندر کو بہ محرومی اور وارثون کے ملیگی۔

ف نہ اس صورت مین کہ دستور بالعکس ہو۔

ضلع خنگل محال - ۱۶ - جون ۱۸۶۳ء۔

مقدمہ ۴ - س - دو حقیقی بھائیون نے اپنی موروثی جائداد اراضیات و مکانات اور اور مال منقولہ و غیر منقولہ کو باہم تقسیم کرلیا اور علیحدہ رہ کر اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے۔ بڑے بھائی کے بعد اُسکا اکلوتا بیٹا اُسکا وارث ہوا جو لاولد مر گیا اور ایک سوتیلی بہن اور بہن مذکور کے بیٹے اور حقیقی بہن کا بیٹا اور چچا کا پوتا چھوڑ مرا اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون مستحق ورثہ پانے کا ہے۔

ج ف - بڑے بیٹے کی وفات کے بعد اگر اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو تو اُسکے سب بھانجے [1] اُسکے وارث ہونے کے مساوی مستحق ہین کیونکہ ہر ایک اُنمین سے اُسکے تین مورثون کو جنمین اُسکا باپ بھی شامل ہے بذریعہ پنڈ دینے کے فائدہ پہونچاتا ہے اور بابین سوتیلی اور حقیقی بہنون کے بیٹون کے کچھ فرق نہین ہے۔

ف سوتیلی بہن کا بیٹا حقیقی بہن کے بیٹے کے ساتھ بالاشتراک ورثہ پاتا ہے۔

ضلع خنگل محال - ۲ - اگست ۱۸۶۲ء۔

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص اپنے چچا کا پوتا اور حقیقی بہن کا بیٹا چھوڑ مرا اس صورت مین منجملہ ان دونون حی القائم کے وراثت کا حق کسکو پہونچتا ہے۔

ج ف - صورت مذکورہ بالا مین بھانجہ بلا شرکت احدے مستحق ترکہ پانے کا ہے۔ ماخذ [2] اگر وارثون مین سے کوئی وارث باپ کے پرپوتے تک نہو تو بھانجہ وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک متوفی کے تین مورثون کو پنڈ دیتا ہے جو

ف قانون متعلقہ بنگالہ کے بموجب بھانجے کے مقابلہ مین چچا کے پوتے کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے۔

[1] مالک کی حقیقی اور سوتیلی بہن کے بیٹے ورثہ پانے کے مساوی مستحق ہین - تنبیہ متعلقہ داے بھاگ صفحہ ۲۲۵ معائنہ کرو۔

متوفی کے باپ کو پہونچتا ہے ۔

مقدمہ ۶ س - ایک شخص دو بیٹے اور ایک دختر اور ایک نواسہ چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکا بڑا بیٹا بلا اولاد ذکور مر گیا اور اشخاص مذکورہ بالا اُسکے بعد بقید حیات رہے ازان بعد چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑکر فوت ہوا اور بالآخر چھوٹے بیٹے کی زوجہ اور دختر دونون مرگئین دختر نے اپنا شوہر اور غیر منکوحہ دختر چھوڑی اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون شخص مستحق پانے باپ کی جائداد کا ہے ۔

ج - چھوٹے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اپنے شوہر کی جائداد کی مالک ہے اور اُسکے بعد اُسکی دختر کا ترکہ پر استحقاق پہونچتا ہے دختر کے شوہر اور دختر کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ وے مالک متوفی کو کچھ فائدہ نہین پہونچا سکتے بھانجہ ترکہ پانے کا مستحق ہے ۔

بھانجے کے مقابل مین دختر کی دختر کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے

۲۰ - فروری ۱۸۱۵ع -

جے نرائن مکرجیا پنام رام رتن چٹرجیا -

بنا صاحب ججہ ارعدالت شاہ آباد نے اس سوال کو قرب و جوار کی خاص عدالتون مین اس نظر سے کہ عدالتون کو اور کے پنڈت اپنی رائین لکھین بھیجا تھا ضلع بہار کے پنڈت نے اپنے بوسند مین جاگبلاک کے اس قول کی کہ "زوجہ اور بیٹیان والدین اور بھائی اور اُنکے بیٹے اور واسطہ دار بک جاری در واسطہ دار بعید" الخ - تصریح مین بیان کیا کہ وارثون مین سے کوئی وارث اگر بھتیجے تک نہون تو گوترج یعنی واسطہ دار جو اُسی نسل سے ہے ترکہ پاوے گا اور اگر یہ نہو تو واسطہ دار بعید اور بھانجہ واسطہ دار ان بعید مین تصور کیا جاتا ہے - یہ رائے بموجب دھرم شاستر متمشتیہ متھیلا و بنارس اور اور اضلاع کے ہے - مقامات مذکورہ بالا مین بھانجے کو اُن وارثون کے سلسلے مین جسے جاگبلاک نے ترتیب دیا ہے تصور نہین کرتے ہین - لیکن یہ مسئلہ مروجہ بنگالہ کے خلاف ہے -

صرف عالمان بنگالہ نے بھانجے کے استحقاق کو تسلیم کیا ہے - دھرم شاستر متمشتیہ بنارس اور متھیلا کے بموجب بھانجہ وارث اپنے ماموں کی جائداد کا نہین ہے اور دختر کی دختر کے استحقاق وراثت کو بھی اکثر عالمون نے تسلیم کیا ہے مگر کسی جگہ تعمیل اس مسئلہ کی نہین ہوئی - جلد اول کے باب وراثت کو معائنہ کرو -

مقدمہ ۷ - س - ایک زمیندار ایک بیٹا اور چار بیٹیان چھوڑ کر فوت ہوا اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا کل جائداد موروثی پر قابض ہوا اور بلا اولاد ذکور بہنین چھوڑ کر مر گیا منجملہ اُنکے دو بعد وفات اپنے شوہرون اور اولاد کے مرگئین اور باقی دو بہنون مین سے ایک کے تین بیٹے تھے اور دوسری کے ایک متبنیٰ بیٹا - اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے ہر ایک جائداد مین سے کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے -

ج - صورت مذکورۂ بالا مین شاستر کے بموجب جائداد کے سات حصے کرنے چاہییں منجملہ اُنکے چھ حصے تو ایک بہن کے تینون بیٹون کو ملینگے اور باقی ایک حصہ دوسری بہن کے متبنیٰ کا ہے - [1]

ضلع ہوگلی - ۲۸ - فروری سنہ ۱۸۱۲ع

بنگالہ مین بہن کا متبنیٰ بیٹا دوسری بہن کے تین حقیقی بیٹون کے ساتھ جائداد سے ساتوان حصہ پاتا ہے

مقدمہ ۸ - س - ایک شخص اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ کر مر گیا بعد ازان وہ بھی اپنے شوہر کے دادا کے بھائی کے پوتے اور پرپوتے اور شوہر کے بھانجے کو چھوڑ کر مر گئی اس صورت مین منجملہ ان تین اشخاص کے اُسکی شوہری جائداد پر کسکو ورثہ پانے کا استحقاق پہونچتا ہے -

ج - شاستر کے بموجب بھانجہ مستحق ورثہ کا ہے - دادا کے بھائی کے پوتے اور پرپوتے کا کچھ حق نہین ہے -

ضلع بردوان - ۱۲ - مئی سنہ ۱۸۱۳ع

بھانجے کا استحقاق ورثہ بمقابلہ دادا کے بھائی کی اولاد کے کچھ نہین ہے -

مقدمہ ۹ - س - ایک زمیندار نے واسطے دخل جائداد موروثی عدالت مین نالش دائر کی اور قبل تجویز اخیر وفات پائی اور ایک حقیقی بہن اور بہن مذکور کا ایک بیٹا اور ایک اور بہن کا بیٹا اور ایک جدی چوتھی پیڑھی کا ایک واسطہ دار چھوڑ مرا بعد اُسکی

---

[1] دراصل یہ جواب بالا بموجب شاستر مروجۂ بنگالہ کے صحیح ہے مگر بنارس کے شاستر کے بموجب جائداد کے دس حصے ہونے چاہییں تھے منجملہ اُنکے ایک حصہ متبنیٰ کا حق ہے - بہن کے متبنے بیٹے کے وارث ہونے کی نسبت کوئی صریح حکم نہین ہے مگر اُسکا استحقاق استنباط کی رو سے تسلیم کیا گیا -

وفات کے اُسکے بھانجے نے وارث ہونے کا دعوی کیا اور وہ بھی مین دوران نالش مرگیا اب اصل مالک متوفی کی بہن اور بہن مذکور کے بیٹے کی بیوہ اور ایک اور بہن کا بیٹا اور ایک جدی جوتھی پیڑھی کا ایک واسطہ دار زندہ ہین اس صورت مین اشخاص مذکور مین سے کون مستحق وراثت ہے۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکی دونون بہنون کے بیٹے کل جائداد کے وارث تھے جنکے مقابلہ مین دادا کی اولاد کا واسطہ دار یعنی جو جوتھی پیڑھی مین ایک جدی نسل سے ہے وراثت پانے سے محروم رہیگا۔ دایے بھاگ مین لکھا ہے کہ وہ جو شخص پنڈ و پانی دینے کے ذریعہ سے فائدہ کثیر پہونچا سکے وہی وارث ہونے کا مستحق ہے۔

بھانجے کے مقابلہ مین پردادا کی اولاد کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے۔

جو شخص کہ جوتھی پشت کی اولاد مین ہے وہ بلاشک مالک کے پردادا کو پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہے لیکن اُسکے بھانجے اُسکے تین مورثون کو جنمین اُسکا باپ بھی داخل ہے پنڈ و پانی دینگے اور باپ کے بھی پنڈ و پانی دینے والے پر بڑا لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے درصورت موجود ہونے اُسکے بھانجون کے اُس شخص کا جو اُسکے پردادا کی اولاد مین ہے ترکہ پانے کا کچھ استحقاق نہین ہے۔

قول منو دایے بھاگ مین منقول ہے کہ "تین کو پانی دینا چاہیے اور تین کے نام پر سرادھ کرنا چاہیے۔ جو شخص جوتھی پشت کی اولاد مین ہو وہ ان رسوم کے ادا کرنے کا مجاز ہے مگر پانچوین پشت کی اولاد کے شخص کو انسے کچھ تعلق نہین ہے"۔

لیکن باپ کے وارثون مین سے اگر اُسکا کوئی وارث پرپوتے تک نہو تو ملحوظ ہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو پہونچتا ہے۔ یہ راے جتنواہن کی ہے۔

سری کشن کہتا ہے کہ "وہ بھانجہ ورثہ پاتا ہے گو دادا کا حقیقی بھائی یا کوئی اور ایسا ہی واسطہ دار موجود ہو"۔

پس مالک کی وفات کے بعد اُسکی دونون بہنون کے بیٹے اپنے ماموں کی جائداد کے وارث ہونے کے مستحق ہین اور بھانجون مین سے ایک کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ

اپنے شوہر کے حصہ پانے کی مستحق ہے۔

اس باب مین درہست منو کا قول داے بھاگ مین منقول ہے کہ "وہ کسی لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن اور فرائض دینی کی پابند رہے وہ اپنے شوہر کو پنڈ دیا کی وے گی اور اُسکو شوہر کا کُل حصہ حاصل ہوگا"۔ [۱]

ضلع سیمن سنگھ۔ ۱۸ مئی ۱۸۲۳ع۔

مقدمہ ۱۰۔ س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بھانجہ چھوڑ کر مر گیا بھانجہ زوجہ کے حین حیات فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا اس حالت مین بیوہ کی وفات کے بعد بھانجے کا بیٹا اُسکی جائداد کے ورثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

بہن کا پوتا وارث نہین ہے۔

ج۔ بھانجے کا بیٹا جسکا باپ قبل وفات بیوہ کے مر گیا ہو مستحق ورثت نہین ہے۔

ضلع سلہٹ۔ ۸ مئی ۱۸۱۲ع۔

مقدمہ ۱۱۔ س۔ زید ایک ہندو اپنی زوجہ اور باپ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ جو زید کی مان نہ تھی اور ایک نابالغ لڑکا بکر اور ایک بھانجہ عمرو چھوڑ مرا بعد ازان بکر لاولد مر گیا بکر کی وفات کے بعد بیوہ مسماۃ ہندہ باپ کی جائداد پر قابض ہوئی اور اُسنے ایک وصیت نامہ تحریر کیا جسکے ذریعہ سے کُل جائداد اپنے شوہر کے بھانجے عمرو کے نام لکھدی مگر جائداد مذکور پر موصی الیہ کے قابض کرا دینے کے قبل وہ مر گئی۔ اس صورت مین یہ وصیت بموجب شاستر متمشیہ متھیلا اور بنگالہ کے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔ اور بخلاف اسکے اگر کوئی وصیت نامہ تحریر نہوا ہو تو اس صورت مین جائداد مذکور زید کے باپ کے بھانجے کو ورثتاً پہونچے گی یا اُسکی بیوہ کو۔

بموجب قاعدہ ورثہ متمشیہ بنگالہ کے سوتیلے بھائی کا وارثون کی ترتیب مین چھارہوان درجہ اور بموجب شاستر متمشیہ

ج۔ اگر زید اپنی زوجہ اور باپ چھوڑ کر مر گیا اور بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور اپنی ایک زوجہ مسماۃ ہندہ یعنی زید کی سوتیلی مان اور ایک نابالغ لڑکا بکر اور ایک بھانجہ

[۱] واضح ہو گا کہ مقدمہ ہذا اور اس سے پچھلے مقدمہ مین جواب بموجب دھرم شاستر بنگالہ کے دیا گیا ہے۔

عمر و چھوڑ مرا اور نابالغ بکر لاولد مرگیا اور بعد اسکے باپ کی بیوہ جائداد مذکور پر قابض ہوئی اور اُسکو ایک وصیت نامہ کے ذریعہ سے اپنے شوہر کے بھانجے عمرو کے نام متعلق کر دیا لیکن جائداد مصرحہ وصیت نامہ پر عمرو کے قابض کرا دینے کے قبل مرگئی اس صورت مین بموجب شاستر متمشیہ متھیلا اور بنگالہ کے وصیت جائز اور واجب التعمیل نہین ہے اور وارث جو جائداد مذکور پر مستحق وراثت ہین اُنکی ترتیب یہ ہے - زید جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا اُسکی بیوہ بموجب شاستر متمشیہ متھیلا اور بنگالہ کے اپنے شوہر کی جائداد وراثتاً پانے کی مجاز ہے بشرطیکہ جائداد مذکور منقسمہ ہو اور اوس شوہر کا وراثت سے علیحدہ کر لی گئی ہو -
اگر جائداد وارثون کے قبضہ مین بالاشتراک ہو تو بیوہ بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے اپنے شوہر کے حصہ پر وارث ہوگی لیکن شاستر متمشیہ متھیلا کے مطابق وہ اس امر کی مستحق نہین ہے کس واسطے کہ اُس نواح کے مفسران شاستر نے بیان کیا ہے کا دبیوہ کا استحقاق وراثت سرمایہ مشترکہ کے تقسیم ہو جانے پر منحصر ہے کیونکہ عالمان مذکور کی راے کے بموجب صرف تقسیم سے استحقاق ملکیت منفرداً پیدا ہوتا ہے لہذا منجملہ زید کی جائداد کے جسقدر رکہ بی بھکت یعنی منقسمہ اور اسد ھن یعنی جائداد خاص نہین ہے بموجب شاستر متمشیہ متھیلا بعد وفات زید کے اُسکے باپ کو وراثتاً پہونچے گی اور بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے زید مذکور کا باپ اُسقدر ترکہ پائے گا جسقدر جائداد مشترکہ سے زید کا خاص حصہ نہو گو دونون صورتون مین زید کی بیوہ بقید حیات ہو اور باپ کی وفات کے بعد کُل جائداد جو اُسکو وراثتاً پہونچی ہو اُسکے نابالغ بیٹے بکر کو ملے گی اور لاولد مرجانے کے بعد اُسکے وارث کو پہونچے گی یعنے شاستر متمشیہ متھیلا کے بموجب اگر اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث زوجہ سے گوترج تک نہو تو بھانجہ وارث ہوگا کیونکہ وہ منجملہ بندھوون کے ہے مگر قبل اسکے وہ وارث نہین ہو سکتا لیکن بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے درصورت نہونے وارثون کے زوجہ سے دادا کے پوتے تک بھوپیرا بھائی مستحق وراثت ہے کیونکہ وہ دادا کی دختر کا پسر ہے -

متھیلا اور بنارس کے وہ درصورت موجودگی گوترج کے مستحق ورثہ پانے کا نہین ہے اور گوترج سے مراد تمام ان دم اصلہ داروں سے ہے جو چودھوین پشت تک یک جد ہون مین سے ہون -

یہ رائے بموجب بیاد چنتامنی اورادوکتب شاستر متمثیہ متمیلاک کے ہے اور نیز داے بھاگ اور اون نسخون مروجہ بنگالہ کے۔

ماخذ ۱۔ فقرہ جو مہابھارت سے بیاد چنتامنی اور داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے یہ ہے کہ "عورات کو ترکہ شوہری کے محاصل سے صرف متمتع ہونے کی اجازت ہے کسی صورت مین اُنکو جائداد شوہری کے تلف کرنے کا اختیار نہین ہے۔

۲ "تلف کرنے سے بیع کرنا یا اپنی مرضی کے مطابق منتقل کرنا مراد ہے،،۔ بیاد چنتامنی۔

۳۔ ںشن کا قول بیاد چنتامنی اور کتب شاستر مین منقول ہے "اُس شخص کی جائداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہو تو اُسکی دختر کو اور یہ نہو تو مان کو اور یہ نہو تو باپ کو اور علی ہذا القیاس۔

۴۔ "یہ قاعدہ شوہر کی جائداد منقسمہ سے متعلق ہے"۔ بیاد چنتامنی۔

۵ "اسی واسطے چتندریا کے مقولہ پر لحاظ رکھنا چاہیے جسکی روسے زوجہ اپنے ایسے شوہر کی کُل جائداد جسکے اولاد ذکور نہو وراثتاً پانے کی بلالحاظ اس امر کے مستحق ہے کہ شوہر مذکور شرکا اور نہت سے علیحدہ تھا یا شامل کیونکہ اس قسم کا فرق کہین بیان نہین کیا گیا ہے"۔ داے بھاگ۔

۶۔ "اگر گوترج نہون تو بندھو وارث ہوتے ہین۔ بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین اوّل جو خاص ایک شخص کی ذات سے رشتہ رکھتے ہون دوسرے وے جو اُسکے باپ کے تیسرے وے جو اُسکی مان کے رشتہ مین ہون،، چنانچہ جاگبلک کا قول اس باب مین یہ ہے۔

"حقیقی بھانجے اور حقیقی موسیرے بھائی اور حقیقی ماموں زاد بھائی ذاتی بندھو ہین اور باپ کی پھپی کے بیٹون اور باپ کی خالا کے بیٹون اور باپ کے ماموں کے بیٹون کو اپنے باپ کے بندھو تصور کرنا چاہیے اور مان کی پھپی کے بیٹون اور مان کی خالا کے بیٹون اور مان کے ماموں کے بیٹون کو مان کے بندھوون مین شمار کرنا چاہیے

اسطرح کے وارثون کی ترتیب سے یہان مراد ہے"۔ بیاد چنتامنی۔

۷۔ دا ے بھاگ کا ایک منقولہ یہ ہے کہ "علی ہذا القیاس دادا اور پردادا کی اولاد جسمین نواسہ بھی داخل ہے بلحاظ اُس ترتیب قرابت کے جو پنڈ دینے کے واسطے معین ہے مستحق وراثت ہوگی"۔

۸۔ جائداد غیر منقسمہ کی صورت مین قول سنگھ منقولہ بیاد چنتامنی صادق آتا ہے۔ "دو بھائیون اور بیٹون کی لاولد ازدواج نیک رویہ کے لیے اُنکے رشتہ داران شوہری صرف کھانا اور ایسے پرانے کپڑے جو بوسیدہ نہون دین"۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۸۔ دسمبر ۱۸۲۶ع۔

مسماۃ ہرپیا بی بی بنام بھوانی لال۔

مقدمہ ۱۲ا۔ قوم چھتری کی ایک بیوہ جو اپنے شوہر کی جائداد پر قابض تھی لاولد مرگئی اُسکی جائداد کا صرف ایک شخص یعنی اُسکے شوہر کے ماموں کا بیٹا دعویدار ہے اس صورت مین درحالت نہونے کسی اصلی وارث یا متبنی بیٹے کے شخص مذکورہ بالا بیوہ کی جائداد ورثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین؟

جج۔ اگر لاولد شخص مذکور کی بیوہ جائداد شوہری پر قابض ہونے کی صورت مین مرجاے اور شوہر کے ماموں کا بیٹا چھوڑ مرے اور اُسکے شوہر کے وارثون مین سے اگر کوئی وارث خالازاد بھائی تک نہو تو بموجب وارثون کی ترتیب مندرجہ متاچھرا اور دیگر کتب شاستر مروجہ اضلاع مغربی کے اور اگر وارثون مین سے کوئی وارث ماموں تک نہو تو بموجب سلسلہ وارثون مرقومہ دا ے کرم سنگرہ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار اور بیاد آرنو ستو اور بیاد بھنگار نو کتب مروجہ بنگالہ کے اور اگر وارثون مین سے کوئی وارث خالازاد بھائی تک نہو تو وارثون کی ترتیب مرقومہ سری کرشن ترک لنکار کے بموجب جو اُنھون نے دا ے بھاگ کی شرح مین لکھی ہے بیوہ متوفی کی کل جائداد بشرطیکہ نہونے اُسکے متبنے بیٹے کے اُسکے شوہر کے ماموں بیٹے کو پہنچے گی کیونکہ وہ اتم بندھو یعنی اُسکے ذاتی بندھو رشتہ دارون مین شمار کیا جاتا ہے۔ یہ راے بموجب متاچھرا اور اور کتب شاستر مروجہ اضلاع مغربی کے ہے اور نیز دا ے بھاگ اور اُسکی شرح مصنفہ

ب متاچھرا اور شرح دا ے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار کے بموجب ماموں زاد بھائی خالازاد بھائی کے بعد وارث ہے دا ے کرم سنگرہ اور اور کتب مروجہ بنگالہ کے بموجب داماد ماموں کے بعد ورثہ پاتا ہے۔

سری کرشن ترک لنکار اور دا سے کرم سنگرہ اور بیادگار نوستو اور بیادبھنگار نو دیگر کتب دھرم شاستر شمبہ بنگالہ کے مطابق ہے۔

ماخذ ا۔ کتب مرقومہ بالا مین یہ قول جاگیاک منقول ہے "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" الخ۔

۲۔ "اگر گوترج نہون تو بندھو وارث ہوتے ہین۔ بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین اول جو خاص ایک شخص کی ذات سے رشتہ رکھتے ہون دوسرے وے جو اُسکے باپ کے اور تیسرے وے جو اُنکی مان کے رشتہ مین ہون چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے یہ امر ظاہر ہے "بھانجے اور حقیقی پھوپیرے بھائی اور حقیقی ماموں زاد بھائی اپنے ذاتی بندھو ہین۔ اور باپ کی چچی کے بیٹون اور باپ کی خالا کے بیٹون اور باپ کے ماموں کے بیٹون کو اپنے باپ کا بندھو تصور کرنا چاہیے۔ اور مان کی چچی کے بیٹون اور مان کی خالا کے بیٹون اور مان کے ماموں کے بیٹون کو مان کے بندھون مین شمار کرنا چاہیے" اس صورت مین قربت کی وجہ سے متوفی کے بندھو اول اُسکے وارث ہونے کے مستحق ہین یہ نہون تو اُسکے باپ کے بندھو اور یہ نہون تو مان کے بندھو واضح رہے کہ یہان مراد اسی قسم کے سلسلۂ وراثت سے ہے جو اوپر مذکور ہوا" متاچھرا۔

۳۔ نانا نہو تو ماموں اور یہ نہو تو ماموں کا بیٹا یہ نہو تو اُسکا پوتا۔ اگر ماموں کا پوتا نہو تو خالا کا بیٹا وارث ہوتا ہے۔

۴۔ استحقاق وراثت ماموں اور اُن لوگون کو جنکو متوفی کے پنڈ و پانی دینا واجب ہے پہونچتا ہے اگر یہ نہون تو ورثہ مالک کی خالا کے بیٹے کو ملتا ہے اور یہ نہو تو ماموں کے بیٹے اور پوتے کو بہ ترتیب شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار۔

۵۔ اگر دادا کی نسل سے کوئی وارث نواسہ تک ایسا نہو جسکا پنڈ و پانی دینا متوفی کو بھی پہونچے تو اس صورت مین بلحاظ پنڈ دینے کی قربت کے ماموں کو ورثہ پہونچیگا

کیونکہ وہ نانا اور اُن لوگون کو پنڈ و پانی دیتا ہے جنکو متوفی پر دینا واجب تھا۔ جاگبلک نے لفظ بندہو لکھا ہے۔ سلہ

صدر دیوانی عدالت۔ ۳۰ مئی ۱۸۲۶ء۔

مسماۃ منوبی بی بنام گوکل چند۔

مقدمہ ۱۳۔ س۔ ایک شخص نا کتخدا جسکو کسی قدر جائداد غیر منقولہ اپنے باپ و دادا سے ورثتاً ملی تھی ایک بالغ ہمشیر جسکا شوہر حیات ہے اور ایک دادی اور چند چچا چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین منجملہ اشخاص مذکور الصدر کے کون شخص مستحق ورثت ہے۔

ج۔ اگر ایک شخص جسکے قبضہ مین کچھ غیر منقولہ جائداد موروثی ہو مر جائے اور ایک ہمشیر نابالغ یا بالغ جسکا شوہر زندہ یا مر گیا ہو چھوڑ مرے تو وہ ترکہ مذکور نہین پا سکتی مگر بیٹے اُسکے شاستر کے بموجب ورثہ پا سکتے ہین لیکن سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمشیر کی اولاد ذکور نہین ہے لہذا دادی ورثہ پانے کی مستحق ہے اور اگر وہ قبل اشخاص متذکرہ سوال مرقومہ بالا مر گئی ہو تو اس صورت مین استحقاق ورثت چچاؤن کا پہونچتا ہے۔ یہ راے مطابق داے بھاگ اور اُسکی شرح اور داے کرم سنگرہ اور ویواد بھنگارنو اور اور کتب کے ہے۔

لاولد بہن اور دادی و چچا دعویدار ورثت ہین تو منجملہ اُنکے دادی وارث ہے۔

ماخذ۔ داے بھاگ ۔۔ واضح ہو کہ اگر باپ کے وارثون مین سے کوئی وارث پرپوتے تک نہو تو استحقاق ورثت بھانجے کو پہونچتا ہے"۔

داے بھاگ کی شرح مین یہ لکھا ہے کہ وہ بہن ورثت سے بدین وجہ محروم رکھی گئی ہے کہ سرادہ کے اوقات معینہ مین وہ عورت ہونے کے سبب سے

سلہ سری کرشن ترک لنکار کے باعث سے اس باب مین اختلاف راے واقع ہوا ہے سری کرشن مصنف داے بھاگ کے بموجب ماموں کا بیٹا خالا کے بیٹے کے بعد وارث ہوتا ہے یعنی سلسلۂ ورثہ کی ترتیب مین اُسکا درجہ تینتیسوان ہے بالعکس اسکے سری کرشن مصنف داے کرم سنگرہ کے مطابق ماموں کے بعد ماموں کا بیٹا وارث ہوتا ہے یعنی سلسلۂ ورثہ کی ترتیب مین اُسکا درجہ تیسوان ہے اور یہی قول نہایت پسندیدہ ہے۔

پنڈ و پانی دینے کی مجاز نہین ہے اگر کوئی نہو تو باپ کا حقیقی بھائی وارث ہوتا ہے۔ دا اسے کرم سنگرہ ”اگر بھائی کے پوتے نہون تو بھانجون کو ورثت کا استحقاق پہونچتا ہے۔ دادا نہو تو دادی وارث ہوتی ہے اور یہ نہو تو چچا“۔

یہی راے مصنفان بھا دھینگا ر نواور بھا دا ر تو ستو کی بھی ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ ۲۰ جنوری ۱۸۷۲ء۔

مقدمہ ۲۸ ایس - ایک شخص مرگیا اور دادی اور دو چچا اور ایک حقیقی بہن چھوڑ مرا بہن کی عمر قریب پچیس برس کے ہے اور اُسکے شوہر کی عمر قریب ۲۵ - برس کے جس سے اُسکی دو بیٹیان ہین ایک پانچ برس کی اور دوسری تین برس کی اور احتمال ہے کہ اُسکے اولاد ذکور بھی پیدا ہو اس صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کون مستحق ورثہ پانے جائداد متوفی کا ہے - اگر بہن کے اولاد ذکور پیدا ہونے کے احتمال سے اور دعویدار ریاست پر وارث نہو سکتے ہون تو اس صورت مین جائداد کا اہتمام اس عرصہ کے لیے چچاؤن کے سپرد ہو یا بہن کے - اور بالفرض بہن کے اولاد ذکور نہو اور آئندہ بھی اُسکے ایسی اولاد کا پیدا ہونا ممکن نہو تو اس صورت مین مستحق ورثت کون ہے۔

ف
اگر دادی نہو تو چچا وارث ہوتے ہین لیکن اگر بعد ازان حقیقی بہن کے اولاد ذکور پیدا ہو تو اُنسے چچاؤن کا حق ملکیت ساقط ہو جاتا ہے۔

جواب - اگر متوفی اپنی دادی اور دو چچا اور ایک بہن جسکے اولاد ذکور ہونے کا احتمال ہے چھوڑ مرا ہو تو دادی کی وفات کے بعد چچا جو متوفی کے دادا اور پردادا کو پنڈ دینے کے ذریعہ سے متوفی کو فائدہ پہونچا سکتے ہین اُسکی جائداد کے وارث ہونگے اور اگر بہن کے اولاد ذکور نہو تو چچا وارث ہونگے مگر اس صورت مین ترکہ پر اُنکا استحقاق کامل نہین ہوتا ہے کیونکہ جب کبھی بہن مذکور کے بیٹا پیدا ہو تو وہ جائداد پر وارث ہونے کا مستحق ہے اور جائداد کا اہتمام چچاؤن کے سپرد ہونا چاہیے کسواسطے کہ بہن شاستر کے بموجب اپنے بھائی کی وارث تصور نہین کیجا سکتی ہے۔ یہ راے بموجب دا اسے بھاگ اور شرح دا اسے بھاگ اور دا اسے کرم سنگرہ اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ماخذ- داے بھاگ "چچا بلاشک مالک کے دادا اور پردادا کو پنڈ و پانی دیتا ہے"-

داے کرم سنگرہ "دادی نہو تو چچا وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک متوفی کے دادا اور پردادا کو دو پنڈ دیتا ہے"-

شرح داے بھاگ "بہن ترکہ پانے سے بدین وجہ محروم رکھی گئی ہے کہ سرادھ کے اوقات معینہ مین وہ عورت ہونے کے سبب سے پنڈ و پانی دینے کی مجاز نہین ہے"-

"وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین ہر سبب کے واسطے ذریعۂ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کو تلف کرنا ایک امر مذموم متصور کیا گیا ہے"-

عدالت اپیل کلکتہ ۱۴- فروری ۱۸۱۲ء-

فصل ساتوین

برادر و ہمشیر وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱-س- ایک لاولد بیوہ کی وفات کے بعد ظاہراً جسکا کوئی وارث نہ تھا اُسکی جائداد حاکم وقت کے قبضہ مین آئی اور مشتہر کیا گیا کہ اگر کوئی وارث ہو تو میعاد معینہ کے اندر حاضر ہو بعد انقضاے میعاد معینہ ایک گوشائین حاضر ہوا اور اُسنے قبضۂ جائداد کے لیے اس بنا پر کہ بیوہ اُسکے باپ کی چیلی تھی سوال گذرانا اور اُسنے بیوہ کا چیلی ہونا اپنے چار شاگردون کی شہادت سے ثابت کیا لیکن بموجب دستور مسلمہ اس دیار کے کبھی گوشائین کو اُسکے چیلہ کی جائداد نہین ملی ہے اور کوئی مثال ایسی معلوم نہین ہوئی کہ تحت حکومت اس عدالت کے کسی چیلہ کی جائداد جو لاوارث مرگیا ہو اُسکے گوشائین کو پہونچی ہو اس صورت مین شاستر کے بموجب گوشائین

مذکورہ بالا بیوہ کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں اور جائداد مذکورہ کے دعوی کرنے کا مجاز ہے یا نہیں۔

ج۔ اگر وارثون مین سے کوئی وارث سمبندک نہو تو وراثت کا استحقاق اچارج کو پہونچتا ہے۔ گوشائین مذکور بیوہ کا گرو پتر یعنی گرو کا بیٹا ہے گرو کو اچارج نہین کہتے ہین۔ اگر بیوہ قوم برہمن سے نہین ہے تو اُسکی جائداد راجہ کو ضبط کر لینی چاہیے کیونکہ اس صورت مین صرف وہی اُسکا وارث ہے اس باب مین منو کا یہ حکم ہے کہ وے برہمن کی جائداد راجہ کو کبھی لینی نہ چاہیے لیکن اور قومون کی جائداد اگر اُنکے وارث نہون تو راجہ لے سکتا ہے اور یہی قاعدہ مسلمہ ہے ،،۔

دھرم شاستر کے بموجب اچارج وارث ہو سکتا ہے نہ گرو اگر کسی شخص کے وارث نہو تو جائداد راجہ کو ضبط کرنی چاہیے بشرطیکہ شخص مذکور برہمن نہو۔

ضلع ہوگلی ۲۰- اپریل ۱۸۱۷ء۔

مقدمہ ۲- س- ایک بیراگی لاوارث مرگیا لیکن ایک شخص اپنے تئین اُسی اچارج کا چیلا ظاہر کرتا ہے جسکا متوفی چیلا تھا اور اسوجہ سے اپنا استحقاق وراثت قائم کرتا ہے فقرا کے فرقہ مین ایسا شخص بھائی تصور کیا جاتا ہے یا نہیں۔

ج- واسے بھاگ یا کسی اور کتاب دھرم شاستر مین کوئی ایسا حکم نہین ہے کہ کسی بیراگی کی وفات کے بعد اُسکے اچارج کا کوئی اور چیلا اُسکی جائداد کا وارث ہوا نہین باہم کوئی رشتہ نہین ہے البتہ وے اشخاص جو ایک ہی اچارج کے چیلے ہون اُنکو عابدون مین مذہب کی رو سے بھائی بولتے ہین اگر متوفی کا ایسا بھائی بحالت قریب المرگ ہونے اُسکے اُسکا تیماردار ہو اور اچارج خود دعوی وراثت نہ کرے تو برادر دینی ترکہ پانے کا مستحق ہے یہ مسئلہ دستور عامہ کے بموجب درست ہے۔

درصورت موجود ہونے دعویداران قریب کے برادر دینی کا حق وراثت حسب رواج قائم جائز ہے۔

مقدمہ ۳- س- ایک بیراگی مذہبی رسوم کے بموجب ایک دیوتا کی مورت کو ایک جگہ قائم کرکے مرگیا اور جائداد کثیر چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائی نے جائداد مذکور کا دعوی کیا اور ایک اور شخص غیر بھی جو متوفی سے کچھ رشتہ

نہین رکھتا ہے جائداد کا دعوی کرتا ہے اور ثبوت کافی اس امر کا دیتا ہے کہ متوفی تعلقات خانہ داری کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہوگیا تھا اور اُسکو اپنا چیلا اور مرید کیا تھا اور اسی وجہ سے اُسکے متوفی کی نسبت رسوم کریا کرم ادا کئین اس صورت مین منجملہ ان شخصون کے کون شخص متوفے کی جائداد کو ورثتا پانے کا مستحق ہے۔

ج۔ اگر بیراگی فی الواقع تعلقات خانہ داری کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہوگیا تو اس صورت مین اُسکا مرید اور چیلا بہ محرومی اُسکے بھائی کے بالکل مستحق ورثہ پانیکا ہے کیونکہ بھائی کا واسطہ متوفی کے ساتھ صرف اُسوقت تک تھا جسوقت تک کہ وہ خانہ دارون کے سلسلہ مین تھا۔

تارک الدنیا کی جائداد کا اُسکا چیلہ یا مرید وارث ہے نہ اُسکے دو سلسلہ دار

ماخذ برسپتی "مقدمات کا فیصلہ صرف قوانین تحریری کی عبارت کے بموجب نہین چاہیئے کیونکہ اگر اُنکی منشا کے مطابق فیصلہ نہ کیا جاے گا تو ممکن ہے کہ داد رسانی مین قصور واقع ہو" [1]

۵- اگست ۱۸۶۱ء۔

مقدمہ ۴۴ س- بلرام سیتا داس ایک عابد نے ایک مکان پرستش کے لیے قرار دے کر اُسمین ایک دیوتا کی مورت قائم کی اُسکی وفات کے بعد مدعیہ نے جو ریت رام متوفی کے برہمت کے بیٹے کی بیوہ ہے بحالت موجودگی متوفے کے پوتے کے معبد مذکور کا دعوی کیا اس صورت مین دعوے

[1] اے مذکورہ بالا لا اشک صحیح ہے مگر اُسکی تائید مین جو ماخذ منقول ہے وہ بالکل غیر متعلق معلوم ہوتا ہے دا اے بھاگ کے فقرہ مرقومہ ذیل سے اس پوستہ کا جو سوال مذکورہ بالا کے جواب مین دیا گیا ہے صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ "وہ جو شخص گوشہ نشین یا تارک الدنیا یا عالم ہو اُسکا مال اُسکے برادر دینی یا نیک شاگرد یا اُستاد متبرک کو پہونچیگا اگر یہ نہون تو متوفی کے ہمطریق شخص کو ورثہ ملے گا"
دا اے بھاگ ص ۲۲۳-

مدعیہ کا اس وجہ سے کہ مکان مذکور پرستش کے واسطے مخصوص کیا گیا تھا دھرم شاستر کے بموجب جائز ہے یا کہ وارث اُس شخص کا جسنے مندر بنوایا مالک متصور ہوگا۔

ج۔ مکان مع دیوتا کی مورت کے پروہت کے سپرد کر دیا گیا تھا نہ اُسکو دے دیا گیا تھا مکان کو ترک کرنے اور اسمین دیوتا کی مورت قائم کرنے کی وجہ سے وہ در اصل دیوتا ہی کو دے دیا گیا تھا لہذا وہ صرف دیوتا ہی سے متعلق ہے کس واسطے کہ اسمین دیوتا موجود ہونے سے اُسکا کسی اور کو دیدینا غیر ممکن ہے۔ صرف ترک کر دینے سے استحقاق ملکیت قائم نہین ہوسکتا اور چونکہ پروہت کو استحقاق ملکیت کبھی حاصل نہوا لہذا اُسکے بیٹے کی بیوہ کو اُسکا حاصل ہونا کب ممکن ہے تخصیص کرنا مکان کا ایک کارنیک تھا جسمین بانی کے وارث بھی شامل ہین اور اُنکو اُس سے مستفید ہونے کا استحقاق حاصل ہے۔

مکان جو پرستش کے واسطے مقرر کر دیا گیا ہو اُسسے مکان کے وارثون کو مستفید ہونے کا بالاشتراک استحقاق حاصل ہے اور بانی مکان کے پروہت کے وارثون کا کچھ استحقاق نہین ہے۔

شہر رشد آباد۔

لکھی ٹھکراین بنام کیول بنتھی وغیرہ۔

فصل آٹھوین

بیٹے کی بیوہ کے بیان مین

مقدمہ ۱-س۔ ایک شخص کے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے بڑا بیٹا ایک زوجہ چھوڑکر لاولد مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد باپ نے بھی باقی چار بیٹون کے سامنے وفات پائی اس صورت مین منجملہ اُسکی جائداد غیر منقولہ کے اُسکے بیٹے کی زوجہ اپنے شوہر متوفی کے بھائیون کے ساتھ بقدر حقیت اپنے شوہر کے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کا اپنے خسر کی جائداد پر کچھ استحقاق نہین ہے لیکن اگر اُسکا شوہر اپنے باپ کی وفات کے بعد مرتا تو بیوہ کو دو حصہ پہونچتا

عورت خسر سے ترکہ نہین پا سکتی۔

جسپر اُسکا شوہر وارث ہوا ہوتا یہ قاعدہ دا یہ بھاگ اور اور کتب شاستر مین درج ہے۔

شہر ڈھاکہ۔ ۱۵ جولائی ۱۸۷۱ء

مقدمہ ۲۔ س۔ منجملہ دو بھائیون کے بڑے بھائی کے ایک بیٹا تھا وہ اپنے باپ کے سامنے زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر مر گیا۔ اس صورت مین بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے بیٹے کی بیوہ کو وراثتاً پہونچے گی یا اُسکے چھوٹے بھائی کے بیٹون کو کیونکہ اُسکا چھوٹا بھائی بھی مر گیا ہے۔ اگر بیوہ کو پہونچے اور وہ اپنی ایک دختر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان اور دوسرے سے ایک بیٹی چھوڑ مرے تو ان شخاص حی القائم مین سے بیوہ مذکور کی جائداد کا جو اُسے وراثتاً ملی تھی کس کو استحقاق حاصل ہے۔

ج۔ بڑا بھائی اپنے وارثون مین سے کوئی وارث بھائی تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکے بھائی کے بیٹے بدرجہ مساوی وارث ہونے کے مستحق ہین نہ اُسکے بیٹے کی بیوہ کیونکہ اُسکا بیٹا اُسکے سامنے مر گیا۔

بھائیون کے بیٹون کے مقابلہ مین بیٹے کی بیوہ کا ورثہ مین کچھ حق نہین ہے اُسکی وجہ معاش اُنکے ذمہ ہے۔

یا گیہ ولکیہ۔ "وہ اُس شخص کی جائداد جو بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو بیٹیون کو اگر بیٹی بھی نہو تو باپ کو اگر وہ بھی مر گیا ہو تو ماں کو وہ بھی نہو تو بھائیون کو اور اُنکے بعد بھائیون کے بیٹون کو پہونچتی ہے"

بھائی کے بیٹے جب چچا کی جائداد پر وارث ہون تو اُنکو اُسکے بیٹے کی بیوہ کے لیے وجہ معاش مناسب کا سر انجام کرنا ہوگا۔

ضلع ہوگلی۔ ۲۲ مئی ۱۸۲۱ء

مقدمہ ۳۔ س ۱۔ ایک بیوہ نے جسکے ایک دختر اور نواسا تھا بیٹا گود لیا اس امر مین اُسنے اپنے شوہر متوفی سے پہلے اجازت حاصل کر لی تھی اور متبنی کا بیاہ کیا بعد ازان متبنی مر گیا اور ایک زوجہ اور ایک بہن اور بہن کا بیٹا چھوڑ مرا بعد اسکے اُسکی گود لینے والی ماں نے بھی وفات پائی اس صورت مین اصل

مالک کی جائداد متبنیٰ کی بیوہ کو ورثتاً پہونچیگی یا نواسہ کو۔

ج ۱۔ اگر بیوہ نے باجازت اپنے شوہر کے بحالت موجودگی دختر اور اور رشتہ دارون کے بیٹا گود لیا تو صرف متبنیٰ مذکور اپنے گود لینے والی مان کی جائداد پر جو اُسے اُسکے شوہر سے پہونچی تھی مستحق وراثت ہے متبنیٰ کی وفات کے بعد اگر وارثون مین سے پرپوتے تک نہو تو متبنیٰ کی بیوہ جائداد مذکور پاویگی گو متبنیٰ کرنے والے باپ کا نواسہ موجود ہو سوال مذکورہ بالا کا قانوناً یہی جواب ہے۔

متبنیٰ کی بیوہ کو متبنیٰ کرنے والی مان کی جائداد بمحرومی اُسکی مان کی دختر او نواسون کے پہونچتی ہے۔

س ۲۔ اگر بیوہ نے باجازت اپنے شوہر متوفی کے لڑکا گود لیا ہو اور لڑکے مذکور کے والدین کو معاوضہ مین کچھ روپیہ دیا ہو اور وہ لڑکا اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کی جائداد پر قابض ہونے کے قبل مرجاے تو اس صورت مین اُسکی بیوہ اصل مالک کی جائداد ورثتاً پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر اصل مالک متبنیٰ زوجہ کو متبنیٰ کرنے کے واسطے ہدایت کر گیا ہو اور اُسنے کچھ زر معاوضہ دے کر بموجب قاعدۂ مجوزۂ دھرم شاستر کے لڑکا گود لیا ہو اور وہ لڑکا اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد پر قابض ہونے کے قبل مرجائے تو اُسکی بیوہ بہر صورت وارث ہونے کی مستحق ہے اور اور کسی کو وراثت سے کچھ تعلق نہین ہے۔ [1]

گو متبنیٰ قبل اپنی وفات کے جائداد پر قابض نہوا ہو۔

شہر جنپیر ۱۔ اگست سنہ ۱۸۲۰ء۔

مقدمہ ۹۔ س۔ بکر بیٹا زید کا حین حیات اپنے باپ کے مر گیا اس صورت مین اُسکی بیوہ اپنے شوہر یا اپنے شوہر کے حقیقی بھائیون عمرو اور خالد کی جائداد سے جو اپنے باپ کی وفات کے بعد مر گئے کچھ حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر۔

[1] اس مقدمہ مین متبنیٰ صرف بذریعہ تبنیت کے وارث اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد کا ہوا لہٰذا اُسکی بیوہ بطور وارث اپنے شوہر کے مستحق پانے جائداد کی ہے نہ بطور وارث اپنے شوہر کے متبنیٰ کرنے والی مان کے۔

ف ج - اگر زید کے تین بیٹے بکر اور عمرو اور خالد تھے منجملہ اُنکے بکر کا استحقاق زید کی جائداد سے بدین وجہ کہ وہ اپنے باپ کے سامنے مرگیا جاتا رہا لہذا اُسکی بیوہ کو اُس کے شوہر متوفے کی جائداد سے کچھ حصہ نہین مل سکتا وہ صرف مستحق پانے وجہ معاش اور اُس مال کی ہے جو اُسکے شوہر کے قبضہ مین حین حیات اُسکے تھا -

ف اگر عمرو یا خالد نے حین حیات اپنی مان کے وفات پائی ہو تو اُسکا حصہ اُسکی مان کو ملے گا اگر دونون اپنی مان کے سامنے مرگئے تو دونون کا مال مان کو پہونچے گا اگر مان پہلے مرگئی ہو اور بعد ازان دونون بھائی فوت ہوے ہون تو اُنکی جائداد بھانجون کو پہونچے گی اور اُنکی وفات کے بعد اُنکی مان یعنی عمرو اور خالد کی بہن اُنکی جائداد پر وارث ہوگی -

ف اگر عمرو اور خالد کی مان اور اُنکی بہن کے بیٹون نے اُنکے حین حیات وفات پائی ہو اور بعد ازان عمرو اور خالد نے تو اس صورت مین اُنکی بہن وارث نہین ہو سکتی بلکہ وہ شخص جو زید کی اولاد ذکور سے ہے اور عمرو اور خالد کا واسطہ دار قریب ہے جائداد ذکور کو درثہ پانے کا مستحق ہے یہ مسئلہ وا سے بھاگ اور وا سے تو اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے -

منو کا قول جو دا سے بھاگ اور اور کتب مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ دو بھائی بعد وفات والدین کے جائداد کو تقسیم کر کے باہم مساوی حصہ لے سکتے ہین اور حین حیات والدین کے اُنکو جائداد پر اختیار حاصل نہین ہے "-

قول دیول جو دا سے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ بیٹے بعد وفات اپنے باپ کے جائداد موروثی کو تقسیم کر سکتے ہین اگر باپ کسی وجہ سے محجوب الارث نہو تو بیٹون کو اُسکی جائداد پر کچھ اختیار نہین ہے -

جاگبلک کا قول جو دا سے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے وہ یہ ہے کہ وہ در صورت نہونے بیٹے یا پوتے کے زوجہ اور بیٹی اور والدین اور علیٰ ہذا القیاس

بیٹے کی بیوہ کا ورثہ مین قانوناً دعوےٰ نہین ہے -

ورثہ مین بیٹے کی جورو کا استحقاق بمقابلہ اپنے شوہر کے بھانجے کے کچھ نہین ہے -

لیکن بیٹے کی بہن وارث نہین ہو سکتی الا وہ بوساطت اپنے بیٹون کے مال کے طور پر ورثہ پا سکتی ہے -

بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو علی سبیل الترتیب جائداد پر وارث ہونے کے مستحق ہین" واسے بھاگ مین لکھا ہے کہ "درصورت نہونے بیٹون اور اُنکی اولاد ذکور کے بھانجون کو جائداد ورثتاً حاصل ہوگی"[1]

باب دوسرا

وجہ معاش کے بیان مین

مقدمہ ا-س- ایک شخص نے اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیا اس باعث سے وہ اپنے حقیقی بھائی کے کنبے مین جاکر رہی اور اپنے شوہر سے وجہ معاش کا دعوے کرتی ہے اس صورت مین وہ اپنے وجہ کفالت کے لیے شاستر کے بموجب نالش کرسکتی ہے یا نہین-

ج- زوجہ جسکو اُسکے شوہر نے اپنے گھر سے نکال دیا اور جو اپنے بھائی کے کنبے کے شامل رہتی ہے وہ اپنے شوہر سے مستحق پانے وجہ معاش کی ہے بشرطیکہ حالات مقدمہ سے شوہر کا زوجہ کو نکال دینا غیر واجب معلوم ہو یہی رائے

ف اگر شوہر اپنی زوجہ کو بلا کسی وجہ کافی کے نکال دے تو اُسکی وجہ معاش کا انجام اُسپر واجب ہے-

[1] یہ مسئلہ کہ ایسے بیٹے کی بیوہ جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا ہو اپنے خسر کی جائداد وراثتاً پانے کی مستحق نہین ہے بمقدمہ مسماۃ آیا بتی بنام راج کشن ساہو مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ صفحہ ۲۰- قرار پایا تھا ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صفحہ ۲۴- اور صفحات مابعد بھی معائنہ کیے جائین- بنبئی کی رپورٹ جلد ۲- صفحہ ۱۵۰- مین ایک مقدمہ مندرج ہے اسمین بجواب اس سوال کے کہ نواسے اور بیٹے کی بیوہ کو ایسے متوفی کی جائداد پر جسکے کوئی اور وارث نہو حق وراثت پہونچتا ہے یا نہین پنڈتون نے یہ بیوستہ دیا کہ بموجب شاستر کی رو سے بیٹے کی بیوہ وارث ہے لا مگر اس مسئلہ کی تائید مین انھون نے کوئی حوالہ نہین دیا یہ سچ ہے کہ بحیثیتی شرح لشن کے مصنف نے بیٹے کی بیوہ کے استحقاق کی تائید کی ہے مگر کولبروک صاحب کا قول ہے کہ یہ مسئلہ مسلمہ عام نہین ہے- ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صفحہ ۱۱- اور ۲۴۳- دیکھو-

مسلمہ عام ہے۔[1]

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۶ ستمبر ۱۸۷۱ء -

رام پیاری بنام بھریکو رام -

مقدمہ ۲ - س - اگر ایک شخص اپنی زوجہ کو نکال دے یا زوجہ خود اپنے شوہر سے خفیہ فرار ہو جاے اور اپنی مان کے کنبے کے شامل جا رہے تو منجملہ ان دونون صورتون کے وہ ہر صورت مین وجہ معاش کے لیے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر شوہر نے زوجہ کو اپنے گھر سے نکال دیا ہے اور وہ اپنی مان کے ساتھ رہتی ہے تو اس صورت مین وہ مستحق پانے وجہ معاش کی ہے لیکن اگر وہ بلا اجازت اپنے شوہر کے اُسے چھوڑ کر چلی گئی ہے اور اپنی مان کے شامل رہتی ہے تو اس صورت مین وہ مستحق پانے وجہ معاش کی شوہر سے نہین ہے -

ف - اگر زوجہ نے اپنی خوشی شوہر کو چھوڑ دیا ہے تو وہ اس سے مستحق پانے وجہ معاش کی نہین ہے -

ضلع چٹگانون - ۱۴ جنوری ۱۸۷۲ء -

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص کے دو زوجہ تھین اُن دونون مین باہم تکرار ہوئی شوہر نے بڑی زوجہ کو اپنے گھر سے نکال دیا اس صورت مین زوجہ مذکور حین حیات اپنے شوہر کے اُسکی جائداد سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر حصہ اُسکو ملنا چاہیے -

ج - صورت مذکورۂ بالا مین زوجہ کو ترکۂ شوہری سے حصہ پانے کا استحقاق نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اُسکو کوئی جدا استحقاق حاصل نہین ہے چنانچہ جاگبلک کہتا ہے کہ "ازواج اور بیٹے اور غیر شکوحہ لڑکیان خود مختار نہین ہین" "عورت کو نہایت خفیف احتظاظ ناجائز سے بھی باز رکھنا لازم ہے" -

ف - زوجہ جسکو شوہر نے نکال دیا ہو جائداد شوہری سے حصہ پانے کی مستحق نہین ہے -

اُسکی ساس اور اور واجب التعظیم عورات کو چاہیے کہ رات دن اُسکی نگران

[1] اگر زوجہ عفیفہ نہونے یا کسی اور ایسے ہی جرم کی وجہ سے نکال دیجاے تو اُسکو کچھ استحقاق وجہ معاش پانے کا نہین ہے -

حال رہین - سلہ

منو کا قول ہے کہ "ضعیف مان اور باپ اور نیک زوجہ اور شیر خوار بیٹے کی پرورش واجب ہے گو اُنسے ایسا فعل جسکا ارتکاب نامناسب ہو سو مرتبہ سرزد ہو"۔

بموجب اقوال مذکورہ بالا کے بڑی زوجہ صرف اُسقدر روپیہ پانے کی مستحق ہے جو اُسکے اخراجات ضروری کھانے اور کپڑے کے لیے کافی ہو گو اُسکو شوہر نے اپنے گھر سے نکال دیا ہو۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ شوہر پر اپنی زوجہ کی پرورش ضرور ہے۔

ضلع سارن - ۱۰ جولائی ۱۸۵۱ء

مقدمہ ۴ - س - ایک بیوہ کچھ جائداد پر جو اُسے اُسکے شوہر کی وفات کے بعد ورا‍ثتاً پہونچی قابض تھی اُسکے بیٹے کی بیوہ نے جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے مرگیا بابت مقدار خاص وجہ کفاف کے نالش دائر کی پنڈتون نے جن سے اس امر مین استفسار ہوا یہ بیوستہ دیا کہ - اگر بیوہ اپنی ساس کے گھر مین رہتی ہو تو اُسے بیوہ کے لیے کھانا اور کپڑا دینا چاہیے لیکن کوئی قاعدہ خاص درباب تعین وجہ کفاف کے شاستر مین مندرج نہین ہے اسکا تعین حیثیت کے مطابق چاہیے"۔ پس اگر ساس اور بہو کے باہم نااتفاقی ہو تو بہو کا ساس کے ساتھ رہنا ضرور ہے یا نہین - اگر قابض جائداد پر بموجب کسی قاعدہ مشتہرہ کے اپنے اہل خاندان کے واسطے وجہ کفاف دینا واجب ہو لیکن وہ بقدر آمدنی جائداد کے وجہ کفاف نہ دے تو ایسی صورت مین حاکم کو اُسکے مقدار معین کرانے کا اختیار ہے۔

شاستر مین صرف نان نفقہ دینے کا حکم ہے نہ وجہ کفاف خاص کا۔

ج - تاوقتیکہ بیوہ کے شوہر کا باپ اور اُسکے اور رشتہ دار حیات ہون بیوہ کو اُنکے گھر مین رہنا واجب ہے اور شاستر مین کوئی صورت اس قاعدہ کے

سلہ برہسپتی -

بالعکس نہین لکھی ہے چنانچہ قول آیندہ سے ہویدا ہے۔
خسر اور اور لوگون پر نیک اور لاولد بیوہ کی پرورش واجب ہے لیکن کوئی ایسا حکم نہین ہے جسکے بموجب وجہ کفاف خاص کے لیے اس بنا پر نالش کیجا سکے ۱؎ کہ وہ حسب حیثیت کے نہین دیا گیا۔
قول یہ ہے کہ ”بھائیون کو اپنے بھائی کی عورات کے لیے اُنکے حین حیات وجہ معاش مقرر کرنی چاہیے“۔
ایک قول کا یہ مضمون ہے کہ ”مقدمات کا فیصلہ صرف قوانین تحریری کی عبارت کے بموجب نہین چاہیے کیونکہ اگر اُنکے منشاء یا دستور قدیمہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا جاے تو ممکن ہے کہ دادرسانی مین قصور واقع ہو“ اصل سنسکرت مین جو لفظ یکتی کا اس محل پر مستعمل ہوا ہے اُسکے معنی منشاء قانون اور دستور قدیمہ دونون ہو سکتے ہین۔

عدالت اپیل پٹنہ - ۲۵ - فروری ۱۸۱۶ء
مقدمہ ۵ - س - منجملہ چار بھائیون کے بڑا بھائی اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گیا زوجہ نے اپنے شوہر کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو شوہر کے بھائیون کو ہبہ کر دیا اور موہوب الیہون سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کرالیا کہ وے اُسے کھانا اور کپڑا دیتے رہینگے بعد ازان وہ زناکاری کے سبب سے حاملہ ہوئی اور گھر سے نکال دی گئی اور موہوب الیہ اُسکو پرورش کرنے سے انکار کرتے ہین

۱؎ بلم بھٹ کہتا ہے کہ بیوہ کو ہر شام چانول بقدر ایک پرستھہ کے دیے جائین اور تیسرے مہینے ایک نیا کپڑا دیا جاے اور مصنف سمرتی چندریکا نے بھی ایسا ہی قاعدہ مقرر کیا ہے بمقدمہ مسماۃ بہلو بنام بھول چند مندرجہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ - ص ۲۲۳ پنڈتون نے یہ بیوستہ دیا کہ اگر شخص متوفی کے وارث اُسکی بیوہ کے لیے وجہ معاش مناسب مقرر کرنے مین غفلت کرین تو حاکم کو اختیار ہے کہ بیوہ کو نذر کافی بابت وجہ معاش کے دلادے چنانچہ اس مقدمہ مین عدالت نے بیوہ کو بیس روپیہ مہینہ دلوایا۔

اس صورت مین وہ اُنپر وجہ معاش کے لیے قانوناً دعوی کرسکتی ہے یا نہین۔

ج۔ اگر کسی شخص متوفی کے کوئی وارث ذکور پر پوتے تک نہو تو اُسکی نیک بیوہ اُسکے ترکہ کی وارث ہوتی ہے اور اگر وہ پاکدامن نہو تو ذات سے خارج کیجاتی ہے لہذا بیوہ مذکور کا اُسکے شوہر کے ترکہ مین کچھ حق نہین ہے اور اپنی وجہ معاش کا دعوی بھی نہین کرسکتی گو اُسنے اقرارنامہ وجہ کفاف کے لیے قبل بدوضعی کے تحریر کرالیا ہو۔

ماخذ۔ بیاس ''نیک عورت کو چاہیے کہ بعد وفات اپنے شوہر کے عفت کی بدرجہ نہایت پابند رہے اور ہر روزہ غسل سے اپنے تئین پاک کرکے دونون ہاتھون مین پانی لے کر اپنے شوہر کی روح کو دے اور لذا ئذ نفسانی سے کنارہ کرکے ہر روزہ ریاضت کے ساتھ دیوتاؤن کی پرستش کرے خصوصاً وشن کی''۔

کاتیائن ''لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے شامل رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پائینگے''۔

نارد ''اُنکو چاہیے کہ اُسکی عورتون کے لیے اُنکے حین حیات وجہ معاش مقرر کرین بشرطیکہ وے پاکدامن ہون لیکن اگر وے بدرویہ ہون تو بھائیون کو چاہیے کہ اُنکا وجہ کفاف منتزع کرین''۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۱۔ جنوری ۱۸۲۳ع

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک لوہار کے تین بیٹے تھے اُنکے بلوغ تک اُسنے اُنکی پرورش اور پرداخت کی بعد ازان وے علیحدہ ہوگئے اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض ہوے باپ اب پیر ضعیف ہے اور بیٹے کھانے کپڑے سے اُسکے خبر گیران نہین ہوتے اس صورت مین باپ اپنے بیٹون سے مستحق پانے وجہ معاش کا ہے یا نہین۔

ج۔ بیٹون پر پرورش کرنا اپنے مسن والدین کا فرض ہے اور یہ مسئلہ بموجب

بیوہ جو عفیفہ نہو اپنے شوہر کے بھائیون کے مستحق پانے وجہ معاش کی نہین ہے گو اُسنے بالعوض وجہ معاش کے اپنا ورثہ شوہری اُنکے نام منتقل کردیا ہو۔

بیٹون پر اپنے والدین

کی پرورش فرض ہے

بیاد بھنگار نو اور اور کتب شاستر کے ہے۔

فقرۂ مرقومہ ذیل بیاد بھنگار نو مین نقل ہے منو کا قول ہے کہ ضعیف مان اور باپ اور نیک زوجہ اور بیٹے شیر خوار کی پرورش واجب ہے گو اُنسے ایسا فعل جسکا ارتکاب نامناسب ہے سو مرتبہ سرزد ہو۔

ضلع ندیا۔

اس مقدمہ مین اس امر کا تصفیہ بیان نہین ہے کہ جائداد جسپر بیٹے قابض ہوے باپ کی مکسوبہ تھی یا اُسکو اُسکے مورثون سے پہونچی تھی اور آیا باپ نے اپنا حق اپنے بیٹون کو دے دیا تھا یا بیٹون نے جائداد کو بربلا رضامندی اپنے باپ کے قبضہ کر لیا تھا۔ اگر باپ اپنے استحقاق سے بذریعہ ہبہ یا اور کسی طرح کے انتقال کے دست بردار نہین ہوگیا ہے اور اپنے بیٹون کو جائداد پر صرف متصرف ہونے کی اجازت دی ہے تو اس صورت مین قطع نظر موروثی یا مکسوبہ ہونے جائداد کے وہ اپنے بیٹون کو بیدخل کر دینے کا مجاز ہے اگر باپ کو جائداد وراثتاً پہونچی ہے اور باپ نے اپنے واسطے حصہ مناسب یعنی بیٹے کے حصہ سے دوچند رکھ کے باقی کو بیٹون مین تقسیم کر دیا ہے تو اس صورت مین باپ کا دعوے ایسی جائداد منقسمہ کی نسبت کچھ نہین ہے اور اگر باپ نے بغیر رکھنے اپنے حصہ کے یا جزوی حصہ رکھنے کے بعد اپنی موروثی جائداد کو بیٹون مین تقسیم کر دیا ہے تو وہ بیٹون سے اپنا حصہ لینے کا مجاز ہے گو تقسیم اُسنے اپنی رضا و رغبت سے کی ہو۔ اگر جائداد باپ کی مکسوبہ تھی اور اُسنے اُسمین سے اپنا حصہ رکھکر یا نہ رکھکر اُسے بیٹون مین تقسیم کر دیا اور بعد ازان اپنا حصہ اُسنے خرچ یا تلف کیا تو اس صورت مین وہ بیٹون سے جائداد واپس کر لینے کا مجاز ہے اور یہ امر قول ہریت منقولہ داے بھاگ کے بموجب ہے قول مذکور یہ ہے کہ "باپ اپنے عین حیات اپنی جائداد کو تقسیم کر کے صحرا مین گوشہ گزینی اختیار کر سکتا ہے یا ایسے فرقہ مین جو ضعیف شخصون کے مناسب ہے داخل ہو سکتا ہے یا منجملہ جائداد کے حصہ جزوی بیٹون مین تقسیم کر کے اور حصۂ کثیر اپنے واسطے رکھ کے وہ اپنے گھر ہی مین رہ سکتا ہے اگر وہ محتاج ہو جاے تو بیٹون سے اُنکا حصہ واپس لے سکتا ہے"۔ مصنف بیاد بھنگار نو نے قول منقولہ بالا کی اس طور پر توضیح کی ہے۔

جب کہ بیٹون مین نسبت حاصل جائداد کے باہم تنازع ہو اور باپ اس امر سے دق ہو کر جائداد

مقدمہ ۷۔س۔ ایک تاجر تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے اپنے باپ کی جائداد پر بالاشتراک قابض ہوے اور اپنے باپ کے کاروبار تجارت کا انصرام کرتے رہے بڑا بھائی مر گیا اور اُسکا بیٹا اُسکا وارث ہوا اور اپنے چچاؤن کے ساتھ کاروبار مین

۲ کو تقسیم کردے اور یہ قصد کرکے اپنے گھر مین رہے کہ مین حصہ مناسب اپنے واسطے رکھ کے علیحدہ رہونگا تو اس باب مین واضع قانون کی یہ راے ہے کہ وہ جزوی حصہ کو اپنے بیٹون مین تقسیم کردے اور بیٹے دیگر جائداد حاصل کرکے اپنی پرورش کرسکتے ہین لیکن باپ بسبب ضعیفی اور متحمل نہونے محنت کے حصہ کثیر جو اُسکی بسر اوقات اور فرائض دینی کے لیے کافی ہو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اس طور پر اُسکو اپنے گھر مین رہنے کا اختیار ہے مگر بہرحال اُسکو مرتکب فریب نہونا چاہیے۔ لیکن اگر بوجہ کسی امر اتفاقی کے وہ حصہ جو اُسنے اپنے واسطے رکھا تھا اُسکے اخراجات ضروری کے لیے مکتفی نہو تو اس صورت مین گو وہ حصہ کتنا ہی کثیر ہو واضع قانون کی یہ راے ہے کہ اگر وہ ضائع ہو جاے تو جو کچھ اُسنے اپنے بیٹون کو دیا ہے اُنسے واپس لے سکتا ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ بیٹون وغیرہ پر والدین کی تعظیم و تکریم سے بڑھکر اور کوئی فرض واجب نہین ہے اگر باپ کی کل مکسوبہ اور منقسمہ جائداد بھی اُسکی بسر اوقات کے واسطے کافی نہو تو بیٹون کو لازم ہے کہ اپنی مکسوبہ جائداد مین سے بھی اُسے دین۔

علاوہ ازین حین حیات باپ کے بیٹون کے تصرف مین کچھ جائداد نہین ہو سکتی اور نہ اُنکو خود مختاری کا منصب حاصل ہے چنانچہ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ وہ شاستر کے بموجب تین شخص یعنی زوجہ اور بیٹا اور غلام بذات خاص کسی مال کے مالک نہین ہین۔ مال جو وے پیدا کرتے ہین وہ اُس شخص کے لیے حاصل کیا جاتا ہے جس سے اُنکو تعلق ہے"۔

بنظر ان حالات کے باپ اپنے بیٹون سے گو جائداد اُنکی مکسوبہ ہو مستحق پانے صرف وجہ معاش ہی کا نہین ہے بلکہ جائداد مذکور سے حصہ لے سکتا ہے خواہ جائداد مذکور باپ کی ذاتی محنت یا اُس کے روپیہ کی استعانت سے حاصل کی گئی ہو

شریک رہا بعد ازان وہ ایک زوجہ چھوڑ کر لاولد مر گیا اس صورت مین زوجہ منجملہ
اُس جائداد کے جو باہم اُسکے شوہر اور شوہر کے چچاؤن کے شرکت مین تھی حصہ
پانے کی مستحق ہے یا صرف وجہ معاش کی اور اگر مستحق وراثت ہے تو اپنے شوہر کا
حصہ پائیگی یا اُس سے کچھ کم۔

فتح - اگر تاجر مذکور تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے بعد ازان کاروبار تجارت
بشراکت کرتے رہے اور بعد اُسکے بڑا بیٹا ایک پسر چھوڑ مرا اور پھر
اُس پسر نے وفات پائی اور ایک زوجہ چھوڑ مرا اور جائداد اب تک غیر منقسم ہے
تو اس صورت مین زوجہ کو اپنے شوہر کے حصہ پر کچھ دعوی وراثت نہین ہے مگر
صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے کہ

بموجب شاستر مروجہ بنارس کے بھتیجے کی زوجہ اُسکے شوہر کے چچاؤن سے جنکے ساتھ اُسکا شوہر شریک تھا مستحق پانے صرف کھانے اور کپڑے کی ہے۔

سم یا بلا اُنکے چنانچہ اقوال داے بھاگ سے جو ذیل مین لکھے جاتے ہین یہ
امر ہویدا ہے۔

چونکہ یہ عبارت بالعموم واقع ہوئی ہے کہ باپ اپنے واسطے دو حصے رکھے یا دو حصے
لے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس محل پر باپ بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے بھی دو حصے
لینے کا مجاز ہے۔

کاتیائن نے اس امر کو بتصریح لکھا ہے - کہ ''باپ - اپنے بیٹے کی جائداد
مکسوبہ سے دوچند حصہ یا نصف لے سکتا ہے اور مان بھی اُس صورت مین جب کہ
باپ مر گیا ہے بیٹے کے ساتھ مساوی حصہ پانے کی مستحق ہے'' یعنی اس
فقرہ کے یہ ہین کہ بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے باپ دوچند حصہ یا نصف جائداد
لینے کا مستحق ہے۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ ''اگر بیٹے نے بذریعہ محاصل جائداد پدری کے مال حاصل کیا ہو تو منجملہ
اُسکے نصف باپ کا حق ہے اور دوچند حصہ اُس بیٹے کو ملیگا جسکا وہ مکسوبہ ہے اور باقی بیٹون
کو ایک ایک حصہ لیکن اگر باپ کا سرمایہ صرف مین نہ آیا ہو تو باپ کو دو حصے ملینگے اور اسی قدر
حاصل کرنے والے کو اور باقی شرکت سے محروم رہینگے۔

بھائیون اور بیٹیون کی زوجہ جوروتیہ معینہ کی بدرجۂ غایت پابند رہین اُن کے رشتہ داران شوہری صرف کھانا اور ایسے پُرانے کپڑے جو بوسیدہ نہون دیا کرین،، ۔ [۱]

بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے ۔ کہ "عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہووے مستحق ترکہ پانے کی نہین ہے"

بھائیون مین سے اگر کوئی بلا اولاد ذکور مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو اُسکی جائداد باستثناء اُسکی زوجہ کے استری دھن کے آپس مین تقسیم کرلینا چاہیے ۔ نارد ۔

عدالت اپیل پٹنہ ۔ ۸ ۔ مئی ۱۸۱۲ء

مساۃ چوراسی مفلسہ بنام کرمو بھگت وغیرہ ۔

مقدمہ ۸ ۔ منجملہ چھ بھائیون کے چار ایک مان سے تھے اور وے بطریق کنبۂ مشترک کے اپنے باپ کے ساتھ رہتے تھے اور منجملہ چار حقیقی بھائیون کے دوسرا بھائی اپنے باپ کے سامنے نوبرس کی زوجہ چھوڑ کر مرگیا باقی حقیقی تین بھائیون مین سے بڑے بھائی نے بکمہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اپنے ذات خاص کے سرمایہ اور محنت سے حاصل کی اور دوسرے بھائی متوفے کی بیوہ اپنے شوہر کے بھائی کی مکسوبہ جائداد سے ایک ربع اور جائداد موروثی سے حصہ شوہری کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین بیوہ مذکورہ جائداد مدعوہ سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین ۔

فتح ۔ بنظر حالات مذکورۂ بالا بیوہ جائداد موروثی سے حصۂ شوہری کا دعوے نہین کرسکتی ہے نہ اپنے شوہر کے بڑے بھائی کی جائداد مکسوبہ سے ۔ البتہ

بیوہ جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے مرگیا ہو جا نونا صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے ۔

---

[۱] قول سائلہ ۔

اُسکے خسر کے وارثون اور قائم مقامون پر اُسکی پرورش ضرور ہے یہ راے بموجب داے بھاگ کے ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ ۴-دسمبر ۱۸۲۱ء۔

مقدمہ ۹-س- ایک شخص کچھ جائداد اراضی اور دو بیٹے چھوڑ مرا قبل تقسیم ہونے جائداد کے ایک بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے مختلف زوجون سے چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اُسکے دونون بیٹے مذکور بھی جائداد مشترکہ وغیرہ منقسمہ چھوڑ کر فوت ہوے-اس صورت مین بیوہ مستحق پانے کُل جائداد مقبوضہ غلاہر کی ہے یا نہین-

ج-بیوہ اپنے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکے حصہ کی وارث ہے-بیٹا مذکور اور وہ بیٹا جو دوسری زوجہ سے تھا بالکل مالک اُسکے شوہر کی جائداد کے تھے لیکن بیوہ کو سوتیلے بیٹے کے وارث ہونے کا استحقاق نہین ہے کیونکہ سوتیلے بیٹے کا حصہ اُس کے وارثون کو پہونچتا ہے الا اس صورت مین کہ سوتیلا بیٹا قبل حصص ملنے کے مرجاے صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کو کُل جائداد وراثتاً پہونچے گی اور اگر یہ صورت نہو تو وہ اپنے شوہر کی دوسری زوجہ کے بیٹے کے وارث سے صرف مستحق پانے وجہ معاش کی ہے۔

> کوئی عورت اپنے سوتیلے بیٹے کا ورثہ نہین پاسکتی مگر اُس بیٹے کے ورثہ سے صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے۔

ضلع چوبیس پرگنہ۔

مقدمہ ۱۰-س- ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے ایک زوجہ سے جو اُسکے سامنے مرگئی تھی اور دوسری زوجہ اور اُسکی دو بیٹیان چھوڑ مرا اور بعد ازان اُسکا ایک بیٹا بھی مرگیا اب اُسکی پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دوسری زوجہ اور اُسکی دو بیٹیان بقید حیات ہین اور اگر زوجۂ مذکور نے کچھ حصہ جائداد کا اپنے سوتیلے بیٹے سے نہین پایا ہے تو اس صورت مین وہ جائداد مین سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر۔

ف - بیٹا جو اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہو اسے اپنی سوتیلی ماں اور اُسکے بیٹون کی پرورش کرنی چاہیے -

ج - بیوہ اپنے سوتیلے بیٹے سے مستحق پانے صرف وجہ معاش کی ہے اور اگر اُسکی دونون دختر ناکتخدا ہون تو وے بھی اپنے باپ کی جائداد سے اسقدر جائداد پانے کی مستحق ہین جو اُنکے بیاہ کے اخراجات کے واسطے کافی ہو - اگر بعد بیاہ ہو جانے کے وے اس سبب سے کہ اُنکے شوہر قابل اُنکی پرورش کرنے کے نہین ہین محتاج ہون تو اُنکے سوتیلے بھائی کو اُنکے لیے کھانے اور کپڑے کا سرانجام کرنا چاہیے یہ راے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۴ جنوری ۱۸۵۱ء -

مقدمہ ۱۱ - س - ایک بیوہ نے اپنے خسر اور شوہر کے چھوٹے بھائی پر اس بیان سے نالش کی کہ میرے خسر کی کچھ جائداد اراضی کسوبہ و موروثی تھی اور دو بیٹے تھے اور بڑا بیٹا متوفی میرا شوہر تھا اور چھوٹا بیٹا میرے شوہر کا حقیقی بھائی ہے اور میرا شوہر اپنے باپ اور بھائی کے عین حیات مجھے اور دو دختر چھوڑ کر مر گیا بعد ازان ایک دختر بھی فوت ہوئی مگر دختر مذکور کے تین نابالغ بیٹے حیات ہین لہذا مین دعویدار ہون کہ ساٹھ روپیہ سالانہ بابت وجہ معاش مناسب بحساب پانچ روپیہ ماہواری کے مجھے دلایا جاے - اس صورت مین بیوہ جسکا شوہر اپنے باپ اور بھائی کے سامنے مر گیا اپنے خسر اور شوہر کے بھائی پر وجہ معاش کے لیے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین - اگر مدعیہ کا شوہر اپنے باپ اور بھائی سے علیحدہ ہو گیا ہو تو اس صورت مین بھی بیوہ اشخاص مذکورۂ بالا سے وجہ معاش کا دعوی کر سکتی ہے یا نہین -

ف - جو بھائی کہ علیحدہ ہو گیا ہے اُسکی بیوہ اپنے شوہر متوفی کے رشتہ داروں سے وجہ معاش پانے کی مستحق نہین ہے -

ج - بیٹا جو اپنے باپ کے سامنے مر جائے اور اُسکی بیوہ عفت کے ساتھ اور باطاعت اپنے شوہر کے کنبے کے رہے وہ اپنے خسر سے اور اُنسے جو اُسکی جائداد کے وارث ہون مستحق پانے وجہ معاش کی ہے لیکن اگر اُسکے شوہر نے اپنا حصہ اپنے باپ سے پایا اور اُس سے علیحدہ ہو گیا تو اُس صورت مین بیوہ

بیوہ اپنے خسر یا اُسکے وارثون پر وجہ معاش کا دعویٰ کرنے کی مستحق نہین ہے یہ راے بموجب بیادتار نوستو اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ضلع بیر بھوم - ۱۴-۱ اگست ۱۸۶۳ء

کمل منی داسی بنام بود ھر ناتھ فرمدار وغیرہ -

مقدمہ ۱۲ - س - ایک راجپوت اپنی زوجہ اور ایک مدخولہ قوم اہیر سے چھوڑ مرا مدخولہ سے چار بیٹے تھے شخص مذکور کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ نے رسوم کریا کرم ادا کین اس صورت مین مدخولہ اور اُسکے بیٹے متوفی کی جائداد سے کچھ حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر ہین تو حی القائم شخصون مین سے ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنا چاہیے -

ج - صورت مذکورۂ بالا مین متوفی کی کل جائداد باستثناء زیور اور کپڑے کے جو اُسکی مدخولہ اور اُسکے بیٹون کے استعمال مین ہون اُسکی زوجہ کو وراثتاً پہونچیگی مدخولہ اور اُسکے بیٹون کو جائداد سے حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے مگر وے مستحق پانے وجہ معاش کے ہین - یہ راے بموجب منو اور متاچھرا اور بیادرتناگر اور بیاد چنتامنی اور اور کتب شاستر کے ہے -

غیر صحیح النسب لڑکا ایک ایسے شخص کا جو دوجنمی قوم سے ہو صرف وجہ معاش پانے کا مستحق ہے -

ماخذ - برہسپتی کا قول بیادرتناگر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "ایک شخص جسکے صحیح النسب اولاد نہو اور اُسکے ایک نیک اور اہل لڑکا شودر عورت کے بطن سے ہو وہ وجہ معاش کے پانے کا مستحق ہے اور باقی جائداد متوفی کے واسطہ دارون کو وراثتاً پہونچیگی" -

"یہ متعلق اُس بیٹے سے ہے جو عورت منکوحہ سے نہو" بیادرتناگر و بیاد چنتامنی -

"اگر شودر کے بیٹا کنیزک کے بطن سے پیدا ہو تو وہ بھی اپنے باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے" اس مقام پر لفظ شودر کے مستعمل ہونے سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ بیٹا جو کسی شخص دوجنمی قوم کے صلب اور کنیزک کے بطن سے ہو وہ باوجود

اپنے باپ کی رضامندی کے بھی حصہ نہین پا سکتا ہے نہ اُسکی وفات کے بعد کل جائداد کا وارث ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ تربیت پذیر ہو تو اُسکو صرف وجہ معاش ملنے کی منا پچھرا-

قول گوتم یہ ہے کہ "اگر کوئی شخص صحیح النسب اولاد نہ چھوڑ مرا ہو مگر اُسکے شودر عورت کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا اور وہ مثل مرید کے مطیع ہو تو وہ وجہ معاش پانے کا مستحق ہے-

اگر کوئی شخص دوجنمی یعنی تین اعلیٰ قوم سے ہو اور اُسکی ہمقوم زوجہ سے کوئی بیٹا نہو مگر غیر منکوحہ شودر قوم کی عورت سے ہو تو اُسکی وفات کے بعد بیٹا مذکور وجہ معاش کا مستحق ہوگا یعنی اُسکو جزوی بضاعت بذریعہ جسکے وہ کشتکاری وغیرہ کرکے اذوقہ پیدا کر سکے ملنی چاہیے" بہادر تناگر-

ضلع بھاگلپور- ۱۷ جولائی ۱۸۶۲ء-

باب تیسرا

عورت کی ملک کے بیان مین

مقدمہ ۱- س- ایک عورت نے اپنے سرمایہ خاص سے جائداد اراضی خرید کی اور کئی بیٹے اور ایک پوتا جسکا باپ عورت مذکورہ کے سامنے مرگیا تھا چھوڑ مری اس صورت مین اُسکی کُل جائداد اُسکے بیٹون کو پہونچے گی- یا اُسکا پوتا بھی اپنے چچاؤن کے ساتھ کچھ حصہ پانے کا مستحق ہے-

ج- صورت مذکورہ بالا مین عورت مذکورہ کی کُل مکسوبہ جائداد کے اُسکے بیٹے مستحق ہین- پوتے کا جسکا باپ پیشتر مرگیا ورثہ مین کچھ حق نہین ہے- لیکن اگر کوئی غیر منکوحہ لڑکی موجود ہو تو تھوڑا سا حصہ اُسکے بیاہ کے اخراجات کے لیے دینا ضرور ہے[1]

عورت کی جائداد اُسکے بیٹون کو پہونچی اُسکے پوتے کو جسکا باپ عورت مذکورکے سامنے مرگیا تھا نہ پہونچی ہے-

[1] معلوم ہوتا ہے کہ جائداد اس مقدمہ مین عورت کی مکسوبہ تھی مگر اُس قسم کی نہ تھی جسے

ماخذ - منو ۹ ۱۹۲ اگر مان مرجائے تو مان کی جائداد کل حقیقی بھائیون اور بہنون کو باہم مساوی تقسیم کرلینی چاہیئے"۔

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۲۱ مئی ۱۸۷۶ع -

رگھنندن سرمانام گوپی ناتھ جاریا وغیرہ -

مقدمہ ۲ - س - منجملہ چار قومون کے اگر کسی قوم کی عورت کو جو بیاہ کے وقت زیور ہدیہ (جسکو سنسکرت مین یوتک کہتے ہین) ملے تو ایسا زیور عورت کی ملک خاص مین داخل ہے یا اُسکے شوہر کی مان اور چھوٹے بھائی کا بھی شاستر کے بموجب اُسمین سے حصہ پانے کا کچھ حق ہے -

ج - منجملہ چار قومون کے اگر کسی قوم کی عورت کو زیور اور مال بیاہ کے وقت ہدیہ کسی شخص سے جو اُسکے شوہر کے کنبے مین ہو یا اُسکے والدین یا کسی شخص غیر سے ملے تو اُسکو شاستر مین ادہ اگنیک استری دھن کہتے ہین یعنی وہ مال عورت کی ذات خاص کا ہے جو اُسے پھیرون کے وقت دیا جاے یہ خاص اُسی کا مال ہے اور اُسمین سے شوہر کی مان یا اور اشخاص کو حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے داے بھاگ اور واسے تو اور بیا دھیتامنی اور متاچھرا اور اور کتب دھرم شاستر مین جو اسے اس قول کے مندرج ہین -

جائداد جو عورت کو اُسکے بیاہ کے وقت ملے خاص اُسی کی ملک ہے -

کاتیائن - عورتون کو جو کچھ کہ اُنکے بیاہ مین پھیرون کے وقت دیا جاے اُسکی نسبت داناؤن نے کہا ہے کہ وہ عورات کا خاص مال ہے جو اُنھین پھیرون کے وقت ملا ہے -

نارد - جو کچھ کہ شوہر نے ازراہ محبت اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت باستثناء جائداد غیر منقولہ کے زوجہ کو اپنے شوہر کی وفات کے بعد اختیار رہے چاہے

۱۴ استری دھن کہتے ہین لہذا اُسکی نسبت اُن قواعد پر عمل نہین ہوا جو اُس خاص طرح کے مال سے متعلق ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بیٹون کے ساتھ بیٹی بھی ورثہ مین شریک ہوتی -

جسطرح صرف مین لاوے یا کسی کو دے ڈالے"۔

منو اور بشن وے عمدہ پوشاک جو عورات حین حیات اپنے شوہرون کے پہنتی ہین اُنکو عورات مذکور کے شوہرون کے وارث تقسیم نہین کرسکتے جو اشخاص کہ اُنکو آپس مین تقسیم کرے وے مرتکب گناہ عظیم کے ہونگے۔

کاتیائن کا قول دیگر وے شوہر اور بیٹے اور باپ اور بھائیون کو عورت کی ملک پر اختیار لینے یا دے ڈالنے کا حاصل نہین ہے"۔

شہر ڈھاکہ - ۲۱ - اپریل سنہ ۱۸۱۵ع -

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص کے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے دو باپ کے سامنے مر گئے بعد وفات شخص مذکور کے اُسکے باقی تین بیٹون نے اُسکی جائداد کو باہم تقسیم کرلیا ان تینون مین سے ایک بیٹا اپنی زوجہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی چھوڑ مرا بیوہ جائداد شوہری کی وارث ہوئی اور اُسنے اپنی لڑکی کا بیاہ کر دیا اور جائداد شوہری سے ایک حصہ اپنی بیٹی اور داماد کو بخش دیا اور بعد تھوڑے عرصہ کے باقی جائداد بھی اُنہین کو دے دی - بنظر ان حالات کے یہ ہبہ جائز ہے یا نہین اگر ہبہ مذکور صرف اُسکی بیٹی کی نسبت درست اور جائز ہے تو بیٹی کی وفات کے بعد درصورت موجود ہونے اُسکے شوہر اور اُسکے دادا کے نواسہ کے کس کو اُسکی جائداد وراثتاً پہونچے گی اگر بیٹی باوجود ہونے اپنے شوہر کے ایک حصہ جائداد کو بذریعہ ہبہ انتقال کردے تو یہ ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

ج - مختلف کتب شاستر مین یہ لکھا ہے کہ وہ بیوہ اپنے شوہر کی کل جائداد غیر منقولہ کو جو اُسے شوہر سے وراثتاً پہونچی ہو ہبہ کرنے کی مجاز نہین ہے گو خاص صورتون مین وہ جزوی حصہ دے سکتی ہے مقدمہ مذکورۂ بالا مین بیوہ نے اپنے شوہر کی کل جائداد اراضی کو دو مرتبہ کر کے ہبہ کر دیا - لہذا یہ ہبہ باطل اور ناجائز ہے - بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی بیٹی مستحق وراثت ہوتی ہے اور اُسکی وفات

بیوہ اُس جائداد کو جو اُسے اپنے شوہر کی وفات کے بعد وراثتاً پہونچی ہو منتقل نہین کرسکتی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیٹی وارث ہوگی اور بیٹی کے مرنے کے

کے بعد جائداد جو اُسے اپنی ماں سے ورثتاً ملی تھی اُسکے داداکے نواسہ کو پہونچیگی ترکۂ مذکور مین اُسکے شوہر کا کچھ استحقاق نہین ہے یہ راے داے بھاگ کے بموجب ہے۔

بعد جائداد مذکور اُسکے دادا کے نواسہ کو پہونچیگی شوہر کو نہ ملیگی۔

ضلع راج شاہی-۲۱-مئی ۱۸۷۳ء-

مقدمہ ۴-س-تین بھائیون نے اپنی جائداد موروثی کی تقسیم کے وقت ایک خاص حصہ ارضی کا اپنی بہن کی وجہ معاش کے لیے مقرر کر دیا چھوٹا بھائی ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان دوسرا بھائی بلا اولاد ذکور فوت ہوا اور بالآخر بڑے بیٹے نے ایک پسر چھوڑ کر رحلت کی-بہن کی وفات کے بعد منجملہ اُسکی جائداد معینہ کے کسقدر حصہ چھوٹے بھائی کی بیوہ کو درحالت موجود ہونے اُسکے نواسہ کے ملنے کا استحقاق ہے-

ج-اگر بھائیون نے جائداد اپنی بہن کو اس شرط سے دی ہو کہ وہ حین حیات اپنے جائداد مذکور کے کرایہ او محاصل سے متمتع ہو اور بعد اُسکے وفات کے وہ جائداد بھر بھائیون کو واپس ملے تو اس صورت مین چھوٹے بھائی کی بیوہ جائداد سے ایک ثلث جو اُسکے شوہر کا حصہ جائز ہے ورثتاً پاوے گی-ط

جائداد جو بہن بھائیون نے اپنی بہن کی وجہ معاش کے لیے مقرر کی ہو اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائی کی بیوہ کو ایک ثلث ملے گا-

ضلع چوبیس پرگنہ-

مقدمہ ۵-س-ایک شخص اپنی ماں اور ایک بیٹا اور ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اُسکے بیٹے اور بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی ماں جائداد پر قابض اور متصرف ہوئی بعد ازان ماں بھی مر گئی-اصل مالک کی ایک سوتیلی ماں تھی جس کے ایک دختر تھی اور دختر ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوئی-اب اصل مالک کی ماں کے

ط اگرچہ بھائی جو جائداد ورثتاً پہونچنے کے وقت مر گیا ہو اُسکی بیوہ شاستر کے بموجب وارث متصور نہین ہے تاہم راے مذکورۂ بالا اس اصل پر مبنی ہے کہ جائداد بھائیون نے کبھی منتقل نہین کی تھی بلکہ بہن کو عاریتاً دی تھی-

مرنے کے بعد اُسکی سوت کی دختر کا پسر اور اُسکے شوہر کے بھائی کا بیٹا دعویدار جائداد
ہین اس صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کون مستحق ورثت ہے۔

جائداد جو دادی کو ورثہ مین پہونچی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کے پسر کو بجروی اُسکے شوہر کے بھتیجے کے ملے گی۔

ج۔ اصل مالک کا بیٹا اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہوا اور اپنی وفات کے
بعد وارثون مین سے دادا تک کوئی وارث نہ چھوڑ مرا تو اس صورت مین پوتے سے
دادی کو جائداد ورثتاً ملنی چاہیے اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کا
پسر بجروی اُسکے شوہر کے بھتیجے کے قطعی مستحق ترکہ کا ہے ۱؎

مقدمہ ۶۔ س۔ ایک عورت کے بیٹے لاولد مر گئے اور وہ اُنکی جائداد پر ورثتاً
قابض ہوئی بعد ازان عورت مذکور ایک بیٹی اور دو نواسے اور اپنی سوت کا ایک
پوتا چھوڑ کر مر گئی۔ اس صورت مین اُسکی جائداد کسکو ورثتاً پہونچتی ہے اور منجملہ اشخاص
مذکورہ بالا کے کون عورت متوفیہ کے پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہے۔ انمین سے
جو شخص کہ شاستر کے بموجب عورت متوفیہ کے پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہو وہ اسوجہ سے
کسی قدر حصہ اُسکی جائداد سے پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

جائداد جو عورت کو اپنے بیٹون سے ملی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے دوسری زوجہ کے بیٹے کو پہونچیگی نہ عورت مذکور کے نواسہ کو۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین جائداد جو عورت کو اپنے بیٹون سے ورثتاً ملی تھی اُسکی
سوت کے پوتے کو پہونچیگی اور اُسکی دختر اور نواسون کا اسپر کچھ استحقاق نہین ہے کیونکہ شاستر
کی رو سے عورت مذکور کا تعلق جائداد سے صرف اُسکے حین حیات تھا دختر پنڈ و پانی دینے کی
مجاز متصور ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنی مان کی صرف جائداد خاص کی وارث ہوتی ہے۔

ضلع چوبیس پرگنہ۔ ۱۷۔ جنوری ۱۸۶۱ع۔

مقدمہ ۷۔ س۔ ایک شخص کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے دوسرا بیاہ کر لیا سابق
مین بیوہ مذکور کو اُسکے والدین سے زیور ملا تھا اُسکے دوسرے شوہر نے اُسکو

۱؎ اس مقدمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہن کے بیٹے کا استحقاق چچا کے بیٹے پر فائق ہے گو بہن
سوتیلی ہو یہ امر شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب ہے جسکے مطابق بلا شک رائے مذکورہ بالا دی گئی
اس مقدمہ کے اس جگہ درج کرنے سے مقصود اس امر کے ظاہر کرنے سے ہے کہ جائداد جو دادی
کو ورثتاً پہونچے وہ مثل اُس ترکہ کے جو مان یا بیوہ کو پہونچتا ہے استری دھن مین شمار ن

زناکاری کے سبب سے سزا اور طلاق دی اس صورت مین شوہر اپنی زوجہ کو شاستر کے بموجب سزا اور طلاق دینے کا مجاز ہے یا نہین اگر ہے تو عورت اُس جائداد کی جو اُسے سابق مین اُسکے والدین اور پہلے شوہر سے ملی ہے بالکل مالک ہے یا نہین۔

فیصلہ۔ شوہر کو اختیار ہے کہ اگر اُسکی زوجہ پاکدامن نہ رہے تو اُسے طلاق دے لیکن زانیہ اُس زیور کی مستحق ہے جو اُسے اُس کے والدین اور شوہر سابق سے ملا ہو۔ ؎

ضلع میدنی پور۔ ۱۵ مئی ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۵۔ س۔ ایک ہندو نے اپنی دختر کے بیاہ کے وقت اُسے ایک بیگھہ اراضی بطور یوتک یعنی استری دھن کے دیا اور وہ اپنے حین حیات اُسپر متصرف رہی۔ بعد ازان وہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا چھوڑکر مرگئی اور بیٹا اُسکی جائداد پر قابض ہوا اور اپنی وفات کے قبل اُسنے بحالت موجودگی بھانجے کے اراضی مذکور شخص غیر کو دے دی۔ اور بہ تحقیق معلوم نہین کہ اُسکی وفات کے بعد اُسکا کریاکرم کس نے کیا اس صورت مین بیٹے مذکور کا اس طور پر منتقل کرنا اراضی کا جائز تھا یا نہین۔

فیصلہ۔ جائداد مذکور استحقاق کے بموجب اصل موہوب الیہ کی دختر کی تھی اور چونکہ اُسکے بیٹے کو اُسپر استحقاق ملکیت حاصل نہ تھا لہذا اُسکا منتقل کرنا اراضی کا ناجائز ہے۔

عدالت اپیل مرشدآباد۔

اگر زناکاری کی وجہ سے طلاق دیجاوے تو یہ لازم نہین آتا کہ عورت اپنی جائداد خاص سے محروم رہے۔

ماں کی خاص جائداد پر دختر یا اُسکے وارث کا حق بیٹے پر مرجع ہے جو اُسکے پہونچتا ہے۔

---

* نہین کیجاتی ہے اور جائداد مذکور عورت کی وفات کے بعد اُس شخص کے وارثون کو پہونچتی ہے جس سے عورت کو ورثہ مین ملی تھی نہ عورت کے خاص وارثون کو۔

؎ دھرم شاستر کے بموجب زنا کار بیٹے کلجگ مین بیوہ کا بیاہ ممنوع ہے لیکن یہ دستور کمین قومون مین مروج ہے۔

گورنا تھو بنام گنج مادھب۔

مقدمہ ۹۔ س۔ شودر قوم کی ایک عورت قاعدہ ورثت کے بموجب اپنے باپ کے دو مکسوبہ مکانون پر قابض ہوئی اُسکے بیاہ ہو جانے کے بعد اُسکا شوہر اُنپر قابض ہوا اور زن و شوہر دونون مکانون مین سکونت پذیر رہے۔ شوہر نے ایک شخص غیر کے نام اُنکا بیعنامہ تحریر کر دیا لیکن زوجہ اُنپر قابض رہی اس صورت مین شوہر منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

ج۔ شوہر مجاز اُن مکانون کے منتقل کرنے کا نہ تھا جو اُسکی زوجہ کو ترکہ مین ملے تھے لہذا اُسکا بیع کرنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ بیاہ ہو جانے سے شوہر کو اپنی زوجہ کی موروثی جائداد پر جو زوجہ کو قبل بیاہ کے ورثتاً ملی ہو منتقل کرنے کا استحقاق حاصل نہین ہو جاتا ہے۔

ف جائداد جو عورت کو بیاہ مین ملی ہے اُسپر اُسکے شوہر کا کوئی استحقاق ورثت نہین ہے۔

شہر مرشد آباد۔

مانک چند بنام چھوٹے لال۔

باب چوتھا

محرومی ورثہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س۔ ایک مجذوم کے دو لڑکے تھے منجملہ اُنکے ایک بیٹا بھی مبتلائے مرض جذام ہے لیکن اُسکے ایک لڑکا ہے جسکو یہ بیماری نہین ہے اس صورت مین وہ لڑکا جو مبتلائے مرض جذام ہے بھائی کے شمول اپنے باپ کے مال مکسوبہ سے حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ دھرم شاستر کے بموجب مجذوم بیٹا باپ کے ترکہ پانے کا مستحق نہین ہے۔

ف مجذوم ورثہ پانے کا مجاز نہین ہے۔

جاگیولک کا قول ہے کہ "وہ نامرد اور جو شخص ذات سے خارج ہو مع اپنی اولاد کے اور لنگڑا اور مجنون اور مخبط فطری اور نابینا اور مبتلاے مرض لاعلاج اور اور اسی قسم کے غیر مجاز شخصون کی پرورش کرنی چاہیے لیکن وے جائداد کی شرکت سے محروم رہینگے مگر اُنکے صحیح النسب یا ایسے بیٹے جو اُنکی زوجہ کے بطن اور روا سطہ دار کے صلب سے ہون مستحق حصہ پانے کے ہین بشرطیکہ وے عیوب مذکورہ بالا سے بری ہون"۔

نارد کا قول ہے کہ "وہ ایک شخص جو عسیر الدفع یا جانکاہ مرض مین مبتلا ہو یا مجنون یا جبلی نابینا یا لنگڑا ہو تو اُسکی پرورش اُسکے کنبے پر واجب ہے مگر اُنکے بیٹے اپنے مورثون کا حصہ پاوینگے"۔

ضلع سارن - ۱۲ - دسمبر ۱۸۱۵ع -

مقدمہ ۲ - س - اگر کوئی شخص مجنون ہو تو وہ استحقاق وراثت جو اُسکو بحالت صحیح العقلی کے اپنے باپ کی جائداد پر حاصل ہوتا اُسکی مان کو پہونچتا ہے یا زوجہ کو اور اگر بعد وفات پدر شخص مجنون کے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا ہو جو بعد ازان مر گیا ہو تو اس صورت مین پوتا بوجہ اپنے باپ کی مجنونیت کے دادا کا ترکہ پانے کا مستحق تھا یا نہین اور اگر تھا تو اُسکی وفات کے بعد اُسکی مان کو کسی طرح کا استحقاق حاصل ہے یا نہین -

ج - مجنون کی زوجہ کو اپنے خسر سے ورثہ پانے کا استحقاق نہین ہے اصل مالک کی بیوہ کے مقابلہ مین اُسکے بیٹے کی زوجہ کا ترکہ مین حق نہین پہونچتا ہے لیکن بیوہ پر شخص مجنون اور اُسکی زوجہ کے لیے جائداد سے ضروریات روزمرہ کا سرانجام کر دینا واجب ہے - لیکن اگر بعد وفات پدر شخص مجنون کے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا اور وہ بیٹا بعد ازان مرجاے تو اس صورت مین اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ بوجہ مان ہونے کے اپنے لڑکے کا ورثہ پاوے گی اور اپنی ساس اور شوہر کے کھانے کپڑے سے خبرگیران رہے گی - یہ مسئلہ داے بھاگ اور اور کتب

مجنون ورثہ پانے سے محروم ہے اور اُسکے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ ورثہ پاوے گی اور اپنے شوہر اور اپنی ساس کی پرورش کرے گی -

شاستر مین مندرج ہے -

ضلع چوبیس پرگنہ - ۱۲ جولائی ۱۸۶۲ء -

اوما دیبی بنام رام منی دیبی -

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص ایک زوجہ اور دو بھتیجے چھوڑ کر فوت ہوا بیوہ زندہ ہے مگر تعلقات خانہ داری چھوڑ کر تارک الدنیا ہوگئی ہے اور اُسنے کوئی وثیقہ بطور ہبہ یا بیع کے بحق اپنے شوہر کے بھتیجون کے تحریر نہیں کیا ہے اس صورت مین بدین وجہ کہ بیوہ نے اُمور دنیوی سے تعلق قطع کیا ہے اُسکے شوہر کے بھتیجے جائداد پانے کے مستحق ہین یا نہین -

ف تارک الدنیا ہونا بمنزلہ وفات کے ہے -

ج - اگر بیوہ فی الواقع اپنے شوہر کی جائداد سے دست بردار ہوئی اور اُسنے تعلقات دنیوی کو ترک کیا تو اُس کے شوہر کے بھتیجے اُسکی جائداد پانے کے مستحق ہین گو بیوہ نے اُنکے واسطے کچھ تجویز نہ کی ہو[1]

مقدمہ ۴ - س ۱ - اگر کوئی ہندو مسلمان ہوجاے تو اُسکی جائداد موروثی اور مکسوبہ کسکو وراثتاً پہونچے گی -

ف مذہب ہنود سے برگشتہ ہونے کی صورت مین وہ جائداد جو قبل ازین حاصل کی گئی ہو ہنود وارثون کو پہونچیگی اور جو بعد ازان حاصل ہوئی ہو وہ مطابق مذہب جدید کے تقسیم ہوگی -

ج ۱ - جو جائداد کہ قبل مسلمان ہونے کے اُس کے قبضہ مین تھی وہ اُسکے قریب تر واسطہ دار کو جو ہندو ہو پہونچے گی اور جو بعد تبدیل مذہب اُسنے حاصل کی ہو وہ اُس شخص کو ملے گی جو شرح محمدی کے بموجب اُسکا وارث ہو -

ماخذ منو "استحقاق اُن کل بھائیون کا جو معیوب اُمور کے عادی ہون ورثہ سے جاتا رہتا ہے" -

سانگھ کا قول ہے - کہ "جو شخص اپنی برادری سے خارج ہوگیا ہے اُسکا استحقاق وراثت جاتا رہتا ہے اور نہ وہ پنڈ و پانی دینے کا

---

[1] دھرم شاستر کے بموجب تارک الدنیا ہونا بھی جائداد سے قانوناً محروم ہونے کا ایک سبب ہے جیسا کہ موت کے بعد ہوتا ہے اُسی طور پر تارک الدنیا ہونے کے بعد بھی وارثون کا استحقاق فوراً شروع ہوجاتا ہے -

مجاز ہے"۔

کوئی حکم ایسا نہین ہے جسکی روسے اُس اولاد کو جو مسلمان عورت کے بطن سے ہو اپنے مجازی باپ کے ورثہ پانے کی اجازت ہو۔

لیکن بھرگو کا قول ہے کہ "جو کچھ ایک ملک یا ایک فرقہ یا قوم یا جماعت تاجرون وغیرہ یا ایک شہر کا رواج مسلمہ ہو اُسکو ظاہر اور ثابت کرے اور ترکہ کی تقسیم رواج مذکور کے مطابق عمل مین آنی چاہیے"۔

س ۲- ایک ہندو کے دو بیٹے تھے اُسنے اُنکا بیاہ ہم قوم اور ہم رتبہ اور ہم حیثیت خاندانون مین کر دیا۔ بڑے بیٹے کی ہندو زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا بعد ازان دونون بھائیون نے دین محمدی اختیار کیا لیکن بڑے بھائی کا بیٹا اور دوسرے بھائی کی زوجہ اپنے مذہب پر ثابت قدم رہی بعد ازان دوسرا بھائی مرگیا اور اُسکی جائداد کے تین دعویدار ہین یعنی اُسکا بھتیجہ اور اُسکی ہندو بیوہ اور اُسکی مسلمان بیوہ اس صورت مین اُسکی وہ جائداد جو قبل مسلمان ہونے کے اُسکے قبضہ مین تھی اُسکی ہندو بیوہ کو ورثتاً پہونچیگی یا اُسکے بھتیجے کو۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین اگر اصل مالک کے بیٹون نے جائداد باہم تقسیم کر لی تھی اور علیحدہ رہتے تھے تو ہندو بیوہ مستحق ورثہ ہے اور اگر وے بعد تبدیل مذہب مثل کنبے مشترک اور شامل کے متفق رہتے تھے تو اُنکا بھتیجہ ورثہ کا مستحق ہے۔

ماخذ "زوجہ"۔ رنج داے بھاگ صفحہ ۱۲۰۔

عدالت اپیل پٹنہ۔

حاشیہ: ہندو جو مذہب سے برگشتہ ہو اُسکی مسلمان بیوہ کا اُس مال پر استحقاق نہین ہے جو اُسکے شوہر نے قبل مذہب تبدیل کرنے کے حاصل کیا ہو۔

مقدمہ ۵- س ۱- دختر جو فاحشہ ہو جاے والدین کی جائداد پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ــــــــــــ

سسکا تیا ئین ۔ خلاصہ ج ۴۔ جلد ۲۔

دختر جو عفیفہ نہو ورثت سے محروم رہتی ہے۔

ج ۱- دختر جو فاحشہ ہو گئی ہو یا عفیفہ نہو وہ اپنے والدین کی جائداد ورثتاً پانے کی بالکل مجاز نہین ہے۔

س ۲- اگر والدین کے بجز دختر فاحشہ کے کوئی اور وارث جائز نہو تو اس صورت مین دختر مذکور شاستر کے بموجب وارث تصور کیجاتی ہے یا نہین اگر نہین کیجاتی تو کسکو جائداد ورثتاً پہونچے گی۔

اگر کوئی وارث نہو تو جائداد سرکار مین ضبط ہوگی۔

ج ۲- دختر مذکور والدین کے ترکہ کی مستحق نہین ہے گو بجز اُسکے کوئی اور دعویدار ورثت نہو دختر کے بعد جو شخص وارثون کی ترتیب مین ہو وہ اُسکے والدین کی جائداد کا وارث ہوگا اور اگر کوئی وارث نہو اور والدین اُسکے برہمن کی قوم سے نہون تو اُنکی جائداد سرکار مین ضبط ہوگی۔ سلہ

سلہ مقدمات مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ ایسی صورت کے مقدمے جنمین ورثت سے خارج ہونے کی وجہ سے استحقاق ورثت جاتا رہے عدالتون مین بہت کم پیش ہوے ہین مجھے یاد نہین کہ مین نے سواے مقدمات مرقومہ بالا کے کوئی اور اس قبیل کا مقدمہ دیکھا ہو اگر جملہ شرائط پر جو فی زمانہ استحقاق ورثت مین بخوبی تعمیل ہو تو خوف ہے کہ بہت کم اشخاص ایسے ہونگے جو ورثہ پانے کے مجاز متصور ہون کیونکہ شاستر مین کوئی جرم اور ترتیب امراض مین کوئی مرض ایسا نہین ہے جو منجملہ انواع اسباب غیر مجازیت ورثت کے کسی نوع مین داخل نہو اسباب غیر مجازیت کی تفصیل مرقومہ ذیل کے مطالعہ سے اس قول کی تصدیق ہوگی۔

دھرم شاستر کے بموجب اشخاص مفصلۂ ذیل ترکہ سے حصہ پانے کے مجاز نہین ہین - نامرد نابینا فطری بہرا یا گونگا جبلی یا مخبط فطری یا مجنون یا لنگڑا - جس شخص کے ایک حواس یا ایک عضو نہو - مجذوم - مبتلاے امراض عسیر الدفع یا جانکاہ - مبتلاے مرض لاعلاج - خارج القوم - خارج القوم شخص کی اولاد - جو شخص حسب ضابطہ معینہ ذات سے اُتار اگیا ہو - جو شخص جلاوطن کیا گیا ہو - بیٹا جو باپ کا علانیہ دشمن ہو - جو اپنے مذہب سے برگشتہ ہو - جو شخص لباس فقیر پہنے - اُس عورت کا بیٹا جسکا بیاہ بلحاظ قوم خلاف ترتیب نہ کے ہوا ہو جو شخص کہ ناجائز طور پر جائداد حاصل کرے - جو شخص کاروبار کرنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو - جو امور معیوب کے ارتکاب کا عادی ہو - جو نیک نہو - بیٹا جسکو علم دین نہو - جسمین شجاعت نہو - جو محنتی نہو - محبت خدا یا سخاوت نہ رکھتا ہو - جو شخص نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو - جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین غفلت کرے - م

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۰ - فروری ۱۸۶۲ع -

۲ جو بدی مین غرق ہوجاوے بیٹے جنکا مستثنیٰ کرنا زمانہ حال مین جائز نہین ہے لیکن یہ سب اشخاص باستثناء انکے اور انکی اولاد کے جو ذات سے خارج ہین مستحق اس امر کے ہین کہ انکے لیے خورد و پوش اور مسکن کی تجویز کیجاے اگر ان شخصون کی غیر مجازیت بعد تقسیم جائداد علاج یا اور کسی ذریعہ سے دور ہوجاے تو انکو اسی قاعدہ کے بموجب شرکاء ورثت سے اپنا حصہ لینا چاہیے جس قاعدہ کے مطابق کہ اُس بیٹے کو جو بعد تقسیم جائداد پیدا ہو حصہ ملتا ہے اشخاص مذکورہ بالا کی تعریف مختلف مصنفون نے مختلف طور پر کی ہے چنانچہ اس باب مین چند امور ذیل مین درج ہوتے ہین"۔

اگر اشخاص مذکورہ بالا کے بیٹون مین کسی طرح کا نقص نہو یا عیوب پدری سے مبرا ہون تو انکو وہ حصہ جو انکے باپ کو بحالت مجازیت ورثت کے ملتا ملنا چاہیے اور تا وقتیکہ اُن اشخاص کی بیٹیون کا بیاہ ہو جاے کھانے کپڑے سے انکی پرورش کرنی چاہیے [1]۔ اور انکے بیاہ مین جو کچھ خرچ ہو وہ جائداد مذکور سے ادا کیجاے اور انکی نیک بیوون کی بھی مدت حیات انکے پرورش کرنی چاہیے -

نوع ۱ - سمرتی رتناولی مین لکھا ہے کہ کام شاستر کے مسائل کے بموجب کلیو یعنی نامرد بیس قسم کے ہین لیکن تصریح انکی کتاب مذکور مین نہین کی گئی ہے دیول نے چھ قسم کے کلیو بیان کیے ہین یعنی نامردون کی چھ قسمین ہین رشاندا ک - دواتج - شاندرا - پاند - کلیو - بنین سک - کلک - اُسنے ان الفاظ کی تشریح بھی کی ہے - [2]

نوع ۲ - عمدہ عالمون دھرم شاستر کے بموجب جو شخص کہ نابینا یا بہرا ہو وہ استحقاق ورثت سے محروم رہتا ہے بشرطیکہ وہ شخص روز ولادت سے نابینا یا بہرا ہو یعنی مان کے پیٹ سے اندھا اور بہرا پیدا ہوا ہو نہ وہ شخص جو بسبب غیر مجازیت ولادت کے بعد بیماری یا کسی اور ایسے ہی

[1] دایے بھاگ اور متاچھرا اور اور کتب شاستر مین یہ امر بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ شخص خارج القوم کی دختر پرورش کی مستحق ہے یا نہین مگر بیاد تندیو کے مصنف نے صاف یہ لکھا ہے کہ شخص خارج القوم کی دختر کی پرورش کرنی چاہیے -

[2] تشریح ان الفاظ کی نہایت تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے مگر اس جگہ شرح وار لکھنا انکا دلچسپ نہوگا علاوہ ازین تفصیل ان امور کی اس طور پر کہ عام فہم ہو اور خلاف حیا بھی نہو ممکن نہین ہے -

سبب سے پیدا ہوا ہو۔

نوع ۳ جمتو اہن کا قول ہے کہ جو شخص قوت نطق نہ رکھتا ہو وہ گونگا ہے۔ رام ناتھ کے بیان کے بموجب گونگا وہ ہے جو گفتگو نہ کر سکتا ہو۔ سادھو اچارج اور اور عالم کہتے ہین کہ مخبط فطری ایک لفظ مرکب ہے بباد چندر کے مصنف نے لکھا ہے کہ گونگا وہ ہے جو مخبط فطری ہونے کے باعث سے گونگا ہو۔

نوع ۴ جمتو اہن کی تصریح کے بموجب مخبط فطری وہ شخص ہے جو تربیت پذیر نہو۔ اور رگھونندن کے بموجب وہ ہے جو اپنے فرائض کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ اور اور عالمون کے بموجب مخبط فطری وہ ہے جو مادۂ فہم نہ رکھتا ہو۔ جنید الشہر کا قول ہے کہ مخبط فطری وہ ہے جسکو اپنی ذات کا علم نہو اور جسکے حواس باطنی مین اختلال ہو اور بباد چنتامنی کی تعریف کے بموجب جنمین قوت ممیزہ نہو۔ مصر کے قول کے مطابق مخبط فطری وہ ہے جو امر مفید اور مضر مین تمیز نہ کر سکے۔ رام ناتھ اور وداے نرنے کے مصنف اور اور عالم جمتو اہن کے معنی تسلیم کرتے ہین بگنیشر بیان کرتا ہے کہ مخبط فطری وہ شخص ہے جو قوا باطنی سے معرا ہو یعنی قوت ممیزہ نہ رکھتا ہو

نوع ۵ بگنیشر کے قول کے بموجب اگر کوئی شخص دیوانگی کی اُن قسمون سے جو ریح یا صفرا یا بلغم یا اجرام فلکی کے اثر سے پیدا ہوتی ہین کسی قسم کی دیوانگی مین مبتلا ہو اُسکو مجنون کہتے ہین۔ وداے بھاگ ارنرنے کے مصنف کے مطابق مجنون وہ ہے جسکی عقل ضعیف ہو یعنی نیک و بد مین تمیز نہ کر سکتا ہو لیکن یہ تعریف مخبط فطری سے زیادہ متعلق ہے۔

بباد بھنگارنو مین لکھا ہے کہ جو شخص معدنی دواؤن کے زبون اثر یا کسی اور اسی قسم کے سبب سے دیوانہ ہو جاے وہ ورثہ پانے سے مثل اُس شخص کے جو بعد ولادت اندھا یا نابینا ہو محروم نہین رہتا۔ دیوانہ وہ ہے جو پیدائش سے مجنون ہو۔

نوع ۶ جمتو اہن کا قول ہے کہ جو شخص ایک پانون سے بھی نہ چل سکتا ہو وہ لنگڑا ہے مصنف بباد آرنوستو اور وداے بھاگ ارنرنے نے بھی اسی قول کو نقل کیا ہے مگر بگنیشر نے اس مضمون کو لکھا ہے کہ لنگڑا وہ ہے جو دونون پانون سے معذور ہو۔

بباد بھنگارنو مین لکھا ہے کہ جمتو اہن کی راے کے بموجب اگر کوئی شخص ایک پانون سے بھی چل سکے تو وہ در اصل لنگڑا نہین ہے اور حال کے قانون دانون کا یہ قول ہے کہ لنگڑا وہ ہے

جو دونون پاؤن سے معذور ہو اور جو شخص دونون پاؤن سے چل سکے وہ لنگڑا نہین ہے پس ظاہر ہے کہ جو ایک پاؤن سے بھی معذور ہو وہ لنگڑا ہے لیکن ہرج متو اہن کی راے صحیح ہے کیونکہ منو کے قول مین جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ "وے اشخاص جنکا کوئی عضو بیکار ہو جاے" اس سے زائل ہونا کل اعضا کا مراد نہین ہے اگر یہ معنی قرار پاوین تو وہ شخص جسکے صرف ہاتھ بیکار ہون مستحق ورثہ ہوگا علاوہ اسکے اہل منطق کے نزدیک کوئی خاصیت یا صفت خاص کُل اعضا مین مشترک نہین ہے پس ایک لفظ خاص کے مستعمل ہونے سے زائل ہونا کل اعضا کا متصور نہین ہو سکتا بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی خاص عضو کا بالکل زائل ہونا تصور کیا جاے مثلاً عضو خاص سے ہاتھون یا پاؤن کی طاقت کا بالکل زائل ہونا یا قوت شامہ یا ذائقہ کا جاتا رہنا مراد ہو سکتا ہے علی ہذا القیاس قوت باصرہ کے بالکل جاتے رہنے سے اندھا اور قوت سامعہ کے قطعاً نہونے سے بہرا ہونا مفہوم ہو سکتا ہے اور اعضا تناسل کے قطعی نہونے سے نامرد ہونا عبارت ہے اور قوت نطق کے بالکل نہونے سے جسکا مدار زبان پر ہے گونگا ہونا مراد ہے۔

علاوہ اسکے جگنناتھ کا یہ بیان ہے کہ چونکہ لنگڑے کا لفظ نابینا کے لفظ کے ساتھ آیا ہے لہذا اس سے مراد اُس لنگڑے سے ہے جو مادر زاد ہو علی ہذا القیاس اس عبارت سے کہ "اشخاص جنکے ہاتھ بیکار ہون مراد اُن شخصون سے ہونی چاہیے جنکے ہاتھ روز ولادت سے ایسے ہون"۔

نوع ۶۔ نراندری کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جسکے کوئی حواس نہو اور اشتقاق اس لفظ کا نر و اندری سے ہے نر کے معنی نفی کے اور اندری کے معنی حواس کے ہین۔ بعض نے اندری کے معنی حواس مثلاً حس شامہ یا حس باصرہ وغیرہ بیان کیے ہین اور بعض نے عضو بیرونی کے مثلاً ہاتھ یا پاؤن وغیرہ۔ سمرتی ترنا ولی کے مصنف کے بموجب نراندری سے وہ شخص مراد ہے جسکا کوئی حواس بیماری وغیرہ کے باعث سے جاتا رہا ہو اور بیا دتند یو کے مطابق لنگڑا وغیرہ جسکا ہاتھ یا پیر بیماری سے شل ہو گیا ہو مقصود ہے اور رام ناتھ کے مطابق بھی لنگڑا وغیرہ مراد ہے بعض نے لفظ مذکور کے معنی اس طور پر بیان کیے ہین جس شخص کا عضو تناسل جاتا رہا ہو اُسکو نراندری کہتے ہین اور وہ نامردون کے زمرہ مین متصور ہوتا ہے بلگنیشر کا اس لفظ کی نسبت یہ قول ہے کہ جس شخص کا کوئی عضو حس یا حرکت بیماری یا کسی اور سبب سے جاتا رہا ہو تو اُسکی نسبت یہ کہتے ہین کہ اُسکا ایک حس یا عضو بیرونی (یعنی ہاتھ یا پیر

باطل ہوگیا ہے) رتناکر مین یہ لکھا ہے کہ نراندری یعنی وہ شخص جسکا ایک حس یا عضو جاتا رہا ہے اُس سے مقصود ہے جو امور دینی محکومۂ آئین ملہمہ و آیات مقدسہ کی بجا آوری کا مجاز نہو اور یہی قول جاد چلیتا منی اور بہا دبھنگار نو اور اور کتب دھرم شاستر مین نقل ہے۔

نوع ۸۔ سنسکرت کی کتب لغات مین جذام کی اٹھارہ قسمون سے کم نہین لکھی ہین منجملہ اُنکے چھ کو مہا کشٹ یعنی جذام شدیدہ بیان کیا گیا ہے اور باقی گیارہ قسمون کو کشودر کشٹ یعنی جذام خفیفہ نامزد کیا ہے لیکن ہندؤن کے آئین متعلقہ طب کے بموجب جو اس خاص امر کی نسبت ہے صرف آٹھ قسم کے جذام ہین چنانچہ بھویشی پران کے ایک فقرہ سے جو بہادبھنگار نو مین منقول ہے یہ امر ہویدا ہے فقرہ یہ ہے "اے اچارج مختلف قسم کے جذامون کا نام سن - اول قسم کا جذام اُسی قدر بُرا ہے جسقدر کہ اخیر قسم کا۔ پیرون کے آبلے۔ اعضا تناسل مین نقص ہونا۔ پوست کا شق ہونا۔ پیلیا یہ صادق زخم۔ تانبے کے رنگ کے داغ۔ جذام اسود۔ آٹھوان جذام ہیں"

بعد ازان ایک طویل بیان اس امر کا ہے کہ کون اشخاص ترکہ پانے کے مجاز ہین اور کون نہین اور کن صورتون مین ترکہ مل سکتا ہے اور اس مضمون کے خاتمہ مین یہ فقرہ لکھا ہے "بہت سے دانا اشخاص کی رائے تناقض جو درباب جواز ارث مجذوم اور بجا آوری فرائض دینی کے ہے اُسکے رفع کرنے کے واسطے بہت طریقے بیان کیے ہین لیکن اس امر مین سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص مبتلائے جذام شدید ہو وہ بعد ادائے کفارہ قابل ورثہ پانے کے ہے۔ رگھونندن کے بموجب جو شخص مرض پیلیا یہ اور سوکھا اور مرض سوزاک جسمین شہد کے مانند رطوبت جاری ہو اور سیاہ دندان اور اور امراض عسیر الدفع مین جنکا علاج مشکل ہو مبتلا ہون وے تا وقتیکہ کفارہ نہ کرین ورثہ پانے کے مستحق نہین ہین اور بچسپتی تھا چارجیا کے بموجب وے قابل ورثہ پانے کے ہین بہا ودیو کہتا ہے کہ مجذوم جسنے کفارہ نہین کیا ہے استحقاق وراثت سے محروم رہتا ہے۔

نوع ۹۔ لفظ مرض عسیر الدفع سے سوکھا اور اسی قسم کی بیماریان مراد ہے اور لفظ جانکاہ امراض سے جذام وغیرہ مقصود ہے۔ رتناکر

نوع ۱۰۔ مبتلائے مرض لاعلاج کے معنی مگنیشر نے اس طور پر بیان کیے ہین کہ ایسی بیماری جسکی دوا نہو سکے مثلاً سوکھا وغیرہ اور جیند الشیر نے اسکے معنی ایسے جذام وغیرہ کے لکھے ہین جنکے اچھے ہونے کی کچھ امید نہو

اور یہی معنی مصنفان بیاچندر اور بیادبھنگارنو اور داے بھاگ بنر نے اور اور عالمون نے بھی اختیار کیے ہین - لیکن ترناگر مین ایسے امراض کی تفصیل زیادہ وسعت کے ساتھ لکھی ہے - مرض شدید یعنے جذام وغیرہ - سوکھا - عسرالبول - برص - سوزاک - شکم کا بڑھ جانا - استسقا یا نفخ کے باعث سے بھگندر - بواسیر پیچش - یہ سب امراض شدید ہین -

نوع ۱۱ - لفظ پتیت سے وہ شخص مراد ہے جو ذات سے خارج کر دیا گیا ہو متاچھرا مین اسکے معنی یہ لکھے ہین کہ پتیت وہ ہے جو مذہب کی توہین یا کسی اور جرم کبیرہ کا مجرم ہو - اور بگیشنر کے نزدیک پتیت وہ ہے جس سے کسی فعل مجرمانہ کا ارتکاب ہوا ہو لیکن رگھ ناتھ نے اسکے معنی اور طرح پر بیان کیے ہین یعنی وہ شخص جو نہایت خبیث اور کبیرہ جرائم کا عادی ہو وہ پتیت ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ذات سے خارج کا لفظ ہے وہ شخص سمجھا جاے جسکی ہم قوم مین تحقیر ہوئی ہے اور وہ کفارہ کرنے سے متنفر ہو -

بیادبھنگارنو مین لکھا ہے کہ "پتیت وہ ہے جو بباعث گناہ کے ذات سے اُتار دیا گیا ہو" جسنے برہمنون کو قتل کیا ہو یا جو سخت جرم کا مجرم ہوا ہو اور جسنے کفارہ نہ کیا ہو بلکہ اُسکے کرنے سے متنفر ہو - رگھونندن کا قول ہے کہ جو گنہگار کفارہ کرنے سے متنفر ہو اُسکا استحقاق خاص اُسکے ذاتی مال سے بھی جاتا رہتا ہے اور اگر وہ کفارہ کرنے سے متنفر نہو تو موروثی جائداد پر اُسکا استحقاق قائم ہوتا ہے لیکن "بحسیتی سُبھاچار چیا کہتا ہے کہ وہ کفارہ کرنے سے متنفر ہونا ایسا امر نہین ہے جسکے سبب سے ایک شخص کا استحقاق اپنے ذاتی مال سے جاتا رہے" اُسکی راے کے بموجب کفارہ سے متنفر ہونا اس امر سے کچھ تعلق نہین رکھتا -

نوع ۱۲ - خارج القوم شخص کا بیٹا اپنے دادا کا ترکہ نہین پا سکتا مگر واضح رہے کہ اس سے وہ بیٹا مراد ہے جو اپنے باپ کی تخفیر کے بعد پیدا ہوا ہو چونکہ وہ بیٹا خارج القوم شخص کی صلب سے ہے لہذا وہ بھی ذات سے خارج ہے یہ راے بموجب کل طریقون مروجہ شاستر کے ہے -

بھلم بھٹ بیان کرتا ہے کہ خارج القوم شخص کے بیٹے سے اُس شخص کا بیٹا مراد ہے جس نے کفارہ ضروری نہ کیا ہو -

نوع ۱۳ - خلاصہ مین اپ پتیت کا لفظ اُس شخص کی نسبت مستعمل ہوا ہے جو حسب ضابطہ معینہ ذات سے اُتار دیا گیا ہو اور داے بھاگ مین اس سے وہ شخص مراد ہے جو جلاوطن کیا گیا ہو - دونون قول معتبر ہین -

اور جمتو اہن نے اُس قول کی جو خلاصہ کے مطابق ہے یہ شرح لکھی ہے کہ اپاپتیت وہ ہے جو پانی دینے کا مجاز نہو اور دواے بھاگ کے بموجب وہ ہے جو اپنے قوم مین ساتھ بیٹھکر پانی نہ پی سکے یہی معنے بیر متر اودا ے مین منقول ہین اور سری کرشن اور جد منی نے اور اور عالمون نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ لیکن اس لفظ کے معنی بیاد تند یو مین یہ لکھے ہین کہ اپاپتیت وہ ہے جسکو اُسکے وسیلہ داروں نے تیسرے درجہ کے جرم کے لیے یعنی چھتری کو بلا عداوت مار ڈالنے یا اسی قبیل کے اور جرم کے لیے بذریعہ رسم لات مارنے پانی کے گھڑے کے خارج کردیا ہو۔ اور مہوبار سیو کھ مین اس لفظ کی یہ تعریف لکھی ہے کہ اپاپتیت وہ ہے جو جہاز یا اور اسی قسم کی سواری مین بیٹھکر تجارت کے واسطے جزیرہ کی طرف سفر کرے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے کہ:-

وہ دوا جج سے جو بسواری جہاز سمندر مین جاوے یا چھتری کے مار ڈالنے کے لیے بذریعہ رسم لات مارنے پانی کے گھڑے کے خارج کردیا جاے اُسکو پاک کرنے کے بعد پھر قوم مین ملا لینا چاہیے۔" فرق مابین اُن شخصون کے اور اُنکے جو دسوین نوع مین مذکور ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشخاص جو اس نوع مین ہین وے امور ممنوع کے ارتکاب کے لیے حسب ضابطہ بعد اداے رسم تحقیر خارج کیے جاتے ہین نہ ارتکاب افعال گناہ کے واسطے۔

نوع ۱۲۔ لفظ ادپ تیک سے وہ شخص عبارت ہے جو جلا وطن کیا گیا ہو یہ لفظ جمتو اہن اور رگھو نندن اور مہیشر اور مصنف بیاد آر نوستو اور اور کتب شاستر نے بھی لکھا ہے مگر اُنھون نے اسکے معنی مختلف بیان کیے ہین۔ رگھو نندن بیان کرتا ہے کہ ادپ تیک وہ ہے جو مرتکب تیسرے درجہ کے جرم کا ہوا ہو مصنف بیاد آر نوستو نے بھی یہی معنی لکھے ہین۔ درختون کا کاٹنا وغیرہ تیسرے درجہ کے جرمون مین داخل ہے لیکن واضح رہے کہ داے کو بہدی مین ادپ تیک اُس شخص کو لکھا ہے جو مرتکب ایسے تیسرے درجہ کے جرم کا ہو جسکے باعث سے وہ رسوم کریا کرم اور رسوم مذہبی کی بجا آوری کا مجاز نہ رہے مہیشر کہتا ہے کہ ادپ تیک وہ ہے جو تیسرے درجہ کے جرائم کے ارتکاب کا عادی ہو مثلاً فاحشہ عورت سے محبت رکھتا ہو اور افعال مذموم کا مرتکب ہوتا ہو۔ مگر پرکاش کے مصنف نے اس لفظ کو ادپ تسی لکھا ہے اور رگھو نندن کے مطابق معنی بیان کیے ہین اور کلپ تر و مین اس لفظ کو اپہرت لکھا ہے اور بعض نسخون سمرتی چندریکا مین

۱۔ لفظ دوراج کے معنی امر نے یہ بیان کیے ہین کہ تین اعلی قومون یعنی برہمن اور چھتری اور ویش کی قوم کے شخص کو دوج کہتے ہین کیونکہ بالغ ہونے کے وقت اُنکی زنار بندی ہوتی ہے اور استعارۃً گویا دوسری ولادت ہے۔

اس لفظ کو ادب تک لکھا ہے مگر معنی وہی بیان کیے ہین جو اوپر لکھے گئے۔

نوع ۱۵۔ اس عبارت سے کہ "وہ اپنے باپ کا علانیہ دشمن ہو" وہ شخص مراد ہے جو اپنے باپ پر جبکہ وہ زندہ ہو حملہ کرے یا کسی اور طور پر بدسلوکی سے پیش آوے اور بعد اُسکے مرجانے کے اُسکا کریاکرم نہ کرے۔ رگھونندن اور مصر اور مصنف بیاد آرنوستو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر نے بھی یہی معنی لکھے ہین۔

نوع ۱۶۔ لفظ پرورا جست جو اصل قول مین واقع ہے اُسکے معنی شارحین نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو فقرا و تارک الدنیا کے فرقہ مین شامل ہو جاوے لیکن بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے وہ شخص مقصود ہے جو ایک فرقہ مذہبی سے منحرف ہو جائے عمدہ عالمون کے بموجب اگر ایک شخص عابدون کے فرقہ مین داخل ہو جاوے تو اُسکے جملہ حقوق وراثت زائل ہو جاتے ہین خواہ وہ تارک الدنیا رہے یا پھر خانہ دار ہو جاوے۔

جلم بھٹ کہتا ہے کہ عابدون کے تین فرقہ ہین ۱۔ جو ہمیشہ تحصیل علم مین مصروف رہتے ہین ۲۔ گوشہ نشین۔ ۳۔ وے عابد جو ریاضت کے واسطے اپنی ذات پر عقوبت اختیار کرتے ہین۔

نوع ۱۷۔ اجمتو اہن بیان کرتا ہے کہ لنگی کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جو شخص لباس فقر پہنے اور عابد گوشہ نشین ہو جاے مگر بعض کے نزدیک لنگی وہ شخص ہے جو متبرک لباس فقر کو فریباً پہنے۔ رگھونندن بیان کرتا ہے کہ لنگی وہ ہے جو فریب دینے کی نیت سے سخت ریاضت کرے۔ یہی معنی چنیدانشیر اور مصنفان بیاد چنتامنی اور بیاد آرنوستو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر نے لکھے ہین لیکن سمرتی چندریکا کے مصنف نے اسکے معنی یہ بیان کیے ہین "یعنی مکار اور فریبی یا بدعتی اور ملحد" بیوہار مئوکھ مین لکھا ہے کہ لنگی وہ ہے جو اُس لباس کو پہنے جو اُسے پہننا منع ہے۔ رام ناتھ نے یہ بیان کیا ہے کہ لنگی کے معنی دھرم دھوجی کے ہین یعنی وہ شخص جو ظاہری عبادت دکھاکر اپنی روزی حاصل کرے۔

نوع ۱۸۔ اس عبارت سے کہ "وہ بیٹا اُس عورت کا جسکا بیاہ بلحاظ قوم کے ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو" وہ بیٹا مقصود ہے جو برہمن کے صلب سے چھتری یا کسی اور قوم کی جوان عورت کے پیدا ہوا اور بیاہ اُس ترتیب معینہ قانون کے بموجب نہوا ہو جسکی رو سے ایک شخص مختلف فرقہ کی نوجوان عورتون کے ساتھ بیاہ کرسکتا ہے ایسا بیٹا قابل ورثہ پانے کے نہیں ہے "وہ اعلی قوم کی عورت جسکا بیاہ نیچ قوم کے مرد کے ساتھ ہوا ہو اُسکا بیٹا قابل پانے ترکہ کے نہیں ہے" جمتو اہن کا حکم ہے کہ "نیچ قوم کی عورت کے ساتھ بیاہ کرنے کے بعد اگر اعلی قوم کی عورت سے بیاہ کیا جاے تو دونون بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہین" جلگناتھ کہتا ہے کہ

عورت جو ہمرتبہ نہو مگر اُسکے ساتھ ترتیب اقوام کے بموجب بیاہ کیا گیا ہو تو عورت مذکور سے جو اولاد پیدا ہو وہ وارث ہو سکتی ہے۔ اس عبارت کے معنی کہ بیٹا اُس عورت کا جسکا بیاہ بلحاظ قوم کے ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو بعض نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وہ بیٹا مراد ہے جو اپنی زوجہ کے بطن اور ایسے واسطہ دار کے صلب سے ہو جو بغرض تولد بطور جائز تقرر کیا گیا ہو یا جو غیر منکوحہ لڑکی کا بیٹا ہو یا اور اسی طرح کا۔ لیکن بیاد چندریکا کے مصنف نے اسکے معنی وہی لکھے ہین جو اوپر بیان ہوے یعنی اُس عورت کا لڑکا جسکا بیاہ بترتیب اقوام نہوا ہو نیل کنٹھ کا قول ہے کہ وہ ایک عورت کا بیاہ اُس صورت مین جبکہ اُسکی چھوٹی بہن کا نہین ہوا ہے ہو جاے تو یہ دونون یعنی بڑی اور چھوٹی بہنون سے بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہین "بیاد چنتامنی مین لکھا ہے کہ وید شاستر کے بموجب بیاہ صرف ہمقوم کے ساتھ ہونا چاہیے لہذا اس عورت کو جسکے ساتھ شاستر کے خلاف بیاہ کیا جاے عورت منکوحہ خلاف ترتیب معینہ کہتے ہین"۔

چندرالیشر کا بیان جسمین مصنفان بیاد بھنگارنو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر کو اتفاق ہے یہ ہے کہ "اُس عورت کے بیٹے سے جسکا بیاہ خلاف ترتیب معینہ ہوا ہو وہ بیٹا مراد ہے جو غیر مساوی رتبہ کی عورت کے بطن اور ایسے شخص کی صلب سے پیدا ہو جسنے اُس ترتیب معینہ کے خلاف جسکی رو سے اقوام مختلفہ کی نوجوان عورات کے ساتھ ازدواج ہو سکتا ہے بیاہ کیا ہو" عورت جسکا بیاہ خلاف ترتیب معینہ ہوا ہو اُسکا بیٹا مستحق وراثت ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُسکی مان ہمقوم ہو۔ اور بیٹا اُس عورت کا بھی جو رتبہ مین مساوی نہو شریک وراثت ہو سکتا ہے بشرطیکہ قوم کی ترتیب معینہ کے مطابق اُسکے ساتھ بیاہ ہوا ہو سمرتی چندریکا مین لکھا ہے کہ اُس عورت کا بیٹا جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہے. قابل ورثہ پانے کے نہین ہے اور نہ اُس عورت کا بیٹا جو اُسکے قرابت دار کے صلب سے ہوا ہو۔ بیاد تندلو مین مندرج ہے کہ جو بیٹا ایسی ہمقوم عورت کے بطن سے جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہے پیدا ہو ورثہ مین شریک ہونے سے محروم کیا گیا ہے اور وہ بیٹا بھی جو ایسی غیر قوم کی عورت کے بطن سے ہو جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے مطابق ہوا ہے -

بیٹا اُس عورت کا جو اپنے شوہر کے گوتر مین ہو قابل ورثہ پانے کے نہین ہے یہ تاویل ہیوماریوکھ اور رتناگر اور بیاد چنتامنی اور بیاد چندریکا وغیرہ مین لکھی ہے۔ اس مضمون کی نسبت بیاد بھنگارنو مین ایک بحث کی مطول اس امر کے ثبوت کے واسطے لکھی ہے کہ مقاربت کے بعد

ایسا بیاہ جائز ہو جاتا ہے اور اس بحث کے خاتمہ مین یہ قول مندرج ہے کہ چونکہ شودر کا بیاہ ہمگوتر عورت کے جائز ہے لہذا اس قسم کے بیاہ سے جو بیٹا پیدا ہو وہ ورثہ پانے کے قابل ہے ۔

نوع ۱۹ - اصل قول مین جو یہ مضمون ہے کہ جو شخص ناجائز طور پر جائداد حاصل کرے وہ قابل ورثہ پانے کے نہین ہے وہان لفظ ادھرم اندر داتی برتی پیدا اتی آیا ہے برتی پیدا اتی کے معنی بیاد آرنوستلو اور اور کتب مین ارج جاتی یعنی حاصل یا پیدا کرنے کے لکھے ہین مگر بعض نے اسکے معنی اتی تلف کرنے کے بیان کیے ہین اور مھیشر ترک لنکا نے فاحشہ عورتون کو دینے کے معنی تحریر کیے ہین ۔

لفظ ناجائز طور سے معنی چیند اشیمر اور جگناتھ نے یہ لکھے ہین کہ اس سے قمار بازی وغیرہ مراد ہے اور بیاد آرنوستلو کے مطابق چوری کرنا مقصود ہے رتناکر مین لکھا ہے کہ بعض کی راے یہ ہے کہ جو شخص دولت کو تلف کرتا ہے وہ صرف اسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے جسقدر کہ بعد اسکے تلف کرنے کے بچے لیکن جگناتھ کا قول یہ ہے کہ جسقدر روپیہ ایک شخص نے اپنے کنبے کی پرورش اور اداے فرائض دینی وغیرہ مین صرف نہ کیا ہو اسقدر اسکے حصہ مین سے وضع کر لینا چاہیے

نوع ۲۰ - جو کاروبار کرنے کے قابل نہو یعنی جو شخص دنیوی معاملات سے واقف نہو یعنی رگھو نانتھ کے ہین اور گنیشر اور اور عالمون کے بموجب جو دنیوی معاملات کے انجام کے قابل نہو اور سمرتی چیندریکا کے مصنف نے اسکے معنی گونگے وغیرہ کے لکھے ہین او جگناتھ کہتا ہے کہ اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہین کہ ایک شخص معاملات دینوی کی طرف متوجہ نہو اور صرف دینی امور کی طرف بہمہ تن مصروف رہے ۔ رتناکر کے بموجب وہ شخص مراد ہین جو دنیوی معاملات کے انجام کے قابل نہون ایسے شخصون کی پرورش انکے حصون سے جو انکے واسطہ دارون کے سپرد کر دیے جائین ہونی چاہیے ۔

نوع ۲۱ جو امور معیوب کے ارتکاب کا عادی ہو - اس جملہ سے سنبو اہن کے بیان کے بموجب وہ شخص مراد ہے جو اپنے باپ کی کریاکرم اور اور امور دینی کے کرنے سے متنفر ہو - او سمرتی کرشن کے بموجب وہ شخص مقصود ہے جو ایسے فعل کرتا ہے جنکے باعث سے وہ قابل سجا آوری رسوم کریاکرم کے نہین رہتا ہے مثلاً ایک ایسی عورت کے ساتھ مقاربت کرنا جسکے پاس جانا شاستر کے بموجب منع ہو چیند اشیمر کا بیان یہ ہے کہ جو شخص قمار بازی وغیرہ مین مصروف رہتے ہین اور جو قابل انصرام احکام دینی نہین ہین انسے وہ شخص مراد ہین جو امور معیوب کے ارتکاب کے عادی ہین اور سے ورثہ پانے کے مجاز نہین ہین - اور کلوک بھٹ نے اس فقرہ کی یہ شرح لکھی ہے کہ

جو بھائی امور معیوب کے ارتکاب کے عادی ہون مثلاً قمار بازی و تماشا بینی وغیرہ وے ورنہ نہین پاسکتے گو وے ذات سے خارج نہ کر دیے گئے ہون۔

نوع ۲۲ بسبب غیر مجازیت ورثہ جو اس نوع مین مذکور ہے وہ بدرجۂ قریب اُسی قسم کا ہے جسکا اوپر ذکر ہوا یعنے نیک نہونا۔ اس جملہ کے معنی کہ "جسمین نیکی نہو" عالمون نے مختلف بیان کیے ہین میدھاتتھ کہتا ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جسمین خصائل بد ہون اور اُنکے باعث سے وہ اپنے مورثون کے کریاکرم کرنے سے متنفر ہو۔ گوبند راج کے بموجب اس سے وہ شخص مراد ہے جسمین صفات نیک کے برعکس خصائل بد ہون سروجنا کے مطابق وہ شخص مقصود ہے جو خصائل ذمیمہ کے باعث سے بد ہوگیا ہو۔ کلوک بھٹ کے بموجب وہ شخص مراد ہے جو رسوم کریاکرم وغیرہ کے کرنے سے متنفر ہو۔ سمرتی چندریکا مین اسکے معنی یہ لکھے ہین کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جسمین ایسی صفات نہون جنکے باعث سے اُسکے باپ کو اس دنیا اور عقبی مین فائدہ پہونچے۔

نوع ۲۳۔ برہسپتی کا قول ہے کہ "وہ بیٹا جسکو علم دین نہو جسمین شجاعت نہو۔ جو محنتی نہو محبت خدا یا ثبات نہ رکھتا ہو۔ نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو اُسکو بول و براز کے مانند سمجھنا چاہیے"۔ اس فقرہ کی جگنناتھ نے یہ شرح لکھی ہے کہ علم دین اور شجاعت اور محنت یہ تینون قومون کے لیے منفرداً مخصوص ہے یعنی برہمن کے لیے علم دین اور چھتری کے واسطے شجاعت اور ویس کے لیے محنتی ہونا ضرور ہے۔ محبت خدا وغیرہ جملہ صفات سب قومون کے لیے مشترک ہین۔ نیک رسوم قدیمہ کے معنی یہ ہین کہ ہر شخص حتی المقدور نیکی پر عمل کرے پس نتیجہ اس قول کا یہ ہے کہ بیٹا گو خصائل بد سے بری ہو لیکن اگر فرائض معینہ کے حتی الوسع انجام کرنے مین غفلت کرے گا تو وہ وراثت مین شریک ہونے سے محروم رہے گا۔

نوع ۲۴۔ یہ جملہ کہ جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین متوجہ نہو اُسکے معنی رام ناتھ نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وے شخص مراد ہین جو فرائض کے انجام کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین اور جگنناتھ بیان کرتا ہے کہ اس سے وے شخص مراد ہین جو امور دینی مثلاً دیوتاؤن کے سامنے تبرکاً پیشکش گذراننے وغیرہ کے قابل نہین ہین۔ چنانچہ عبارت مندرجۂ ذیل مین یہی لفظ واقع ہوا ہے یعنی دولت اس غرض سے دی گئی ہے کہ دیوتاؤن کو تبرکاً پیشکش گذرانا جاوے لہذا دولت کو با ایمان آدمیون مین تقسیم کرنا چاہیے نہ عورتون یا جاہل یا ایسے آدمیون مین جو اپنے فرائض کے ادا کرنے مین توجہ نہ کرین۔ مگر واضح ہو کہ جاہل سے یہان مراد اُس شخص سے ہے جو گایتری کے معنی سے واقف نہو۔ جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین توجہ نہ کرے۔ اس جملہ سے وہ شخص مراد ہے جو اُن رسوم مخلوصہ کو

جو صبح اور شام اور مغرب اور دوپہر کے وقت کیواسطے سعین ہین نہ کرے اور نہ دیگر فرائض فرزانہ پر عمل کرے داتشع قانون بیان کرتا ہے کہ جاہل آدمی اور وہ جو رسوم متبرکہ کے بجالانے مین توجہ نہ کرے وہ دیوتاؤن کو پیشکش گذراننے کا مجاز نہین ہے۔ داناؤن نے بیان کیا ہے کہ جو شخص بجا آوری رسوم متبرکہ مین توجہ نہ کرے اور جاہل شخص اور جو مبتلائے مرض شدید ہو اور جو صرف اپنی خوشی کے مطابق کام کرے وہ تادم مرگ ناپاک متصور ہوگا۔

نوع ۲۵۔ جو بدی مین غرق ہون یعنی وے جو ہمیشہ داسے سن مین مصروف رہتے ہون اور رام ناتھ نے داسے سن کے معنی یہ لکھے ہین مثلاً شکار کھیلنا۔ قمار بازی۔ دن مین سونا۔ غیبت کرنا۔ تماشا بینی۔ شراب خواری۔ ناچنا گانا۔ لہو لعب یا باجا بجانا۔ آوارہ پھرنا۔ یہ دس امور خواہش نفسانی سے پیدا ہوتے ہین۔ خباثت۔ تشدد۔ ضرر پہونچانا۔ حسد۔ کینہ۔ غریب محل بیجا۔ حملہ۔ یہ آٹھ باتین غصہ سے پیدا ہوتی ہین۔

جگن ناتھ کا بیان ہے کہ امر نے داسے سن کے معنی خطرہ یا مصیبت یا تحقیر یا گمراہی یا اُس بدی کے بیان کیے ہین جو خواہش نفسانی یا غیظ کے سبب سے پیدا ہو پس جو وارث ہو اُسے چاہیے کہ اُن شخصون کی جو اپنے فرائض کے بجالانے مین غافل یعنی قمار بازی وغیرہ مین مصروف ہون اُنکا پرورش کرے اور اُنکی بھی جو لذائذ نفسانی کے باعث سے بدی کی طرف رجوع ہون یا عورت فاحشہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہون اور اُنکی بھی جو غصہ کے سبب بدی کی طرف مائل ہون یا جنکا ہمیشہ ارادہ اورون کو نقصان رسانی کا ہو پس نتیجہ اس حکم کا کہ اُنکی پرورش کرنی چاہیے یہ ہے کہ وراثت مین شریک ہونے سے وے محروم کیے گئے ہین۔

نوع ۲۶۔ زمانہ سابق مین علاوہ اُس بیٹے کے جو زوجہ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض تولد بطور جائز مقرر کیا گیا ہو اور سوا اُس دختر کے بیٹے کے جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اور اُس بیٹے کے جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو اور متبنی بیٹے کے اور اُس بیٹے کے جسکی ولدیت مخفی ہو اور بیٹے متروکہ کے اور غیر منکوحہ عورت اور حاملہ دولھن کے بیٹے اور خریدے ہوے بیٹے اور دوبارہ بیاہی ہوئی عورت کے بیٹے اور اُس بیٹے کے جسنے اپنے تئین خود بیٹا بنایا ہو یا شودر کے بطن سے ہو دھرم شاستر کے بموجب بارہ قسم کے اور بیٹے بنانے کی اجازت تھی۔

لیکن زمانہ حال یعنی کلجگ مین صرف دتک طریقہ متبنی کا عموماً جائز متصور ہے البتہ دھرم شاستر متشبہ متصلہ کے مطابق کدی ترم طریقہ کے بموجب متبنی کرنے کی اجازت ہے۔ بیٹا جو شودر کے صلب اور اُسکی کنیزک غیر منکوحہ کے بطن سے ہو وہ بیٹا وراثت مین شریک ہونے کا مستحق ہے۔ علاوہ اسکے اور بھی مستثنیات خاص اور مختص المقام ہین۔

باب پانچوان

تقسیم ملک کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - ایک شخص اُس صورت مین جب کہ اُسکی چھوٹی زوجہ حاملہ ہے
یا امکان ہے کہ اُسکے آیندہ اولاد پیدا ہو اپنی مکسوبہ جائداد سے بقدر اپنی
وجہ معاش کے رکھکر باقی کو بڑی زوجہ کے دو بیٹون مین تقسیم کر دینے کا مجاز
ہے یا نہین -

ج شخص مذکور بغیر اپنے پاس رکھنے حصہ جائز یعنی دو حصون کے مال مکسوبہ
اپنے کو خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ باہم بڑی زوجہ کے دو بیٹون کے اُس صورت
مین تقسیم کرنے کا مجاز نہین ہے جبکہ اُسکی چھوٹی زوجہ حاملہ ہو یا اُسکے آیندہ اولاد
کا پیدا ہونا ممکن ہو -

ماخذ "جو شخص شاستر کے حکم کے خلاف کام کرے اُسکو جائداد تقسیم کرنے کا
اختیار نہین ہے" -

"وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو
فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی
وجہ معاش کو تلف کرنا ایک امر مذموم ہے" -

"اگر بیٹے اپنے باپ سے اُس صورت مین جب کہ اُسکی زوجہ حاملہ ہے مگر یہ امر معلوم
نہو علیحدہ ہو جائین تو بیٹا جو اس حمل سے بعد تقسیم پیدا ہو وہ اپنا حصہ اپنے بھائیون
سے لے گا" - [1]

عدالت اپیل کلکتہ -

اگر باپ ملک کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرنے اور اُسکی زوجہ کے آیندہ اولاد کا ہونا ممکن ہو تو وہ منجملہ جائداد مذکور کے حصہ جائز اپنے پاس رکھ لے -

[1] یہ تصور کرنا نہ چاہیے کہ دھرم شاستر متمشئیہ بنگالہ کے بموجب جائداد مکسوبہ کی تقسیم کے واسطے خواہ کسی قسم
کی ہو کوئی خاص زمانہ مقرر ہے کیونکہ باپ کو اپنے مال مکسوبہ پر اختیار کلی حاصل ہے وہ ایسے مال کو کم و بیش
یا مساوی حصون مین باہم اپنے بیٹون کے تقسیم کر سکتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق وہ اُسمین سے نصف

مقدمہ ۲ - س - ایک برہمن جسکے پاس دیوتاؤن کی چند مورتین اور اراضی معافی اور موروثی اور مکسوبہ تھی اُس کے تین بیٹے تھے اُس نے قبل اپنی وفات کے اپنی اراضی موروثی اور مکسوبہ اور مورتین اپنے بڑے بیٹے کو بذبانی ہبہ کردین اور باقی دو بیٹون کو معافی کی زمین دے دی اس

سے یا دو یا تین حصے اپنے پاس رکھ سکتا ہے آمال مکسوبہ کی تقسیم کے لیے کوئی زمانہ مقرر نہین ہے جب اُسکی خوشی ہو تقسیم کرے - اور تقسیم کردینے سے اُسکا وہ بیٹا بھی جو بعد تقسیم پیدا ہو محروم نہین رہتا ہے کیونکہ اُسکا استحقاق جائداد پدری پر قائم رہتا ہے چنانچہ یہ امر فقرۂ مرقومۂ ذیل واسے بھاگ سے ظاہر ہے - اگر باپ بعد جدا کردینے اپنے بیٹون اور دھرم شاستر کے مطابق رکھ لینے ایک حصہ کے مرجاے اور دوبارہ اُنکے شامل نہوا ہو تو وہی لڑکا جو بعد تقسیم ملک پیدا ہو صرف اپنے باپ کا حصہ پائے گا اور صرف یہی جائداد اُسکا حصہ ہے لیکن اگر باپ قبل وفات کے اپنے کسی بیٹے کے ساتھ دوبارہ رہنے لگا ہو تو اس صورت مین وہ بیٹا جو بعد تقسیم جائداد پیدا ہوا ہے اپنے مشترک وارثون سے حصہ پائے گا اگر باپ نے اپنے بیٹون کو اُس صورت مین جب کہ اُسکی زوجہ حاملہ تھی مگر یہ امر معلوم نہ تھا علحدہ کردیا ہو تو بیٹا جو اس حمل سے بعد ازان پیدا ہو اپنا حصہ اپنے بھائیون سے لے گا - صرف ایک ہی بیٹا نہین بلکہ جتنے بیٹے بعد تقسیم جائداد پیدا ہون بلا شرکت غیرے اپنی پدری جائداد لینگے - تقسیم کے بعد کُل جائداد مکسوبہ باپ کی اُس بیٹے کو ملے گی جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو - کُل سے مراد یہ ہے کہ خواہ کتنی ہی جائداد باپ نے حاصل کی ہے وہ سب اُس بیٹے کو پہونچے گی جو تقسیم کے بعد پیدا ہوا ہے - لیکن جو شخص پیرو طریقۂ بنارس کے ہین اُنکے نزدیک باپ جائداد غیر منقولہ کی نسبت خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ اپنے بیٹون کا پابند ہے اور اس راے کے بموجب یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ باپ جب تک اُسکی زوجہ کے اولاد پیدا ہونے کا امکان ہے اراضی مکسوبہ کو تقسیم کرنے کا مجاز نہین ہے گو یہ امر متاچھرا کے اُس باب مین صراحتاً بیان نہین ہوا ہے جہان اُس بیٹے کے استحقاق کا جو بعد تقسیم ملک پیدا ہو ذکر ہے -

صورت مین زبانی ہبہ کے لیے کوئی وثیقہ تحریری ضرور تھا یا نہین یعنے اگر باپ بغیر لکھنے ہبہ نامہ کے مرگیا ہو تو اُس کے بیٹے مساوی حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین۔

باپ کی غیر مساوی تقسیم مال مکسوبہ یا منقولہ کی نسبت جائز ہے۔

ج۔ اس صورت مین مال مکسوبہ کی تکمیل ہبہ کے لیے کوئی وثیقہ تحریری ضرور نہین ہے اور بیٹے باپ کی ہبہ مین مخل ہونے کے مجاز نہین ہین گو کوئی وثیقہ اس امر کی نسبت نہو لیکن موروثی جائداد سے وے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین۔

ماخذ۔ نارد کہتا ہے "جب باپ نے مساوی یا غیر مساوی حصے جائداد کے دے کر بیٹون کو علیحدہ کر دیا ہو تو اُسکو تقسیم کہتے ہین کیونکہ باپ کل کا مالک ہے"۔

جاگیلک "جب باپ جائداد کو تقسیم کرے تو وہ اپنے بیٹون کو اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ کر سکتا ہے"۔

جب باپ اپنی جائداد کو تقسیم کرے تو وہ اپنے بیٹون کو اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ کر سکتا ہے اگر وہ چاہے تو بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دے یا سب کو حصہ مساوی۔ متاچھرا۔[1]

ضلع جنگل محال۔ ۲۴ مئی ۱۸۱۳ء۔

مقدمہ ۳۔ س۔ باپ نے اپنی جائداد کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرکے پھر اُنسے واپس لینا چاہا اس صورت مین باپ کی یہ تقسیم مسترد ہونے کے

[1] واضح ہو گا کہ یہ مقدمہ بنگالہ کا تھا اگر یہ کسی اور جگہ واقع ہوتا تو رائے مین بھی اختلاف ہوتا کیونکہ شاستر متمشیہ بنارس اور اور اضلاع کے بموجب باپ کو غیر منقولہ جائداد کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا جائز تصور نہین کیا گیا ہے گو جائداد مذکور اُسکی مکسوبہ ہو دھرم شاستر کے بموجب دستاویز صرف یادداشت کے لیے ہوتی ہے اور تحریر ہونا اُسکا واسطے جواز کسی طرح کے انتقال جائداد کے اہم تصور نہین کیا گیا ہے۔

قابل ہے یا نہین۔

ج۔ اگر باپ اپنی جائداد مکسوبہ کو اپنے بیٹون مین تقسیم کردے اور بعد ازان محتاج ہوجاے تو وہ جائداد مذکور کے واپس لینے کا مجاز ہے چنانچہ یہ امر ہریت کے قول منقولہ بیادھ چنتامنی سے صاف ظاہر ہے "وہ یعنی باپ اپنے حین حیات اپنی جائداد کو تقسیم کرکے جنگل مین گوشہ گزین یا ایسے فرقہ مین جو جس شخص کے واسطے مناسب ہو داخل ہوسکتا ہے۔ یا جزوی حصہ تقسیم کرکے اور کثیر حصہ اپنے پاس رکھ کے گھر رہ سکتا ہے اور اگر وہ محتاج ہوجاے تو اُسکو واپس لے سکتا ہے۔"

اگر باپ محتاج ہوجاے تو وہ اُس جائداد کو جو اُسنے اپنے بیٹون کو دیدی ہے واپس لے سکتا ہے۔

ضلع شاہ آباد۔ ۱۵۔ جولائی سنہ ۱۸۶۱ء۔

مقدمہ ۴۔ س ۱۔ ایک شخص کے تین بیٹے تھے چھوٹا بیٹا گھر چھوڑ کر بھاگ گیا اُسکا باپ اُسکی تلاش مین بندرابن کی طرف گیا اُسکے باقی دو بیٹے گھر مین رہے اس صورت مین بڑا بیٹا اراضی اور اور جائداد پر استحقاق ملکیت کے نفاذ کا مجاز ہے یا نہین۔ اور اس اثنا مین اگر بڑا بیٹا منجملہ جائداد مشترکہ کے باپ کا حصہ بذریعہ فیصلہ پنچایت علیحدہ کرالے تو ایسا فیصلہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

تقسیم بلا اجازت باپ کے ناجائز ہے۔

ج ۱۔ باپ کی غیر موجودگی مین جب کہ وہ اپنے بیٹے کی تلاش مین بندرابن کی جانب چلا گیا بڑا بیٹا مجاز ہے کہ اُسکی اراضی مالگزاری اور اور جائداد کا انتظام کرے اور بحیثیت منتظم اُسکو جائداد مذکور پر استحقاق ملکیت کے نفاذ کا اختیار حاصل ہے ملہ لیکن جائداد مشترکہ کی تقسیم بلا اجازت باپ کے بذریعہ پنچایت ناجائز ہے۔

ملہ مسئلہ مندرجہ مقدمہ ہذا سے یہ تصور کرنا نہ چاہیے کہ دھرم شاستر کے بموجب ایک مسئلہ مسلمہ یہ ہے کہ صرف بڑا بیٹا اپنے باپ کی جائداد کے انتظام کرنے کا مستحق ہے اور باقی اور بیٹے اہتمام جائداد سے محروم ہین۔ جو بیٹا لائق ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا شاستر کے بموجب وہ جائداد کے انتظام کرنے کا مجاز ہے اور اگر ہر واحد اہتمام جائداد کا دعوے کرے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

س ۲- اگر باپ نے وقت روانگی ہندراہن کے بڑے بیٹے کو زبانی یہ ہدایت کی ہو کہ منجملہ جائداد غیر منقولہ جسپر وہ مع اور وارثون کے بالاشتراک قابض ہے اُسکے حصۂ متنازعہ کا تصفیہ کرلے اور بیٹے نے بموجب اس ہدایت کے باپ کی غیر موجودگی مین ایسا کیا ہو مگر باپ بعد واپس آنے کے تصفیہ مذکور پسند نہ کرے تو اس صورت مین ایسا تصفیہ درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج ۲- اگر بڑے بیٹے نے باپ کی غیر موجودگی مین بموجب اُس ہدایت کے جو وقت روانگی ہندراہن کے اُسکی جانب سے ہوئی ہو ایک پنچ مقرر کرکے بذریعہ پنچایت اپنے باپ کا حصہ جائز منجملہ جائداد مشترکہ کے علیحدہ کرالیا ہو تو ایسی تقسیم درست اور واجب التعمیل ہے گو باپ نے بعد واپس آنے کے اُسکو منظور کرنا نہ چاہا ہو۔

بلفظ دیگر بصورت اُسکی رضامندی کے وہ تقسیم جائز ہے گو وہ اُسوقت موجود نہو۔

س ۳- ایک شخص کے صرف ایک بیٹا تھا بیٹے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی مین ایک پنچ مقرر کرکے اپنے باپ کی موروثی غیر منقولہ جائداد کو جو شمول اور وارثون کے قبضہ مین تھی تقسیم کرالیا اور بعد ازان جب باپ واپس آیا اُس نے اس تجویز

ہ جو بیٹا لائق ہو وہ برضامندی باقیون کے بزمانہ غیر موجودگی باپ کے یا اُسکے مرجانے کے بعد جائداد کا اہتمام اپنے ذمہ لے سکتا ہے چنانچہ فقرۂ منقولۂ واے بھاگ سے یہ امر ظاہر ہے۔ صرف بڑا بیٹا بمحرومی اور بھائیون کے دیگر وارثون کی وفات کے بعد جائداد پانے کا مستحق ہے یا نہین۔ بجواب اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مستحق نہیں ہے کیونکہ منتظم جائداد ہونا بڑے بیٹے کا اور بھائیون کی مرضی پر منحصر ہے چنانچہ نارد کا قول ہے کہ بڑے بھائی کو اپنے باپ کے مانند اور بھائیون کی پرورش برضامندی اُنکے کرنی چاہیے۔ یا چھوٹا بھائی جو لائق ہو ایسا کرے۔ جائداد خاندانی کا انصرام لیاقت پر منحصر ہے۔ سب کی رضامندی سے چھوٹا بھائی بھی جو لائق ہو باقیون کی پرورش کر سکتا ہے۔ قاعدہ جو درباب استحقاق بڑے بیٹے کے ہے ناطق نہیں ہے۔

کو منظور نہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد مرگیا بیٹا جسنے جائداد کو تقسیم کیا تھا زندہ ہے اور تقسیم مذکور سے انحراف کرنا چاہتا ہے اس صورت مین وہ ایسا کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

ج ۳۔ باپ کی جائداد منقولہ مشترکہ اور اور مال کی ایسی تقسیم ناجائز ہے جو شخ کی ہدایت سے بزمانہ غیر موجودگی باپ کے بلا اُسکی رضامندی کے عمل مین آئی ہو اور جسکو اسنے بعد واپس آنے کے منظور نہ کیا ہو اور اگر باپ کی وفات کے بعد بیٹا جو باعث تقسیم جائداد ہوا ہو اُس سے انحراف کرنا چاہے تو تقسیم مذکور درست اور واجب التعمیل متصور نہین ہو سکتی۔

بلا رضامندی باپ کے بیٹے پر ایفاے معاہدہ تقسیم واجب نہین ہے

ضلع میدنی پور۔ ۲۵ مئی ۱۸۰۱ع۔

مقدمہ ۵۔ س۔ منجملہ چار بھائیون کے جنھون نے کچھ جائداد منقولہ و غیر منقولہ اپنے نانا سے بطور ہبہ پائی تھی بڑا بھائی ایک بیٹا جو اس مقدمہ مین مدعی ہے چھوڑ کر مرگیا اور بعد ازان اُنکی ماں نے وفات پائی اور ماں کی وفات کے بعد منجملہ تین بھائیون کے دو بھائی اور مر گئے اُنمین سے ایک اپنی دختر کو جسکے اولاد ذکور تھی اور دوسرا اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا۔ جائداد مذکور کے ایک جزو پر قبضہ بالاشتراک تھا اور باقی اشخاص مصرحہ بالا بالانفراد قابض تھے مدعی نے جو بڑے بھائی کا بیٹا ہے جائداد کی تقسیم کے واسطے نالش دائر کی ہے اور مدعا علیہ جو منجملہ چار بھائیون کے ایک بھائی ہے مدعی کے استحقاق قائم بالوجود کا مقر ہے مگر اظہار اُسکا یہ ہے کہ میرے حین حیات میرا بھتیجہ حصہ مساوی نہین پاسکتا اس صورت مین جب کہ منجملہ چار بھائیون کے ایک بھائی زندہ ہے جائداد مذکور تقسیم ہو سکتی ہے یا نہین یا بھائی جو زندہ ہے وہ مستحق حصہ کثیر پانے کا ہے۔

ج۔ کل نواسے اپنے نانا کی ہبہ کے پانے کے برابر مستحق تھے اور اگر ایک اُنمین سے حین حیات اپنی ماں کے ایک بیٹا چھوڑ کر مرجائے تو اسکا بیٹا

اگر کسی شخص نے اپنے چار نواسون کو

جائداد ہبہ کی ہو اور انمین سے ایک لڑکا بھی بیٹا چھوڑکر مرجائے تو بیٹا مذکور اپنے چچاؤن سے جائداد تقسیم کرلینے کا مستحق ہے۔

اُس جائداد کے پانے کا بلاشرکت احدے مستحق ہے جسپر اُسکے باپ کا حق تھا خواہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ چنانچہ اس باب مین متاچھرا اور دواے بھاگ اور اور کتب شاستر مین برہسپتی کا یہ قول مندرج ہے دیوجوشے کہ بھائیون نے بالاتفاق حاصل کی ہے اُسکے وے سب برابر کے حصہ دار ہین"۔سلہ

ضلع ہوگلی۔۳۔اپریل ۱۸۲۱ء۔

مقدمہ ۶۔س۔ دو ہندو سکونت اور طعام مین شریک تھے اور اپنے موروثی تعلقہ کے محاصل سے بالاشتراک متمتع ہوتے تھے ایک نے اُنمین سے روپیہ قرض لے کرکچھ اراضی خرید کی اس صورت مین دوسرے شخص کو زمین مذکور سے جو اس طرح خریدی گئی ہے حصہ پانے کا استحقاق ہے یا نہین۔

اگر ایک شریک نے قرض لیکر اراضی خریدی ہو تو دوسرے شریک کو جو معاملہ قرضہ مین شامل نہوا ہو اراضی مذکور پر کچھ دعوی نہین پہونچتا ہے۔

ج۔ صورت مرقومہ بالا مین معلوم ہوتا ہے کہ اشخاص مذکورہ مین سے ایک نے جب کہ وہ اور اُسکا شریک اپنی جائداد پر بالاشتراک قابض تھا اور وے ہمطعام تھے روپیہ قرض لے کر کچھ اراضی خرید کی لیکن یہ امر بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ شخص مذکور نے اپنے شریک کی رضامندی سے قرض لیا اور اراضی خرید کی یا بلا رضامندی اُسکے۔ اگر معاملہ مذکور شریک کی رضامندی سے ہوا ہے تو وہ مستحق حصہ پانے کا ہے اور اُسی مطابق اُسکو قرضہ بھی ادا کرنا ہوگا اور اگر بخلاف اسکے اُسکو اس معاملہ سے کچھ تعلق نہو تو جائداد مذکور پر مشتری کا بلاشرکت احدے استحقاق ہے اور صرف اُسی پر قرضہ بھی ادا کرنا واجب ہے۔

شہر ڈھاکہ۔۲۱۔جون ۱۸۱۰ء۔

مقدمہ ۷۔س ا۔ اپیلانٹیون کا باپ رسپانڈنٹ کے دادا کے ساتھ اُس زمانہ مین جب کہ دادا مذکور نے زمینداری خریدی اور مکان تعمیر کرایا ہمطعام تھا

سلہ متاچھرا صفحہ ۲۷۲۔

مگر اُسنے کوئی حصہ زر مصرفہ کا ادا نہین کیا اور نہ کوئی سرمایۂ موروثی مشترکہ تھا اس صورت مین ہمطعامی کی وجہ سے اپیلانٹ منجملہ جائداد یا مکان مذکور کے کچھ حصہ پانے کا دعوےٰ کر سکتے ہین یا نہین۔

ج ۱-اگر رسپانڈنٹ کے دادا نے اپنی محنت کے محاصل سے اور بلا استعانت سرمایۂ موروثی یا پدری کے زمینداری خود خرید کی تو ایسی زمینداری بلا شرکت احدے اُسی کی جائداد ہے اور اُسمین سے حصہ پانے کا کسی کو استحقاق نہین پہونچتا اور اگر اُسنے اراضی کی نسبت جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اپنے نام کی بر مہر سند حاصل کی ہے تو اس صورت مین اُس زمین کا کوئی اور شریک نہین ہو سکتا اور اگر اُسنے ایک مکان خشتی موروثی اراضی پر اپنے خاص سرمایہ سے تعمیر کرایا ہے تو اس صورت مین بھی یہ مکان ایسا نہوگا جسپر اور شرکا حصہ پانے کا دعوے کر سکین شرکا دار اراضی البتہ بقدر اپنی زمین کے دیگر زمین پانے کا دعوی کر سکتے ہین۔یہی رواج ہے صرف ہمطعام ہونے سے جائداد مین شراکت نہین ہو سکتی ہے۔

س ۲-اگر اپیلانٹیون کا دعوی صحیح ہے تو اس صورت مین ہر ایک کس قدر حصہ پانے کا مستحق ہے اور اگر رسپانڈنٹ کا دادا اور باپ اٹھائیس برس تک جائداد پر قابض رہے تو بعد انقضاے اس مدت کے اپیلانٹیون کا دعوے حصص جداگانہ کی نسبت صحیح ہو سکتا ہے یا نہین۔

ج-اگر در اصل اپیلانٹ حصہ پانے کے مستحق ہین تو بعد گذرنے اٹھائیس سال کے بھی بلکہ چوتھی نسل تک وے حصہ پا سکتے ہین۔

ماخذ-دابے بھاگ مین منو اور برہسپتی کا یہ قول مندرج ہے "جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُس نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے"۔

ق جائداد جو کسی شخص کی مکسوبہ ہو اُسمین اُسکے بھائیون کا کچھ حق نہین ہے گو وہ اُسکے ساتھ ہمطعام ہون-اگر کوئی شخص اراضی موروثی مشترکہ پر مکان تعمیر کرالے تو اوروں کا اُسپر کچھ حق نہین ہے الا صرف بقدر اپنے حصہ اراضی کے اور جگہ زمین پانے کا دعوی کر سکتے ہین۔

ق انقضاے مدت چوتھی نسل تک مانع تقسیم جائداد نہین ہے۔

سنگھ اوجیت کا قول ہے۔ کہ "مکان یا باغ جو ایک بیٹے نے اپنے واسطے بنوایا ہے اُسکی تقسیم نہیں ہو سکتی نہ پانی اور کھانے کے برتنون اور زیور وغیرہ کی نہ عورت مدخولہ یا پارچون کی نہ پانی کی جو تالابون اور کنوون مین ہو نہ چراگاہ اور شارع عام کی۔ خالق کا یہی قول ہے"

قول ویول "قاعدہ مقررہ یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم باہم شرکاء سے متفق کے اور جائداد کی دوبارہ تقسیم مابین اُن رشتہ دارون کے جو ایکبار علیحدہ ہو کر پھر شامل ہو گئے ہون چوتھی نسل تک ہو سکتی ہے"۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۴ ستمبر ۱۸۴۸ء۔

کھودی رام سرما اور اوجیت نند سرما بنام گور پرشاد ولی ترلوچن نابالغ۔

مقدمہ ہ۔ س۔ رسپانڈنٹ اور اپیلانٹ دونون حقیقی بھائی ماہ ستمبر ۱۸۴۰ء تک باتفاق رہے اور رسپانڈنٹ نے جو بڑا بھائی تھا تحصیلداری اور اجارہ داری اور اسی قسم کے عہدون کے ذریعہ سے روپیہ حاصل کیا اور اپیلانٹ نے بھی گماشتہ گری اور اجارہ داری اور ملازمی کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کیا دونون نے بحالت ہم طعامی اپنے سرمایۂ مکسوبہ سے جائداد اراضی خریدکی اور کچھ اراضی دوسرے شخصون کے نام ہے۔ کوئی دستاویز ایسی نہین ہے جس سے یہ امر صاف معلوم ہو کہ خریداری اراضی مذکورۂ بالا مین فریقین سے ہر ایک نے کس قدر زر صرف کیا مگر یہ امر کماحقہ تحقیق ہو گیا کہ رسپانڈنٹ نے خریداری مذکور مین زر کثیر خرچ کیا تھا۔ اس صورت مین جائداد مذکور جو دونون بھائیون نے بلا امداد سرمایۂ موروثی بذریعہ سرمایۂ مکسوبہ اپنے کے خریدکی دونون مین برابر تقسیم ہو گی یا بڑے بھائی کو اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے روپیہ سے جائداد کا جزو کثیر خرید کیا حصہ کثیر ملنے کا استحقاق ہے اگر ایسا ہے تو کس قدر حصہ اُسکو ملنا چاہیے۔

بھائی جبکہ باتفاق

تجویز۔ اپیلانٹ جو اپنے بھائی کے ساتھ رہتا تھا اور جس نے جائداد بلا صرف

کرنے سرمایہ موروثی کے خرید کی جائداد مذکور کا بلا شرکت احدے مالک ہے اور جو جائداد کہ رسپانڈنٹ نے اسی طور پر خرید کی وہ اُسکی ہے اور درصورت بالاتفاق رہنے رسپانڈنٹ اور اپیلانٹ کے اگر جائداد مذکور کی خرید مین رسپانڈنٹ کا سرمایہ کثیر صرف ہوا ہے اور اپیلانٹ کا کم تو جس قدر جس شخص کا سرمایہ خریداری مین خرچ ہوا ہے اُسی قدر وہ جائداد مذکور سے حصہ پانے کا مستحق ہے فریقین سے جس نے جو جائداد خرید کی ہے اُسپر اُسکا حق ہے اور وہ بلا شرکت احدے اُسی کی ملک ہے لیکن جب کہ یہ تحقیق نہو کہ کس نے کس قدر خریداری جائداد مین سرمایہ صرف کیا ہے تو اُس صورت مین فریقین کے حصص جداگانہ کے مقرر کرنے مین کوئی قاعدہ معینہ شاستر کے بموجب نہین ہے۔

ماخذ۔ قول جاگیلک منقولہ داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ ہے کہ "وہ جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے سرمایہ پدری کے کسی واسطہ دار سے ہدیتہً یا بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُس سے کسی اور شریک کو تعلق نہین ہے"۔ "وہ ہر شخص کو حصہ موافق کمی و بیشی مقدار اُس سرمایہ کے ملنا چاہیے جو اُسنے صرف کیا ہو" یہ مقولہ داے بھاگ اور داے رہاس اور اور کتب معتبر مین مندرج ہے۔ یہی امر کہ جو کچھ ایک شخص نے حاصل کیا ہے وہ تا دم مرگ بلا شرکت غیرے اُسی کا ہے عقل کی رو سے بھی مستنبط ہے اور اس امر کی تائید مین ایک فقرہ دھرم شاستر کا ہے مگر چونکہ اصلیت اُسکی معلوم نہین ہوتی لہذا تنقیح اُسکی چندان ضرور نہین ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۲۰ مئی ۱۸۱۶ء۔
کشل چکرورتی بنام رادھا ناتھ چکرورتی۔

مقدمہ ۹ س۔ ایک شخص اپنے کنبے کا مکان چھوڑ کر اپنے چچا کے ہمراہ ملک غیر کو چلا گیا اور وہان چچا کے وسیلہ سے نوکری حاصل کی اور چچا

رہتے ہوئے اُنکی جائداد مکسوبہ ہر ایک فریق اُسیقدر حصہ پانے کا مستحق ہے جسقدر اُسکی خرید مین اُسنے سرمایہ صرف کیاہے

مذکور کی شرکت مین اپنی محنت اور کوشش سے کچھ جائداد اراضی حاصل کی اور جائداد مذکور کے حاصل کرنے کے وقت اُسکا باپ بقید حیات تھا بعد حصول جائداد مذکور کے اُسکا باپ اُسکے شامل جاکر رہا اور تھوڑے عرصہ تک ہم طعام رہا اور بعد ازان باپ گھر واپس آکر مرگیا۔ بعد حصول جائداد مذکورہ بالا کے اُسکے دو حقیقی بھائی بھی تھوڑے عرصہ تک اُسکے شامل جاکر رہے مگر بعض اوقات وے اپنے خاص گھر بھی آکر رہتے تھے جب کہ وے بھائی کے ساتھ رہتے تھے تو بالاتفاق کھانا کھاتے تھے اور جب اپنے گھر آن کر رہتے تھے تو اُنکا بھائی جسنے جائداد حاصل کی تھی اُنکی پرورش کے واسطے کچھ روپیہ بھیجا کرتا تھا اب منجملہ اُن بھائیون کے ایک بھائی حاصل کرنے والے کی جائداد سے ایک ثلث کا دعوے کرتا ہے اس صورت مین یہ دعوے درست اور جائز ہے یا نہین۔

ف اگر کسی شخص نے بلا استعانت دوسرے کے جائداد حاصل کی ہو تو اُسکو اُسمین سے اُسے اپنے بھائیون کو گو وے بالاتفاق رہتے ہون حصہ دینا ضرور نہین ہے۔

ج۔ اگر حاصل کرنے والے بھائی نے جائداد اراضی اپنی محنت سے بلا صرف کرنے سرمایۂ موروثی کے حاصل کی ہے تو اُسکی جائداد مکسوبہ پر اور بھائیون کا کچھ حق نہین ہو سکتا ہے چنانچہ منو نے کہا ہے کہ ”جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت اور فکر سے حاصل کیا ہو اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے“۔

بیاس ”جو کچھ کہ ایک شخص خاص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے سرمایۂ موروثی پر حصر نہ کر کے حاصل کرے اُسکو وہ اپنے شریکون کو نہین دے سکتا نہ اُس شے کو جسے اُسنے بذریعۂ علم کے حاصل کیا ہے“۔

عدالت اپیل پٹنہ۔

جمعیت لال مفلس بنام حقیت راے۔

مقدمہ ۱۰-س- دو بھائیون نے حین حیات اپنے باپ کے اُس صورت مین جب کہ وے بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے کچھ جائداد اراضی اپنے اپنے

سرمایہ جداگانہ سے خرید کی اور اپنی جائداد پر ہر ایک علٰحدہ قابض رہا بلا اشتراک۔ باپ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کو اُسکے دونوں بیٹوں نے برابر تقسیم کرلیا۔ اب جائداد متنازعہ وہ ہے جسے ایک بھائی متوفی نے اپنی زوجہ کے روپیہ سے بنام اپنے بیٹے کے اُس حالت مین خریدکی جب کہ اُنکا باپ زندہ تھا اور وے دونوں شامل رہتے تھے۔ اس صورت مین بھائی جو زندہ ہے اُس جائداد سے جسکو اس طور پر متوفی نے خرید کیا کچھ حصہ پانے کا دعویٰ کرسکتا ہے یا نہین۔

ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی اُس جائداد پر کچھ دعویٰ نہین ہے جو اُسنے اپنے علٰحدہ سرمایہ سے حاصل کی ہو گو وہ بالاتفاق رہا ہو

فتح۔ صورت مذکورۂ بالا مین معلوم ہوتا ہے کہ جائداد متنازعہ باپ کے سرمایہ یا محنت سے خرید نہین کی گئی نہ اُس بھائی کے روپیہ اور کوشش سے جو زندہ ہے پس بھائی کو باوجود اسکے کہ حاصل کرنے والے کے ساتھ رہتا تھا اُسکی جائداد مکسوبہ سے کچھ تعلق نہین ہے۔

ماخذ۔ داے بھاگ اور متاچھرا مین اقوال مندرجہ ذیل مندرج ہین۔ ”جو کچھ کہ بھائی نے بلاصرف کرنے سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہو اُسکی نسبت ضرور نہین ہے کہ وہ اُسے اپنے شریکون کو دے نہ اُس شے کو جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کی ہو“۔

”جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے پدری جائداد کے ایک دوست دار سے ہدیہ یا بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُسمین کسی اور شریک کا تعلق نہین ہے“۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۱۰ جنوری ۱۸۲۰ء۔

مقدمہ ۱۱۔ س۔ دو بھائیون کے قبضہ مین ایک مفصلی تعلقہ کا حصہ آٹھ آنہ کا تھا اور دونون بھائی علٰحدہ رہتے تھے گو جائداد دونون کے قبضے مین بلا اشتراک تھی۔ مفصلی تعلقہ مذکور کے زمیندار یعنے مالک نے اس وجہ سے کہ دوسرے آٹھ آنہ کے حصہ مین باقی واجب الادا تھی کُل جائداد مذکور کو ضبط کرلیا۔ بڑا بھائی منجملہ اپنی ازواج کے ایک زوجہ اور ایک زوجہ کی بیٹی کا بیٹا

یعنی نواسہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان دوسرا بھائی دو بیٹے چھوڑ مرا دونون بھائیون کی وفات کے بعد بھی تعلقہ مذکور زمیندار کے قبضہ مین تھا چھوٹے بھائی کے بیٹون مین سے ایک بیٹے نے بحالت حیات بڑے بھائی کی بیوہ کے اور دوسرے آٹھ آنہ کے حصہ کے مالکون نے زمیندار کے نام پر حصول جائداد کے لیے نالش کی مگر زمیندار کے ساتھ باہم تصفیہ کر کے جائداد مذکور پر وے لوگ قابض ہوے لیکن آٹھ آنہ کا حصہ جو دونون بھائیون کا تھا وہ اب صرف چھوٹے بھائی کے بیٹون کے قبضہ مین رہا کیونکہ انھون نے بڑے بھائی کی بیوہ سے اُس کے شوہر کے حصہ کا ہبہ نامہ اپنے نام لکھوا لیا مگر اب یہ ثابت ہوا کہ چند روز پیشتر تحریر کرا لینے ہبہ نامہ کے بیوہ مجنون ہو گئی تھی اور آٹھ یا نو دن بعد تحریر ہبہ نامہ کے مر گئی چھوٹے بھائی کے ایک بیٹے نے اُسکا کریا کرم کیا۔ بیوہ کے ہبہ نامہ لکھ دینے کے پیشتر اُسکا نواسہ اس امر کی نسبت مزاحم ہوا اور اُس نے اپنے عذرات حاکم کے سامنے بذریعہ عرضی پیش کیے۔ اب بعد وفات بڑے بھائی کی بیوہ کے اُسکا پوتا اُسکے حصہ تعلقہ مفصلی کا دعوے کرتا ہے اس صورت مین نواسہ مذکور مستحق کچھ حصہ پانے کا ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر۔ اور بیوہ اپنے شوہر کے کل حصہ کو اپنے شوہر کے بھائی کے بیٹے کو دینے کی مجاز تھی یا نہین۔

جو شخص کہ اپنے کنبے کی جائداد کو دوبارہ حاصل کرتا ہے تو اُس مین سے اُسکو ایک ربع اُسکے اپنے حصہ سے زیادہ ملتا ہے

ج۔ اس صورت مین تعلقہ مفصلی کے آٹھ آنہ کے حصے مین سے نصف بڑے بھائی کا تھا اور نصف چھوٹے بھائی کا اور معلوم ہوتا ہے کہ زمیندار نے اُنکے حصون کو مع دوسرے حصہ آٹھ آنہ کے اس وجہ سے کہ اس پچھلے حصہ مین باقی واجب الادا تھی ضبط کر لیا مگر بعد ازان چھوٹے بھائی کے بیٹے نے جائداد کو دوبارہ حاصل کیا اس صورت مین اُس چار آنہ کے حصہ سے جو بڑے بھائی کا ہے ایک آنہ کا حصہ حاصل کرنے والے کو اُسکے حصہ سے مزید ملے گا اور باقی تین آنہ کا حصہ نواسہ کو پہونچے گا بڑے بھائی کی بیوہ نے

جو اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام ہبہ کیا وہ جائز نہین ہے - یہ رائے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

شہر ڈھاکہ - ۲۵ - جون ۱۸۱۱ع -

مقدمہ ۱۲ - س - تین ہندو حقیقی بھائی بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے اور اُنھون نے کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ بلا استعانت سرمایہ پدری حاصل کی - بعد ازان بڑا بھائی اور بھائیون سے علٰحدہ ہوگیا اور اُس نے کُل جائداد بغیر تقسیم کرنے اُس کے قبضہ کر لیا اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اور بھائیون سے بڑے بھائی کی جائداد مکسوبہ زیادہ ہے اس صورت مین جائداد مذکور کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے -

ج - اس صورت مین تین بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور اُنھون نے اپنے سرمایہ جداگانہ سے بلا استعانت جائداد موروثی کے جائداد منقولہ وغیر منقولہ حاصل کی لہذا ہر ایک بھائی اُسقدر جائداد کا مستحق ہے جسقدر کہ اُسکے حاصل کرنے مین اُسنے سرمایہ صرف کیا ہے اگر منجملہ اُنکے ایک نے بذریعہ سرمایہ مشترکہ موروثی کے جائداد حاصل کی ہے تو حاصل کرنے والا باقیون کی بہ نسبت دوچند حصہ پائے گا اور اگر کسی نے اُنمین سے صرف اپنے سرمایہ سے بلا صرف سرمایہ مشترکہ کے جائداد حاصل کی تو کل ایسی جائداد مکسوبہ وہی شخص پائے گا - اس راے کی تائید مین قول بیاس اور جاگیلاک کا داے بھاگ وغیرہ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے -

(۱) اگر سرمایہ مشترکہ صرف مین لایا گیا ہو تو بلحاظ کمی و بیشی اُس کے ہر شخص کو حصہ بقدر اُسکے حصہ مقررہ کے ملنا چاہیے، (۲) جو کچھ کہ ایک شخص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے ترکہ موروثی پر حرج نہ کر کے حاصل کرے وہ اُسے اپنے شریکون کو نہ دے اور نہ وہ جو اُس نے علم کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو، (۳) جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے پدری جائداد کے کسی واسطہ دار سے ہدیۃً پایا ہو

اگر جائداد کے حاصل کرنے مین سرمایہ موروثی صرف ہو تو حاصل کرنے والے کو وقت تقسیم دوچند حصہ پہونچتا ہے -

مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُس سے کسی اور شریک کا تعلق نہین ہے۔ "وجب کہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت شئے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کی جائداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہیین اور باقیون کو حصص مساوی"۔

شہر ڈھاکہ۔ ۱۲۔ مئی ۱۸۶۰ء

مقدمہ ۱۴۳۔ س۔ ایک لڑکے کو چند زیور او راور شیا اُن پاشنی سنسکار کی رسم[1] کے وقت بطور یوتک[2] ملے۔ اُسکی مان نے اُنکو بیچ کر زر قیمت سے جائداد اراضی لڑکے مذکور کے نام سے خرید کی اس صورت مین اُسکا حقیقی بھائی اُسمین حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ جو مال کہ زیور یا کسی اور اسباب کی قسم سے کسی لڑکے کو بطور یوتک دیا جاے یعنی اُسکی کسی ابتدائی رسم کے ادا ہونے کے وقت اُسکو ہدیتہً ملے تو ایسی بخشش بلا شرکت غیرے صرف اُسی کا مال ہے لہذا جو جائداد کہ خاص اُس کے سرمایہ سے اُسکی مان نے خرید کی ہے اُسمین سے اُسکے حقیقی بھائی کو حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے۔

اراضی جو بذریعہ روپیہ مالی یوتک کے خریدی گئی تقسیم ہونے کے قابل نہین ہے۔

ضلع میدنی پور۔ ۲۵۔ نومبر ۱۸۶۱ء

مقدمہ ۱۴۴۔ س۔ ایک شخص چار بیٹے اور کچھ جائداد اراضی مکسوبہ چھوڑ کر مر گیا۔

---

[1] یہ رسم وہ ہے جب کہ چھٹے یا آٹھوین مہینے مین یا جب بچے کے دانت نکلتے ہین اُسکو اناج کھلایا جاتا ہے۔ مختلف سنسکار یعنی رسوم کی تفصیل تنبیہ متعلقہ خلاصہ کولبروک صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین مندرج ہے۔

[2] یوتک مراد اُس شے سے ہے جو بیاہ مین ملے یہ لفظ یو سے نکلا ہے جسکے معنی ملنے کے ہین یعنی بیاہ مین دولھہ اور دلھن کا ملاپ ہوتا ہے لہذا جو بیاہ کے وقت ملے اُسکو یوتک کہتے ہین لیکن عموماً استعمال اس لفظ کا اُس شے کی نسبت ہے جو کسی سنسکار یعنی رسم کے وقت ہدیتہً دیجائے۔

باپ کی وفات کے بعد بیٹے بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہے اور ہر ایک نے اپنے زر کسوبہ کے ذریعہ سے اراضی خرید کر کے اصل جائداد کے ساتھ شامل کی اس صورت مین چارون بھائی کل جائداد مساوی حصون مین پانے کے مستحق ہین یا نہین۔

جائداد جو بھائیون کی مکسوبہ ہو وہ اُنکے باہم بموجب انکی محنت اور سرمایہ کے تقسیم ہونی چاہیے

ج - اگر ایک بھائی نے اپنی ذاتی محنت اور سرمایہ سے اُس صورت مین جب کہ وے بعد موت باپ کے بالاتفاق رہتے تھے جائداد خرید کر کے موروثی جائداد مین شامل کی ہو اور کسی طور سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہر ایک بھائی کی جانب سے کسقدر سرمایہ صرف ہوا ہے یا محنت عمل مین آئی ہے تو اُسی قدر اُسکو جائداد سے حصہ ملنا چاہیے [1] لیکن جائداد موروثی انمین باہم مساوی حصون مین تقسیم ہوگی۔

رام چندر داس بنام گنگا دھر شمی۔

مقدمہ ۱۵۱س - ایک شخص اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ بطور کنبہ مشترک کے رہتا تھا اور کبھی جدا نہوا بعد ازان وہ ایک ملک غیر کی طرف چلا گیا اور وہان کسی علاقہ پر مامور ہوا اور اُسنے کچھ جائداد اراضی خرید کی - اس صورت مین اُسکا سوتیلا بھائی اسوجہ سے کہ جائداد حاصل ہونے کے وقت وہ اُسکے شامل اور شریک تھا مستحق حصہ پانے جائداد مذکور سے ہے یا نہین اگر ہے تو کس طور پر جائداد باہم اُنکے تقسیم ہونی چاہیے

بھائی جو شامل رہا ہو اُسکی خاص کسبی جائداد پر دوسرے بھائی کا کچھ حق نہین ہے۔

ج - صورت مذکورۂ بالا مین مسئلہ مندرجۂ دایہ بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب سوتیلے بھائی کا استحقاق جائداد مذکور پر سوجہ سے کچھ نہین پہونچتا ہے

[1] اس مقدمہ مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ سرمایہ جو حصول جائداد کے لیے صرف ہوا ہے وہ موروثی جائداد سے حاصل نہین ہوا تھا جب کہ سرمایۂ موروثی صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین قاعدہ یہ ہے کہ جائداد حاصل کرنیوالے بھائی کو دوچند حصہ ملتا ہے چنانچہ بیاس کا قول ہے کہ جب کہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت کسی شے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کے

کہ وہ جائداد حاصل ہونے کے وقت حاصل کرنے والے کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا۔

۱۷- اپریل ۱۸۱۵ء۔

مقدمہ ۱۶- س- منجملہ پانچ بھائیون کے ایک نے ایک موضع معافی اپنے اور اپنے ایک بھائی کے نام سے حاصل کیا اور بعد از ان چار بھائی اور ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین موضع مذکور جملہ بھائیون سے متعلق ہے یا صرف تین سے جنکے نام سند معافی تحریر ہوئی تھی۔

ف جو شخص صرف اپنے سرمایہ سے جائداد حاصل کرے اسکی جائداد اور بھائیون مین تقسیم نہین ہو سکتی۔

ج- جب کہ مال منقولہ یا غیر منقولہ بلا صرف سرمایہ موروثی کے کسی شریک نے حاصل کیا ہو ایسا مال بکسوبہ صرف اُسی کی جائداد ہے اور بھائیون کو اُسیر دعوےٰ کرنے کا کچھ حق نہین ہے اگر محنت اور سرمایہ مشترکہ صرف ہوا ہے تو بموجب قول منو اور جاگبلک کے جائداد مذکور بھائیون مین باہم مساوی حصون مین تقسیم ہونی چاہیے قول مذکور یہ ہے۔ "دو جو کچھ کہ ایک شخص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے ترکہ موروثی پر صرفہ کرکے حاصل کرے وہ اُسے اپنے شریکون کو نہ دے اور وہ جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو"۔ ۱؎

۲؎ جائداد حاصل کرے تو تین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہیین اور باقیون کو حصص مساوی۔ دایہ بھاگ صفحہ ۱۱۱۔

۱؎ بھائی کو خواہ حقیقی ہو یا سوتیلا اپنے بھائی کی اُس جائداد پر جو بلا صرف سرمایہ موروثی کے اُسنے حاصل کی ہے حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے لیکن اگر استحصال جائداد مذکور کا سرمایہ مشترکہ سے ہوا ہے تو بموجب شاستر متعلقہ بنگالہ کے حاصل کرنے والے کو اور شریکون کی نسبت دو چند حصہ ملنا چاہیے لیکن اگر کسی طرح کی ترقی آمدنی کی نسبت کیجاوے تو اُس سے یہ قاعدہ متعلق نہین ہے اس صورت مین سب بھائی برابر حصے پاتے ہین چنانچہ متاچھرا کے صفحہ ۲۰۸- مین یہ قول منقول ہے کہ مع اگر بھائیون مین سے جو بلا اتفاق سب کے ہون ایک بھائی سرمایہ مشترکہ مین بذریعہ زراعت یا تجارت وغیرہ افزائش یا ترقی کرے تو اُس صورت مین بھی جائداد کی تقسیم مساوی ہوگی اور حاصل کرنے والے کو دو چند حصہ نہ ملیگا۔

دو جب کہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت
کسی شئے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کے جائداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی
شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہیین اور باقیون کو
حصص مساوی"۔

مقدمہ ۱۷۔ اِس منجملہ دو بھائیون کے جو بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے
بڑا بھائی چار بیٹے اور اپنا چھوٹا بھائی اور اُسکا بیٹا چھوڑ کر مرگیا بڑے بھائی کی وفات
کے بعد اُسکے چار بیٹے چھوٹے بھائی اور اُسکے بیٹے سے بلحاظ طعام علیحدہ ہوگئے
اگر جائداد پر بالاشتراک قابض رہے۔ اور اُنھون نے کچھ جائداد اُسی چھوٹے بھائی
کے بیٹے کے نام سے بذریعہ محاصل جائداد مشترکہ اور اُس روپیہ کے جو اُنھون نے
اپنی کوشش مشترکہ سے قرض لیا خرید کی۔ قرضہ مذکور جائداد مشترکہ کے محاصل سے
ادا کردیا گیا اور اہتمام اِس جائداد جدید کا بالکل چھوٹے بھائی کے بیٹے کے ذمہ
رہا اِس صورت مین جائداد مذکور سے منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے ہر ایک کو کسقدر
حصہ لینے کا حق ہے۔

جج۔ اگر دو بھائیون مین سے جو شریک رہتے تھے ایک بھائی چار بیٹے اور ایک
بھائی اور اُسکا بیٹا چھوڑ کر مرگیا ہو اور بعد ازان صرف بلحاظ طعام کنبہ مین تفرقہ ہوجاے
اور بڑے بھائی کی وفات کے بعد بھی جائداد تقسیم نہوئی ہو اور اشخاص مذکورہ بالا
کے سرمایہ اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے جائداد اُسی چھوٹے بھائی کے بیٹے
کے نام سے خریدی گئی ہو اور بیٹے مذکور نے جائداد کا اہتمام کیا ہو تو اس صورت
مین جائداد کے دو حصے کیے جاوینگے ایک حصہ بڑے بھائی متوفی کے چار بیٹون کو
ملے گا اور دوسرا چھوٹے بھائی کو جو زندہ ہے۔ جو حصہ کہ متوفی بھائی کے چار بیٹون کو
ملے گا اُسکو وے سب آپس مین مساوی تقسیم کرینگے۔ یہ راے داے بھاگ
اور رداے تو کے بموجب ہے۔ ۱؎

اگر کوئی شخص شمول اپنے بھائی کے بھتیجون کے سرمایہ مشترکہ سے جائداد حاصل کرے تو وہ جائداد مذکور دو حصون مین تقسیم کیجائیگی ایک حصہ شخص مذکور خود اپنے پاس رکھے گا اور دوسرا حصہ بھائی متوفی کے چار بیٹون کو دے گا۔

۱؎ اس مقدمہ مین ملحوظ رہے کہ متوفی بھائی کے بیٹون نے استعمال جائداد مین کچھ سرمایہ

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۳ جون ۱۸۶۷ء -

مقدمہ ۱۸ - ایس - ایک شخص کے چار بیٹے تھے بڑا بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو بیٹے چھوڑکر مرگیا اور اُنکو جائداد مکسوبہ بذریعہ وصیت کے دے گیا اب متوفی کا باپ اور اُسکے تین بھائی جائداد مذکور سے حصہ پانے کا دعوی کرتے ہین اگر متوفی نے جائداد مذکور کو صرف اپنے سرمایہ اور ذاتی محنت کے ذریعہ سے خرید کیا تو اس صورت مین ایسی جائداد مکسوبہ سے جملہ دعویدار حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر ہین توکسقدر حصہ ہر ایک کو ملیگا بخلاف اسکے اگر جائداد سرمایہ پدری کی استعانت سے حاصل کی گئی ہے تو اس صورت مین جائداد اشخاص مذکورہ بالا کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی اور در صورت اُنکے ہم طعام ہونے یا علیحدہ رہنے کے از روے شاستر حصہ ملنے کے باب مین کیا قاعدہ ہے -

فتح - منجملہ چار بھائیون کے اگر ایک نے جو بلحاظ طعام اورون کے شامل رہتا تھا یا جدا اپنی مکسوبہ جائداد کو اپنے دو بیٹون کو از روے وصیت دیا ہو تو اس صورت مین اگر جائداد مذکور اُسنے اپنے باپ کے سرمایہ اور ذاتی محنت سے حاصل کی ہے تو اُسمین سے نصف باپ کا حق ہے اور باقی نصف پانچ حصون مین تقسیم ہوگی منجملہ اُنکے دو حصے حاصل کرنے والے کو ملینگے اور باقی تین بھائیون کو ایک ایک حصہ - اگر جائداد بلا استعانت محنت یا سرمایہ پدری کے حاصل کی گئی ہے تو اس صورت مین بھائیون کا کچھ حق نہین ہے لیکن باپ مستحق پانے نصف جائداد کا ہے اور دونون صورتون مین حاصل کرنے والے کے بیٹے اُس حصہ پانے کے مستحق ہین جسپر اُنکے باپ کا استحقاق پہونچتا تھا یہ راے دا اے بھاگ اور دا اے تتو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے اور اُن کتابون مین کاتیاین کا یہ قول مندرج ہے کہ "باپ اپنے بیٹے کی جائداد مکسوبہ سے دو چند یا نصف حصہ

۱۳ اپنی ذات خاص سے صرف نہین کیا بلکہ اُنکو بذریعہ اپنے باپ اور بلحاظ روپیہ کے جو اُسنے صرف کیا استحقاق حاصل ہوا -

منجملہ چار بھائیون کے اگر ایک بھائی نے باپ کے سرمایہ اور محنت کی استعانت سے جائداد حاصل کی ہو تو اُسکے کس حصے ہونگے پانچ حصے باپ کو ملینگے اور دو جائداد حاصل کرنیوالے کو اور باقی ایک ایک حصہ تینون بھائیون کو - اگر جائداد مذکور بلا استعانت سرمایہ یا محنت پدری کے حاصل ہوئی ہے تو وہ دو حصون مین تقسیم ہوگی ایک حصہ باپ کو ملیگا اور ایک حاصل کرنیوالے کو -

پاتا ہے"۔

صورت مذکورۂ بالا سے واضح ہے کہ اگر بیٹا باپ کی جائداد سے کچھ مال حاصل کرے تو باپ کو مال محصلہ سے دو چند حصہ ملے گا اور باقی سے حاصل کرنے والے بیٹے کو نصف حصہ اور باقیون کو ایک ایک سہ ملے گا لیکن اگر استحصال مال مین باپ کا سرمایہ صرف نہین ہوا ہے تو مال مذکور سے نصف باپ کا حق ہے اور نصف حاصل کرنے والے کا باقی شخص حصہ پانے سے محروم رہینگے۔ وا۔ بھاگ

صدر دیوانی عدالت۔

مقدمہ ۱۹۔س۔ ایک شخص نے ضلع بھاگلپور کی عدالت دیوانی مین ایک گانون کے آٹھ آنہ کے حصے مین سے پانچوین حصہ کی بابت چار شخصون پر نالش دائر کی اور مقدمہ صدر امین کی عدالت مین فیصلہ کے لیے سپرد کر دیا گیا۔ مدعی نے اس عدالت مین ایک سوال بدین مضمون گذرانا کہ گانون مذکور کے آٹھ آنہ کا حصہ مجھ مدعی اور مدعا علیہ کے باپ نے جو دونون حقیقی بھائی تھے بالاتفاق خرید کیا مگر خریداری کے وقت میرا باپ مجنون اور مین نابالغ تھا۔ اس صورت مین دھرم شاستر کے بموجب جائداد مذکور سے مدعی حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین واضح ہو کہ جب جائداد مذکور خرید کی گئی تھی تو مدعی اور مدعا علیہ کے باپ دونون بالاشتراک قابض تھے گو مدعی کے باپ کی عقل مین فتور اور مدعی خود نابالغ تھا مگر اب مدعی بالغ ہو گیا ہے تو اس صورت مین وہ جائداد سے پانچوان حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ اگر پانچ بھائیون مین سے ایک بھائی مجنون تھا اور سب بطور کنبہ مشترک کے رہتے تھے اور چار بھائیون نے جائداد مذکور سرمایہ مشترکہ کے ذریعہ سے جو پانچون بھائیون کا تھا خرید کی تو گو بیع نامہ اُن چار بھائیون کے نام جو مجنون نہ تھے لکھا گیا تاہم مدعی اگر اسی قسم کی بیماری یعنی جنون

پانچ بھائیون مین اگر سرمایہ مشترکہ کے ذریعہ جائداد حاصل کی ہو تو مین سے ایک کا بیٹا حصہ پائیگا کہ پانچوان حصہ پانے کا مستحق ہے گو اُسکا باپ مجنون تھا۔

وغیرہ مین مبتلا نہین ہے تو مجملہ جائداد کے وہ ازروے تقسیم مستحق پانے پانچوین حصہ کا ہے لیکن اگر جائداد مذکور بلا استعانت سرمایہ مشترکہ کے خریدی گئی ہے تو بدھی کا اُسپر کچھ حق نہین ہے یہ راے بموجب بیاد رتنا کر او بیاد چنتامنی اور متاچھرا اور دیگر کتب شاستر کے ہے -

ماخذ - قول دیول منقولہ بیاد رتنا کر اور کتب شاستر مین یہ ہے کہ باپ یا کسی اور مالک جائداد کی وفات کے بعد نامرد آدمی یا وہ جو مرض پلیپا مین مبتلا ہو یا مجنون یا مخبط فطری یا وہ جو نابینا پیدا ہو یا وہ جو بسبب داش گناہ ذات سے خارج کر دیا گیا ہو اور اُسکی اولاد یا ایک مکار یا فقیر ہی کو ترکہ نہین ملیگا - ایسے آدمیون کے لیے باستثنا ے اُنکے جو ذات سے خارج ہین طعام و پارچہ کا سرانجام کر دینا چاہیے اور ایسے آدمیون کے بیٹون کو اگر وہ خلل اپنے باپ کے عدم قابلیت ارث نہین رکھتے ہین اُنکے باپ کا حصہ ملنا چاہیے " دوم قابلیت ایک سبب محرومی ارث کا ہے" - رتنا کر -

کتابون مذکورہ بالا مین یہ قول کاتیائن کا منقول ہے کہ وہ کل جائداد جو شخص کا کے باپ یا دادا کی ہے اور جو کچھ اُنھون نے خود اپنی کوشش مشترکہ سے حاصل کی ہے وہ اُنمین باہم تقسیم ہونی چاہیے -

"وہ جو کچھ کہ اُنھون نے خود حاصل کیا ہے باستثنا اُسکے جو باعث تفرقہ ہے"

یہ معنی قول مندرجہ رتنا کر کے ہین -

وہ لفظ مکسوبہ سے یہان مراد اُس جائداد سے ہے جو بذریعہ سرمایہ پدری حاصل کی گئی ہو" بیاد چنتامنی

ضلع بھاگلپور - ۱۱ جولائی ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۲۰ - س ا - تین حقیقی بھائی اپنی موروثی جائداد پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک بھائی کو ایک جاگیر حاصل ہوئی اور چند گانؤن خسر سے بطور بخشش ملے - اس صورت مین جاگیر اور گانؤن مذکور سے جملہ بھائی حصہ پائینگے یا نہین -

ج - اگر بصرف سرمایۂ موروثی جاگیر حاصل کی گئی ہے تو وہ جملہ بھائیون مین تقسیم ہونی چاہیے اور اگر اُسکو ایک بھائی نے صرف اپنی محنت سے بلا استعانت جائداد پدری کے حاصل کیا ہے تو اس صورت مین جملہ بھائیون کا اسمین کچھ حصہ نہین پہونچتا ہے کیونکہ جائداد مذکور بلا شرکت احدے اُسی کی ہے جس نے اُسے حاصل کیا ہے - علی ہذا القیاس گانؤن جنکو خسر نے اپنے روپیہ سے خرید کے اپنے داماد کو دیے وے بھی جملہ بھائیون مین تقسیم نہین ہو سکتے چنانچہ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ "جو کچھ بھائی نے بلا صرف سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُس نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے" -

اگر جاگیر بخشش جو بغیر سرمایۂ موروثی کے حاصل کی گئی ہو اُسکا مالک صرف حاصل کرنے والا ہی ہے -

س ۲ - اول سوال کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جاگیر بذریعۂ صرف جائداد موروثی کے حاصل کی گئی ہے تو وہ سب بھائیون مین تقسیم ہوگی - جائداد موروثی کے صرف سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ جائداد موروثی مذکور سے فی الواقع کچھ سرمایہ لیا ہو یا حاصل کرنے والے کی پرورش بذریعہ جائداد موروثی کے ہوئی ہو اور اُس نے اس اثنا مین علم تحصیل کرکے عہدہ حاصل کیا اور جاگیر پائی ہو تو ان دونون صورتون مین جاگیر مذکور جائداد موروثی مین داخل متصور ہو کر کل بھائیون مین تقسیم ہو سکتی ہے یا نہین -

جائداد بھائیون مین

ج - جب کہ جائداد ایک ایسا بھائی جو بالاتفاق رہتا ہو علم سے کے

تقسیم ہوگی گو سکے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو

ذریعہ سے حاصل کرے اور تحصیل علم اُسنے سرمایہ پدری کی وساطت سے کی ہو تو دھرم شاستر کے بموجب اُسکے بھائی بھی شریک جائداد مذکور ہونگے ۔

س ۳ - اگر جاگیر بذریعہ سرمایہ پدری یا علم کے باعث سے جو علم کہ سرمایہ مذکور کی وساطت سے حاصل ہوا ہے پیدا کیجاے تو ان دونوں صورتوں میں حاصل کرنے والا اور اس کے بھائی جائداد مذکور سے مساوی حصہ پاینگے یا کم و زیادہ ۔

حاصل کرنے والے کو دوچند حصہ ملتا ہے ۔

ج ۳ - دونوں صورتوں میں حاصل کرنے والا مستحق پانے دو حصوں کا ہے اور اور بھائیوں کو ایک ایک حصہ ملے گا چنانچہ برہسپتی کا قول ہے کہ منجملہ اُنکے وہ شخص جسنے جائداد مکسوبہ پیدا کی ہے وہ دوچند لے سکتا ہے ،، ۔

عدالت اپیل پٹنہ - ۲۱ - جنوری ۱۸۰۶ء ۔

اٹھوری شیو چرن رام بنام اٹھوری کرشن رام وغیرہ ۔

تقسیم جائداد کی دستاویز لکھی جانی چاہیے ۔

مقدمہ ۱۲ - س - جبکہ شرکا ایک دوسرے سے علیحدہ اور اپنی جائداد مشترکہ کو باہم تقسیم کرنا چاہیں تو اس صورت میں ایک دستاویز کا باضابطہ لکھا جانا ضرور ہے یا نہیں ۔

ج - جبکہ شرکا بلحاظ طعام اور جائداد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوا چاہیں تو مناسب ہے کہ ایک دستاویز تقسیم جائداد یا فارغخطی تحریر کیجاے ۔

ماخذ - اگر بھائی یا اور شرکا بعد تقسیم مناسب اور آپس کی رضامندی کے تقسیم

ید شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب جو شخص بذریعہ سرمایہ مشترکہ جائداد حاصل کرے دوچند حصہ پائے گا لیکن اُن آئین دانوں نے جنکے اقوال بنارس میں مروج ہیں اس مسئلہ کی نسبت ایک استشناد لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اُس صورت میں بھی مساوی تقسیم ہونی چاہیے جبکہ بلا استحصال کسی نئی جائداد کے اصل جائداد زیادہ یا اُسکی ترقی کیجاے چنانچہ فقرہ منقولہ متن چھپا سے یہ امر ظاہر ہے - اگر بھائیوں میں سے جو بالاتفاق رہتے ہوں ایک بھائی بذریعہ زراعت یا تجارت وغیرہ کے سرمایہ مشترکہ کی ترقی یا اُسمیں افزائش کرے تو اس صورت میں بھی جائداد کی تقسیم مساوی ہوگی اور حاصل کرنے والے کو دوچند حصہ نملے گا ۔

تحریر کرین تو اُسکو دستاویز تقسیم جائداد کہتے ہین۔ [1]

ضلع بردوان۔

مقدمہ ۲۲-س- تین اپیلانٹ اور رسپانڈنٹیہ کا شوہر ایک ہی دادا کی اولاد مین تھے اور اُنکی جائداد موروثی ایک گانون کے پچیس بیگھہ اراضی اور دوسرے گانون کے سات بیگھون پر مشتمل ہے۔ وقت بندوبست یعنے سنہ ۱۱۹۷ فصلی سے اپیلانٹیان پچیس بیگھہ اراضی پر بلاتخلل قابض رہے اور بطور پٹی دار زر لگان گانون کے مالک کو دیتے رہے اور رسپانڈنٹیہ کا شوہر اور خود رسپانڈنٹیہ دوسرے گانون کے سات بیگھون پر متصرف ہوکر مالگذاری سرکار ادا کرتے رہے اپیلانٹیان اُسی گانون مین رہتے ہین جسمین پچیس بیگھہ اراضی واقع ہے اور اُنھون نے رسپانڈنٹیہ پر سات بیگھہ اراضی سے حصہ پانے کی نالش کی اور اُنکے حق مین پانچ بیگھہ اور پانچ بسوہ اراضی کی ڈگری صادر ہوئی رسپانڈنٹیہ نے اس فیصلہ سے اپیل نہین کیا مگر اپیلانٹیون پر ایک نالش جدید دائر کرکے منجملہ پچیس بیگھون کے چھ بیگھہ اور پانچ بسوہ کا بابت حصہ جائز اپنے شوہر کے دعوے کیا اور اُسکے حق مین ڈگری صادر ہوئی اپیلانٹیون نے بنا راضی اس حکم کے اس عدالت مین اپیل دائر کیا۔ یہ امر اچھی طرح متحقق نہین ہے کہ دونون گانون کی اراضی مذکورہ بالا باہم اپیلانٹیون اور رسپانڈنٹیہ کے شوہر کے باضابطہ بموجب اُنکے حصون کے تقسیم ہوگئی تھی یا نہین اس صورت مین رسپانڈنٹیہ شاستر کے بموجب پچیس بیگھہ اراضی مقبوضہ اپیلانٹیون سے اپنے شوہر کے حصہ پانے کا دعوی کرتے

[1] تقسیم جائداد کی صورت مین ایک فارغخطی یا دستاویز ایک عمدہ شہادت اس امر کے دریافت کرنے کے لیے ہے لیکن اگر تقسیم جائداد بلاتحریر ہونے کسی دستاویز کے عمل مین آئی ہے تو یہ وجہ جائداد کے تقسیم نہونے پر دال نہین ہے۔

جبکہ درباب تقسیم شک واقع ہون تو اسکے لیے چندطرح کی شہادتین ہین جنکا بیان فصل آیندہ کی تنبیہ مین لکھا جاے گا

کن صورتون مین تقسیم متصور ہوگا

کی مستحق ہے یا نہین -

ج - اقوال جاگبلک و منو و نارد و کاتیائن وغیرہ منقولہ متاچھرا و بیرمترادداے و بیوہار مادھو و بیوہار میوکھ اور اور کتب شاستر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چار اشخاص ایک ہی دادا کی نسل سے ہون اور بالاتفاق رہتے ہون تو بیوہ یعنی رسپانڈنٹیہ مستحق پانے صرف خورد و پوش اور مکان سکونت کی ہے لیکن اگر اسکا شوہر اپنے شرکا سے علیحدہ ہوگیا تھا تو اُس صورت مین وہ اپنے شوہر کی جائداد پانے کی مستحق ہے - اس امر کی تخصیص سے کہ پچیس بیگھہ کا زرلگان اپیلانٹ اور سات بیگھہ کا رسپانڈنٹیہ کا شوہر اور وہ خود ادا کرتے رہے مستنبط ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹیہ کا شوہر اپنے شرکا سے علیحدہ رہتا تھا اور بوجہ تقسیم ہونے جائداد کے وہ اُس زمین کی مالگزاری جو اُس کے قبضہ مین تھی ادا کرتا رہا - اگر بھائی ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے ہون اور تقسیم جائداد اس قدر عرصہ دراز سے ہوئی ہو کہ کوئی دستاویز تحریری اُس امر کی نسبت نہ پائی جاے اور یہ ثابت ہوجاے کہ وے مدت دراز سے علیحدہ رہتے تھے اور بلحاظ طعام جدے تھے تو اس صورت مین قاعدہ دھرم شاستر کا یہ ہے کہ جائداد کا تقسیم ہوجانا قیاس کرلیا جاے چونکہ یہ مقدمہ اسی صورت کا ہے لہذا بیوہ یعنی رسپانڈنٹیہ پچیس بیگھہ اراضی سے اپنے شوہر کا حصہ پانے کی مستحق ہے - [1]

شہر بنارس - ۲۵ - مارچ ۱۸۱۶ء -

[1] اگر تقسیم جائداد کی بابت شبہہ واقع ہو تو اسکے حل کرنے کے واسطے دھرم شاستر کے بموجب واسطہ دارون اور رشتہ دارون اور اور گواہون کی شہادت لینی چاہیے یا اس امر کو دستاویز تقسیم جائداد اور شرکا کے معاملات جداگانہ اور اُنکے علیحدہ انتظام خانہ داری اور اور اسی قسم کے امور کے ذریعہ سے منقح کرنا چاہیے - داے تتو کے اُس باب سے جہان تقسیم مشتبہہ کا ذکر ہے اقوال مرقومہ ذیل نقل کیے جاتے ہین سنگھ کا حکم ہے کہ جبکہ کنبہ کی علیحدگی مین شبہہ ہو اور واسطہ دار قریب اس امر کا جواب اپنے علم سے ۔

مقدمہ ۲۳ - س - ایک شخص چار بیٹے چھوڑ کر مر گیا منجملہ اُنکے ایک جدا ہو گیا اور باقی تین بالاتفاق رہے بھائی جو علیحدہ ہو گیا تھا اُس نے واسطے تفریق

۴ نہ دے سکین تو اُس صورت مین بعید رشتہ دارون کی شہادت لینی چاہیے -

اگر اس امر مین شبہہ ہو کہ ایک کنبہ کی علیحدگی ہوئی ہے یا نہین - یا درباب تقسیم جائداد کے جو ورثا ایک کنبہ کو ملی ہو اور جسکی تقسیم ہونی چاہیے یا نسبت تقسیم ہونے یا نہونے ایک جائداد کے شک ہو تو اس امر کے گواہ واسطہ دار ہونے چاہیین اور یہ نہون تو ہمسایہ کے لوگ -

تقسیم جائداد کی تحریری دستاویز کے معنی برہسپتی نے اس طور پر بیان کیے ہین - اگر بھائی یا اور شرکا بعد تقسیم مناسب اور آپس کی رضامندی سے وثیقہ تحریر کرین تو اُسکو دستاویز تقسیم جائداد کہتے ہین -

بیوہار مترپکا مین یہ قول برہسپتی کا منقول ہے کہ جو اگر گانون اور کھیت اور باغ کسی بخشش نامہ مین درج ہون اور منجملہ اُنکے کوئی شخص کسی جزو پر دخیل ہو تو قانوناً وہ کُل پر قابض متصور ہوتا ہے" وغیرہ اگر بھائیون مین جائداد کی تقسیم عمل مین آوے اور کوئی گانون یا کوئی اور اراضی دستاویز تقسیم مین کسی بھائی کے نام مندرج ہو اور منجملہ اُسکے ایک جزو پر اُسکا دخل ہو اور باقی قبضہ مین نہو تاہم قانوناً کُل اراضی اُسکے قبضہ مین تصور کرنی چاہیے نہ بطور ترک کیے ہوے مال کے"

برہسپتی کا یہ بھی قول ہے کہ "مال غیر منقولہ جو بذریعۂ جائداد کی تقسیم مناسب یا اشتراء کے ملے یا ورثتاً باپ سے حاصل یا راجہ سے عطا ہو اُسپر مدت دراز کے قبضہ سے استحقاق حاصل ہوتا ہے اور اگر اس امر مین سکوت و غفلت عمل مین آئے تو استحقاق جاتا رہتا ہے اُس مال پر بھی جو استحقاق مناسب یا بلا استحقاق کے حاصل کیا جاے اور جسکو کسی شخص نے قبول کر لیا ہو اور بلا فرحمت دیگرے وہ اُسپر قابض رہا ہو تو اُسکا استحقاق اُس مال پر ہو جاتا ہے اور علی ہذا القیاس اگر اُسکی جانب سے سکوت و غفلت ظہور مین آئے تو اُسکا استحقاق زائل ہو جاتا ہے جو مال کہ جائداد کی تقسیم مناسب یا اشتراء یا کسی اور اسی قسم کے باعث سے حاصل ہو اُسپر قبضہ کی رو سے استحقاق قائم ہوتا ہے اور اگر قبضہ کی نسبت سکوت یا غفلت وقوع مین آئے تو استحقاق جاتا رہتا ہے -

نارد "اگر شرکا نے جائداد باہم تقسیم کر لی ہو تو اُنکے معاملات داد و ستد نسبت مویشی ۲

مالگزاری سرکاری جائداد پدری کے اس غرض سے درخواست دی کہ تفریق مذکور
مطابق اُس حصہ کے جو اُسکو ورثتاً ملا ہے عمل مین آوے اس اثنا مین محاصل کی
تقسیم باہم ہوگئی مگر تقسیم جائداد نہوئی منجملہ تین بھائیون کے جو بلحاظ طعام
وغیرہ بالاتفاق رہتے تھے ایک بھائی مرگیا اور باقی دو شریک بھائیون نے
بذریعہ محاصل اُس جائداد کے جو اُنکے اور متوفی کے حصہ مین تھی اُسکا کریا کرم
کیا اس صورت مین متوفی بھائی کی جائداد سے ثلث اُس بھائی کو جو علٰحدہ ہوگیا ہے
ملے گا یا نہین۔

بلحاظ طعام و سکونت کے جدا رہنے سے ایسی علٰحدگی تصور نہین کی جاسکتی جسکے باعث سے عدم قابلیت ارث لازم آوے۔

فج - اگر منجملہ چار حقیقی بھائیون کے جنکا مال منقولہ موروثی آپس مین تقسیم
ہوگیا ہے مگر جائداد غیر منقولہ غیر منقسمہ ہے اور اُنہین سے تین بالاتفاق رہتے تھے
ایک نے وفات پائی ہو اور باقی دو شریک بھائیون نے سرمایہ مشترکہ سے
اُسکا کریا کرم کیا ہو تو اس صورت مین اُس بھائی کو جو علٰحدہ رہتا ہے متوفی
بھائی کے حصۂ جائداد موروثی غیر منقسمہ سے ایک ثلث ملے گا گو وہ اُس کے
کریا کرم کرنے مین شامل نہوا ہو یہ راے منو اور اور عالمون کے قول کے بموجب

ہو واج وزمین ومعاملات خانگی وطعام ودین وآمدنی وخرچ بھی جداگانہ ہونگے اور یہ امور
تقسیم جائداد کی نسبت دلائل لازمی ہین تقسیم جائداد کے بعد بھائی ایک دوسرے کے گواہ
اور ضامن ہوسکتے ہین اور باہم ہدیہ دے پاسکتے ہین اور معاہدات کرسکتے ہین اور قبل تقسیم جائداد
ایسا نہین ہوتا ہے مگر مال مکسوبہ کی نسبت البتہ وے قبل تقسیم بھی ایسا کرسکتے ہین اگر اُن شخصون سے
جنکی جائداد علٰحدہ ہے ایسے امور علانیہ وقوع مین آوین تو اُنکی جائداد کو منقسمہ تصور کرنا چاہیے گو تقسیم کی
نسبت کوئی تحریری دستاویز نہو"۔

چنانچہ جاگیلنگ کہتا ہے کہ وہ یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ بھائی اور شوہر وزوجہ اور باپ
و بیٹا ایک دوسرے کے واسطے قبل تقسیم جائداد ضامن نہین ہوسکتے اور نہ اپنی جائداد مشترکہ ایک
دوسرے کو عاریتاً دے سکتے ہین اور نہ معاملات سرمایۂ مشترکہ مین ایک دوسرے کے
گواہ ہوسکتے ہین۔

ہے۔ منو کا قول ہے کہ "اگر جملہ زر قرضہ اور جائداد شاستر کے بموجب مناسب طور پر تقسیم ہوگئی ہو اور بعد ازان کوئی اور جائداد ظاہر ہو تو وہ بھی اسی طور پر تقسیم ہونی چاہیے"۔ دیول کا قول ہے کہ "بعد ازان برادران حقیقی کو اُس بھائی کا ورثہ جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو آپس مین تقسیم کر لینا چاہیے"۔

منو کا قول ہے کہ "اگر منجملہ کئی بھائیون کے بڑا یا چھوٹا بھائی تقسیم جائداد مین اپنا حصہ پانے سے محروم رہے یا اُنھین سے کوئی مر جاے تو اُسکا حصہ زائل نہ جاے گا بلکہ اُسکے حقیقی بھائی یا بہنین اور ایسے بھائی جو بعد علیحدہ ہو جانے کے دوبارہ شامل ہو گئے ہین فراہم ہو کر اُس کے حصہ کو آپس مین تقسیم کر لینگے"۔[1]

مقدمہ ۲۴۔ س ا۔ تین حقیقی بھائیون نے اپنے باپ سے اُس کے حین حیات کل جائداد تقسیم کرائی اور اُسوقت سے ایک بھائی علیحدہ

[1] اکثر عدالتون اضلاع مغربی مین سوال مرقومہ بالا بھیجا گیا تھا اُسکے جواب مین بعض پنڈتون نے یہ ہوسکتا لکھا کہ بھائی جو بعد علیحدہ ہو جانے کے جدا رہتا تھا وہ اپنے متوفی بھائی کی جائداد ورثتاً نہین پا سکتا صرف وے بھائی ورثہ پائینگے جو متوفی کے شامل رہتے تھے اور اُنھون نے اپنے ہوستون کی تائید مین وے قول جو دوبارہ شامل ہوے بھائی کے استحقاق کی نسبت مین نقل کیے۔ بعض پنڈتون نے یہ بیان کیا کہ جو بھائی شامل نہین رہتا تھا اُسکا بھی استحقاق ورثت مساوی ہے کیونکہ دراصل جائداد غیر منقولہ موروثی کی تقسیم قرعہ اندازی یا کسی اور ذریعہ سے قبل یا بعد علیحدہ ہونے بھائی مذکور کے عمل مین نہین آئی۔

یہ اختلاف راے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم جائداد کا ہونا اور بھائی کا صرف علیحدہ ہو جانا سوال مین صراحتاً بیان نہین کیا گیا تھا۔ صرف بلحاظ طعام بالاتفاق رہنے سے شریک بھائیون کو اُس بھائی کی نسبت جو علیحدہ کھانا کھاتا ہے مگر جسکا حصہ جائداد سے علیحدہ نہین کیا گیا ہے زیادہ استحقاق حاصل نہین ہے۔

ہو گیا اور تین شامل بطور کنبۂ مشترکہ کے رہے باپ کی وفات کے بعد شریک بھائیون مین سے ایک بلا اولاد ذکور مر گیا اور اُسکا کریا کرم اُس بھائی نے جو شامل رہتا تھا کیا اس صورت مین دونون بھائی جو زندہ ہین اپنے بھائی متوفی کی جائداد کے مساوی وارث ہین یا صرف وہی بھائی جو متوفے کے شامل رہتا تھا مستحق وراثت ہے۔

اگر یہ بیان ہو کہ بعد تقسیم کے دوبارہ شامل ہو جانا عمل مین آیا تو اُسکا بار ثبوت کافی ضرور ہے۔

ج (۱)۔ بھائی جو علیحدہ ہو جائین اور بعد ازان منجملہ اُنکے ایک لاوارث مر جاوے[۱] تو اُسکی جائداد اُسکے بھائیون مین مساوی طور پر تقسیم ہو جاوے گی بشرطیکہ کوئی خاص ثبوت اس امر کی نسبت نہو کہ بھائی متوفے اور وہ بھائی جو اُسکے مرتے وقت تک ساتھ رہا بلحاظ جائداد دوبارہ شامل ہو گئے تھے[۲] اس باب مین دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مسائل مندرج ہین۔

جاگیولک ”زوجہ اور بیٹیا اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی“۔

منو ”اُس شخص کا ترکہ جو بیٹیا نہ چھوڑ مرا ہو اُسکا باپ یا بھائی پاوے گا“۔

دیول ”بعد ازان حقیقی بھائیون کو ورثہ اُس شخص کا جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا تقسیم کر لینا چاہیے“۔

---

[۱] اس جگہ لاوارث کے لفظ سے یہ سمجھنا چاہیے کہ شخص مذکور کوئی وارث مان تک نہ چھوڑ مرا۔

[۲] جگناتھ نے دوبارہ شامل ہونے کے معنی جمتوواہن کے قول کے بموجب بیان کیے ہین جنکو رگھونندن مصنف دا ے تتو نے نقل کیا ہے۔ اور وے یہ ہین۔ کہ صرف وے اشخاص جو از روے ولادت اپنے باپ یا بھائی یا چچا وغیرہ کی جائداد مکسوبہ کے شریک ہون اور اگر بعد تقسیم جائداد کے ایک مکان مین بطور کنبۂ مشترکہ کے رہین اور پہلی تقسیم کو آپس کی محبت کے باعث سے بدین اظہار کہ تیری جائداد میری ہے اور میری تیری ہے منسوخ کرین تو دوبارہ شامل ہو سکتے ہین علاوہ اُنکے اور اشخاص مثلاً شرکاے تجارت کا اپنے مال کو باہم ملانا دوبارہ شریک ہونا نہین کہا جاتا ہے جلد ۳ صفحہ ۲۱۵۔

س ۲- اگر دوبارہ شامل ہونے کا کوئی صریح اور صاف ثبوت ہو اور دوبارہ شامل ہوئے بھائیون مین سے ایک مرجائے تو اُسکی جائداد کا صرف وہ بھائی جو شامل ہے مستحق ہوگا یا وہ بھی جو شامل نہین ہے۔

ج ۲- صورت مذکورہ بالا مین صرف وہ بھائی جو شامل ہوگیا ہے بمحرومی اُس بھائی کے جو علٰحدہ ہے مستحق وراثت ہے۔

جاگبلک "وہ جو بھائی دوبارہ شامل ہوا ہو اپنے متوفے شریک بھائی کا حصہ پائے گا"۔

ضلع ہوگلی۔

بمقابلہ اُس بھائی کے جو دوبارہ شامل ہو اُس بھائی کا کچھ حق نہین ہے جو علٰحدہ ہوگیا ہو۔

باب چھٹا

تبنی کے بیان مین

مقدمہ ۱- س- ناکتخدا شخص ایک لڑکے کو بطور بیٹے کے متبنی کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

ج- ناکتخدا شخص اپنے اور اپنے مورثون کو پنڈ و پانی دینے کے لیے لڑکا متبنی کر سکتا ہے۔

یہ راے مطابق دت تک چندریکا اور دت تک درپن اور اور کتب شاستر کے ہے۔

ضلع جنگل محال- ۱۱ مئی ۱۸۲۶ء۔

ناکتخدا شخص متبنے کر سکتا ہے۔

مقدمہ ۲- س ۱- عورت بعد وفات اپنے شوہر کے بیٹا گود لینے کی مجاز ہے یا نہین۔

ج ۱- اگر اُسکا شوہر اُسے گود لینے کے واسطے ہدایت کر گیا ہو تو اِس صورت مین عورت شاستر کے بموجب مجاز ہے کہ بیٹا گود لے نہ اور کسی صورت مین۔

اگر شوہر متوفی اپنی زوجہ کو اجازت دے گیا ہو تو وہ متبنی کر سکتی ہے۔

ماخذ۔ باسشٹ کا قول بحوالہ دختا منی اور بیا دبھنگار نو مین نقل ہے وہ یہ ہے کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے"

س ۲۔ ایک شخص اپنے باپ کے سامنے حاملہ زوجہ چھوڑ کر مر گیا اور اُس کے بعد ازان ایک طفل پیدا ہوا اس صورت مین یہ طفل جو بعد مرگ اپنے باپ کے پیدا ہوا اپنے باپ کی جائداد پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اور کنبہ سب شامل رہتا ہو اور بیوہ کے بعد ازان ایک بیٹا پیدا ہو تو ایسا بیٹا اپنے دادا کی وفات کے بعد اپنے باپ کا حصہ بشمول اپنے چچا یا اور وارثون کے ورثتاً پانے کا مستحق ہے لیکن اگر بیوہ مذکور کے دختر پیدا ہو تو وہ حصہ مذکور کا دعویٰ نہین کر سکتی کیونکہ شاستر مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ پوتی جسکا باپ اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اپنے دادا کی جائداد کا ترکہ پاوے لیکن اگر مالک نے اپنی جائداد کو باہم اپنے اور اپنے متوفے بیٹے کے تقسیم کر دیا تھا تو اس صورت مین پوتی اپنے باپ کا حصہ ورثتاً پانے کی مستحق ہے۔

لڑکا جو بعد وفات باپ کے پیدا ہو وہ دادا کی جائداد کا ترکہ بشمول اپنے چچاؤن کے پاویگا مگر بیٹی او جو اسطرح پیدا ہوئی ہو نہ پاویگی الا صرف اوس صورت مین جبکہ اوسکا باپ بحین حیات دادا اپنی حصے جائداد پر قابض اور متصرف ہو۔

ماخذ۔ کاتیائن کا قول دا تے تتو مین یہ منقول ہے کہ "اگر بیٹا قبل تقسیم جائداد مر جاوے تو اُسکا حصہ اُس کے بیٹے کو ملے گا بشرطیکہ اُس نے کوئی جائداد اپنے دادا سے نہ پائی ہو۔ پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا یا چچا کے بیٹے سے پائے گا"۔

س ۳۔ لڑکا گود لینے کے وقت کوئی معاہدہ تحریر کرنے کا دستور ہے یا نہین اور اگر ہے تو بمبئی مین کوئی معاہدہ تحریری عمل مین نہین آیا ہے باطل و نادرست متصور ہوگا یا نہین۔

ج ۳۔ بمبئی کے وقت دستاویز تحریر کرنے کے واسطے کوئی قانون نہین ہے گو دستاویز لکھنے کا رواج عام ہے۔ اگر کسی شخص نے لڑکے کو جسکی عمر پانچ برس

بر وقت متبنی کے تحریر ہو دستاویز

کا ضرور نہین ہے۔

سے زیادہ نہو بعد اداے رسوم معینہ تبنی کے گود لیا ہو اور کوئی دستاویز اس امر مین تحریر نہوئی ہو اور متبنی کے اصلی والدین نے اُسے برضا و رغبت گود دیا ہو تو اس صورت مین ایسی تبنیت درست اور جائز ہے۔

فقرۂ مرقومہ ذیل بیاد آر نوستو اور بیا دھنگار نو مین منقول ہے۔ "دیلیکن اسے راجہ دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹون کو جب کہ اُنکی عمر پانچ برس سے زیادہ ہو گود لینا نہ چاہیے اور اول اولاد ذکور کے لیے

سلہ یہ لکھنا مناسب ہے کہ پانچ برس کا جو یہان ذکر ہوا ہے اُسکی کچھ قید ضرور نہین ہے یعنی اس سے عمر متبنی کا تعین جسکے بعد تبنی ناجائز تصور ہو مقصود نہین ہے۔ تنبیہ منقولۂ ذیل مین کولبروک صاحب نے اس باب مین بہت تفصیل کے ساتھ بحث لکھی ہے تنبیہ مذکور اُنکے ترجمہ متاکچھرا مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ رگھونندن نے اودھوتومین کالکاپران سے ایک فقرہ نقل کیا ہے جو مع قول باسشٹ کے آئین تبنی کی بنیاد ہے اور جسپر پیرو اقوال رگھونندن کا عمل ہے فقرۂ مذکور سے وہ لوگ یہ معنی بیان کرتے ہین کہ متبنی کرنا لڑکے کا جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ ہو اور خصوصاً اُسکا جسکی موتر اشی کے علاوہ اور رسوم ابتدائی بھی ادا ہو گئی ہون ممنوع ہے مگر اس قول کو ہنود کے اور طریقون کے مصنفون نے بطور مقولۂ مسلمہ کے تسلیم نہین کیا ہے بلکہ بعض کو فقرۂ مذکور کے صحیح ہونے مین شبہہ ہے خصوصاً مصنف جیوتار میوکھ کو جو بیان کرتا ہے کہ یہ فقرہ اکثر نسخون کالکاپران مین نہین ہے بعض مصنف اس فقرہ کو صحیح کہتے ہین اور معنی اسکے دستور عام کے مطابق بیان کرتے ہین جسکی رو سے رشتہ دار شخص اجنب کو گود لینے کی اجازت ہے گو اُسکی عمر بڑی ہو اور رسوم ابتدائی بھی اُسکی نسبت عمل مین آگئی ہون۔ فقرۂ مذکورہ بالا کے معنی جو ذیل مین لکھے جاتے ہین وے اس معنی کے مطابق ہین جو نند اپنڈت کے دت تک ممانسا مین لکھے ہین۔ دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹے گو دوسرے شخص کے نطفہ سے ہون تاہم باقاعدہ بذریعہ رسم تبنی اپنے کنبے مین داخل کرنے سے وے گود لینے والے باپ کے بیٹے ہو جاتے ہین اگر کسی لڑکے کی رسم موتر اشی اسکے اصلی باپ کے خاندان کے نام سے حسب دستور عمل مین آئے تو وہ اس وجہ سے دوسرے شخص کا بیٹا نہین ہو جاتا ہے البتہ جب رسم موتر اشی اور اور رسوم ابتدائی گود لینے والے کے خاندان کے نام سے عمل مین آئین تو صرف اس صورت مین دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹے گود لینے والے کی اولاد مین تصور ہونگے اور اگر ایسا نہو تو اُنکو غلام کہتے ہین۔ اے راجہ بیٹون کو جبکہ اُنکی عمر پانچ برس سے تجاوز کر جاے گود لینا نہ چاہیے لیکن پانچ

جگ کرے"۔

ضلع ندیا۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۶۶ء

مقدمہ لشن کنت گوسامی بنام پرانند گوسامی۔

مقدمہ ۳۔س۔ ایک شخص کے دو بیٹون مین سے ایک بیٹا مر گیا بعد ازان اُس نے اپنی زوجہ کے بھائی کو اپنا دوسرا بیٹا گود دیا علاوہ ان دو بیٹون کے اُس کے کوئی اور اولاد نہ تھی اس صورت مین ایسے لڑکے کا گود لینا جائز ہے یا نہین۔

جگہ صرف ایک بیٹا ہو تو وہ گود نہین دیا جا سکتا۔

ج۔ صورت متذکرہ بالا مین بڑے بیٹے کی وفات کے بعد بحالت نہونے تیسرے بیٹے یا پوتے کے گود دینا دوسرے بیٹے کا ناجائز تصور کرنا چاہیے۔ *

۲ برس کے لڑکے کو گود لے کر تبنی کرنے والے کو وہ جگ کرنا چاہیے جو اولاد ذکور کے لیے معین ہے۔

سنہ بمقدمہ کیرت نرائن بنام بھپند بیسری منفصلہ ۱۸۶۰ء صدر دیوانی عدالت سے یہ رائے لکھی گئی تھی کہ وہ ایک فقرہ شاستر مرقومہ عالمان ہنود کا جنکی کتب دھرم شاستر بنگالہ مین مروج ہین یہ مضمون ہے کہ لڑکے کو پانچ سال کی عمر کے بعد کسی طریقہ تبنی سے متبنیٰ کرنا نہ چاہیے۔ اور جس کسی کو گود لینا منظور ہو وہ پانچ برس سے زیادہ عمر کے لڑکے کو متبنیٰ نہ کرے۔ اس فقرہ پر بحث یہ درپیش ہوگی کہ تبنی کے جواز کے لیے عمر کا تعین ایک امر ضروری اور لابدی ہے یا کہ فقرۂ مذکور کے معنی کو کسی قدر وسعت بھی دیجا سکتی ہے۔ دیگر اضلاع اور نیز بنگالہ مین پدری نسل کے رشتہ دار قریب کو متبنیٰ کرنے مین کچھ مشکل واقع نہین ہوتی مثلاً بھائی کے بیٹے کو یا شوہر کے قریب تر رشتہ دار کو گود لینا بلا شک جائز متصور ہوگا گو اُسکی عمر معینہ سے بہت زیادہ ہو۔ لیکن بنگالہ مین جہان اشخاص غیر کے گود لینے کا رواج ہے مقولہ مسلمہ یہ ہے کہ لڑکے کی عمر ایسی ہونی چاہیے کہ داخل خاندان کرنے کی رسوم منجملہ جنکے موتراشی کی رسم جو سب مین بڑی ہے گود لینے والے کے نام سے اور اُسکے گھر مین عمل مین آئے"۔

* یہ امر اس قاعدۂ اقتناعی کے بموجب ہے کہ جسکے صرف ایک بیٹا ہو وہ اس بیٹے کو دے دینے کا

مقدمہ ۴۸-س-شاستر متمشیہ بہار کے بموجب گود لینا اکلوتے بیٹے کا جائز ہے یا نہین-

ج-شاستر متمشیہ بہار کے بموجب دت تک طریقہ سے گود لینا اکلوتے بیٹے کا ناجائز ہے بلکہ دونون امر یعنی دینا اور لینا اکلوتے بیٹے کا منع ہے اور بلا ادا رسم دینے اور لینے کے اُس قسم کی تبنیت کو جو دت تک کے نام سے موسوم ہے نفاذ نہین ہو سکتا-

طریقہ دت تک کے بموجب اکلوتا بیٹا گود نہین لیا جا سکتا-

ماخذ-کسی آدمی کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے کیونکہ مورثون کے سرادھ وغیرہ

مجاز نہین ہے-بسیر بھیٹ کہتا ہے کہ جسکے دو بیٹے ہون اُسکو اپنا ایک بیٹا دے دینا نہ چاہیے وہ بعد نقل کرنے اس قول سنگھ کے کہ وہ جسکے بہت سے بیٹے ہون وہ مصائب کے سبب سے اپنا ایک بیٹا دے سکتا ہے یہ بیان کرتا ہے کہ دوسرے بیٹے کے مرجانے کے بعد قطع نسل ہو جاے گا-اس راے مین مصنفان ویجیانتی اور دت تک ممانسا کا بھی اتفاق ہے اُنکا قول ہے کہ جس شخص کے صرف ایک بیٹا ہے وہ اُسکو کبھی نہ دینا چاہیے چونکہ اس قول سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ جسکے دو بیٹے ہون وہ ایک بیٹا دے سکتا ہے لہذا اسکے ساتھ یہ عبارت امتناعیہ کہ دینا ایک بیٹے کا جسکے دو بھی ہون ملحق کی گئی ہے اس جگہ یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ یہ امتناع کہ جس باپ کے دو بیٹے ہون اُسکو ایک بیٹا دے ڈالنا نہ چاہیے اس امر پر حاوی نہین ہے کہ اگر ایک شخص کے علاوہ دو دے ڈالنے ہوے بیٹے کے ایک اور بیٹا یا پوتا یا دونوا سے ہون تو وہ ایسا نہ کرے-کیونکہ اگر علاوہ ایک بیٹے کے اُسکے ایک پوتا یا دونواسے زندہ ہون تو نسل قطع نہو گی اور لفظ پتر کے معنی بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے ہین اگر یہ معنی قرار دیے جائین تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک شخص جسکے پوتا یا پرپوتا ہو وہ بیٹا گود دے سکتا ہے معلوم ہوگا کہ جواب مرقومہ بالا سوال کے مطابق نہ تھا سوال یہ تھا کہ ایسی صورت مین گود لینا جائز ہے یا نہین اسکا جواب یہ دیا گیا کہ ایسی صورت مین گود دینا بیٹے کا ناجائز ہے-لیکن در اصل حکم امتناعی دونون امر یعنی لینے اور دینے سے متعلق ہے جو شخص اپنے اکلوتے بیٹے کو دے ڈالے اُسکی نسبت صرف یہی خیال نہین کیا جاتا کہ اُسنے اُس خاص ذریعہ کو جس سے اُسکی صعوبات عقبی دور ہوتی ہین ہاتھ سے دیا بلکہ یہ بھی کہ اُسنے اپنے مورثون کو ایسی ہی مشکل مین ڈالا اور ایسی صورت مین وہ نواسد ذائل ہوتے ہین جنکے حفظ کے لیے قانون کی مداخلت ضرور ہے-

کے لیے اکلوتے بیٹے کا رہنا بقاے نسل کے واسطے ضرور ہے - عورت کو بلا اجازت
اپنے شوہر کے بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے - یہ قول باسشٹ کا دت تک ممانسا
اور دت تک چندریکا مین منقول ہے -

صدر دیوانی عدالت - ۱۴ مئی ۱۸۳۱ء -

مقدمہ نند رام وغیرہ بنام کاشی پانڈے وغیرہ -

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص اپنی وفات کے قبل اور حین حیات بھائیون کے اپنی
زوجہ کو جو نابالغ تھی بیٹا گود لینے کے واسطے ہدایت کر گیا اس صورت مین درحالت
زندہ ہونے اُسکے بھائیون کے وہ اپنی زوجہ کو بیٹا گود لینے کے لیے ہدایت کر جانے
کا مجاز تھا یا نہین

بیوہ اگر نابالغ ہے تو بموجب ہدایت اپنے شوہر متوفی کے گود لے سکتی ہے گو اُسکے شوہر کے بھائی موجود ہون -

ج - اگر شخص متوفی قبل اپنی وفات اور حین حیات اپنے بھائیون کے اپنی زوجہ
کو بیٹا متبنی کرنے کی اجازت دیجاے تو بعد اُسکی وفات کے بیٹا لینے کے واسطے
اُسکی ہدایت جائز متصور ہوگی اُسکی زوجہ کی نابالغی اور اُسکے بھائیون کا موجود ہونا
باعث مزاحمت تبنی نہوگا یہ راے بموجب مسائل منو اور بسا دتندریکا اور
دت تک ممانسا اور اور کتب شاستر کے ہے -

شہر مرشد آباد - ۱۹ مارچ ۱۸۱۵ء -

ہردھن راے مختار سرب منگل بنام بسوناتھ راے وغیرہ -

مقدمہ ۶ - س - ایک عورت نے اپنے شوہر متوفی سے گود لینے کی اجازت
حاصل کر لی تھی چنانچہ ایک شخص نے عورت مذکور کو اپنا بیٹا گود دینے کے واسطے
ایک دستاویز لکھدی اور اُسنے اُس دستاویز کو قبول کر لیا اور رسوم معینہ
تبنی کے ادا کرنے کو تیار تھی مگر اس اثنا مین لڑکے کا باپ اُسے اور مقام پر
لے گیا اور وہان اُسکی رسم ہوتر اشٹی بلا رضامندی بیوہ کے ادا کی جب بیوہ نے
یہ خبر سنی تو اول اُسنے اُسکو متبنی کرنے سے انکار کیا اور ایک اور لڑکے کی تلاش
کی مگر آخر کار اُس نے اُسی لڑکے کو جسکی ہوتر اشٹی اُس کے اصلی باپ کے گھر

ہو گئی تھی متبنیٰ کر لیا اس صورت مین یہ تبنیت جائز اور درست ہے یا نہین -

ج - اگر بیوہ نے اُس دستاویز کو جو لڑکے کے باپ نے اپنا لڑکا گود دینے کے واسطے تحریر کر دی تھی قبول کر لیا اور باپ مذکور نے اسے کسی اور مقام پر لیجا کر اُسکے گود لینے والے باپ کے خاندان کے نام سے اُسکی سوتراشی بلا اجازت بیوہ کے کی ہو تو ایسی تبنیت جائز ہے بشرطیکہ لڑکا اُسکا سپنڈ ہو اور بیوہ نے ہوم اور رسوم تبنیت خود ادا کی ہون - اگر باپ نے لڑکے کی سوتراشی اپنے باپ دادا کے نام سے کی ہو تو تبنیت ناجائز ہے -

اگر دو ڈکے کے اصلی باپ نے لڑکے کی سوتراشی گود لینے والے باپ کے نام سے کی ہو تو وہ ہوا کا بعد سوتراشی کے بھی گود لیا جا سکتا ہے

ضلع رنگ پور - ۲۰ ستمبر ۱۸۱۵ء -

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص اپنی زوجہ کو گود لینے کے لیے ہدایت کر کے فوت ہوا بعد ازان اُسکی بیوہ نے ایک ہی زمانہ مین دو بیٹے گود لیے اس صورت مین گود لینا دونون کا درست اور جائز ہے یا نہین -

ج - اگر ایک شخص لاولد بخیال مذہب اپنی زوجہ کو گود لینے کی اجازت دے تو ایسا متبنیٰ لڑکا صحیح النسب لڑکے کی بجائے تصور کیا جاتا ہے اور اگر بیوہ کو ایسی اجازت حاصل ہو تو وہ گود لینے کی مجاز ہے - ظاہر ہے کہ شوہر نے اجازت بخیال اس امر کے دی تھی کہ متبنیٰ کرنا ایک بیٹے کا ادائے رسوم مذہبی کے واسطے کافی ہو گا لہذا بپابندی ہدایت شوہر کے وہ زمانہ واحد مین دو لڑکے گود نہین لے سکتی اور تبنیت دوم ناجائز ہے -

اگر بیوہ اپنے شوہر سے بیٹا گود لینے کے واسطے اجازت حاصل کرے ہو تو وہ زمانہ واحد مین دو بیٹے گود نہین لے سکتی اور تبنیت دوم ناجائز ہے

ماخذ جس کسی کے اولاد ذکور نہو اُسکو کسی قسم کا بیٹا پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم اور بقائے نام کے واسطے گود لینا چاہیے - اس قول مین بیٹا بصیغہ واحد مستعمل ہوا ہے لہذا مصنف داے تو اس سے مستنبط کرتا ہے کہ کثرت تبنیت ناجائز ہے" -

منو کا قول ہے کہ دانا ؤن نے بیان کیا ہے کہ یہ گیارہ قسم کے لڑکے یعنے زوجہ کا بیٹا وغیرہ بجائے صحیح النسب بیٹون کے ہین ورنہ کریا لوپت یعنی رسوم بعد وفات

عمل مین نہ آینگی -

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۳۰ - اپریل ۱۸۶۷ء -

مقدمہ ۸ - س - ایک برہمن کے چار لڑکون مین سے ایک لڑکا اُسکے سامنے لاولد
مرگیا اُسکی وفات کے بعد باپ نے منجملہ اپنے حی القائم بیٹون کے ایک بیٹے کا بڑا
بیٹا متوفی کی بیوہ کو دیا تاکہ وہ اُسے گود لے اس صورت مین الساِ متبنی بیٹا دھرم شاستر
کی رو سے متوفی کا وارث ہے یا نہین -

نتیجہ - بیوہ بیٹا گود لینے کی مجاز نہین ہے اور اگر اُسکے بیٹے ہین تو منجملہ اُنکے وہ
کسی بیٹے کو گود بھی نہین دے سکتی ہے اور اگر کسی شخص کے صرف ایک بیٹا ہے
تو وہ اُسکو گود نہین دے سکتا ہے اور جب کسی شخص کے بہت سے بیٹے ہین وہ بڑے
بیٹے کو گود نہین دے سکتا ہے -

باسشٹ کا قول ہے - کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا
یا دینا نہ چاہیے" -

"علی ہذا القیاس کسی شخص کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے" -
اگر بہت سے بیٹے ہون تو اُنمین سے بڑا بیٹا متبنی کے لیے نہین دیا جا سکتا ہے
چنانچہ منو کا قول ہے کہ "ایک شخص بفور پیدا ہونے پہلے بیٹے کے اولاد ذکور کا باپ
تصور کیا جاتا اور اپنے مورثون کے قرض سے بری ہو جاتا ہے" -

ضلع ہندیل کھنڈ - ۱۴ - اپریل ۱۸۶۸ء -

مقدمہ ۹ - س - دت تک بیٹا اپنے اصلی باپ کا ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین -
نتیجہ - دت تک بیٹا اپنے اصلی والدین کا وارث نہین ہو سکتا چنانچہ منو کا قول
ہے کہ "دت تک بیٹے کو اپنے اصلی باپ کے خاندان اور جائداد کا کبھی دعوے
نہ کرنا چاہیے خاندان اور جائداد اُسی سے متعلق ہے جو پنڈ دینے کا مجاز
ہے مگر جس شخص نے کہ اپنا بیٹا دے دیا ہے اُسکی نسبت وہ بیٹا کریا کرم
نہین کر سکتا ہے" -

کوئی عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے دتک گود نہین لے سکتی اور اکلوتا بیٹا یا بڑا بیٹا گود نہین دیا جا سکتا ہے -

دت تک بیٹا اپنے اصلی باپ کی جائداد نہین پا سکتا ہے -

ضلع شاہ آباد - ۱۳ امئی ۱۸۷۰ء -

مقدمہ ۱ - س ۱ - اگر ایک عورت بدین اظہار کہ اُسنے بیٹا گود لینے کے لیے اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرلی تھی بیٹا گود لے اور اجازت حاصل ہونے کی تائید مین سوا اُس کے اظہار کے اور کوئی امر نہو تو اس صورت مین تبنی جائز ہے کہ نہین -

ج ۱ - اگر عورت مظہر اس امر کی ہو کہ اُسکے شوہر نے اُسے بیٹا گود لینے کی اجازت دے دی تھی اور یہ امر گواہی گواہان یا کسی اور ثبوت کی رو سے ثابت نہو تو اس صورت مین تبنی ناجائز ہے -

عورت کا صرف اظہار کہ اُسنے بیٹا گود لینے کے لیے شوہر کی اجازت حاصل کرلی تھی اس امر کے لیے کافی ثبوت نہین ہے

ماخذ - "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے" - یہ قول باسشٹ کا دتک چندریکا اور اور کتب شاستر مین منقول ہے -

س ۲ - اگر متبنی اور اُسکی گود لینے والی مان کے باہم تنازع پیدا ہو اور اُسکے فیصلہ کے لیے متبنی بیٹا ایک اقرارنامہ اس مضمون کا تحریر کر دے کہ اُسکی مان حین حیات اپنی جائداد اراضی پر قابض رہے اور بعد وفات اُس کے وہ صرف اس شرط پر ورثہ پائے کہ اگر باہم اُسکے اور اُسکی مان کے کوئی تنازع عظیم واقع ہو تو اُسکے کل حقوق جاتے رہینگے اور اُسکا متبنی ہونا باطل متصور ہوگا - اس صورت مین اگر باہم کوئی نااتفاقی پیدا ہو تو مان بذریعہ اُس دستاویز کے متبنی بیٹے کو ترکہ سے محروم کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج ۲ - صورت مذکورۂ بالا مین ایسے اقرارنامہ کے ذریعہ سے مان کو استحقاق مذکور حاصل ہے کیونکہ ہر جائداد کے مالک کو اختیار ہے کہ اپنی جائداد کو جیسے جس طرح سے منتقل کر دے - یہ راے داے بھاگ اور بیادھینگا رلو اور بیاد آر نوستو اور اور نسخجات کے بموجب ہے -

متبنی بیٹا اجازت ہے کہ حین حیات اپنی گود لینے والی مان کی جائداد پر قابض رہنے کی نسبت بطور جائز اقرار کرے اور درصورت خلاف ورزی اقرار کے مستحق اُسکا زائل ہو جائے گا -

ماخذ - کتب مذکورۂ بالا مین ناردکا یہ قول منقول ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دے ڈالین یا بیع کر دین تو وے اپنی خوشی کے مطابق کر سکتے ہین کیونکہ وے اپنی جائداد

سکے مالک ہین"۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۴ جنوری ۱۸۲۴ء۔

مقدمہ سماۃ تارامنی دیبی بنام دیب نراین راے اور بشن پرشاد۔

مقدمہ ۱۱۔ س۔ ایک باشندۂ ضلع شاہ آباد نے جبکہ وہ لاولد تھا اپنے بھائی کے بیٹے کو متبنی کر لیا بعد ایسے تبنی کے متبنی کرنے والے باپ کے ایک بیٹا پیدا ہوا اس صورت مین متبنی کرنے والے باپ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد سے ہر ایک بیٹا کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے۔

متبنی بیٹا اسصورت مین اصلی بیٹے کے چہارم حصہ پانے کا مستحق ہے۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین جائداد کے چار حصے کرنے چاہئین منجملہ اُنکے تین حصہ تو اصلی بیٹے کو ملین گے اور ایک حصہ متبنی کو۔ یہ راے متاچھرا اور ددت تک مانسا اور اور کتب شاستر متعلقۂ ضلع شاہ آباد کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ باسشٹ کا قول مرقومۂ ذیل کتب مذکورۂ بالا مین منقول ہے "اگر متبنی کرنے کے بعد ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو متبنی بیٹے کو ایک ربع کا حصہ ملتا ہے"۔ [1]

صدر دیوانی عدالت۔

مقدمہ ۱۲۔ س۔ ایک شخص پانچ بیٹے (ا) (ب) (س) (د) (ط) چھوڑ کر مر گیا یہ سب باپ کی جائداد پر بالاشتراک قابض و متصرف رہے بعد ازان (ا) اور (س) لاولد مر گئے مگر (س) اپنی زوجہ چھوڑ مرا بعد اُنکی وفات کے حی القائم بھائیون (ب) و (د) و (ط) نے جائداد کو باہم مساوی حصون مین تقسیم کر لیا اور علیحدہ رہنے لگے اور بعد اس تقسیم کے (ب) اور (ط) نے بھی وفات پائی (ب) دو بیٹے اور (ط) ایک بیوہ اور ایک نواسہ چھوڑ مرا جس نواسہ کو (ط)

[1] یہ حصہ متبنی بیٹے کا بنارس کے شاستر کے بموجب ہے مگر شاستر بنگالہ کے بموجب وہ ثلث حصہ کا دعوی کر سکتا ہے۔

نے گود لے لیا تھا اور یہ تبنیت بشہادت یقینی ثابت ہے۔ (ط) کی وفات کے بعد اسکی بیوہ اور نواسہ نے اصل مالک کی جائداد کے ثلث حصہ پر جو کہ (ط) کا جائز حصہ تھا قبضہ کیا اور چار برس تک یہ دونوں اُسپر قابض رہے اب (و) اور (ب) کے دو بیٹے اُنکو جائداد سے بیدخل کیا چاہتے ہین اس صورت مین (ط) کی بیوہ اور نواسہ اصل مالک کی جائداد سے کسی قدر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر (ط) نے اپنے نواسہ کو گود نہ لیا ہو تو اس صورت مین بھی وہ اپنے نانا کی جائداد ورثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ اگر منجملہ بھائیون کے جو علٰحدہ رہتے ہون چھوٹا بھائی بعد گود لینے اپنے نواسہ کے مرجائے تو صرف ایسا متبنّیٰ مستحق پانے اُس جائداد کا ہے جسپر متوفی کا استحقاق تھا۔

نوٹ۔ برہمن بھتیجے کے گود لیا جاسکتا ہے تا تبنیہ متعلقہ اس مقدمہ کو دیکھو۔

"اگر کسی شخص کے صلبی صحیح النسب اولاد نہو تو کُل اس قسم کے بیٹے اُسکے وارث بیان کیے گئے ہین لیکن اگر بعد ازان ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو اُنکو بڑے بیٹے کا استحقاق حاصل نہین ہے۔ اولاد کے لیے یہ بارہ قسم کے بیٹے بیان ہوے ہین۔ بیٹا جو اپنی صلب سے پیدا ہو۔ یا دوسرے شخص کی صلب سے۔ یا جو تبنی کے لیے ملا ہو۔ یا جو خود اپنے تئین بیٹا بنا وے۔ قول دیول۔

"منجملہ انکے جو وارثون کے سلسلہ مین قریب ہے وہ وارث ہے اور اس سے پہلے کا شخص نہو تو وہ پنڈ اور پانی دے گا"۔ قول جاگبلک۔

"اگر نواسہ گود نہین لیا گیا ہے تو (ط) کی جائداد اولاً اُسکی بیوہ کو پہونچے گی اور بیوہ نہو تو ترتیب مین جو شخص زوجہ کے بعد وارث قرار دیا گیا ہے وہ وارث ہوگا"۔ قول جاگبلک "زوجہ اور بیٹیان الخ"۔

نوٹ۔ دختر کے بعد دختر کا پسر ورثہ پاتا ہے۔

قول بشن "جس شخص کے اولاد ذکور نہو اُسکی جائداد اُسکی زوجہ کو پہونچے گی"۔

"نواسہ وارثون مین شمار کیا جاتا ہے اور ترتیب وراثت کے بموجب جائداد اُسکو پہونچتی ہے"۔

"جس شخص کے کوئی بیٹا نہو اُسکے نواسہ کو اُسکی کل جائداد لینی چاہیے اور اُسکو دو پنڈ یعنی ایک اپنے باپ کو اور دوسرا اپنے نانا کو دینا لازم ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹا یا پوتہ نہ چھوڑ مرے تو نواسہ ورثتاً جائداد کا مالک ہے کیونکہ اس امر مین کُل کا اتفاق ہے کہ بلحاظ اداکرنے رسوم کریا کرم کے پوتا اور نواسہ دونون یکسان ہین"، قول منو اور بشن۔ [۱]

ضلع مرزاپور- ۱۰ جولائی ۱۸۶۶ء۔

مقدمہ ۱۳۱- س- ایک شخص مسمی شیو ناتھ باشندہ بنگالہ جو نصف موروثی جائداد اراضی کا مالک تھا اپنی حاملہ زوجہ مسماۃ بھگوتی اور حقیقی بھائی گوبند پرشاد چھوڑ کر ۱۲۶۰ بنگلہ مین مرگیا اسی سال مین اُسکی بیوہ کے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام گنگا مائی رکھا بیوہ مذکور نے ۱۲۶۲ بنگلہ مین وفات پائی گنگا مائی کا بیاہ ۱۲۶۸ بنگلہ

[۱] گوبردھن لکھتا ہے کہ متبرک منی سنکھ کا قول ہے کہ برہمنون کو اپنے سپنڈون مین سے بیٹا گود لینا چاہیے اور سپنڈ نہون تو غیر سپنڈون مین سے منجملہ سپنڈون کے بھتیجا سب سے بہتر ہے اگر بھتیجا نہو تو ایسا سپنڈ پسند کرنا چاہیے جو سگوتر بھی ہو اگر ایسا شخص نہو تو ایسا سپنڈ جو سگوتر نہو اور یہ نہو تو سگوتر جو سپنڈ نہو اور یہ بھی نہ ملے تو جو شخص نہ سپنڈ ہو نہ سگوتر متبنیٰ کرنا چاہیے لیکن کسی صورت مین بہن کا یا بیٹی کا بیٹا گود لینا نہ چاہیے اور نہ اُنکو جنکا متبنیٰ کرنا عقل کے نزدیک نامناسب ہے مثلاً بھائی یا چچا یا مامون- تین قومون یعنی برہمن اور چھتری اور ویش کو چاہیے کہ خاص اپنی قوم کا لڑکا متبنیٰ کرین- اور جو بیٹا کہ اکلوتا نہین ہے وہ گود دیا جا سکتا ہے شودر کے لیے بہن اور بیٹی کا بیٹا گود لینا جائز ہے- توضیحات دھرم شاستر صفحہ ۱۵۰-

تبنی کا صحیح قاعدہ یہی ہے جو اوپر منقول ہوا اور مقدمہ مذکورہ بالا مین گو یہ امر بصراحت نہین بیان ہوا ہے کہ فریقین شودر تھے مگر ہم کو اُنھین ایسا ہی خیال کرنا چاہیے الا جواب شاستر کے مطابق معلوم نہین ہوتا۔

مین رام کشن دت کے ساتھ ہوا اصل مالک جائداد کا بھائی گوبند پرشاد سنہ ۱۲۱۸ بنگلہ مین مرگیا اور ایک لڑکا کشن کشور اور ایک بیٹی دیا مائی چھوڑ مرا سنہ ۱۲۲۶ بنگلہ مین ام کشن دت گنگا مائی کا شوہر لاولد مرگیا - اصل مالک کی وفات کے بعد اسکی بیوہ بھگوتی مستحق وراثت کی تھی یا کہ اسکا بھائی گوبند پرشاد مستحق تھا - اگر بیوہ وارث تھی تو اسکی وفات کے بعد ورثہ گوبند پرشاد کو پہونچتا تھا یا کہ بیوہ مذکور کی لڑکی گنگا مائی کو - اگر بیٹی وارث جائز تھی اور اس نے باجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لیا ہو تو اسکی وفات کے بعد اسکا متبنی بیٹا مستحق ترکہ کا ہے یا نہین اگر یہ نہین ہے تو گنگا مائی کی وفات کے بعد کس وارث جائز کو اسکی جائداد وراثتاً پہونچے گی -

فق - شیو ناتھ کی وفات کے بعد اسکی جائداد استحقاق کی رو سے اسکی بیوہ بھگوتی کو پہونچی تھی نہ اسکے بھائی گوبند پرشاد کو - کیونکہ اس شخص کی جائداد جو کوئی وارث پرپوتے تک نہ چھوڑ مرے دھرم شاستر کے بموجب اسکی بیوہ کو وراثتاً پہونچتی ہے - بھگوتی کی وفات کے بعد وہ جائداد جو اسکو شوہر سے ملی تھی اسکی بیٹی کو پہونچے گی جو اپنی مان کی وفات کے وقت غیر منکوحہ تھی نہ کہ شیو ناتھ کے بھائی کو - کیونکہ آئین وراثت کے بموجب منجملہ تین قسم کی بیٹیون کے یعنی غیر منکوحہ بیٹی اور وہ جسکا شوہر زندہ ہے اور اسکے بیٹا پیدا ہونے کا احتمال ہے اور وہ جسکے بیٹا پیدا ہوا ہے - اول قسم کی بیٹی کا حق وراثت فائق ہے بشرطیکہ اور وارث مرجح نہون - لیکن بیٹے کو جو گنگا مائی نے برضامندی اپنے شوہر کے گود لیا ہے اس جائداد پر جو اسکی مان کو وراثتاً پہونچی تھی کچھ استحقاق حاصل نہین ہے کیونکہ دا سے بھاگ کے بموجب متبنی بیٹے کا دعوے بند ہو کی جائداد پر جائز نہین ہے - اور اقوال منو جسکی رو سے متبنے بیٹون کو قرابت دارون کے وارث ہونے کا استحقاق حاصل ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اسی خاندان یعنی گود لینے والے باپ کے کنبہ کے اشخاص کی جائداد

جائداد موروثی جو بیٹی کو وراثتاً پہونچے وہ اسکی وفات کے بعد اسکے متبنی بیٹے کو نہ ملیگی بلکہ اسکے باپ کے وارثون کو پہونچیگی

کا وارث ہے چنانچہ یہ امر مِن ورد ملکتا ولی مولفہ کلوک بھٹ اور اور کتب شاستر سے
واضح ہے لہذا گنگا مائی کی وفات کے بعد اُسکے باپ کی جائداد جو اُسکو بعد وفات
اپنی ماں کے ورثتاً پہونچی تھی اور ماں کا استحقاق محدود تھا اُسپر صرف اُسکی زندگی
تک تھا اُسکے شوہر کے بھائی کے بیٹے کشن کشور کو پہونچے گی کیونکہ جب لاولد بیوہ کو
جو اپنے شوہر کا نصف جسم متصور ہے جائداد پہونچے تو اُسکی وفات کے بعد
جائداد کو اُسکے شوہر کے وارثون کی طرف عود کرتی ہے پس چونکہ بیٹی کا
استحقاق بمقابلہ ماں کے ضعیف ہے لہذا جو جائداد کہ بیٹی کو ورثتاً حاصل
ہوئی ہے وہ بدرجۂ اولی اُس کے باپ کے وارثون کی طرف
عود کرے گی۔

ماخذ۔ جاگیناک کا قول دا سے بھاگ اور اور کتب مین منقول ہے "زوجہ
اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج
اور بندھو" الخ۔ دا سے بھاگ صفحہ ۱۶۰۔

صدر دیوانی عدالت۔ یکم ستمبر ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ گنگا مائی بنام کشن کشور چودھری وغیرہ۔

مقدمہ ہٰذا ۔ (س ا ۔ د ا) جو راج اور زمینداری کا مالک تھا تین بیٹے (ب)
و (س) و (د) چھوڑ کر مر گیا اُسکی کُل جائداد اُسکے بڑے بیٹے (ب) کو پہونچی۔
(ب) ایک بیٹا (ط) چھوڑ کر مر گیا جسکو کُل جائداد ملی۔ (س) نے دو بیٹے (ع)
و (ف) چھوڑ کر وفات پائی۔ پہلا اُنمین سے (ط) کے پیشتر مر گیا (د) بھی ایک
بیٹا (م) چھوڑ مرا اور یہ (م) بھی (ط) کے قبل رحلت کر گیا۔ (ف) کے ایک (ل)
لڑکا ہے (ط) لاولد مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ (ل) اُسکی جائداد پر
قابض ہوئی اور اُسنے بلا اجازت اپنے شوہر کے ایک لڑکے (و) پدر (ی) کو
متبنّی کیا مگر اس امر مین اُسنے اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی اجازت سے جنکے
تحت مین وہ رہتی تھی حاصل کر لی تھی۔ اُسکی وفات کے بعد (ف) کا لڑکا

(ن) اُسکے شوہر (ط) کی جائداد کا دعوی کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ بیوہ (ل) کا گود لینا جائز تھا یا ناجائز اور اس تبنی کی وجہ سے جائداد مذکور (د) اور (و) کے وارثون کو پہونچے گی یا نہین -

ج - اگرچہ پیر متر اودا ے اور بیوہار کستبہ کے بموجب بیوہ اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی اجازت حاصل کر کے متبنی کرے تو جائز ہے مگر چونکہ دت تاک ممانسا مین اس قول کی تردید ہے لہذا بیوہ (ل) کا (د) پدر دی) کو گود لینا بلا اجازت (ط) کے جس امر کی کہ بیوہ مذکور مقر ہے ناجائز ہے اور یہ امر دت تاک ممانسا وجہ گو گھود کے بموجب ہے -

ماخذ - باسشٹ کا حکم ہے کہ عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے ،، جب کہ حاصل کرنا شوہر کی رضامندی کا غیر ممکن ہو تو غیر مجازیت بیوہ کی اس قول سے مستنبط ہے - یہ اعتراض پیش کرنا نہ چاہیے کہ عورت کو رضامندی اپنے شوہر کی بوجہ مطیع ہونے کے صرف اُس صورت مین ضرور ہے جب کہ شوہر زندہ ہو اور بیوہ کے لیے یہ امر ضرور نہین ہے - یہ حجت صحیح نہین ہے کیونکہ قول مذکورہ بالا مین عورت کا لفظ عموماً مستعمل ہوا ہے اور اجازت حاصل کرنے کے لیے شوہر کے مطیع ہونے کی وجہ بیان نہین کی گئی ہے - مطیع ہونا عورت کا ایک اور قول مین آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ،، اگر اُسکا شوہر نہو تو اُسکے رشتہ دار ،، الخ - اگر یہ حجت پیش کیجاے کہ رشتہ دارون کی اجازت سے عورت تبنی کرسکتی ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس صورت مین لفظ شوہر جو قول بالا مین آیا ہے بیفائدہ ہوگا اور تبنی سے جو غرض ہے وہ حاصل نہوگی - شوہر کی اجازت سے غرض یہ ہے کہ گو زوجہ رسم تبنی ادا کرے تاہم وہ شوہر کا بیٹا بنایا ہوا متصور ہو - دت تاک ممانسا -

س ۲ - اگر (د) کی تبنی ناجائز ہے تو منجملہ (ا) کی اولاد کے جائداد موروثی بعد وفات بیوہ (ل) کے جس نے تھوڑا عرصہ ہوا وفات پائی ہے کس سے متعلق ہوگی -

بیوہ کا بلا اجازت مہا مین مصلحہ اپنے شوہر کے متبنی کرنا ناجائز ہے اور ضیا شتر تمشیبہ نبارس کے بموجب حسن امر مین شوہر متوفی کے رشتہ دارون کی اجازت کافی نہین ہے -
حوالہ بتائید راے مذکورہ بالا -

بیوہ کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا عم زاد بھائی اُس جائداد موروثی کا جو اُسکو پہونچی تھی وارث ہوگا بشرطیکہ شوہر کا کوئی اور نزدیک تر وارث نہو۔

ج ۲۔ چونکہ دت تاک ممانسا کے بموجب (د) کا تبنی ہونا ناجائز قرار دیا گیا ہے لہٰذا (ط) کی کُل جائداد جو اُسے (ب) اور (ا) سے پہونچی تھی (ف) کو جو (س) کا دوسرا بیٹا اور (ا) کا پوتا ہے اس وجہ سے ملے گی کہ (س) اور (د) دو چھوٹے بیٹے (ا) کے اور (ع) بڑا بیٹا (س) کا اور (د) بیٹا (م) کا (ط)[1] کے سامنے مر گئے اور (ف) کی وفات کے بعد جائداد اُسکے بیٹے (ن) کو پہونچے گی۔ یہ رائے متاچھرا کے بموجب جو گورکھپور مین مروج ہے مرقوم ہوئی۔

حوالہ تائید رائے مذکورہ بالا۔

ماخذ ا۔ "بعد ازان نزدیک تر سپنڈ سے ترکہ متعلق ہے" قول منو منقولہ متاچھرا۔

۲۔ "دادی اور وے رشتہ دار جو پنڈ اور پانی دینے کے مجاز ہین گوترج ہین۔ اگر باپ کی اولاد مین سے کوئی وارث نہو تو یکے بعد دیگرے یہ لوگ وارث ہونگے۔ دادی۔ دادا۔ چچا اور اُنکے بیٹے۔ اگر دادا کی نسل سے کوئی نہو تو پردادی۔ پردادا اور اُسکے بیٹے اور اُنکی اولاد۔ اس ترتیب سے وارث ہونا رشتہ دارون ملحدی کا جو پنڈ دینے کے مجاز ہین تصور کرنا چاہیے۔ اگر منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کوئی نہو تو وراثت اُنکو پہونچتی ہے جو پانی دینے کے مجاز ہین اور پانی دینے کے وے شخص مجاز ہین جو پنڈ دینے والے اخیر شخص سے ساتوین پیڑھی تک ہون یا وے جنکا گوت اور نسل خاندان معلوم ہو سکے۔ مصنف متاچھرا نے قول جاگبلک کے معنے اس طور پر لکھے ہین "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" الخ۔ متاچھرا۔

س ۳۔ (ن) کی بیوہ (ذ) جو چند روز ہوے مر گئی ہے اپنی حین حیات جائداد پر قابض رہنے کی مستحق تھی یا نہ تھی۔ اور (ص) اکلوتا بیٹا (ق) کا تبنی کے باعث سے بیوہ (ذ) کی حین حیات یا اُسکی وفات کے بعد جائداد کے وارث

[1] وارثون کی ترتیب مین عم زاد بھائی کا درجہ سترھوان ہے۔ صورت مذکورہ بالا مین بیوہ (ل) کا اپنی حین حیات جائداد پر قابض رہنے کا کچھ حق نہ تھا لیکن چونکہ وہ مر گئی تھی لہٰذا اس امر کی بحث بیفائدہ متصور ہوئی۔

ہونے کا مستحق ہے یا نہین اور صورت ہذا مین کنبہ کا شجرہ یہ ہے۔

ا

بدھائل

ب — بھوانی | ش — لچھمن | د — آنند

ط — بخت کنور بیوہ | ع — بھیم کاشی پرشاد | ف — شیو | م — گوبند

و — متبنیٰ بیٹا پرتاب | ن — اجیت | دمراج کنور رسیا نذ بیٹیہ

ی — شمشیر اپیلانٹ | ص — متبنیٰ بیٹا

ق

نتیجہ (ل) اکلوتا بیٹا سنر جیت کا

فیصلہ نمبر ۳۔ (ن) کی وفات کے بعد اسکی بیوہ (ر) اپنے حین حیات جائداد پر قابض رہنے کی مستحق نہ تھی کیونکہ (ن) کو کل جائداد ورثہ ملی تھی اور شاستر کے بموجب بیوہ ۱؎ صرف مستحق پانے جائداد منقسمہ منقولہ و غیر منقولہ کی ہے جو اسکا

شاستر متیشیہ بنارس کے بموجب بیوہ اپنے شوہر متوفی کی جائداد غیر منقسمہ کی وارث نہین ہو سکتی۔ متبنیٰ اکلوتے بیٹے کی جائز ہے

۱؎ بیوہ کا اپنے لاولد شوہر کی جائداد پر وارث ہونے کی بابت مابین شاستر بنگالہ اور بنارس کے یہ ایک بہت بڑا فرق ہے شاستر بنگالہ کے بموجب ہر صورت مین بیوہ وارث ہے خواہ جائداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ۔ اور شاستر بنارس کے بموجب بیوہ صرف جائداد منقسمہ ہونے کی صورت مین وارث قرار دی گئی ہے۔

شوہر چھوڑ مرا ہو - اور شاستر مین دینا یا لینا اکلوتے بیٹے کا بطور متبنی کے منع ہے - اگر (ق) نے اپنا اکلوتا بیٹا (ص) (ن) کو تبنی کے لیے دیا اور (ن) نے بشمول اپنی زوجہ (م) کے گود لیا تو ایسی تبنی جائز نہین ہے اور (ص) کو غیر منقسمہ و غیر منقولہ جائداد (ن) پر قبل یا بعد وفات (د) کے حق وراثت نہین پہونچتا ہے اگر (ق) نے اپنا بیٹا (ص) (ن) کو اس شرط سے گود دیا کہ وہ دونون کا بیٹا متصور ہو اور (ن) نے اس شرط کے بموجب اُسے بعد اداے رسوم ضروری گود لیا ہو تو ایسے طریقہ تبنی کو دواے مکھائن کہتے ہین اور اس سے مراد یہ ہے کہ شخص جو گود لیا گیا ہو وہ دونون لینے اور دینے والے کا بیٹا متصور ہوتا ہے - ایسی تبنی دت تلک ممانسا کے بموجب جو گورکھپور مین جاری ہے جائز ہے اور (ص) جو بموجب ایسی تبنی کے دواے مکھائن بیٹا (ن) کا ہے حین حیات (م) کے بھی (ن) کی جائداد پائے گا یہ راے بموجب متاچھرا اور دت تلک ممانسا اور اور کتب شاستر مروجہ گورکھپور کے لکھی گئی ہے -

گر اس صورت مین جائز ہے جب تبنی دواے مکھائن کے طریقہ کے بموجب عمل مین آئے جسکی رو سے متبنی اپنے اصلی اور گود لینے والے باپ کا بیٹا متصور ہوتا ہے -

ماخذ - (۱) "جو شخص اپنے شرکا سے علٰحدہ ہو جاے اور دوبارہ نہ شامل ہو اور بلا اولاد ذکور مر جاے تو اول اُسکی بیوہ جائداد پائے گی بشرطیکہ وہ عفیفہ ہو" -

(۲) "کسی شخص کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے کیونکہ مقصود اُس سے یہ ہے کہ اسکے مورثون کی نسل قائم رہے" - یہ قول باسشٹ کا ہے اور متاچھرا اور دت تلک ممانسا اور اور کتب شاستر مین نقل ہے -

(۳) "باپ مجاز نہین ہے کہ اپنے بیٹے کو دے ڈالے یا فروخت کردے" - یہ قول اکلوتے بیٹے سے متعلق ہے - دت تلک ممانسا -

(۴) "دیے ہوے اور اور اسی قسم کے بیٹے جو دونون باپ کے بیٹے متصور ہوتے ہین دو قسم کے ہین - کامل دواے مکھائن اور غیر کامل دواے مکھائن - جو بیٹا اس شرط سے کہ یہ بیٹا ہم دونون کا ہے متبنی کیا جاے وہ دواے مکھائن کامل ہے اور غیر کامل وہ ہے جسکی رسم مونڈن اسکے اصلی باپ کے گھر عمل مین آئے

اور رسم زنار بندی متبنی کرنے والے باپ کے نام سے ہو - چونکہ ایسا بیٹا دونون خاندانون کے نام سے کنبہ مین داخل کیا جاتا ہے لہذا وہ دونون باپ کا بیٹا ہے مگر ناقص طور پر" وت تاک میمانسا -

۵ - وہ دسے جو پنڈ اور پانی دیتے ہین رشتہ کی قربت کے بموجب ورثہ پاتے ہین "متاچھرا -

۶ - وہ منجملہ بارہ بیٹون مذکورہ بالا کے اگر پہلا نہو تو ترتیب کے بموجب جو اُس سے دوسرا ہو وہ پنڈ اور پانی دینے کا مجاز متصور ہونا چاہیے اور وراثتاً جائداد کا حصہ پائیگا" متاچھرا -

س ۴ - اگر ایسی تبنی ناجائز ہو اور بیوہ (د) کو اپنے حین حیات جائداد پر قابض رہنے کا استحقاق حاصل ہو تو اُسکی وفات کے بعد منجملہ (۱) کی اولاد کے کون اُسکا وارث ہوگا -

ان سوالون کا جواب شاستر متمشیہ گورکھپور کے بموجب دینا چاہیے -

ج ۴ - اگر (د) کو جائداد پر قابض رہنے کا اپنے حین حیات استحقاق حاصل تھا اور (ص) کی تبنی ناجائز ہے تو (د) کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا نزدیک تر وارث جو زندہ ہو وارث ہوگا - اس جواب کی تائید مین بھی وہی حوالہ ہے جو تیسرے سوال کے جواب مین لکھا گیا -

بیوہ کی اُس جائداد پر جو اُسے اُسکے شوہر متوفی سے پہونچی ہو اُسکے شوہر کا نزدیک تر وارث قائم مقام ہوگا

صدر دیوانی عدالت ۲ - جنوری ۱۸۱۵ع -

راجہ شمشیر مل اپیلانٹ بنام رانی دلراج کنور ریسپانڈنٹ -

مقدمہ ۱۵ - س - ایک شخص قوم کا تیھ نے ایک شخص کا دوسرا بیٹا جو اُسکے پدری جانب سے رشتہ دار بعید تھا گود لیا اور تبنی کے وقت گود دینے والے کے کوئی اور بیٹا زندہ نہ تھا - اس صورت مین یہ تبنی جائز ہے یا نہین -

ج ۱ - صورت مذکورہ بالا مین قول باسشٹ کے بموجب تبنی ناجائز ہے - "کوئی کسی آدمی کو اپنا اکلوتا بیٹا دینا" یا لینا الخ -

کسی رشتہ دار بعید کا اکلوتا بیٹا گود نہین لیا جا سکتا -

س ۲- اگر کسی شخص کا لڑکا جو اُسکے بڑی زوجہ سے ہو مر جاے اور بعد از ان اُسکی چھوٹی زوجہ کے ایک لڑکا پیدا ہو- اس صورت مین پچھلا بیٹا جو بڑے بیٹے کے بجاے متصور کیا جاے قابل گود دینے یا گود لینے کے ہے یا نہین-

ج ۲- اگر بڑی زوجہ کے لڑکے کی وفات کے بعد چھوٹی زوجہ کے لڑکا پیدا ہو تو دوسرا بیٹا پہلوٹھے بیٹے کے بجاے متصور ہوتا ہے اور جو فرائض کہ پہلوٹھے بیٹے پر واجب ہین اُنکا ادا کرنا اُسکو لازم ہے لہذا ایسے بیٹے کو دوسرا شخص متبنیٰ نہین کر سکتا-

متبنیٰ بڑے بیٹے کی نا جائز ہے گو وہ پہلوٹھا نہو-

ضلع سارن- ۷- جنوری ۱۸۱۶ء-

مقدمہ ۱۶۹- س ۱- برہمن قوم کی عورت باشندۂ ترہوت بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا بطور کرت تبر اس نظر سے کہ اُسکی نسبت رسوم کریا کرم کما حقہ ادا کیجائین گود لینے کی مجاز ہے یا نہین- اگر وہ ایک مرتبہ ایسا بیٹا گود لے اور بعد از ان وہ ایسی تبنی سے منکر ہو تو اس صورت مین ایسی تبنی درست اور واجب التعمیل متصور ہو گی یا نہین-

ج- ترہوت مین برہمن کی زوجہ اپنی قوم کے ایک شخص کو بطور کرت یعنی کری تریم کے ادا ے رسوم کریا کرم کے لیے گود لے سکتی ہے گو اُسکو اُسکے شوہر سے اجازت نہ ملی ہو- اس باب مین منو کا یہ قول ہے کہ "جس شخص کو کوئی آدمی اپنے بیٹے کے طور پر لے اور وہ شخص ہمقوم ہو تو وہ بنایا ہوا یعنی متبنیٰ بیٹا تصور کیا جاتا ہے اور قول بدھائن یہ ہے "وہ لڑکا جسکو کوئی شخص گود لے اور وہ ہمقوم ہو اور اُسکو متبنیٰ ہونا منظور ہو وہ بنایا ہوا بیٹا ہے"

بیوہ باشندۂ ترہوت کری تریم طریقہ کے بموجب بلا اجازت شوہر کے بیٹا گود لے سکتی ہے-

"جس آدمی کے بیٹا نہو اُسکو ہمیشہ بجاے اُسکے متبنیٰ لینا چاہیے"

اقوال مذکورۂ بالا سے مستنبط ہوتا ہے کہ عورت اپنے کریا کرم کے ادا کے لیے بیٹا گود لے سکتی ہے- عالمان قانون نے کری تریم تبر کی تبنی کے لیے شوہر کی اجازت ضرور نہین لکھی ہے لیکن ایسی تبنی دستور مقررہ کی رو سے

ہوتی ہے اگر بعد ایسی تبنی کے عورت اُس سے انکار کرے اور تبنی سے منکر ہو تو استرداد ایسی تبنیت کا نہین ہو سکتا کیونکہ کوئی قول تبنی کی تنسیخ کے لیے واقع نہین ہوا ہے۔

س ۲- عورت ایک نابالغ کو جسکی نسبت رسم اوپنائن یعنی زنار بندی حسب ضوابط اُسکی قوم کے ادا ہو چکی ہے بطور کرت تیر گود لینے کی مجاز ہے یا نہین۔

ج ۲- عورت اُس اپنی ہمقوم لڑکے کو گود لینے کی مجاز ہے جسکی زنار بندی بطور کد تا یا کری تریم تیر کے باجازت اُسکے والدین کے عمل مین آوے۔ جب کہ بیٹا کری تریم طریقہ کے بموجب گود لیا جاوے تو رضامندی متعاقدین کی ضرور ہے اور چونکہ بیٹا تابع اپنے والدین کا ہوتا ہے لہذا اُنکی رضامندی بھی ضرور ہے یہ راے وچسپتی اور اور عالمون کے قول کے بموجب ہے جنکی کتب متھی لا مین مروج ہین۔

بعد ادائے رسم اوپنائن بھی ہو وہ گود لینے کی مجاز ہے۔

ضلع پرنیہ - ۴ - اگست ۱۸۶۸ع

مقدمہ ۱۷- س تین بھائی زمیندار اپنی موروثی غیر منقولہ جائداد پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک کے اولاد ذکور نہ تھی اُسنے اپنے بھائی کے بیٹے کو بطور کرت تیر متبنی کیا اس صورت مین یہ تبنی درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج ۱- منجملہ تین بھائیون مذکورہ بالا کے اگر ایک بھائی کے اولاد ذکور نہو اور وہ دوسرے بھائی کے بیٹے کو بطور کری تریم تیر جسکو عوام مین کرت تیر کہتے ہین متبنی کرے تو ایسی تبنی جائز ہے چنانچہ آترسی کہتا ہے کہ ”جس آدمی کے بیٹا نہو“ الخ۔

بھتیجہ بطور کری تریم بیٹے کے گود لیا جا سکتا ہے۔

س ۲- لاولد بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کے بیٹے کو اپنا کرت تیر بنایا اور وہ اپنے باپ کا صرف اکلوتا بیٹا تھا اس صورت مین اکلوتے بیٹے کو چچا اپنا کرت تیر بنا سکتا ہے یا نہین۔

ج ۲- صورت مذکورۂ بالا مین تبنی جائز ہے کیونکہ چچا کی جانب سے عمل مین آئی ہے

بھتیجہ بطور کری تریم بیٹے

کے گود لیا جا سکتا ہے گو وہ اکلوتا بیٹا ہو۔

چنانچہ اس باب مین قول بیاس یہ ہے کہ "بھر ایک مرتبہ ایک حور آسمانی سے کے ساتھ جسکا نام اردیسی تھا ہمخواب ہوا اور ایک لڑکا مسمی اسودیس پیدا ہوا بمتیال نے اُسکو اپنا بیٹا بنایا اور دونون کو اس بیٹے کے ذریعہ سے مغفرت حاصل ہوئی"۔

ضلع ترہوت ۔ ۲۲ ۔ جون ۱۸۴۲ع۔

مقدمہ ۱۸۰۔ س۔ ایک شودر نے اپنے بھائی کا بیٹا جسکی چار برس کی عمر تھی بغرض متبنی کرنے کے لیا اور اُسکی پرورش کی اور اپنے نام سے اُسکا بیاہ کیا بعد ازان متبنی لینے والے باپ کے تین بیٹے زوجۂ منکوحہ سے پیدا ہوے اب اگر شودر مذکور نے لڑکا لینے کے وقت رسم معینہ ادا نہین کی تو اس صورت مین تبنی اس قدر کامل متصور ہوگی کہ متبنی مذکور مستحق پانے جائداد اپنے متبنی لینے والے باپ کا ہو یا نہین۔

بلا ادا سے طریقہ معینہ کے تبنی جائز نہین ہے۔

ج۔ اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ شودر نے متبنی کرنے کی غرض سے اپنے بھائی کا بیٹا جسکی عمر چار برس کی تھی لیا اور اُسکی پرورش کی اور اپنے نام سے اُسکا بیاہ کیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اُسکے تین بیٹے زوجۂ منکوحہ سے پیدا ہوے اور اگر اُسنے بغرض متبنی کرنے کے اُسکو لیا تھا اُسوقت اُسنے رسم تبنی ادا نہین کی تو اس حالت مین شاستر کے بموجب تبنیت کامل متصور نہین ہو سکتی نہ وہ اُس شخص کی جائداد ورثتاً پانے کا مستحق ہے جسنے اُسے بغرض تبنی لیا تھا اور یہ راے بموجب اقوال منقولۂ دت تک ممانسا اور دت تک چندریکا اور بیاد چنتامنی وغیرہ کے ہے۔

ماخذ۔ اگر طریقہ تبنی ادا نہ کیا جاے تو اس صورت مین وہی مصنف اس باب مین ایک قاعدۂ خاص بیان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ "جو شخص بلا لحاظ قواعد محکومہ کے بیٹا گود لے وہ اُس متبنی کا بیاہ کر سکتا ہے مگر اُسکو اپنی جائداد کا حصہ دار نہین کر سکتا" معنی اُسکے یہ ہین کہ جو شخص بلا طریقہ تبنی گود لیا جاے اُسکا صرف

بیاہ کیا جا سکتا ہے اُسکو جائداد نہین دیجا سکتی بلکہ خلاف اسکے ایسی صورت
مین زوجہ اور اور وارث ترکہ پاینگے ہیں واسطے خلفی ان پانچ قسم کے بیٹون
سے صرف اس صورت مین قائم ہوتا ہے جب کہ تبنی کسی طریقہ معینہ کے
ساتھ عمل مین آئے " اگر دینے یا لینے کی صورت مین ہوم وغیرہ رسوم
ادا نہون تو ایسے بیٹے کی نسبت واسطہ خلفی صادق نہین آتا ہے "
دت تک میمانسا۔

اگر طریقہ مقررہ پر بلحاظ نہ کیا جائے تو اس صورت مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ متبنے ا
بیٹا مستحق اسقدر مال کا ہے جو اُسکے بیاہ کے لیے کافی ہو اس قول کے بموجب
باپ کو چاہیے کہ بیٹون کی رسوم ابتدائی ادا کرے۔ متبنی کی نسبت بھی بجا لانا
رسوم مذکور کا جسکی تکمیل بعد تبنی کے ہونی چاہیے گود لینے والے باپ پر لازم
ہے چنانچہ اس امر سے جملہ متقدمین کے اُس دستور کی تائید ہوتی ہے جسکی رو سے
تبنی کی نسبت کوئی زمانہ خاص معین نہین ہے۔ کیونکہ معنی ہماری تاویل کے اُس فقرہ
کی نسبت جسکا منقول ہونا پُرانون سے قیاس کیا گیا ہے عیان ہے۔ چنانچہ
ایک مصنف کا قول درباب مجاز وراثت نہونے اُس شخص کے جو بلا لحاظ
قاعدہ معینہ متبنیٰ کیا جائے یہ ہے کہ " اگر ایک بیٹا صلبی یا کسی کا دیا ہوا بیٹا موجود
ہو اور ایک بیٹا بلا لحاظ طریقہ معینہ گود لیا جائے تو ترکہ صرف اُس شخص کو
پہونچے گا جو اپنے باپ کی جائداد کا بطور واجب مالک ہو " منو کا قول
ہے کہ " جو شخص بلا لحاظ قواعد محکومہ کے بیٹا گود لے وہ اُس متبنی کا بیاہ
کرسکتا ہے مگر اُسکو اپنی جائداد کا حصہ دار نہین کرسکتا " یہ دونون قول دت تک
چندریکا مین منقول ہین۔ بیادچنتامنی مین یہ قول منقول ہے کہ " جو لڑکا کہ طریقہ
معینہ شاستر کے بموجب متبنیٰ نہ کیا جائے تقلیدی بیٹا ہے اور مستحق حصہ پانے
جائداد کا نہین ہے " ۱۱ ط

ے قرار واقعی ادا کرنا خاص رسوم معینہ کا ضرور نہین ہے البتہ منجملہ طریقون مقررہ کے خاص طریقون کو ا

عدالت اپیل کلکتہ - ۲۰ - اپریل ۱۸۷۱ء -

مقدمہ ۱۹ - س - ایک شخص جسکے لڑکا موجود تھا بحالت بیماری اپنی زوجہ کو متبنیٰ کرنے کے لیے ہدایت کرکے مر گیا بعد اُسکی وفات کے بیوہ نے ایک سوال واسطے حصول اجازت تبنی عدالت مین گذرانا اس صورت مین اگر شوہر کا صلبی لڑکا بقید حیات ہو تو بیوہ کو ایک اور لڑکا گود لینے کی اجازت دیجا سکتی ہے یا نہین -

ج - زوجہ مجاز نہین ہے کہ درصورت موجود ہونے اُسکے شوہر کے صلبی بیٹے کے متبنیٰ کرے گو اس امر کے لیے اُسکا شوہر ہدایت کر گیا ہو متبنیٰ کرنا بحالت موجود ہونے صلبی بیٹے کے زوجہ کے لیے منع ہے - ۱ے

---

۲ سرسری طور پر اس غرض سے ادا کرنا چاہیے کہ گود لینے والے کا گود لینا بلا شبہہ ثابت ہو جاوے -

۱ے فقرہ مرقومہ ذیل مین جو لفظ صرف کا واقع ہوا ہے اُس سے تبنیت کی غیر مجازیت درصورت ہونے اولاد ذکور کے ظاہر ہے "پس اگر کوئی شخص جسکا بیٹا مر گیا ہے مگر پوتا زندہ ہے بیٹا گود لے تو یہ امر خلاف عقل ہے - لہذا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف وہ شخص مجاز گود لینے کا ہے جسکے پوتا یا پرپوتا نہو" اُس فقرہ دت تک چندریکا کی توضیح مین مدرلین صاحب نے اپنے خلاصہ مین یہ لکھا ہے کہ "ضرور ہے کہ اُس شخص کے جو بیٹا گود لیا چاہتا ہو اولاد ذکور قابل ادا کرنے اُن رسوم کے نہو" اولاد کے لفظ سے پوتا اور نواسہ مراد ہے اور یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ "اگر ایسی اولاد ذکور موجود ہو مگر کسی قانونی ممانعت کی وجہ سے مثلاً بوجہ ذات سے خارج ہونے کے قابل ادائے رسوم مذکورۂ بالا کے نہو تو ایسی صورت مین بیٹا گود لینا جائز ہو سکتا ہے" فی الواقع قاعدہ تبنی کی یہ صحیح توضیح ہے لیکن مصنف بیاد بھنگار نو کہتا ہے کہ چونکہ باوجود ہونے صلبی بیٹے کے دیے ہوے بیٹے کی تبنی اس طور پر جائز ہے لہذا وہ مثل اُس متبنیٰ بیٹے کے جسکی تبنی کے بعد ایک صلبی بیٹا پیدا ہو ثلث حصہ پائے گا - اور سری دھر سوامی نے توضیح اس فقرۂ سری بھاگوت کے کہ داے راجہ اُسنے باجازت سپتمت کے اکیوتی کو دے دیا اور وے فرائض جو

مقدمہ ۲۰ - س - برہمن جو مبتلاء مرض جذام ہو بیٹا گود لے سکتا ہے یا نہیں اور ایسی صورت میں تبنی درست اور جائز ہے یا نہیں -

ج - جو شخص مبتلاء مرض جذام ہو گود لینے کا مجاز نہیں ہے کیونکہ وہ تا دم مرگ ناپاک رہتا ہے لہذا تبنی ناجائز تصور کرنی چاہیے -

مجذوم گود نہیں لے سکتا -

دختر پر بصورت پسر ماں لینے اسکے واجب آتے ہیں اکیوتی کے ذمہ کیسے گو اُسکے بھائی موجود تھے م شاستر کا ایک مقولہ جو بہت سے بیٹے ہونے کی منفعت کے باب میں ہے نقل کیا ہے اور اس امر کے نقل کرنے سے اظہار اُس وجہ کا مقصود ہے بلحاظ جسکے لوگ بہت سے لڑکوں کی خواہش کرتے ہیں اور باوجود ہونے اصلی بیٹے کے بھی مجازی بیٹا گود لیتے ہیں اور وہ قول یہ ہے کہ "بہت سے بیٹے ہونے کی خواہش اس غرض سے ہوتی ہے کہ منجملہ اُنکے کوئی گیا کو جاوے" **مہابھارت** اور اور کتب میں بھی یہ لکھا ہے کہ "پانڈو نے باوجود ہونے اولاد ذکور کے بھیم اور ارجن اور ایسے بیٹوں کو بطور خلف قبول کیا جو اُسکی زوجہ کو دوسرے شخص کے صلب سے بطریق جائز پیدا ہوئے تھے" مصنف **دت تک** کو مدی مقولہ مرقومہ **دت تک ممانسا** پر معترض ہے اور اُس کے دلائل بیان کرتا ہے اور حجت اُسکی یہ ہے کہ "اگر منو اور وشسٹ متر اور پانڈو اور اور عالموں کا قول کسی دستور کے جواز کے لیے معتبر نہ سمجھا جاوے تو واسطے قول کسی اور ہادی کے تجسس کرنا فضول ہے" مگر اُسی کتاب میں یہ شرط مرقوم ہے کہ "اگر کسی شخص کے اولاد ذکور ہو تو وہ اُس اولاد کی اجازت سے ایک اور بیٹا گود لے سکتا ہے" -

غرض یہ نتیجہ بوجہ احسن نکالا جاسکتا ہے کہ زمانہ سلف میں خواہ کچھ ہی قاعدہ یا رواج ہو مگر بالفعل نہایت معتبر عالموں کے قول کے بموجب جس شخص کے ایک بیٹا صلبی یا متبنےٰ موجود ہو اُسے کسی اور کو بیٹا بنانا جائز نہیں ہے -

مقدمہ ۱۲- س- اگر ایک شخص مبتلاء مرض جذام پرائشچت جسکے کرنے کا اس مرض کے لیے شاستر میں حکم ہے کرے اور ایک لڑکے کو بطور اپنے بیٹے کے گود دے تو ایسی تبنیٰ درست اور جائز ہے یا نہیں۔

ج- جو شخص کہ مرض جذام یا اسی قسم کے کسی اور مرض میں مبتلا ہو وہ بعد بجا لانے پرائشچت معینہ کے پاک ہو جاتا ہے اور وید کے بموجب پروان یعنی دو چند طریق و رسوم کے بجا لانے کا مجاز ہوتا ہے لہذا اگر شخص مجذوم اس طور پر پاک ہونے کے بعد بیٹا گود لے تو ایسی تبنیت درست اور جائز ہے۔ ؎

ف- الا اس صورت میں کہ وہ کفارہ معینہ یعنی پرائشچت ادا کر سکے۔

باب ساتوان

نظائر متعلقہ نابالغی کے بیان میں

مقدمہ ۱- س- ایک شخص جسکے پاس کچھ جائداد منقولہ و غیر منقولہ تھی مر گیا منجملہ جائداد مذکور کے کچھ موروثی تھی اور کچھ مکسوبہ اور شخص مذکور اپنی زوجہ نابالغ چھوڑ مرا- اس صورت میں اسکا خسر جائداد کے اہتمام کرنے کا مستحق ہے یا اسکے دادا کا بھائی خواہ وہ اسکے شامل رہتا تھا یا علیحدہ۔

ج- نابالغ بیوہ کی جائداد کا اہتمام اول اسکے شوہر کے رشتہ دار یعنی اسکے دادا کے بھائی پر منحصر ہے اور درصورت ہونے ایسے رشتہ دار کے بیوہ مذکور

ف- جائداد جو بیوہ نابالغ کو پہونچی ہو اسکا اہتمام اسکے شوہر کے رشتہ داروں کے ذمہ ہے اور یہ نہوں تو بیوہ مذکور کے رشتہ داروں کے۔

؎ یہ راے صحیح ہے مگر جس پنڈت نے یہ بوستہ لکھا اُسنے بتائید اپنی راے کے کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا فقرۂ منقولہ خلاصہ جگناتھ ذیل میں لکھا جاتا ہے اُس سے رفع سہو ہو سکتا ہے۔

جگناتھ کا قول ہے کہ "جو شخص مرض پلیایہ یا اور اسی قسم کے مرض میں مبتلا ہو اُسکو بجا آوری امور دینی محکومۂ وید کے لیے پرائشچت کرنے کا حکم ہے" پس یہ مستنبط ہے کہ جس طور پر وہ شخص رسوم مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہوا ہے اُسی طرح وہ وراثتاً جائداد پانے کا بھی مستحق ہوتا ہے۔

کے باپ پر نہین ہے - اگر شوہر کے رشتہ دار نہون تو اُس صورت مین بیوہ کا باپ اُسکا ولی ہوگا چنانچہ اس باب مین نارد کا قول دا سے بھاگ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے "جب کہ شوہر مر جائے تو اُسکے رشتہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے ولی ہین اور اُنکو درباب انتقال جائداد اور بیوہ کی خبرگیری اور پرورش کے اختیار کلی ہے"- لیکن اگر اُسکے شوہر کا کنبہ معدوم ہوگیا ہو اور کوئی شخص ذکور سے نہو اور ہو تو معذور ہو تو بیوہ کے باپ کے رشتہ دار اُسکے ولی ہونگے بشرطیکہ اُسکے شوہر کے کوئی رشتہ دار سپنڈ تک نہو۔

ضلع ہوگلی - ۸ جولائی ۱۸۱۵ء -

مقدمہ ۲ - س - ایک نابالغ یتیم کے ایک بڑا بھائی بالغ ہے اور دو بہنین دے بھی بالغ اور منکوحہ ہین - اس صورت مین دھرم شاستر کے بموجب منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کون شخص بطور ولی اُسکے بیاہ کرنے کا مجاز متصور ہے -

ج - نابالغ کے بیاہ کرنے کا صرف بڑا بھائی مجاز ہے چنانچہ مِتاچھرا مین لکھا ہے کہ اول تو باپ اپنے بیٹے کے رسوم ابتدائی مثلاً اُسکا بیاہ وغیرہ کرے - وہ نہو تو دادا اور دادا نہو تو بھائی یا چچا یا چچا کا بیٹا - اور اگر ان اشخاص مین سے کوئی نہو تو ماں - لہذا اس صورت مین بیٹے کے بیاہ کرنے کا استحقاق صرف بڑے بھائی کو حاصل ہے اُسکی بہنون اور بہنون کے شوہرون کو اس باب مین مداخلت کرنے کا کچھ استحقاق نہین ہے -

رشتہ دارون کی ترتیب جنکو نابالغ کے بیاہ کرنے کا استحقاق حاصل ہے -

ضلع الہ آباد - ۱۰ جنوری ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۳ - س - اگر ایک نابالغ بیوہ لاولد کا باپ اور اُسکے شوہر کا بھانجا موجود ہو تو اُنمین سے کون اُسکی جائداد کے اہتمام کرنے کا مستحق ہے -

ج - اشخاص موجودہ بالا یعنی منجملہ بیوہ کے باپ اور اُسکے شوہر کے بھانجے کا بھانجا اُسکا ولی جائز ہے اور اُسی کو درباب پرورش بیوہ مذکور اور انتقال جائداد اور اُسکی خبرگیری کے اختیار ہے کیونکہ اُسکی وفات کے بعد وہ وارث اُسکی جائداد

اگر بیوہ کے شوہر کا بھانجا موجود ہو تو بیوہ کا باپ اُسکا ولی نہین ہوسکتا -

گا ہے - یہ راے داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور داے تتو وغیرہ کے بموجب ہے -

ضلع جنگل محال - ۲ - جولائی ۱۸۲۲ء -

مقدمہ ۴ - س - ایک زمیندار دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مرگیا اور اُنکی مان اور چچا موجود ہین اس صورت مین نابالغ کی ذات اور اُسکی جائداد کی نسبت ولایت کا استحقاق اُنکی مان کو ہے یا اُنکے چچا کو -

ج - نابالغون کی ذات اور جائداد کی ولی اُنکی مان ہے لیکن اگر مان جائداد مذکور بیع یا کسی اور طور پر انتقال کرے اور اُسکے واسطے کوئی اشد ضرورت نہو مثلاً کھانا کپڑا جسکا سرانجام لابد ہے تو اُس سے اختیار اہتمام جائداد لے لیا جاوے اور اُسکے چچا کے حوالہ کیا جاے بشرطیکہ وہ لئیق اور دیانت دار ہو -

مان اپنے نابالغ بچوں کی بترجیح اُنکے چچا کے ولی ہوتی ہے -

ضلع ۲۴ پرگنہ - ۱۰ - اپریل ۱۸۱۸ء -

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص زوجہ اور بیٹا چھوڑ کر مرگیا - اگر بیوہ حین حیات اپنے بیٹے کے کسی شخص پر بابت اپنے شوہر کی غیر منقولہ جائداد کے نالش کرے تو اُسکی نالش شاستر کے بموجب قابل سماعت ہے یا نہین -

ج - جب کہ مالک متوفی کا بیٹا موجود ہے تو اُسکی بیوہ کی نالش بدعوی اپنے شوہر کی جائداد کے قابل پذیرائی نہین ہے الا اُس صورت مین کہ اُسکا بیٹا نابالغ یعنی سولہ برس کی عمر سے کم ہو تو اس صورت مین بیوہ کی نالش جو اُسکے بیٹے کی جانب سے ہو قابل سماعت ہے کیونکہ وہ اُسکی ولی ہے -

بیوہ جسکے بیٹا ہو وہ اپنے شوہر کی جائداد کے واسطے نالش کرسکتی ہے بشرطیکہ اُسکا بیٹا نابالغ ہو -

عدالت اپیل مرشدآباد - ۱۵ - فروری ۱۸۱۶ء -

باب آٹھوان

ہبہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - اگر کوئی شخص اپنی کل جائداد یا اُسکا جزو دستاویز کے

ذریعہ سے منتقل کردے اور اسمین لکھدے کہ وہ اور اسکی زوجہ مین حیات اپنے
جائداد پر قابض رہینگے اور انکی وفات کے بعد منتقل الیہ انکا کریاکرم ادا کرکے
جائداد مذکور پر متصرف ہو مگر بعد تھوڑے عرصہ کے وہ جائداد مذکور کا ایک جزو
دوسرے شخص کو دے دے اور جزو موہوبہ پر اس پچھلے موہوب الیہ کو قابض کرادے
تو اس صورت مین پچھلا ہبہ جائز ہے یا کہ منسوخی اسکی ہبہ سابق سے
لازم آتی ہے۔

جائداد جبکہ برہمن کے نام دینی امور کے لیے منتقل کردیجاے تو وہ بلا اجازت منتقل الیہ کے کسی اور کو نہین دی جاسکتی ہے۔

ج ۱- اگر شخص مذکور جائداد کو برہمن کے نام اداے رسم دینی مثلاً دیوتاؤن کی
پرستش یا کریاکرم وغیرہ کے لیے منتقل کردے اور منتقل الیہ ایفاے شرائط کرے تو ہبہ
ثانی درست اور جائز نہین ہے لیکن اگر شخص مذکور نے منتقل الیہ کے سامنے جائداد
مذکور کو ہبہ کردیا ہے اور پچھلا موہوب الیہ اسپر بلامزاحمت متصرف رہا ہو تو یہ ہبہ قابل
تردید نہین ہے۔

س ۲- اگر واہب نے منجملہ جائداد کے جو اسکے قبضہ مین تھی ایک جزو دوسرے
شخص کو بذریعہ ہبہ نامہ دے دیا ہو اور جائداد موہوبہ پر قابض کراکر پھر اسکو بیدخل
کیا ہو تو اس صورت مین پچھلا موہوب الیہ واہب پر ہبہ کے واسطے ہبہ نامہ کی روسے
نالش کرسکتا ہے یا نہین۔

موہوب الیہ بیدخلی کی نالش واہب پر کرسکتا ہے۔

ج ۲- صورت مذکورۂ بالا مین پچھلے موہوب الیہ کو اختیار ہے کہ جائداد موہوبہ پر
قبضہ حاصل کرنے کے لیے واہب پر نالش کرے اور واہب پر ایفا اسکے دعوے
کا واجب ہے۔

س ۳- پہلا منتقل الیہ واہب کی وفات کے بعد حسب نوشتۂ دستاویز انتقال ایفاے
شرائط کرکے اس جائداد کا دعوی کرے جسپر پچھلا موہوب الیہ دخیل ہے تو اس صورت
مین منتقل الیہ ایسی جائداد کا مستحق ہے یا نہین۔

موہوب الیہ جو فی الواقع قابض ہے اسپر منتقل الیہ

ج ۳- اگر واہب نے اپنی جائداد منقولہ یا کسی اور قسم کی جائداد کو جو اسکے قبضہ
مین تھی دوسرے شخص کو بخش دی ہو اور اسکو قابض کرادیا ہو تو اس صورت مین

سابق کا کچھ مواخذہ نہین ہو سکتا۔

واہب کی وفات کے بعد منتقل الیہ اول منتقل الیہ ثانی پر جائداد کے لیے قانوناً نالش نہین کر سکتا۔ اگر منتقل الیہ اول نے جملہ شرائط مصرحہ دستاویز کی تعمیل کی ہے تو وہ باستثناء اُس حصہ کے جو منتقل الیہ ثانی کو ملا ہے منتقل الیہ اول کی کل جائداد پانے کا مستحق ہے۔

س ۴۔ اگر کوئی شخص اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ دوسرے شخص کو ہبہ کر کے ہبہ نامہ لکھدے تو اس صورت مین واہب اُس ہبہ کو عرصہ پندرہ یا بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکھنے کا مجاز ہے یا نہین۔

جائداد موہوبہ واہب کے قبضہ مین نہین رہ سکتی۔

ج ۴۔ جائداد موہوبہ کو واہب اپنے قبضہ مین رکھنے کا مجاز نہین ہے اور یہی مقولہ مسلمہ ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ۔ ۳۔ مارچ ۱۸۶۶ء

گوبند رام مصر بنام کشور لال سکل۔

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک زمیندار کے دو زوجون کے بطن سے اولاد تھی یعنی اول زوجہ سے دو بیٹے زید اور بکر تھے اور دوسری زوجہ سے عمرو اور خالد اور ایک لڑکی ہندو تھی۔ بیٹا زید اپنے باپ سے علیحدہ ہوگیا اور کنبہ کا مکان سکونت چھوڑ دیا اور زمیندار مذکور کی بڑی زوجہ قبل اُسکے دوسرے بیاہ ہونے کے مر گئی۔ بعد ازان اُسکی دوسری زوجہ اور اُسکے تینون بیٹے بکر اور عمرو اور خالد بطور کنبہ مشترکہ کے اُسکی وفات تک شامل رہے اور اُسکی وفات کے بعد زمینداری پر قابض ہوئے اور بطور کنبہ مشترکہ کے بالاتفاق رہے لیکن چونکہ بعد تھوڑے عرصہ کے وے زر مالگزاری ادا نہ کر سکے لہذا زمینداری سے مستعفی ہوے اور علیحدہ ہو گئے اور سکونت کی حویلی بھی چھوڑ دی اور بعد اس علیحدگی کے پھر شامل نہوے۔ بعد ازان عمرو اور خالد باپ کے مکان مین پھر جا کر رہے صرف عمرو نے باپ کی زمینداری کا ایک جزو حاصل کیا بعد اسکے بکر بھی اُسی حویلی کے ایک مکان مین آن کر رہا اور عمرو اور خالد بعد ازان لاولد مر گئے اور قبل اُنکی وفات کے اُنکی ازدواج نے وفات پائی تھی اور جب عمرو اور خالد مذکور مر گئے تب اُنکی مان زمینداری پر قابض

ہوئی اور زر مالگذاری واجب ادا کیا اور اُسنے کل زمینداری کا ہبہ نامہ بنام اپنی بیٹی ہندہ اور اُسکے بیٹے کے بغرض اُنکی پرورش اور مصارف اپنے کریا کرم کے لکھدیا۔ بعد لکھنے اس ہبہ نامہ کے وہ مرگئی۔ اب بکر اُس جائداد کا جو اُسکی سوتیلی ماں نے ہبہ کردی دعویٰ کرتا ہے اس صورت مین دعویدار اُس جائداد کو ورثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین اور ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ اگر واہبہ کو جائداد بطور ورثہ کے اُسکے بیٹے عمرو سے ملی تھی تو وہ اس صورت مین مجاز نہین ہے کہ بلا اجازت اپنے سوتیلے بیٹے بکر کے کل زمینداری کو اپنی دختر اور نواسہ کو دے دے لہذا اُسکی وفات کے بعد جائداد مذکور دعویدار بکر کو پہونچے گی لیکن اگر واہبہ نے زمینداری مذکور کو اپنے نام منتقل کرالیا تھا اور اپنا نام دفتر سرکار مین بحیثیت ملکیت درج کراکے استحقاق جدید حاصل کیا تھا تو اس صورت مین وہ ہبہ کرنے کی مجاز ہے اور ہبہ جائز متصور ہوگا اور اسی واسطے واہبہ کی بیٹی اور نواسہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے استحقاق صریح حاصل ہے اور بکر کو جائداد مذکور سے کچھ علاقہ نہین ہے۔

گویا ماں کو بیٹے سے جائداد ورثتاً پہونچی ہے تو وہ اُسے اپنی دختر اور نواسہ کو ہبہ کرنے کی مجاز نہین ہے اور اُسکی وفات کے بعد وہ اُسکے سوتیلے بیٹے کو جو شامل نہین تھا ملیگی

ضلع میدنی پور۔

مقدمہ ۳-س۔ ایک زمیندار کے منجملہ دو بیٹون کے بڑا بیٹا دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا بعد ازان زمیندار مذکور نے اپنی کل جائداد موروثی منقولہ و غیر منقولہ بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے دوسرے بیٹے کے نام منتقل کردی۔ اس صورت مین ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ غیر منقولہ جائداد جو زمیندار کو اُسکے مورثون سے پہونچتی ہے اُسکو وہ اپنے دوسرے بیٹے کو بلا اجازت اپنے بڑے بیٹے کے بیٹون کے ہبہ نہین کرسکتا اور ہبہ نامہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا وہ مستحق دے ڈالنے زیور اور غیر منقولہ اشیا کا ہے گو وے اُسکو دادا سے ملی ہون۔ یہ رائے بیادرنا کر اور متاچھرا اور دیگر کتب شاستر کے بموجب ہے۔

جائداد اراضی موروثی صرف ایک بیٹے کو بجز دیگر دوسرے بیٹے کے بیٹون کے نہین دیجا سکتی۔

ماخذ - قول جاگبلاک "وہ ارضی جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسمین باپ اور بیٹے کا حق ملکیت یکسان ہے اور حقوق خور و پوش اور مال منقولہ مین بھی"

"باپ کو جائداد موروثی کے غیر مساوی تقسیم یا ہبہ کرنے کا اختیار نہین ہے" یہ قول بیاورتنا کر کا ہے -

"وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے لیے ذریعہ پرورش ضرور ہے لہذا ہبہ یا بیع کرنا نہ چاہیے"

قول جاگبلاک "جواہرات اور موتی اور مونگہ اور منقولہ مال کا باپ مالک ہے لیکن کُل غیر منقولہ جائداد کا نہ باپ مالک ہے نہ دادا -

ضلع بھاگل پور - ۷ - اپریل سنہ ۱۸۱۹ع -

مقدمہ ۴ - س ۱ - ایک لاولد بیوہ کو اُسکے شوہر کے ترکہ سے ارضی اور اور قسم کی جائداد ورثتاً ملی اس صورت مین درحالت موجود ہونے اُسکے شوہر کے اور وارثون کے وہ جائداد مذکور دینے یا بیع کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر وہ اُسے کسی طرح انتقال کرے تو ایسا انتقال جائز اور درست ہوگا یا نہین -

بیوہ منجملہ جائداد اپنے شوہر متوفی کے ایک جزو اپنے شوہر کی عقبے کی بہتری کے لیے اور اپنی پرورش کے واسطے منتقل کرسکتی ہے -

ج ۱ - بیوہ جسکے اولاد ذکور نہو وہ اپنے شوہر کی رسوم کریا کرم کی تکمیل کے لیے منجملہ اپنے شوہر کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ایک جزو دے سکتی ہے اور اگر وہ نان نفقہ سے محتاج ہو تو وہ اسقدر حصہ جائداد کا بیع کرسکتی ہے جو اُسکی پرورش کے لیے کافی ہو باستثناء ان صورتون کے اور کسی حالت مین اگر بذریعہ ہبہ یا بیع یا کسی اور طور پر جائداد انتقال کرے تو ایسا انتقال باطل اور ناجائز تصور کرنا چاہیے -

س ۲ - بیوہ بلا اجازت اپنے نواسہ کے جائداد کا جزو بیع کرنے کی مستحق ہے یا نہین اور اگر اُسنے فی الواقع بیع کیا ہے تو ایسا بیع برقرار رکھا جاسکتا ہے یا نہین -

جائداد مذکور کو بیوہ اپنی پرورش کے واسطے بیع نہین کرسکتی اگر

ج ۲ - اگر نواسہ اُسکی پرورش کرتا ہے تو وہ بلا اجازت اُسکے انتقال جائداد نہین کرسکتی اور اگر اُسنے فی الواقع بیع کیا ہے تو وہ بیع باطل ہے لیکن اگر نواسہ

اُسکی پرورش کرنے سے انکار کرے تو وہ اُسقدر جائداد بلا اجازت اُس کے بیع کر سکتی ہے جو اُسکی پرورش کے واسطے مُکتفی ہو اور ایسا بیع جائز اور درست متصور ہوگا۔

وارث مابعد اُسکی پرورش کرے۔

ماخذ۔ اس راے کا داے بھاگ ہے چنانچہ اُسمین یہ قول درج ہے کہ "اگر وہ کسی اور طور پر اپنی پرورش نہ کر سکے تو اُسکو اپنی جائداد رہن کرنے کا اختیار ہے اور اگر یہ صورت بھی مُکتفی نہو تو وہ علی ہذا القیاس اُسکو بیع یا کسی اور طور پر منتقل کر سکتی ہے اُسکو اپنے شوہر کے چچاؤن اور اور رشتہ دارون کو اپنی حیثیت کے مطابق اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کے وقت ہدیہ دینا چاہیے"

ضلع راج شاہی۔

مقدمہ ۵۔س۔ اگر کوئی شخص منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے جائز حصہ سے زیادہ ہبہ کردے تو اس صورت مین ہبہ نامہ ناجائز ہے یا کہ موہوب لہ واہب کا اصل حصہ پائے گا۔

بموجب طریقہ مروجہ بنگالہ کے اگر کوئی شخص منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے۔

ج۔ اگر واہب نے منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے حصہ سے زیادہ جائداد بذریعہ ہبہ نامہ کے منتقل کر دی ہے تو ایسا ہبہ نامہ ناجائز اور نادرست متصور نہوگا بلکہ موہوب لہ اُسقدر جائداد پانے کا مستحق ہوگا جسقدر کہ منجملہ جائداد مشترکہ کے واہب کی قرار پائے یہ راے داے بھاگ اور واے تتو اور بیا دار نو ستو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے"۔ ؎

ضلع جنگل محال۔ ۲۶ مئی ۱۸۱۶ع۔

مقدمہ ۶۔س۔ ایک شخص نے کچھ اراضی اور مکانات اپنے نواسہ کی زوجہ کو ہبہ کیے وہ اُسپر کچھ عرصہ تک قابض رہی اور اُسنے بحالت مبتلا ہونے اُس مرض کے جو باعث اُسکی وفات کا ہوا جائداد مذکور اپنے نواسہ کے نام ہبہ کر دی اور اُسنے باوصف موجودگی اپنی حقیقی بہن کے جو مدعیہ ہے اور

؎ پنڈت جسنے راے مذکورہ بالا لکھی ہے اُسنے کتب مذکورہ بالا سے اس اپنی راے کی تائید مین قول نقل نہین کیے مگر اُسکا یہ قول بموجب آئین متبعہ بنگالہ کے درست ہے چنانچہ راے متعلقہ ایک مقدمہ بیع سے یہ امر ہویدا ہے۔ مقدمہ ۱۔ و ۱۶۔ معائنہ کرو۔

دوسری بہن کے بیٹے کے جو مدعا علیہ ہے اور سوتیلے بھائی کے اسی جائداد کو دے ڈالا اس صورت مین کو فسا ہبہ جائز اور واجب التعمیل ہے۔

جو شخص غیر منقولہ جائداد اپنے شوہر کی زوجہ کو ہبہ کرے وہ اس زوجہ کی جائداد خاص ہے اور اُسکو اُسپر اختیار کلی حاصل ہے

حج۔ عورت مذکورہ نے اس جائداد کو جو اُسنے اپنے شوہر کے نانا سے پائی تھی ہبہ کر دیا یہ ہبہ جائز ہے کیونکہ جائداد موہوبہ اُسکی ذات خاص کی ملک تھی جسکو شاستر مین سودایک یعنی بخشش جو واسطہ دار محبت سے ملی ہو کہتے ہین اور اُسکے حین حیات اُسکے بیٹے کو ہبہ کرنے جائداد مذکور کا اختیار نہین ہے کیونکہ اُسکو حق ملکیت اُسپر حاصل نہین ہے یہ رائے دائے بھاگ اور دائے تتو اور بیاد بھنگارنو اور کتب شاستر کے بموجب ہے

قول اتیائن "وہ جو کچھ عورت کو اپنے بیاہ کے بعد یا قبل اور اپنے شوہر یا اپنے باپ کے گھر شوہر یا والدین سے ملے اُسکو ایسی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محبت سے ملی ہو اور چونکہ وے لوگ ایسی بخشش کو براہ محبت دیتے ہین لہذا شاستر کے بموجب ایسی جائداد اُن عورت کی ملک خاص قرار دی گئی ہے جنکے قبضہ مین وہ ہو بشرطیکہ عورت مذکورہ نیک رویہ ہون اور ایسی بخشش پر عورت کا اختیار کلی ہمیشہ سے تسلیم کیا گیا ہے اور انکو حسب مرضی اپنے اُسکے بیع کرنے یا دے ڈالنے کا اختیار ہے گو وہ اراضی ہو یا مکانات"

قول مرقومۂ بالا کے معنی جیند الشرنے یہ لکھے ہین اور وے بیاد بھنگارنو مین منقول ہین۔ یعنی جیند الشرنے ان الفاظ کے بعد کہ "وہ باپ کے گھر مین" یہ عبارت قائم کی ہے کہ "وہ اُسکے بھائی یا والدین سے" لیکن یہ عبارت صرف تمثیلاً تحریر ہوئی ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کچھ کہ عورت کو بیاہ کے بعد یا قبل اُسکے شوہر یا باپ کے گھر مین اُسکی مان یا باپ یا اور اشخاص سے ملے اُسکو اُس قسم کی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محبت سے حاصل ہوئی ہو۔ کاتیائن کا قول ہے کہ "شوہر یا بیٹے یا باپ یا بھائی کو عورت کے خاص مال جائز کو کام مین لانے یا منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"

ضلع ندیا۔ ۱۶۔ جولائی ۱۸۵۸ع۔

مقدمہ ۷۔ س دو حقیقی بھائی کے پاس کچھ اراضی معافی سوروتی تھی بڑے بھائی

کے صرف ایک بیٹی تھی اور کوئی بیٹا نہ تھا اور چھوٹے بھائی کے دو بیٹے تھے - بڑے بھائی نے اپنی بیٹی کا بیاہ کر دیا اور منجملہ اراضی مذکور کے ایک جزو اپنی بیٹی کو بغرض پرورش دیا یا شاید وہ اُسپر ورثتاً قابض ہوئی غرض یہ امر بصراحت معلوم نہین کہ وہ اُسپر کیونکر قابض ہوئی اس صورت مین وہ ایک شخص غیر کو بلا اجازت اپنے چچا کے بیٹون کے ایسی جائداد کے ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر ایک بھائی نے اپنی اکلوتی بیٹی کا بیاہ کر دیا ہو اور منجملہ جائداد موروثی کے کچھ اراضی اُسکی پرورش کے واسطے دی ہو اور بیٹی بذریعہ ایسی بخشش کے اُسپر قابض ہوئی ہو تو اس صورت مین وہ بلا اجازت اپنے چچا کے دو بیٹون کے شخص اجنب کو دینے کی مجاز ہے کیونکہ جائداد مذکور وہ بخشش ہے جو واسطہ دار محب سے ملی ہے اور جسپر اُسکو اختیار کلی حاصل ہے اگر برخلاف اسکے جائداد اُسکو ورثتاً حاصل ہوئی ہے تو وہ اُسکو بلا اجازت اپنے باپ کے بھتیجون کے کسی کو دینے کی مجاز نہین ہے - یہ راے کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے -

جائداد در ضمن جو دختر کو بذریعہ ہبہ حاصل ہو اُسپر اُسکا اختیار کلی ہے نہ اُسپر جو اُسکو ورثتاً پہونچی ہو -

ماخذ - اقوال کاتیائن مندرجہ داے بھاگ و داے کرم سنگرہ و دیگر کتب شاستر - جو کچھ کہ منکوحہ یا غیر منکوحہ عورت کو اُسکے شوہر یا اُسکے باپ کے گھر اُسکے شوہر یا والدین سے حاصل ہو اُسکو ایسی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے ملے اور بخشش مذکور کی نسبت عورت کا اختیار کلی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جائداد رشتہ دارون کی جانب سے بنظر آسائش و پرورش عورت کے دیجاتی ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتون کو ایسی جائداد کی نسبت اختیار ہے کہ وے حسب مرضی اپنے اُسکو بیع یا ہبہ کرین گو وہ مال غیر منقولہ کی قسم سے بھی ہو چنانچہ داے بھاگ مین فقرہ مرقومہ ذیل مندرج ہے "وہ اُسکو اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہونا چاہیے اور بعد اُسکے جائداد کو اُسکے وارث پاوینگے" الخ

"لفظ زوجہ کا معنی عام مستعمل ہوا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ قاعدہ علی العموم

سب اول جزو اس کتاب کا نقل نہین کیا گیا ہے -

عورت کے ورثتاً قائم مقام ہونے کی صورت سے متعلق سمجھنا چاہیے۔

ضلع بیر بھوم۔

مقدمہ ۸۔س۔ایک شخص کے دو نابالغ بیٹے تھے اُسنے اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو بذریعۂ ہبہ نامہ کے اپنی زوجہ کے نام منتقل کر دیا اور اب دونوں بیٹے بالغ ہین مگر آشتی پسند ہونے کے باعث سے وے ہبہ کی نسبت کچھ تعرض نہین کرتے۔ بعد ہبہ کے شخص مذکور نے دوبارہ بیاہ کیا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا وہ اپنے باپ کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دعویٰ کرتا ہے اس صورت مین باپ کا وہ ہبہ جو اُسنے اپنے دوسرے بیاہ کے قبل کیا درست اور جائز متصور ہوگا یا نہین۔

ج۔اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو بحالت موجودگی اپنے دو نابالغ بیٹون کے دوسرے بیاہ کرنے کے وقت جائداد بخش دی تو وہ استری دھن کے نام سے موسوم ہے اور شوہر کا ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا۔مگر صرف وہ شے داخل استری دھن ہے جسپر اُسکو دے ڈالنے یا بیع کرنے یا کام مین لانے کا خود مختاری کے ساتھ بلا اجازت شوہر کے اختیار ہے لیکن جائداد غیر منقولہ جو زوجہ کو اُسکے شوہر سے ملی ہو اُسکو وہ دے ڈالنے یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کی مجاز نہین ہے پس گو ایسا مال اُسکا ہے مگر وہ استری دھن نہین ہے کیونکہ اُسپر اُسکو اختیار کامل حاصل نہین ہے اس صورت مین زوجہ کو صرف یہ استحقاق حاصل ہے کہ غیر منقولہ جائداد جو اُسے اُسکے شوہر سے ملی ہو اُس سے وہ حین حیات اپنے متمتع ہو۔بڑی زوجہ کی وفات کے بعد صرف اُسکی اولاد اُس مال منقولہ کے پانے کی مستحق ہے جو اُسے اپنے شوہر سے ملا تھا کیونکہ وہ اُسکی ذات خاص کا مال ہے شوہر کا استحقاق جائداد غیر منقولہ پر جو اُسنے اپنی زوجہ کو دے دی ہو بدستور قائم رہتا ہے اور شوہر کی وفات کے بعد اُسکے جملہ بیٹے خواہ کسی زوجہ سے ہون مستحق ورثہ پانے کے ہین۔

مال منقولہ جو شوہر اپنی زوجہ کو اپنے دوسرے بیاہ کے وقت دے وہ خاص اُسی زوجہ کا مال ہے۔مال غیر منقولہ کو باوجود ہبہ کر دینے کے شوہر کا استحقاق اُسپر بدستور قائم رہتا ہے۔

"اگر شوہر بحیات اپنی پہلی زوجہ کے دوسرا بیاہ کرے تو اُسکو چاہیے کہ ایسی صورت مین زوجہ مذکور کو زر مساوی بطور معاوضہ کے دے"

"جو چیز کہ اُسکو اپنے شوہر کے دوسرے بیاہ ہونے کے وقت دیجاے اور نیز وہ شے جو اُسکی کسوہ خاص ہے استری دھن کہلاتی ہے"۔

"جو کچھ کہ شوہر براہ محبت اپنی زوجہ کو دے اُسکی نسبت زوجہ کو بعد مرجانے شوہر کے باستثناے مال غیر منقولہ کے اختیار ہے کہ صرف مین لاوے۔

"دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناے والدہ و اقرباں کے کسی اور سے از راہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے۔ باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین"۔

"ماں کے مرجانے کے بعد اُسکی جائداد کو جملہ حقیقی بھائی اور حقیقی بہنین آپس مین مساوی تقسیم کرلین"۔

اقوال مرقومہ بالا جاگیلک اور نارد اور کاتیائن اور منو اور برہسپتی کے ہین ضلع پرنیا۔

مقدمہ ۹ - س - ایک برہمن جسکے پاس مال منقولہ یعنی زر نقد اور زیور و سونا و چاندی اور اور اسباب تھا ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑکر مرگیا زوجہ نے کل اپنے شوہر کے مال مذکورۂ بالا کو اپنے داماد کو بخش دیا اس صورت مین مال مذکور کو بیوہ بخش دینے کی مجاز ہے یا نہین اور بذریعہ ہبہ کے وہ موہوب الیہ کو پہونچ سکتا ہے یا نہین۔

ج - صرف بصورت نہونے زوجہ کے مال بیٹی کو ملتا ہے لہذا زوجہ نے جو کل مال اپنے داماد کو دے دیا یہ ہبہ درست ہے اور موہوب الیہ کو بذریعہ اُس انتقال کے مال مذکور مل سکتا ہے۔

مال منقولہ جو بیوہ کو ورثہ ملا ہو وہ اُسکو اپنے داماد کو ہبہ کرسکتی ہے گو اُسکی بیٹی موجود ہو۔

ماخذ - دایہ بھاگ مین یہ قول بیاس منقول ہے کہ "جو کچھ کہ بیٹی کے شوہر کو دیا جاوے وہ بیٹی کو پہونچتا ہے گو اُسکا شوہر زندہ یا مرگیا ہو اور بعد وفات بیٹی

مذکور کے وہ اُسکی اولاد کو پہونچتا ہے"۔

شہر ڈھاکہ ۔ ۲۹ مئی ۱۸۶۸ء ۔

مقدمہ ۱۰ ۔ س ۔ ایک ہندو عورت نے قبل تین یا چار گھنٹہ اپنی موت کے بحالت کمال ضعف اپنی جائداد اراضی وغیرہ کو ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کردیا اس صورت مین ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین ۔

ج ۔ اگر اُس عورت کے کوئی اولاد یا کوئی اور وارث نہین ہے اور مال موہوبہ اُسکے شوہر کا مال نہین ہے اور ہبہ کرنے کے وقت اُسکے ہوش وحواس بخوبی بجا تھے تو ہبہ مذکور درست اور جائز ہے ۔

ف الف اگر عورت کے کوئی وارث نہو تو وہ اپنا خاص مال شخص اجنبی کو ہبہ کرسکتی ہے ۔

شہر ڈھاکہ ۔ ۲۴ فروری ۱۸۷۱ء ۔

مقدمہ ۱۱ ۔ س ۔ ایک بیراگی نے اپنے فرقہ کے ایک شخص کے نام ہبہ نامہ لکھدیا اُسکے ذریعہ سے اپنا کل مال منقولہ وغیر منقولہ اُسکے نام بدین شرط انتقال کردیا کہ موہوب الیہ کو بعد واہب کی وفات کے مال موہوبہ پر استحقاق ملکیت حاصل ہو موہوب الیہ قبل واہب کے مرگیا اور واہب عین حیات اپنے مال مذکور پر قابض رہا بعد ازان اُسنے بھی رحلت کی اب موہوب الیہ کا چیلا جو کہ قانونا اُسکا وارث تصور کیا گیا ہے جائداد مذکور کا دعوی کرتا ہے اس صورت مین چیلہ بذریعہ ہبہ نامہ کے جو اُسکے گرو کے نام تحریر ہوا تھا مستحق پانے مال مذکور کا ہے یا نہین ۔

ج ۔ اگر واہب نے موہوب الیہ کے نام اپنا مال منقولہ وغیر منقولہ اس شرط پر انتقال کیا تھا کہ تجھکو میرے مال پر استحقاق ملکیت بعد میری وفات کے حاصل ہوگا ۔ اور موہوب الیہ قبل واہب کے مرگیا تو اس صورت مین موہوب الیہ کا استحقاق اشیاء موہوبہ پر قائم نہین ہوا تھا اور اگر ہبہ نامہ مین کوئی خاص شرط ایسی نہو کہ در صورت مرجانے موہوب الیہ قبل واہب کے مال مذکور اُسکے وارث کو پہونچے تو چیلہ کا مال مذکور پر قانونا کچھ دعوی نہین پہونچتا ہے ۔

ف ہبہ اگر اس شرط سے کیا جاوے کہ بعد وفات واہب کے شے موہوبہ موہوب الیہ کو پہونچیگی اور موہوب الیہ قبل واہب کے مرجاوے تو ہبہ مذکور مین موہوب الیہ کے وارث کو نہ ملیگی الا اس صورت مین جبکہ کوئی خاص شرط اسکی بابت ہوگئی ہو ۔

تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۲۹ ملاحظہ کرو ۔

ضلع جنگل محال - ۲۹ - مارچ ۱۸۶۱ء -

مقدمہ ۱۲ - س ۱ - وے کونسی صورتین ہین جنکے باعث سے ہبہ باطل اور منسوخ ہوجاتی ہے -

ج ۱ - اگر کوئی شخص غلبۂ شہوت یا غیظ کی صورت یا جبکہ اُسکو استحقاق ملکیت حاصل نہو یا مبتلائے مرض شدید ہو یا اُسکی عقل مین فتور ہو یا وہ بدمست ہو یا حالت جنون اور تکلیف مین ہو یا غلطی سے یا براہ تمسخر یا بخوف یا جبکہ وہ مبتلائے رنج ہو یا کوئی اور اسی قسم کی صورت مین ہبہ کرے تو ایسا ہبہ باطل اور منسوخ متصور ہوگا -

ماخذ - قول کاتیائن وہ جو کچھ کہ بحالت غلبۂ شہوت یا غیظ دیا جاے یا ایسے شخص دین جو خود مختار نہون یا مبتلائے مرض یا نامرد یا بدمست یا فاتر العقل ہون یا جو کچھ کہ غلطی یا براہ تمسخر دیا جاے وہ واپس لیا جا سکتا ہے [1] -

س ۲ - اگر ایک شخص بحالت مبتلا ہونے ایسے مرض کے جو باعث اُسکی وفات کا ہوا ہو اپنی جائداد ہبہ کردے مگر اُسوقت اُسکے ہوش و حواس بخوبی قائم ہون تو اس صورت مین ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین -

ج ۲ - اگر ہبہ کے وقت واہب کی عقل بجا ہو تو ہبہ جائز اور درست متصور ہوگا گو اُسنے مرض مہلک مین گرفتار ہونے کی صورت مین ہبہ کیا ہو [2] -

س ۳ - کس زمانہ تک عورت نابالغ تصور کیجاتی ہے -

ذکر اُن صورتون کا جسمین ہبہ ناجائز متصور ہوتا ہے -

ہبہ جو بیماری کے وقت کیا جاے وہ جائز ہے -

[1] اور صورتین جنکے باعث سے ہبہ ناجائز تصور کیا جاتا ہے یہ ہین - جو کچھ نابالغ یا مخبط فطری یا غلام یا کوئی اور شخص جو خود مختار نہین ہے یا پیر فرتوت یا سفد رہ یا خارج القوم دے وہ شے شئی غیر موہوبہ کے تصور کیجاے اور علی ہذا القیاس وہ شے بھی جو بطور رشوت یا بسبب فریب یا اُس کام کے لیے جسکا انجام نہوا ہو یا بحالت غلبۂ خوشی یا کھیل مین یا ایک بدآدمی کو بشبہہ نیک آدمی کے یا کسی اور ناجائز فعل کے لیے دیجاے - اس راے کے حوالے ہبہ ناجائز کی ضمن مین خلاصہ کی جلد مین مندرج ہین -

[2] تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۲۹ معائنہ کیجاے -

پندرھوین سال کے انجام تک عورت نابالغ تصور کیجاتی ہے-

ج ۲- جبتک کہ عورت کی پوری پندرہ برس کی عمر نہو جاے اُسوقت تک وہ نابالغ ہے-

مقدمہ ۱۴۳- س- عورت جسکو اپنے باپ کی جائداد ورثتاً ملی ہو وہ اُس جائداد کو اپنے بیٹے کے نام ہبہ کرنیکی مجاز ہے یا نہین- اگر اُسکے باپ کی جائداد اور شرکا کے ساتھ مشترک ہے تو اس صورت مین عورت مذکور اُس حصہ جائداد کو جو اُسکے باپ سے متعلق ہو منتقل کر سکتی ہے یا نہین-

شاستر حسب منشاء بنگالہ بموجب پانچ داے شترکہ سے اگر ایک شریک اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے-

ج- اگر عورت مذکور کے باپ کے نہ بیٹا ہو نہ نواسہ تو وہ اُس جائداد کو جو اُسے اپنے والدین سے ترکہ مین ملی ہے دے ڈالنے کی مجاز ہے اور اگر اُسنے دے ڈالی ہو تو ایسا ہبہ درست اور جائز ہے گو جائداد مذکور مشترکہ اور غیر منقسمہ ہو- یہ راے داے بھاگ اور داے تتو کے بموجب ہے-

ماخذ- قول واکشا- "جو کچھ کہ ماں یا باپ یا گرو یا دوست یا مروتیک یا محسن یا محتاج یا بیکس یا فاضل کو ہدیۃً دیا جاے وہ باعث مغفرت ہے"-

قول نارد- "اگر وے منجملہ حصص غیر منقسم کے اپنا اپنا حصہ دے ڈالین یا بیع کرین تو وے اپنی ہر قسم کی جائداد کی نسبت مجاز ہین کہ جو چاہین جو کچھ کرین کیونکہ بالتحقیق اُنکو اپنی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہے"-

ضلع ندیا- ۷- جون سنہ ۱۸۱۶ع-

مقدمہ ۱۴۴- س- ایک شخص نے بذریعہ محاصل اراضی موروثی یا زر سالانہ موروثی کے جائداد غیر منقولہ خرید کی اس صورت مین شخص مذکور باوجود ہونے بیٹون اور پوتون کے کل ایسی جائداد کو یا اُسکا ایک جزو بلا اُنکی رضامندی کے اپنی بیٹی یا بہن کے بیٹے کو اُنکی پرورش کے لیے دے سکتا یا اُنکے ہاتھ بیع کر سکتا ہے یا نہین-

کل ایسی جائداد یا اُسکے ایک جزو کا جو بذریعہ

ج- اگر شخص مذکورہ بالا نے کچھ اراضی بذریعہ محاصل اُس اراضی کے جو اُسے اُس کے مورثون سے بطور ورثہ ملی ہو یا بذریعہ زر سالانہ موروثی کے

خریدی ہو اور وہ اُس کل اراضی یا اُسکے ایک جزو کو بلا رضامندی اپنے بیٹون یا پوتون کے اپنی بیٹی یا ہمشیرزادہ کو دے یا اُنکے ہاتھ بیع کر دے تو وہ اس طور پر منتقل کرنے کا مجاز ہے کیونکہ جائداد مذکور محاصل جائداد موروثی کے ذریعہ سے خریدی گئی ہے وہ خود موروثی نہیں ہے اور کل ایسی جائداد یا اُسکے ایک جزو کو ہبہ کرنے کے لیے باپ کو ممانعت نہیں ہے کیونکہ ایسی ہبہ کے باعث سے اُسکے کنبہ کی وجہ معاش کی نسبت کچھ ضرر نہیں پہونچتا ہے اور شخص مذکور کو ایسی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہے یہ رائے دا اسے بھاگ کے بموجب ہے جو بنگالہ مین مروج ہے۔

ماخذ۔ چونکہ یہان بھی لفظ کل کا واقع ہے لہذا ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کرنا کل کا منع ہے کیونکہ جائداد غیر منقولہ اور اور اسی قسم کی اشیاء کنبہ کی پرورش کے ذریعے ہین مگر ایک تھوڑا سا حصہ جس سے کنبہ کی پرورش کی نسبت کچھ ضرر نہ پہونچتا ہو دینا یا کسی اور طور پر منتقل کرنا منع نہیں ہے"۔

محاصل موروثی خریدی گئی ہو ہبہ کرنا درست اور جائز ہے

ضلع بیر بھوم۔

مقدمہ ۱۵ – س ۱ – ایک کنبے مین تین بھائی تھے اُنھون نے اپنی موروثی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو آپس مین تقسیم کر لیا اور علیحدہ ہو گئے اور اپنے اپنے حصہ پر متصرف ہوے اس صورت مین منجملہ بھائیون کے ایک بھائی جسکی ایک زوجہ اور ایک بیٹی اور ایک نواسہ اور بیٹے کی لاولد بیوہ موجود ہے بلا رضامندی اُنکے اپنے دو چھوٹے بھائیون کو اپنی جائداد اراضی دے ڈالنے کا مجاز ہے یا نہین اگر رضامندی اس صورت مین درکار ہو تو کس شخص کی ضرور ہے۔

ج ۱۔ اگر بھائی جو بالاتفاق رہتے تھے علیحدہ ہو گئے ہون اور ہر شخص اپنے حصہ موروثی پر متصرف ہوا ہو اور منجملہ اُنکے ایک بھائی حین حیات اپنی زوجہ اور بیٹی اور نواسہ اور بیٹے کی لاولد بیوہ کے بلا اُنکی رضامندی اپنا حصہ اپنے دو چھوٹے بھائیون کو دے دے تو وہ اس امر کا مجاز ہے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا مالک

شاستر منقسمہ بنگالہ کے بموجب ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے کل موروثی حصہ کو بلا رضامندی اپنی زوجہ اور دختر وغیرہ کے منتقل کرے۔

ہے اور بھرنج مختار کل ہے۔ یہ راے واے بھاگ اور اور کتب متمشیہ بنگالہ کے مطابق ہے۔

ماخذ ۔ دو اگر وے اپنے حصوں کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین" یہ قول نارد کا داے بھاگ وغیرہ مین منقول ہے۔

س ۲ - اگر ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر ہوئی ہو کہ واہب کو بحالت نزع دریا کے کنارے لیجانے اور اُسکی رسوم کریا کرم ادا کرنے مین جو کچھ صرف ہووہ موہوب الیہ کے ذمہ ہے اور نیز موہوب الیہ اُسکے بیٹے کی لاولد زوجہ کی پرورش اور تمام قرضہ ادا کرے تو اس صورت مین اگر موہوب الیہ نے بعض شرائط پوری کی ہون اور بعض کا ایفا نہ کیا ہو تو ہبہ نامہ جائز متصور ہوگا یا نہین۔

اگر موہوب الیہ نے شرائط واہب کا ایفا کیا ہے تو ہبہ نامہ مشروط کامل اور ناجائز متصور ہوگا۔

ج ۲ - اگر واہب نے ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر کی ہو کہ واہب کو اُسکے قریب المرگ ہونے کی حالت مین دریا کے کنارے لیجانے اور اُسکی نسبت اداے رسوم کریا کرم مین جو کچھ صرف ہو وہ موہوب الیہم کے ذمہ ہوگا اور نیز وہ اُسکے بیٹے کی لاولد بیوہ کی پرورش اور اُسکا قرضہ ادا کرینگے تو اس صورت مین اگر موہوب الیہم نے جملہ شرائط مرقومہ ہبہ نامہ کی تعمیل کی ہے تو وہ ہبہ نامہ واجب التعمیل متصور ہوگا لیکن اگر جملہ شرائط کا ایفا نہین ہوا ہے تو ہبہ نامہ ناجائز ہے ہبہ کی صورت مین واہب کی وصیت پر بڑا لحاظ ہے اور جبکہ جملہ شرائط جو اُسنے ہبہ نامہ مین تحریر کرائی ہون اُنکا ایفا موہوب الیہم کی جانب سے نہوا ہو تو جائداد موہوبہ اُنکی ملکیت مین داخل نہوگی کیونکہ ہبہ مشروطہ کا حصر اُسکی شرائط کی تکمیل پر ہے اور درصورت اُنکی تعمیل کے ہبہ نامہ بھی کامل تصور کیا جاتا ہے۔

ماخذ ۔ کیونکہ ملکیت کا حصول واہب کی مرضی کی تعمیل پر منحصر ہے واے بھاگ" "اگر مالک کو رثیت خراج ادا کرے اور بخشش مشروطہ ہو تو عہد شکنی کے باعث سے وہ بخشش منسوخ ہو جاے گی ببا دھنگار نو وغیرہ۔

س ۳ - اگر واہب نے بحالت بیماری مگر ہوش وحواس کے ثبات کی صورت مین ہبہ نامہ تحریر کیا ہو تو وہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین -

ج ۳ - صورت مذکورہ بالا مین ہبہ نامہ درست اور جائز تصور کرنا چاہیے - ؎۱

ماخذ - فقرہ مرقومہ ذیل بیادھنگار نو اور اور کتب مین منقول ہے - ودجو کچھ کہ آدمی خوف یا خطر نفسانی یا رنج یا تکلیف مرض لاعلاج وغیرہ کے باعث سے دین اُسکو شل نہین دیے ہوے کے تصور کرنا چاہیے " -

ضلع بیربھوم -

مقدمہ ۱۶ - س - اگر کوئی شخص نوجہ تک وارث نہ چھوڑ مرے اور اُسکی جائداد اُسکی بیٹی کو جسکے اولاد ذکور ہو پہونچے اور بعد ازان نواسہ مرجاے اور وہ بیٹی بیوہ اسطور پر لاولد ہوجاے اور بعد ازان وہ جائداد مذکور اپنی بیوہ لاولد بہن کو ہبہ کرکے فوت ہو تو اس صورت مین لاولد بیوہ بیٹی بحالت موجودگی اپنے چچا کے بیٹون کے جائداد مذکور دینے یا بیع کرنے یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر اُس نے انتقال جائداد کیا ہو تو ایسا انتقال جائز اور واجب التعمیل ہوگا یا نہین -

ج - صورت مذکورہ بالا مین لاولد بیوہ بیٹی کو صرف یہ استحقاق حاصل تھا کہ وہ اپنے باپ کی جائداد سے باعتدال متمتع ہو اسی وجہ سے اُسکا منتقل کرنا ناجائز ہے - یہ رائے داے بھاگ اور اور کتب کے بموجب ہے -

شہر ڈھاکہ - ۴ - جولائی ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۱۷ - س ا - شاستر متمشلیہ ترہوت کے بموجب جائداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ ہبہ کرنا جائز ہے یا نہین -

ج - ہبہ کرنا جائداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ جائز نہین ہے بلکہ واہب اپنے حصہ تک کے ہبہ کرنے کا مجاز نہین ہے کیونکہ جائداد مذکور بیع ہو سکتی ہے

ہبہ نامہ قریب المرگ ہونے کی حالت مین تحریر کیا جاے تو وہ جائز ہے -

اگر دختر کو کچھ جائداد اپنے باپ سے ورثتاً پہونچی ہو تو وہ بحروی وارث اپنے بایہ کے مجاز انتقال جائداد مذکور نہین ہے -

شاستر متمشلیہ ترہوت کے بموجب ہبہ کرنا جائداد مشترکہ کا ناجائز ہے

؎۱ دیگر نظیر متعلقہ مقدمہ ۲۹ - معائنہ کیجاے -

نہ دی جاسکتی ہے تاوقتیکہ حصہ تخصیص و تنقیح نہو جاے اور یہ امر بلاتقسیم نہین ہوسکتا۔

ماخذ (۵) تقسیم یعنی بہاگ اُسے کہتے ہین کہ جو حقوق مختلف اشخاص کو کل جائداد کی نسبت حاصل ہون اُنکا تعین بلحاظ اجراے خاص جائداد مذکور کے کیاجاے "

متاچہرا۔

س ۲- مہابرہمنی برت یعنی وہ منافع جو کریاکرم کی رسوم اداکرنے سے حاصل ہو منتقل کیاجاسکتاہے یانہین اور اگر ایسے منافع سے بہت سے اشخاص جنکو مہابرہمن[1] کہتے ہین بالاشتراک متمتع ہون تو منجملہ اُنکے ایک شریک اپنے حصہ کو بیع یا ہبہ کرنے کا مجاز ہے یانہین۔

منافع برت منتقل نہین کیاجاسکتا۔

فیج ۲- مہابرہمنی برت کامنافع قابل انتقال نہین ہے اور منجملہ شرکا منافع برت مشترکہ کے کسی کو اختیار نہین ہے کہ اپنی برت کا نفع دوسرے کے نام منتقل کرے اور گو برت کی آپس مین تقسیم ہوگئی ہو تو بھی یہی ممانعت لازم آئیگی کیونکہ جو دکشنا کہ ایسی رسوم کے اداکے وقت دیجاے اُسکے پانے کے صرف وہی شخص مستحق ہین جنکے اہتمام سے وے رسوم اداہون اور اگر ایسی دکشنا منتقل کیجاے تو اصل مقصود اُسکے دینے کا جس سے پہونچانا ثواب کا ارواح متوفیون کو مراد ہے فوت ہوتا ہے۔

ماخذ (۵) برہمن جمع کرکے اور متوفیون کے نام لے کر اُسے چاہیے کہ اُس برہمن کو جو صدر مقام پر بیٹھا ہو متوفی کاپلنگ وغیرہ دے " قول دیولوگ نیک منقولہ نرنے سندہو۔

(۵) اُنپر خوشبویات چھڑک کر اُسے چاہیے کہ پوجاکرنے والے کو اپنے باپ کی پوشاک

---

[1] برہمن جو کریاکرم کراتے ہین اُنکو بعض جگہ مہابرہمن کہتے ہین اور بعض جگہ مہابریا اگرہاہن یا پریت یاگٹہیا وغیرہ۔ تنبیہ متعلقہ خلاصۂ دہرم شاستر صفحہ ۶۱ جلد ۲۔ ترجمۂ کولبروک صاحب معائنہ کرو۔

اور زیور اور پلنگ وغیرہ دے"۔ قول برہسپتی منقولہ نرنی سندھو۔

صدر دیوانی عدالت - ۱۴ مئی ۱۸۲۳ع۔

نندرام وغیرہ بنام کاشی پانڈے وغیرہ۔

مقدمہ ۱۰۸س۔ ایک شخص نے قبل اپنے دوسرے بیاہ کرنے کے ایک اقرارنامہ اپنی بڑی زوجہ کو اس مضمون کا لکھدیا کہ رودھر سیٹھ کی گدی پر بطور مالک تیرا اختیار کل ہوگا اور مجھکو کچھ تعلق نہوگا اور میری دوسری زوجہ کا استحقاق ملکیت گدی واقع بھمن گدھ پر ہوگا اور علاوہ ازین اگر میرے کوئی اولاد نہو تو تجھکو گدی واقع بھمن گدھ سے بھی جو دوسری زوجہ کے نامزد کی ہے دس آنہ کا حصہ ملیگا اور باقی چھ آنہ کا حصہ میری دوسری زوجہ پائیگی۔ اس صورت مین یہ دستاویز شاستر کے بموجب درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج۔ شوہر اپنی جائداد کا مالک ہے اور اسکو اسے دے ڈالنے کا اختیار ہے بشرطیکہ اسکے کنبہ کو وجہ معاش کی طرف سے تکلیف نہ پہونچے لہذا اگر گدی بھمن گدھ سے چھ آنہ کا حصہ دوسری زوجہ کے اخراجات ضروریہ کے لیے وجہ معاش کافی ہے اور کوئی اولاد نہین ہے تو اس صورت مین گدی مذکور سے دس آنہ کا حصہ جو اسنے دوبارہ بیاہ کرنے کے قبل اپنی بڑی زوجہ کے نام مقرر کر دیا اُسکی بڑی زوجہ کو پہونچیگا اور اقرارنامہ درست اور واجب التعمیل متصور ہوگا۔

ہر شخص اپنی کل جائداد دو زوجون مین حسب مرضی بطور تقسیم کر سکتا ہے بشرطیکہ ہر ایک کو وجہ معاش کافی پہونچے اور اسکے کوئی اولاد نہو۔

ماخذ۔ نارد کا قول دائے بھاگ مین منقول ہے وہ یہ ہے "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین"۔

قول ورہسپتی منو "پرورش کرنا اُن شخصون کا جنکی خبر گیری ضرور ہے ایک عمدہ طریقہ بہشت حاصل کرنے کا ہے اور اگر اُنکو تکلیف پہونچے تو اُس شخص کو دوزخ ملیگا اسی واسطے بزرگ خاندان کو لازم ہے کہ اچھی طرح سے اُنکا خبر گیران رہے"۔

شہر مرشد آباد - ۱۱ - جون ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۱۹ - س - ایک شودر نے جسکے اولاد ذکور نہ تھی اپنی بڑی بیٹی کا بیاہ کر دیا اور بعد ازان باوجود ہونے ایک کواری لڑکی اور زوجہ کے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو بڑی بیٹی منکوحہ مذکورہ بالا کے نام ہبہ کر دیا اس صورت مین موہوب لہا کا اس جائداد پر جو بذریعہ ہبہ نامہ اُسکو ملی ہے کلیتہ استحقاق ملکیت پہونچتا ہے یا نہین اور اگر پہونچتا ہے تو وہ کل جائداد مذکور یا اُسکا ایک جزو اپنی بہن کے نام ہبہ کر سکتی ہے یا نہین اور ایسا ہبہ جائز ہوگا یا نہین -

ج - اگر شودر کے اولاد ذکور نہو لیکن اُسکے ایک غیر منکوحہ دختر اور زوجہ ہو اور اُسنے کل جائداد یعنی اراضی اور اور قسم کے مال کو اپنی منکوحہ بڑی بیٹی کے نام ہبہ کر دیا ہو تو ایسا ہبہ درست اور جائز متصور ہونا چاہیے ماخذ اس راے کا دا ے بھاگ ہے - نارد کا قول ہے کہ ”اگر بہت سے شخص ایک آدمی کی اولاد مین ہون اور خدمات اور معاملات مختلفہ سے تعلق رکھتے ہون اور اُنکا کاروبار مختلف ہو اور شامل نہون تو اس صورت مین اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین“ [1] اگر موہوب الیہ نے منجملہ جائداد موہوبہ کے ایک جزو اپنی غیر منکوحہ بہن کو دے دیا ہے تو اس ہبہ کو کامل اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے -

ماخذ - کاتیائن کے قول دا ے بھاگ مین نقل ہین وے یہ ہین - ”وہ جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُس کے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے شوہر یا

ف - شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا بحالت موجودگی غیر منکوحہ بیٹی اور زوجہ کے بڑی بیٹی منکوحہ کو ہبہ کرنا جائز ہے -

[1] اگرچہ شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب باپ بحالت نہونے بیٹے یا پوتے یا پرپوتے کے اپنی کل جائداد منتقل کرنے کا مجاز ہے لیکن اگر وہ اُس صورت مین ایسا کرے جبکہ اُسکے غیر منکوحہ دختر موجود ہے یا کہ اُسکا کنبہ ضروریات روزمرہ کی طرف سے تکلیف اُٹھائے تو وہ مذہب کی رو سے گنہگار ہے - خانہ دار پر اپنے بچون کی رسوم ابتدائی کا کرنا اور کنبہ کی پرورش لازم ہے ۲

والدین سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محبت سے حاصل ہوا ہو۔ عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محبت سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے عطیہ مذکور کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے"۔

قول منقولہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ موہوب الیہا اپنی جائداد کو جو اُسے اُسکے باپ سے ملی تھی اپنی غیر منکوحہ بہن کے نام ہبہ کرنے کی مجاز ہے۔ یہ راے بموجب داے بھاگ اور داے تتو اور سری کرشن ترک لنکار اور اور عالمون کے ہے۔

ضلع میمن سنگھ۔ ۱۰ جنوری ۱۸۲۳ء۔

مقدمہ ۲۰ س۔ ایک شخص جسکی ایک بہن صاحب اولاد ذکور یا لاولد موجود ہو وہ اپنی جائداد اراضی موروثی شاستر شیہ بنگالہ کے بموجب ایک شخص کو جو باپ کی جانب سے رشتہ مین ہو ہبہ کرسکتا ہے یا نہین اور اگر مالک بلا کسی طور پر منتقل کرنے اپنی جائداد کے بلا اولاد ذکور مرگیا ہو تو اس صورت مین اُسکی جائداد باہم اُسکی بہن اور بہن کے بیٹے اور پدری رشتہ دارون کے کس طور پر تقسیم ہوگی۔

ج۔ شاستر مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ مالک اپنی جائداد غیر منقولہ موروثی کو بحالت موجودگی ہمشیرہ اور ہمشیرہ زادہ کے منتقل نہ کرسکے اسی وجہ سے واہب اپنی جائداد رشتہ دار پدری کو دینے کا مجاز ہے اور ایسا ہبہ درست اور جائز ہے۔ اگر مالک بلا ہبہ کرنے جائداد کے لاولد مرگیا ہے اور ہمشیر اور ہمشیرزادہ اور ایک پدری رشتہ دار چھوڑ مرا ہے تو اس صورت مین ہمشیر اگر اُسکا بیاہ نہین ہوا ہے مستحق اسقدر جائداد کی ہے جو اُسکے بیاہ کے لیے مکتفی ہو باستثناء اسقدر حصہ کے بہن کا اپنے بھائی متوفی کی جائداد پر اور کچھ دعوے نہین ہے۔ اگر متوفی کے

باوجود ہونے ہمشیر اور ہمشیرزادہ کے کل جائداد دیجا سکتی ہے بہن کو حق وراثت حاصل نہین ہے اور ہمشیرزادہ کا اُس صورت مین ہے جبکہ کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو۔

۴ اور جو شخص کہ ان فرائض کو بجا نہ لائے وہ مستوجب سزا ہے چنانچہ منو نے اس باب مین بصراحت یہ لکھا ہے کہ "وہ باپ جو اپنے وقت مناسب پر بیٹی کا بیاہ نہ کرے اور جو شوہر کہ وقت واجب پر اپنی زوجہ کے پاس نجاوے وہ گنہگار ہے اور وہ بیٹا بھی گنہگار ہے جو اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنی مان کی حفاظت نہ کرے"۔

وارثون مین کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو تو ہمشیر زادہ اُسکے ترکہ کا مستحق ہے کیونکہ وہ متوفی کے مورثون کو دوہری رسوم کے ادا کرنے کے باعث سے فائدہ پہونچا سکتا ہے۔

ماخذ۔ قول نارد ''اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین۔ اگرچہ مال منقولہ و دوپائے'' الخ۔ [۱]

''چونکہ ہبہ یا بیع کرنا منع ہے تو ایسا کرنے سے مسئلہ امتناعیہ کی تنسیخ لازم آتی ہے مگر ہبہ یا انتقال باطل نہوگا اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جاسکتا''

بہن کا استحقاق قول مرقومۂ ذیل کی رو سے کچھ نہین ہے۔

''دولت اسواسطے ہے کہ دینی امور کے کام مین آوے اسی وجہ سے وہ اُن شخصون کو دیجاے جو فرائض مذہبی سے تعلق رکھتے ہین اور عورات اور بیوقوفون کو اور اُنکو جو پاک فرائض کے بجا لانے مین غفلت کرتے ہین نہ ملنی چاہیے''۔

''عورات سے جملہ مستورات باستثناء اُس شخص کی زوجہ اور بیٹی اور دادی اور پردادی کے جو لاولد مرجاے مراد ہے''۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۱۔ جون ۱۸۱۳ء۔

مقدمہ ۱۲۔ س ۱۔ ایک ہندو نے جو علحدہ رہتا تھا ایک بڑے مجمع مین مدعی کو اپنے کریا کرم کرنے کے لیئے نامزد اور اپنی جائداد کا مالک قرار دیا اس صورت مین بعد وفات شخص مذکور کے مدعی اُسکے وارث ہونیکا مستحق ہے یا نہین۔

---

[۱] دایے بھاگ صفحہ ۳۱۔

[۲] متاچھرا صفحہ ۲۲۹۔

ج ف - اگر متوفی نے مدعی کو اپنے کریاکرم کرنے کے لیے رشتہ مین بیٹا قرار دیا اور اپنی جائداد کو اُسکے نام زبانی ہبہ کر دیا تو اس صورت مین اگر مدعی نے متوفی کی روح کو پنڈ و پانی ضرور یہ دیا ہو تو وہ اُسکے مال کے وارث ہونے کا مستحق ہے -

س ۲ - اگر متوفی کے بھائی حقیقی یا رشتہ دار بقید حیات ہون تو وے ترکہ مذکور سے حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین -

ج ف ۲ - بھائی اور اور رشتہ دار وارث ہونے کا استحقاق نہین رکھتے ہین کیونکہ متوفی اپنی جملہ اقسام کی جائداد کا مالک تھا -

ضلع سلہٹ - ۶ - جون ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۲۲ - س - ایک شخص نے بدعوی ثلث حصہ منجملہ ایک خاص جائداد اراضی کے مشتری اراضی مذکور اور اپنے بھائی بالغ پر نالش کی اور قبل فیصلہ کے مستغیث نے اپنے استحقاق کو جو اراضی متنازعہ پر تھا بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے نابالغ بھتیجے یعنی بالغ کے بیٹے کے نام منتقل کر دیا اس صورت مین یہ ہبہ نامہ کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور بذریعہ دستاویز مذکور کے نابالغ موہوب الیہ کا ولی مثل اصل مدعی کے نالش جائداد کے نسبت پیروی کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج ف ۱ - اگر یہ ثابت ہو کہ ہبہ نامہ تحریر کرنے کے وقت ہوش و حواس مدعی کے بخوبی درست تھے اور وہ اپنا استحقاق کلی جو جائداد متنازعہ کی نسبت اُسکو حاصل تھا اپنے نابالغ بھتیجے کے نام منتقل کر کے مر گیا تو ہبہ نامہ شاستر کے بموجب درست اور جائز ہے اور اس ہبہ نامہ کے ذریعہ سے نابالغ موہوب الیہ کا ولی جو اُس کے کاروبار کا مہتمم ہو اُسکی جانب سے جائداد مذکور کے لیے مقدمہ کی پیروی کر سکتا ہے -

عدالت اپیل کلکتہ - ۳۱ - مئی ۱۸۲۱ء -

پریم چند بنام رامچندر بھورجا -

مقدمہ ۲۳ - س - ایک شخص بلا اولاد ذکور مر گیا اُسکی غیر منکوحہ دختر وارث

ف - اگر ایک ہندو جو علیحدہ رہتا ہو کسی شخص کو اپنی جائداد اس شرط پر کہ موہوب الیہ مواہب کی رسوم کریاکرم کرے زبانی ہبہ کرے تو ہبہ مذکور بعد وفات مواہب کے درست ہے -

ف - اس صورت مین مواہب کے بھائیون کا ورثہ مین کچھ حق نہ پہونچیگا -

ف - مدعی اُس جائداد کو جسکی نسبت نالش ہو اگر چہ ہبہ کر سکتا ہے اور اس وجہ سے موہوب الیہ کا ولی مقدمہ مین پیروی کرنے کا مجاز ہے -

ہوگئی اُسنے بعد وفات باپ کے اپنا بیاہ کیا اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا لڑکی چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اصل مالک کی دختر مذکور نے اپنے باپ کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو منجملہ اپنے پوتون کے ایک پوتے کو ہبہ کر دیا گو اُسکا شوہر اور اُسکے اور پوتے بقید حیات ہین۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین دختر کا کل جائداد کو ہبہ کرنا بلا اجازت اپنے اور پوتون کے قانوناً باطل اور ناجائز تصور کرنا چاہیے۔

عدالت اپیل کلکتہ۔ ۱۰ جون ۱۸۶۲ء

ف جائداد جو بیٹی کو ورثتاً پہونچی ہو وہ اُسے صرف ایک پوتے کو ہبہ دمی اور پوتون کو نہین دے سکتی۔

مقدمہ ۲۴۔ س۔ جس شخص کے حقیقی بہن موجود ہو وہ اپنی اراضی اور جائداد موروثی شخص اجنبی کے نام ہبہ کر سکتا ہے یا نہین اور اگر کر سکتا ہے تو بہن مذکور جائداد مذکور سے وجہ معاش پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ج۔ ہر شخص اپنی کل موروثی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ہبہ کرنے کا شخص اجنبی کے نام مجاز ہے گو اُسکی حقیقی بہن زندہ ہو اگر اُسکا بیاہ ہو گیا ہے تو وہ جائداد موہوبہ سے وجہ معاش پانے کی مستحق نہین ہے۔

شہر چلینسرہ۔

ف ہر شخص اپنی کل جائداد شخص اجنبی کے نام ہبہ کر سکتا ہے گو اُسکی بہن بقید حیات ہو۔

مقدمہ ۲۵۔ س۔ ایک برہمن جسکا بڑا بھائی اپنی جائداد موروثی و مکسوبہ مشترکہ کو چھوڑکر فرقۂ مذہبی مین داخل ہوا ہو مجاز اس امر کا ہے کہ بحالت موجودگی بھائی مذکور کے کل غیر منقسمہ جائداد کو اپنی دخترون کے نام زبانی ہبہ کر دے۔

ج۔ اگر بڑا بھائی طریقۂ خانہ داری چھوڑ کر فرقۂ مذہبی مین داخل ہو تو حق اُسکا موروثی جائداد کی نسبت جاتا رہتا ہے اسی واسطے چھوٹے بھائی نے جو جائداد غیر منقسمہ کو اپنی دخترون کے نام زبانی ہبہ کر دیا وہ جائز اور درست ہے۔

ماخذ۔ باسشٹ کا قول رتناکر اور کتب شاستر مین جو منقول ہے یہ ہے کہ "وے جو اور فرقون مین داخل ہون حصے پانے سے محروم رہتے ہین"۔

ضلع بردوان۔ ۵ اجنوری ۱۸۱۶ء

ف بموجب دھرم شاستر کے تارک الدنیا ہونے سے حرمان جائداد و غیرہ لازم آتا ہے۔

مقدمہ ۲۶ - س ۱ - اگر ایک زمیندار کے ایک بیٹا زوجہ منکوحہ سے ہو تو وہ اپنی
کل جائداد یا اُسکا ایک جزو اپنے دوسرے ایسے بیٹے کو جو غیر قوم کی عورت
سے ہو یا شخص اجنبی کو بلا اجازت اپنے صحیح النسب لڑکے کے ہبہ کرنے کا
مجاز ہے یا نہیں -

ج ۱ - گو کسی شخص نے مال غیر منقولہ یا دوپاے خود حاصل کیے ہوں مگر وہ بلا رضامندی
اپنے تمام بیٹوں کے بیع یا ہبہ نہیں کر سکتا -

کوئی شخص بلا اجازت اپنے صحیح النسب لڑکے کے اپنی غیر منقولہ جائداد منتقل نہیں کر سکتا -

"وہ باپ کی رعایت سے کپڑے اور زیور کام میں لا سکتا ہے مگر مال غیر منقولہ باپ
کی اجازت سے بھی صرف نہیں کر سکتا" "دو جملہ اس قسم کے بیٹے اُس شخص کے وارث
شمار کیے جاتے ہیں جسکے صحیح النسب اولاد خاص اُسکے صلب سے ہو لیکن اگر بعد ازان
صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو اُنکو بڑے ہونے کے باعث سے کوئی استحقاق حاصل
نہیں ہے منجملہ انکے وے لڑکے جو اپنے باپ کی ہمقوم میں ثلث حصہ پاوینگے اور جو قوم میں
کمتر ہیں اُنکو وہ صرف کھانا اور کپڑا دے گا" "وہ صرف صحیح النسب لڑکا اپنے باپ کی جائداد
کا وارث ہے لیکن از روے ترحم وہ باقیوں کی بھی خبرگیری کرے" -

اقوال منو و جاگبلک و نارد و دیول منقولہ بالا کے بموجب باپ مجاز نہیں ہے کہ
جائداد غیر منقولہ و دوپاے کو بحالت موجودگی صحیح النسب بیٹے کے بلا اجازت اُسکے
بیع یا رہن یا کسی اور طور پر منتقل کرے - باپ بحالت موجود ہونے صحیح النسب بیٹے
کے غیر صحیح النسب بیٹے کو اسقدر جائداد دینے کا مجاز ہے جسقدر اُسکے خورد و نوش
کے واسطے مکتفی ہو -

س ۲ - راجہ کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے ایک بیٹا متبنی کیا اور اپنے
شوہر کی کل جائداد پر اُسکو قابض کیا تھوڑے عرصہ کے بعد اُس نے بلا اجازت
اپنے متبنی بیٹے کے جائداد مذکور کا ایک جزو بذریعہ ہبہ نامہ کے ایک شخص غیر کو دے دیا
اس صورت میں ایسا ہبہ جائز اور درست ہے یا نہیں -

۱ واضح ہو کہ یہ مقدمہ بموجب آئین متھشیہ بنگالہ کے فیصل ہوا ہے -

نخ ۲ دے لاولد بیوہ جو پاک دامن ہو اور اپنے واجب التعظیم محافظ کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے عین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو - وہ اُسکے ہبہ یا بیع یا رہن کرنے کی مجاز نہین ہے "-

بیوہ بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے کوئی حصہ اپنے شوہر کی جائداد کا منتقل نہین کر سکتی-

طفولیت مین ضرور ہے کہ عورت اپنے باپ کی اور جوانی مین شوہر کی حمایت مین رہے اور شوہر کے مرجانے کے بعد اپنے بیٹون کی اور اگر بیٹے نہون تو اپنے شوہر کے قریب رشتہ دارون کی اور ایسے رشتہ دار نہون تو اپنے باپ کے رشتہ دارون کی اور پدری رشتہ دار نہون تو راجہ کی حمایت مین رہے - عورت کو خود مختار رہنا نہ چاہیے -

" اگر مال غیر منقولہ ودو یائے " الخ -

کاتیائن اور جاگیلاک کے مسائل منقولہ بالا کے بموجب بیوہ کسی جائداد کو بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کی مجاز نہین باستثنائے ایسی جائداد کے جو اُسنے اپنے محب واسطہ دارون سے پائی ہو -

عدالت اپیل بریلی -

مقدمہ ۲۷ - س - مدعیہ اپنی عرضی مین بیان کرتی ہے کہ اُسکے شوہر کے نانا نے اولاد ذکور نہونے کے باعث سے اپنی کل موروثی جائداد اراضی کو اپنی بیٹی یعنے میری ساس کے نام بذریعہ ہبہ نامہ ہبہ کر دیا اور مر گیا - موہوب الیہا جائداد موہوبہ پر قابض ہو کر مدت تک اُسکے محاصل سے متمتع ہوتی رہی اور بعد ازان اُسکو اپنے بیٹے یعنے میرے شوہر کے نام ہبہ کر دیا اور میرا شوہر دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی مان فوت ہوئی جسکی وفات کے بعد مدعا علیہم نے مجھ مدعیہ اور میرے بیٹون کو جائداد سے بیدخل کر دیا مدعا علیہم نے جواب دیا کہ اصل مالک ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ جائداد اراضی پر قابض ہوئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دو بیٹیان قائم مقام ہوئین اور اصل مالک نے جائداد مذکور کو اپنی بڑی بیٹی کے نام جیسا کہ مدعیہ کا بیان ہے

ھبہ نہین کیا اور دوسری بیٹی کے ایک بیٹا تھا جو اپنی مان کی وفات کے قبل مر گیا اور اُسکی بڑی بیٹی کے دو بیٹے تھے جنمین سے ایک مدعیہ کا شوہر تھا دونون بیٹے اپنی مان کے سامنے مر گئے اور بموجب شاستر کے جائداد مالکہ کے پدری رشتہ دارون کو پہونچنی چاہیے - اس صورت مین اگر مدعیہ کا بیان ثابت ہو جاسے تو جائداد جو بڑی بیٹی چھوڑ مری ہے وہ اُسکے پوتون اور مدعیہ بیوہ کو پہونچے گی یا کہ اُسکے پدری رشتہ دارون کو جو مدعا علیہم ہین -

فیصلہ - اگر یہ ثابت ہو جاسے کہ اصل مالک نے اپنی کل اراضی اور جائداد کو اپنی بڑی بیٹی کو دے دیا اور اُسنے اُسے اپنے بیٹے یعنی شوہر مدعیہ کو بخش دیا تو ایسا ھبہ جائز تصور کرنا چاہیے - عورت کا جائداد غیر منقولہ کو جو اُس نے اپنے باپ یا اور واسطہ دار محب سے ہدیتہً پائی ہو ھبہ کرنا قانوناً جائز متصور ہے - اگر برعکس اسکے اصل مالک نے جائداد مذکور کو اپنی بڑی بیٹی کے نام ھبہ نہین کیا تو اس صورت مین بیٹی مذکور اپنے باپ کی اُس جائداد کو جو اُسے وراثتاً ملی ہے انتقال کرنے کی مجاز نہین ہے اور ھبہ کرنا اُسکا اپنے بیٹے کے نام ناجائز ہے - اگر بڑی بیٹی اپنے بیٹے یعنی مدعیہ کے شوہر کی وفات کے بعد فوت ہوئی ہو تو اس صورت مین اُسکے بعد اُسکے پدری رشتہ دارون یعنی مدعا علیہم کو قائم مقامی کا استحقاق پہونچتا ہے اور اُسکے پوتے اور بیٹے کی بیوہ یعنی مدعیہ کا کچھ استحقاق نہین ہے -

جو جائداد اور اراضی کہ دختر نے اپنے باپ سے بطور ھبہ پائی ہو وہ اُسکو منتقل کر سکتی ہے نہ اُسے جو وراثتاً پہونچی ہو -

ماخذ "عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ھبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار رہا ہے" -

"بعد ازان ورثہ نزدیک تر وارث کو پہونچے گا" -

ضلع بردوان - ۲۴ - مارچ ۱۸۲۱ع -

مقدمہ ۲۰ - س - ایک شخص نے عدالت کے ذریعہ سے اپنے باپ کی جائداد

ارضی معافی مکسوبہ جو قبل ازین ہاتھ سے جاتی رہی تھی حاصل کی اُسوقت اُسکے اور بھائی اور باپ بطور کنبہ مشترکہ اور غیر منقسمہ کے اُسکے ساتھ رہتے تھے اور باپ نے جائداد مذکور حاصل کرنے والے بیٹے کو زبانی دے دی اور موہوب الیہ اُسپر قابض ہوگیا اس صورت مین شاستر کے بموجب ایسا ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین۔

شاستر بنگالہ کے بموجب باپ اپنی کل جائداد ارضی مکسوبہ منجملہ بیٹون کے ایک بیٹے کو دے سکتا ہے۔

فتح۔ اگر منجملہ بھائیون کے ایک بھائی ایسی موروثی غیر منقولہ جائداد جو پہلے ہاتھ سے جاتی رہی ہو یا اسپر اشخاص اجنبی قابض ہوگئے ہون دوبارہ حاصل کرے اور سب کنبہ بالاتفاق رہتا ہو تو اور بھائیون کو ایک ربع علاوہ حصہ معینہ کے اس بھائی کو جس نے جائداد حاصل کی ہے دینا چاہیے۔ صورت مذکورہ بالا مین جائداد محصلہ باپ کی مکسوبہ تھی اور باپ نے اپنی رضامندی سے اُسے حاصل کرنے والے کو دے دیا اسواسطے یہ ہبہ جائز ہے یہ راے داے تتو اور کتب شاستر کے مطابق ہے۔

ضلع جنگل محال۔ ۱۹ جون ۱۸۰۳ء

مقدمہ ۲۹۔ س۔ ایک عورت نے ہبہ نامہ تحریر کیا اور اُسکے ذریعہ سے اُسنے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ ایک ایسے شخص کے نام لکھدی جسکی اُسنے تعلیم اور پرورش کی اور اُسی تاریخ اور اُنھین لوگون کے روبرو جنکے سامنے ہبہ نامہ مذکور لکھا گیا واہبہ نے موہوب الیہ سے یہ اقرار لکھا لیا کہ حین حیات واہبہ کے موہوب الیہ اُسکی پرورش کرے اور اُسکی ہدایت کے خلاف کاربند نہو اور اگر ان شرائط کا ایفا نہوگا تو ہبہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا۔ موہوب الیہ جائداد غیر منقولہ مندرجہ ہبہ نامہ کے ایک جزو پر قابض ہوا اور اب واہبہ اور موہوب الیہ کے باہم تنازع واقع ہونے کے سبب سے واہبہ چاہتی ہے کہ ہبہ مذکور مسترد ہو جاے اور جائداد مقبوضہ موہوب الیہ پر وہ پھر قابض ہو اس صورت مین واہبہ اپنے پہلے انتقال کو مسترد کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔

اگر موہوب الیہ ایفاء شرائط نکرے تو ہبہ فسخ کیا جا سکتا ہے۔

فتح۔ صورت مذکورہ بالا کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے ایک شخص سے اس مضمون کا اقرار نامہ لکھوا کر وہ شخص حین حیات عورت مذکور کے اُسکی پرورش

کرے اور اُسکے احکام کے خلاف نہ کام کرے اپنی جائداد اُسے دے مگر موہوب الیہ
نے شرائط مشروطہ کا ایفا نہ کیا اس حالت مین واہبہ موہوب الیہ سے دستاویز
واپس لینے اور ہبہ مسترد کرنے کی مجاز ہے۔

ضلع چیٹ گائون۔ ۵- اپریل ۱۸۶۶ء۔

مقدمہ ۳۰- س- ایک عورت نے دستاویز کے ذریعہ سے اپنی جائداد کو اپنی
دختر اور داماد کے نام ہبہ کر دیا اس صورت مین واہبہ ہبہ مسترد کرنے کی
مجاز ہے یا نہین-

ج- جس شخص نے کہ قانون کی رو سے ہبہ کر دیا ہو وہ پھر اُسکے مسترد کرنے کا
اور جائداد جو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کر دی گئی ہو اُسپر پھر قبضہ لینے کا مجاز
نہین ہے-

مسترد کرنا غیر مشروطہ ہبہ کا ناجائز ہے-

ضلع چیٹ گائون- ۳۰- جنوری ۱۸۶۶ء-

مقدمہ ۳۱- س- ایک شخص نے جسکے حقیقی بھائی تھا اپنی زوجہ کے نام ایک
دستاویز اس مضمون کی لکھدی کہ میری وفات کے بعد میری جائداد مکسوبہ منقولہ
و غیر منقولہ کے ہبہ یا بیع کرنے کا میری زوجہ کو اختیار ہے اور وہ بعد ازان لاولد
مر گیا اس صورت مین بیوہ مذکور جائداد متذکرہ دستاویز ہبہ یا بیع کرنے کی
مجاز ہے یا نہین-

ج- اگر متوفی نے درصورت موجود ہونے اُسکے حقیقی بھائی کے بذریعہ دستاویز
تحریری اپنی زوجہ کو اختیار دیا ہو کہ وہ اُسکی جائداد مکسوبہ منقولہ و غیر منقولہ کو ہبہ کر سکے
اور کوئی وارث پر پوتے تک نہ چھوڑ مرا ہو تو بیوہ بموجب اجازت مصلہ اپنے شوہر کے
جائداد مذکور دینے یا بیع کرنے کی مجاز ہے-

بنگالہ مین بیوہ حسب تحویلہ اجازت اپنے شوہر متوفی کے اُسکی جائداد مکسوبہ غیر منقولہ منتقل کر سکتی ہے گو اُسکے شوہر کا بھائی بقید حیات ہو-

عدالت اپیل کلکتہ-

مقدمہ ۳۲- س- ایک شخص ہمن اپنی جائداد غیر منقولہ منقسمہ کو اپنی دختر کے نام
ہبہ کر کے مر گیا اور موہوب الیہا تیس برس تک بلا مزاحمت جائداد موہوبہ پر قابض

رہی مگر وہ لاولد تھی اس صورت مین وہ جائداد مذکور کے ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر وہ اُسے اپنے پروہت کے نام ہبہ کردے تو ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

ج۔ لاولد بیوہ دختر کو اختیار ہے کہ وہ اُس جائداد ارضی کو جو اُسے اُسکے باپ سے ملی ہو اپنے بیاہ کے بعد برہمن کو دے ڈالے اور اس قسم کی جائداد اگر وہ اپنے پروہت کے نام ہبہ کردے تو ہبہ درست اور جائز متصور ہوگا۔ دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مین اس راے کے حوالے مندرج ہین۔

ف۔ جائداد ارضی جو عورت کو اُسکے باپ سے بطور ہبہ ملے وہ اُسکو اپنی خوشی کے مطابق منتقل کرسکتی ہے۔

ماخذ۔ قول کاتیائن "وہ جو کچھ ایک عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے والدین یا شوہر سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو۔ عورت کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے۔ شوہر اور بیٹے اور باپ اور بھائی کو عورت کی جائداد کو لینے یا دے ڈالنے کا اختیار حاصل نہین ہے"۔

ضلع ہوگلی۔ ۱۶ جنوری ۱۸۱۲ء۔

مقدمہ ۳۴۔ س۔ ایک مچھلی والے کی بیوہ نے مین حیات اپنی سوت کے تین بیٹون کے اپنی خاص جائداد مکسوبہ یعنی ایک مکان اور اور مال کو اپنی عقبے کی بھلائی کے لیے دو برہمنون کو ہبہ کردیا اور مکان کو موہوب الیہم کے قبضہ مین دیا اور خود بھی اُسی مکان مین اُنکے ساتھ رہی اُسکی سوت کا ایک بیٹا بھی مع اپنی زوجہ کے اُسی مکان مین رہتا تھا بعد ازان بیوہ بموجودگی اُنکے مرگئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے سوتیلے بیٹے نے کریا کرم کیا اور بعد ازان وہ بھی فوت ہوا اب سوتیلے بیٹے مذکور کی بیوہ مکان مذکور کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین ہبہ متذکرہ بالا درست اور جائز متصور ہوگا یا نہین۔

ف۔ بیوہ اپنی خاص جائداد

ج۔ اگر مچھلی والی کی بیوہ نے کچھ سرمایہ اپنی ذاتی محنت سے حاصل کیا اور اُسکے

ذریعہ سے اُسنے مکان خرید کیا ہو اور اپنی عقبیٰ کی بھلائی کی نظر سے اُسنے مکان مذکور کو دو برہمنوں کے نام ہبہ کر دیا اور قبل اپنی وفات کے مکان موہوبہ مذکور موہوب الیہم کے حوالہ کیا تو اس صورت مین بیوہ مذکور کا استحقاق جائداد مذکور سے جاتا رہا اور موہوب الیہم کا استحقاق پیدا ہوا اور واہبہ کی سوت کے بیٹے اور اُنکی زوجہ کے مکان مذکور مین رہنے سے موہوب الیہم کا استحقاق نہین زائل ہو سکتا۔ موہوب الیہم کا استحقاق صرف اس صورت مین معدوم ہو سکتا ہے جب کہ وے ہبہ کو قبول نکرین یا اُسکو بذریعہ بیع یا اور طور پر منتقل کرین۔ دا سے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب سوتیلے بیٹے کی بیوہ کا جائداد پر کچھ دعوی نہین پہونچتا کیونکہ اُسپر اُسکا کچھ استحقاق نہین ہے اور عورت اُس مال کو جو اُسے اُسکے محب وسیطہ دارون سے ہدیۃً ملے اور اور اپنے خاص مال کو بیع یا ہبہ کرے تو قانوناً جائز ہے

ماخذ۔ نارد اور اور واضعان قانون کے قول دا سے بھاگ اور اور کتب شاستر کے مصنفون نے نقل کیے ہین۔

"دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناء واسطہ دارون کے کسی اور سے از راہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے۔ باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین،،۔ وہ بخشش مذکور کی نسبت عورات کا اختیار کلی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جائداد رشتہ دارون کی جانب سے بنظر آسائش و پرورش عورات کے دیجاتی ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتون کو ایسی جائداد کی نسبت اختیار ہے"۔ "عورت نے جو کچھ کہ دستکاری کی محنت مثلاً رنگنے یا کاتنے کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو اُسکو اُسکا شوہر بلا وقوع کسی طرح کی تکلیف کے بھی لے سکتا ہے۔[1]

عدالت اپیل ڈھاکہ۔

کسب کو بذریعہ ہبہ یا حسب مرضی اپنے منتقل کر سکتی ہے۔

[1] جائداد جو عورت کی کسوبہ ہو وہ فی الواقع استری دھن کی چند اقسام ہین جنکا جاگیملک اور جیموتاہن نے بیان کیا ہے درخل نہین ہے حتی کہ امر مسلمہ ہے کہ عورت جو کچھ اپنی محنت سے

مقدمہ ۴۳ - س - ایک بیراگی کو اپنی کل جائداد بحالت موجودگی اپنے بیٹے کے جو کنیزک کے بطن سے ہو اپنی مدخولہ عورت کو دے ڈالنے کا اختیار ہے یا نہیں اور اگر ہے تو موہوب الیہا ایسی جائداد ایک شخص اجنب کو ہبہ کر سکتی ہے یا نہیں - بیٹا جو کنیزک سے ہے اور جس کنیزک کو بیراگی نے گھر سے نکال دیا ہے وہ بیراگی کی مدخولہ یعنی موہوب الیہا کے حین حیات ترکہ پانے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہیں -

ج - اگر بیراگی نے بحالت غلبہ حظ نفسانی یا غضب یا کسی اور طرح کی نفسانیت کے کہ یہ صورتیں واسطے عدم جواز ہبہ کے کافی بیان کی گئی ہین اپنی مدخولہ کے نام ہبہ کیا ہو تو ایسا ہبہ جائز اور درست متصور ہوگا کیونکہ ہر شخص اپنی جائداد کا مالک ہے البتہ اگر واہب بحالت موجودگی کسی شخص منجملہ کنبہ کے اپنی کل جائداد ہبہ کرے تو وہ مذہب کی روسے گنہگار ہے - عورت مذکورہ نے جائداد وراثتاً پائی ہے اور نہ اپنے شوہر سے لہذا وہ اسے شخص اجنب کو دے سکتی ہے - اگر بیراگی نے اپنی کل جائداد عورت کو دیدی تو پھر اسکے پاس کچھ جائداد نہ رہی لہذا اُسکے بیٹے کو جو کنیزک کے بطن سے ہے حین حیات موہوب الیہا کے جائداد پر کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہے - اگر واہب نے بعد ہبہ کرنے کے کوئی اور جائداد حاصل کی ہو یا ہبہ کرنے کے وقت کچھ جائداد رکھ چھوڑی ہو تو ایسی جائداد بیراگی کی وفات کے بعد بموجب دستور بیراگیون کے اُسکے بیٹے کو جو کنیزک سے ہے ملے گی اور گو کنیزک کو گھر سے نکال دیا ہو یا اُسکی تذلیل کی ہو تاہم اگر بیٹے مین کوئی نقص ذاتی نہین ہے تو وہ اُس جائداد کے پانے کا مستحق ہے جو بیراگی نے بعد ہبہ حاصل کی ہو یا ہبہ کرنے سے بچا رکھی ہو - یہ رائے داے بھاگ اور سمرتی چندریکا اور بیاد بھنگار نو اور منو اور داے تتو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

بیراگی کی مدخولہ عورت جائداد کو جو اُسنے بیراگی سے پائی حسب مرضی اپنے کے منتقل کر سکتی ہے گو اُس بیراگی سے ایک لڑکا صحیح النسب موجود ہو جو بصورت دیگر کل جائداد کا وارث ہوتا -

قول رگھونندن داے بھاگ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ دھن جو کچھ کہ مکسوبہ خاص ہے

حاصل کرے اُسپر بھی اُسکے شوہر کا اختیار ہے خلاصہ کی جلد ۳ - صفحہ ۵۶۶ - معائنہ کیجائے لیکن صورت مذکورہ بالا مین شوہر مر گیا ہے -

اُسکو وہ اپنی خوشی کے مطابق دے سکتا ہے۔

سمرتی سار مین ہبہ کا جائز ہونا تسلیم کیا گیا ہے "اگر ایک شخص خود ہبہ کرے تو جائز ہے کیونکہ اُسکا مال ہے اور ہبہ کے جواز کا یہی سبب مسلمہ ہے لیکن مقصود دینی کا استعمال بوجہ ملحوظ نہ رکھنے احکام شاستر کے تسلیم نہین کیا گیا ہے"۔

بیاد ھنگار نو۔

قول منو "بیاہ مین کلام متبرکہ کا پڑھنا اور پرستش محکومہ خالق کا عمل مین لانا دولہ دولھن کی بہتری کے لیے ہے لیکن شوہر جو بیاہ کے وقت اقرار کرتا ہے اُسی اقرار سے اختیار شوہری کی ابتدا ہوتی ہے"۔

قول جاگیلک داے تتو مین منقول ہین "شودر کا بیٹا بھی جو کنیزک کے بطن سے ہو باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے یا باپ کی موت کے بعد اُسکے بھائی اُسکو نصف حصہ دینگے اور اگر اُسکے کوئی بھائی نہو تو وہ کل جائداد پائے گا بشرطیکہ نواسہ نہو"۔

بن پران "ہر شخص کو ملک کے دستورات مسلمہ اور خاندان کے قواعد واجب یا اپنی قوم کے آئین مختص کی نسبت غفلت کرنی نچاہیے"۔

ضلع ندیا۔ ۹۔ اپریل ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۳۵۔ س۔ ایک شخص کے ایک زوجہ اور دو بیٹیان تھین اُسنے اپنی کل ارضی موروثی اور اور جائداد اپنی ایک بیٹی کو زبانی ہبہ کر دی اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین باپ نے جو باوجود ہونے ایک زوجہ اور ایک اور بیٹی کے اپنی ایک بیٹی کے نام ہبہ کیا تو ایسا ہبہ جائز اور درست ہے۔

ف۔ ہر شخص اپنی کل جائداد ایک بیٹی کو بمحرومی اپنی زوجہ اور دوسری بیٹی کے دیسکتا ہے۔

ضلع بردوان۔ ۱۴۔ اپریل ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۳۶۔ س ۱۔ ایک شخص نے کچھ اپنی جائداد غیر منقولہ کو اپنے نواسون کے

ملحوظ رہے کہ یہ مقدمہ بنگالہ کا ہے۔

نام جو نابالغ ہین اور اُسکی حفاظت مین رہتے ہین ہبہ کر دی ہے اور جائداد کو اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس صورت مین ہبہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

ہبہ جو نابالغ کے نام عمل مین یا جائز ہے بشرطیکہ وہ شیٔ موہوب پر بالغ ہو کر اسپر قابض ہوا ہو۔

ج ۱۔ اگر واہب نے اپنے نابالغ نواسون کو جو اُسکی حفاظت و حمایت مین ہین جائداد بخش دی ہے اور تا ایام نابالغی موہوب الیہم کے جائداد مذکورہ اپنے قبضہ مین رکھے تو ایسا ہبہ جائز ہے لیکن اگر موہوب الیہم کی ایام نابالغی گذر جانے کے بعد بھی واہب جائداد کو اپنے قبضہ مین رکھے اور موہوب الیہم کی جانب سے ملکیت کے استحقاق کا نفاذ کسی طور پر عمل مین نہین آیا ہو تو ہبہ جائز اور واجب التعمیل نہوگا۔

س ۲۔ اگر واہب مذکورہ بالا نے اپنی اراضی موروثی کے ایک جزو کو بلا اجازت اپنے بیٹون کے نواسون کے نام ہبہ کر دیا ہو تو ہبہ کرنا ایسی جائداد کا جائز ہے یا نہین۔

ہر شخص بلا اجازت اپنے بیٹون کے بشرطیکہ استصواب اپنی جائداد کا نواسون کو دے سکتا ہے۔

ج ۲۔ گو واہب کے بیٹون نے ہبہ کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر نہ کی ہو پھر بھی واہب اپنی جائداد اراضی موروثی کا ایک جزو اپنے نواسون کو دینے کا مجاز ہے لہذا ایسا ہبہ درست اور جائز ہے۔

ضلع ہم ۲۔ پرگنہ۔ ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۱۱ ع

مقدمہ ۷۲۱۔ س۔ ایک شخص برہمن نے جب کہ وہ اپنے بھائیون سے علیحدہ ہو کر جدا رہتا تھا ۱۳ بیگھہ اور گیارہ گٹھے اراضی معافی حاصل کی اور ۲۲ بیگھہ اور سات گٹھے اسی قسم کی اراضی کا جو اُسکے بیٹے نے بذریعہ ہبہ حاصل کی تھی وارث و مالک ہوا شخص مذکور تھوڑے عرصہ تک اس جائداد پر متصرف رہ کر مر گیا اور اُسکی زوجہ اُسکی قائم مقام ہوئی اور اُسنے بحالت موجودگی اپنے شوہر کے بھتیجون کے جائداد اراضی مذکور کا ایک جزو اپنے بھائی کے نام ہبہ کر دیا اور ہبہ نامہ مین یہ تحریر کیا کہ اراضی اُس کے شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے ہبہ کی گئی ہے اس صورت مین یہ ہبہ جائز ہے یا نہین۔

بیوہ منجملہ اپنے شوہر کی

ج۔ سوال مذکورہ بالا سے یہ واضح نہین ہے کہ کسقدر اراضی بیوہ نے ہبہ کی

ہبہ کرنا صرف ایک تھوڑے سے حصہ جائداد کا اپنے شوہر متوفی کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے جائز ہے کیونکہ گوودا سے بھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ لکھا ہے کہ شخص متوفے جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اُسکی جائداد سے اُسکی بیوہ صرف اپنے حین حیات متمتع ہو سکتی ہے لیکن تاہم بھی وہ اپنے شوہر کی بھلائی کے لیے جائداد کا ایک جزو ہبہ کرنے کی مستحق ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو ہبہ جائز متصور ہوگا۔

جائداد کے ایک جزو شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے اپنے رشتہ دار کے نام ہبہ کر سکتی ہے

ضلع دیناج پور ۱۵۔ اپریل ۱۸۶۲ء۔

مقدمہ ۳۰۸ - س- ایک برہمن جسکے پاس اراضی معافی اور اور جائداد تھی تین بیٹے زید و بکر و عمرو اور ایک بیٹی ہندہ چھوڑ کر مر گیا تھوڑے عرصہ تک سب بیٹے بالاشتراک باپ کی جائداد سے متمتع ہوتے رہے بعد ازان بڑا بیٹا زید ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہوا۔ زید کا بیٹا باپ کے حصہ پر قابض ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ اُسکے ہمشیرزادہ کو پہونچا۔ دوسرا بیٹا بکر بھی مر گیا اور صرف اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا اور چھوٹے بیٹے عمرو نے بکر کی بیوہ کی پرورش کی اور دونون حصون پر یعنی اپنے حصہ اور اپنے بھائی بکر کے حصہ پر قابض ہوا۔ اس صورت مین عمرو اور بکر کی بیوہ اپنے اپنے حصون سے ایک جزو اپنے گرو اور پروہت اور ہندہ کے بیٹے کو اور بقیہ جائداد زید کے نواسہ کو دینے کی مجاز ہین یا نہین اور اگر انھون نے اپنے حصون کو بذریعہ دستاویز دیا ہے تو ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین اور اگر جائز نہین ہے تو کون مستحق ورثت ہے

ج- صورت مذکورۂ بالا مین چھوٹے بیٹے عمرو اور دوسرے بیٹے بکر کی بیوہ مجاز ہین کہ بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے حصون سے ایک جزو اپنے گرو اور پروہت اور ہندہ کے بیٹے کو دین اور باقی زید کے نواسہ کو ہبہ کرین ایسا ہبہ نامہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر وے بغیر عمل مین لانے ایسے ہبہ کے مر گئی ہون تو اس صورت مین اُنکی جائداد اُنکی بہن کے بیٹے یعنی ہندہ کے پسر کو پہونچے گی۔

جائداد بھائی کی دختر کے پسر کو جو دی ہمشیرزادہ کے دیجا سکتی ہے گو اُس مین ورثت کے بموجب ہمشیرزادہ کا استحقاق مقدم ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ۔

نند رام بنام رام تنو بکر جیا۔

مقدمہ ۳۹-س-ایک ہندو نے بحالت موجودگی حقیقی بہن کے بیٹے کے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو اُسنے اپنی ذات خاص کی محنت سے حاصل کی تھی اپنی عورت مدخولہ کو دے دی اور ہبہ نامہ تحریر ہونے کے وقت وہ بیماری مین مبتلا تھا اور اُسی بیماری مین دو روز بعد مر گیا اس صورت مین ہبہ ناجائز ہے یا نہین اگر وہ باطل اور ناجائز ہے تو اُسکی جائداد اُسکے ہمشیر زادہ کو پہونچے گی یا نہین۔

ف۔ اگر شخص مذکورہ بالا نے اپنی جائداد مکسوبہ منقولہ و غیر منقولہ کو بحالت موجودگی حقیقی بہن کے بیٹے کے اپنی مدخولہ کے نام ہبہ کر دیا ہو اور اُسنے بحالت ثبات ہوش و حواس ہبہ نامہ تحریر کیا ہو تو اس صورت مین اس طور پر منتقل کرنا جائداد کا درست اور جائز ہوگا ورنہ ہبہ ناجائز ہے اور بہن کا بیٹا ورثہ پائے گا۔ ـلـه

ہبہ کرنا اپنی کسوبہ جائداد کا جائز ہے گو قریب المرگ کیا گیا ہو بشرطیکہ وہ سبب کے ہوش و حواس اُسوقت درست ہون۔

قول منو ((وہ اُسے اپنی مرضی کے مطابق دے سکتا ہے یا ایسے سرمایہ کو اپنے اخراجات مین صرف کر سکتا ہے))۔ ـلـه

قول نارد ((اگرچہ اشخاص عموماً اپنی ذات کے خود مالک ہین مگر جو کچھ کہ مختل الحواس کرتا ہے وہ فعل ناکردہ کے دانائون نے بیان کیا ہے کیونکہ وہ اپنی ذات کا خود

ـلـه اس رائے اور اسی قسم کی رائے کو جو اس سے پہلے مقدمہ کی نسبت ہے کسی قدر ترمیم کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے۔ کولبروک صاحب نے اپنے رسالہ مین جو درباب عمود اور اُنکی تعمیل کے ہے مقالہ ۲۔ دفعہ ۶۔۴۵ مین عام قاعدہ یہ لکھا ہے کہ ہبہ یا معاہدہ بخشش کے باب مین اگر ایسے شخص کی جانب سے جو مرض لاعلاج مین مبتلا ہو عمل مین آئے تو وہ نادرست ہے اُسکی عقل سلیم مین فتور آ جانے کے باعث وہ اپنی طبیعت پر بقدر ضبط و قدرت نہین رکھتا ہے جو واسطے جواز فعل اور وجوب انتقال جائداد کے ضرور ہے اس قول سے یہ مستنبط ہے کہ بغرض استحکام ہبہ کے جو قریب المرگ عمل مین آئے نہایت صاف ثبوت ثبات عقل کا ضرور ہے تاکہ کوئی شبہہ جو خلاف اُسکے ہو وہ رفع ہو جائے۔

ـلـه یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ برسپتی کا ہے۔

مالک نہین ہے -

عدالت اپیل پٹنہ -

مقدمہ ۱۴۰ - س - ایک شخص نے اپنی وفات کے قبل اپنی دونون زوجہ کو ہدایت کی کہ ہر ایک اُنمین سے بیٹا گود لے بعد اُسکی وفات کے اُسکی بڑی زوجہ نے کوئی بیٹا گود نہین لیا اور دونون زوجون نے ملک شوہری کو باہم مساوی تقسیم کرلیا - بڑی زوجہ اپنا کُل حصہ ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کرکے مرگئی بعد ازان چھوٹی زوجہ نے ایک بیٹا گود لیا اس صورت مین بڑی زوجہ کا حصہ موہوب الیہ کو پہونچیگا یا چھوٹی زوجہ کے متبنٰی بیٹے کو -

ج - چھوٹی زوجہ نے جو باجازت محصلہ اپنے شوہر کے بیٹا گود لیا ہے وہ بڑی زوجہ کا جس نے اپنے شوہر کی عدول حکمی کرکے کوئی بیٹا متبنٰی نہین کیا کُل حصہ پانے کا مستحق ہے - ہبہ کرنا اُس حصہ کا جو اُسنے از روے تقسیم اپنی سوت کے ساتھ پایا ہے ناجائز ہے اور موہوب الیہ جائداد مذکور نہین پاسکتا کیونکہ سرادھ کا ہونا اور پانی دینا صرف اُسی صورت مین ہوسکتا ہے جب کہ بیٹا متبنٰی کیا جاے اور اگر بیوہ بلا فائدہ پہونچانے اپنے شوہر متوفی کی روح کے جائداد ہبہ کردے تو وہ اُن بیوون مین شمار کیجاے گی جنکو حق وراثت حاصل نہین ہے لہذا ہبہ کرنا اُسکا باطل اور نادرست متصور ہوگا -

جس زوجہ کو اُسکے شوہر نے بیٹا گود لینے کے لیے ہدایت کی ہو اور بیٹا گود نہ لے اور جائداد کو جو اُسنے شوہر کی وفات کے بعد ورثتاً پائی ہو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے -

ضلع دیناج پور - ۱۳ - اگست ۱۸۱۲ء -

مقدمہ ۱۴۱ - س - ایک راجپوت نے اپنی کُل جائداد منقولہ وغیر منقولہ اپنے بیٹے کے نام ہبہ کردی اور اُسکو اُسپر قابض کردیا اور خود ایک اور جگہ جا کر رہا اور وہان مقروض ہوگیا اس صورت مین حین حیات مقروض کے جائداد موہوبہ کا اداے قرضہ کے لیے نیلام کیا جانا مناسب ہے یا نہین -

ج - متاچھرا اور منو اور کتب شاستر کے بموجب یہ راے ہے کہ معاملات تمدن مین ہبہ کا قاعدہ چار طرح کا ہے اول وہ شے جو دیجا سکتی ہے اور دوسرے

اگر کوئی شخص اپنی کُل جائداد بعوض ملت کرنے استحقاق

غرض خواہ کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہے۔

وہ جو نہین دیجا سکتی اور تیسرے وہ جسکا ہبہ جائز ہے اور چوتھے وہ جسکا ہبہ جائز نہین ہے"
یہ قول نارد کا متاچھرا مین منقول ہے۔

"وہ جسکے کنبے کے لیے وجہ معاش کی نسبت تکلیف ہو تو باستثنا زوجہ یا بیٹے کے جائداد دے دیجا سکتی ہے لیکن اگر ایک شخص کے اولاد ہو یا اُسنے کسی شخص سے جائداد کے دینے کا اقرار کیا ہو تو وہ کُل اپنی جائداد نہین دے سکتا" منو نے لکھا ہے کہ "وہ کنبے کے لیے کھانا اور کپڑا صرف انجام کرنے کے بعد جو کچھ جائداد بچے صرف وہی دیجا سکتی ہے"

"منو کا قول ہے کہ "وہ باپ اور مان کی بحالت ضعیفی اور زوجہ عفیفہ کی اور بیٹے کی بحالت طفولیت پرورش کرنی چاہیے گو وہ اور کام جسکا کرنا منع ہے "وہ سوم تبہ کرتا ہو"
ایک اور قول منو کا ہے جسکے بموجب کل جائداد کا ہبہ کرنا منع ہے" اچھی طرح سے پرورش کرنا اُنکا جو وجہ معاش پانے کے مستحق ہین ایسا امر ہے جسکا ثمرہ بہشت ہے لیکن اُس شخص کو جسکی غفلت کے باعث سے اُسکے کنبے کو تکلیف پہونچے دوزخ نصیب ہوگا اسواسطے اُسے چاہیے کہ اپنے کنبے کی اچھی طرح سے خبر گیری کرے"

واکشا کا یہ قول میتراودائے مین منقول ہے کہ "وہ حسب رائے عالمون کے اشیاء مفصلۂ ذیل یعنی جائداد مشترکہ اور اشیاء مستعار اور ایسا مال امانت جسکو سنسکرت مین نیاس کہتے ہین اور اشیاء مرہونہ اور زوجہ اور اُسکا مال اور امانت جو کسی اور شخص کو تفویض کرنے کے لیے حوالہ کی گئی ہو اور مال امانت بالعموم اور کسی شخص کی کل جائداد درصورتیکہ اولاد اُسکی موجود ہو زمانہ تکلیف مین بھی منتقل ہونے کے قابل نہین ہین جو شخص اُنکو دے ڈالے وہ بیوقوف ہے اور بیاداش اس گناہ کے اُسپر پرایشچت کرنا واجب ہے"۔

جیا گیلاک بیان کرتا ہے کہ "وہ ہبہ کی نسبت امتناع اسواسطے کیا گیا ہے کہ مبادا جائداد انتقال کر دینے سے کنبہ کو وجہ معاش کی طرف سے تکلیف پہونچے" جو شے دیجا سکتی ہے اور جو نہین دیجا سکتی اُسکی نسبت کاتیائن کا یہ قول ہے

کہ "باستثناء کل جائداد اور مکان سکونت کے جو کچھ کپڑے کھانے اور کچھ سر انجام کرنے کے بعد بچے وہ دیا جا سکتا ہے خواہ وہ مال منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور سوا اسکے کچھ نہیں دیا جا سکتا"۔

قول منو" اگر حاکم کو معلوم ہو جائے کہ رہن یا بیع یا ہبہ یا اسکا قبول کرنا فریباً عمل مین آیا ہے یا کسی اور صورت مین فریب کا ہونا اسپر ظاہر ہو جائے تو اسکو چاہیے کہ کل معاملہ منسوخ کرے"۔

اقوال مرقومۂ بالا سے ظاہر ہے کہ کل جائداد کا ہبہ جائز نہین ہے کیونکہ اس صورت مین قرض خواہ کو فریب دینا ہے لہذا جو مال کہ فریباً دیا جائے وہ ادائے زر قرضہ کے لیے نیلام ہونا چاہیے۔ امور دینی کے لیے بھی کل جائداد کا ہبہ کرنا منع ہے مگر تحقیقات اس امر کی ضرور ہے کہ مقروض واسطے ایفاء مطالبہ قرض خواہ کے کوئی اور جائداد رکھتا ہے یا نہین۔

ضلع فرخ آباد۔ ۱۳۔ دسمبر ۱۸۶۸ع۔

مقدمہ ۲۴۴۔ س۔ ایک شخص نے ۱۲۶۸ فصلی مین اپنے بیٹے کے نام جسکو بطور کرتم پتر متبنی کیا تھا ہبہ نامہ اپنی کل جائداد کا لکھدیا اور ہبہ نامہ مذکور قاضی کی مُہر سے مصدق ہوا لیکن کلکٹر کے دفتر مین داخل و خارج عمل مین نہین آیا اور موہوب الیہ کا جائداد پر کبھی قابض ہونا بھی اچھی طرح سے واضح نہین ہے۔ موہوب الیہ ۱۲۷۵ فصلی مین اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اُسکے بیٹا پیدا ہوا۔ اور موہوب الیہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد واہب بلا اطلاع موہوب الیہ یعنی متبنی بیٹے کی بیوہ کے قاضی مذکور کے پاس گیا اور ہبہ نامہ سابق کو چاک کر کے ایک اور شخص کے نام منجملہ جائداد مذکور کی بابت حصہ چار آنہ کا بیعنامہ لکھدیا اور بقیہ بارہ آنہ کے حصہ کی نسبت موہوب الیہ کے بیٹے کے نام ہبہ نامہ تحریر کر دیا اور قاضی کی مہر و دستخط سے انکو حسب ضابطہ مصدق کرایا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک اور شخص نے واہب پر اراضی مذکور کو اپنی ملک موروثی ظاہر کر کے

نالش دائر کی واہب نے اسکے دعوے کو تسلیم کیا اور جائداد مذکور پر اسکو قابض کردیا۔ بعدہ اصل موہوب الیہ کی بیوہ نے مشتری اور مدعی مذکورۂ بالا پر واسطے دخل کل حصہ سولہ آنہ کے جو اسکے شوہر کے نام سابق مین ہبہ کردیا گیا تھا نالش کی۔ یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہے۔ کہ جائداد مذکور بلا شرکت غیرے واہب کی ملکیت تھی اور اقبال دعوے جو اسنے نسبت نالش شخص مذکور کے گذرانا تھا وہ محض سازشی بغرض محرومی اور شخصون کے متصور ہوا۔ اس صورت مین موہوب الیہ کی بیوہ اور بیٹا بذریعہ ہبہ نامہ موسومۂ متوفی کے کل جائداد کا دعوی کرنے کے مجاز ہین یا نہین۔

ہبہ جو ایکمرتبہ کیا گیا ہے وہ حسب مرضی واہب کے پھر مسترد نہین ہوسکتا۔

فتح۔ ہبہ کے لفظ سے زائل ہونا واہب کی ملکیت کا اور پیدا ہونا موہوب الیہ کی ملک کا مراد ہے۔ جائداد جو ایک مرتبہ دی گئی ہو وہ پھر واپس نہین لیجا سکتی اور جائداد مذکور کو بعد ازان کسی طور پر منتقل کرنا قانوناً جائز نہین ہے۔

قول منو ۔ جائداد کی تقسیم ایک مرتبہ ہوتی ہے اور لڑکی کا بیاہ ایک دفعہ اور ایک مرتبہ آدمی یہ کہتا ہے کہ مین فلان شے دیتا ہون اچھے آدمی ان تینون امور کو ایک مرتبہ کرتے ہین اور پھر مسترد نہین کرتے۔

دوسرے امر کی نسبت جواب یہ ہے کہ چونکہ واہب نے موہوب الیہ کو کرتریم طریقہ کے بموجب متبنی کیا لہذا وہ اسکا بیٹا تصور کیا جائے کیونکہ ایسا بیٹا منجملہ بارہ بیٹون کے شمار کیا گیا ہے اسی وجہ سے موہوب الیہ بھی بہر صورت جائداد مذکور کا مستحق تھا اور علاوہ برین ہبہ کے ذریعہ سے بھی اسکی بیوہ اور بیٹا مستحق دعوی کرنے جائداد کے ہین کیونکہ جائداد مذکور بلا شرکت غیرے واہب کی تھی۔

شہر پٹنہ۔ ۲۰۔ اگست ۱۸۱۴ء

دیال سنگھ نام ہولیا۔

مقدمہ ۴۴۳۔ س ۱۔ ایک شخص کے دو بیٹیان تھین اور ایک بھتیجا اور ایک بیٹا تھا بیٹا لغات سے خارج تھا شخص مذکور نے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ اپنی ایک دختر کے نام زبانی ہبہ کردی اس صورت مین ہبہ درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج ۱- اگر شخص مذکورۂ بالا نے محبت پدری کے باعث سے اپنی کل اراضی اور جائداد ایک دختر کے نام بحالت موجودگی دوسری دختر اور بھتیجے اور خارج القوم بیٹے کے منتقل کر دی تو ایسا انتقال جائز ہے اور اشخاص مذکورۂ بالا کا کچھ استحقاق نہین ہے چنانچہ یہ امر جاگبلاک کے قول سے واضح ہے - ماہرین قواعد ہبہ بیان کرتے ہین کہ اشیاء جو ایک مرتبہ حوالہ کر دیجائین واپس نہین ہو سکتین مثلاً فروخت شدہ اسباب کی قیمت اور اجرت جو شاعرون اور مطربون وغیرہ کو بعوض استحصال حظ سامعہ کے دیجاے اور جو کچھ کہ کسی کو براہ محبت یا شکریہ جو محسن کو اور جو دولھن کو یا اُسکے شوہری خاندان مین بیاہ کے وقت خاطر اً دیا جاے ۱؎ یہ مسئلہ شتا چھرا اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

باپ اگر کل اپنی جائداد صرف ایک دختر کے نام بحالت موجودگی دوسری دختر اور ایک بھتیجے کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے -

س ۲- اگر یہ ہبہ نامہ جائز تصور کیا جاے اور خارج القوم لڑکا مر گیا ہو اور واہب کی دو بیٹیان اور ایک بھتیجہ زندہ ہون تو اشخاص حی القائم مین سے کون مستحق ترکہ کا ہے -

ج ۲- اگر جائداد بیٹی کو دیجاے تو ایسا ہبہ جائز ہے کیونکہ اس سے استحصال منفعت متصور ہے چنانچہ بیاس کا قول ہے کہ "بیٹی کے نام ہبہ کرنے سے مفاد ابدی حاصل ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس بھائی کو دینے سے بھی"-

اشخاص حی القائم کا کچھ استحقاق نہین ہے اور اگر دوسری بیٹی غیر منکوحہ ہے تو وہ جائداد سے صرف اُسقدر حصہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیاہ کے اخراجات کے لیے کافی ہو -

دوسری بیٹی کا اگر بیاہ نہین ہوا ہے تو وہ اُسقدر پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیاہ کے صرف کے لیے کافی ہو -

ضلع آگرہ - ۹- مارچ ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۴۴ - س - ایک شخص نے اپنی زوجہ اور بیٹے کی وفات کے بعد اپنی جائداد موروثی سے کچھ اراضی اپنی بہنون اور اُنکے بیٹون کی وجہ معاش کے لیے علیحدہ کر دی اور بقیہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے گرو یا گرو کے بیٹے کے نام

۱؎ یہ قول جاگبلاک کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے - خلاصہ کی جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ - کو ملاحظہ کرو -

ہبہ کر دیا اور ہبہ نامہ بہنوں کے سامنے اور اُنکی رضامندی سے تحریر ہوا مگر اُنکے بیٹے
موجود نہ تھے اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین ہبہ درست اور جائز تصور کرنا چاہیے۔

دھرم شاستر کے بموجب جس شخص کے نہ بیٹا ہے نہ پوتا اور نہ پرپوتا تو باوجود زندہ ہونے
اور رشتہ دارون کے وہ اپنی موروثی جائداد کو ہبہ کر سکتا ہے۔ صورت متذکرۂ بالا مین
بہن یا اُنکے بیٹون کی اجازت فضول ہے۔

بلا رضامندی بھی موروثی جائداد کا ہبہ کرنا جائز ہے۔

ضلع بردوان۔ ۲۵ جولائی ۱۸۲۳ء۔

مقدمہ ۵۴۔ س۔ ایک شخص دو لڑکے چھوڑ کر مرگیا وے اپنی موروثی جائداد پر
قابض ہوے اور باہم بطور کنبہ مشترکہ کے متفق رہے بڑے بھائی نے بوجہ لاولد
ہونے کے اپنے ایک رشتہ دار کا بیٹا جو پدری نسل کی چھٹی پیڑھی مین تھا متبنّیٰ کیا
اور بعد ازان مرگیا اُسکی وفات کے بعد اُسکا متبنّیٰ لڑکا اپنے چچا کے ساتھ جو اُسکے
گود لینے والے باپ کا بھائی تھا بطور کنبہ مشترکہ رہا۔ دوسرے بھائی کے کوئی
اولاد ذکور نہ تھی اُسنے اپنی جائداد کو نواسہ کے نام ہبہ کر دیا اب متبنّیٰ بیٹا استحقاق
وراثت کی رو سے کل جائداد کا دعویٰ کرتا ہے اور موہوب الیہ جو دوسرے بھائی
کا نواسہ ہے ہبہ کی رو سے دعویدار ہے اس صورت مین منجملہ دعویدارون کے
کسکو جائداد ملنی چاہیے اگر دونون کو ملنی چاہیے تو ہر ایک کسقدر جائداد پانے
کا مستحق ہے۔

ج۔ اگر ایک شخص کے دو بیٹے وارث ہون اور بڑا بیٹا بباعث لاولد ہونے
کے ایک رشتہ دار بعید کا بیٹا گود لے اور دوسرا بھائی بباعث نہونے اولاد ذکور
کے ایک ہبہ نامہ تحریر کرے جسکے ذریعہ سے بحالت موجود ہونے متوفی بھائی کے
متبنّیٰ بیٹے کے اور بصورت مشترک اور متفق ہونے کنبہ کے اپنی کل جائداد نواسہ
کے نام ہبہ کر دے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے شریکون سے
علیحدہ ہو جاے اور پھر شامل ہو اور بلا اولاد ذکور مر جاے تو اُسکی بیوہ کو کل

کوئی شخص بحرومی اپنے بھائی کے متبنّیٰ بیٹے کے جو شامل تھا اپنی جائداد نواسے کے نام ہبہ نہین کر سکتا۔

جائداد ملتی ہے اور بیوہ نہو تو دختروں کو ترکہ پہونچتا ہے - دختروں کے لفظ سے بیٹیاں اور نواسے مراد ہیں چنانچہ اس باب مین جاگبلک کا قول ہے کہ "زوجہ اور بیٹیاں" - الخ - بیٹا اپنے گود لینے والے باپ کی جائداد لے سکتا ہے اور نیز ایسے بھائی کا متبنٰے بیٹا جو بالاتفاق رہتا ہو اپنے چچا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے -

منو کا قول ہے کہ "متوفی کے اگر بیٹے یا بیٹون کی اولاد ذکور زندہ ہے تو وے وارث ہین نہ کہ بھائی یا والدین" -

ضلع سارن - ۱۲ ستمبر ۱۸۱۵ع -

مقدمہ ۴۶ - س - تین بھائی جائداد ارضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک زوجہ چھوڑکر لاولد مرگیا اور زوجہ اپنے شوہر کے حصہ کی وارث ہوئی بعد از ان حی القائم بھائیون نے کل جائداد کو مع حصہ بھائی متوفی کے ایک شخص اجنب کے نام ہبہ کر دیا بیوہ نے عدالت مین اپنے حصہ شوہری کی نسبت نالش کرکے ڈگری حاصل کی اور جائداد مدعوہ پر اُسکو قبضہ دلایا گیا بعد از ان اُسنے باوجود زندہ ہونے اپنے شوہر کے دو بھائیون کے پوتون اور پوتون کے اپنے شوہر کی کل جائداد کو جو بذریعۂ نالش حاصل کی ہوئی تھی شوہر کے ایک بھائی کے پوتون کو ہبہ کر دیا اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین -

ج - صورت متذکرۂ بالا مین بیوہ مجاز نہین ہے کہ اپنے شوہر متوفی کی کل جائداد بحالت موجودگی شوہر کے بھائیون کے بیٹون اور پوتون کے شوہر کے صرف ایک بھائی کے پوتون کو ہبہ کردے - ایسا ہبہ ناجائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر اکابر کے قول مرقومۂ ذیل سے صاف ظاہر ہے کاتیاین کا قول ہے کہ "وہ اُسکو مین حیات اپنی جائداد سے باعتدال متمتع ہونا چاہیے اور بعد اُسکے جائداد مذکور اُسکے وارث پاوینگے" - "بیوہ جو عفیفہ ہو اُسے اپنے شوہر کا حصہ لینا چاہیے اگر مین حیات اپنے اُسکو جائداد مذکور کے دے ڈالنے یا رہن یا بیع کرنے کی

بیوہ کو اس امر کہ اپنے شوہری حصہ کو بذریعۂ نالش حاصل کیا جائداد مذکور پر کچھ زیادہ اختیار حاصل نہین ہوجاتا ہے -

نسبت خود مختار ہونا نہ چاہیے"۔

"اس صورت مین بھی جب کہ تقسیم ہوگئی ہے بیوہ غیر منقولہ جائداد پانے کی مستحق ہے یا نہین"۔

مقدمہ ۷۴۔س۔ ایک شخص نے بلا اجازت اپنے بالغ بیٹے کے اپنے نانا کی زمینداری مفصلی کا ایک جزو جس سے زمیندار یعنی مالک نے اُسے بیدخل کر دیا تھا ایک شخص اجنبی کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کر دیا اور ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر کی کہ موہوب الیہ اگر جائداد مذکور پر دوبارہ قبضہ حاصل کرے تو اُسکو استحقاق ملکیت حاصل ہوگا اور واہب کو کچھ تعلق نہوگا اس صورت مین اگر موہوب الیہ اپنا قبضہ حاصل کرے تو ایسا ہبہ نامہ واجب التعمیل اور جائز ہوگا یا نہین اور اگر جائز ہے تو ہبہ نامہ کی روسے واہب کا بیٹا جائداد پانے سے محروم رہیگا یا کہ واہب کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے کو استحقاق ملکیت حاصل ہوگا۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین واہب اپنے نانا کی غیر منقولہ جائداد کو جو اُسے ورثتاً پہونچی شخص اجنبی کے نام ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور استحقاق موہوب الیہ کا کامل اور واجب التعمیل ہے کوئی قاعدہ ایسا نہین ہے جسکی روسے نواسہ کا بیٹا ترکہ پاوے لہذا واہب کے بیٹے کو ہبہ کے مسترد کرنے کا استحقاق نہین ہے۔ یہ رائے دائے بھاگ و بیاد چنتامنی اور دائے رہاس اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

ماخذ۔ قول برہسپتی جو بیاد چنتامنی مین منقول ہے یہ ہے "منجملہ مکانات و اراضی کے جو ساتھ طریقون استحصال سے کسی طریقہ کے بموجب حاصل ہو جو کچھ دیدیا جاوے"۔

دائے بھاگ مین یہ لکھا ہے "چونکہ ہبہ یا بیع کرنا منع ہے تو اس امر سے مسئلہ اتنا عیہ کی تنسیخ لازم آتی ہے مگر ہبہ یا انتقال باطل نہوگا اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ مسائل سے بھی بدل نہین جا سکتا"۔

دائے رہاس مین قول سنکھ منقول ہے وہ یہ ہے کہ "اگر اراضی علی التواتر ورثتاً پہونچے اور کسی زمانہ مین ہاتھ سے جاتی رہے اور اگر صرف ایک وارث خاص

ہر شخص باوجود ہونے بیٹے کے اپنے نانا کی جائداد اور زمینی کو جو اُسنے عالمون سے دوبارہ حاصل کیا ہو ہبہ کرسکتا ہے۔

اپنی محنت سے اُسے دوبارہ حاصل کرے تو باقی وارثون کو چاہیے کہ حاصل کرنے والے کو ایک ربع دے کر آپس مین بموجب اپنے واجبی حصون کے جائداد کو تقسیم کرین"۔

مقدمہ ۴۴ - س - ایک شخص کچھ جائداد اور اُمہی چھوڑکر مر گیا اور اُسکا بیٹا جو زن مدخولہ کے بطن سے تھا جائداد پر قابض ہوا بعد ازان وہ لاولد مر گیا اُسکی زوجہ وارث ہوئی اس صورت مین زوجہ بحالت موجودگی اصل مالک کے نواسہ یا ایک اور زن مدخولہ کے جائداد مذکور ہبہ یا بیع کرنے یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کی مجاز ہے یا نہین اگر اُسنے کسی طور سے جائداد منتقل کر دی ہو تو ایسا انتقال درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج - سوال مین یہ امر نہین بیان ہوا کہ اصل مالک کس قوم کا تھا اگر وہ شودر تھا اور اُسکی بیٹی جسکا بیٹا زندہ ہے زن مدخولہ کے بطن سے تھی تو اس صورت مین اُسکے اُس بیٹے کی بیوہ جو ایک اور زن مدخولہ کے بطن سے تھا کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ سے مین حیات اپنے متمتع ہوگی اور بیوہ مذکور اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کی تکمیل عقبیٰ کی بھلائی کے لیے یا اپنی پرورش کے واسطے ایک جز و جائداد مذکور کا دے یا بیع کر سکتی ہے مگر باستثناء اِن امور کے بیوہ مذکور کو جائداد جو شوہر سے ورثتاً ملی ہے منتقل نہین کر سکتی اور ہبہ ایسی جائداد کا نادرست تصور کیا جاے۔

شودر کا بیٹا جو زن مخولہ یا کنیز کے بطن سے ہو وہ مستحق ورثت ہے لیکن اُسکی بیوہ بمرد گی ورداثون کے جائداد مذکور کو منتقل کرنے کی مجاز نہین ہے۔

ماخذ - "مہابھارت مین دان دھرم کے باب مین یہ لکھا ہے کہ "عورات اپنے ترکہ شوہری کو کام مین لا سکتی ہین - عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نکرے حتی کہ سرمایۂ مذکور عمدہ پوشاک پہننے یا اور اسطرح کی نفس پروری کے لیے صرف نکرے لیکن چونکہ بیوہ اپنے جسم کو حفظ مین رکھنے سے اپنے شوہر کو فائدہ پہونچاتی ہے لہذا وہ اسقدر جائداد استعمال مین لانے کی مجاز ہے جو اس امر کے لیے کافی ہو علیٰ ہذا القیاس چونکہ شوہر کی منفعت پر بہر حال لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے عورت کو اجازت ہے کہ وہ اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کی تکمیل کے لیے

ھبہ یا بیع کرے - پس اگر وہ کسی اور طور پر اپنا گذارہ نہ کر سکے تو وہ جائداد رہن کرنے کی مجاز ہے یہ امر مکتفی نہو تو وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل کر سکتی ہے کیونکہ اس صورت سے بھی وہی وجہ متعلق ہے" یہ مسئلہ واے بھاگ مین مندرج ہے -

قول کاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو - بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پاوینگے"-

"محافظ واجب التعظیم یعنی خسر یا شوہر کے کسی اور رشتہ دار کی حمایت مین رہ کر بیوہ کو چاہیے کہ اپنے حین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہو اور مثل اپنی جائداد خاص کے اُسے اپنی مرضی کے مطابق ھبہ یا رہن یا بیع نہ کرے"-

قول نارد "اگر شوہر مرجاے تو اُسکے واسطہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے محافظ ہوتے ہین اور اُنکو انتقال جائداد اور بیوہ کی خبر گیری اور وجہ معاش کی نسبت اختیار کلی حاصل ہے"-

قول جاگیلاک "شودر کا بیٹا بھی جو کنیزک کے بطن سے ہو باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے لیکن اگر باپ مرگیا ہو تو بھائیون کو چاہیے کہ اُسے نصف حصہ دین"-

اس عبارت سے کہ "شودر کا بیٹا جو کنیزک کے بطن سے ہو" بیٹیان اور نواسے اور اور وارث بھی مراد ہین - یہ راے داے بھاگ اور داے تتو اور بیاد چنتامنی اور متاچھرا اور منو وغیرہ کے بموجب ہے[1]

شہر ڈھاکہ - یکم مئی ۱۸۷۱ء -

---

[1] بمقدمہ بندرابن چندر اے بنام کشن چندر اے رسپانڈنٹ واسطے برقرار رہنے دخل نسبت بعض اراضیات و اظہار ھبہ نامہ نوشتہ ایک ہندو بیوہ کے جسکو اراضی مذکور بعد وفات اُسکے شوہر کے ورثہ مین جائداد تقسیم ہونے کے وقت ملی تھی دعویدار ہوا اس مقدمہ مین بھی صدر دیوانی عدالت نے یہ تجویز کی کہ عذر رسپانڈنٹ کا ثابت نہین ہے اور

مقدمہ ۹۴ - س ا - ایک ہندو زمیندار اپنی زوجہ چھوڑ کر لاولد مر گیا اور زوجہ مذکور نے ایک روز قبل اپنی وفات کے بہ ثبات ہوش و حواس ایک وصیت نامہ یعنی ہبہ نامہ مشروطہ بابت جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو اُسے اُسکے شوہر سے وراثتاً پہونچی تھی مع منافع زمانہ ماضی و آیندہ اور مع اور اپنی جملہ جائداد مکسوبہ کے بدستخط و گواہی ایک شخص اجنبی کے نام تحریر کر دیا اس صورت مین کونسی جائداد ایسے وصیت نامہ یعنی ہبہ نامہ مشروطہ کے بموجب موہوب الیہ کو پہونچیگی -

ج - اگرچہ وثیقہ مذکور دستخط اور گواہی سے مصدق ہوا اور بیوہ نے بہ ثبات ہوش و حواس تحریر کیا تاہم وہ بلا اجازت وارثان شوہری اور اُن لوگون کے جنکی وہ مطیع ہے اس شرط سے ہبہ کرنے کی کہ بعد اُسکی وفات کے موہوب الیہ جائداد پر قابض ہو مجاز نہین ہے نہ اُسکو بابت اراضی اور اور جائداد کے جو اُسکا شوہر چھوڑ مرا ہو اور جسپر وہ بعد وفات شوہر کے قابض ہوئی ہو وصیت کرنے کا اختیار ہے نہ بابت اُسکے منافع کے اور اپنے مال مکسوبہ کے جو اُسنے بذریعہ جائداد متروکہ یا اُسکے منافع کے حاصل کی ہو لہذا جائداد مذکور کا کوئی جزو موہوب الیہ کو نہین پہونچ سکتا - مگر جو کچھ کہ بیوہ نے بلا ذریعہ جائداد متروکہ یا اُسکے منافع کے کسی اور طور پر حاصل کیا ہو وہ اُسکا استری دھن ہے اور اُسکی نسبت باستثنائے اُس جائداد غیر منقولہ کے جو شوہر نے اُسے دی ہو اُسے اختیار ہے کہ بذریعہ ہبہ یا وصیت کے چاہے جس طرح منتقل کرے - اسی واسطے بیوہ کا استری دھن باستثنائے اُس مال غیر منقولہ کے جو شوہر سے ملا ہو بذریعۂ وصیت نامہ یا ہبہ نامہ

بیوہ اُس جائداد کو جو شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے منتقل نہین کر سکتی اور نہ اُس جائداد کو جو اُسنے بذریعہ جائداد شوہری کے خود حاصل کی ہو -

لیکن وہ خاص جائداد اپنی کو باستثنائے اُس غیر منقولہ جائداد کے جو اُسے اُسکے شوہر نے دی ہو چاہے جسطرح منتقل کر سکتی ہے -

۲ بہر صورت ہبہ بلا اجازت وارثون کے ناجائز ہے - رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۴ صفحہ ۱۴۳ - اور اسی جلد کے صفحہ ۱۱۰ مین ایک اور مقدمہ کی نسبت یہ تجویز قرار پائی کہ ہندو جو لاولد مر گیا ہو اُسکی بیوہ اپنے شوہری جائداد کے ایک جزو کو شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے ہبہ کر سکتی ہے مگر چونکہ اس مقدمہ مین عدالت کے نزدیک ہبہ کرنا اس غرض سے معلوم نہین ہوتا لہذا موہوب الیہ کا دعویٰ نامنظور کیا گیا -

شروطہ کی موہوب الیہ کو پہونچ سکتا ہے یہ راے داے بھاگ و شرح داے بھاگ مصنفہ سری کشن ترک النکار اور داے تتو اور داے رہاس اور اور کتب شاستر مروجہ اڑلیسہ اور کاتیاین اور منو کے بموجب لکھی گئی ہے۔

ماخذ ا ۔ لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پاوینگے۔" یہ قول کاتیاین کا داے بھاگ اور داے تتو اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۲ ۔ اراضی چھ طریق پر منتقل ہوتی ہے شہریون اور رشتہ دارون اور ہمسایون اور وارثون کی رضامندی سے اور سونے اور پانی دینے کے ذریعہ سے" معلوم نہین کہ یہ قول کس عالم کا ہے مگر داے تتو اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۳ ۔ شوہر کی وفات کے بعد اُسکے رشتہ دار اُسکی لاولد زوجہ کے محافظ ہوتے ہین اور رشتہ داران مذکور کو بابت انتقال جائداد و نسبت عورت اور اُسکی پرورش کے اختیار کلی حاصل ہے"۔

یہ قول نارد کا داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۴ ۔ لیکن اگر شوہر کا کنبہ معدوم ہو گیا ہو یا اُسمین کوئی شخص ذکور سے نہو یا کنبہ مذکور بیکسی کی حالت مین ہو تو اس صورت مین اگر بیوہ کے شوہر متوفی کے رشتہ دارون مین سپنڈ تک کوئی نہو تو بیوہ کے باپ کے رشتہ دار اُسکے محافظ ہونگے"۔ یہ قول نارد کا داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۵ ۔ بیوہ درصورت نہونے بیٹون کے بعد وفات شوہر درباب انتقال جائداد بذریعہ ہبہ وغیرہ اپنے شوہر کے کنبہ کی مطیع ہوتی ہے"۔

قول حمتواہن منقولہ داے بھاگ۔

۶ ۔ چونکہ عورات ہبہ کرنے کی نسبت مطیع اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی ہین لہذا ظاہر ہے کہ وے اُنکی اجازت سے ہبہ کر سکتی ہین"

شرح تصنیف سری کرشن ترک لنکار۔

۷ ؎ عورات اپنے ترکہ شوہری کو کام مین لا سکتی ہین مگر عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نہ کرے یہان ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکو اپنی خوشی کے مطابق جائداد کو بذریعہ ہبہ یا بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"

قول مہابھارت منقولہ داے راہس۔

۸ ؎ اگر ایسا شخص جو اورون کا تابع ہو اراضی یا مکانات یا غلام ہبہ یا رہن یا بیع کرے تو یہ امر ناجائز یا غیر موثر ہوگا" قول کاتیائن۔

۹۔ دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناء وسطہ دارون کے کسی اور سے اندراہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے۔ باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین"۔

جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے والدین یا شوہر سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے۔ یہ قول کاتیائن کا ہے اور داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

۱۰ ؎ جو کچھ شوہر محب نے اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات شوہر کے اختیار ہے چاہے جسطرح صرف مین لاوے یا دے ڈالے مگر یہ اختیار جائداد غیر منقولہ کی نسبت حاصل نہین ہے" قول نارد منقولہ داے بھاگ۔

۱۱ ؎ لیکن اگر شوہر نے مال غیر منقولہ اپنی زوجہ کو دیا ہو تو عورت کو اُسے ہبہ وغیرہ کے ذریعہ سے منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"۔ قول جمتواہن منقول داے بھاگ۔

۱۲ ؎ دوسرے کے نام منتقل ہونا جائداد کا ہبہ ہے"

س ۲- اگر اس طور پر منتقل کرنا ناجائز اور باطل متصور ہو تو بیوہ مذکور کا استری دھن بحالت موجودگی اُسکے باپ یا دادا کی اولاد کے اولاد مذکور کو پہونچے گا یا اُسکے شوہر کے بھتیجون یا اور وارثون کو اس سوال کا جواب بموجب شاستر متعلقہ اُڑیسہ کے چاہیے-

ج ۲- جب کہ وثیقہ مذکور اس طور پر ناجائز اور باطل ثابت ہوا تو اگر عورت کے باپ یا دادا کی اولاد مین سے کوئی زندہ نہو اور اُسکے غیر منکوحہ یا منسوبہ یا منکوحہ بیٹی نہو یا بیٹا یا نواسہ یا پوتا یا بیٹے کا پوتا یا سوتیلا بیٹا یا سوتیلے بیٹے کا بیٹا یا شوہر یا مان یا باپ یا شوہر کا چھوٹا بھائی یا شوہر کے چھوٹے بھائی کا بیٹا یا شوہر کے بڑے بھائی کا بیٹا یا بہن کا بیٹا یا اُسکے شوہر کے بہن کا بیٹا نہو تو استری دھن عورت کے بھائیون یا اُسکے بھائیون کے بیٹون کو اُنکے رشتہ کی قربت کے بموجب ملے گا نہ شوہر کے بھتیجون یا اور وارثون کو یہ راے دا ے بھاگ اور دا ے کرم سنگرہ اور دا ے تتو اور کتب شاستر مروجہ اُڑیسہ کے بموجب لکھی گئی ہے-

ماخذ ا ’’بہن کی جائداد حقیقی بھائیون کو اور اُنکے بعد مان اور بعد ازان باپ کو پہونچتی ہے‘‘-

۲ ’’خالا اور نانی اور پھوپھی اور ساس اور بڑے بھائی کی زوجہ کا درجہ مان کے مساوی ہے اگر وے اپنے بطن سے کوئی بیٹیا یا سوت کا بیٹا یا نواسہ یا ان شخصون کا بیٹا نہ چھوڑ مرین تو اُنکی جائداد بہن کا بیٹا اور باقی بہ ترتیب پاوینگے‘‘- قول برہسپتی منقولہ دا ے بھاگ و دا ے کرم سنگرہ و دا ے تتو اور کتب شاستر-

صدر دیوانی عدالت- ۱۲ جولائی ۱۸۵۱ء-

کندروپ سنگھ اپیلانٹ بنام موہن لال کہن رسپانڈنٹ-

مقدمہ ۵۰- س- ایک شخص کے جو مالک حصہ دس آنہ کا جائداد اراضی مین تھا ایک بیٹا تھا بیٹا مذکور باپ کے سامنے مر گیا اور ایک زوجہ اور تین بیٹیان چھوڑ مرا مالک مذکور نے اپیلانٹ کو کسی مقام سے لا کر اپنی ایک پوتی کے ساتھ اُسکا

استری دھن عورت کے بھائیون کے بیٹون کو بجز وہاں اُسکے شوہر کے وارثون کے ملیگا۔

بیاہ کر دیا اور اپنا کل حصہ جائداد مذکور کا ایک وثیقہ کے ذریعہ سے بطور جوتک کے اُسے
بخش دیا جوتک اُس عطیہ کو کہتے ہین جو بیاہ کے وقت دیا جاے -

اور یہ بھی ثابت ہے کہ اپیلانٹ جائداد عطیہ پر قابض ہوا اور منجملہ اُسکے اُسنے اپنی
زوجہ کی رضامندی سے دو آنہ کا حصہ بیع کیا اور بیع ضلع اور پروِنشل کورٹ کی عدالتون
کے فیصلون کے بموجب درست اور جائز قرار دیا گیا اس صورت مین
واہب کے بیٹے کی بیوہ باقی آٹھ آنہ کے حصہ سے کسی قدر بیع کرنے کا استحقاق
رکھتی ہے یا نہین -

ہر شخص اپنی کل جائداد بمحروی اپنے بیٹے کی بیوہ اور اور بیٹیون کے صرف ایک بیٹی کے شوہر کو بطور جوتک دیسکتا ہے

فیصلہ - وجہ ثبوت جو اس مقدمہ مین پیش کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
مالک اراضی مذکور نے جائداد مین سے اپنے حصہ کو اور شرکا سے علحدہ کر کے اپنے
بیٹے کے نام دفتر سرکار مین لکھوا دیا اور بعد ازان اپیلانٹ کو ایک مقام بعید سے
لا کر منجملہ اپنی تین پوتیون کے ایک پوتی سے بیاہ کر دیا اور نامبردہ بحالت
موجودگی اپنی زوجہ اور بیٹے کی بیوہ اور دو غیر منکوحہ لڑکیون کے اپنا کل حصہ
جائداد کا اُسکے نام بطور جوتک دے کر مر گیا اور اپیلانٹ کو ہدایت کر گیا کہ
وہ اُسکی زوجہ اور اُسکے بیٹے کی بیوہ کی پرورش کرے - اس صورت مین جائداد جسکی
تصریح ہبہ نامہ مین کی گئی ہے شاستر کے بموجب اپیلانٹ کی جائداد
ہے اسپر متوفی بیٹے کی بیوہ کا کچھ استحقاق نہین ہے اور وہ اُسکو بیع نہین
کر سکتی - یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ نامہ پر تین شخصون کی گواہی ہے لہذا
موہوب الیہ کا استحقاق ملکیت جائداد مصرحہ ہبہ نامہ پر بخوبی ثابت ہے
اور بیٹے کی بیوہ کا اُسپر کچھ استحقاق نہین ہے اسواسطے اُسکا دعوے قابل
سماعت نہین -

ماخذ - قول منو "باپ اور ماں کی وفات کے بعد بھائیون کو چاہیے کہ جمع ہو کر جائداد
موروثی کو باہم مساوی طور پر تقسیم کر لین کیونکہ جبتک اُنکے والدین بقید حیات ہین اُسوقت
تک اُنکا اختیار جائداد مذکور پر نہین ہے"

قول لشن (۷) اگر باپ اپنے بیٹے کو جدا کرے تو وہ اپنی جائداد مکسوبہ کی تقسیم اپنی مرضی کے مطابق کرسکتا ہے"۔

قول دیول (۷) جب تک کہ باپ زندہ ہے اور نقص سے بری ہے اُسوقت تک بیٹے مالک نہین ہین لیکن جائداد جو بیاہ کی بابت ملے وہ اُس جائداد مین تصور کیجاتی ہے جو زوجہ کے ساتھ ملی ہو"۔

عدالت اپیل ڈھاکہ مئی ۱۸۷۲ء۔
جگناتھ داس بنام مدن موہن گھوس وغیرہ۔

باب نوان

غلامی کے بیان مین

مقدمہ ۱-س- ایک مقام مین ایک شخص جو دوسرے کا ملازم تھا اُسکو وہان کے لوگ غلام تصور کرتے تھے۔ اس صورت مین ایسی شہرت کے باعث سے وہ بطور غلام سمجھا جاسکتا ہے اور اگر ایسا سمجھا جاے تو آقا اُسے بذریعہ بیع کے منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین۔

غلام کی پندرہ قسم ہین اور تفصیل اُنکی متن مین درج ہے۔

ج- شاستر کے بموجب پندرہ قسم کے غلام ہین مگر سوال مین یہ امر بالتصریح نہین لکھا گیا ہے کہ شخص مذکورہ بالا کس قسم کی غلامی سے تعلق رکھتا تھا۔ منجملہ پندرہ اقسام کے پانچ قسمین غلامون کی یہ ہین۔ گری ہجتا یعنے غلام جو کنیزک کے بطن سے اُسکے آقا کے گھر مین پیدا ہو۔ کریت یعنی خرید اہوا۔ لبدہ جو ہدیہ ملا ہو۔ کرم گوتا جو مورثون سے ترکہ مین ملا ہو۔ اتم بکریا جسنے خود اپنے تئین بیع کیا ہو۔ ان پانچ قسم کے غلامون کی اولاد اُنکے آقا کا مال ہے۔ آقا ایسے غلامون کے بیع کرنے کا مجاز ہے اور اُنکو آزادی حاصل نہین ہوسکتی۔ باقی دس قسمین غلامون کی یہ ہین۔ وہ جسکی قحط مین پرورش کی گئی ہو۔ جو ایک مذہبی فرقہ سے منحرف

ہو گیا ہو۔ جو شخص اپنے تئین خود پیش کرے اور کہے کہ مین تیرا ہون۔ جسکا قرضہ کثیر ادا کیا گیا ہو۔ جسکو پہلے آقا نے رہن رکھدیا ہو۔ جو لڑائی مین اسیر کیا گیا ہو۔ غلام جو شرط مین جیتا گیا ہو۔ جس شخص کی اس غرض سے پرورش کیجاے کہ وہ خدمت گزاری کرے۔ جو شخص اپنی معشوقہ کی خاطر غلامی اختیار کرے۔ غلام جو اوقات مشروطہ کے لیے ہو۔ یہ دس قسم کے غلام آقا کی رضامندی سے آزاد کیے جاسکتے ہین اس باب مین نارد کا قول بیاد چنتامنی مین یہ لکھا ہے کہ "منجملہ ان غلامون کے اول چار طرح کے غلام یعنی خانہ زاد و زر خرید اور وہ جو ہدیہ اور وہ جو ورثتاً ملا ہو انکو غلامی سے آزاد کیے جانے کا استحقاق نہین ہے انکی غلامی موروثی ہے البتہ آقا کی رعایت سے آزادی انکی عمل مین آسکتی ہے۔ ایسا کمین آدمی جو باوجود آزاد ہونے کے اپنے تئین بیع کرے وہ منجملہ غلامون کے نہایت بتذل غلام ہے وہ بھی غلامی سے آزاد نہین کیا جاسکتا"۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۶ مئی ۱۸۱۲ع۔

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک کنیزک دو شخصون کی ملکیت تھی انمین سے ایک شخص نے شخص ثالث کے غلام کے ساتھ اسکا بیاہ کردیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر جاکر رہے جہان وہ ابتک رہتی ہے۔ دوسرے مالک نے بدعوی کنیزک مذکور عدالت مین نالش دائر کی اس صورت مین مدعی کا استحقاق اسکی نصف ذات پر پہونچتا ہے یا کہ وہ اسکے نصف جسم کی قیمت پانے کا مستحق ہے۔

ج۔ اگر کنیزک کے دو مالکون مین سے ایک نے بلا رضامندی اپنے شریک کے اسکا بیاہ کردیا ہو تو وہ شخص جسنے اپنی رضامندی ظاہر نہین کی مستحق اس امر کا ہے کہ کنیزک نصف خدمت گزاری اسکی بجا لاوے نہ کہ اسکی نصف ذات کا مستحق ہے اور اگر وہ کنیزک کی نصف قیمت چاہے تو اسکو قیمت مذکور کے حصول کا اختیار ہے۔ یہی راے عالمون کی ہے۔

ضلع چٹ گانون۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۱۴ع۔

منجملہ دو مالکون کے اگر ایک مالک کنیزک کا بیاہ کردے تو دوسرے کا استحقاق بسبب اسکی نصف خدمتگزاری یا نصف قیمت کے قائم رہتا ہے۔

مقدمہ ۳-س- ایک کنیزک تین شخصون کی ملکیت تھی منجملہ اُنکے ایک نے اپنی رضا اور رغبت سے اُسے آزاد کردیا اور اُسکا جسقدر قانوناً حصہ اُسکی ذات پر پہونچتا تھا اُس سے وہ دست بردار ہوا- اس صورت مین کنیزک پر جو خدمتگذاری کی نسبت دو باقی مالکون کے واجب ہے اُس سے بھی وہ آزاد تصور کیجا سکتی ہے یا نہین اور اگر نہین تو باقی دونون آقا کس طور پر اُسکی غلامی کی نسبت اپنے استحقاق کا دعوی کر سکتے ہین-

ج- اگر منجملہ تین مالکون کے ایک نے بقدر اپنے حصہ جائز کے غلام کو آزاد کر دیا اور باقی دو نے نہ کیا ہو تو اُس شخص کا استحقاق جسنے غلام کو آزاد کیا ہے اُسپر سے جاتا رہتا ہے لیکن اس معاملہ سے اورون کی ملکیت ضائع نہین ہوسکتی غلام کو ضرور ہے کہ وہ اُن اشخاص کی جنھون نے اُسے آزاد نہین کیا ہے اور جسقدر اُنکا اُسپر استحقاق پہونچتا ہے خدمت کرے-

اگر منجملہ تین مالکون کے ایک مالک غلام کو آزاد کرے تو ایسی صورت مین آزادی اُسکی نسبت دو دیگر مالکون کے تصور نہین کیجاسکتی-

ضلع میمن سنگھ- ۱۵ جولائی ۱۸۱۳ء-

مقدمہ ۴-س- ایک کنیزک نے غلامی سے آزاد کیے جانے کے بعد ضروریات روزمرہ کی جانب سے بہت تکلیف اُٹھائی اُسنے اپنے آقاے سابق کی رضامندی سے اپنے تئین مع اپنی دو بیٹیون کے جنمین سے ایک کی عمر پانچ برس اور دوسری کی سات برس کی تھی بیع کردیا اس صورت مین بیع کرنا بیٹیون کا صغرسنی مین شاستر کے بموجب درست ہے یا نہین بیٹیون کو جب وے بالغ ہون اس بیع سے اپنی ذات کو بری کرنے کا اختیار ہے یا نہین-

ج- اگر کنیزک نے بعد آزادی حاصل کرنے کے باجازت اپنے آقاے سابق کے اپنے تئین مع اپنی دو بیٹیون کے بیع کیا ہو تو ایسا بیع جائز ہے اور لڑکیون کو بیع ہونے کے بعد اس معاہدہ کے مسترد کرنے کا اختیار نہین ہے- یہی عالمون کی راے ہے-

اطفال جو بطور غلام بیچے گیے جائین بیع ہونے کے بعد مستحق آزادی کے نہین ہین-

ضلع چٹ گاؤن- ۱۹ جولائی ۱۸۱۶ء-

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے آپس کے معاہدہ سے اپنے غلام کا بیاہ دوسرے آزاد شخص کی بیٹی کے ساتھ کر دیا اور بعد ازان اپنے غلام کی زوجہ کو ایک شخص ثالث کے ہاتھ بیع کر دیا اس صورت مین آقا کو اپنے غلام کی زوجہ کی ذات پر اسوجہ سے کہ وہ غلام کی تابع تھی استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے یا نہین اور اس طور پر عورت کا بیچنا شاستر کی رو سے جائز ہے یا نہین -

ج - آزاد عورت اگر غلام کے ساتھ بیاہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے آقا کی کنیزک ہو جاتی ہے جسکو بذریعہ بیع اُسکے منتقل کرنے کا اختیار کلی حاصل ہے اور ایسی بیع درست اور جائز ہے -

آزاد عورت اگر غلام کے ساتھ بیاہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے آقا کی کنیزک ہو جاتی ہے -

ضلع چٹ گانون - ۲۰ - اگست ۱۸۱۵ع -

مقدمہ ۶ - س - چار بھائیون نے ایک کنیزک کو خریدا بعد ازان اُسکے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی - منجملہ چار بھائیون کے ایک نے اپنا استحقاق نسبت کنیزک اور غلام کے باقی تین بھائیون کے ہاتھ بیع کیا اُسوقت غلام کی عمر صرف گیارہ برس کی تھی بعد ازان غلام ایک آزاد عورت کے ساتھ بیاہ کر کے مر گیا منجملہ تین مالکون کے دو لاوارث مر گئے اور ایک مالک کا ایک بیٹا زندہ ہے اس صورت مین بیٹا مذکور غلام کی بیوہ کو بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر متوفی بھائیون کے کوئی اور قریب تر رشتہ دار نہو تو بھتیجا کنیزک کے بیٹے کی بیوہ کے بیع کرنے کا مجاز ہے کیونکہ بھتیجا قانوناً مستحق وراثت ہے - لیکن اگر متوفے بھائیون کا وہ وارث نہو تو وہ صرف اپنے استحقاق کو جو کنیزک مذکور کی ذات پر پہونچتا ہے بیع کر سکتا ہے - غلامون کا بیع کرنا شاستر اور دستور ملک کی رو سے جائز ہے -

کنیزک کے شوہر کی وفات کے بعد آقا اُسکو بیع کر سکتا ہے -

ماخذ - کاتیائن کا قول ہے کہ "آزاد عورت یا وہ جو اُسی آقا کی کنیزک نہو ایک غلام کی زوجہ ہو جاوے تو وہ اُسکے شوہر کے مالک کی بھی کنیزک ہو جاتی ہے کیونکہ اُسکا شوہر اُسکا مالک ہے اور یہ مالک تابع ایک آقا کا ہے" -

عدالت اپیل ڈھاکہ

مقدمہ ۷ - س ایک غلام اپنے آقا کا گھر چھوڑ کر ایک اور جگہ جا رہا اور دس یا بارہ برس
تک اُسنے اپنی قوت بازو سے بسر کی اور اس زمانہ مین اُس کے آقا نے اُسے
کبھی نہین بُلایا اور نہ اُسے حاضر ہونے کے لیے کہا گو وہ غلام کے مسکن سے واقف
تھا اس صورت مین آقا کا اپنے مال سے دست بردار ہونا مستنبط ہوتا ہے یا کہ
برعکس اس کے بیع کرنا ایسے غلام کا آقا کی جانب سے جائز اور واجب التعمیل
متصور ہوگا -

ج - منجملہ پندرہ اقسام غلامون کے پانچ قسم کے غلام یعنی خانہ زاد اور جو ہدیۃً ملا ہو
اور جسنے اپنے تئین خود بیع کیا اور جو ورثہ مین ملا اور جو زر خرید ہو ایسے ہین کہ اُنکو آزادی
حاصل نہین ہو سکتی جب تک کہ اُنکا آقا اُنھین آزاد نہ کرے - اس صورت مین معلوم
ہوتا ہے کہ غلام دس یا بارہ برس تک بعلم اپنے آقا کے ایک اور جگہ رہا اور اُسنے
اپنی محنت کے ذریعہ سے اوقات بسر کی اور اپنے سرمایہ مکسوبہ کے ذریعہ سے
اپنا بیاہ کیا اور آقا نے اُسکو کبھی اپنی خدمت کے لیے واپس نہ بُلایا اور نہ
اُسکی پرورش کے لیے کچھ خرچ دیا اس صورت مین آقا کا استحقاق ملکیت غلام پر بالفعل
جاتا رہا اسواسطے کہ اتنی مدت تک معترض نہ ہونا داخل غفلت ہے جسکے باعث سے
جملہ جائداد سے باستثناء غیر منقولہ کے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے اسی وجہ سے بیع
کرنا غلام کا صورت ہذا مین ناجائز ہے - سلہ

ف اگر بارہ برس زیادہ عرصہ تک غلام کا دعوی نہ کیا جاوے تو آقا کا استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے -

مقدمہ ۸ - س - ایک باشندۂ سلہٹ اپنی کنیزک کو مع اُسکے اطفال یعنی چار لڑکون
اور ایک چھوٹی لڑکی کے دوسرے شخص کے ہاتھ بعوض کچھ روپیہ کے بیع کرنا چاہتا ہے
غلامون نے عدالت مین اس مضمون کا سوال گذرانا ہے کہ ہم اپنے آقا کی

سلہ جائداد منقولہ سے بعد گذرنے عرصہ دس برس کے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے بشرطیکہ مالک کی
جانب سے دیدہ و دانستہ غفلت اس عرصہ تک ظہور مین آئی ہو لیکن یہ اثر اُس صورت مین نہین ہے
جبکہ ناچاری کے باعث مداخلت نہ کی گئی ہو -

خدمتگزاری کے لیے حاضر ہین مگر آقا نے براہ عداوت مشتری سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ ہمکو ہمارے وطن سے علیحدہ لیجاکر مختلف مقامون ہین بیچے۔
دھرم شاستر متمشیۂ سلطنت کے بموجب غلام ایسے بیع کی نسبت معترض ہو سکتے ہین یا نہین۔
اگر اُنکے آقا کا مصمم ارادہ اُنکے بیع کرنے کی نسبت ہو تو وے کسی اور خریدار کو پسند کر سکتے ہین یا نہین اور بشرط فراہم کر لینے زر مطلوبہ کے وے اپنی آزادی خود خرید کر سکتے ہین یا نہین۔

پانچ قسم کے غلام اپنی آزادی خود نہین کر سکتے۔

ج۔ سوال مذکورۂ بالا کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام مذکورۂ بالا منجملہ پندرہ اقسام کے اُس قسم مین داخل ہین جنکو شاستر مین گرہی ہجا یعنی خانہ زاد کہتے ہین پانچ قسم کے غلام یعنی خانہ زاد اور زر خرید اور جو ہدیۃً اور ورثۃً ملے اور جسنے خود اپنے تئین بیع کیا ہو ایسے ہین جو غلامی سے آزاد نہین کیے جا سکتے بشرطیکہ اُنکا آقا رضا مندی سے اُنکو آزاد کرے۔ اگر مالک اپنے غلام کو بیع کرنا اور بعوض زر معینہ اپنے استحقاق کو منتقل کرنا چاہتا ہو تو وہ استحقاق ملکیت کے باعث سے منجملہ ان پانچ قسمون کے غلامون کے کسی غلام کو بیع کر سکتا ہے گو غلام اُسکی خدمتگزاری کے لیے راضی ہون۔

لیکن اُنکو ایسے طور پر بیع کرنا چاہیے کہ وے مبتلائے مصیبت ہو جائین۔

صورت مذکورۂ بالا مین اگر آقا زر معینہ اُس خریدار سے جسنے اُسکو پسند کیا ہے لے اور اُسکے باعث سے غلام مبتلائے مصیبت ہو جائین تو شرائط محکومۂ شاستر کے بموجب آقا کو چاہیے کہ خانہ زاد وغیرہ غلامون کے بالعوض اپنا زر معینہ اُس خریدار سے جسکو غلام نے پسند کیا ہے یا کسی اور خریدار سے لے کیونکہ آقا کو بوجہ حاصل ہونے زر کے جو اُس نے اپنے غلام کی بالعوض معین کیا ہے کچھ نقصان عائد نہ ہوگا گو خریدار غلام نے پسند کر لیا ہو یا وہ کوئی اور شخص ہو۔
مگر خانہ زاد اور باقی قسم کے غلامون کو یہ منصب حاصل نہین ہے کہ وے

آقا کے زر معینہ کو اپنی جائداد سے ادا کر کے غلامی سے آزادی حاصل کرین کیونکہ
مالک کی حیثیت اپنے غلامون کی جائداد تک پہونچتی ہے۔ یہ موسنہ بیادھنگار نو
اور دواے کرم سنگرہ اور دواے بھاگ اور اور کتب شاستر متشبۂ سلہٹ کے
بموجب ہے۔

ماخذ "قول نارد جو بیادھنگار تو اور دواے کرم سنگرہ مین لکھا ہے اسمین
تفصیل اُن پندرہ قسم کے غلامون کی جو شاستر مین مذکور ہین اس طور پر درج ہے
یعنی غلام خانہ زاد اور زر خرید اور جو ہدیہ اور جو مورثون سے ورثتاً ملا ہو اور جسکی
قحط مین پرورش کی گئی ہو اور جسکو پہلے آقا نے رہن رکھدیا ہو اور جسکا قرضہ کثیر
ادا کر دیا گیا اور جو لڑائی مین اسیر کیا گیا اور جو شرط مین جیتا گیا ہو اور جو اپنے
تئین خود پیش کرے اور کہے کہ مین تیرا ہون اور جو ایک مذہبی فرقہ سے منحرف
ہو جاے اور غلام جو اوقات مشروطہ کے لیے ہو اور جس شخص کی اس غرض سے پرورش
کیجاے کہ وہ خدمتگاری کرے اور جو معشوقہ کی خاطر غلامی اختیار کرے اور جسنے
اپنے تئین خود بیع کیا ہو"

۲۔ دواے کرم سنگرہ مین خانہ زاد کے یہ معنی لکھے ہین کہ خانہ زاد سے وہ مراد
ہے جو کنیزک کے بطن سے پیدا ہو"

۳۔ فقرۂ مرقومۂ ذیل دواے کرم سنگرہ سے منقول ہے "منجملہ ان غلامون
کے پہلے چار قسم کے غلام یعنی خانہ زاد وغیرہ اور وے جنھون نے اپنے تئین خود
بیع کیا ہو استحقاق کی روسے آزاد نہین کیے جا سکتے آقا اُنکو رعایتاً آزاد
کر سکتا ہے"۔

۴۔ برہسپتی کا قول مرقومۂ ذیل جو بیادھنگار تتو اور اور کتب مین منقول ہے۔
"صرف شاستر ہی پر حصر کر کے تجویز کرنی نہ چاہیے کیونکہ حالات کے بموجب اگر
تحقیقات نہ کیجاے تو سر رشتہ انصاف کا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے"۔

۵۔ بیادھنگار نو اور دواے بھاگ اور دواے تتو اور اور کتب شاستر

مین نارد کا یہ قول منقول ہے کہ "تین شخص یعنی زوجہ اور بیٹے اور غلام کی نسبت
شاستر مین یہ لکھا ہے کہ عموماً اُنکی ذات خاص کا کوئی سرمایہ نہین ہوتا ہے سرمایہ
جو وے پیدا کرتے ہین وہ درحقیقت اُس آدمی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے جس سے
اُنکو تعلق ہے"۔ ۱؎

ضلع سلہٹ۔ ۱۳ جون ۱۸۲۵ء۔

۱؎ صاحب مجسٹریٹ سلہٹ نے اس مقدمہ کو عدالت بالادست کی تجویز اور حکم کے لیے ارسال
کیا اور یہ کیفیت لکھی کہ ایک شخص کے ایک غلام ہے وہ اُسکو دوسرے شخص کے ہاتھ بالعوض کچھ
روپیہ کے بیع کیا چاہتا ہے اور غلام مقر ہے کہ مین بائع کا غلام ہون مگر مجسٹریٹ کے محکمہ مین
اُسنے اس مضمون کی عرضی گذرانی ہے کہ وہ بطور ملکیت مشتری کے نہین رہا چاہتا اور
خواستگار ہے کہ وہ اُسی قدر روپیہ جو مشتری دیا چاہتا ہے دے کر غلامی سے آزادی حاصل
کرے اس صورت مین صاحب مجسٹریٹ کو اس اجازت دینے کا اختیار ہے یا نہین۔ خریدار معترض
ہے کہ غلام ایسا نہین کر سکتا اور مقر ہے کہ خریداری جائز ہے اور مجھکو غلام کے اپنے پاس رکھنے کا
استحقاق حاصل ہے۔ چونکہ بائع کو غلام کے بیع سے روپیہ حاصل کرنا مقصود ہے لہذا اگر غلام کو
اس آزادی حاصل کرنے کا مقدور ہو تو صاحب مجسٹریٹ کا اس باب مین دخل دینا قرین انصاف
معلوم ہوتا ہے تاکہ غلام اُس شخص کے قبضہ سے جسکے پاس وہ رہنے سے معترض ہے محفوظ
رہے۔ اس باب مین عدالت نے اپنے پنڈتون کی رائے لینے کے بعد یہ جواب دیا کہ پنڈتون
کے بیوستون کے بموجب عدالت کی یہ رائے ہے کہ اگر غلامون کا بیع کرنا ایسے شخص کے
ہاتھ منظور ہو جسکی نسبت اُنکو شک یا خوف ہو تو اُنکو اجازت دیجائے کہ وے کوئی اور
ایسا خریدار تلاش کر لین جس سے وے راضی ہون اور یہ امر اُنکے آقا کو منظور
کرنا چاہیے پنڈتون کے جواب سے یہ اجازت حاصل نہین ہے کہ غلام آقا سے اپنی
آزادی اُسکی رضامندی کے خلاف حاصل کرنے کا مجاز ہے چنانچہ یہ مسئلہ اُس مسئلہ کے
مطابق ہے جو ہیفن ڈورث صاحب نے اسی باب مین اپنی کتاب کی فصل ۴۔ اور باب ۱۲
اور دفعہ ۳ مین لکھا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے "یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ وہ اُنکو بلا اُنکی مرضی کے

مقدمہ ۹ - س ا - دھرم شاستر کے بموجب کتنے قسم کے غلام جائز ہین -

ج ا - پندرہ قسم کے غلام ہین انکی تفصیل یہ ہے -

ف ا - گرہی جات - یعنی وہ جو کنیزک کے بطن سے آقا کے گھر مین پیدا ہو - (ف خانہ زاد -)

ف ۲ - کریت - جو بالعوض کچھ روپیہ کے دوسرے آقا سے خرید کیا ہو - (ف زرخرید -)

ف ۳ - لبدہ - جو ہدیۃً ملا ہو - (ف ہدیۃً ملا ہو -)

ف ۴ - دا ے دوپگت - جو ورثتاً ملا ہو - (ف وراثتہً ملا ہو -)

ف ۵ - انکال بھرت - ایام قحط مین جسکی پرورش کی گئی ہو - (ف قحط مین جسکی پرورش کیگئی ہو -)

ف ۶ - اہیت - جو رہن رکھا گیا ہو - (ف مرہونہ -)

ف ۷ - رنا داس - مقروض مفلس جو زمانۂ خاص کے لیے اپنے قرض خواہ کی خدمت کرنی خود قبول کرے - (ف بالعوض قرضہ -)

ف ۸ - جدہ پراپت - جو جنگ مین اسیر کیا گیا ہو - (ف فتح کے ذریعہ سے حاصل ہو -)

ف ۹ - پنا جیت - جو شرط یا کسی کھیل مشروطہ مین جیتا گیا ہو - (ف جو شرط مین جیتا جاے -)

ف ۱۰ - اُپ گت - جو اپنے تئین بلا کسی طرح کے عوض کے غلام قرار دے اور کہے کہ مین تیرا ہون - (ف خود مطیع ہونا -)

ف ۱۱ - پرو برجیا بسیت - جو اپنے فرقۂ مذہبی سے منحرف ہو جاے یعنی جس فرقہ مین کہ وہ خود داخل ہوا ہے اگر اُسکے قواعد کی تعمیل نکرے تو وہ اسوجہ سے راجہ کا غلام ہو جاتا ہے - (ف فرقہ مذہبی کو چھوڑنا -)

ف ۱۲ - کریت کال - جو اپنے تئین خاص مدت کے لیے خدمتگزاری کے واسطے پیش کرے - (ف غلامی خاص مدت کیلیے -)

ف ۱۳ - بھگت داس - جو وجہ معاش حاصل کرنے کے واسطے اپنے تئین (ف وجہ معاش حاصل کرنے کیلیے غلامی قبول کرنا -)

ہر کسی اور آقا کے حوالہ کرے کیونکہ کیفیت اُنکی فی الواقع مثل مزدوروں کے ہے اور وے بحالت خدمتگزاری بغرض مفاد اُس شخص کے کام کرتے ہین جس سے اُنکو اجورہ ملتا ہے اور جب وے اُس کام کو ترک کرتے ہین تو تعلق اُنکا شخص مذکور سے باقی نہین رہتا" -

غلام بنائے۔

دولھن کی خاطر غلام بننا۔

۱۴ف ا۔ بورب بھریت۔ جو شخص ایک کنیزک کے ساتھ بیاہ ہونے کی غرض سے غلامی اختیار کرے۔

خود اپنے تئین بیع کرنا۔

۱۵ف ا۔ اتم بکری۔ جو اپنے تئین بطیع زر بیع کرے۔

یہ پندرہ قسم کے غلام نارد اور منو نے متا چھرا اور رتنا کر اور بیاد چنتامنی اور کال تیر داو بھرتی سار اور بیاد تندیو اور سمرتی سموچیا اور مادھویا سے اور اور شاستر کی کتابون مین بیان کیے ہین۔

س ۲۔ شاستر کے بموجب کیا اختیارات مالکون کو اپنے غلامون کی نسبت خصوصاً کنیزکون کی ذات پر حاصل ہین۔

خدمتگزاری جو غلامون پر واجب ہے اور سزا جو بروقت اُنکے نہ بجالانے کے۔

ج ۲۔ غلام یا کنیزک کا مالک اُنسے بتبذل کام لے سکتا ہے مثلاً گھر اور ڈیوڑھی اور پاخانہ اور راستہ کا صاف کرانا اور خس وخاشاک اور اور کثافتون کو اُٹھوانا آقا کی مرضی کے مطابق اُسکو حاضر ہونا اور پانون دبانا چاہیے یہ سب بتبذل کام کہلاتے ہین اور باقی غیر بتبذل۔ نافرمانبرداری یا ارتکاب خطا کی صورت مین آقا کو اختیار ہے کہ غلام کو بذریعہ رسی یا لکڑی کے سزا بدنی دے یا اُسکی تشہیر کرے لیکن اگر آقا اُس اختیار سے تجاوز کرکے سزاے مذکورۂ بالا سے سخت تر سزا دے تو وہ حسب تجویز حاکم وقت کے مستوجب جرمانہ ہوگا۔ یہ راے کاتیائن کی قول منقولہ رتناکر اور بیاد چنتامنی اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

س ۳۔ وے جرائم کونسے ہین جنکا ارتکاب اگر غلامون اور خصوصاً کنیزکون کی ذات کی نسبت آقا کی جانب سے کیا جاوے تو وے قانوناً مستلزم سزا ہین اور کس طور پر۔

اگر آقا اپنے اختیار سے تجاوز کرے تو اس صورت مین کیا سزا چاہیے۔

ج ۳۔ آقا کو اختیار نہین ہے کہ باستثناے اُن خدمات کے جنکا ذکر دوسرے سوال کے جواب مین ہوا ہے اور کامون کے کرنے کا کنیزک کو حکم دے نہ اُسکو اُس سزا سے زیادہ سزا دینے کا اختیار ہے جسکا اوپر ذکر ہوا اگر وہ ایسا کرے

تو حسب رائے حاکم مستوجب جرمانہ ہوگا۔

س ۴۔ کسی بدسلوکی کی وجہ سے غلام مستحق آزادی حاصل کرنے کے ہین یا نہین اور اگر ہین تو وے صورتین کیا ہین اور ایسی بدسلوکی کے ثابت ہو جانے کے بعد عدالت غلام کو آزاد کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔ خصوصاً اُس صورت مین جب کہ یہ ثابت ہو جاے کہ کنیزک کے مالک یا مالکہ نے اُسے اُسکی نابالغی مین فاحشہ بنایا یا اُسکی نسبت مالک کی جانب سے فعل شنیعہ کا اقدام ہوا ہو۔

صورتین جنمین حاکم کو آزاد کرادینے کا اختیار ہے۔

ج ف ۴۔ جرائم مذکورۂ بالا کا ارتکاب اگر آقا کی جانب سے ظہور مین آئے تو یہ امر غلام کی حالت بندگی کی نسبت کچھ مؤثر نہ ہوگا لہٰذا حاکم کو آزاد کرادینے کا اختیار نہین ہے لیکن اگر یہ ثابت ہو جاے کہ کسی شخص نے ایک طفل کو چرا کر یا فریب اور دغا کے ذریعہ سے پھسلا کر دوسرے شخص کے ہاتھ بیع کیا ہے یا کسی شخص نے دوسرے شخص کو زبردستی یا بجبر غلامی کرنے کے لیے مجبور کیا ہے تو اس صورت مین حاکم ایسے غلام کی آزادی کے لیے حکم دے سکتا ہے اور اگر آقا یا کوئی اور شخص آقا کی اجازت سے کنیزک کے ساتھ جب کہ وہ نابالغ ہو مقاربت کرے تو اس حالت مین حاکم مجرم پر جرمانہ کی سزا کر سکتا ہے لیکن کنیزک کو آزاد نہین کر سکتا۔ جب کہ کنیزک کے بطن سے آقا کے گھر ایک طفل پیدا ہو تو کنیزک مذکور مع طفل کے آزاد ہو جاتی اور حاکم کو اُنکی آزادی کے لیے حکم دینا چاہیے۔ یہ آئین منو اور جاگیہ ولک اور کاتیائن کے قول کے بموجب ہے جو متاچھرا اور اور کتب شاستر مین منقول ہے۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۲۱۔ مارچ ۱۸۱۶ء۔

باب دسوان

قرضہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س۔ ایک مقروض شخص کچھ جائداد چھوڑ کر مر گیا مگر جائداد مذکور زر مطالبہ

جائز کے ادا کے لیے کافی نہ تھی اُسکی زوجہ اور تین نابالغ بیٹے اُسکی جائداد پر قابض ہوے - اس صورت مین اشخاص مذکورہ پر متوفی کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے یا نہین -

ج - اگر متوفی کی جائداد اُسکی زوجہ اور بیٹون نے پائی ہے تو اُنپر قرضہ ادا کرنا لازم ہے بیٹے پر باپ کی سبکدوشی بذریعہ ادا کرنے اُسکے قرضہ کے واجب ہے اور یہ امر قبل تقسیم باپ کی جائداد کے کرنا چاہیے - نابالغ بیٹون کا موروثی جائداد پر تا وقتیکہ وے بالغ ہون کچھ اختیار نہین پہونچتا ہے لیکن بالغ ہونے کے بعد اُنپر ادا کرنا باپ کے قرضہ کا واجب ہے اگر زوجہ وارث ہو تو اُسکو قرضہ ادا کرنا چاہیے لیکن اگر زر قرضہ جائداد سے زیادہ ہو تو کُل جائداد قرضدارون کے حوالہ کر دینی چاہیے بعد ازان وارثون پر کچھ دعویٰ باقی نہین رہتا ہے -

وارث جو جائداد پاتے اُنپر متوفی کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے -

رام رتن داس بنام راجو وغیرہ -

مقدمہ ۲ - س - ایک عورت نے جسکا شوہر زندہ ہے ایک تمسک یا اور اسی طرح کی دستاویز تحریر کی اس صورت مین ایسی دستاویز جائز اور شوہر کی نسبت واجب التعمیل ہے یا نہین -

ج - عام قاعدہ شاستر کا یہ ہے کہ زوجہ قرض لینے یا کسی معاہدہ کے کرنے کی مجاز نہین ہے لیکن منجملہ اعلیٰ اقوام کے کسی قوم کی عورت مثلاً برہمنی یا کھترانی اگر اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو ادا کرنا قرضہ مذکور کا اُس کے شوہر پر واجب ہے اور ہر طرح کا قرضہ اگر نیچ قوم کی عورات مین سے کوئی عورت مثلاً گھوسن وغیرہ لے تو اُسکے شوہر پر اُسکا ادا کرنا بہرصورت واجب ہے خواہ وہ کسی امر کے واسطے لیا گیا ہو کیونکہ ایسے شخصون کا کل کام اُنکی ازواج کے اہتمام مین ہوتا ہے -

خاص عورت معاہدہ کرنے کی مجاز ہین اور اُس معاہدہ کی جوابدہی اُنکے شوہرون کے ذمہ ہے -

ماخذ - جاگیلک کا قول متاچھرا مین منقول ہے وہ عموماً یہ امر ہے کہ زوجہ پر اپنے شوہر کا اور مان پر اپنے بیٹے کا قرضہ ادا کرنا ضرور نہین ہے نہ باپ پر بیٹے کا

قرضہ ادا کرنا لازم ہے نہ شوہر کو اپنی زوجہ کا بشرطیکہ قرضہ مذکور کنبہ کی منفعت کے لیے نہ لیا گیا ہو''۔

بیر متر اودا سے مین یہ فقرہ بشن کا منقول ہے ''عموماً زوجہ پر شوہر کا اور ماں پر بیٹے کا قرضہ ادا کرنا لازم نہین ہے نہ شوہر پر زوجہ کا اور نہ بیٹے پر ماں کا''۔

قول برہسپتی ''اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا توابع کی غیر حاضری مین کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے''۔

قول نارد ''اگر قرضہ کنبہ کی پرورش کے لیے شاگرد یا شاگرد حرفہ یا غلام یا زوجہ یا مختار لے تو اُسکا ادا کرنا کنبے کے سرغنہ پر واجب ہے''۔

قول منو ''اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کنبہ کی منفعت کے لیے معاملہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک مین ہو یا باہر اُس قرضہ کو مسترد نہین کر سکتا''۔

قول جاگبلک ''اگر چرواہے یا کلال یا رقاص یا دھوبی یا شکاری کی زوجہ قرض لے تو شوہر اُسکو ادا کرے گا کیونکہ اُس شخص کا اذوقہ اکثر اُسکی زوجہ کی محنت پر منحصر ہوتا ہے''۔

قول کاتیائن ''اگر شوہر کلال یا شکاری یا چڑیمار یا دھوبی یا چروایا یا گڈریا یا کوئی اور اسی قسم کا آدمی ہو تو وہ اپنی زوجہ کا قرضہ ادا کرے گا کیونکہ وہ شوہر کے کام کے لیے لیا گیا''۔[1]

ضلع غازیپور۔

[1] اس باب مین دھرم شاستر کا مسئلہ آئین انگلشیہ کے مطابق ہے رسالہ کوبرک صاحب کے حصہ اول صفحہ ۲۳۲ مین لکھا ہے کہ ''اگر منکوحہ عورت منتظم امور خانہ داری ہو یا شوہر کی کاروبار یا تجارت یا اُسکا ایک جزو اُسکی ذات سے متعلق ہو اور وہ بلحاظ امور متعلقہ اپنے کے کوئی معاہدہ کرے تو تعمیل اُسکی اُسکے شوہر پر واجب ہو گی کیونکہ زوجہ کی وساطت سے شوہر کا معاہدہ

مقدمہ ۲-س- ایک شخص اپنے پانچ بیٹون کے ساتھ بلحاظ طعام اور کار تجارت شریک تھا منجملہ بیٹون کے ایک بیٹے نے خاص اپنے صرف کے لیے قرض لیا نہ معاملہ مشترکہ کے واسطے- بعد گذر جانے میعاد ادا ے زر قرضہ کے دائن نے مدیون پر نالش کی مگر اس اثنا مین مدیون نے اپنے باپ اور چار بھائیون کے سامنے وفات پائی اور ایک زوجہ چھوڑ مرا- باپ اور باقی سب بھائی جائداد مشترکہ پر متصرف ہین اس صورت مین قرضہ سرمایہ مشترکہ سے ادا کیا جا سکتا ہے یا نہین-

ج- اگر مدیون اپنے باپ اور بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا اور بالاتفاق کاروبار کرتا تھا اور اُسنے اپنے صرف خاص کے لیے قرض لیا اور اُس اراضی یا جائداد کا محاصل جو زر قرضہ مذکور کے ذریعہ سے خرید ی گئی تھی کنبہ مشترکہ کے کام یا تجارت مشترکہ مین صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین باپ اور بھائی جو موروثی اور مکسوبہ جائداد پر بالاشتراک قابض ہین قرضہ مذکور ادا کرینگے- لیکن قول منو اور متاچھرا اور بیاد چنتا منی اور بیادار نوستو اور اور کتب شاستر کے بموجب اگر قرضہ امور مفصلہ ذیل کے لیے لیا گیا ہو تو اشخاص مذکورہ بالا پر کچھ دعوٰی نہین پہونچتا ہے- قول برہسپتی "اگر باپ کو بابت شراب یا نقصانات کھیل کے یا بابت ایسے اقرارات کے جو بلا معاوضہ یا بحالت غلبۂ حظ نفس یا غیظ کے عمل مین آئے ہون کچھ دینا ہو یا باستثناء اُن صورتون کے جنکا ذکر اس بیان کے قبل ہوا ہے اُسے بابت ضمانت یا جرمانہ یا محصول

اشخاص متذکرۂ صدر اُس قرضہ کی جو شریک متوفی نے لیا ہو جوابدہ نہیں بشرطیکہ زر قرضہ اُنکے کام مین آیا ہو-

---

ص کرنا تصور کیا جاتا ہے "- اس صورت مین اور نیز جب کہ اشیاے ضروری کا سرانجام زوجہ کی جانب سے ہوا ہو زوجہ کے معاہدہ کی تنسیخ اس وجہ سے کہ اُسکی نسبت شوہر کی اجازت خاص و صریح نہین لی گئی تھی نہین ہو سکتی-

لے سوال کا یہ صرف نصف جواب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ امر تحقیق ہے کہ بھائی جو جائداد لین وے جائداد مذکور کے مطابق ذمہ دار قرضہ کے ہین گو وہ روپیہ متوفی بھائی نے اپنی ذات خاص کے لیے قرض لیا ہو یا کہ وہ کنبہ کی منفعت کے لیے صرف ہوا ہو-

یا زر باقی اُسکے روپیہ دینا ہو تو بیٹون پر ادا کرنا ایسے روپیہ کا واجب نہین ہے "
ضلع جنگل محال - ۷ - مئی ۲۲ء -

مقدمہ ۴ - س - ایک عورت منکوحہ نے ایک شخص اجنب سے کچھ روپیہ قرض لیا اور اُس روپیہ کو اخراجات مقدمہ مین جو اُسنے شوہر کی جائداد حاصل کرنے کے لیے دائر کیا تھا صرف کیا اور عدالت سے ڈگری حاصل کی اور دائن کو ایک تمسک اس مضمون کا لکھدیا کہ بحالت نہ ادا کیے جانے زر قرضہ کے جسکے ذریعہ سے اُسنے جائداد شوہری حاصل کی ہے اُسکا شوہر جائداد مذکور پر جسکی نسبت عدالت سے مدیونہ کے نام ڈگری حاصل ہوئی ہے دائن کو قابض کرا دے بروقت تحریر ہونے اس تمسک کے شوہر غیر حاضر تھا بعد ازان دائن نے تمسک کے ذریعہ سے مدیونہ اور اُسکے شوہر پر جو مالک جائداد مصرحہ تمسک کا تھا نالش کی عورت نے اپنے جواب مین تمسک کے لکھنے اور روپیہ پانے سے اقرار کیا لیکن عذر یہ کیا کہ جائداد مذکور اُسکے شوہر کے قبضہ مین ہے - مدعا علیہ ثانی یعنی عورت کے شوہر نے دعوے کی نسبت انکار محض کیا اور بیان کیا کہ میری زوجہ نے مدعی کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے چنانچہ مین نے قبل دائر ہونے اس مقدمہ کے عدالت فوجداری مین اس امر کی نالش کی چنانچہ صاحب مجسٹریٹ نے بحق میرے فیصلہ کر کے حکم دلائے جانے میری زوجہ کا دیا ہے اور اب زوجہ مذکور مدعی کے ساتھ سازش کر کے مجھکو میری حقیت سے محروم کیا چاہتی ہے - اس صورت مین شاستر کے بموجب ادا کرنا زر قرضہ کا مدیونہ اور اُسکے شوہر پر واجب ہے یا صرف مدیونہ پر -

ج - متاچھرا اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے کہ اگر زوجہ باجازت شوہر کے کاروبار خانگی کا اہتمام کرے اور روپیہ قرض لے تو ادا کرنا ایسے زر قرضہ کا شوہر پر واجب ہے - ورنہ وہ ذمہ دار نہین ہے -
ضلع مراد آباد - ۲۴ - اگست ۱۸۵۲ء -

اگر شوہر کے کاروبار کا اہتمام زوجہ کرتی ہو تو اُس صورت مین شوہر ذمہ دار ادائے قرضہ کا ہے جو زوجہ نے لیا ہے

بخششی رام بنام مسماۃ دربو وغیرہ۔

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے جو اپنے بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا کچھ روپیہ قرض لیا اور تمسک اس اقرار سے لکھدیا کہ زر قرضہ بذریعہ اقساط کے ادا کیا جاے گا مدیون بلا ادا ے زر قرضہ کسی مقام بعید کو چلا گیا اور عرصہ نو برس سے اُسکی کچھ خبر نہین ملی ہے کنبہ اُسکا بدستور شامل ہے اور مدیون کے بھائی اور اُسکی زوجہ کنبہ کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بالاتفاق متصرف ہین اس صورت مین دائن قرضہ کا دعویٰ اُن شخصون پر جو مدیون کی جائداد پر قابض ہین کر سکتا ہے یا کہ اُسکو اپنا دعویٰ تاریخ روانگی مدیون سے بارہ برس گذر جانے تک ملتوی رکھنا چاہیے۔

ج - اگر کوئی شخص اُس حالت مین جبکہ وہ بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا ہو قرض لے اور بعد ازان وہ مفقود الخبر ہو جاے تو مدیون کے بھائیون اور زوجہ پر جو اُسکی جائداد پر قابض ہون ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے اور اُنکو بارہ برس گذر جانے کا انتظار نچاہیے۔

مفقود الخبر شخص کا قرضہ اُن لوگون کو ادا کرنا چاہیے جو اُسکی جائداد پر قابض ہون اور بارہ برس تک انتظار کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

ماخذ - قول جاگیلک ۶۶ اگر منجملہ دو یا زیادہ شرکا یا واسطہ دارون مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مرجاے یا کہین فاصلہ دور و دراز پر مدت سے چلا جاے تو اُسکے شریکون کو ادا کرنا قرضہ مذکور کا لازم ہوگا اگر قبل تقسیم جائداد کے ایک چچا یا ایک بھائی یا مان کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا ادا کرنا سب شریکون پر واجب ہوگا۔

قول نارد ۶۶ دائن کو کسی خاص مدت تک انتظار کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس امر کا کہین حکم نہین ہے"۔

ضلع میرٹھ - ۱۶ - جولائی ۱۸۶۲ع۔

مقدمہ ۶ - س - مدیون کی وفات کے بعد دائن اُسکے وارثون یعنی اُسکی زوجہ اور بھائیون پر نالش کرتا ہے مگر تمسک مین یہ شرط مندرج نہین ہے کہ دائن

کے وارثون اور قائم مقامون پر ادا کرنا قرضہ کا واجب ہوگا اس صورت مین بیوہ کے وارثون پر ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے یا نہین۔

ج ف - اگر مدیون متوفی نے درحقیقت روپیہ متذکرہ تمسک قرض لیا ہو تو اسکی بیوہ کو باوصفیکہ ورثا دستاویز مین ذمہ دار ادائے زر قرضہ قرار نہین دیے گئے ہون ایفاء شرائط تمسک مذکور لازم ہے بشرطیکہ وہ بھی شریک معاملہ ہو یا اُسنے قرض ادا کرنے کا اقرار کیا یا شوہر کی جائداد پائی ہو اگر منجملہ متفق بھائیون کے ایک بھائی خاندان مشترکہ کی پرورش کیلیے روپیہ قرض لے تو بقیہ شرکا پر ادا کرنا اسکا واجب ہے۔ یہ رائے دھرم شاستر کے مطابق ہے [1]

ف وارث جو متوفی ہر دو کی جائداد پاوے اُسکو بقدر جائداد مذکور کے قرضخواہون کا فیصلہ کرنا ضرور ہے۔

ضلع جسور۔

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گیا اور زوجہ مذکور اسکی جائداد کی وارث ہوئی اور شاستر کے بموجب جائداد سے اُسکو صرف مین حیات اعتدال کے ساتھ متمتع ہونے کی اجازت ہے نہ اُسکے ہبہ یا بیع کرنے کی اُسنے بغرض حفظ شوہر کی جائداد کے یا کسی ور امر کے واسطے قرض لیا اور وہ بلا ادا کرنے قرض مذکور کے فوت ہوئی اور شوہر کا بھائی اور بھتیجا جو دعویدار وراثت تھے چھوڑ مری اُسکے شوہر کا بھائی جائداد پر قابض ہوا اور دوسرے بھائی کے بیٹے نے نالش کر کے جائداد مذکور سے نصف حاصل کی اس صورت مین بھائی اور بھائی کے بیٹے پر قرضہ مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہین۔

ج ف - اگر بیوہ نے جسکو جائداد شوہری وراثتاً ملی ہو مالگزاری سرکار ادا کرنے یا اور اخراجات ضروریہ کے واسطے جو حفظ جائداد کے لیے مناسب تھے یا اپنے شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی یا کنبے کی پرورش یا ایفاء عہود شوہر کے لیے قرض لیا ہو اور بیشتر ادا کرنے قرضہ کے مر گئی ہو تو اس صورت مین مالک کے وارثون یعنی اُسکے بھائی

ف ذکر اُن صورتون کا جنمین وارثان شوہری واسطے ادائے قرضہ بیوہ کے ذمہ دار ہین

[1] دھرم شاستر مین کنبہ کے شامل ہونے وغیرہ کے باعث سے سب پر معاہدہ کا ایفا منفرداً واجمالاً لازم آتا ہے۔

اور بھائی کے بیٹے پر ادا کرنا قرضہ مذکور کا واجب ہے اور اگر زر قرضہ باستثناد امور معرضہ بالا کے کسی اور غرض سے اُسنے لیا ہو تو ایسا قرضہ اُس شخص پر ادا کرنا لازم ہے جو اُسکے جواہرات اور اور مال منقولہ کا مالک ہو۔ یہ راے داے بھاگ ورمتاچھرا اور بیاد چنتامنی اور دیپک لیکھا اور اور کتب شاستر کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ قول نارد منقولہ داے بھاگ ''ورثہ پدری سے جو کچھ کہ باپ کے عہود کے ایفا کرنے اور اُسکے قرضہ کے ادا کے بعد بچے اُسے بھائی آپس مین تقسیم کر لین تا کہ باپ قرضدار نہ رہے''۔

قول گوتم جو متاچھرا مین منقول ہے اُس سے لازم آنا اداے زر قرضہ کا معلوم ہوتا ہے ''جو شخص ایسے آدمی کی جسکے اولاد ذکور نہو جائداد پائے اُسکو ادا کرنا اُسکے زر قرضہ کا واجب ہے''۔ بیاد چنتامنی مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ ''اگر باپ مرجاے تو اُسکے بیٹون کو چاہیئے کہ بعد یا قبل تقسیم جائداد کے اپنے حصون کے بموجب اُسکا قرضہ ادا کرین یا صرف وہ بیٹا ادا کرے جس نے کل بار اپنے اوپر لیا ہو''۔[1]

دیپک لیکھا مین منو کا یہ قول منقول ہے کہ ''اگر مدیون مرجاے اور اُس نے زر قرضہ اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے لیا ہو تو قرضہ مذکور کنبہ کو جو مشترکہ ہو یا غیر مشترکہ اپنی جائداد سے ادا کرنا چاہیئے۔ جملہ اقوال مین جو لفظ باپ کا آیا ہے اُس سے باپ اور اور شخص تصور کیے جائین۔

بیاد چنتامنی مین اُس قرضہ کا جسکا ادا کرنا وارثون پر لازم نہین ہے اس طور پر ذکر ہوا ہے کہ ''اگر باپ کو شراب یا نفسانی یا نقصانات کھیل کی بابت یا جرمانہ یا محصول کی بابت دینا ہو یا اُسنے کسی شے کے دینے کا بلا استعاضہ اقرار کیا ہو تو بیٹے پر باپ کا ایسا قرضہ اس دنیا مین دینا واجب نہین ہے۔

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۹ مئی سنہ ۱۸۰۲ع

[1] یہ قول برہسپتی کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے۔ خلاصہ کی جلد ا صفحہ ۲۷۵ ملاحظہ کرو۔

مقدمہ ۸ - س - ایک شودر اپنی قوم کے ایک شخص کا جسکو کسی نے روپیہ قرض دیا تھا ضامن ہوا اور قبل ادا ہو جانے روپیہ کے مرگیا اس صورت مین دائن ضامن متوفی کی جائداد سے زر قرضہ وصول کرنے کا مستحق ہے یا نہین -

ج - دائن اپنا روپیہ ضامن متوفی کی جائداد سے وصول نہین کر سکتا گو مدیون نے زر قرضہ ادا نہ کیا ہو یہی راے مسلمہ ہے ؎۱

ضلع چیٹ گانون - ۲۵ - ستمبر ۱۸۲۶ء -

ضامن متوفی کی جائداد سے اصل مدیون کا قرضہ نہین دلایا جاسکتا -

مقدمہ ۹ - س - بیٹا جو بالاتفاق اپنے باپ کے بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا مرگیا اور بیٹے کا کوئی مال باپ کے ہاتھ نہین آیا اس صورت مین بیٹے کا قرضہ باپ پر ادا کرنا واجب ہے یا نہین -

ج - اگر بیٹا لاولد مرجاے اور بحالت مشترک ہونے کنبہ کے اُس نے روپیہ

اس صورت مین باپ کو بیٹے کا قرضہ ادا کرنا چاہیے -

؎۱ یہ بالتصریح بیان نہین ہوا ہے کہ اس جگہہ کس قسم کی ضمانت مراد ہے لیکن سوال کے مضمون سے ضمانت قرضہ مفہوم ہوتی ہے اور اگر یہ مفہوم درست ہو تو ایسی صورت مین متوفی کے وارثون پر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے اور سوال کا جواب جو اوپر تحریر ہوا ہے غلط قرار پاتا ہے دھرم شاستر کے بموجب تین قسم کے معاہدے واجب التعمیل ہین یعنی پرتیا پرت بھو اور دران پرت بھو اور درشن پرت بھو اصطلاح اول سے ضمانت بالاعتبار مراد ہے اور کولبروک صاحب نے مقصود اُسکا یہ بیان کیا ہے کہ ضامن ایسی ضمانت کے ذریعہ سے دوسرے شخص کے مفاد کا کفیل ہوتا ہے مثلاً ضامن یہ لکھدے کہ تم فلان شخص کا اعتبار کرو یا اُسے روپیہ قرض دو یا اُسے معتبر سمجھکر روپیہ دو یا اُسکی جانب سے کاربرداز ہو یا اُسکی طرف سے ذمہ دار ہو - دوسری اصطلاح سے یہ مراد ہے کہ ضامن کسی زمانہ مابعد مین قرضہ ذمگی شخص ثالث کے ادا کرنے یا ایفاے معاہدہ کا اقرار کرے یعنی اس ضمانت سے مالضامنی مراد ہے اور تیسری اصطلاح سے حاضر ضامنی عبارت ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ضامن یہ اقرار کرے کہ اگر فلان شخص حاضر نہو گا تو مین حاضر کرونگا - پہلی اور پچھلی صورتون مین بعد وفات ضامن کے معاہدہ باطل ہو جاتا ہے لیکن دوسری صورت مین معاہدہ کی تعمیل ضامن متوفی کے وارثون پر لازم آتی ہے -

قرض لیا ہو اور باپ نے بیٹے کا کچھ مال نہین پایا ہے تو اس صورت مین ادا کرنا قرضہ کا باپ پر واجب نہین ہے لیکن اگر بیٹے نے قرضہ مذکور کنبہ کی پرورش یا رسوم دینی کے انجام کے لیے جنکا ادا کرنا کنبہ پر ضرور تھا لیا ہو یا باپ نے بیٹے کا قرضہ ادا کرنے کا اقرار کیا ہو تو ان صورتون مین باپ کو قرضہ مذکور ادا کرنا لازم ہے۔

ضلع علی گڈھ - ۱۵ - اپریل ۱۸۶۸ع -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لے کر ایک دوکان کھولی اور بعد ازان مر گیا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائیون اور باپ نے تمام اسباب پر جو دوکان مین تھا قبضہ کر لیا اس صورت مین ادا کرنا متوفی کے قرضہ کا اُسکے بھائیون اور باپ پر واجب ہے یا نہین اور اگر مدیون کی بیوہ موجود ہو اور اُسے اپنے شوہر کی دُکان سے کچھ اسباب نہ ملا ہو تو بھی وہ ذمہ دار قرضۂ شوہری کی ہے یا نہین -

ج - صورت مذکورۂ بالا مین مدیون کے باپ اور بھائیون پر قرضہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اُسکی بیوہ سے کچھ مواخذہ اس امر مین نہین ہو سکتا -

ف جو شخص متوفی کی جائداد پائین اُنپر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے -

ماخذ - جاگیولک کا قول متاچھرا اور اور کتب دھرم شاستر مین منقول ہے اور وہ یہ ہے "اگر منجملہ دو یا زیادہ شریکان یا واسطہ دارون مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مر گیا ہو یا کہین فاصلہ دور و دراز پر مدت سے چلا گیا ہو تو اُسکے شریکون کو ادا کرنا قرضۂ مذکور کا لازم ہوگا"۔

مقدمہ ۱۱ - س - ایک شخص مقروض دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مر گیا بڑا بیٹا صرف تیرہ برس کا ہے اور کوئی شخص بالغ وارث متوفی کا نہین ہے اگر کوئی شخص نابالغون کے نام پر نالش کرے تو بموجب اُن رعایتون کے جو سرکاری آئین کی رو سے نابالغون کی نسبت مرعی ہین اور ملک کے دستور مسلمہ کے مطابق نالش مذکور قابل سماعت نہین ہے - اور یہ بھی حکم ہے کہ نابالغی اٹھارھوین سال کے انجام تک رہتی ہے بعد ازان بلوغ شروع ہوتا ہے - اس صورت مین اگر مقدمہ مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر دائر کیا گیا ہو تو وہ دھرم شاستر

کے بموجب قابل سماعت ہے یا نہین اور اُسپر باپ کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے یا نہین۔

ج۔ شاستر کے بموجب قرضہ کی نالش جو مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر جو صرف تیرہ برس کا ہے دائر کی گئی ہے جائز نہین ہے جب بیٹا سن بلوغ کو پہونچے تو اُسوقت اُسکو باپ کا قرضہ ادا کرنا چاہیے نہ اس سے پیشتر۔ ~~ا~~

نابالغ کی جائداد اور ذات مورثون کے قرضہ کی ذمہ دار نہین ہے۔

ضلع میدنی پور۔

مقدمہ ۱۲۔ س۔ ایک شخص نے کچھ قرض لیا اور بعد ازان تارک الدنیا ہو گیا یعنے بیراگیون کے فرقہ مین داخل ہوا اور اُسکی موروثی جائداد اُسکے بھائی کے وارثون کے ہاتھ آئی اس صورت مین دائن اپنا روپیہ جائداد مذکور سے وصول کر سکتا ہے یا نہین۔

ج۔ اگر شخص مذکور نے کچھ روپیہ قرض لیا اور بعد ازان تارک الدنیا ہو گیا اور اُسکی جائداد غیر منقولہ اُس کے واسطہ دارون کو پہونچی ہو تو اس صورت مین جو رشتہ دار کہ اُسکی جائداد پر متصرف ہون وے مستوجب ادا کرنے زر قرضہ کے ہین اور اگر وے ادا نہ کرین تو دائن مجاز ہے کہ مدیون کی جائداد سے اپنا روپیہ حاصل کرے چنانچہ اس باب مین جاگیلاک نے یہ لکھا ہے کہ وہ شخص جسکو ایسے مالک کی جائداد حاصل ہوئی ہو جو کوئی بیٹا لائق کاروبار نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکو چاہیے کہ جو قرضہ جائداد مذکور پر واجب ہو ادا کرے یا اگر ایسا بیٹا نہو تو وہ

جس شخص کو بیراگی کی جائداد پہونچے گی وہ اُسکے قرضہ کا ذمہ دار ہے۔

ا بعض مقننان ہنود کے بموجب پندرھوین سال کے انجام تک نابالغی رہتی ہے اور بعض کے نزدیک سولھوین سال تک۔ متوفی شخص کے بیٹے اور پوتے پر بعد ایام نابالغی کے مورث کے عہود کا ایفا ضرور ہے اور وارثون پر بھی ایسا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اُنکو متوفی کی جائداد ورثتاً ملے لیکن کسی صورت مین ایسے معاہدہ کے لیے نابالغ قابل مواخذہ نہین اور تا مرور ایام نابالغی متوفی کی جائداد اُسکے قرضہ کے ادا کے لیے بیع نہین کیجا سکتی۔ اس امر کی بحث جلد اول باب نابالغی مین بتفصیل کی گئی ہے۔

شخص جو متوفی کی زوجہ کو لے ذمہ دار قرضہ مذکور کا ہوگا لیکن ایسے بیٹے پر جسکے باپ کی جائداد دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو ادا کرنا قرضہ کا فرض نہین ہے۔

متاچھرا اور اور کتب شاستر کے اُس باب مین جسمین اداے قرضہ کا ذکر ہے اس امر کی نسبت بہت مفصل قاعدہ مندرج ہے۔

شہر چلیسرا ۔ ۱۲ ۔ جون ۱۸۵۱ء ۔

مقدمہ ۱۳ ۔ س ۔ ایک بیوہ نے اپنے نابالغ بیٹے کے مصارف ضروری کے لیے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنے بیٹے کے نام سے ایک تمسک اپنا دستخطی دائن کو لکھدیا اس صورت مین تمسک مذکور جائز اور بیٹے پر واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ج ۔ اگر مان اپنے نابالغ بیٹے کی پرورش کے لیے قرض لے اور دائن کو تمسک بیٹے مذکور کے نام سے لکھدے تو برہسپتی اور اور عالمون کے قول منقولہ بیادرتناکر اور بیادخیتامنی اور داے تتو وغیرہ کے بموجب تمسک مذکور جائز اور واجب التعمیل ہے۔

قرضہ ضروری جو طفل کے واسطے لیا جاوے اسکی تعمیل اُسپر واجب ہوتی ہے۔

ماخذ ۔ "اگر قبل تقسیم جائداد کے چچا یا بھائی یا مان کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا ادا کرنا سب شریکون پر واجب ہوگا" "وہ اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا توابع کی غیر حاضری مین کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے"۔

ضلع بردوان ۔ ۴ ۔ دسمبر ۱۸۱۸ء ۔

باب گیارھوان

بیع کے بیان مین

مقدمہ ۱ ۔ س ۔ منجملہ تین بھائیون کے جنکی جائداد موروثی غیر منقولہ مشترکہ اور غیر منقسمہ تھی دو بھائیون نے جائداد مذکور کے ایک جز وخاص کو جو اُنکے حصہ

سے متعلق تھا بلا اجازت اپنے تیسرے شریک بھائی کے بیع کیا اور بھائی مذکور نے اُسوقت جبکہ مشتری نے بیعنامہ پر رجسٹری کرائی اور صاحب کلکٹر کے دفتر مین اپنا نام داخل کرایا کچھ اعتراض پیش نہین کیا اس صورت مین یہ بیع جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔

ف
شاستر بنگالہ کے بموجب شرکا جو بلا اتفاق دیگر اپنے موروثی حصون کو بیع کر سکتے ہین۔

ج۔ اگر دو بھائیون نے جائداد غیر منقسمہ و مشترکہ سے اپنے حصون کا ایک جزو بیع کیا ہو اور انتقال جائداد کے وقت بھائی نے اس معاملہ کی نسبت کچھ اعتراض پیش نہین کیا تو اس سے اُسکی رضامندی مستنبط ہوتی ہے مگر اُسکی بلا اجازت بھی وے اپنے حصون کے بیع کرنے کے مجاز ہین کیونکہ اپنی جائداد کے وے آپ مالک ہین وائے بھاگ اور دائے تتو اور اور کتب متشیۂ بنگالہ کے بموجب ایسا بیع درست اور جائز ہے۔

ماخذ۔ دائے بھاگ مین یہ قول نارد کا منقول ہے کہ "اگر بہت سے شخص ایک آدمی کی اولاد مین ہون اور خدمات اور معاملات مختلفہ سے تعلق رکھتے ہون اور اُنکے کاروبار مختلف ہون اور شامل نہون تو اس صورت مین اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین" [1]

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۲۔ فروری ۱۸۲۶ء۔

سد انند سرما بنام رامچندر دت۔

[1] جو حوالہ کہ اُس مقدمہ مین منقول ہے اُسکو اس مسئلہ سے جسکی تائید مین وہ لکھا گیا ہے کچھ تعلق معلوم نہین ہوتا گو قول مذکور کے جو معنی مرقومۂ ذیل کہ مسٹر کولبروک صاحب نے دائے بھاگ کے ترجمہ مین لکھے ہین وے فی الواقع مسئلہ مذکور کے مؤید متصور ہین۔

"قول نارد جو اس جگہ منقول ہے اُسکے معنی مختلف مؤلفون نے اور طور پر لکھے ہین اور عموماً اس سے وہ استحقاق جداگانہ مفہوم ہوتا ہے جو شرکا کو بعد تقسیم جائداد حاصل ہوتا ہے یہ معنے اس کے سمرتی چندریکا اور رتناکر اور چنتامنی اور بیر متر اودائے وغیرہ مین لکھے ہین مگر اس جگہ اسکی نقل

مقدمہ ۲ - س - ایک زمیندار زوجہ اور نابالغ بیٹا اور پوتا چھوڑ کر مر گیا بعد اُسکی وفات کے اُسکی زوجہ نے اپنے نابالغ بیٹے اور پوتے کی پرورش اور ادا

ے کرنے سے ظاہرا یہ تصور کیا گیا ہے کہ دونوں حصص منقسمہ اور غیر منقسمہ سے بدرجۂ مساوی متعلق ہے "۔

بیرمترا ودا ے کا مصنف جس نے اس مسئلہ کا مختصر بیان لکھا ہے کہتا ہے کہ جمتوا ہن بعد نقل کرنے دو مقولون بیاس کے دا ے بھاگ کی دفعہ ۲۷ - کو صفحہ ۳۱ - مین دیکھو تسلیم کرتے ہین کہ مقولون مذکور کا منشا یہ نہین ہے کہ شریک اپنے حصہ کو بیع یا ہبہ کرنے کا مجاز نہین ہے کیونکہ وہ اپنی جائداد کا مالک ہے اور اُسکو اپنی خوشی کے مطابق جائداد غیر منقولہ کے منتقل کرنے کا اُسی طور پر اختیار حاصل ہے جیسا کہ اور قسم کے مال کی صورت مین - اور علاوہ ازین دونون قول مذکور کی رو سے ہبہ جو فی الواقع کر دیا جاے یعنی جائداد سے اپنا قبضہ اُٹھا لیا جاے منسوخ نہین ہے کس واسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جا سکتا - لیکن بد اعمال شخصون کے لیے ممانعت ہے اور اُنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اگر وے اپنا حصہ منتقل کرینگے تو گنہگار متصور ہونگے کیونکہ اگر منتقل کرنے کے لیے کوئی سبب کافی مثلاً کنبہ کا حالت افلاس مین ہونا وغیرہ نہو تو ایسا امر کنبہ کے لیے باعث مضرت ہے - اسی طور پر اُن اقوال کے معنی بھی جو غیر منقسم شرکا سے متعلق ہین سمجھنے چاہیین دا ے بھاگ کی دفعہ ۲۹ - کو صفحہ ۳۲ - مین معائنہ کرو - اسی بموجب نارد نے بھی بیع یا کسی اور طرح کے انتقال کی نسبت علی العموم اجازت دی ہے اور قول نارد مین جو یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ "وے اپنی جائداد کے مالک ہین " - اس سے بیان جائداد غیر منقولہ مراد ہے کیونکہ اگر یہ مراد نہوتی تو قول بے معنی ہوتا -

دا ے بھاگ مصنفہ جمتوا ہن پر جو سری کرشن اور اشوما نے اور دا ے تتو مصنفہ رگھونندن پر جو کاشی رام نے شرح لکھی ہین اُنمین قول نارد کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ قول جو ہبہ یا بیع کی نسبت ہے وہ نیک آدمیون سے متعلق ہے مگر بد آدمیون کے لیے ممانعت ہے سو وجہ سے اسمین کوئی امر متناقض نہین ہے - اس جگہ بالتصریح یہ لکھا ہے کہ ہبہ یا کسی اور طور

بقایاے مالگزاری کے لیے شوہر کی جائداد غیر منقولہ بیع کر ڈالی اس صورت مین ایسا بیع جائز ہے یا نہین -

ج ف - اگر عورت اپنے شوہر کے مرجانے کے بعد اُسکی جائداد اپنے بیٹے اور پوتے کی پرورش اور بقایاے مالگزاری سرکار کے ادا کرنے کے واسطے بیع کرے تو ایسے بیع کو درست اور جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ نابالغون کے لیے خورو پوش کا سرانجام اور اداے مالگزاری سرکار ضرور ہے پر اے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

اگر بیوہ نے واسطے پرورش کنبہ کے جائداد بیع کی ہو تو ایسا بیع جائز ہے -

ضلع ۲۴ - پرگنہ -

مقدمہ ۳ - س - اگر جائداد جسپر بہت سے شخص بالاشتراک قابض ہون اور منجملہ مالکون کے ایک مالک کے نام ٹپہ ڈگری جاری ہو تو انتقال اُسکا بغرض ایفاے ڈگری مذکور کے ہوسکتا ہے یا نہین -

ج ف - جو کچھ کہ حصہ جائز مدیون ڈگری کا ہے وہی صرف بیع کیا جا سکتا ہے اور صرف اُسی قدر حصہ کا بیع کرنا جائز ہے +

جائداد مشترکہ سے ڈگری کے لیے صرف اُسی قدر قابل ہوا فذہ ہے جو مدیون کا حصہ ہو -

مقدمہ ۴ - س - کچھ جائداد اراضی بہت سے اشخاص کی ملکیت مین بالاشتراک تھی اور ایک یا دو شریکون نے شامل ہوکر جائداد مذکور کو بیع کیا اور بیعنامہ پر ایک نابالغ شریک کے دستخط کر دیے اس صورت مین بیع کرنا جائداد کا باستثناد اُس حصہ

دوم پر منتقل کرنا بلا اجازت اور وارثون کے جائز نہے لہذا اگل جائداد کو بیع یا ہبہ کرنے کا امتناع باستثناد حالت افلاس کے اُس جائداد کی نسبت ہے جو غیر منقولہ یعنی اراضی وغیرہ ہو نہ کہ منقولہ یعنی جواہرات و موتی و مونگہ وغیرہ لیکن اگر اس سے مراد جائداد مکسوبہ ہو تو قول سابق جو داے بھاگ کی دفعہ ۲۲ صفحہ ۲۹ مین مندرج ہے بے معنی ہو گا کیونکہ ہر شخص کو اپنے مال مکسوبہ پر بلا شک اختیار حاصل ہے "

اس سوال کے جواب سے البتہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قرضہ جسکی نسبت فیصلہ صادر ہوا اُسکو مدیون نے خاص اپنی ذات کی منفعت کے لیے لیا تھا نہ کنبہ کے لیے -

کے جو نابالغ کا ہے درست اور جائز ہے یا کہ کل بیع باطل اور ناجائز متصور ہوگا اگر جائداد کے انتقال مین جو اور شریکون کی جانب سے وقوع مین آیا شریک نابالغ کی مان نے اجازت دے دی ہو تو اس صورت مین نابالغ کے حصہ کا بیع کالعدم اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین۔

ج۔ اگر شریکون مین سے ایک یا دو نے جائداد مشترکہ کو بیع کیا ہو اور بیعنامہ پر اپنے اور شریک نابالغ کے دستخط کر دیے ہون تو اس صورت مین بیع کل جائداد کا جائز اور واجب التعمیل نہین ہے کیونکہ تمام شرکا کا اُسپر استحقاق ہے اور ایک شخص کے منتقل کر دینے سے اُنکا حق زائل نہین ہو سکتا لیکن بیع اسقدر حصہ کا جو شرکا کی ملکیت سے ہے جائز و درست ہے کیونکہ وے اپنے حصون سے مالک ہین اور منجملہ جائداد مبیعہ کے مالک ایک جزو کے ہین۔ نابالغ کے حصہ کا بیع باطل اور ناجائز ہے گو اُسکی مان نے منتقل کرنے کے لیے اجازت دے دی ہو کیونکہ طفل کی جائداد کو جب تک وہ بالغ ہو محفوظ رکھنا چاہیے۔
یہ راے داے بھاگ اور دواستتو اور بیاد چنتامنی اور بیاد بھنگارنو اور دو ابیت نرنے اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

ماخذ۔ قول نارد (۱) قاعدہ مسلمہ یہ ہے کہ ہبہ یا بیع جو باستثناء مالک حقیقی کے کسی اور سے وقوع مین آئے اُسکو عدالت کی کارروائی مین عمل ناکردہ کے تصور کرنا چاہیے"۔

قول کاتیائن (۲) اگر بغیر ملکیت کے بیع عمل مین آئے اور ہبہ یا رہن ایسے مالک کی جانب سے جسکو اس امر کا منصب ہو وقوع مین آئے تو حاکم کو چاہیے کہ اُسکو ناجائز قرار دے"۔

مقدمہ ۵ س۔ ایک شخص کے چھ بیٹے تھے وہ اپنی مکسوبہ غیر منقولہ جائداد چھوڑ کر مر گیا۔ بندوبست زمینداری بڑے بیٹے کے نام عمل مین آیا باپ کی وفات کے بعد سب بیٹے بالاشتراک اور محاصل جائداد سے متمتع ہوتے رہے بڑا

نابالغ کے بھائی اُسکا حصہ جائداد مشترکہ بیع کرنیکے مجاز نہین ہین گو نابالغ کی مان نے اس بابمین اجازت دے دی ہو۔

بیٹا جسکے نام علاقہ کا بندوبست ہوا تھا دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے چچاؤن کے ہمراہ مثل اپنے باپ کے بطور کُنبہ مشترکہ کے رہے اس صورت مین بڑے بھائی کے بیٹون کو ایسی جائداد کے بیع کرنے کا استحقاق ہے یا نہین اور اگر اُنھون نے جائداد مذکور کو بیع کر دیا ہو تو اس معاملہ کی نسبت بہ ثبوت رضامندی جملہ شرکا کے ثبت ہونا اُنکے دستخط کا بیعنامہ پر ضرور ہے یا نہین۔ اور اگر دونون بھتیجون نے بلا اجازت اور علم چچاؤن کے بیعنامہ لکھدیا ہو تو ایسا بیع جائز متصور ہوگا یا نہین۔ اور اگر بیعنامہ پر پانچ شریکون نے دستخط کر دیے ہون تو باقی ایک شخص کی گواہی نہونے کے باعث سے معاملہ قابل منسوخی ہے یا نہین۔

ج۔ اگر جائداد موروثی مین بہت سے شریک ہون اور وے آپس مین بطور کُنبہ مشترکہ کے رہتے ہون تو اُنمین صرف ایک شخص بلا اجازت اور شریکون کے جائداد مذکور بیع نہین کر سکتا اور گو بندوبست علاقہ کا صرف ایک شریک کے نام ہوا ہو دفتر سرکار مین صرف ایک شخص کے لکھے جانے سے اُسکو جائداد پر استحقاق کلیہ حاصل نہین ہوتا۔ جو بیع کہ بذریعہ بیعنامہ غیر مصدقہ کل شریکون کے عمل مین آئے باطل اور ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کے حوالہ مین بیاس کا قول داے بھاگ اور داے تتو مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ ”صرف ایک شریک بلا اجازت اور شریکون کے کل غیر منقولہ جائداد کو بیع یا ہبہ نہین کر سکتا ہے اور نہ اُس شے کو جو کنبہ مین مشترک ہو۔ بلحاظ جائداد غیر منقولہ کے واسطہ دار خواہ علحدہ ہون یا شریک مساوی ہین کیونکہ اُنمین سے صرف ایک کو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ کل جائداد کو رہن یا بیع کرے“ ۔[1]

جائداد مشترکہ کے بیع کرنے مین تمام شرکا کی رضامندی ضرور ہے گو دفتر سرکار مین صرف ایک کا نام بطور مالک کے مندرج ہو۔

---

[1] دونون اشلوک جو اس قول مین اس جگہ منقول ہوے ہین اُنکو جمتو اہن اور سری کرشن نے بیاس کی تصنیف سے لکھا ہے مگر رتناکر مین دوسرے اشلوک کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ برہسپتی کا قول ہے تنبیہ متعلقہ داے بھاگ صفحہ ۳۱ کو ملاحظہ کرو۔

اگر ایک جائداد غیر منقسمہ کو جو چہ شخصون کا مال ہو پانچ شخص بلا اجازت چھٹے آدمی کے بیع کرین تو ایسا بیع ناجائز ہے گو وہ بذریعہ دستاویز تحریری کے اور سبھون کی جانب سے عمل مین آیا ہو۔

ضلع کٹک - ۲۵ - مارچ ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۶ - س - ایک کنبہ مین پانچ حقیقی بھائی ہین اُنہین سے دو جوان اور تین نابالغ ہین اس صورت مین بڑا بھائی جائداد موروثی مشترکہ کو بیع کرنے اور بیعنامہ پر اور بھائیون کے دستخط کر دینے کا مجاز ہے یا نہین اور اگر اُسنے جائداد مذکور بیع کر دی ہو تو ایسا بیع جائز ہے یا نہین -

ج - اگر منجملہ بھائیون کے بعض جوان ہون اور بعض نابالغ تو بڑا بھائی جائداد موروثی غیر منقولہ کو اپنے نابالغ بھائیون کی پرورش اور اُنکی رسوم ابتدائی وغیرہ اور باپ کی رسوم کریا کرم یا اُسکے قرضہ کے ادا کے لیے بیع کر سکتا ہے اور باستثناء ان صورتون کے وہ علاوہ اپنے حصہ کے اور کوئی حصہ جائداد کا بیع نہین کر سکتا اگر اُسنے باستثناء صورتون مذکورہ بالا کے جائداد کو بیع کیا ہے تو ایسا بیع ناجائز تصور کیا جائے -

ذکر ان صورتون کا جنمین بیع جائداد کا جانب بھائی کی جانب سے بحالت نابالغی اسکے بھائیون کے جائز ہے۔

ضلع بیربھوم - ۲۰ - اگست ۱۸۱۶ء -

مقدمہ ۷ - س - ایک جائداد اراضی دو آدمیون مین مشترک تھی اُنمین سے ایک شخص نے اپنا حصہ بیع کرنا چاہا چنانچہ دوسرے شریک نے قیمت مناسب اُسکے لیے دینی چاہی مگر باوجود اسکے بائع نے اپنا حصہ ایک شخص اجنبی کے ہاتھ بیچدیا اس صورت مین ایسا بیع جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین -

ج - اگر جائداد اراضی دو شخصون کے قبضہ مین مشترک تھی اور اُنمین سے ایک کو اپنا حصہ بیع کرنا منظور تھا اور دوسرے نے اُسی قدر قیمت دینا قبول کیا جو مشتری دیا چاہتا تھا تو اس صورت مین جائداد کا بیع شریک مذکور کے ہاتھ ہونا چاہیے اور اگر بائع نے جائداد کو شخص اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا ہے تو ایسا بیع

جائداد مشترکہ مین حق شفیع بحال کرنا چاہیے

مسترد کرنا چاہیے۔

عدالت اپیل مرشد آباد۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۸۱۶ء۔

مقدمہ ۸۔ س۔ ایک ہندو اپنا متبنیٰ بیٹا چھوڑ مرا۔ اُسنے اپنے متبنے کرنے والے باپ کی جائداد اراضی کو ایک شخص اجنب کے ہاتھ بیع کیا۔ مشتری اب اراضی مذکور مین ایک تالاب کھودنا چاہتا ہے اور متبنی کرنے والے باپ کے بھائی باظہار حق شفع جائداد مبیعہ کو خرید نا چاہتے ہین اس صورت مین بیع کرنا متبنی کرنا باطل اور ناجائز متصور ہوگا یا نہین اور دعویداران شفع مستحق خریدنے جائداد کے ہین یا نہین۔

ف شاستر بنگالہ کے بموجب حق شفع جائز نہین ہے

ج ف۔ اگر کوئی شخص اپنا حصہ خاص جائداد منقولہ و یا غیر منقولہ سے بیع کرے تو ایسا بیع دھرم شاستر کے بموجب جائز اور واجب التعمیل ہے اور چچا کے بیٹون کے حق شفع کے دعوی کی وجہ سے ایسا بیع مسترد نہین ہوسکتا۔

ماخذ دے اگر وے اپنے حصص غیر منقسمہ کو دینا یا بیع کرنا چاہین تو اُنکو اپنی ہر قسم کی جائداد کی نسبت انتقال کا اختیار ہے کیونکہ بلاشک وے اپنی جائداد کے مالک ہین۔

ضلع بردوان ۳۔ دسمبر ۱۸۱۵ء۔

اوریت دت بنام کشن موہن دت وغیرہ۔

سٹرا لیقوان بنگالہ یا بنارس یا متھلا کے بموجب کہین دھرم شاستر مین حق شفع کا ذکر نہین لکھا ہے بلکہ بنارس اور متھلا کے سٹرا لیقون کے بموجب بیع کرنا جائداد مشترکہ کا منع ہے۔ اور جہا نزمان تنتر جو متعلق شفع کی بابت لکھا ہے اسکی تائید کسی اور کتاب سے نہین ہوتی اور مجھکو در باب صداقت اس راے کے جو اس مقدمہ مین دی گئی ہے شبہہ ہے اس راے کو حق شفع سے علاقہ نہین ہے بلکہ در اصل مبنی ہونا اُس قاعدہ پر معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ چند شرکا کے ایک شریک جائداد مشترکہ سے اپنے حصہ کے منتقل کرنے کا مجاز نہین ہے اور چونکہ بنگالہ مین اس قسم کی غیر مجازیت ملحوظ نہین ہے لہذا میرے نزدیک اُس ملک مین حق شفع بھی جائز نہین ہوسکتا۔ مقدمہ ۸۔ دیکھو۔

مقدمہ ۹-س- ایک شودر جسکے پاس کچھ جائداد اراضی تھی اپنی زوجہ اور ایک بیٹی اور نواسہ چھوڑ کر مر گیا- جائداد کے ایک جزو پر ایک شخص اجنب غصباً قابض ہوا چنانچہ مالک متوفی کے نواسہ نے باجازت اپنی نانی کے واسطے حصول قبضہ جائداد مغصوبہ کے نالش دائر کی اس صورت مین جائداد مذکور نواسہ کو پہونچے گی یا نہین اگر اصل مالک متوفی کی زوجہ نے بحالت موجودگی بیٹی اور نواسہ کے اپنے جائداد شوہری کے ایک جزو کو بلا انکی اجازت اور علم کے بیع کیا ہو اور مشتری سے کل قیمت نہ پائی ہو تو اس صورت مین ایسا بیع جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین-

ج- اگر مالک متوفی کی جائداد غیر منقولہ کے ایک جزو پر کوئی شخص اجنب غصباً قابض ہو گیا اور نواسہ نے غاصب پر واسطے حصول جزو مذکور کے باجازت متوفی کی بیوہ کے نالش دائر کی ہو تو نواسہ مذکور بوجہ وارث ہونے کے متوفی کی جائداد متنازعہ کے پانے کا مستحق ہے- جائداد غیر منقولہ جو بیوہ کو شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو اسکو وہ ہبہ یا بیع یا اور طور پر منتقل کرنے کی مجاز نہین ہے الا واسطے ادا کرنے رسوم کریا کرم شوہر یا کسی اور ایسی ضرورت کے- اگر مشتری کل زر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ناجائز متصور ہونا چاہیے-

ماخذ- قول برہسپتی ہے "اگر اشخاص اجنب کا تین پشت سے قبضہ ہو تو بلا شک انکو استحقاق کلی حاصل ہو جاتا ہے لیکن واسطہ دار جو پیوند ہون انکے قبضہ سے یہ امر عائد نہین ہوتا- اگر مکان یا اراضی قابل زراعت یا دکاکین یا اور جائداد غیر منقولہ پر اصل مالک کا رشتہ دار یا واسطہ دار قریب جو ذکور سے ہو یا اناث سے قابض ہو تو ایسی صورت مین اصل مالک کا استحقاق زائل نہین ہوتا اور داما دون اور ذی علم برہمنون اور راجہ اور اسکے وزیرون کو جائداد پر قبضہ حاصل نہین ہوتا گو وے بلا تخلل مدت دراز تک اسپر قابض رہے ہون-"

داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین اقوال مندرجہ ذیل مرقوم ہین چنانچہ

بیوہ اگر جائداد کسی جزو کو جو شوہر سے ورثتاً ملی ہو بلا اجازت اشخاص مخصوص کے جنکو اسکے بعد ورثہ پہونچے اگر بیع کرے تو ایسا بیع باستثنا خاص صورتون کے ناجائز ہے-

مہابھارت کے باب دان دھرم شاستر مین یہ لکھا ہے کہ "عورات اپنے ترکۂ شوہری کو کام مین لاسکتی ہین - عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایۂ شوہری کو ضائع نہ کرے حتیٰ کہ سرمایۂ مذکور کو عمدہ پوشاک یا اور اسی طرح کے تکلفات مین صرف نہ کرنا چاہیے لیکن چونکہ بیوہ اپنے جسم کو حفظ مین رکھنے سے اپنے شوہر کو استفادہ پہونچاتی ہے لہذا وہ اسقدر جائداد استعمال مین لانے کی مجاز ہے جو اس امر کے لیے کافی ہو علی ہذا القیاس چونکہ شوہر کی منفعت پر بہرحال لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے عورت کو اجازت ہے کہ وہ واسطے ادا کرنے اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کے ہبہ یا بیع کرے پس اگر وہ کسی اور طور پر گذارہ نہ کرسکے تو وہ جائداد رہن کرنے کی مجاز ہے اور یہ امر مکتفی نہو تو وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرسکتی ہے کیونکہ وہی وجہ اس صورت کی نسبت بھی صادق ہے"۔ لہ

قول کاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پاوینگے - محافظ واجب التعظیم یعنے خسر یا شوہر کے کسی اور رشتہ دار کی حمایت مین رہکر بیوہ کو چاہیے کہ اپنی حین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہو اور مثل اپنی جائداد خاص کے اپنی مرضی کے مطابق ہبہ یا رہن یا بیع نہ کرے - "یہ راے ہبا دچنتامنی کے مصنف کی ہے -

قول برہسپتی "اگر کوئی چیز ایک شخص بدمست یا مجنون یا منحرف یا جو خود مختار نہو یا مخبط الحواس یا کمی قیمت بیع کرے تو وہ شے واپس ہو جاے گی یا مشتری سے جبراً لیجاے گی"۔

شہر ڈھاکہ - ۳ - فروری ۱۸۷۶ع -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک جائداد اراضی موروثی پر تین حقیقی بھائی بالاشتراک

لہ داے بھاگ صفحہ ۱۸۲ -

قابض تھے اُنمین سے ایک بھائی امور خانہ داری کے انصرام اور جائداد کے اہتمام کے لیے گھر رہا اور باقی ملک غیر کو بتلاش روزگار چلے گئے اس صورت مین بھائی جو منصرم جائداد ہو بحالت غیر موجودگی اور بھائیون کے جائداد مذکور کے بیع کرنے یا خاص مدت کے واسطے رہن کرنے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہین۔

فتح۔ منجملہ شریک بھائیون کے دو بھائی کسی مقام بعید کی طرف بتلاش روزگار چلے گئے ہون اور تیسرے بھائی کو اپنی جائداد مشترکہ کے اہتمام کے لیے چھوڑ گئے ہین تو منصرم مذکور بلا رضامندی شریکون کے کنبہ کی پرورش یا امور مذہبی کے لیے کل جائداد موروثی یا اُسکے ایک جزو کو رہن یا بیع کرسکتا ہے علی ہذا القیاس وہ اپنے عیال و اطفال کی پرورش کے لیے بلا اجازت اپنے بھائیون کے اپنا حصہ خاص بھی کسی طور پر منتقل کرسکتا ہے۔ یہ رائے واسے بھاگ اور واسے کرم سنگرہ اور اور کتب دھرم شاستر کے بموجب ہے۔

شریک جو منصرم جائداد ہو وہ ضرورت کے وقت کل جائداد کے بیع کرنے کا مجاز ہے۔

ماخذ۔ قول ورہت منو ’’اگر بغیر بیع کرنے کل جائداد غیر منقولہ اور اور قسم کے مال کے پرورش کنبہ کی نہو سکتی ہو تو اُس صورت مین کُل جائداد بھی بیع یا کسی اور طور پر منتقل کیجا سکتی ہے۔ اور واسے بھاگ مین یہ مقولہ لکھا ہے کہ اُن شخصون کی پرورش جنکی خبرگیری ضرور ہے عمدہ ذریعہ بہشت حاصل کرنے کا ہے لیکن اُنکو تکلیف پہونچنے کی صورت مین دوزخ نصیب ہوگا اسی واسطے مالک خاندان کو چاہیے کہ اُنکی بخوبی پرورش کرے‘‘۔

’’اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کنبہ کی منفعت کے لیے کوئی معاہدہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک مین ہو یا باہر اُس معاہدہ کو مسترد نہین کرسکتا‘‘ معاملہ کے لفظ سے یہان بیع وغیرہ مراد ہے۔ واسے کرم سنگرہ۔

’’لیکن حالت افلاس مین کنبہ کی پرورش اور خصوصاً فرائض دینی کے ادا کے لیے صرف ایک شریک بھی جائداد غیر منقولہ دے یا ہبہ یا بیع کرسکتا ہے‘‘۔

’’اگر غلام اپنے آقا کے کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو آقا کو قرضہ مذکور

ادا کرنا چاہیے"۔ یہ رائے بیاد چنتامنی کے مصنف کی ہے۔

"اراضی مشترکہ اور بھی اسی قسم کی اور جائداد کی نسبت ہر شریک کو بدرجۂ مساوی اختیار انتقال حاصل ہے" چنانچہ نارد کا قول ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین"۔ یہ مسئلہ دایے بھاگ مین درج ہے"۔

"اسی قسم کی اور جائداد" سے جائداد مشترکہ مراد ہے "بدرجۂ مساوی حاصل ہے" یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ مالکیت کی تخصیص نہین کی گئی ہے چونکہ کل جائداد مین شرکا کو حقیت عامہ حاصل نہین ہے لہذا یہ فرض کرنا کہ مالکون کی کثرت سے اشتراک لازم آتا ہے غلط ہے پس اس صورت خاص مین اشتراک سے غیر علیحدگی مراد ہے۔ اگر استحقاق ملکیت جائداد مشترکہ مین قبل تقسیم کے حاصل ہے تو اس صورت مین کوئی امر اس بات کا مانع نہین ہے کہ شریک اُسوقت اپنے حصہ کو بیع یا کسی اور طور پر منتقل نہ کر سکے۔ یہ رائے دایے بھاگ کے مصنف کی ہے اور وہ لکھتا ہے کہ بعد تقسیم و تعین حصص کے ہر شریک کو جائداد منقسمہ مین حق بقدر حصہ اپنے حاصل ہوتا ہے چنانچہ نارد جو یہ کہتا ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین" اس سے منشا اسکا یہ ہے کہ معاملات جو ایک شریک کی جانب سے وقوع مین آئین ہین اُسے بلا اجازت باقی شریکون کے اپنے حصہ کے دینے یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کا اختیار ہے مصنف دایے کرم سنگرہ کی بھی یہی رائے ہے۔

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۳ - جنوری ۱۸۶۴ء -

گوپی کنتھ ٹھاکر بنام کمل کنتھ ٹھاکر وغیرہ -

مقدمہ ۱۱ - س - ایک زمیندار نے اپنی جائداد اراضی مدعی کے باپ کے ہاتھ بیع کی اور مشتری کے نام بیعنامہ لکھدیا لیکن بیع کے وقت جائداد رہن تھی اسواسطے بائع جائداد مبیعہ پر مشتری کو قابض نکر اسکا پانچ برس بعد اس معاملہ کے

بائع نے پھر اُسی جائداد کو مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت کیا اور زرثمن سے رہن کو فک کرا کے جائداد مدعا علیہ کو یعنی مشتری ثانی کے حوالہ کی چنانچہ وہ ابھی تک اُسپر قابض ہے اس صورت مین جائداد مذکور اول خریدار کو ملے گی یا کہ خریدار ثانی کے قبضہ مین بدستور رہے گی۔

جائداد مرہونہ کا بیع جائز ہے اور وہ بیع بعد ادائے زر رہن کے کامل ہو جاتا ہے۔

ج۔ اگر کوئی شخص اپنی اراضی کسی شخص کے ہاتھ بیع کر دے اور پھر اُسی اراضی کو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اس صورت مین اول مشتری مستحق پانے اراضی مذکور کا ہے۔ یہی رائے مسلمہ عام ہے[1]

ضلع چٹ گانون۔ ۳۰۔ جولائی ۱۸۱۳ء۔

لکمن داس بنام مدن سوہن وغیرہ۔

مقدمہ ۱۲۔ س۔ تین حقیقی بھائی اپنی جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھے دو بھائی اپنی اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گئے تیسرا بھائی زندہ ہے اور جائداد اشخاص حی القائم کے قبضہ مین ہے۔ دونون بیوون نے بسبب تکلیف وجہ معاش کے حصص شوہری اراضی مشترکہ سے ایک جزو بلا اجازت برادر شوہر کے بیع کر دیا اور زرثمن اپنے

[1] مقولہ ہے کہ تمام معاملات متنازعہ مین جو امر کہ بالآخر عمل مین آئے وہ مستند ہے مگر رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاتا ہے وہی نہایت پختہ تصور کیا جاتا ہے۔

اب اس مقولہ کے بموجب اعتراض یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ بیع اول رہن کی وجہ سے ناجائز تصور کیا جاوے کیونکہ رہن اُسکے قبل عمل مین آیا ہے لیکن یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ قول مذکور کے معنی یہ ہین کہ جب ایک شخص بالعوض کسی قدر زر کے اپنی جائداد کسی شخص کے پاس رہن کر دے اور بعد ازان پھر اُسی جائداد کو دوسرے شخص کے پاس رہن کرے تو اس صورت مین رہن اول جائز سمجھا جاوے گا لیکن اگر کوئی شخص اپنی جائداد کو رہن اور بعد ازان اسی جائداد کو بیع کرے تو اس صورت مین معاملہ آخر بعد ادائے زر رہن زیادہ تر مستند متصور ہوگا یعنی رہن اول کے بعد رہن ثانی ناجائز ہے اور رہن اول کے بعد ہبہ یا بیع ناجائز نہین ہے۔

تصرف مین لائین اس صورت مین ایسا بیع درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج - داے بھاگ مین یہ قول برہسپتی کا منقول ہے کہ "وہ زوجہ اُس متوفی کی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اپنے شوہر کا حصہ با وجود ہونے شوہر کے واسطہ دارون اور باپ اور مان اور حقیقی بھائیون کے پائے گی"۔

اسواسطے اُس شخص کی بیوہ جو بلا اولاد ذکور مرا ہو اپنے شوہر کا کل ترکہ پائے گی گو اُسکے شوہر کا باپ اور بھائی بقید حیات ہون کیونکہ بیوہ سرمایہ شوہری سے متمتع ہو کر اپنی جان کی حفاظت کرنے اور شوہر کی روح کو پنڈ و پانی دینے کی وجہ سے اپنے شوہر متوفی کو استفادہ پہونچاتی ہے اور اگر وہ بحالت محتاجی عفیفہ نہ رہے تو اُسکے شوہر کو دوزخ نصیب ہوتا ہے " اسی واسطے اُسکو اپنی جان اور عصمت کی حفاظت نہایت ضرور ہے۔ اگر جائداد شوہری کا محاصل بیوہ کی وجہ معاش کے لیے مکتفی نہو تو وہ اپنا آذوقہ حاصل کرنے کے لیے اپنے شوہر کی جائداد اراضی کے ایک جزو کو رہن یا بیع کر سکتی ہے اور ایسی صورت مین بیع جائز اور واجب متصور ہوگا"۔

ف - اگر بیوہ وجہ معاش کی ضرورت سے جائداد اراضی شوہری کو بیع کرے تو جائز ہے۔

۲۷ - اگست ۱۸۶۰ع۔

دولت سنگھ بنام سنجتا ورسنگھ۔

مقدمہ ۱۳ - س - اراضیات دیوتر اور مکانات وقف بیع کیے جاسکتے ہین یا نہین

ج - اگر اراضیات کسی دیوتا کی پرستش کے لیے دے دی گئی ہین اور مکان دیوتا کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے تو واہب کا کچھ استحقاق نہین ہے لہذا وہ ایسی جائداد کے بیع کرنے کا مجاز نہین ہے چنانچہ سریمت بھاگوت کی گیارھوین دفعہ مین یہ قول مندرج ہے "وہ جو شخص دیوتاؤن یا برہمنون کا مال خواہ اُسکا دیا ہوا ہو یا کسی اور کا غصب کرے وہ اس کے بالعوض کرورون برس تک نجاست کے کیڑے کی جون بھگتے گا"۔

ف - جائداد وقف کا بیع ناجائز ہے۔

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۲۷ - نومبر ۱۸۵۲ع۔

مقدمہ ۱۴- س- نابالغ اپنی جائداد موروثی کے بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہین- اگر اُسنے بیعنامہ لکھدیا ہے مگر زرثمن وصول نہین پایا ہے تو اس صورت مین بیع جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین-

ج- نابالغ کو اپنی جائداد غیر منقولہ کے بیع کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر اُس نے زر مندرجہ بیعنامہ وصول نہین پایا ہے تو ایسا بیع ناجائز ہے-

ضلع جنگل محال- ۴ مئی ۱۸۱۶ع-

مقدمہ ۱۵- س- غلام بحالت موجودگی اپنے آقا کے اپنی لڑکی جسکی عمر تین برس کی ہو بیع کرسکتا ہے یا نہین-

ج- غلام بلا اجازت اپنے آقا کے اپنی اولاد کو بیع نہین کرسکتا اور صورت مذکورۂ بالا مین بیع ناجائز اور نادرست متصور ہوگا-

ضلع سلہٹ- ۲- دسمبر ۱۸۱۵ع-

مقدمہ ۱۶- س- تین بھائی اپنی جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھے بڑے بھائی نے بلا تقسیم ہونے جائداد کے اُسمین سے نصف برضامندی چھوٹے بھائی اور بلا رضامندی دوسرے بھائی کے بیع کر دیا ایسا بیع بموجب شاستر متمتشرہ اوڑیسہ کے درست اور جائز متصور ہے یا نہین-

ج- بڑے بھائی کا منجملہ جائداد موروثی غیر منقولہ کے نصف جائداد کا بیع کرنا اُس صورت مین جب کہ جائداد کی تقسیم یا اُس کے حصۂ جائز کی تخصیص نہوئی ہو صرف باجازت چھوٹے بھائی کے جائز نہین ہے اور بیع ایسی صورت مین باطل اور ناجائز ہے- سلہ

ف نابالغ کا اپنی جائداد غیر منقولہ کو بیع کرنا جائز نہین ہے-

ف غلام کا اپنی اولاد کو بیع کرنا جائز نہین ہے-

ف شاستر متمتشرہ اوڑیسہ بموجب جائداد مشترکہ سے ایک جزو کا بیع جائز نہین ہے-

ضلع میدنی پور- ۱۵- مارچ ۱۸۱۸ع-

سلہ بموجب کتب شاستر مروجۂ بنگالہ کے بیع جائداد غیر منقولہ مشترکہ کا صرف ایک شریک کی جانب سے بقدر اپنے حصہ کے منع نہین ہے اور اگر وہ کُل جائداد بیع کردے تو ایسا بیع صرف

نظائر ۱۶۱

مقدمہ ۱۷۱-س- ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنی جائداد اراضی کفالۃً رہن کردی بعد ازان راہن نے اُسی جائداد کو دوسرے شخص کے ہاتھ بلا ادا اے

" اُسقدر ناجائز ہوگا جسقدر کہ وہ ادر شرکا کے حصون کی نسبت عمل مین آیا ہے لیکن بقدر اُس کے حصہ کے جائز ہوگا- اور اگر باجازت تمام یا بعض شرکا کے جائداد بیع کیجاے تو ایسا بیع اُسقدر جائز ہوگا جسقدر کہ وہ اجازت دینے والون کے حصون کی نسبت عمل مین آیا ہے اگر ایسا مقدمہ بنگالہ مین واقع ہوتا تو بیع نصف جائداد مشترکہ کا جو بڑے بھائی کی جانب سے باجازت چھوٹے بھائی کے وقوع مین آیا اس وجہ سے باطل متصور نہوتا کہ بڑے بھائی نے اُس جائداد کو بیع کیا جسکی نسبت اُسکو حق ملکیت حاصل نہ تھا- اس راے کی تائید مین عبارت مرقومہ ذیل جگنناتھ کے خلاصہ سے نقل کیجاتی ہے -

" یہ امر بحث طلب ہے کہ اگر صرف ایک شریک جائداد منتقل کرے تو ایسی صورت مین ملکیت خاص اُسکی زائل ہوتی ہے یا نہین -جواب اسکا یہ ہے کہ ایسی صورت مین ملکیت مذکور زائل ہوجاتی ہے اور یہ نہین کہا جاسکتا کہ ہبہ غیر مکمل ہونے کی جہت سے باطل ہے اور واہب کو حق ملکیت کامل حاصل نہین ہے چونکہ شریک جائداد اپنے حصہ کو بغرض ساقط ہونے حقوق دیگر شرکا نسبت حصہ مذکور کے ہبہ کرتا ہے لہذا کوئی امر مانع زوال اُنکے حق ملکیت کا نہین ہوسکتا کیونکہ اس طرح کے ہبہ سے وجود ملکیت لازم آتا ہے پس ایسی صورت مین واہب کا حق منتقل ہوتا ہے اور شریکون کا حق بدستور قائم رہتا ہے چنانچہ علماے متقدمین کی راے سے بھی جو درباب ناجوازی ہبہ جائداد مشترکہ کے ہے یہی مراد ہے غرض کہ شریک اپنے خاص حصہ کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور منجملہ چند بھائیون کے ہر بھائی کو استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے "-

" جائداد مشترکہ سے وہ شے مراد ہے جو چند شخصون کی ملکیت ہو چنانچہ مصریہ کہتا ہے کہ چونکہ جائداد مشترکہ اور زوجہ اور بیٹے پر اختیار کلی حاصل نہین ہوتا لہذا ایسی صورت مین ہبہ ناجائز ہے پس مصری کی تفسیر سے یہ مستنبط ہے کہ اگر منجملہ جائداد مشترکہ کے ایک شریک اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے لیکن بنظر رفع اختلاف راے دو عالمون یعنی جگنناتھ اور

زرِ قرضہ بیع کر دیا لیکن مرتہن نے بعد بیع ہونے کے جائداد مذکور پر قبضہ کر لیا اس صورت مین بیع جائداد مرہونہ کا بلا ادائے زرِ رہن جائز اور کامل ہے یا مرتہن تا ادائے زرِ رہن کے اُسپر قابض رہے گا۔

فیصلہ۔ اگر کوئی شخص اپنی جائداد غیر منقولہ دوسرے شخص کے پاس اس شرط سے رہن کرے کہ تا ادائے زرِ رہن جائداد کا انفکاک عمل مین نہ آئے تو اس صورت مین بیع کرنا یا دینا ایسی جائداد کا قبل ایفائے شرط مذکورہ بالا ناجائز ہے اور مرتہن کو اختیار ہے کہ جائداد مذکور اپنے قبضہ مین رکھے لیکن اگر راہن بلا انفکاک رہن اپنی جائداد کو دینا یا بیع کرنا چاہتا ہو تو اُسے لازم ہے کہ وہ موہوب الیہ یا مشتری کے نام ایک رقعہ ادائے زرِ قرضہ کے لیے لکھدے اور مرتہن سے رقعہ مذکور کی نسبت رضامندی حاصل کرے۔ اس صورت مین وہ اپنی جائداد مرہونہ کو دے یا بیع کر سکتا ہے اور اس طور پر عمل کرنے سے زرِ قرضہ موہوب الیہ یا مشتری پر لازم آجاتا ہے اور وہ بجائے راہن کے تصور کیا جاتا ہے راہن مجاز ہے کہ جائداد کو تا ادائے زرِ رہن کے اپنے قبضہ مین رکھے۔

یہ امر متاچھرا اور دیگر کتب شاستر کے بموجب ہے۔

ماخذ ؎ بعد انقضائے مدت مدید یا جب کہ منافع زرِ قرضہ کے مساوی ہو جائے

جائداد موہونہ کو راہن باستثنائے خاص صورتون کے منتقل نہین کر سکتا۔

؎ مصر کے وہ معنے مستنبط کیے گئے ہین جو قرین عقل متصور ہین اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہبہ کل جائداد مشترکہ کا شریک واحد کی جانب سے ناجائز ہے نہ ہبہ اُس کے حصۂ خاص کا۔

؎ الحاصل شریک کو دیگر شرکا کے حق ملکیت زائل کرنے کا اختیار حسب مرضی اپنے نہین ہے لیکن منتقل کرنا اپنے حصۂ خاص کا جائداد مشترکہ سے منع نہین ہے کیونکہ ایسی صورتین شرکا و تجارت کی جانب سے اکثر وقوع مین آتی ہین۔ یہ امر مطابق رائے وجسپتی بھٹاچارجیا اور بگنیشر کے ہے۔ غرض کہ شریک اپنے خاص حصہ کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور اگر اس سے تجاوز کرے تو مستوجب سزا اور کفارہ ہوگا۔

تو وہ ایسے رہن کو منتقل یا بیع نہین کر سکتا ۔[۱]

راہن اگر فک الرہن کرایا چاہتا ہو تو مرتہن کو شے مرہونہ واپس کرنی چاہیے ورنہ مثل چور کے اُسے سزا دیجاے گی اور اگر مرتہن مرگیا یا غیر حاضر ہو تو راہن زر رہن مرتہن کے واسطہ دارون کو دے کر شے مرہونہ واپس لے ۔[۲]

اس صورت مین مرتہن جب ملک غیر سے آوے تو جسقدر روپیہ اُسکو پانا واجب ہو وہ اُسے لے کر شے مرہونہ واپس کر دے ۔ یہ امر متاچھرا اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے ۔

ضلع آگرہ ۔ ۱۳ جولائی ۱۸۶۸ع ۔

مقدمہ ۱۸ ۔ س ۔ ایک شخص دو بیٹے اور زوجہ چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین منجملہ متوفی کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے کسقدر ہر شخص کو ملنی چاہیے اور بیٹے بلا تقسیم کرنے جائداد کے باہم اپنے اور اپنی مان کے کل جائداد بیع کرنے کے مجاز ہین یا نہین ۔

ج ۔ دھرم شاستر کے بموجب منجملہ متوفی کی جائداد کے بیٹے اور بیوہ مساوی حصہ پانے کے مستحق ہین اور اُنہین سے کوئی شخص دوسرے کا حصہ بلا اجازت اُسکے بیع کرنے کا مجاز نہین ہے اگر اُنہین سے ایک شخص اپنے حصہ کو بیع کرنا چاہتا ہو تو اُسے بعد تقسیم کرانے جائداد کے ایسا کرنے کا اختیار ہے اگر ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ بیع کرے تو اس صورت مین بائع اور مشتری دونون اُنکے جرم کے بموجب تجویز حاکم مستوجب سزا ہونگے ۔

بیٹے اپنی مان کے حصہ کو بیع کرنے کے مجاز نہین ہین ۔

ضلع مراد آباد ۔ ۲۹ جون ۱۸۶۹ع ۔

مقدمہ ۱۹ ۔ س ۔ ایک شخص کے پاس جائداد اراضی مشترکہ تھی وہ اپنی زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے اُسکا بیٹا لاولد فوت ہوا اور منجملہ

[۱] قول منو کے اشلوک کا اخیر فقرہ ہے ۔

[۲] قول جاگبلک ۔

جائداد مشترکہ کے اُسکا حصہ اُس کے چچا کے بیٹون نے ناجائز طور پر سے لیا۔ متوفی کی بیوہ نے جائداد مذکور کو اپنے نواسہ کے نام ہبہ کردیا اور بعد ازان باتفاق موہوب الیہ کے اُسکو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کیا اس صورت مین بیع جائز اور درست ہے یا نہین۔

ج ۱۔ صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کا بیع کرنا جائداد مشترکہ کا باجازت اپنے نواسہ کے جو اسکا وارث ہے درست اور جائز ہے [۱] یہ راسے سمرتی شاستر کے بموجب ہے۔

ف بیوہ اگر اپنے وارث مابعد کی اجازت سے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہے۔

س ۲۔ اگر بیوہ نے باجازت اپنے نابالغ نواسہ کے بیع کیا ہے تو اس صورت مین ایسا بیع جائز ہے یا نہین۔

ج ۲۔ اگر بیوہ نے ضروریات روزمرہ کے حصول کے لیے یا بوجہ نہ کرسکنے اہتمام کے جائداد کو بہ رضامندی یا بلا رضامندی نابالغ کے بشرطیکہ وارث مذکور اُسکا نابالغ نواسہ ہو بیع کیا ہو تو ایسا بیع جائز ہے لیکن اگر کسی اور صورت مین وہ بلا ضرورت بہ رضامندی یا بلا رضامندی نابالغ کے بیع کرے اور نابالغ مذکور ایسے انتقال کو مسترد کیا چاہے تو ایسا کرسکتا ہے اور بیوہ کا بیع کرنا جائز متصور نہو گا۔

شہر مرشدآباد ۔ ۲۳۔ اگست ۱۸۲۲ء۔

[۱] عام قاعدہ یہ ہے کہ عورت اُس جائداد کو جو اُسے اپنے شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو کسی طور سے منتقل نہین کرسکتی لیکن خاص امور کے لیے اور نیز باجازت اپنے شوہر کے اُس واسطہ دار مذکور کے جو عورت مذکور کے بعد وارث ہو ایسا کرسکتی ہے لیکن اگر باجازت ایسے وارث کے بیوہ اپنی جائداد شوہری کو ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کردے اور وارث قبل وفات بیوہ کے مرجاے تو اس صورت مین امر بحث طلب یہ ہے کہ بعد وفات بیوہ کے اور درصورت نہونے واسطہ دار مذکور کے جسنے اپنی رضامندی نسبت انتقال کے ظاہر کی تھی شخص ثانی جو مستحق ورثت اُسکے شوہر کا ہو مجاز فسخ کرنے بیوہ کے معاہدے کا ہو گا یا نہین۔

مقدمہ ۲۰ س- تین بھائی (ا) و (ب) و (ج) بالاشتراک ایک جائداد اراضی غیر منقسمہ کے مالک تھے (ا) ایک بیٹا (د) چھوڑ کر مر گیا اور (ب) ایک بیٹا (ر) اور (ج) ایک بیٹا (س) چھوڑ کر فوت ہوا اور (س) چار بیٹے چھوڑ مرا - (ا) کی وفات کے بعد جائداد مذکور دفتر سرکار مین (د) کے نام لکھی گئی اور (س) کے بیٹون کی نابالغی مین جائداد بوجہ نہ ادا ہونے مالگزاری کے نیلام ہونے والی تھی اور (د) نے بشمول (ر) کے جائداد کو بغرض محفوظ رکھنے نیلام سے شخص جنب کے ہاتھ بیع بالوفا کیا اور چونکہ میعاد مشروطہ کے اندر مرتہن کا روپیہ نہ ادا ہو سکا لہذا وہ بیع کامل ہو گیا اب (س) کے وارثون نے اپنا حصہ حاصل کرنے کے لیے نالش اس بیان سے دائر کی ہے کہ بیع مذکور اُنکی بلا رضامندی اور اُنکی نابالغی کے زمانہ مین عمل مین آیا تھا - ایسا بیع جو (س) کے وارثون کی نابالغی مین وقوع مین آیا ہو شاستر کے بموجب جائز ہے یا نہین -

ج - چونکہ (د) اور (ر) کنبہ مین بڑے بھائی تھے اور کاروبار اہتمام کا اُنکے ذمہ تھا اور اُنھون نے بحالت محتاجی اور ضرورت کے جائداد کو بیع کیا تو یہ امر جائز ہے اور بیع اس صورت مین درست ہے کیونکہ جائداد اس نیت سے منتقل کی گئی تھی کہ وہ نیلام نہو جاسے -

ف
اگر ایک شریک جائداد مشترکہ کو بضرورت بیع کرے تو ایسا بیع درست ہے اور باقی شرکا پر اُسکی تعمیل لازم ہے -

ماخذ (۱) محتاجی کی حالت مین کنبہ کی رفاہ یا امور نیک کے لیے جائداد غیر منقولہ کو صرف ایک شخص بھی ہبہ یا رہن یا بیع کر سکتا ہے" یہ قول جاگبلاک کا متاچھرا اور کال بترو اور اور کتب شاستر مروجہ بہار مین منقول ہے -

ضلع شاہ آباد - یکم اپریل ۱۸۰۶ع -
وارثان گودری سنگھ بنام گمان سنگھ وبستی سنگھ -

مقدمہ ۲۱ - س - اگر کوئی عورت حین حیات اپنے مجنون شوہر کی جائداد شوہری کے ایک جزو کو اپنی ساس کی کریاکرم کے لیے بیع کرے تو ایسا بیع شاستر کے بموجب کامل اور وجب التعمیل ہے یا نہین -

ج - اگر زوجہ اپنے شوہر کی جائداد کے ایک جزو کو جبکہ شوہر اُسکا لاولد اور یقیناً مجنون ہو امر مذکورہ بالا کے لیے بیع کرے تو ایسا بیع قانوناً درست ہے -

ضلع سلہٹ - ۲۶ - نومبر ۱۸۱۶ء -

شب پرشاد بنام سوبرن داسی -

مقدمہ ۲۲ - س - ایک شخص جسکے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور ایک زوجہ ہو اپنی کل جائداد موروثی کسی شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کر سکتا ہے یا نہیں -

ج - اگر ایک شخص جسکے بیٹے اور اور وارث ہوں اپنی جائداد غیر منقولہ موروثی کو بغیر اُنکی رضامندی یا بلا اشد ضرورت کے بیع کرے تو ایسا بیع باطل اور ناجائز ہے اور اشد ضرورت سے مراد یہ ہے کہ بیع کنبہ کی پرورش کے لیے عمل میں آئی ہو اور ایسی ضرورتیں میں یہ امر جائز ہوگا - یہ رائے بباد چنتامنی اور بہا چندر اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے -

ماخذ - قول کاتیائن " زوجہ یا بیٹے یا کل جائداد کو دے دینا یا بیع کرنا بلا استرضا اُن اشخاص کے جنکو اُسے تعلق ہو پہنچا ہے اُسے واجب ہے کہ اُنھیں خود اپنے پاس رکھے لیکن درصورت اشد ضرورت کے وہ برضامندی متعلقین مذکور کے دے یا بیع کر سکتا ہے اور صورت میں اُسکو ایسا کرنا واجب نہیں ہے اور یہی قاعدہ مسلمہ کتب شاستر کے بموجب ہے - باستثنا سے کل جائداد اور مکان سکونت کے جو کچھ کہ کنبے کے کھانے اور کپڑے کے بعد بچے خواہ وہ غیر منقولہ ہو یا منقولہ اُسے دے دینے کا اختیار ہے سوا اسکے اور کچھ دینے کا اختیار نہیں ہے " -

" اگر بیٹوں اور کنبہ کی پرورش بغیر بیع کرنے جائداد غیر منقولہ کے نہو سکے یا اگر باپ اسقدر جائداد اپنے پاس رکھ کر جو کنبہ کی پرورش کے لیے کافی ہو کل جائداد غیر منقولہ موروثی بیع کرے تو ایسا بیع درست اور جائز ہے " -

دایے بھاگ - لیکن اگر بغیر بیع کرنے کل جائداد غیر منقولہ کے کنبہ کی پرورش

ذکر اُس صورت کا جسمین زوجہ کو بیع کرنا اپنے مجنون شوہر کی جائداد کا جائز ہے -

ذکر اُن صورتوں کا جنمیں ایک شخص کل جائداد موروثی کو بیع کر سکتا ہے -

نہو سکے تو کل جائداد جی بیع یا کسی اور طور پر منتقل کیجا سکتی ہے"۔

ضلع ندیا - ۱۲ مئی ۱۸۶۸ء۔

مقدمہ ۲۳ - س - ایکجائداد اراضی (ا) اور (ب) نے بالاشتراک خرید کی اور (ب) چار بیٹے یعنی (ج) و (د) و (ر) و (ص) چھوڑ کر مر گیا اور (ب) کی وفات کے بعد منجملہ اُسکے بیٹون کے ایک بیٹا (ص) بھی فوت ہوا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا بعد ازان (ا) اور باقی تین حقیقی بھائیون (ج) و (د) و (ر) نے کل جائداد مذکور کو بیع کیا اس صورت مین یہ بیع بلا اجازت (ص) کی بیوہ کے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور بیوہ کا جائداد مذکور مین کچھ استحقاق ہے یا کہ وہ اپنے شوہر کے بھائیون سے صرف خورو پوش کی مستحق ہے۔

ج - اگر (ص) جائداد مین سے اپنا حصہ لیکر بھائیون سے علٰحدہ ہو گیا ہو اور بعد ازان فوت ہوا ہو تو اس صورت مین (ص) کی بیوہ مستحق پانے جائداد شوہری کی ہے اور اگر (ص) اپنے بھائیون سے علٰحدہ نہوا ہو یا جدا ہو کر پھر شامل ہو گیا ہو تو اس صورت مین (ص) کی بیوہ اپنے شوہر کے بھائیون سے مین حیات اپنے صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے۔ اگر بعد تقسیم ہونے جائداد کے (ص) صرف ایک بھائی کے ساتھ پھر شامل ہو گیا ہو تو صرف اُس بھائی پر اپنے شریک بھائی کی بیوہ کے لیے وجہ معاش کا مہیا کرنا واجب ہے اور اس حالت مین واسطے جواز بیع کے بیوہ کی اجازت مطلق ضرور نہین ہے۔

ذکر اس صورت کا جسمین تین بھائی بلا اجازت چوتھے بھائی کی بیوہ کے جائداد بیع کر سکتے ہین۔

ضلع مراداباد - ۲۷ - اپریل ۱۸۶۲ء۔

مقدمہ ۲۴ - س - دو بھائی ایک ہی مکان مین رہتے ہین اور جائداد غیر منقسمہ پر بالاشتراک قابض ہین انمین سے ایک بھائی اپنے حصہ غیر معینہ کو بیعنامہ کے ذریعہ سے شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کرتا ہے ایسا بیع بمجرومی دوسرے بھائی کے وارثون کے درست ہے یا نہین - اس سوال کا جواب شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب چاہیے۔

شاستر بنگالہ کے بموجب عمل مین آنا بیع حصہ غیر معینہ کا ایک شریک کی جانب سے درست اور جائز ہے۔

ج۔ ایسا بیع درست اور جائز ہے۔

ماخذ:۔ "صرف ایک شریک بلا اجازت اور شریکون کے کُل غیر منقولہ جائداد بیع یا ہبہ نہین کرسکتا ہے اور نہ وہ شے جو کنبہ مین مشترک ہو جائداد غیر منقولہ کی نسبت و اسطے دائم خواہ علیحدہ ہون یا شریک مساوی استحقاق رکھتے ہین کیونکہ اُنھین سے صرف ایک کو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ کُل جائداد کو رہن یا بیع کرے"۔ اگرچہ یہ دونون قول مرقومۂ بالا بیاس کے داے بھاگ مین منقول ہین مگر پھر بھی مصنف داے بھاگ کا بیان یہ ہے کہ ان اقوال کی رو سے یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ کسی شخص کو ایسی جائداد کے بیع یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کا اختیار نہین ہے کیونکہ اس صورت یعنی اراضی مشترکہ کی اور بھی اسی قسم کی اورجائداد کی نسبت ہر شریک کو بدرجۂ مساوی اختیار انتقال حاصل ہے اور اقوال بیاس مین جو ممانعت لکھی ہے منشا اُسکا یہ ہے کہ ایسے امر کا ارتکاب اخلاق کی رو سے داخل جرم ہے کیونکہ ایسا بیع یا ہبہ یا اور طور کا انتقال جس سے مالک کی بدسلوکی پائی جاے کنبہ کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے لیکن اقوال مذکورے عدم جواز ایسے بیع یا اور طرح کے انتقال کا مراد نہین ہے"۔ داے بھاگ۔

۲۔ قول نارد منقولہ داے بھاگ:۔ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جائداد کے مالک ہین"۔

۳۔ ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کرنا جائداد غیر منقولہ کا بھی خواہ وہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ جائز ہے کیونکہ تعین حصص جداگانہ کا وہ اندازی یا کسی اور طور پر زمانہ مابعد مین ممکن ہے شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار[1]۔

صدر دیوانی عدالت ۱۰۔ اپریل ۱۸۱۵ء۔

بیجناتھ نبر جیا اپیلانٹ بنام شمبھو چندر نبرجیا رسپانڈنٹ۔

[1] یہ راے پنڈت متعلقہ عدالت شہر پٹنہ کی راے کے خلاف دی گئی تھی پنڈت موصوف

مقدمہ ۲۵ - س - شودر قوم کی ایک بیوہ نے جسکے کوئی بیٹا نہ تھا اپنی جائداد غیر منقولہ شوہری مین سے ایک جزو اپنی وجہ معاش کے لیے رکھکر باقی کو بحالت موجودگی اپنے نواسہ کے اپنے شوہر کے بھتیجون کو بذریعہ ہبہ نامہ کے منتقل کر دیا اور نواسہ اس امر مین معترض نہوا ہبہ کے پندرہ سال بعد اُسنے اُسی جائداد موہوبہ کو ایک شخص اجنب کے ہاتھ بیع کیا اور بیعنامہ پر نواسہ نے گواہی کر دی اس صورت مین کونسا معاہدہ قائم رکھنا چاہیے -

ج - ہبہ کے باب مین موہوب الیہاکے نواسہ کی رضامندی مستنبط ہوتی ہے کیونکہ اُسنے اُسوقت یا ہبہ کے پندرہ برس بعد تک کوئی اعتراض پیش نہین کیا لہذا ہبہ جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے بیع جو بگواہی نواسہ کے عمل مین آیا ہے کامل نہین تصور کیا جاسکتا کیونکہ جائداد مبیعہ پر بیوہ کا کچھ استحقاق نہ تھا ہبہ یا بیع کے بعد حق ملکیت جاتا رہتا ہے اور صورت ہذا مین فعل سابق یعنی ہبہ مستند تصور کیا جاے گا -

ہبہ سابق کی عث سے وہ بیع جو پندرہ سال کے بعد عمل مین آیا ہے ناجائز تصور ہوگا -

ماخذ - اقوال مرقومۂ ذیل نارد اور کاتیاین اور برہسپتی کے ہین -

"اگر کسی شخص نے کوئی شے کسی شخص کے پاس مکفول یا رہن کر دی ہو اور وہ اُسکو پھر دوسرے شخص کے ہاتھ رہن یا بیع کرے تو جو امر کہ اول وقوع مین آیا ہے وہی مستند تصور کیا جاے گا" "تمام معاملات متنازعہ مین جو امر کہ بالآخر عمل مین آتے وہ مستند ہے مگر رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاے وہی تنہا مستند تصور کیا جاتا ہے" ؎

؎ کی یہ راے تھی کہ شریک کا منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے حصہ غیر معینہ کا بیع کرنا جائز نہین ہے چنانچہ اُس نے اپنی راے کی تائید مین دونون قول بیاس کے جو اوپر لکھے گئے ہین نقل کیے تھے -

؎ جاگنناتھ - خلاصہ کی جلد ۲ - صفحہ ۸۰ معائنہ کرو -

باب بارھوان

شہادت کے بیان مین

مقدمہ ۱- س ۱- ایک شخص نے چند غلام اور کنیز بذریعہ بیعنامہ کے جسپر بائع کے اور غلامون کی گواہی ثبت ہوئی خریدکین بعدازان متعاقدین مین تنازع ہوا اور مشتری نے بائع اور زرخرید غلامون پر اس بیان سے نالش دائر کی کہ بائع کے اور غلامون کے روبرو بیعنامہ لکھا گیا تھا چنانچہ وے میرے حق مین گواہی دے سکتے ہین اس صورت مین شہادت ایسے غلامون کی جائز ہے یا نہین۔

ج ۱- صورت مذکورہ بالا مین مدعی کی جانب سے بائع کے غلامون کی شہادت درست اور جائز ہے۔

غلام اپنے آقا کے خلاف گواہ ہو سکتا ہے۔

س ۲- مقدمہ جو غلامون یا کنیزون کے باب مین دائر کیا جاے اسمین مدعی اپنا دعوی ثابت کرنے کے لیے اپنے غلام بطور گواہ پیش کرتا ہے ایسے غلامون کی شہادت درست اور جائز ہے یا نہین۔

ج- غلام کی شہادت بحق اپنے آقا کے کسی صورت مین قابل منظوری نہین ہے

نگر انکے حق مین گواہی نہین دے سکتا۔

س ۳- مدعی کے رشتہ دارون کے غلام کی گواہی بحق مدعی قابل منظوری ہے یا نہین۔

ج ۳- شاستر کے بموجب مدعی کے رشتہ دارون کے غلامون کی گواہی بحق مدعی درست ہے اور رشتہ داری کی وجہ سے یہ اعتراض پیش نہین ہو سکتا کہ ایسے غلامون کی گواہی بحق مدعی نہ لیجاے۔

مدعی کے رشتہ دارون کے غلام مدعی کی جانب گواہ ہو سکتے ہین۔

ضلع چھپرا- ۲۵- جولائی ۱۸۱۳ع

مقدمہ ۲- س ۱- ایک شخص نے عدالت مین اپنی جانب سے ایک ایسے شخص کو گواہ قرار دیا جو اسکا مقروض تھا اس صورت مین مدیون کی شہادت دائن کے حق مین درست ہے یا نہین۔

مدیون اپنے دائن کے حق مین گواہی دے سکتا ہے۔

فیصلہ۔ مدیون کی گواہی دائن کے حق مین مستفید ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ بلا دباؤ و رعایت شہادت دے اور اسکے مجاز ہونے مین کوئی اعتراض نہو۔

ضلع سلہٹ۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۱۸ء۔

چکورام سرما بنام بدھ سنگھ وغیرہ۔

مقدمہ ۳۔ س۔ ایک شخص نے بدعوی ایک اس مادہ گاو کے اِس بیان سے نالش دائر کی کہ گاے مذکور اسکے پاس رہن رکھی گئی تھی اور فریق مخالف نے رہن سے منکر ہوکر یہ عذر پیش کیا کہ مین نے گاے خریدی ہے اور اپنے عذر کے ثبوت مین مدعی کی زوجہ اور بیٹی اور مان اور بہن کو گواہ قرار دیتا ہے اس صورت مین عورات مذکورہ کی گواہی درست اور جائز متصور ہو سکتی ہین یا نہین۔

مدعا علیہ مدعی کی عورات رشتہ دار کو اپنا گواہ قرار دینیکا مجاز نہین ہے۔

فیصلہ۔ اگر صورت مذکورۂ بالا مین مدعا علیہ نے یہ عذر خاص پیش کیا ہو کہ گاے مذکور اسکی زر خرید تھی اور ایسے عذر کا ثبوت مدعی کی زوجہ اور بیٹی اور مان اور بہن کی شہادت پر منحصر رکھا ہو تو شاستر کے بموجب مدعا علیہ ایسے شخصون کو اپنا گواہ قرار دینے کا مجاز نہین ہے۔

ضلع جنگل محال۔ ۷۔ فروری ۱۸۱۸ء۔

مقدمہ ۴۔ س۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے بھائی کے ساتھ زنا کیا اور بعد ازان اسپر وجہ معاش کے واسطے نالش کی اور فعل مذکور کے ثبوت کے لیے مدعا علیہ کی زوجہ کو گواہ قرار دیا اِس صورت مین شہادت صرف ایک عورت کی جائز ہے یا نہین۔

؎ متاچھرا مین جواب دعوے چار طرح کا لکھا ہے۔ اقبال۔ انکار۔ عذر خاص۔ عذر فیصلہ سابق اِس باب مین اگر زیادہ تصریح دیکھنی منظور ہو تو جلد اول کا وہ باب جسمین طریقہ دادرسانی وغیرہ کا بیان ہے معائنہ کیا جاے اسمین دھرم شاستر کے بموجب مختصر احوال شہادت اور اور امور قانونی کا مندرج ہے۔

عورت کے مقدمہ مین شہادت صرف ایک عورت کی قابل منظوری ہے -

فیصلہ - اگر عورت نے اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے ساتھ زنا کیا اور بعد ازان بوجہ معاش کے واسطے نالش کی اور مدعا علیہ کی زوجہ کو اپنا گواہ قرار دیا تو چونکہ مقدمہ عورت کا ہے لہذا شہادت صرف ایک عورت کی ... ور جائز ہے -

ضلع جنگل محال - ۷ - فروری ۱۸۵۰ع -

مجذوم گواہ قرار نہین دیا جا سکتا -

مقدمہ ۵ - س - جو شخص مبتلاء امراض جذام ہو اسکی شہادت قانوناً جائز ہے یا نہین -

فیصلہ - مجذوم کی گواہی قابل منظوری نہین ہے -

ضلع چوبیس پرگنہ - ۹ - نومبر ۱۸۵۰ع -

بدیا ناتھ مالدر بنام ہر چندر مالدر وغیرہ -

مدعا علیہ اگر انکار کرے تو اُس صورت مین صورت ثبوت اور وجہ ثبوت کے حلف لیا جانے -

مقدمہ ۶ - س - مدعی کے پاس کوئی وجہ ثبوت بمطابقت اپنے اظہار کے نہین ہے لہذا وہ مدعا علیہ کے حلف پر حصر کرنا چاہتا ہے اِس صورت مین مدعا علیہ کو حلف دلایا جا سکتا ہے یا نہین -

فیصلہ - منو اور جاگیولک اور اور معتبر عالمون کے قول جو متاچھرا مین منقول ہین اُنکے بموجب مدعا علیہ کو حلف دینا چاہیے -[1]

ضلع مراد آباد - ۲۲ - مارچ ۱۸۵۰ع -

مانگ چرن برہمن بنام گنگا نرائن وغیرہ -

---

[1] لیکن اس مسئلہ کو بلا قید تسلیم کرنا نچاہیے کیونکہ کسی قسم کی تصدیق غیبی پر عمل کرنا مناسب نہین ہے اِلّا اُس صورت مین جبکہ جملہ اور قسم کی شہادت موجود نہو - تصدیق غیبی کے مختلف قسم کے طریقے ہین جو مختلف صورتون کے لیے مخصوص ہین اُنکا بیان جلد اول کے اُس باب مین ملاحظہ کیا جائے جسمین طریقہ کارروائی عدالت وغیرہ کا بیان ہے -

تمام شد

جلد دوم نظائر دھرم شاستر